الکامل فی التاریخ

تالیف

عز الدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بابن الاثیر (۵۵۵ھ - ۶۳۰ھ)

جلد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ-۶۳۰ھ)

جلد ششم

(خلافت بنوامیہ دمشق ۱۳۲ھ تا ۲۱۸ھ)

مترجم: محمد ظہیر الدین بھٹی

تسہیل، تحشیہ و تہذیب

نگار سجاد ظہیر

قرطاس

۲۰۱۸ء

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

قرطاس

سلسلۂ مطبوعات - ۱۴۴

طبع اوّل -- ستمبر: ۲۰۱۸ء

297.9
/12
14302

قیمت : -/۹۰۰ روپے

ISBN: 978-969-9640-51-3

قرطاس

فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر بلاک 15، کراچی

موبائل: 0321-3899909 ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr

Marfat.com

المحتویات

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۹	باب:۱
	۱۳۲ھ کے واقعات☆دولتِ بنی عباس کا آغاز اور ابوالعباس السّفاح کی بیعت ☆زاب میں مروان کی ہزیمت☆امام ابراہیم بن محمد بن علی کا قتل☆مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کا قتل☆بنی امیہ میں سے ان کا ذکر جو قتل کیے گئے☆حبیب بن مُرۃ المری کی بغاوت☆ابوالورد اور اہل دمشق کی بغاوت☆اہل الجزیرہ کی بغاوت☆ابو سلمۃ الخلال اور سلیمان بن کثیر کا قتل☆واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ☆فارس میں ابوسلمہ کے عمال کا قتل☆موصل پر یحییٰ بن محمد کی ولایت☆متفرق واقعات☆وفیات
۵۶	حواشی
۵۸	باب:۲
	۱۳۳ھ کے واقعات☆ملطیہ پر رومیوں کا قبضہ☆متفرق واقعات
۶۱	باب:۳
	۱۳۴ھ کے واقعات☆بسام بن ابراہیم کی بغاوت☆خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل☆جنگ کِش☆منصور بن جمہور کا حال☆متفرق واقعات☆وفیات
۶۵	حواشی
۶۷	باب:۴
	۱۳۵ھ کے واقعات☆زیاد بن صالح کا خروج☆جزیرہ صقلیہ کی جنگ☆متفرق واقعات☆وفیات

Marfat.com

⇦ باب:۵ ۷۰

۱۳۶ھ کے واقعات☆ابو جعفر اور ابو مسلم کا حج☆سفاح کی موت کا ذکر☆ذکر خلافت منصور☆اندلس کے فتنے کا ذکر☆متفرق واقعات/وفیات

⇦ باب:۶ ۷۵

۱۳۷ھ کے واقعات☆عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی ہزیمت کا ذکر☆ابو مسلم خراسانی کا قتل☆ابو مسلم کے بارے میں☆خراسان میں سنباد کا خروج☆ملبد بن حرملہ کا خروج☆متفرق واقعات

⇦ باب:۷ ۹۵

۱۳۸ھ کے واقعات☆جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت☆ملبد خارجی کا قتل ☆متفرق واقعات

⇦ باب:۸ ۹۸

۱۳۹ھ کے واقعات☆رُوم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ☆عبدالرحمٰن بن معاویہ اندلس میں☆عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام☆عبداللہ بن علی قید ہو گئے☆متفرق واقعات☆وفیات

❁ حواشی ۱۰۶

⇦ باب:۹ ۱۰۷

۱۴۰ ھ کے واقعات☆خراسان پر عبدالجبار کی ولایت☆یوسف الفہری کا قتل ☆متفرق واقعات☆وفیات

⇦ باب:۱۰ ۱۱۰

۱۴۱ھ کے واقعات☆راوندیہ کا خروج☆خراسان میں عبدالجبار کی بغاوت ☆طبرستان کی فتح☆متفرق واقعات☆وفیات

❁ حواشی ۱۱۶

Marfat.com

باب:۱۱ ۱۱۷

۱۴۲ھ کے واقعات ☆عیینہ بن موسیٰ بن کعب کی بغاوت ☆اصبہبذ کا نقض عہد ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۱۲ ۱۲۰

۱۴۳ھ کے واقعات

باب:۱۳ ۱۲۱

۱۴۴ھ کے واقعات ☆محمد بن عبداللہ بن حسن کا معاملہ ☆اولاد حسن قید میں ☆اولاد حسن عراق کے زنداں میں ☆متفرق واقعات ☆وفیات

حواشی ۱۳۵

باب:۱۴ ۱۳۶

۱۴۵ھ کے واقعات ☆محمد بن عبداللہ بن حسن کا ظہور ☆محمد بن عبداللہ کا قتل ☆بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے ساتھ تھے ☆محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبروں کا ذکر ☆مدینہ میں اسودان کی شورش کا ذکر ☆بغداد کی تعمیر ☆ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا ظہور ☆ابراہیم کے جانے اور ان کے قتل کیے جانے کا ذکر ☆متفرق واقعات ☆وفیات

حواشی ۱۷۸

باب:۱۵ ۱۸۰

۱۴۶ھ کے واقعات ☆تعمیر بغداد کی کیفیت ☆اندلس میں علاء کے خروج کا ذکر ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۱۶ ۱۸۴

۱۴۷ھ کے واقعات ☆حرب بن عبداللہ کا قتل ☆مہدی کی بیعت ☆عبداللہ بن علی کی موت ☆متفرق واقعات ☆وفیات

Marfat.com

⇦ باب:۱۷ ۱۹۱

۱۴۸ھ کے واقعات☆حسان بن مجالد کا خروج☆خالد بن برمک کو عامل بنائے جانے کا ذکر☆اغلب بن سالم کی ولایت افریقہ☆اندلس کے فتنوں کا ذکر☆متفرق واقعات☆وفیات

۞ حواشی ۱۹۶

⇦ باب:۱۸ ۱۹۷

۱۴۹ھ کے واقعات

⇦ باب:۱۹ ۱۹۸

۱۵۰ھ کے واقعات☆ذکر خروج استاذ سیس☆متفرق واقعات☆وفیات

⇦ باب:۲۰ ۲۰۲

۱۵۱ھ کے واقعات☆عمر بن حفص کی سندھ سے معزولی اور ہشام بن عمرو کی تقرری ☆ابو جعفر عمر بن حفص کی ولایت افریقہ☆یزید بن حاتم کی افریقہ پر تقرری ☆مہدی کے لیے شہر رُصافہ کی تعمیر☆سلیمان بن حکیم عبدی کا قتل☆شقناء بن عبدالواحد کا معاملہ☆معن بن زائدہ کا قتل☆متفرق واقعات☆وفیات

۞ حواشی ۲۱۳

⇦ باب:۲۱ ۲۱۴

۱۵۲ھ کے واقعات☆وفیات

⇦ باب:۲۲ ۲۱۵

۱۵۳ھ کے واقعات

⇦ باب:۲۳ ۲۱۸

۱۵۴ھ کے واقعات

⇦ باب:۲۴ ۲۱۹

Marfat.com

۱۵۵ھ کے واقعات ☆عباس بن محمد کی الجزیرہ سے معزولی ☆محمد بن سلیمان کی کوفہ سے معزولی ☆متفرق واقعات

⇦ باب:۲۵ ۲۲۳

۱۵۶ھ کے واقعات ☆اہل اشبیلیہ کی شورش ☆افریقہ میں خوارج کا فتنہ ☆متفرق واقعات

⇦ باب:۲۶ ۲۲۶

۱۵۷ھ کے واقعات

⇦ باب:۲۷ ۲۲۸

۱۵۸ھ کے واقعات ☆موصل پر خالد بن برمک کی ولایت ☆منصور کی موت اور اس کی وصیت کا ذکر ☆منصور کا حلیہ اور اس کی اولاد ☆منصور کی سیرت کا حال ☆مہدی کی خلافت اور اس کی بیعت کا تذکرہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۲۸ ۲۴۹

۱۵۹ھ کے واقعات ☆حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کا تذکرہ ☆ مہدی کے یہاں یعقوب کے تقرب ☆خراسان میں مقنع کا ظہور ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۲۹ ۲۵۵

۱۶۰ھ کے واقعات ☆ یوسف برم کی بغاوت کا تذکرہ ☆عیسیٰ بن موسیٰ کی برطرفی اور موسیٰ ہادی کی بیعت ☆ بازید شہر کی فتح کا تذکرہ ☆ آل ابی بکرہ اور آل زیاد کے نسب کا معاملہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۳۰ ۲۶۲

۱۶۱ھ کے واقعات ☆ مقنع کی ہلاکت ☆ ابوعبیداللہ کے حالات کی تبدیلی ☆ صقلبی کی موت ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۳۱ ۲۶۸

Marfat.com

۱۶۲ھ کے واقعات ☆ عبدالسلام خارجی کا قتل ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۲ ۲۷۱

۱۶۳ھ کے واقعات ☆ رومیوں کے خلاف جہاد ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۳ ۲۷۴

۱۶۴ھ کے واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۴ ۲۷۷

۱۶۵ھ کے واقعات ☆ رومیوں سے لڑائی کا بیان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۵ ۲۷۹

۱۶۶ھ کے واقعات ☆ یعقوب بن داؤد کی گرفتاری ☆ متفرق اقعات ☆ وفیات

باب: ۳۶ ۲۸۵

۱۶۷ھ کے واقعات ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۷ ۲۸۷

۱۶۸ھ کے واقعات ☆ موصل میں خارجیوں کی شورش ☆ اندلس میں ابوسود کی سرتابی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

حواشی ۲۸۹

باب: ۳۸ ۲۹۰

۱۶۹ھ کے واقعات ☆ خلیفہ مہدی کی وفات ☆ خلیفہ مہدی کی موت کے اسباب ☆ سیرت ☆ ہادی کی خلافت ☆ حسین بن علی بن حسن کا ظہور ☆ المغرب میں ادریسی خاندان کی ابتداء ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۳۹ ۳۰۴

۱۷۰ھ کے واقعات ☆ ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کے لیے خلیفہ ہادی کی کاروائی ☆ ہادی کی وفات ☆ وفات، عمر، حلیہ اور اولاد ☆ سیرت و کردار

Marfat.com

☆خلافت ہارون الرشید ☆متفرق واقعات

⇦ باب:۴۰ ۳۱۹

۱۷۱ھ کے واقعات ☆عبدالرحمٰن اموی امیر اندلس کی وفات ☆ہشام بن عبدالرحمٰن کی امارت کا تذکرہ ☆ صحصح خارجی ☆ روح بن صالح کا قتل ☆ روح بن حاتم کا بحیثیت گورنر افریقہ تقرر ☆متفرق واقعات

⇦ باب:۴۱ ۳۲۴

۱۷۲ھ کے واقعات ☆ عبدالرحمٰن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کا اپنے بھائی ہشام کے خلاف بغاوت ☆ہشام کے خلاف کچھ اور لوگوں کی بغاوت ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۴۲ ۳۲۷

۱۷۳ھ کے واقعات ☆ خیزران کی وفات ☆ وفیات

⇦ باب:۴۳ ۳۲۹

۱۷۴ھ کے واقعات

⇦ باب:۴۴ ۳۳۰

۱۷۵ھ کے واقعات ☆ ہشام کی مطروح اور اپنے دونوں بھائیوں پر فتح یابی ☆ ہشام کی اندلس میں معرکہ آرائی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۴۵ ۳۳۳

۱۷۶ھ کے واقعات ☆ یحییٰ بن عبداللہ کا دیلم میں ظہور ☆عمر بن مران کا گورنر مصر بننا ☆دمشق میں خانہ جنگی کا فتنہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۴۶ ۳۴۳

۱۷۷ھ کے واقعات ☆ اندلس میں فرنگیوں کے خلاف جہاد ☆فضل بن روح کا تقرر بحیثیت گورنر افریقہ ☆ ہرثمہ بن اعین افریقہ کا نیا گورنر ☆موصل میں فتنہ ☆متفرق

Marfat.com

واقعات ☆ وفیات

باب: ۴۷ ۳۵۰

۱۷۸ھ کے واقعات ☆ مصر میں فتنہ کا ظہور ☆ ولید بن طریف خارجی کی بغاوت ☆ اندلس میں فرنگیوں اور جلالقہ کے خلاف جہاد ☆ فتنہ تاکرنا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۴۸ ۳۵۵

۱۷۹ھ کے واقعات ☆ اندلس میں فرنگیوں کے خلاف جہاد ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۴۹ ۳۵۷

۱۸۰ھ کے واقعات ☆ ہشام کی وفات ☆ الحکم بن ہشام ☆ اندلس میں فرنگیوں کے خلاف لڑائی ☆ علی بن عیسیٰ گورنر خراسان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۵۰ ۳۶۳

۱۸۱ھ کے واقعات ☆ محمد بن مقاتل گورنر افریقہ ☆ والی افریقہ ابراہیم بن اغلب ☆ عبداللہ بن ابراہیم گورنر افریقہ ☆ امیر اندلس کی مخالفت ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۵۱ ۳۶۹

۱۸۲ھ کے واقعات ☆ وفیات

حواشی ۳۷۱

باب: ۵۲ ۳۷۲

۱۸۳ھ کے واقعات ☆ اسلامی مملکت پر خزر کا حملہ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب: ۵۳ ۳۷۵

۱۸۴ھ کے واقعات ☆ وفیات

باب: ۵۴ ۳۷۷

۱۸۵ھ کے واقعات ☆ وفیات

Marfat.com

⇦ باب:۵۵ — ۳۸۰

۱۸۶ھ کے واقعات ☆ امیر اندلس اور اس کے چچا کے مابین اتفاق ☆ خلیفہ ہارون الرشید کا ولی عہدی کا فرمان تحریر کرنا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب:۵۶ — ۳۸۳

۱۸۷ھ کے واقعات ☆ خلیفہ ہارون الرشید کا برامکہ پر ٹوٹ پڑنا ☆ ایک اور قول ☆ ایک اور قول ☆ عبدالملک بن صالح کی گرفتاری ☆ روم پر چڑھائی ☆ ابراہیم بن عثمان بن نھیک کا قتل ☆ اندلس کے شہر تطیلہ پر زنگی قبضہ ☆ الحکم کا اہل قرطبہ پر ٹوٹ پڑنا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی — ۳۹۸

⇦ باب:۵۷ — ۳۹۹

۱۸۸ھ کے واقعات ☆ وفیات

⇦ باب:۵۸ — ۴۰۰

۱۸۹ھ کے واقعات ☆ ہارون الرشید کا رے کی جانب سفر ☆ طرابلس الغرب میں فتنہ انگیزی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب:۵۹ — ۴۰۴

۱۹۰ھ کے واقعات ☆ رافع بن عیث بن نصر بن سیار ☆ ہرقلہ کی فتح ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی — ۴۰۷

⇦ باب:۶۰ — ۴۰۸

۱۹۱ھ کے واقعات ☆ اہل طلیطلہ کی فتنہ انگریزی اور گڑھے کا واقعہ ☆ اہل ماردہ کی الحکم کے خلاف سرکشی ☆ اندلس پر فرنگی یلغار کا ناکام منصوبہ ☆ الحکم کے خلاف حزم کی بغاوت ☆ علی بن عیسیٰ بن ہامان کی برطرفی اور ہرثمہ کا تقرر بحیثیت گورنر ☆ متفرق

Marfat.com

واقعات ☆وفیات

- حواشی ۴۱۶
- باب:۶۱ ۴۱۷

۱۹۲ھ کے واقعات ☆ہارون رشید کا خراسان کی طرف کوچ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

- حواشی ۴۱۹
- باب:۶۲ ۴۲۰

۱۹۳ھ کے واقعات ☆فضل بن یحییٰ کی وفات ☆ہارون رشید کی وفات ☆عہدِ ہارونی کے گورنروں کا تذکرہ ☆مدینہ کے گورنر ☆مکہ کے گورنر ☆والیان کوفہ ☆بصرہ کے والی ☆والیان خراسان ☆بیویاں اور اولاد ☆بیٹے ☆بیٹیاں ☆سیرت و کردار ☆خلافت امین ☆امین اور مامون کے مابین اختلاف کا آغاز ☆متفرق واقعات ☆وفیات

- باب:۶۳ ۴۳۶

۱۹۴ھ کے واقعات ☆اہل حمص کی امین کی مخالفت ☆امین اور مامون کے مابین مخالفت کا ظہور ☆اہل اغلب کے خلاف اہل تونس کی سرکشی ☆اہل ماردہ کی نافرمانی اور فرنگی ممالک پر الحکم کی یلغار ☆متفرق واقعات ☆وفیات

- باب:۶۴ ۴۴۸

۱۹۵ھ کے واقعات ☆خطبے سے مامون کا نام خارج ہونا ☆علی بن عیسیٰ اور طاہر میں لڑائی ☆عبدالرحمٰن بن جبلہ کی تعیناتی اور روانگی ☆کوہستان علاقوں پر طاہر کا تسلط ☆عبدالرحمٰن بن جبلہ کا قتل ☆سفیان کی سرکشی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

- باب:۶۵ ۴۶۱

۱۹۶ھ کے واقعات ☆امین کا طاہر کے مقابلے کے لیے افواج روانہ کرنا ☆فضل بن سہل کا تذکرہ ☆عبدالملک بن صالح بن علی کی موت ☆امین کا دوبارہ خلیفہ بننا

Marfat.com

☆طاہر کی اہواز میں کارکردگی ☆طاہر کا واسط وغیرہ پر تسلط ☆طاہر کا مدائن پر قبضہ اور صرصر میں پڑاؤ ☆مکہ ومدینہ میں مامون کے حق میں بیعت کا بیان ☆امین کی حرکت ☆فوج کی طاہر اور امین کے خلاف بغاوت ☆افریقہ میں اہل طرابلس کے ہاں فتنہ کا ظہور

حواشی ۴۸۰

باب:۶۶ ۴۸۱

۱۹۷ھ کے واقعات ☆بغداد کا محاصرہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۶۷ ۴۸۸

۱۹۸ھ کے واقعات ☆بغداد پر طاہر کا تسلط ☆امین کا قتل ☆امین کا کردار، عمر اور حکومت ☆امین کے کردار کے کچھ پہلوؤں کا تذکرہ ☆طاہر کے خلاف فوج کی بغاوت ☆نصر بن شبث عقیلی کی مامون مخالف تحریک ☆حسن بن سہل کی عراق پر گورنری ☆قرطبہ میں واقعہ ربض کا تذکرہ ☆موصل میں میدان نامی واقعہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

حواشی ۵۱۱

باب:۶۸ ۵۱۲

۱۹۹ھ کے واقعات ☆ابن طباطبا علوی کی بغاوت ☆نصر بن شیث عقیلی کا طاقت پکڑنا ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۶۹ ۵۱۹

۲۰۰ھ کے واقعات ☆ابوالسرایا کا فرار ☆ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا ظہور ☆مکہ میں حسین بن حسن کی کارستانی اور محمد بن جعفر کی بیعت ☆ابراہیم بن موسیٰ کی کارستانی ☆ہرثمہ مارا جانا ☆بغداد میں فوجی بغاوت ☆ایک اور تاریخی روایت ☆موصل میں فتنہ انگیزی ☆فرنگی ممالک کے خلاف جہاد ☆مورور کے علاقے میں بربر کی بغاوت

Marfat.com

☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۷۰ ۵۲۹

۲۰۱ھ کے واقعات ☆بغداد میں منصور بن مہدی کی حکمرانی ☆امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے رضا کار ☆علی بن موسیٰ علیہ السلام کی ولی عہدی کی بیعت ☆ابراہیم بن مہدی کی بیعت کا پس منظر ☆کوہستان طبرستان ودیلم کی فتح ☆بابک خرمی کے معاملہ کا آغاز ☆زیادۃ اللہ بن ابراہیم بن اغلب گورنر افریقہ ☆زیادۃ اللہ کی جزیرہ صقیلہ کی فتح ☆متفرق واقعات

حواشی ۵۴۶

باب:۷۱ ۵۴۷

۲۰۲ھ کے واقعات ☆ابراہیم بن مہدی کی بیعت ☆قصرابن ہبیرہ پر ابراہیم کا قبضہ ☆سہل بن سلامہ کی مغلوبیت ☆عراق کی طرف مامون کی روانگی اور ذوریاستین کا قتل ☆علی بن حسین ہمدانی کا قتل ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۷۲ ۵۵۶

۲۰۳ھ کے واقعات ☆علی بن موسیٰ الرضیٰ کی وفات ☆ابراہیم بن مہدی کا عیسیٰ بن محمد کو گرفتار کرنا ☆ابراہیم بن مہدی کی معزولی ☆ابراہیم بن مہدی کی روپوشی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۷۳ ۵۶۲

۲۰۴ھ کے واقعات ☆بغداد میں مامون کی آمد ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۷۴ ۵۶۵

۲۰۵ھ کے واقعات ☆طاہر کا تقرر بہ طور والی خراسان ☆متفرق واقعات ☆وفیات

باب:۷۵ ۵۶۸

۲۰۶ھ کے واقعات ☆عبداللہ بن طاہر گورنر رقہ ☆حکم بن ہشام کی وفات

Marfat.com

☆عبدالرحمٰن بن الحکم کی امارت ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۷۶ ۵۸۶

۲۰۷ھ کے واقعات ☆یمن میں عبدالرحمان بن احمد کی بغاوت ☆طاہر بن حسین کی وفات ☆اس سال اندلس میں ہونے والے واقعات ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۷۷ ۵۹۱

۲۰۸ھ کے واقعات ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۷۸ ۵۹۳

۲۰۹ھ کے واقعات ☆نصر بن شبث کو مفتوح کرنا ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۷۹ ۵۹۶

۲۱۰ھ کے واقعات ☆مامون کی ابن عائشہ پر فتح ☆ابراہیم بن مہدی کی مغلوبی ☆مامون کی بوران سے خلوت ☆عبداللہ بن طاہر کی مصر کی جانب روانگی ☆عبداللہ کا اسکندریہ فتح کرنا ☆اہل قم کی شورش کا تذکرہ ☆اندلس میں رونما ہونے والے واقعات ☆متفرق واقعات/وفیات

⇦ باب:۸۰ ۶۰۶

۲۱۱ھ کے واقعات ☆السید بن انس کا قتل ☆عامر اور منصور کے مابین فتنہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۸۱ ۶۱۱

۲۱۲ھ کے واقعات ☆محمد بن حمید کا موصلی پر قبضہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۸۲ ۶۱۳

۲۱۳ھ کے واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۸۳ ۶۱۶

Marfat.com

۲۱۴ھ کے واقعات ☆محمد طوسی کا قتل ☆ابو دُلف اور مامون کا تعلق ☆عبداللہ بن طاہر بحیثیت گورنر خراسان ☆متفرق واقعات / وفیات

⇦ باب:۸۴ ۶۲۰

۲۱۵ھ کے واقعات ☆مامون کا روم کے خلاف جہاد ☆وفیات

⇦ باب:۸۵ ۶۲۲

۲۱۶ھ کے واقعات ☆فتح ہرقلہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب:۸۶ ۶۲۴

۲۱۷ھ کے واقعات ☆مامون کا از سرِنو جہاد روم ☆وفیات

⇦ باب:۸۷ ۶۲۶

۲۱۸ھ کے واقعات ☆قرآن مجید کے بارے میں آزمائش وابتلا ☆مامون کی موت اور اس کی وصیت ☆مامون کی وفات، اس کی عمر اور حلیہ ☆مامون کا کردار و سیرت

Marfat.com

باب:۱

۱۳۲ھ کے واقعات

دولتِ بنی عباس کا آغاز اور ابوالعباس السّفاح کی بیعت

اس سال (یعنی ۱۳۲ھ میں) ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے ماہ ربیع الاوّل میں اور بقول بعض ماہ ربیع الآخر میں، جبکہ اس مہینے کے تیرہ دن گذر چکے تھے اور بقول بعض جمادی الاولیٰ میں خلافت کی بیعت کی گئی۔

خلافت بنی عباس کی ابتداء یوں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب کو خبر دی تھی کہ خلافت ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوگی۔ اس بناء پر ان کی اولاد ہمیشہ اس کی توقع کرتی رہی اور ان کے درمیان اس کے چرچے ہوتے رہے۔ پھر یہ ہوا کہ ابو ہاشم بن الحنفیہ، شام گئے۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ان کی ملاقات ہوئی، ابو ہاشم نے محمد بن علی سے کہا، اس معاملہ کا ذکر، جس کے واقع ہونے کی لوگ تم میں توقع رکھتے ہیں، تم سے کوئی سننے نہ پائے۔

ابن الاشعث کے بیان میں، عبدالملک بن مروان سے خالد بن یزید بن معاویہ [1] کا یہ قول گذر چکا ہے کہ "اگر فتق [2] (یعنی افتراق) سجستان سے رونما ہو تو اس میں تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں، لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں خراسان سے رونما نہ ہو۔"

محمد بن علی نے کہا: "ہمارے لیے تین اوقات ہیں۔" طاغیہ یزید بن معاویہ کی موت، صدی کا سرا، اور اِفْرِیقیّہ کا فتق، جب یہ اوقات آئیں گے تو داعی ہمارے لیے دعوۃ دیں گے، پھر ہمارے انصار مشرق سے بڑھیں گے، اور ان کے سوار آ کر جباروں کے جمع کردہ خزانوں کو ان کے چنگل

Marfat.com

سے نکالیں گے۔''

جب یزید بن ابی مسلم اِفریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر باغی ہو گئے تو محمد بن علی نے خراسان کی طرف ایک داعی بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ ''رِضا'' کی طرف دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

ہم اس سے قبل بنی عباس کے دعاۃ اور ابو مسلم کی مساعی، اور مروان (ثانی) کے حکم سے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حال بیان کر چکے ہیں۔ مروان (ثانی) نے ابراہیم کو گرفتار کرنے کے لیے جب کسی کو بھیجا تو اس سے ابوالعباس کا وصف بیان کیا، اس نے نوشتوں میں دیکھا تھا کہ ان اوصاف کے آدمی کو ان کا بادشاہ گرفتار اور قتل کرے گا اور اس سے کہا کہ ابراہیم بن محمد کو لائے۔ فرستادہ پہنچا اور اس نے حسب صفت ابوالعباس کو گرفتار کیا۔ جب ابراہیم سامنے آئے اور وہ بے خوف تھے، تو فرستادہ سے کہا گیا کہ ''تجھے ابراہیم کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ عبداللہ ہے۔'' اس نے ابوالعباس کو چھوڑا، اور ابراہیم کو گرفتار کر کے مروان کے پاس لے گیا۔ مروان نے جب ابراہیم کو دیکھا تو کہا، ''یہ تو وہ حلیہ نہیں ہے جس کا حلیہ میں نے تجھ سے ذکر کیا تھا۔'' لوگوں نے کہا، ''جو صفت تم نے بیان کی تھی ہم نے اس حلیہ کا آدمی دیکھا ہے، لیکن تم نے نام ابراہیم کا لیا تھا، اور ابراہیم یہی ہے۔'' اس نے ابراہیم کے لیے حکم دیا اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور قاصدوں کو دوبارہ ابوالعباس کی تلاش میں بھیجا، مگر انہوں نے ان کو کہیں نہ پایا۔

ابوالعباس کے حَـمِـیْـمَـہ سے جانے کا سبب یہ تھا کہ قاصد نے جب ابراہیم کو گرفتار کیا تو ابراہیم نے اپنے اہل بیت کو موت کی خبر دی، اور انہیں حکم دیا کہ وہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد کے ساتھ کوفہ جائیں اور سمع و طاعت کریں۔ ابراہیم نے ابوالعباس کے لیے وصیت کی اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا۔ ابوالعباس روانہ ہوا۔ اس کے اہل بیت میں اس کے ساتھ اس کا بھائی ابوجعفر المنصور تھا۔ اس کے علاوہ یہ لوگ تھے، عبدالوہاب اور محمد، اس کے بھائی، ابراہیم کے بیٹے، اس کے چچا داؤد، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبداللہ اور عبدالصمد ابناء علی بن عبداللہ بن عباس، اس کا ابن عم موسیٰ بن داؤد، اس کا بھتیجا عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس یہ لوگ ماہ صفر میں کوفہ پہنچے۔ اہل خراسان میں سے ان کے شیعہ کوفہ کے باہر حمام اعین پر تھے۔ ابوسلمۃ الخلال نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم، کے گھر میں، جو بنی اُود میں تھا، اتارا اور ان کے احوال تقریباً چالیس دن تک تمام

Marfat.com

امیرانِ عسکر اور طرفدارانِ بنی عباس سے مخفی رکھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو سلمۃ نے امام ابراہیم کی خبر سن کر ارادہ کیا کہ امرِ خلافت آلِ ابی طالب کی طرف منتقل کر دے۔ ابو الجہم نے اس سے پوچھا، امام نے کیا کیا؟ اس نے کہا، وہ نہیں آئے، ابو الجہم نے اصرار کیا، اس نے کہا، یہ ان کے خروج کا وقت نہیں ہے کیونکہ واسطہ ان کے خروج کے بعد فتح نہیں کیا جائے گا۔

ابو سلمہ سے امام کی نسبت پوچھا جاتا تو وہ کہتا ''جلدی نہ کرو۔'' اس کی یہی روش رہی حتیٰ کہ ابو حمید محمد بن ابراہیم الحمیری، کناسہ جانے کے ارادے سے حمام اعین سے آیا۔ ابراہیم الامام کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابو حُمید نے اسے پہچانا اور اس سے پوچھا ابراہیم الامام کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے خبر دی کہ ''مروان نے ان کو قتل کر دیا اور یہ کہ ابراہیم نے اپنے بھائی ابو العباس کے لیے وصیت کی ہے اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ (یعنی ابو العباس) اپنے عامۂ اہل بیت کے ساتھ کوفہ میں ہے۔'' ابو حُمید نے اس سے خواہش کی کہ اسے ان کے پاس لے چلے۔ خوارزمی نے بغیر ان کی اجازت حاصل کیے ہوئے اس کو ان کے پاس لے جانا مناسب نہیں سمجھا لہٰذا اس سے کہا ''میرے اور تیرے درمیان وعدہ ہے کہ میں تجھ سے کل اسی جگہ ملوں گا۔'' ابو حُمید، ابو الجہم کے پاس واپس گیا، اور اس کو اس بات کی خبر دی، ابو الجہم اس وقت ابو سلمہ کے لشکر میں تھا، اس نے ابو حُمید کو حکم دیا کہ وہ ان سے ملنے کی صورت نکالے۔ ابو حمید دوسرے دن اسی جگہ پہنچا جہاں ملنے کا سابق نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ سابق اس سے ملا اور اس کو ابو العباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لے گیا۔ ابو حمید نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا، ان میں خلیفہ کون ہے؟ داؤد بن علی نے کہا، یہ تمہارا امام اور تمہارا خلیفہ ہے۔ اور ابو العاس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے ابو العباس کو خلافت کا سلام کہا، اس کے ہاتھ اور پاؤں چومے، اور کہا، ہمیں اپنے امر کا حکم دیں۔ نیز اس سے ابراہیم الامام کی تعزیت کی اور واپس آ گیا۔

ابراہیم بن سلمہ ایک شخص تھا، جو بنی عباس کی خدمت کرتا تھا، وہ ابو حُمید کے ساتھ ابو الجہم کے پاس گیا اور اس کو ان کی فرودگاہ کی خبر دی۔ امام نے (ابراہیم بن سلمہ کو) ابو سلمۃ الخلال کے پاس بھیجا کہ وہ ''جمال'' (یعنی اونٹ والے) کو اونٹوں کا کرایا ادا کرنے کے لیے، جو اس کو اور اس کے اہل بیت کو کوفہ لایا تھا، سو دینار عطا کرے، مگر ابو سلمہ خلال نے نہیں بھیجے۔ ابو الجہم ابو حُمید اور ابراہیم بن سلمہ، موسیٰ بن کعب

Marfat.com

کے پاس گئے اور اس سے قصہ بیان کیا، موسیٰ نے ابراہیم بن سلمہ کے ہاتھ امام کو دو سو دینار بھیج دیئے۔

امیرانِ عسکر میں سے ایک جماعت کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ امام سے ملیں۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب، ابوالجہم، عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبداللہ الطائی، اسحاق بن ابراہیم، شراحیل، عبداللہ بن بسام، ابوحمید محمد بن ابراہیم، سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین، امام ابوالعباس کے پاس گئے۔

جب ابوسلمہ کو یہ خبر ملی تو اس نے ان کی نسبت پوچھا، کہا گیا وہ اپنی ایک ضرورت سے کوفہ آئے ہیں۔

وہ جماعت جب ابوالعباس کے پاس پہنچی تو پوچھا، تم میں عبداللہ بن محمد بن الحارثیہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ''یہ ہے۔'' سب نے اس کو خلافت کا سلام کیا اور اس سے ابراہیم کی تعزیت کی۔ موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس ہوئے۔ ابوالجہم نے باقی لوگوں کو امام کے پاس رہنے کا حکم دیا۔ ابوسلمہ بھی امام کی طرف جانے کے لیے سوار ہوا۔ ابوالجہم نے ابوحُمید کو کہلا بھیجا کہ ''ابوسلمہ تمہارے پاس آیا چاہتا ہے، وہ امام کے پاس تنہا ہی داخل ہو۔'' ابوسلمہ ان کے پاس پہنچا تو اس کو روکا کہ وہ تنہا ہی داخل ہوسکتا ہے، کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں داخل ہوسکتا۔ وہ تنہا داخل ہوا اور اس نے ابوالعباس کو خلافت کا سلام کیا۔ ابوحُمید نے اس کو ذلت آمیز الفاظ سے مخاطب کیا۔ اس پر ابوالعباس نے اس سے کہا ''خاموش رہ۔'' اور ابوسلمہ کو حکم دیا کہ اپنے معسکر کی طرف واپس جائے، چنانچہ وہ واپس گیا۔

ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں، جب دن نکلا، اور وہ جمعہ کا دن تھا، تو لوگوں نے ہتھیار لگائے اور ابوالعباس کے برآمد ہونے کے انتظار میں قطار باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ اس کے لیے جانور لائے، وہ ابلق ترکی گھوڑے پر سوار ہوا، اور اس کے اہل بیت بھی (جو اس کے ساتھ تھے) سوار ہوئے، اور وہ ان کی معیت میں دارالامارۃ میں داخل ہوا۔ پھر وہ مسجد پہنچا۔ جہاں اس نے خطبہ دیا اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی پھر منبر پر چڑھا اور اس کے لیے خلافت کی بیعت کی گئی۔ وہ منبر کے بالائی حصہ پر کھڑا ہوا، اور اس کا چچا داؤد بن علی منبر پر چڑھ کر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے کلام شروع کیا اور کہا:

''حمد ہے اس خدا کی جس نے اسلام کو برگزیدہ کیا، اپنے نفس اور اپنے شرف اور اپنی عظمت کے لیے اور اس کو ہمارے لیے پسند کیا، اور ہمارے ذریعہ اس کی تائید کی، اور ہمیں اس کا اہل، اور اس کا ملجاء اور اس کی حمایت میں کھڑا ہونے اور اس کی مدافعت کرنے اور

١٦٣١٥٢

Marfat.com

اس کی مدد کرنے والا بنایا، پھر ہمارے لیے کلمۂ تقویٰ لازم کیا اور ہمیں اس کے لیے احق اور اس کا اہل بنایا اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کے رحم اور قرابت سے مخصوص فرمایا۔ ہمیں ہمارے آبا سے پیدا کیا، اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کے درخت سے اُگایا، ہم کو آپ کی اصل سے مشتق کیا اور آپ کو ہم میں سے کیا۔ اس شدت پر کڑھنے والے جو ہمیں پہنچے، ہماری بھلائی کے حریص اور مسلمانوں کے ساتھ رؤف و رحیم۔ اور اس نے ہمیں اہل اسلام میں بلند مقام پر رکھا، اور اس کی نسبت اہل اسلام پر ایک کتاب نازل کی جو، ان میں تلاوت کی جاتی ہے۔ تبارک و تعالیٰ نے اس کتاب محکم میں، جو اس نے نازل کی ہے، فرمایا: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۳ [اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارے اہل بیت سے رجس ۴ دور کردے اور تمہیں طاہر کردے جیسا کہ طاہر کرنے کا حق ہے۔] اور فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۵ [کہو کہ میں تم سے مودّۃ فی القربیٰ کے سوا اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا۔] اور فرمایا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۶ [اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ] اور فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى ۷ [اور جو کچھ اللہ نے اہل القریٰ (یعنی بستیوں) میں سے اپنے رسول پر فے کیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے قرابت داروں کے لیے ہے۔] اور فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى ۸ [اور جان لو کہ کسی شئے میں سے جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے قرابت داروں اور یتیموں کے لیے ہے۔] اللہ جل ثناءہ نے مسلمانوں کو ہمارے فضل کی خبر دی ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ لیکن گمراہ شامیوں نے زعم کیا کہ ریاست و سیاست اور خلافت کے لیے ہمارا غیر ہم سے زیادہ مستحق ہے، ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں۔ اور اے لوگو! ایسا کیوں ہو جبکہ اللہ نے ہمارے ذریعے لوگوں کو ہدایت دی، اس کے بعد کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے۔ اور ان کو بصارت دی، اس کے بعد کہ وہ جاہل تھے، ان کو بچایا، اس کے بعد کہ وہ ہلاک ہو رہے تھے۔ اس نے ہمارے ذریعے حق کو ظاہر اور

Marfat.com

باطل کو سرنگوں کیا، اور اس کی اصلاح کی جو کچھ کہ بگڑ چکا تھا، اس نے ہمارے ذریعے خسیست رفع کی، نقیصت کی تکمیل کی، اور فرقت و پراگندگی کو جمع و اتحاد سے بدلا۔ حتیٰ کہ لوگ اپنی دنیا میں آپس کے بغض و عداوت کے تعاطف اور نیکی اور مواسات کی طرف پلٹے، اور اپنی آخرت میں آمنے سامنے تختوں پر ہمارے بھائی ہوں گے۔ اللہ نے اس کامیابی کو محمد ﷺ کے لیے منت اور بہجت کے طور پر کھولا، اور جب اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تو آپ کے بعد آپ کے اصحاب اس کام کے لیے کھڑے ہوئے اور ان کے امور ان کے درمیان شوریٰ سے انجام پاتے رہے۔ وہ قوموں کے مواریث پر حاوی ہوئے، انہوں نے ان میں عدل کیا اور ان کو ان کے مقام پر رکھا اور انہیں ان کے مستحقوں کو دیا، اور وہ ان سے بے لوث نکلے۔ پھر بنو حرب و بنو مروان جھپٹے۔ اور ان کو نبیذ بنا لیا اور ان کو خود اپنے آپس میں گردش دی اور اس میں ظلم کیا اور اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ اور وہ اس کے (یعنی خلافت کے) مستحقین پر اس وقت تک ظلم کرتے رہے جب تک اللہ نے ان کا پیالہ لبریز کیا، وہ اس کو پی گئے اور جب وہ اس کو پی چکے تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے انتقام لیا۔ ہمارا حق ہماری طرف واپس کیا، ہمارے ذریعے ہماری امت کا تدارک کیا، ہماری مدد کی اور ہمارے کام کا ذمہ دار بنایا تاکہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر احسان کرے جو زمین میں ضعیف بنائے گئے تھے، اور اس نے ہمیں پر اختتام کیا جس طرح ہم سے شروع کیا تھا۔

یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ تم پر اس طرف سے جور نہیں آئے گا جس طرف تم پر نزولِ خیر ہوا تھا اور نہ اس طرف سے فساد آئے گا جس طرف سے صلاح آئی تھی اور اہل بیت، ہماری توفیق صرف اللہ سے ہے۔

اے اہل کوفہ تم ہمارے محل محبت اور منزل مودت ہو۔ تمہیں ہو جو اس سے متغیر نہیں ہوئے۔ اور اس سے تم کو اہل جور کا تعامل نہ پھیر سکا، حتیٰ کہ تم نے ہمارا زمانہ پایا، اور اللہ تم پر ہماری دولت لے آیا، تم ہی ہمارے ساتھ سعید ترین اور ہم پر مکرم ترین ہو۔ میں نے تمہارے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ پس مستعد ہو جاؤ کہ میں مباح کرنے

Marfat.com

والا کثیر العطاء، اور عطاء کرنے والا غضبناک ہوں۔"[9]

ابوالعباس کو اس وقت بخار چڑھا ہوا تھا اس کا بخار شدید ہو گیا، وہ منبر پر بیٹھ گیا اور اس کا چچا داؤد منبر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا، اس نے کہا:

"حمد ہے خدا کی، شکر اس کا جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہماری طرف ہماری میراث پھیر دی جو ہمارے نبی محمد ﷺ سے ہمیں پہنچی ہے۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس کے پردے کھل گئے، اس کی زمین اور اس کا آسمان چمک اٹھا اور اس کا آفتاب اپنے مطلع سے طلوع ہو گیا۔ چاند اپنی جاۓ ظہور سے ظاہر ہو گیا، کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ میں آ گئی اور تیر اسی جگہ واپس آ لیا جہاں سے نکلا تھا، حق اپنے نصاب میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے اندر آ گیا جو تمہارے ساتھ راخت و رحمت اور تم پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! واللہ ہم اس کام (یعنی اپنی خلافت کے قیام) کی طلب میں اس لیے نہیں نکلے کہ چاندی سونے کی مقدار بڑھائیں، اور نہ ہم نہر کھودیں گے اور نہ قصر بنائیں گے۔ بلکہ انہوں نے جو ہمارا حق (حکمرانی) چھین لیا تھا اس پر ہمارے غصے اور اپنے بنی عم کے لیے ہمارے غضب اور اس کراہت نے جو تمہارے امور کی خرابی دیکھ کر ہم محسوس کرتے تھے، ہمیں اس کام کے لیے نکالا ہے۔ تمہارے امور کی خرابی سے ہم اپنے فرشوں پر ایسا محسوس کرتے تھے کہ شدت گرما میں ہمیں شکار کیا جاتا ہے۔ تمہارے حق میں بنی اُمیہ کی بری سیرت اور ان کا تمہارے حقوق کا دبا لینا اور تمہارے فیئے اور صدقات اور غنائم تمہارے بجائے اپنے لیے مخصوص کر لینا ہم پر گراں گزرتا تھا۔ تمہارے لیے ہم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذمہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ اور عباس رحمۃ اللہ کا ذمہ ہے۔ ہم تمہارے درمیان اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اللہ کی کتاب کے مطابق عمل کریں گے اور عام و خاص کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی روش پر چلیں گے۔ ہلاکت ہو ہلاکت ہو بنی حرب بنی اُمیہ اور بنی مروان کے لیے۔ انہوں نے اپنی مدت میں عاجلہ کو آجلہ پر اور دار فانیہ کو باقیہ پر ترجیح دی۔ وہ گناہوں کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے خلقت کے ساتھ ظلم کیا۔ محارم کی ہتک کی، جرائم کے ساتھ پیش آئے اور بندوں کے ساتھ اپنے برتاؤ اور

Marfat.com

ملکوں میں اپنے چلن میں جور کیا، وہ معاصی کی باگ ڈور کے ساتھ نکلے اور گمراہی کے میدان میں انہوں نے دوڑ لگائی۔ اور اللہ کے استدراج اور اس کے مکر سے ناواقف اور بے خوف رہے۔ اللہ کا عذاب راتوں رات آ گیا اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور جب صبح ہوئی تو وہ محض افسانہ تھے، بالکل پارہ پارہ ہو چکے تھے۔ دور ہو ظالم قوم۔ اللہ نے ہمیں مروان سے زائل کیا وہ اللہ کی طرف سے دھوکہ کھا گیا، اور اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ خود اپنی چھوٹی ہوئی نکیل میں اُلجھ کر اوندھا جا پڑا۔ اللہ کا دشمن سمجھتا تھا کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس نے اپنی ٹولی کو پکارا اور اپنے مکائد کو جمع کیا اور اپنے لشکروں کو بھیجا، مگر اس نے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں اللہ کے مکر، اس کے عذاب اور اس کے انتقام کا وہ سامان پایا جس نے اس کے باطل کو ہلاک اور اس کی گمراہی کو محو کر دیا۔ اس پر برا پھیر ڈال دیا اور ہمارا شرف اور ہماری عزت زندہ کی، ہماری طرف ہمارے حق اور ہماری وراثت واپس کر دی۔

اے لوگو! امیر المومنین، اللہ ان کی قوی امداد کرے، نماز کے بعد اس لیے منبر پر واپس آئے کہ وہ کلام جمعہ کو دوسرے کلام سے خلط ملط کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ اور اپنے کلام کو پورا کرنے سے جس چیز نے ان کو روک دیا وہ بخار کی شدت ہے۔ امیر المومنین کے لیے اللہ سے عافیت کی دعا کرو کہ اللہ نے تم پر مروان کے بدلے، جو اللہ کا دشمن اور شیطان کا خلیفہ اور ان سفلوں کا پیرو ہے جنہوں نے ابدالِ دین اور انہتاک حریم مسلمین سے زمین میں فساد برپا کر دیا اس کے بعد کہ اس کی اصلاح ہو چکی تھی، ایک ایسے تر و تازہ اور دائم المطر نوجوان کو بھیجا جو اپنے ان نیک اسلاف کا مقتدیٰ ہے جنہوں نے معالم ہدیٰ اور مناہج تقویٰ سے زمین کی اصلاح کی اس کے بعد کہ وہ بگڑ چکی تھی۔''

لوگ دعا کرنے لگے۔ پھر داؤد نے کہا،

''اے اہل کوفہ! خدا کی قسم، ہم اپنے حق (یعنی حقِ خلافت) میں برابر مظلوم اور مقہور رہے حتیٰ کہ اللہ نے ہمارے شیعہ اہل خراسان کو اٹھایا اور ان کے ذریعہ ہمارا حق زندہ کیا اور ان کے واسطے سے ہماری حجت روشن کی اور ان کی وجہ سے ہماری دولت ظاہر کی۔ اور

Marfat.com

انہی کے وسیلے سے اللہ نے تم کو وہ شئے دکھائی جس کے تم اب منتظر نہیں رہے۔ اس نے تمہارے درمیان بنی ہاشم میں سے خلیفہ ظاہر کیا اور اس کے ذریعے تمہارے چہرے روشن کیے اور اہل شام سے چھین کر تم کو دولت عطا کی۔ اور تمہاری طرف سلطنت منتقل کی اور اسلام کو عزت دی اور تم پر ایک ایسا امام مقرر کر کے احسان کیا، جس کو اس نے عدالت اور حُسنِ سیاست عطا کی ہے، جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس کو شکر کے ساتھ لو اور ہماری اطاعت لازم کرلو اور خود اپنے آپ سے خدع (دھوکا) نہ کرو کیونکہ امر تمہارا امر ہے۔

ہر اہل بیت کا ایک مصر ہوتا ہے اور تم ہمارے مصر ہو۔ البتہ تمہارے اس منبر پر رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی خلیفہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد (یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ سے ابو العباس السفاح کی طرف اشارہ کیا) کے سوا نہیں چڑھا۔ اور جان لو کہ یہ امر ہم میں سے نکلنے والا نہیں ہے، حتیٰ کہ ہم کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ حمد ہے خدا کی اُس بلا پر جو اُس نے ڈالی اور اس بخشش پر جو اس نے عطا کی۔''

پھر ابو العباس اترا، داؤد بن علی اس کے آگے تھا، حتیٰ کہ وہ قصر میں داخل ہو گیا، اور اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو لوگوں سے بیعت لینے کے لیے مسجد میں بٹھایا گیا۔ وہ بیعت لیتا رہا حتیٰ کہ ان کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی، اور ان پر رات طاری ہو گئی۔ پھر وہ قصر میں چلا گیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی نے جب تقریر کی تھی تو اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا کہ ''اے لوگو! واللہ تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان سوائے علی ابن ابی طالب اور اُس امیر المومنین کے جو میرے پیچھے ہے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔''

پھر وہ دونوں اُترے اور ابو العباس نے نکل کر حمام اعین پر ابو سلمہ کے لشکر میں پڑاؤ کیا اور اس کے ساتھ ایک ہی جگہ ٹھہرا، اس طرح کہ دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ تھا۔ اس زمانہ میں سفاح کا حاجب عبداللہ بن بسام تھا۔ اس نے کوفہ اور اس کی سرزمین پر اپنا جانشین اپنے چچا داؤد بن علی کو بنایا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو ابو عون بن یزید کی طرف شہرزور بھیجا، اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی طرف بھیجا، جو اس زمانہ میں واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حُمید بن قحطبہ کے پاس مدائن بھیجا اور ابو یقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن

Marfat.com

ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف بھیجا۔

سفاح چند ماہ لشکر میں رہا پھر وہاں سے چل کر مدینۃ الھاشمیہ کے قصر امارت میں اترا۔ وہ اپنے اس نقل مکان سے قبل ابو سلمہ پر بار ہو چکا تھا، حتیٰ کہ اس نے یہ بات محسوس کر لی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں بنی عباس کے عراق کی طرف جاتے وقت شام میں نہ تھے بلکہ وہ عراق میں یا کسی اور جگہ تھے، پھر وہ دونوں شام کے ارادے سے نکلے، رستے میں ابو العباس اور اس کے اہل بیت کو فہ جاتے ہوئے دومۃ الجندل پر ملے۔ داؤد نے ان سے ان کا ماجرا پوچھا، ابو العباس نے اسے بتایا کہ وہ کوفہ جا رہے ہیں تاکہ وہاں ظہور کریں اور اپنا امر ظاہر کر دیں، اس پر داؤد نے اس سے کہا، اے ابو العباس، تم کوفہ جاتے ہو، حالانکہ شیخ بنی اُمیّہ مروان بن محمد عراق کے سر پر حران میں اہل شام اور الجزیرہ کے ساتھ بیٹھا ہے اور شیخ العرب یزید ابن ہبیرہ عراق میں لشکر عرب کے ساتھ موجود ہے۔'' ابو العباس نے جواب دیا کہ ''اے میرے چچا، جس نے زندگی محبوب رکھی وہ ذلیل ہو گیا۔'' پھر اعشیٰ کا یہ قول مثال میں پیش کیا:

فما ميتة ان متها غير عاجز   بعار إذا ما غالت النفس غولها

[اگر میں عاجز ہوئے بغیر مروں، تو ایسا مرنا عار نہیں ہے، جبکہ نفس کو اس کا غول ہلاک کرے۔]

پھر داؤد اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا۔ واللہ تیرے چچا کے بیٹے نے سچ کہا۔ ہم اسی کے ساتھ یا عزت کا جینا جئیں گے یا عزت کی موت مر جائیں گے۔ وہ سب واپس ہو گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ جب ان کے خُمیمہ سے کوفہ کی طرف نکلنے کا ذکر کرتا تو کہتا تھا کہ چودہ آدمیوں کا ایک گروہ اپنے گھروں اور اہل و عیال میں سے نکلا، وہ جو شئے طلب کرتے تھے، اپنی عظمتِ ہمت کے سبب طلب کرتے تھے، ان کے نفوس کبیر اور ان کے قلوب شدید تھے۔

زاب میں مروان کی ہزیمت

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قحطبہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید ازدی کو شہر زور کی طرف بھیجا تھا، اور وہ عثمان بن سفیان کو قتل کر کے ناحیۂ الموصل میں مقیم ہو گیا تھا۔ اور یہ کہ مروان بن محمد حران سے اس کی طرف روانہ ہوا حتیٰ کہ زاب پہنچا اور ایک خندق کھود لی۔ وہ اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا،

Marfat.com

ادھر سے ابوعون زاب کی طرف چلا، ابوسلمہ نے ابوعون کی طرف عیینہ بن موسیٰ، منہال بن فتان اور اسحاق بن طلحہ کو بھیجا، جن میں سے ہر ایک تین تین ہزار فوج کے ساتھ تھا۔

جب ابوالعباس ظاہر ہوا تو اس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور عبداللہ الطائی کو ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ، عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور وداس بن نضلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابو عون کی طرف بھیجا۔ پھر کہا ''میرے اہل بیت میں کون مروان کے مقابلے پر جاتا ہے؟'' عبداللہ بن علی نے کہا ''میں۔'' ابوالعباس نے اسے ابوعون کے بھیجا اور وہ اس کے پاس جا پہنچا۔ ابوعون نے اپنے سراپردہ اس کے لیے خالی کر دیئے اور ان میں جو کچھ تھا اس کے لیے چھوڑ دیا۔

جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے گھاٹ کے متعلق دریافت کیا، چنانچہ اسے زاب کا راستہ دکھایا گیا اور اس نے عیینہ بن موسیٰ کو حکم دیا جو پانچ ہزار فوج کے ساتھ عبور کر گیا اور مروان کے لشکر کے سامنے جا پہنچا۔ اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ شام ہو گئی اور وہ عبداللہ بن علی کے پاس واپس آ گیا۔

دوسرے دن صبح کو مروان نے دریا پر پُل بندھوایا اور اسے عبور کر کے آیا۔ اس کے وزراء نے اس کو اس سے منع کیا مگر اس نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا اور عبداللہ بن علی کے لشکر سے نیچے جا اترا۔ عبداللہ بن علی نے المخارق کو چار ہزار فوج کے ساتھ عبداللہ بن مروان کی طرف بھیجا، ادھر سے ابن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم کو اس کی طرف بھیجا، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں مخارق کے اصحاب بھاگ نکلے لیکن خود مخارق ثابت قدم رہا اور ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابن مروان نے ان لوگوں کو مقتولین کے سروں سمیت مروان کے پاس بھیجا۔ مروان نے حکم دیا کہ قیدیوں میں سے ایک شخص کو میرے پاس لاؤ، مخارق لایا گیا، وہ نحیف تھا، مروان نے کہا، تو ہی مخارق ہے؟ اس نے کہا، میں اہل لشکر کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ مروان نے پوچھا، کیا تو مخارق کو جانتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ مروان نے کہا، تو دیکھ، کیا تجھے ان سروں میں وہ نظر آتا ہے۔ اس نے ان سروں میں سے ایک کی طرف نظر کی اور کہا، وہ ہے۔ مروان نے اس کو چھوڑ دیا۔ مروان کے ایک ساتھی نے جب مخارق کی طرف دیکھا اور وہ اسے نہیں جانتا تھا، تو کہا، اللہ ابو مسلم پر لعنت کرے کہ وہ لوگوں کو ہمارے مقابلے میں لاتا ہے اور ان کے ساتھ ہم سے مقابلہ کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مخارق نے جب سروں کی طرف نظر کی تو کہا، میں اس کا سر ان سروں میں

Marfat.com

نہیں دیکھتا، میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ بچ نکلا ہے۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

جب اس ہزیمت کی خبر عبداللہ بن علی کو پہنچی تو اس نے بھاگنے والوں کے دستے پر لوگوں کو بھیجا تا کہ ان کو لشکر میں داخل ہونے سے روکیں اور وہ اہل لشکر کو نہ بگاڑ سکیں، ابوعون نے اس کو مشورہ دیا کہ مروان سے جنگ کرے قبل اس کے کہ مخارق کی شکست ظاہر ہو اور لوگوں کے دل خراب ہوں۔ اس نے فوج میں منادی کی کہ ہتھیار لگائیں اور جنگ کے لیے نکلیں، لوگ سوار ہوئے، اس نے اپنے لشکر پر محمد بن صول کو نائب کیا اور مروان کی طرف چلا، اور اپنے میمنہ پر ابوعون اور میسرہ پر ولید بن معاویہ کو مقرر کیا، اور اس کا لشکر بیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ بقول بعض اس میں بارہ ہزار آدمی تھے اور بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے۔ جب دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا، اگر آج دن کو سورج ڈھل گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہمیں ہوں گے جو حکومت مسیح علیہ السلام کے سپرد کریں گے اور اگر انہوں نے زوال سے قبل ہم سے جنگ شروع کر دی تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مروان نے عبداللہ کے پاس پیغام بھیج کر موادعت کی درخواست کی۔ عبداللہ نے کہا، ابن زُریق جھوٹا ہے۔ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی میں اس کو گھوڑوں سے پامال کردوں گا، ان شاء اللہ۔ مروان نے اہل شام سے کہا، ٹھہر جاؤ، ہم ان سے جنگ کی ابتداء نہ کریں گے اور وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا لیکن ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم نے جو مروان بن محمد کا داماد تھا، حملہ کر دیا۔ مروان غضبناک ہوا اور اس نے ولید کو گالی دی، ابن معاویہ نے ابوعون سے جنگ کی، ابوعون پسپا ہو کر عبداللہ بن علی کے پاس جا پہنچا، اس پر موسیٰ بن کعب نے کہا، اے عبداللہ! لوگوں کو حکم دے کہ گھوڑوں سے اُتریں۔ چنانچہ ندا دی گئی کہ الارض (اُتر پڑو)، لوگ اتر گئے، نیزے تان لیے اور سواروں پر ٹوٹ پڑے، اور ان سے جنگ کی، اب اہل شام پیچھے پڑنے لگے گویا ہٹ رہے ہیں۔ عبداللہ بن علی ٹہلتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا کہ یارب کب تک تیرے حق میں لڑتے رہیں گے۔ اس نے پکارا کہ اے اہل خراسان! ابراہیم کے خون کا بدلہ لو، یا محمد یا منصور۔ اور ان کے درمیان سخت قتال ہوا۔ مروان نے قضاعہ سے کہا، اتر پڑو، مگر انہوں نے کہا، بنی سلیم سے کہہ کہ وہ اُتریں۔ پھر اس نے سکاسک کی طرف حکم بھیجا کہ حملہ کرو مگر انہوں نے کہا، بنی عامر سے کہہ کہ حملہ کریں، پھر اس نے سکون کو حکم بھیجا کہ حملہ کرو،

Marfat.com

انہوں نے کہا۔ غطفان سے کہہ کہ حملہ کریں۔ پھر مروان نے اپنے صاحب الشرطہ سے کہا کہ تم اترو، اُس نے کہا: خدا کی قسم میں اپنے تئیں نشانہ نہ بناؤں گا۔ مروان نے کہا، واللہ میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ اس نے جواب دیا، بخدا میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اس پر قادر ہوتا۔

اس دن مروان کا یہ حال تھا کہ جو تدبیر کرتا تھا، اس میں خلل پڑ جاتا تھا، اس نے اموال نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکالے گئے مروان نے لوگوں سے کہا ثابت قدم رہو اور لڑتے رہو یہ مال تمہارے لیے ہی ہے۔ لوگوں میں سے کچھ اس میں سے لینے لگے۔ اس پر اس سے کہا گیا، لوگ اس مال کی طرف جھک پڑے ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ وہ اس کو لے کر چلے جائیں گے۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم بھیجا کہ تو اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کے لوگوں کی طرف جا اور جن لوگوں نے مال لیا ہے ان کو قتل کرا اور ان کو روک دے۔ عبداللہ اپنے علَم اور اپنے آدمیوں کے ساتھ ادھر چلا، لوگوں میں شور مچ گیا کہ ہزیمت ہزیمت۔ مروان بھاگ نکلا، فوج والے بھی بھاگے، اسی عالم میں پُل توڑ دیا گیا، اس روز جو غرق ہوئے وہ ان سے زیادہ تھے جو مارے گئے۔ اس روز غرق ہونے والوں میں سے ایک ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن المخلوع بھی تھا۔ لوگوں نے اسے غریقوں میں سے نکال لیا۔ عبداللہ نے اس پر یہ آیت پڑھی وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۰ ا۔ بعض لوگ کہتے ہیں، اسے تو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا، اس واقعے میں سعید بن ہشام بن عبدالملک مارا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے عبداللہ نے شام میں قتل کیا۔ عبداللہ بن علی اپنے لشکر میں سات دن مقیم رہا۔ سعید بن عاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے مروان کو عار دلاتے ہوئے کہا، ۔

لجّ الفرار بمروان فقلت لہ — عاد الظلوم ظليماً همة الهرب

اين الفرار و ترک الملک اذذهبت — عنک الهوينا فلا دين و لا حسب

فراشة الحلم فرعون العقاب و اِن — تطلب نداه فكلب دونه كلبُ

[مروان بھاگنے لگا تو میں نے اس سے کہا، ظالم جب مظلوم ہو گیا تو اسے بھاگنے کی سوجھی۔
یہ بھاگنا اور ملک چھوڑنا کدھر ہے جبکہ تجھ سے رِفق رخصت ہوا۔ تو نہ دین ہے اور نہ حسب۔
حلم کا اور عذاب کا فرعون، اگر اسے للکارا جائے تو ایسا بھاگے جیسے کتے کے پیچھے کتا۔]

اسی دن عبداللہ بن علی نے سفاح کو فتح کی خبر لکھی اور مروان کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ

Marfat.com

کرلیا۔ اس میں بہت ہتھیار اور اموال پائے گئے۔ لیکن کوئی عورت سوائے ایک جاریہ (لونڈی) کے جو عبداللہ بن مروان کی تھی، نہ پائی گئی۔ جب یہ مکتوب سفاح کے پاس آیا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے تھے ان کے لیے پانچ سو دینار انعام کا حکم دیا۔ وظائف اسّی (دینار) تک بڑھا دیئے۔

الزاب میں مروان کی ہزیمت شنبہ کے دن ۱۱ر جمادی الآخرہ کو ہوئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا جو عبدالرحمٰن صاحب الاندلس کا بھائی تھا۔ جب وہ جنگ کے لیے بڑھا تو عبداللہ بن علی نے ایک نوجوان کو دیکھا، جس میں شرف کی شان تھی، اور وہ کٹ کٹ کر لڑ رہا تھا، عبداللہ بن علی نے اس کو پکار کر کہا، اے جوان! تیرے لیے امان ہے خواہ تو مروان بن محمد ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے کہا ''میں اگرچہ وہ نہیں ہوں، مگر اس سے فروتر بھی نہیں ہوں۔'' عبداللہ نے کہا ''تیرے لیے امان ہے تو جو کوئی بھی ہو۔'' یہ سن کر وہ ٹھٹکا اور بولا:

اذل الحیاۃ و کرہ الممات — وکلا اراہ طعاماً و بیلا

فان لم یکن غیر احد اھما — فسیر الی الموت سیراً جمیلا

[خواہ زندگی کی ذلت ہو یا موت کی تلخی، میں دونوں کو بری غذا سمجھتا ہوں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک کے سوا چارہ نہ ہو تو موت کی طرف جانا اچھا ہے۔]

پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ مارا گیا۔ دیکھا تو وہ مسلمہ بن عبدالملک تھا۔

امام ابراہیم بن محمد بن علی کا قتل

ہم اس کے قید کیے جانے کا سبب بیان کر چکے ہیں، لوگوں نے اس کی موت کے باب میں اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ مروان نے اس کو حران میں قید کیا اور سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان، اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز، اور عباس بن ولید بن عبدالملک اور ابومحمد سفیانی، محمد بن علی الامام اس وباء میں مر گئے جو حرّان میں پھیلی تھی۔

پھر الزاب میں مروان کی ہزیمت سے قبل جمعہ کے دن سعید بن ہشام اور اس کا ابن عم اور اس کے ساتھ جو لوگ محبوس تھے، سب نکلے اور انہوں نے قید خانے کے محافظ کو قتل کر دیا اور نکل بھاگے۔ ان کو اہل حرّان اور ان غوغائیوں نے جو وہاں جمع ہو گئے تھے، قتل کر دیا۔ اہل حرّان نے جن لوگوں کو قتل

Marfat.com

کیا ان میں شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک اور عبدالملک بن بشر تغلبی اور میمنہ کا چوتھا بطریق جس کا نام کوشان تھا شامل تھے۔ ابو محمد سفیان جیل ہی میں رہ گیا اور وہ فرار ہونے والوں کے ساتھ نہ نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے بھی تھے جنہوں نے قید سے نکلنا درست نہ سمجھا۔ جب مروان الزاب سے شکست کھا کر آیا تو اس نے ان کو چھوڑ دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مروان نے وہ گھر منہدم کرا دیا جس میں ابراہیم قید تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک، ابراہیم کے ساتھ قید تھا۔ ایک آدمی شراحیل کی طرف سے ابراہیم کے پاس دودھ لے کر آیا اور اس نے کہا، تیرا بھائی تجھ سے کہتا ہے کہ میں نے اس دودھ میں سے پیا اور خوب پیا، میرا جی چاہا کہ تو بھی اس میں سے پی لے۔ اس نے پی لیا اور اسی وقت اس کا جسم ٹوٹنے لگا۔ یہ وہ دن تھا جس دن وہ شراحیل کے پاس جاتا تھا۔ جب دیر ہوئی تو شراحیل نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تجھے دیر ہوگئی ہے، کس شئے نے تجھے روک لیا۔ ابراہیم نے جواب دیا، جب سے میں نے وہ دودھ پیا ہے جو تو نے بھیجا تھا، مجھے اسہال شروع ہو گئے ہیں، اس پر شراحیل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا، قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ میں نے آج نہ دودھ پیا اور نہ تیرے پاس بھیجا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ واللہ تیرے ساتھ حیلہ کیا گیا۔ اس رات ابراہیم سویا اور صبح مردہ پایا گیا۔ ابراہیم بن ہرثمہ نے اس کا مرثیہ کہا۔

[میں خود کو مضبوط دل کا سمجھتا تھا لیکن مجھے حران کی ایک قبر نے جس میں دین کی عصمت ہے، متزلزل کر دیا۔ اس میں امام اور تمام لوگوں میں بہترین آدمی پٹاؤ اور پتھروں اور مٹی کے درمیان پڑا ہے۔ اس میں وہ امام ہے جس کی مصیبت عام ہوگئی اور ان سے ہر مالدار اور مسکین کو محتاج کر دیا۔ اللہ مروان کو اس مظلمہ سے معاف نہ کرے۔ لیکن اس کو معاف کر دے، جو اس پر آمین کہے۔]

ابراہیم نیک، فاضل اور کریم آدمی تھا۔ ایک دفعہ مدینہ گیا تو وہاں کے باشندوں میں بہت مال تقسیم کیا۔ اور عبداللہ بن الحسن بن حسن کو پانچ سو دینار بھیجے اور جعفر بن محمد کو ایک ہزار دینار بھیجے۔ اسی طرح اس نے جماعت علویین کو بہت سا مال بھیجا۔ پھر حسین بن زید بن علی اس کے پاس آئے، وہ اس وقت بچہ تھے، ابراہیم نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا، اور پوچھا، تم کون ہو؟ بولے، میں حسین بن زید بن

Marfat.com

علی ہوں۔ ابراہیم رو دیا حتیٰ کہ اس کی چادر تر ہوگئی، اس کے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ جو کچھ مال باقی ہے لاؤ۔ وہ چار سو دینار لایا، ابراہیم نے وہ حسین بن زید کو دے دیئے۔ اور ان سے کہا، اگر ہمارے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تم ہی کو دیتا۔ اس نے حسین بن زید کے ساتھ اپنے موالی میں سے ایک کو ان کی ماں ریطہ بنت عبدالملک بن محمد الحنفیہ کے پاس بھیجا تاکہ ان سے معذرت کرے۔

وہ سنہ ۸۲ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ایک بربری ام ولد تھی جس کا نام سلمیٰ تھا۔

اس کے قتل کا ذکر مروان کی ہزیمت سے قبل ہونا چاہئے تھا لیکن ہم نے اس کو اس لیے پہلے ذکر نہیں کیا کہ اس حادثے کے واقعات کا سلسلہ مرتب رہے۔

مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کا قتل

اسی سال مروان بن محمد قتل کیا گیا۔ اس کا قتل اعمال مصر کے مقام بوصیر میں ۲۷/ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو ہوا۔ جب مروان کو عبداللہ بن علی نے زاب میں شکست دی تو وہ مدینۃ الموصل آیا جہاں ہشام بن عمر التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی تھے۔ ان دونوں نے پل کاٹ دیا۔ اہل شام نے ان کو پکارا کہ یہ تو امیر المومنین مروان ہیں، لیکن ان لوگوں نے کہا، تم جھوٹ بکتے ہو۔ امیر المومنین کبھی نہیں بھاگتا۔ اہل الموصل نے اس کو گالیاں دیں اور کہا، ''اے جعدی، اے معطل، اس خدا کا شکر ہے جس نے تیری حکومت زائل کر دی اور تیری دولت مٹا دی۔ اس خدا کا شکر ہے جو ہمارے نبی کے اہل بیت کو ہمارے پاس لے آیا۔''

جب مروان نے یہ سنا تو ایک اور شہر کی طرف چلا گیا اور وہاں سے دجلہ عبور کیا اور حران پہنچا۔ وہاں اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد بن مروان اس کا عامل تھا۔ وہاں وہ بیس دن اور کچھ روز ٹھہرا۔

دوسری طرف عبداللہ بن علی وہاں سے موصل پہنچا اور ہشام کو موصل سے معزول کر کے محمد بن صول کو عامل مقرر کیا۔ پھر مروان بن محمد کے پیچھے چلا اور جب عبداللہ اس کے قریب پہنچ گیا تو مروان نے اپنے اہل و عیال کو سوار کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہ مدینۂ حران میں اپنے بھتیجے ابان بن یزید کو چھوڑ گیا جس کے نکاح میں مروان کی بیٹی ام عثمان تھی، جب عبداللہ بن علی حران پہنچا تو ابان سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملا اور اس سے بیعت کی۔ عبداللہ نے اس کو اور ان کو جو حران والجزیرہ میں تھے، امان دے دی۔

Marfat.com

مروان حمص پہنچا، یہاں کے باشندے اس سے سمع و طاعت کے ساتھ ملے، وہ یہاں دو تین دن ٹھہرا، پھر یہاں سے چل نکلا۔ جب ان لوگوں نے کہا، یہ تو مرعوب بھگوڑا ہے۔ اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور چند میل پر اسے جا لیا۔ اس نے جو گھوڑوں کی گرد دیکھی تو کمین گاہ میں چھپ گیا، جب وہ کمین گاہ سے گزر گئے تو مروان نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے، ان کے مقابلہ میں صف بندی کی اور اس نے اہل حلب سے جنگ کی، کمین گاہ میں چھپے ہوئے آدمی ان کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے، اہل حمص شکست کھا کر بھاگے اور مارے گئے حتیٰ کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔

پھر مروان دمشق پہنچا جہاں اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان والی تھا۔ مروان نے اس کو وہیں چھوڑا اور کہا "اُن سے لڑے جا حتیٰ کہ اہل شام مجتمع ہو جائیں۔" مروان وہاں سے چل کر فلسطین آیا اور نہر ابی فُطرس پر اترا، فلسطین پر الحکم بن ضبعان جذامی قابض ہو گیا تھا۔ مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی کے پاس پیغام بھیجا، اس نے مروان کو پناہ دی، لیکن بیت المال حکم کے ہاتھ میں تھا۔

سفاح نے عبداللہ بن علی کو لکھا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ وہ مروان کا تعاقب کرتا رہے، وہ چلتا رہا، حتیٰ کہ موصل پہنچا، اس سے وہاں کے باشندے سیاہ شعار کے ساتھ ملے اور انہوں نے اس کے لیے شہر کھول دیا۔ پھر وہ حرّان گیا جہاں ابان بن یزید اس سے سیاہ شعار کے ساتھ ملا۔ جیسا کہ اوپر گزرا، اس نے اسے امان دی، عبداللہ نے وہ مکان منہدم کر دیا جس میں ابراہیم قید کیا گیا تھا۔ پھر وہ حران سے منبج گیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی سیاہ شعار ظاہر کیا، وہ یہاں ٹھہرا، اہل قنسرین نے اس کے پاس اپنی بیعت بھیجی۔ یہاں عبداللہ بن علی اس کے پاس اس کا بھائی عبدالصمد بن علی آیا، سفاح نے اس کو عبداللہ کی مدد کے لیے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا، وہ عبدالصمد کے آنے کے دو دن بعد قنسرین گیا۔ یہاں کے باشندے سیاہ شعار اختیار کر چکے تھے۔ وہ یہاں دو دن ٹھہرا، پھر بعلبک کی طرف گیا اور دو دن ٹھہرا، پھر چلا اور زمرّہ دمشق میں اترا جو غوطہ کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے۔ یہاں اس کے پاس اس کا بھائی صالح بن علی مدد لے کر آیا اور آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مرج عذراء پر اترا۔ پھر عبداللہ بڑھ کر باب شرقی پر اترا، صالح باب الجابیہ پر، ابوعون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب الصغیر پر، حمید بن قحطبہ باب توما پر اور عبدالصمد، یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر اترے۔ دمشق میں ولید بن معاویہ تھا۔ ان لوگوں نے اسے محصور کر لیا، اور چہار شنبہ کے دن ۵ر رمضان ۱۳۲ھ کو اس میں بزور داخل ہو گئے۔

Marfat.com

پہلا شخص جوشہر کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے چڑھا وہ عبداللہ الطائی تھا۔ اور جو ناحیۂ باب الصغیر سے چڑھا، وہ بسام بن ابراہیم تھا۔ یہ لوگ دمشق میں تین گھنٹے تک لڑتے رہے اور مقتولوں میں ولید بن معاویہ بھی شامل تھا۔

عبداللہ بن علی دمشق میں پندرہ دن ٹھہرا، پھر فلسطین کے ارادے سے چلا جہاں اہل الاردن سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملے۔ وہ نہر ابی فُطرُس پر پہنچا جہاں سے مروان گزر چکا تھا۔ عبداللہ فلسطین میں ٹھہرا۔ اسی دوران یحییٰ بن جعفر الہاشمی، عبداللہ کے پاس سفاح کا خط لے کر پہنچا کہ وہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجے۔ صالح نہر ابی فُطرُس سے ذی القعدہ ۱۳۲ھ میں چلا اس کے ساتھ ابن فتان اور عامر بن اسماعیل تھے۔ صالح نے اپنے آگے ابوعون اور عامر بن اسمائی الحارث کو روانہ کیا، یہ دونوں چلے حتیٰ کہ العریش پہنچے، مروان نے اس کے اردگرد جس قدر چارہ اور غلہ تھا، سب جلا دیا۔

صالح یہاں سے روانہ ہوکر نیل پر اترا۔ پھر یہاں سے بھی آگے بڑھا، حتیٰ کہ الصعید پہنچا۔ اس کو خبر ملی کہ مروان کے سوار چارہ جلاتے پھر رہے ہیں، اس نے ان کی طرف آدمی بھیجے جو ان کو صالح کے پاس پکڑ لائے۔ وہ اس وقت فسطاط میں تھا۔ پھر وہ چلا اور ایک مقام پر اترا جس کا نام ذات السلاسل ہے۔ یہاں سے اس نے ابوعون عامر بن اسمٰعیل الحارثی اور شعبہ بن کثیر المازنی کو موصل کے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مروان سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی جن کو انہوں نے شکست دے دی اور ان میں سے بہتوں کو پکڑ لیا، ان میں سے بعض کو انہوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ رکھا۔ ان قیدیوں سے انہوں نے مروان کی نسبت پوچھا۔ انہوں نے اس شرط پر اس کی جگہ بتادی کہ ان کو امان دی جائے۔ لوگ گئے اور اس کو بوصیر کے ایک کنیسہ میں اترا ہوا پایا۔ انہوں نے رات کے وقت اس سے جنگ کی، اس وقت ابوعون کے ساتھ کم آدمی تھے۔ عامر بن اسماعیل نے ان سے کہا، اگر صبح ہوگئی اور مروان کے ساتھیوں نے ہماری قلت دیکھ لی تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے، اور ہم میں سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑ پھینکا، اس کے ساتھیوں نے بھی یہی کیا اور مروان کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے، وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور اس پر نیزہ مارا، اور وہ اس کو نہیں پہچانتا تھا کہ کون ہے۔ اس پر ایک چیخنے والا چیخا کہ امیر المومنین گر گئے۔ یہ سن کر لوگ اس کی طرف جھپٹے اور اہل کوفہ میں سے ایک شخص سب سے پہلے اس کے پاس جا پہنچا، جو انار بیچتا تھا، اور

Marfat.com

اس نے اس کا سر کاٹ لیا، عامر نے اس کا سر لے لیا اور ابوعون کے پاس بھیج دیا اور ابوعون نے صالح کے پاس بھیج دیا۔

جب اس کا سر صالح کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ اس کی زبان کاٹ لی گئی، اس کو جنبش ہونے لگی، اس پر صالح نے کہا، زمانہ ہمیں کیا کیا عجائب اور عبرت کے سامان دکھاتا ہے۔ یہ مروان کی زبان ہے جسے جنبش ہو رہی ہے۔ شاعر نے کہا ۔

قد فتح الله مصراً عنوة لکم　　　و اهلک الفاجر الجعدی اذ ظلما

فلاک مقوله هرّ یجرّره　　　وکان ربک من ذی الکفر منتقما

[اللہ نے مصر تمہارے لیے بزور فتح کر دیا اور فاجر جعدی کو ہلاک کر دیا جبکہ اس نے ظلم کیا۔
اس کی زبان کو ایک جنبش تڑپانے لگی۔ اور اللہ کفر کرنے والوں سے انتقام لینے والا ہے۔]

صالح نے اس کا سر ابوالعباس سفاح کے پاس بھیج دیا۔ ذوالحجہ کی دو راتیں باقی تھیں جب مروان کا قتل ہوا۔ صالح شام واپس آ گیا، ابوعون کو اس نے مصر میں چھوڑا اور اسلحہ اموال اور غلام اس کے سپرد کیے۔ مروان کا سر جب سفاح کے پاس پہنچا، وہ کوفہ میں تھا۔ اس کو دیکھ کر سفاح نے سجدہ کیا، سر اٹھایا اور کہا ''حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے تجھ پر غالب کیا اور مجھے تجھ پر فتح عطا کی۔ میرا ثار (یعنی خون کا بدلہ) تجھ پر اور تیرے دشمنِ دین قبیلہ پر باقی نہ رہا'' اور یہ شعر پڑھا ۔

لو یشربون دمی لم یرو شاربهم　　　ولا دماؤ هم للغیظ تروینی

[اگر وہ میرا خون پیتے تو ان کا پینے والا سیراب نہ ہوتا اور نہ ان کے خون میرے غیظ کو سیراب کرتے۔]

جب مروان مارا گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ حبشہ کی طرف بھاگ گئے اور انہیں حبشیوں کے ہاتھوں مصائب اٹھانے پڑے۔ حبشیوں نے ان سے جنگ کی، عبیداللہ قتل ہوا اور عبداللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بچ نکلا، اور وہ مہدی کی خلافت تک زندہ رہا۔ پھر اسے نصر بن محمد بن اشعث، عامل فلسطین نے پکڑ لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان جب مارا گیا تو عامر نے اس کنیسہ کا رخ کیا جس میں مروان کا حرم تھا۔ مروان نے عورتوں کی حفاظت اپنے ایک خادم کے سپرد کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ انہیں اس کے بعد قتل کر دے۔ لیکن

Marfat.com

عامر نے اس خادم کو پکڑ لیا اور مروان کی عورتوں اور اس کی بیٹیوں کو لے کر صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس بھیج دیا، جب وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں تو مروان کی بڑی بیٹی نے کلام کیا اور کہا، ''اے امیر المومنین کے چچا! اللہ تیرے لیے وہ امر محفوظ رکھے جس کے محفوظ رہنے کا تو خواہشمند ہے۔ ہم تیری اور تیرے بھائی اور تیرے ابن عم کی بیٹیاں ہیں۔ ہم پر تیرا عفو اسی طرح وسیع ہو جس طرح ہمارا جور تم پر وسیع ہوا۔'' صالح نے کہا ''خدا کی قسم! میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیا تیرے باپ نے میرے بھتیجے ابراہیم الامام کو قتل نہیں کیا؟ کیا ہشام بن عبدالملک نے زید بن علی بن حسین کو قتل نہیں کیا اور کوفہ میں انہیں صلیب نہیں دی؟ کیا ولید بن یزید نے یحییٰ بن زید کو قتل کر کے خراسان میں صلیب نہیں دی؟ کیا ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کو قتل نہیں کیا؟ کیا یزید بن معاویہ نے حسین بن علی اور ان کے اہل بیت کو قتل نہیں کیا؟ کیا اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کے اہل حرم نہیں گئے اور کیا اس نے ان کو سبایا کے مقام میں کھڑا نہیں کیا؟ کیا حسین کا سر اس کے پاس نہیں لایا گیا، اس حال میں کہ ان کا دماغ پھٹا ہوا تھا؟ پھر کیا چیز ہے جو مجھے تم لوگوں کو زندہ چھوڑنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔'' اس نے جواب دیا ''(یہ کہ) تمہارا عفو ہم پر وسیع ہو۔'' صالح نے کہا ''ہاں یہ منظور ہے، اگر تو چاہے تو میں اپنے بیٹے فضل سے تیری شادی کر دوں۔'' اس نے جواب دیا ''اس سے بہتر کونسی عزت ہو گی، لیکن آپ ہمیں حران بھیج دیں۔'' اس نے انہیں حران بھیج دیا۔ جب وہ وہاں داخل ہوئیں اور انہوں نے مروان کی منازل دیکھیں تو ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

کہا جاتا ہے، ایک دن مروان کے قتل سے قبل بکیر بن ماہان اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ عامر بن اسمٰعیل ان کے پاس سے گزرا اور وہ اس کو نہیں جانتے تھے۔ وہ دجلہ پر آیا اور اس نے اس سے پانی پیا، پھر واپس ہوا۔ بکیر نے اسے بلایا اور پوچھا ''اے جوان! تیرا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا ''عامر بن اسمٰعیل بن حارث۔'' بکیر نے پوچھا ''تو بنی مسلیہ میں سے ہے؟'' اس نے کہا ''ہاں میں انہی میں سے ہوں۔'' بکیر نے کہا ''خدا کی قسم! تو ہی مروان کو قتل کرے گا۔'' یہی بات تھی جس نے مروان کے قتل کے لیے عامر کی طمع تیز کر دی۔

جب مروان قتل کیا گیا، اس کی عمر ٦٢ برس تھی، اور بعض کہتے ہیں ٦٩ برس کی تھی۔ اس کی حکومت کا زمانہ اس کی بیعت کے وقت سے اس کے قتل تک پانچ برس دس مہینہ سولہ دن تھا۔ وہ ابو عبدالملک کنیت کرتا تھا۔ اس کی ماں ایک کرد ام ولد تھی، جو ابراہیم بن الاشتر کے پاس تھی، پھر اسے محمد

Marfat.com

بن مروان نے ابراہیم کے قتل کے دن لے لیا، اور اس سے مروان پیدا ہوا۔ اسی بناء پر عبداللہ بن عیاش المنتوف نے سفاح سے کہا ''شکر ہے اس خدا کا جس نے الجزیرہ کے ''حمار'' اور نخع کی لونڈی کے بچے کے بدلے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ابن عم، عبدالمطلب کا بیٹا دیا۔

مروان کو'' حمار'' اور'' جعدی'' کا لقب دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے خلق قرآن اور قدر وغیرہ کا مذہب اخذ کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جعد زندیق تھا جس کو میمون بن مہران نے نصیحت کی تھی، اس پر اس نے کہا،'' قباد کی بکری مجھے اس دین سے زیادہ محبوب ہے جس کی تو پیروی کرتا ہے۔'' میمون نے اس کے جواب میں کہا،' اللہ تجھے قتل کرے اور وہ ضرور تجھے قتل کرنے والا ہے۔'' میمون نے جعد کے خلاف شہادت دی۔ ہشام نے اسے تلاش کیا اور پکڑ لیا اور خالد القسری کے پاس بھیج دیا اور خالد نے جعد کو قتل کر دیا۔ لوگ مروان کی مذمت کے لیے اسے جعد کی طرف نسبت دیتے تھے۔

مروان گورا تھا، اس کی آنکھوں میں بہت سرخ ڈورے تھے، وہ بڑے سر والا، سفید گھنی داڑھی والا اور متوسط القامت تھا۔ وہ شجاع صاحب حزم تھا لیکن اس کی مدت پوری ہو چکی تھی، اس لیے اس کی شجاعت اور اس کا حزم اس کے کچھ کام نہ آیا۔

بنی امیہ میں سے ان کا ذکر جو قتل کیے گئے

سدیف، سفاح کے پاس آیا تو اس کے پاس سلیمان بن ہشام بن عبدالملک موجود تھا جس کو سفاح نے عزت دی تھی۔ اس پر سدیف نے کہا۔

لا یغرنک ما تری من الرجال ‏‏‏‏‏‏ ان تحت الضلوع داء دویّا
فَضعِ السیف و ارفع السوط حتی ‏‏‏‏‏‏ لا تری فوق ظھرھا اُمویّا

[تُو جو اُن لوگوں کو دیکھ رہا ہے ان سے دھوکہ نہ کھانا، کیونکہ ان کی پسلیوں کے نیچے ایک شدید بیماری چھپی ہوئی ہے۔ تو تلوار چلا اور کوڑا اٹھا حتیٰ کہ زمین کی پیٹھ پر ایک اموی بھی نظر نہ آئے۔]

سلیمان نے کہا، اے شیخ تو نے مجھے قتل کر دیا۔ سفاح اندر چلا گیا، سلیمان کو پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ شبل بن عبداللہ مولیٰ بنی ہاشم، عبداللہ بن علی کے پاس آیا۔ اس وقت اس کے پاس بنی امیہ سے تقریباً نوے آدمی کھانے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شبل اس کی طرف متوجہ ہوا اور بولا:

اصبح الملک ثابت الاساس ... بالبھا لیل من بنی العباس
طلبوا وِتر ھاشم فشفوھا ... بعد میل من الزمان و یاس
لا تُقیلن عبد شمس عثاراً ... واقطعن کل رقلة و غراس
ذُلُّھا اظھر التودّ دمنھا ... و بھا منکم کحرّ المواسی
ولقد غاظنی و غاض سوای ... قربھُم من نمارق و کراسی
انزلوھا بحیث انزلھا اللہ ... بدار الھوان والا تعاس
واذکروا مصرع الحسین و زیدا ... و قتیلاً بجانب المھراس
والقتیل الذی بحرّان اضحی ... ثاویاً بین غربة و تناس

عبداللہ نے ان کے لیے حکم دیا اور ان کو نیاموں سے مارا گیا حتیٰ کہ سب قتل کر دیے گئے، ان پر بساط بچھائی اور اس پر کھانا کھایا۔ اور وہ ان میں سے بعض کے کراہنے کی آوازیں سن رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

عبداللہ نے دمشق میں بنی امیہ کی قبریں کھودنے کا حکم دیا، معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی لیکن اس میں ایک غبار جیسے تاگے کے سوا کچھ نہ پایا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی، اس میں راکھ جیسا برادہ پایا گیا۔ عبدالملک بن مروان کی قبر کھودی گئی اس کی صرف کھوپڑی ملی۔ اسی طرح ہر قبر میں کوئی ایک عضو پایا گیا۔ سوائے ہشام بن عبدالملک کے کہ اس کا پورا جسم پایا گیا، اس کی ناک کے نتھنوں کے سوا کچھ نہ گلا تھا۔ عبداللہ نے اس کو کوڑوں سے مارا، اس کو صلیب پر لٹکایا اور اسے جلا کر اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی۔

اس نے بنی امیہ میں سے ان کے خلفاء کی اولاد اور دوسروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑوایا اور ان میں سے کوئی نہ بچا، سوائے ایک شیر خوار بچہ کے یا اس شخص کے جو اندلس بھاگ گیا۔ ۱۲ اس نے ان سب کو نہر ابی فطرس پر قتل کرا دیا۔ ان لوگوں میں یہ بھی تھے جو قتل کیے گئے، محمد بن عبدالملک بن مروان، غمر بن یزید بن عبدالملک، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک، سعید بن عبدالملک (بعض کہتے ہیں،

Marfat.com

سعید اس سے قبل مر چکا تھا)، ابوعبیدہ بن الولید بن عبدالملک۔ بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم بن یزید المخلوع بھی ان کے ساتھ قتل کیا گیا۔ عبداللہ نے ان کی ہر شئے، خواہ مال کی قسم سے تھی یا کچھ اور ضبط کر لی۔ جب ان سے فارغ ہوا تو کہا:

بنی امیة قد افنیت جمعکم　　فکیف لی منکم بالاوّل الماضی
یطیب النفس ان النار تجمعکم　　عوضتم لظاها شرّ معتاض
منیتم لا اقال الله عثرتکم　　بلیث غابٍ الی الاعداء نَهاض
ان کان غیظی لفوت منکم فلقد　　منیت منکم بما ربی راض

[بنی امیہ! میں نے تمہاری جمعیت فنا کر دی۔ گزشتہ زمانہ میں تم نے مجھ سے کیسا سلوک کیا تھا؟ نفس کو خوشی ہوتی ہے کہ آگ تمہیں گھیر رہی ہے، اس کی لپیٹ تمہیں بدلے میں ملی کیسا برا بدلہ ہے۔ اللہ تمہیں ذلت سے نہ اٹھائے، تم ایک ایسے شخص کے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے ہو جو شیر کی طرح دشمنوں پر جھپٹتا ہے۔ اگر میرا غیظ تم پر سرد ہو جائے تو میں تم سے ایسی آزمائش میں ڈالا جاؤں جس سے میرا رب راضی نہ ہو۔]

کہا جاتا ہے کہ سدیف نے یہ شعر سفاح کے سامنے پڑھے تھے اور اسی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا اور وہی تھا جس نے ان کو قتل کیا۔

سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصرہ میں بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کیا، اور ان پر منقش بھاری کپڑے تھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ ان کی ٹانگیں پکڑ پکڑ کر ان کو گھسیٹا جائے۔ وہ سڑکوں پر ڈال دیئے گئے اور کتوں نے ان کو کھایا۔ جب بنی امیہ نے یہ حال دیکھا تو وہ بہت خوفزدہ ہوئے اور ان کے حواس پراگندہ ہو گئے۔ ان میں سے جو چھپ سکے وہ چھپ گئے۔ ان چھپنے والوں میں عمرو بن معاویہ بن عمرو بن سفیان بن عتبہ بن ابی سفیان بھی تھا۔ وہ کہتا ہے، میں جہاں پہنچا، پہچان لیا گیا، زمین میرے لیے تنگ ہو گئی۔ سلیمان بن علی کے پاس پہنچا، وہ مجھے نہیں جانتا تھا۔ میں نے اس سے کہا ''شہروں نے مجھے تیری طرف پھینک دیا اور تیرے فضل نے مجھے تیری راہ دکھائی، چاہے تو مجھے قتل کر دے کہ میں راحت پا جاؤں اور چاہے مجھے بہ سلامت واپس کر دے کہ بے خوف ہو جاؤں۔'' سلیمان نے پوچھا ''تو کون ہے؟'' میں نے اس کو اپنی اصلیت بتائی۔ اس نے کہا ''مرحبا تجھ پر، تیری

Marfat.com

کیا حاجت ہے؟'' میں نے کہا ''وہ حرم جن کی حرمت کا سب سے زیادہ تو حقدار ہے اور جن سے تو سب سے زیادہ قریب تر ہے ہمارے خوف کی وجہ سے خوف زدہ ہیں، اور جو خوف زدہ ہو اس پر رحم کیا جاتا ہے۔'' اس نے کہا، سلیمان بن علی خوب رویا، پھر کہا، اللہ تیرا خون معاف کرے اور تیرا مال بڑھائے اور تیرے حرم کی حفاظت کرے۔ پھر اس نے سفاح کو لکھا، ''اے امیر المومنین! بنی امیہ میں سے ایک آنے والا ہمارے پاس آیا۔ ہم نے اُن کو نافرمانی اور ناسپاسی کی وجہ سے قتل کیا ہے، نہ کہ ارحام کی بناء پر، کیونکہ ہمیں اور انہیں عبد مناف جمع کرتا ہے۔ (یعنی عبد مناف ،ان کے بھی جد ہیں اور ہمارے بھی) رحم عطا کیا جاتا ہے، قتل نہیں کیا جاتا، اور اسے اٹھایا جاتا ہے، گرایا نہیں جاتا، اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ انہیں، مجھ کو بخش دیں تو وہ ایسا کریں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ تمام ممالک کو ایک عام فرمان لکھ دیں۔ ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اس نعمت پر جو اس نے ہمیں انعام کی ہے اور اس احسان پر جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔'' سفاح نے اس کی درخواست قبول کر لی، اور یہ بنی امیہ کو پہلی ملنے والی امان ہے۔

حبیب بن مُرۃ المری کی بغاوت

اسی سال حبیب بن مرۃ المری نے بنی عباس کی مخالفت کی اور اہل بَثَنِیّہ واہل حوران جو اس کے ساتھ تھے، باغی ہو گئے۔ یہ واقعہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔ عبداللہ ان لوگوں کی طرف گیا اور حبیب سے متعدد مقابلے ہوئے۔ حبیب، مروان کے قائدوں اور شہسواروں میں سے تھا۔ اس کی بغاوت کا سبب جان کا خوف اور موت کا ڈر تھا۔ قیس وغیرہ قبائل نے، جو اس کے قریب تھے، اس کی بیعت کر لی۔ اسی اثناء میں عبداللہ کو ابوالورد کے خروج کی خبر پہنچی، اس نے حبیب کو صلح کی دعوت دی اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو امان عطا کر کے ابوالورد کے مقابلے پر روانہ ہوا۔

ابوالورد اور اہل دمشق کی بغاوت

اسی سال ابوالورد مجزاۃ بن کوثر بن زُفر بن حارث کلابی نے جو مروان کے ساتھیوں اور اس کے امیرانِ لشکر میں سے تھا، خلع بیعت کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان جب شکست کھا کر بھاگا تو

Marfat.com

ابوالورد قنسرین میں اٹھ کھڑا ہوا۔ عبداللہ بن علی وہاں پہنچا، ابوالورد نے اس سے بیعت کر لی اور اس کے ساتھ اس کے لشکر نے بھی بیعت کر لی۔ اس کے قریب ہی بالس اور ناعورہ بن مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد رہتی تھی، عبداللہ بن علی کا ایک قائد بالس پہنچا، اس نے مسلمہ کے بیٹوں اور ان کی عورتوں کو بلایا۔ ان میں سے بعض نے ابوالورد سے اس کی شکایت کی۔ وہ ایک مزرعہ میں سے جس کا نام خساف تھا، نکلا اور اس قائد کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا، سفید شعار اختیار کر لیا اور عبداللہ کی بیعت توڑ دی۔ اس نے اہل قنسرین کو بھی اپنی طرف ملا لیا، اور ان سب نے سفید شعار اختیار کر لیا۔ ۱۳۲ھ اس زمانے میں سفاح، حیرہ میں تھا۔ عبداللہ بن علی، حبیب بن مرۃ المری سے بلقاء وحوران اور بثنیہ کے علاقے میں مشغول پیکار تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

جب عبداللہ کو اہل قنسرین کے سفید شعار اختیار کرنے اور خلع بیعت کر لینے کی اطلاع پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر لی اور ابوالورد کے مقابلے کے لیے قنسرین کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق پر سے گزرتے ہوئے اس نے ابو غانم عبدالحمید بن ربعی الطائی کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ وہاں چھوڑا، دمشق میں عبداللہ کے اہل خاندان اور اس کی امہات، اولاد اور اس کا سامان تھا، جب وہ حمص پہنچا تو اہل دمشق بھی بگڑ گئے اور انہوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا۔ عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ ازدی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ابو غانم اور ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ عبداللہ نے جو کچھ سامان چھوڑا تھا، سب لوٹ لیا لیکن اس کے اہل و عیال سے کوئی تعرض نہ کیا، وہ سب مخالفت پر جمع ہو گئے۔ عبداللہ آگے بڑھا۔

ابوالورد کے ساتھ اہل قنسرین میں سے ایک جماعت مل گئی تھی، انہوں نے حمص اور تدمر کے لوگوں کو بھی لکھا تھا، ان میں سے ہزاروں آدمی آ گئے جو ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کے زیر علم تھے۔ ان لوگوں نے ابو محمد کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور کہا، یہی وہ سفیانی ہے جس کا ذکر کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ چالیس ہزار کی تعداد میں تھے، انہوں نے مرج الاخرم پر چھاؤنی ڈالی۔ عبداللہ بن علی ان کے قریب پہنچا اور اس نے ان کی طرف اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ قنسرین کی فوج کا مدبر اور صاحب القتال ابوالورد تھا۔ گھمسان کا رن پڑا، فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے، عبدالصمد اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے ان میں سے ہزاروں قتل ہوئے اور وہ اپنے

Marfat.com

بھائی عبداللہ سے جاملا۔

عبداللہ آگے بڑھا، اس کے ساتھ امیرانِ لشکر کی ایک جماعت تھی، دوبارہ مرج الاخرم پر جنگ ہوئی جس میں بڑا کشت وخون ہوا، عبداللہ ثابت قدم رہا۔ آخر ابوالورد کے ساتھی بھاگ نکلے، وہ اپنی جماعت میں سے پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جما رہا، وہ سب کام آئے، ابومحمد اور اس کے ساتھی بھاگ گئے حتیٰ کہ تدمر جا پہنچے۔ عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دے دی، اور انہوں نے سیاہ شعار اختیار کرلیا، اس سے بیعت کرلی اور اس کی اطاعت میں داخل ہوگئے۔

پھر عبداللہ دمشق کی طرف واپس ہوا کیونکہ اہل دمشق نے بھی سفید شعار اختیار کرلیا تھا۔ جب وہ ان کے قریب پہنچا تو لوگ بھاگ گئے اور ان کی طرف سے جنگ نہیں ہوئی۔ عبداللہ نے اہل دمشق کو امان دے دی اور انہوں نے اس سے بیعت کرلی عبداللہ نے اہل دمشق سے ان کی بغاوت پر کوئی مواخذہ نہیں کیا۔

ابومحمد سفیانی برابر روپوش رہا، بھاگتا رہا، پھر وہ حجاز چلا گیا اور منصور کے زمانہ تک اسی حال میں رہا۔ منصور کے عامل زیاد بن عبداللہ حارثی کو اس کی جگہ کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے سواروں کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی جنہوں نے اسے قتل کردیا اور اس کے دو بیٹوں کو قید کرلیا۔ زیاد نے ابومحمد بن عبداللہ سفیانی کا سر اور اس کے دونوں بیٹوں کو عباسی خلیفہ منصور کے پاس بھیج دیا۔ منصور نے ان دونوں کو رہائی دے دی اور امان عطا کی۔

کہا جاتا ہے، عبداللہ اور ابوالورد کی جنگ یکم ذی الحجہ ۱۳۲ھ کو ہوئی۔

اہل الجزیرہ کی بغاوت

اسی سال اہل الجزیرہ نے بھی ابوالعباس السفاح کی بیعت توڑ دی اور حران کی طرف چلے گئے، جہاں موسیٰ بن کعب، سفاح کی فوج کے تین ہزار سپاہ کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے وہاں کا محاصرہ کرلیا، لیکن اہل الجزیرہ کا وہاں کوئی قائد نہیں تھا۔ پھر اسحٰق بن مسلم العقیلی آرمینیا سے ان کے پاس آیا اور وہ اسی وقت وہاں سے چل کھڑا ہوا تھا جب اسے مروان کی ہزیمت کی خبر پہنچی تھی۔ اہل جزیرہ اس پر مجتمع ہوگئے۔ اس نے موسیٰ بن کعب کو دو مہینے تک محصور رکھا۔

Marfat.com

ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو ان فوجوں کے ساتھ، جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھیں، بھیجا۔ وہ قرقیسیا اور الرقہ سے گزرا جہاں کے باشندے سفید شعار اختیار کر چکے تھے اور حرّان کی طرف بڑھا۔ اسحٰق بن مسلم وہاں سے رہاء کی طرف چلا گیا۔ یہ ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ موسیٰ بن کعب حرّان سے نکلا اور ابوجعفر سے آملا۔

اسحٰق بن مسلم نے اپنے بھائی بکار بن مسلم کو ربیعہ کی طرف بھیجا، ربیعہ کا سردار ان دنوں حروریہ میں سے ایک شخص تھا جس کا نام بُریکہ تھا۔ ابوجعفر نے ان کی طرف جانے کا قصد کیا۔ انہوں نے ابوجعفر سے سخت جنگ کی، بُریکہ معرکے میں مارا گیا۔ ابواسحٰق نے اپنے بھائی بکار کو رہا میں پیچھے چھوڑا اور خود اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے ساتھ سُمیساط چلا گیا۔ ابوجعفر رہاء کی طرف بڑھا۔ اس میں اور بکار میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔

سفاح نے عبداللہ بن علی کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے فوجیوں کے ساتھ سُمیساط جائے، وہ ادھر گیا اور سُمیساط پر اسحٰق کے مقابل جا اترا۔ اسحٰق کے ساتھ ساٹھ ہزار آدمی تھے اور ان دونوں کے درمیان نہر فرات حائل تھی، ادھر سے ابوجعفر رہاء سے بڑھا اور سات مہینہ تک سُمیساط میں اسحٰق کو محصور رکھا۔ اسحٰق کہتا تھا کہ "میری گردن میں ایک بیعت ہے۔ میں اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ نہ جان لوں کہ جس کی بیعت کی گئی ہے (یعنی مروان) مر گیا یا مارا گیا۔" ابوجعفر نے اس کو پیغام بھیجا کہ مروان مارا جا چکا ہے۔ اس نے کہا، "اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک مجھے یقین حاصل نہ ہو جائے۔" چنانچہ جب اسے مروان کے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے صلح و امان کی درخواست کی۔ سفاح کو اس کی نسبت لکھا گیا، اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو امان دی جائے۔ لہٰذا ان کے درمیان امان کی تحریر لکھی گئی۔ اسحٰق نے ابوجعفر سے ملاقات کی اس پر اس کا اچھا اثر تھا۔ اب اہل جزیرہ و اہل شام دوبارہ عباسیوں کے مطیع ہو گئے۔ ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ، ارمینیہ اور آذربیجان پر حاکم مقرر کیا۔ ابوجعفر انہی صوبوں پر رہا حتیٰ کہ خلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں، وہ عبیداللہ بن علی تھا، جس نے اسحٰق بن مسلم کو امان دی۔

ابوسلمۃ الخلال اور سلیمان بن کثیر کا قتل

ابوالعباس سفاح اور اس کے ساتھی بنی ہاشم کے کوفہ آنے کے موقع پر ابوسلمہ سے جو کچھ

Marfat.com

ظاہر ہوا تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ جبکہ وہ ان کے نزدیک متہم ہو چکا تھا اور سفاح اس سے بگڑ گیا تھا۔ وہ حمام اعین پر اس کے لشکر میں تھا۔ پھر وہاں سے سفاح، مدینۃ الہاشمیہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے قصر الامارۃ میں اترا۔ وہ ابوسلمہ سے بیزار تھا، اس نے ابومسلم کو اس کی نسبت اپنی رائے لکھی اور اسے بتایا کہ وہ اس کے ساتھ کیا دھوکہ کرنا چاہتا تھا۔ ابومسلم نے اس کو لکھا کہ اگر امیر المومنین کو اس کی طرف سے اس معاملہ کی خبر ہو چکی ہے تو اس کو قتل کر دیں۔ لیکن داؤد بن علی نے سفاح سے کہا، امیر المومنین، آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ابومسلم اس کو آپ پر حجت بنا لے گا اور اہل خراسان جو آپ کے ساتھ ہیں، اسی کے اصحاب ہیں اور ان میں اس کو جو مقام حاصل ہے وہ معلوم ہے۔ آپ ابومسلم کو لکھئے تاکہ وہ اس کی طرف کسی کو بھیجے جو اس کو قتل کر دے۔

سفاح نے اس کو لکھا، ابومسلم نے مرار بن انس الضّبی کو اس کے قتل کے لیے بھیجا۔ وہ سفاح کے پاس آیا اور اس سے اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ سفاح نے منادی کو حکم دیا، اس نے ندا دی کہ امیر المومنین ابوسلمہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور اس نے ابوسلمہ کو بلا کر لباس پہنایا۔ اس کے بعد ایک رات وہ اس کے ہاں گیا اور اس کے پاس بیٹھا رہا حتیٰ کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ پھر وہ اپنی فرودگاہ پر تنہا واپس آیا۔ اس کے بعد مرار بن انس اور اس کے ساتھ جو اس کے مددگار تھے، ابوسلمہ کے پاس گئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ اسے خوارج نے قتل کر دیا۔ دوسرے دن اسے نکالا گیا، اس پر یحیٰی بن محمد بن علی نے نماز پڑھی اور اسے کوفہ کے قریب مدینۃ الہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اس پر سلیمان بن مہاجر بجّلی نے کہا۔

ان الوزیر وزیر آل محمدٍ أودی فمن یشناک صار وزیرا

[وہ وزیر جو وزیر آل محمد تھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اب جو تمہیں ملامت کرے وہ خود وزیر ہو جائے۔]

ابوسلمہ کو "وزیر آل محمدؐ" کہا جاتا تھا۔ اور ابومسلم کو "امیر آل محمدؐ"۔ جب ابوسلمہ قتل کیا گیا تو السفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو ابومسلم کے پاس بھیجا۔ وہ ابومسلم کے پاس پہنچا تو اس کے ساتھ عبیداللہ بن حسن الاعرج اور سلیمان بن کثیر بھی گئے۔ سلیمان بن کثیر نے عبیداللہ سے کہا، اے شخص ہم امید رکھتے تھے کہ تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ جب تم چاہو ہمیں اس چیز کی طرف دعوت دو جس کا تم ارادہ رکھتے ہو۔ اس سے عبیداللہ کو گمان ہوا کہ وہ ابومسلم کی طرف سے کوئی جاسوس ہے، وہ ابومسلم کے پاس گیا اور اسے

Marfat.com

اس بات کی خبر دی۔ اسے خوف ہوا کہ اگر اس نے مسلم کو خبر نہ دی تو اسے قتل کر دے گا۔ ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلایا اور اس سے کہا، کیا تجھے امام کا مجھ سے یہ کہنا یاد ہے کہ تجھے جس پر شبہ ہو اسے قتل کر دے۔ اس نے کہا، ہاں۔ ابومسلم نے کہا، مجھے تجھ پر شبہ ہے، اس نے کہا، میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ابومسلم نے کہا تو مجھ سے قسمیں نہ کھا کیونکہ تو امام کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس نے سلیمان کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ ابوجعفر، سفاح کے پاس واپس آیا اور اس سے کہا، نہ تو خلیفہ ہے اور نہ تیرا حکم کوئی چیز ہے اگر تو نے ابومسلم کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہیں کیا۔ سفاح نے کہا، یہ کیوں کر؟ اس نے کہا، خدا کی قسم وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ابوالعباس نے کہا، اس بات کو پوشیدہ رکھ۔

اور کہا جاتا ہے کہ ابوجعفر ابوسلمہ کے قتل سے پہلے ابومسلم کے پاس گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سفاح جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے باہم اس کارروائی کا چرچہ کیا جو ابوسلمہ نے کی تھی۔ کسی نے، جو وہاں تھا، کہا، شاید اس نے ابومسلم کی رائے سے ایسا کیا ہو۔ اس پر سفاح نے کہا، اگر یہ اس کی رائے سے ہے تو ہمیں ضرور ایک مصیبت پیش آنے والی ہے، سوائے اس کے کہ اللہ اسے ہم سے رفع کر دے۔'' اور اس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو ابومسلم کے پاس بھیجا تا کہ اس کی رائے معلوم کرے۔ وہ اس کے پاس گیا اور اسے اس بات کی خبر دی جو ابوسلمہ سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس پر اس نے مرار بن انس کو بھیجا اور اس نے ابوسلمہ کو قتل کر دیا۔

واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یزید بن ہبیرہ اور اہل خراسان کے اس لشکر کا کیا معاملہ ہوا، جو قحطبہ کے ساتھ اور پھر اس کے بیٹے حسن کے ساتھ مقابل ہوا تھا۔ اور وہ کس طرح واسط کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ اس نے شکست کھا کر بھاگتے وقت لشکر پر ایک جماعت مقرر کر دی تھی، وہ اس کو لے کر چلے گئے۔ یزید سے حوثرہ نے کہا ''اب تو کدھر جاتا ہے حالانکہ ان کا سردار یعنی قحطبہ مارا جا چکا ہے، کیا تو کوفہ چلے گا؟ تیرے ساتھ کثیر لشکر ہے تو ان سے جنگ کر حتیٰ کہ یا تو مارا جائے یا فتح یاب ہو۔'' یزید نے کہا ''نہیں ہم واسط جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔'' حوثرہ نے کہا ''تو چاہتا ہے کہ اس کو اپنے نفس پر متمکن کر دے تا کہ وہ تجھے قتل کر دے۔''

Marfat.com

یحییٰ بن حصین نے کہا ''اگر تو مروان کے پاس ایک ایسی چیز کے ساتھ جانا چاہتا ہے جو اس کو ان لشکروں سے زیادہ محبوب ہے تو فُرات کو لازم کر لے (یعنی فُرات کے کنارے کنارے چلا جا) حتیٰ کہ تو اس کے پاس پہنچ جائے، خبردار واسط نہ جانا۔ کیونکہ وہاں تو محصور ہو جائے گا اور محصوری کے بعد قتل کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' یزید نے انکار کیا۔ وہ دراصل مروان سے خوفزدہ تھا کیونکہ مروان اس کو کسی کام کے لیے لکھتا تو وہ اس کے خلاف کرتا تھا۔ اس لیے اسے خوف تھا کہیں مروان اسے قتل نہ کر دے۔ وہ واسط پہنچا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ ابوسلمہ نے اس کی طرف حسن بن قحطبہ کو بھیجا، اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پہلا معرکہ ان دونوں کے درمیان چہار شنبہ کے دن ہوا۔

اہل شام نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ ہمیں ان سے لڑنے کی اجازت دو۔ اس نے انہیں اجازت دے دی، وہ نکلے، ابن ہبیرہ بھی نکلا، اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد تھا۔ اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا، وہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے، دروازہ لوگوں سے بھر گیا، اس کے ساتھیوں نے ستون پھینکے، پھر اہل شام واپس ہوئے، حسن نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور انہیں دجلہ کی طرف دھکیل دیا اور اس میں ان کے بہت سے آدمی ڈوب گئے، اور انہوں نے ان کو کشتیوں پر جا کر بچایا۔ پھر وہ جنگ سے رک گئے، اور اس طرح سات دن تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد دوبارہ ان کے مقابلے پر نکلے، سخت جنگ ہوئی، اہل شام نے بری طرح شکست کھائی، اور شہر میں داخل ہو کر ٹھہرے رہے جب تک خدا نے چاہا۔ اور جنگ سے باز رہے، سوائے اس کے کہ کبھی کبھی تیر باری کر دیتے تھے۔

پھر ابن ہبیرہ کو خبر پہنچی اور ابھی وہ محصور ہی تھا کہ ابوامیہ تغلبی نے سیاہ شعار اختیار کر لیا ہے اس نے ابوامیہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بنو ربیعہ میں سے کچھ لوگوں نے اس کے متعلق معن بن زائدۃ شیبانی سے گفتگو کی، اور انہوں نے ابن ہبیرہ کے قبیلے فزارہ میں سے تین آدمی پکڑ لیے اور ان کو قید کر دیا، ابن ہبیرہ کو گالیاں دیں اور کہا، جو لوگ ہمارے قبضے میں ہیں ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ ابن ہبیرہ ہمارے آدمی کو نہیں چھوڑے گا۔ لیکن ابن ہبیرہ نے اس کو (یعنی ابوامیہ تغلبی کو) چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس پر معن اور عبدالرحمٰن بن بشر عجلی اپنے ساتھیوں سمیت اس سے الگ ہو گئے۔ ابن ہبیرہ سے کہا گیا کہ یہ لوگ تیرے شہ سوار ہیں جن کو تو نے ناراض کر دیا ہے اگر تو اسی پر جما

Marfat.com

رہا تو وہ تجھ پر ان لوگوں سے زیادہ شدید ہو جائیں گے جو تجھے اس وقت محصور کیے ہوئے ہیں۔ اس پر یزید بن ہبیرہ نے ابوامیہ کو بلایا، اسے لباس پہنایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے وہ لوگ ابن ہبیرہ سے راضی ہو گئے۔

ابونصر مالک بن ھیثم ناحیہ سجستان سے حسن کے پاس آیا۔ حسن نے ابونصر کے آنے پر سفاح کے پاس ایک وفد بھیجا اور اس وفد پر غیلان بن عبداللہ الخزاعی کو مقرر کیا۔ غیلان دل میں حسن سے رنج رکھتا تھا، کیونکہ اس نے اسے روح بن حاتم کے پاس اس کی کمک کے لیے بھیجا تھا۔ جب غیلان، سفاح کے پاس پہنچا تو اس سے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین اور اللہ کی حبل المتین اور امام المتقین ہو۔'' سفاح نے کہا، اے غیلان تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ سفاح نے کہا، اللہ نے تجھے معافی دی۔ غیلان نے کہا ''اے امیر المومنین! تم ہمارے اوپر اپنے خاندان میں سے ایک شخص مقرر کر کے احسان کرو۔'' سفاح نے کہا ''کیا تم پر ہمارے ہی اہل بیت میں سے حسن بن قحطبہ نہیں ہے؟'' اس نے پھر کہا ''امیر المومنین! اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص ہم پر مقرر کر کے ہمیں ممنون کرو، تاکہ ہم اس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کریں۔'' سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو اس کے خراسان سے واپس آنے پر ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے بھیجا اور حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ لشکر تیرا ہے اور سپہ سالار تیرے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی وہاں حاضر رہے۔ تو اس کی سمع و طاعت کر اور اس کی وزارت اچھی طرح انجام دے۔ اور مالک بن ھیثم کو بھی اسی طرح کا خط لکھا اور اس لشکر کا مدبر حسن ہی رہا۔ جب ابوجعفر المنصور حسن کے پاس پہنچا تو حسن اپنے خیمے سے منتقل ہو گیا، اس نے جعفر کو اس خیمہ میں اتارا۔ حسن نے منصور کی حفاظت پر عثمان بن نہیک کو مقرر کیا۔

ایک دن مالک بن ھیثم نے اہل شام سے جنگ کی، وہ اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہو گئے، مالک کے آدمیوں کے لیے معن اور ابو یحییٰ الجذامی کمین گاہ میں چھپے بیٹھے تھے۔ جب مالک کے ساتھی ان سے آگے نکل گئے تو وہ نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے، اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ رات ہو گئی، ابن ہبیرہ برج الخلالین پر بیٹھا دیکھتا رہا، اور وہ رات کو بھی جب تک خدا نے چاہا لڑتے رہے۔ ابن ہبیرہ نے معن کو پیغام بھیجا کہ واپس آجائے، وہ واپس آ گیا۔ پھر وہ کچھ دن ٹھہرے رہے۔

دوبارہ اہل واسط معن اور محمد بن نباتہ کے ساتھ نکلے، ان سے حسن کے آدمیوں نے جنگ

Marfat.com

کی اوران کو دجلہ کی طرف دھکیل دیا حتیٰ کہ وہ اس میں گرتے پڑتے واپس گئے۔ اس جنگ میں مالک بن ھیثم کا بیٹا مارا گیا۔ جب اس کو اس کے باپ نے کشتہ دیکھا تو کہا، تیرے بعد زندگی پر خدا کی لعنت ہے، پھر اس کے ساتھیوں نے اہل واسط پر حملہ کیا اوران سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو شہر میں دھکیل دیا۔

مالک کشتیوں کو لکڑیوں سے بھرتا تھا اوران میں آگ لگا دیتا تھا، تاکہ وہ جہاں سے گزریں وہاں آگ لگا دیں۔ ابن ہبیرہ ان کشتیوں کو آنکڑوں سے کھینچ لیتا تھا، اس طرح گیارہ مہینہ تک ٹھہرے رہے۔

جب ان پر حصار شدید ہوگیا تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اور انہوں نے صلح کی درخواست اس وقت تک نہ کی تھی، جب تک ان کے پاس مروان کے قتل کی خبر نہ آگئی۔ یہ خبران کے پاس اسماعیل بن عبداللہ قسری لے کر آیا اوراس نے ان سے کہا، تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو، حالانکہ مروان مارا جا چکا ہے، یہ سن کر ابن ہبیرہ کے اصحاب نے اس پر الزام لگانے شروع کیے۔ اور ابن ہبیرہ کے لشکر میں شامل یمانیوں اور نزاریوں میں سخت اختلافات پیدا ہوگئے۔ اس صورت حال میں ابن ہبیرہ نے ارادہ کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی کی طرف لوگوں کو دعوت دے، اوران کو اس کے متعلق لکھا۔ ان کا جواب آنے میں دیر لگی، سفاح نے ابن ہبیرہ کے اصحاب میں سے یمانیہ سے خط و کتابت کی اوران کو طمع دلائی۔ زیاد بن صالح حارثی اور زیاد بن عبداللہ حارثی نکل کر اس کے پاس گئے، اور اس سے وعدہ کیا، ابن ہبیرہ نے ان کو دعوت دی کہ وہ اس کے لیے ناحیہ ابن عباس کو درست کردیں۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفراء آتے جاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ابن ہبیرہ کو امان دے دی اوراس کو تحریر بھیج دی جس پر ابن ہبیرہ چالیس دن تک علماء سے مشورہ کرتا رہا حتیٰ کہ اسے پسند کرلیا اوراسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابوجعفر نے اسے اپنے بھائی سفاح کے پاس بھیج دیا۔

ابوجعفر کی رائے تھی کہ جو کچھ اسے عطا کیا جارہا ہے (یعنی عہد امان) اسے وفا کیا جائے۔ لیکن سفاح کسی بات کا قطعی فیصلہ بغیر ابومسلم کے نہ کرتا تھا۔ ابومسلم (خراسانی) نے سفاح پر اپنا ایک جاسوس ابوالجھم کو مقرر کررکھا تھا۔ سفاح نے ابومسلم کو ابن ہبیرہ کے معاملے کی نسبت لکھا۔ ابومسلم نے جواب میں لکھا کہ اگر صاف رستے میں پتھر ڈالے جائیں تو وہ خراب ہوجائے گا نہیں، خدا کی قسم ابن ہبیرہ کے معاملہ میں کوئی صلح نہیں۔

Marfat.com

جب امان نامہ کی تکمیل ہوگئی تو ابن ہبیرہ، ابوجعفر کے پاس تیرہ سو آدمیوں کے ساتھ ملنے آیا، اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے داخل ہو، لیکن حاجب سلام بن سلیم اس کے سامنے بڑھا اور اس نے کہا، ''مرحبا ابو خالد! سیدھی طرح نیچے اتر۔'' منصور کے حجرہ کے گرد دس ہزار اہل خراسان تھے۔ وہ نیچے اترا۔ منصور نے اس کے لیے ایک دسادہ منگایا تا کہ وہ اس پر بیٹھے اور امیرانِ لشکر کو بلایا۔ پھر ابن ہبیرہ کو تنہا اندر آنے کی اجازت دی، وہ داخل ہوا اور اس سے ایک گھڑی بھر بات چیت کرتا رہا۔ پھر اٹھ گیا، پھر وہ ایک دن اس کے پاس آتا اور ایک دن نہ آتا۔ وہ اس کے پاس پانچ سو اور تین سو پیادوں کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ اس پر ابوجعفر سے کہا گیا کہ ابن ہبیرہ جب آتا ہے تو لشکر گاہ اس کی وجہ سے لرز اٹھتی ہے۔ اور یہ کہ اس کے اقتدار میں تو اب تک کوئی کمی واقع ہوئی نہیں، ابوجعفر نے اس کو حکم دیا کہ وہ صرف اپنے حاشیہ کے ساتھ آیا کرے، وہ تیس آدمیوں کے ساتھ آنے لگا، اور پھر صرف تین چار کے ساتھ۔

ایک دن ابن ہبیرہ نے منصور سے گفتگو کے دوران میں کہا، اے شخص! یا اے آدمی! پھر پلٹا اور بولا! اے امیر! مجھے لوگوں سے اسی طرح بولنے کی عادت ہے، جس طرح میں نے آپ سے خطاب کیا۔ میری زبان اس شئے کی طرف سبقت کر گئی جس کا میں ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بعد سفاح نے ابوجعفر سے اصرار کیا کہ ابن ہبیرہ کو قتل کر دے۔ اور پیہم لکھتا رہا اور یہاں تک لکھا کہ خدا کی قسم یا تو تو اسے قتل کر دے ورنہ میں اس کی طرف کسی کو بھیجوں گا جو اسے تیرے حجرے سے نکالے گا پھر میں خود اس کے قتل کا انتظام کروں گا۔

اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ کے قتل کا فیصلہ کیا، اور خازم بن خزیمہ اور ھیثم بن ظُہیر کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ بیوت اموال پر مہریں لگا دیں۔ پھر ابن ہبیرہ کے ساتھ جو سردار قیسی اور مضری تھے، ان کے پاس آدمی بھیجے اور ان کو طلب کیا۔ چنانچہ محمد بن نباتہ اور حوثرہ بن سُھَیل بارہ یا بیس آدمیوں کے ساتھ آئے۔ سلام بن سُلیم نکلا اور اس نے کہا، ابن نباتہ اور حوثرہ کہاں ہیں؟ وہ دونوں داخل ہوئے۔ ابو جعفر نے عثمان بن نہیک وغیرہ کو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے حجرے کے پیچھے والے حجرے میں بٹھا دیا۔ ان دونوں کی تلواریں چھین لی گئیں اور ان کی مشکیں کس دی گئیں۔ اس طرح دو دو آدمیوں کو بلایا اور ان کے ساتھ یہی کیا۔ اس پر ان میں سے بعض نے کہا، تم نے ہمیں اللہ کا عہد دیا، پھر ہم سے بے وفائی کی۔

Marfat.com

ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تم کو آ لے گا۔ ابن نباتہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہوگیا اور بولا، گویا میں اس کی طرف دیکھتا تھا۔

خازم اور ہیثم بن شعبہ تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس گئے اور اس سے کہا، ہم مال لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا ان کو خزانوں کا رستہ بتا۔ انہوں نے ہر حجرے پر ایک آدمی کھڑا کر دیا اور اس کی طرف بڑھے۔ اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد اور اس کے چند موالی تھے اور اس کا ایک چھوٹا بیٹا اس کی گود میں تھا۔ جب وہ اس کی طرف بڑھے تو اس کا حاجب ان کے آگے کھڑا ہوا۔ ہیثم بن شعبہ نے ان کی گردن کی رگ پر ضرب لگائی اور وہ جا پڑا۔ اس کے بیٹے داؤد نے مقابلہ کیا، ابن ہبیرہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے بیٹے کو گود سے الگ کر کے کہا، اس بچے کو سنبھالو، اور خود سجدہ میں گر گیا، اور قتل کیا گیا۔ ان سب کے سر ابوجعفر کے پاس لائے گئے، اور اس نے ان لوگوں کے لیے امان کی ندا کرائی، سوائے حکم بن عبدالملک بن بشر، اور خالد بن سلمۃ المخزومی اور عمر بن ذر کے۔ پھر زیاد بن عبداللہ نے ابن ذر کے لیے امان مانگ لی اور ابوجعفر نے اسے امان دے دی۔ حکم بھاگ گیا، خالد کو ابوجعفر نے امان دے دی لیکن سفاح نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور ابوجعفر کی امان نافذ نہ کی۔

ابوالعطاء السندی ابن ہبیرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے ۔

الا ان عیناً لم تجد یوم واسط　　علیک بجاری دمعھا لجمود

عشیۃ قام النائحات و صفقت　　اکف بایدی ماتم و خدود

فان تُمس مھجور الفناء فربما　　اقام بہ بعد الوفود وفود

فانک لم تبعُد علی متعھِّد　　بلی کل مَن تحت التراب بعید

[واسط کے دن کوئی آنکھ تجھ پر آنسو بہاتے ہوئے نہ پائی گئی۔ آنسو خشک ہو چکے تھے۔ شام کو نوحہ گر عورتیں کھڑی ہوئیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں پر ہاتھ مار مار کے اور رخساروں کو پیٹ پیٹ کے ماتم کیا۔ مبادا تو مہجور فنا کو فراموش کر دے، اسی لیے کبھی کبھی جانے والوں کی ٹولیاں کی ٹولیاں ان کی جانب رواں ہوتی ہیں۔ خبر گیری کرنے والے سے تو ہی بعید نہیں ہے، بلکہ وہ سب جو مٹی کے نیچے ہیں بعید ہو جاتے ہیں۔]

Marfat.com

فارس میں ابوسلمہ کے عمال کا قتل

اور اسی سال ابومسلم خراسانی نے محمد بن الاشعث کو فارس پر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ ابوسلمہ کے عمال کو قتل کر دے۔ اس نے یہی کیا۔ پھر سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس بھیجا، حالانکہ اس پر محمد بن الاشعث دائی تھا۔ محمد نے عیسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس سے کہا گیا کہ یہ تیرے لیے جائز نہیں ہے۔ اس نے کہا، ہاں، مجھے ابومسلم نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی میرے پاس ولایت کا دعویٰ لے کر آئے اس کی گردن ماردوں لیکن پھر اس نے عیسیٰ کو قتل کرنے کا خیال چھوڑ دیا کیونکہ اس کا برا انجام ہو سکتا تھا۔ اس نے عیسیٰ سے کڑی کڑی قسموں کے ساتھ حلف لیا کہ وہ منبر پر نہ چڑھے گا اور نہ جہاد کے سوا تلوار باندھے گا۔ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کوئی ولایت قبول کی اور نہ اُس نے جنگ کے سوا کبھی تلوار باندھی۔ پھر سفاح نے اس کے بعد اسماعیل بن علی کو فارس پر والی بنا کر بھیجا۔

موصل پر یحییٰ بن محمد کی ولایت

اسی سال سفّاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل پر والی مقرر کیا اس سے قبل یہاں محمد بن صول والی تھا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ اہل موصل نے محمد بن صول کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم پر خثعم کے مولی کو والی بنایا جائے۔ انہوں نے ابن صول کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ اس نے سفّاح کو اس کی نسبت لکھا، اور اس نے ان پر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو عامل مقرر کر دیا اور اسے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ موصل کی طرف بھیجا۔ وہ قصر امارت میں مسجد کے قریب اترا اور اس نے اہل موصل پر کوئی ایسی بات ظاہر نہ کی جس سے وہ کھٹک جائیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں کوئی تعرض نہ کیا۔ پھر اس نے ان کو بلایا اور ان میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر بگڑ گئے اور انہوں نے ہتھیار اٹھا لیے۔ یحییٰ نے ان کو امان عطا کی اور اس کے حکم سے منادی کی گئی جو جامع مسجد میں داخل ہو گیا، اس کو امان ہے۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ یحییٰ نے مسجد کے دروازے پر آدمی کھڑے کر دیئے اور انہوں نے لوگوں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا، اور اس میں حد سے گزر گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن

Marfat.com

گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا اور یہ وہ تھے جن کے انگوٹھیاں تھیں۔ اور جن کے پاس انگوٹھیاں نہ تھیں ان کی تعداد بھی بہت تھی۔

جب صبح ہوئی تو یحییٰ نے ان عورتوں کے چیخنے کی آوازیں سنیں جن کے مرد قتل کیے گئے تھے۔ اس نے پوچھا، یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اس کو اس کے متعلق خبر دی گئی۔ اس پر اس نے کہا، کل جب دن نکلے تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا۔ لوگوں نے یہی کیا اور تین دن تک ان کو قتل کیا جاتا رہا۔ اس کے لشکر میں ایک قائد تھا جس کے ساتھ چار ہزار زنگی تھے ان لوگوں نے عورتوں کو بجبر لے لیا۔ جب یحییٰ تیسرے دن اہل موصل کے قتل سے فارغ ہوگیا تو چوتھے دن وہ سوار ہوا، اس کے آگے آگے نیزہ اور ننگی تلواریں تھیں۔ اتنے میں ایک عورت اس کے آگے آئی اور اس نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ اس عورت کو قتل کردیں لیکن اس نے ان کو منع کیا، اس عورت نے کہا، کیا تو بنی ہاشم سے نہیں ہے؟ کیا تو رسول اللہ ﷺ کا ابن عم نہیں ہے؟ کیا تو اس کو بُرا نہیں سمجھتا کہ مسلمان عرب عورتوں کو زنگی اپنے نکاح میں لا رہے ہیں؟ یحییٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جس نے اس کو اس کی جائے امن تک پہنچا دیا۔ اس عورت کی بات اس کے دل میں اثر کر گئی تھی، جب صبح ہوئی تو اس نے زنگیوں کو تنخواہیں دینے کے لیے جمع کیا۔ وہ سب جمع ہوگئے، پھر ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کا آخری آدمی تک قتل کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اہل موصل کے قتل کا سبب یہ تھا کہ ان سے بنی امیہ کی محبت اور بنی عباس سے کراہت ظاہر ہوئی تھی۔ ایک عورت نے اپنا سر دھویا اور خطمی چھت پر سے پھینکی۔ وہ ایک خراسانی کے سر پر جا پڑی۔ اس نے خیال کیا کہ عمداً ایسا کیا گیا ہے۔ اس نے مکان پر ہجوم کیا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر نے شورش کی اور فتنہ بھڑک اٹھا، جو لوگ قتل کیے گئے، ان میں ایک زاہد عابد شخص معروف بن ابی معروف بھی تھے، جو اکثر صحابہ سے ملے تھے اور انہوں نے ان سے روایت کی تھی۔

متفرق واقعات

اسی سال سفاح نے اپنے بھائی منصور کو جزیرہ، وآذربیجان اور ارمینیہ پر والی مقرر کر کے بھیجا۔
اسی سال اس نے اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ سے معزول کر کے مدینہ، مکہ اور یمامہ پر مقرر

Marfat.com

کیا، اوراس کی جگہ کوفہ کی عمل داری پر اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو مقرر کیا۔ اور عیسیٰ نے کوفہ پر ابن ابی لیلیٰ کو قاضی بنایا۔

بصرہ پر اس سال سفیان بن عیینہ مہلبی عامل تھا اور اس کی قضاۃ پر حجاج بن ارطاۃ تھے۔

سند پر منصور بن جمہور، اور فارس پر محمد بن الاشعث اور جزیرہ، ارمینیہ و آذربیجان پر ابوجعفر بن محمد بن علی اور موصل پر یحییٰ بن محمد بن علی اور شام پر عبداللہ بن علی، اور مصر پر ابوعون عبدالملک بن یزید اور خراسان والجبال پر ابومسلم۔

دیوانِ الخراج پر خالد بن برمک تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ داؤد بن علی نے حج کیا۔

وفیات

اس سال عبداللہ بن ابی نجیح اور اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری نے وفات پائی۔

اسی سال یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک، مروان بن محمد کے ساتھ زاب میں مارا گیا اور یہ یحییٰ، عبدالرحمٰن الداخل کا بھائی ہے جو اندلس میں داخل ہوا تھا۔

اسی سال یونس بن میسرہ بن حلبس دمشق میں مارا گیا، جبکہ وہاں عبداللہ بن علی داخل ہوا اور اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس کو دو خراسانیوں نے قتل کیا، جو اس کو نہیں جانتے تھے، پھر جب ان کو معلوم ہوا تو وہ اس پر روئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو اس کے جانوروں میں سے ایک نے کاٹ لیا تھا جس سے وہ مر گیا۔ اور وہ بہت بیمار (یا اندھا) تھا۔

اسی سال صفوان بن سلیم، مولیٰ حمید بن عبدالرحمٰن نے وفات پائی۔

اسی سال محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے مدینہ میں وفات پائی۔ وہ وہاں کے قاضی تھے۔

اسی سال ہمام بن منبہ، عبداللہ بن عوف، سعید بن سلیمان بن زید بن ثابت انصاری، اور خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یسار انصاری نے وفات پائی۔ عبیداللہ بن عمر العمری کے ماموں تھے۔ اس کے علاوہ عمارہ بن ابی حفصہ نے وفات پائی، ابوحفصہ کا نام ثابت ہے جو عتیک بن ازد کا مولی تھا، اور وہ باپ ہے حرمی کا، جس کی کنیت ابوروح ہے۔

Marfat.com

اسی سال عبداللہ بن طاؤس بن کیسان ہمدانی نے وفات پائی جو اہل یمن کے عباد وفقہا میں سے تھے۔

۞۞۞

حواشی

۱ خالد بن یزید بن معاویہ کو "حکیم آلِ مروان" کہا جاتا ہے۔اس کی علم دوستی، دوراندیشی اور معاملہ فہمی پر دو رائے نہیں۔ جابیہ کانفرنس میں یہ طے ہوا تھا کہ مروان بن حکم خلیفہ ہوگا اور اس کے بعد علی الترتیب خالد بن یزید بن معاویہ اور عمرو بن سعید خلیفہ ہوں گے لیکن مروان بن حکم نے خالد بن یزید کو اپنے زیرِ اثر رکھنے کے لیے اس کی والدہ سے شادی کر لی اور مزید کچھ وقت گزرنے کے بعد دونوں ولی عہدوں کو معطل کر کے اپنے بیٹوں عبدالملک بن مروان اور عبدالعزیز بن مروان کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنا دیا۔اس نئے رشتے کی وجہ سے خالد بن یزید اور عبدالملک بن مروان سوتیلے بھائی بن گئے تھے۔خالد بن یزید کے ساتھ، مروان بن حکم نے جو وعدہ خلافی کی اور جو زیادتی کی اس کے باوجود خالد، عبدالملک بن مروان کا خیرخواہ رہا۔عبدالملک بھی ہر اہم معاملہ میں خالد بن یزید سے مشورہ کرتا تھا۔ایک بار جبکہ مروان، ملک میں افتراق وانتشار سے پریشان تھا۔اُس نے خالد سے اس حوالے سے گفتگو کی۔خالد نے کہا "اگر افتراق سجستان سے رونما ہوتا ہے تو اس میں تمہارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں،لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ خراسان سے رونما نہ ہو۔" یہ خالد کی غیر معمولی دانشمندی کی دلیل تھی کہ اُس نے خراسان سے اُٹھنے والے اُس فتنے کی خبر عبدالملک کو نصف صدی قبل دے دی تھی۔۱۳۲ھ میں خراسان سے یہ فتنہ اُٹھا اور اموی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

سیاست سے بے دخل کیے جانے کے بعد وہ پوری تندہی سے علمی مشاغل میں مصروف ہو گیا تھا، اس کی ان علمی مشغولیتوں کا اندازہ ابن الندیم کی الفہرست سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

۲ "فَتق" کے لغوی معنی کھولنا، چیرنا یا پھاڑنا کے ہیں۔" اَلْفَتق " کا مطلب ہے "دو ملی ہوئی چیزوں کو الگ کر دینا"۔قرآن کریم میں ارض وسماوات کے متعلق ہے کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا(۲۱:۳۰) یعنی

Marfat.com

پہلے یہ تمام کائنات ایک ہی ہیولیٰ تھی بعد میں اس سے مختلف کرّے پیدا ہو گئے (پرویز، لغات القرآن، ص ۱۲۶۱، طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، طبع ششم، ۲۰۰۸ء)

۳؎ الاحزاب:۳۳

۴؎ ''رجس'' کے معنی التباس، شک، تردد، اضطراب، کسی معاملہ کا صاف اور یکسو نہ ہونا ہے۔ گندگی کو بھی الرجس اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ لتھڑ اور چپک جاتی ہے اور خود اس میں بھی کئی آلائشیں ہوتی ہیں۔ سورۂ احزاب کی اس ۳۳ ویں آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تم سے رجس دور کر دے، یعنی اضطراب اور التباسات یا وہ موانع جو تمہاری صحیح نشوونما کے راستے میں حائل ہوں۔ (لغات القرآن از پرویز، ص ۷۲۵)

۵؎ الشوریٰ:۲۳

۶؎ الشعراء۲۱۴

۷؎ الحشر:۷

۸؎ الانفال:۴۱

۹؎ مترجم جناب ابوالخیر مودودی نے السّفاح المبیح کا ترجمہ ''مباح کرنے والا، کثیر العطاء'' اور ''الثائر المبیر'' کا ترجمہ ''عطا کرنے والا غضب ناک'' کیا ہے۔ عموماً اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے ''میں سفاح ہوں بہت بڑا فیاض بھی اور شدید خوں ریز بھی'' سفاح کا ایک مطلب ''خوں ریز'' کے بھی ہیں۔ سفاح غالباً یہ کہنا چاہتا تھا کہ میں جتنا فیاض اور نرم دل ہوں اتنا ہی سنگدل اور خوں بہانے والا بھی ہوں۔

۱۰؎ البقرہ:۵۰

۱۱؎ سیاہ جھنڈا، عباسیوں کا شعار (شناخت) تھا۔

۱۲؎ مراد ہے عبدالرحمٰن (الداخل) بن سلیمان بن ہشام بن عبدالملک۔

۱۳؎ سفید شعار اختیار کرنا اس بات کی علامت تھی کہ انہوں نے عباسیوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، جن کا شعار ''سیاہ'' تھا۔ یعنی سیاہ لباس اور سیاہ جھنڈے۔

Marfat.com

باب:۲

۱۳۳ھ کے واقعات

ملطیہ پر رومیوں کا قبضہ

اس سال روم کا بادشاہ قسطنطین ملطیہ اور کمخ پر بڑھا اور کمخ پر آ کر اترا۔ وہاں کے باشندوں نے اہل ملطیہ سے مدد مانگی، وہاں سے آٹھ سو جنگ آزما کمخ والوں کی طرف روانہ ہوئے جن سے رومیوں نے جنگ کی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے شکست کھائی، رومیوں نے ملطیہ کا محاصرہ کرلیا۔ اس زمانے میں جزیرے میں فتنہ برپا تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اور وہاں کا عامل موسیٰ بن کعب، حران میں تھا۔ قسطنطین نے اہل ملطیہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارا محاصرہ صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں کا حال اور ان کے اختلاف کا علم ہو چکا ہے۔ تمہارے لیے امان ہے اور تم بلاد مسلمین کو واپس چلے جاؤ تاکہ میں ملطیہ میں ہل چلادوں۔ لیکن مسلمانوں نے یہ بات قبول نہ کی، اس نے منجنیقیں نصب کرادیں۔ پھر مسلمانوں کو راضی ہونا پڑا اور وہ بلاد اسلام کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہ جو کچھ اٹھا کر لے جا سکے لے گئے اور جو نہ اٹھا سکے اسے کنوؤں اور موریوں میں پھینک دیا۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے تو رومیوں نے اس کو برباد کردیا اور وہاں سے واپس چلے گئے، اہل ملطیہ بلاد جزیرہ میں متفرق ہو گئے۔ ملک روم قالیقلا کی طرف گیا اور مرج الحصی پر اترا۔ اس نے کوشان الارمنی کو بھیجا جس نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ شہر کے ارمنوں میں سے دو بھائیوں نے اس کی فصیل میں ایک شگاف کھودا اور اس رستے سے کوشان اور اس کے ساتھی شہر میں گھس آئے اور اس پر قبضہ کرلیا، مردوں کو قتل کردیا اور عورتوں کو قید کرلیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ اور اس کے مختلف علاقوں مثلاً دجلہ، بحرین، عمان، مہرجان اور قذف پر عامل بنا کر بھیجا۔ اور اپنے چچا اسماعیل کو، اہواز پر عامل بنایا۔

اسی سال داؤد بن علی نے ان لوگوں کو مکہ اور مدینہ میں قتل کیا جو بنی امیہ میں سے اس کے ہاتھ لگے۔ جب اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اس سے عبداللہ بن حسن بن حسن نے کہا "اے بھائی! جب تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا تو کس کے مقابل میں حکومت پر مفاخر کرے گا؟ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تجھے صبح و شام اس حال میں آتے جاتے دیکھیں جس سے ان کی ذلت ہو اور ان کو ناگوار ہو۔" لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی اور ان کو قتل کر دیا۔

اسی سال ربیع الاوّل میں داؤد بن علی مدینہ میں مر گیا۔ اس نے مرتے وقت اپنا جانشین اپنے بیٹے موسیٰ کو بنایا۔ جب سفاح کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ پر خالد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمسدان الحارثی کو مقرر کیا۔ جب زیاد مدینہ پہنچا تو اس نے ابراہیم بن حسان السلمی کو۔ اور وہ ابو جماد الابرص بن مثنیٰ تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ کی طرف بھیجا جو یمامہ میں تھا۔ اس نے یزید اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا۔

اسی سال محمد بن اشعث افریقہ گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں سے سخت جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے بخارا میں ابو مسلم (خراسانی) کے خلاف خروج کیا اور اس کی شدید مخالفت کی، اور کہا، ہم نے اس بات پر آل محمد کا اتباع نہیں کیا ہے کہ خون بہائے جائیں اور غیر حق پر عمل کیا جائے۔ تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے اس کی پیروی کی، ابو مسلم نے اس کی طرف زیاد بن صالح خزاعی کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے ختل کی طرف خروج کیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ حبش بن سہل وہاں کے بادشاہ نے اس کی مزاحمت نہ کی بلکہ وہ اور اس کے ساتھ چند دہاقین قلعہ بند ہو گئے، جب ابو داؤد نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا تو وہ اس کے ساتھ جو دہاقین تھے وہ قلعے سے نکل گئے اور

Marfat.com

ارض فرغانہ چلے گئے اور وہاں سے ترکوں کے ملک میں داخل ہوئے اور ملک چین میں جا پہنچے۔ ابوداؤد نے ان سب لوگوں کو پکڑ لیا جوان میں سے اس کے ہاتھ لگے اور انہیں ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب، موصل میں قتل کیا گیا۔ اس کو سلیمان نے جس کو ''الاسود'' کہا جاتا ہے، پہلے ایک امان نامہ لکھ کر دینے کے بعد قتل کیا۔

اسی سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروب کے اس پار صائفہ کے لیے بھیجا۔

اسی سال یحییٰ بن محمد، موصل سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی عامل بنایا گیا۔ یحییٰ کے عزل کی وجہ اہل موصل کا قتل اور موصل والوں میں اس کے بُرے اثر کے سبب سے تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ زیاد بن عبیداللہ حارثی نے حج کیا۔

اعمال اس سال وہی تھے جن کا ذکر ہم گزشتہ سال میں کر چکے ہیں۔ سوائے حجاز، یمن اور موصل کے عمال کے، جن کے نئے عاملوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اس سال اخشید فرغانہ اور ملک شاش باہم غالب ہوگئے، اخشید نے چین کے بادشاہ سے مدد طلب کی، اس نے ایک لاکھ سپاہ سے اس کی مدد کی، اخشید نے شاش کا محاصرہ کرلیا۔ بالآخر شاش کا حکمران، چین کے بادشاہ کی یقین دہانی پر اتر آیا۔ چین کے بادشاہ نے اس سے اور اس کے اصحاب سے ایسا تعرض نہ کیا جو ان کے لیے برا ہو۔ ابومسلم کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان سے جنگ کے لیے زیاد بن صالح کو بھیجا۔ نہر طراز پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے ان کے تقریباً پانچ ہزار آدمی قتل کیے اور تقریباً بیس ہزار آدمی قید کیے۔ باقی چین کی طرف بھاگ گئے۔ یہ جنگ ذی الحجہ ۱۳۳ھ میں ہوئی۔

اسی سال مروان بن ابی سعید اور ابن معلیٰ زرقی انصاری اور علی بن بذیمہ مولیٰ جابر بن سمرۃ سوائی نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۴ھ شروع ہوا۔

Marfat.com

باب:۳۰

۱۳۴ھ کے واقعات

بسام بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے بغاوت کی جو اہل خراسان میں سے تھا۔ وہ سفاح کے لشکر سے اپنے ایک ہم خیال گروہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر مدائن کی طرف گیا۔ سفاح نے ان لوگوں کی طرف خازم بن خزیمہ کو بھیجا، دونوں میں جنگ ہوئی، بسام اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی، ان میں سے اکثر مارے گئے جو گرفتار ہوئے وہ بھی مارے گئے۔ پھر وہ پلٹا اور ذات المطامیر سے گزرا جہاں بنی عبدالمدان میں سفاح کی ننھیال تھی، یہ کل پینتیس آدمی تھے، ان کے سوا اٹھارہ آدمی اور تھے اور ان کے سترہ موالی تھے۔ خازم نے ان کو سلام نہ کیا، جب وہ ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس کو گالیاں دیں۔ اس کے دل میں ان کی طرف سے گرہ پڑی ہوئی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ جو بسام کے ساتھیوں میں سے تھا، ان کے پاس پناہ گزین ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف واپس گیا اور ان سے مغیرہ کی نسبت پوچھا، انہوں نے جواب دیا، ”ہمارے پاس سے ایک راہگیر گزرا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تھے، اور وہ ایک رات ہمارے قریہ میں ٹھہرا پھر ہمارے ہاں سے چلا گیا۔“ خازم نے کہا ”تم امیر المومنین کی ننھیال ہو، ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور اس کو تمہارے قریہ میں امان دی جاتی ہے، کیوں نہ تم نے جمع ہو کر اس کو پکڑ لیا۔“ اس پر انہوں نے خازم کو سخت جواب دیا۔ اس نے حکم دیا اور ان سب کی گردنیں ماردی گئیں، اور ان کے مکانات ڈھا دیئے گئے، اور ان کے اموال لوٹ لیے گئے۔ پھر وہ (خازم) وہاں سے چلا گیا یہ خبر یمانیوں کو پہنچی تو وہ سب جمع ہوئے اور ان کے ساتھ زیاد بن عبید اللہ

Marfat.com

حارثی، سفاح کے پاس گیا اور انہوں نے کہا ''خازم نے آپ پر جرأت کی اور آپ کے حق کا استخفاف کیا اور آپ کے ننھیال والوں کو قتل کر دیا۔ جو ملکوں کو طے کر کے آپ کے پاس عزت حاصل کرنے اور آپ کا احسان طلب کرنے کے لیے آئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے جوار میں داخل ہو گئے۔ خازم نے ان کو قتل کیا، ان کے مکان ڈھا دیئے اور ان کے اموال لوٹ لیے۔ بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہو۔''
سفاح نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ خبر موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو پہنچی تو وہ دونوں سفاح کے پاس آئے اور اس سے کہا ''اے امیر المومنین! ہمیں ان لوگوں کی باتوں کی خبر پہنچی ہے اور یہ کہ امیر المومنین نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کیونکہ اس نے اطاعت کی اور اس کی سابق خدمات ہیں، اس نے جو کچھ کیا اس کا حق اس کو پہنچتا تھا، کیونکہ آپ کے شیعہ اہل خراسان نے (مراد ہے خراسانی کے یمانیوں نے) آپ لوگوں کو اپنے اقارب اور اپنی اولاد پر ترجیح دی اور جس نے آپ کی مخالفت کی اس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ آپ ان کی برائی سے چشم پوشی کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن اگر آپ نے اس کے قتل کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس کو خود نہ انجام دیجئے بلکہ کسی ایسے کو اس کام پر بھیجئے کہ اگر وہ مارا جائے تب بھی آپ اپنے مقصد کو پہنچ جائیں اور اگر وہ فتح یاب ہوا تو اس کی فتح آپ کے لیے مفید ہوگی۔'' انہوں نے سفاح کو مشورہ دیا کہ اسے شیبان بن عبدالعزیز یشکری کے ساتھ ان خوارج کے مقابلے پر بھیجئے جو عمان اور جزیرہ برکاوان میں ہیں۔ سفاح نے اس کو سات سو آدمی کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا، اور سلیمان بن علی کو جو حاکم بصرہ تھا، لکھا کہ ان کو جزیرہ برکاوان اور عمان کی طرف سوار کر دے۔ خازم روانہ ہو گیا۔

خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل

خازم نے اپنے زیر کمان لشکر کے ساتھ بصرہ کی طرف کوچ کیا، وہ پہلے ہی اپنے خاندان اور اپنے متعلقین اور اپنے موالی میں سے، اور اہل مروالزور میں سے بھروسے کے لوگوں کو انتخاب کر چکا تھا۔ بصرہ پہنچتے ہی سلیمان نے ان لوگوں کو کشتیوں پر سوار کر دیا اور بصرہ سے بھی بنی تمیم میں سے کچھ لوگوں کو اُن کے ساتھ کر دیا۔ یہ لوگ سمندر میں چلے حتیٰ کہ جزیرہ برکاوان پر لنگر ڈالا، خازم نے فضلہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو آدمیوں کے ساتھ شیبان کی طرف بھیجا، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، سخت جنگ ہوئی،

Marfat.com

شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں پر بیٹھ کر عمان کی طرف چل دیئے اور وہ صفریہ ا تھے۔ جب وہ عمان پہنچے تو جلندی اور اس کے اصحاب نے جو الاباضیہ ۲ تھے، ان سے جنگ کی، سخت جنگ ہوئی، جس میں شیبان اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ (سنہ ۱۲۹ھ میں بھی شیبان کے قتل کا ذکر گذر چکا ہے۔) پھر خازم اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں چلا حتیٰ کہ انہوں نے ساحل عمان پر لنگر ڈالا اور صحراء کی طرف نکلے، جلندی اور اس کے اصحاب ان کے مقابلے پر آئے، گھمسان کا رن پڑا، اس دن خازم کے اصحاب بہت مارے گئے اور ان میں اس کا ایک اخیافی بھائی نوے آدمیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دوسرے دن بھی، انہوں نے سخت جنگ کی، اس روز خوارج میں سے نوسو آدمی مارے گئے اور ان میں سے نوے آدمی جل گئے۔ پھر خازم کی آمد کے سات دن بعد دوبارہ مقابلہ ہوا، جس میں خازم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے مشورے کے مطابق اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے سنانوں کی نوکوں پر روئی کے پھاہے باندھ کر ان کو نفط سے تر کریں اور ان میں آگ لگائیں، پھر ان کو لے کر چلیں حتیٰ کہ جلندی کے اصحاب کے گھروں میں آگ لگا دیں، کیونکہ ان کے گھر لکڑی کے تھے۔ جب یہ کیا گیا اور ان کے گھروں میں آگ لگا دی گئی تو وہ ان میں اور اپنے اہل وعیال اور اولاد میں مشغول ہو گئے۔ پھر خازم اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے ان کی خبر لی اور ان کو قتل کیا۔ جو لوگ مارے گئے ان میں جلندی بھی تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے اور سلیمان نے ان کو سفاح کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد خازم چند ماہ وہیں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ سفاح نے اس کو بلایا اور وہ واپس آ گیا۔

جنگ کش

اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ اخرید کو قتل کر دیا، وہ سامع اور مطیع تھا، اس نے اخرید کے اصحاب کو بھی قتل کیا اور ان سے چینی کے منقوش مذہب برتن (یعنی چینی کے وہ برتن جن پر سونے کے پانی سے نقش ونگار بنے تھے) لے لیے، جن کی مثل کبھی نہیں دیکھے گئے۔ زینیں اور چینی کا سامان جو سب دیبا کا تھا، اور بہت سی نادر چیزیں حاصل کیں، اور سب ابومسلم کے پاس بھیج دیں، وہ اس وقت سمرقند میں تھا۔ اس نے ان کے دہاقین میں سے ایک

Marfat.com

جماعت کوقتل کر دیا، اخرید کے بھائی طاران کو زندہ چھوڑا اور اسے کش کا بادشاہ بنادیا۔ ابومسلم صغد اور بخارا کے باشندوں میں کشت وخون کرنے کے بعد مرو واپس آیا۔ اس نے سمرقند کی فصیل تعمیر کرنے کا حکم دیا اور زیاد بن صلیح کو اس پر اور بخارا پر مقرر کیا۔ ابوداؤد بلخ واپس ہو گیا۔

منصور بن جمہور کا حال

اس سال سفاح نے موسیٰ بن کعب کو سندھ بھیجا تا کہ منصور بن جمہور سے جنگ کرے، اس نے اپنی جگہ سفاح کے شرطے پر مسیّب بن زہیر کو نائب بنایا۔ موسیٰ سندھ پہنچا اور منصور سے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ جنگ کی۔ منصور اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ منصور بھاگ نکلا اور ریگستان میں پیاسا مر گیا۔ بعض کہتے ہیں، اس کو پیٹ کا عارضہ ہوا اور اسی میں وہ مر گیا، سندھ میں اس کے نائب نے جب اس کی ہزیمت کی خبر سنی تو وہ منصور کے اہل وعیال اور سامان کے ساتھ نکلا اور بلاد خزر چلا گیا۔

متفرق واقعات

اسی سال محمد بن یزید بن عبداللہ نے وفات پائی، وہ یمن پر حاکم تھا۔ سفاح نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اسی سال ذی الحج میں سفاح حیرہ سے انبار منتقل ہوا۔

اسی سال کوفہ سے مکہ تک منارہ اور میل کے پتھر نصب کیے گئے۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ نے حج کیا، وہ کوفہ پر حاکم تھا اور کوفہ کی قضاء پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ مدینہ، مکہ، طائف اور یمامہ کی ولایت پر زیاد بن عبداللہ۔ یمن پر علی بن ربیع حارثی۔ بصرہ اور اس کے علاقوں کور دجلہ اور عمان پر سلیمان بن علی تھے۔ بصرہ کی قضاء پر عباد بن منصور تھے، سندھ کی ولایت پر موسیٰ بن کعب تھا۔ خراسان و جبال پر ابومسلم، فلسطین پر صالح بن علی، مصر پر ابوعون، موصل پر اسمٰعیل بن علی، ارمینیہ پر یزید بن اسید آذربیجان پر محمد بن صول، دیوان الخراج پر خالد بن برمک، جزیرہ پر ابوجعفر منصور اور آذربیجان وارمینیہ پر اس کے عامل وہی تھے، جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ شام پر عبداللہ بن علی تھا۔

Marfat.com

وفیات

اسی سال محمد بن اسمٰعیل بن سعد بن ابی وقاص، اور سعد بن عمر بن سلیم زرقی نے وفات پائی۔

۞۞۞

حواشی

۱؎ خوارج کے چار بڑے فرقے ازارقہ، صفریہ، اباضیہ اور نجدات کا ظہور کم وبیش ایک ہی وقت میں ہوا اور یہ وقت دوسری خانہ جنگی (۶۵ھ تا ۷۳ھ) کا تھا۔ وہ خوارج جو جنگ صفین اور واقعۂ تحکیم کی پیداوار تھے اور حروری کہلاتے تھے، انہی کو محکمۃ الاولی، شراۃ اور مارقہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا تھا، یہ ایک ہی جماعت تھی، ان میں پہلا اختلاف حضرت عبداللہ ابن زبیر کی بیعت خلافت کے موقع پر سامنے آیا اور یہ چار بڑے فرقوں میں تقسیم ہو گئے، جن کے نام اوپر بیان کیے گئے۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا یہ خوارج حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر اہل شام سے لڑ چکے تھے۔ بعد میں حضرت زبیر سے اختلاف ہونے کے بعد یہ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوئے ایک ٹکڑی بصرہ چلی گئی جس میں نافع بن ازرق، عبداللہ بن صفار السعدی، عبداللہ بن اباض، حنظلہ بن بیہس اور بنو ماحوز (یعنی عبداللہ ابن ماحوز، عبیداللہ ابن ماحوز، اور زبیر ابن ماحوز) شامل تھے۔ بنو ماحوز کا تعلق سلیط ابن یربوع سے تھا، اور یہ بنو تمیم سے تھے۔

ان کے سامنے یہ سب سے بڑا سوال تھا کہ حکومت وقت کے خلاف خروج کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اسی مسئلہ پر یہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ نافع ابن ازرق اور بنو ماحوز کا خیال تھا کہ حکومت وقت کے خلاف خروج کیا جائے، کیونکہ یہ ظالم اور کافر ہیں، یہ لوگ بصرہ چھوڑ کر چلے گئے اور حکمرانوں کے خلاف ان کی جنگ سترہ یا اٹھارہ سال جاری رہی یعنی ۶۵ھ سے ۷۹ھ تک، یہاں تک کہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ یہ ازارقہ تھے۔

دوسرا گروہ وہ تھا جو عبداللہ ابن صفار کا ہم خیال تھا، اس نے اپنے ساتھی نافع بن الازرق سے ''استعراض'' (یعنی مخالفین اور ان کے بال بچوں کے قتل) کے مسئلہ پر جسے نافع نے پیش کیا تھا

Marfat.com

علیحدگی اختیار کرلی اور بعد میں عبداللہ ابن اباض سے بھی علیحدگی اختیار کرلی جس کا کہنا تھا کہ غیر خارجی مسلمانوں کو مشرک نہیں سمجھنا چاہیے۔ عبداللہ ابن صفار اور اس کے ہم خیال اسی وجہ سے حکمرانوں کے خلاف جہاد میں ملوث نہیں ہوئے اور عموماً ان کے تعلقات حکمرانوں سے اچھے رہے۔ عبداللہ ابن صفار تمیمی کو خارجی فرقے صفریہ کا بانی کہا گیا ہے۔ صفریہ ابتداً خاموش تھے لیکن صالح بن مسرح کی بغاوت سے ان کا شورش پسندانہ مزاج سامنے آیا جو شبیب ابن یزید خارجی کی شکل میں اپنے عروج کو پہنچا۔

۲۔ خوارج کے تین بڑے ابتدائی فرقے یعنی ازارقہ، صفریہ اور اباضیہ اپنے اصولوں کے تصادم کے باعث بیک وقت ظہور میں آئے تھے اور یہ دوسری خانہ جنگی کا ابتدائی عرصہ یعنی ۶۵ھ/۶۸۵ء کے لگ بھگ کا زمانہ ہے۔

اس فرقے کا بانی عبداللہ ابن اباض المُرّی تمیمی تھا۔ اباضیہ خوارج کا سب سے معتدل فرقہ تھا تاہم پہلی صدی ہجری کے آخر میں یہ انتہا پسندی کی طرف مائل ہونے لگے (تفصیل کے لیے دیکھیے: مسلمانوں میں انتہا پسندی کا آغاز: خوارج ایک مطالعہ، از نگار سجاد ظہیر، قرطاس ۲۰۱۵ء)

Marfat.com

باب:۴

۱۳۵ھ کے واقعات

زیاد بن صالح کا خروج

اس سال زیاد بن صالح نے ماوراء النہر میں خروج کیا۔ ابومسلم مرو سے اس کے مقابلے کے لیے مستعد ہو کر چلا اور ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو ترمذ کی طرف بھیجا، اس خوف سے کہ کہیں زیاد بن صالح اس کے قلعہ اور کشتیوں کی طرف کسی کو بھیج کر ان پر قبضہ نہ کر لے۔ اس نے یہی کیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ لیکن اس پر طالقان کے باشندوں نے ایک شخص کے ساتھ جس کی کنیت ابواسحٰق تھی، خروج کیا اور انہوں نے نصر کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر ابوداؤد کو پہنچی تو اس نے عیسیٰ بن ہامان کو نصر کے قاتلوں کے تعاقب میں بھیجا، اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

ابومسلم تیزی سے بڑھا حتیٰ کہ آمل پہنچا، اس کے ساتھ سباع بن نعمان ازدی تھا اور یہ وہی ہے جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کی طرف بھیجا تھا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ اگر اسے موقع ملے تو ابومسلم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دے۔ اس نے ابومسلم کو اس کی خبر دی اور ابومسلم نے سباع کو آمل میں قید کر دیا۔ ابومسلم عبور کر کے بخارا پہنچا، جب وہ وہاں اترا تو اس کے پاس زیاد کے متعدد امیرانِ لشکر آئے، جو زیاد سے الگ ہو گئے تھے اور انہوں نے ابومسلم کو خبر دی کہ سباع بن نعمان ہی وہ شخص ہے جس نے زیاد کو بگاڑا ہے۔ اس نے آمل کے عامل کو لکھا کہ اسے قتل کر دے۔ جب زیاد کے امیرانِ لشکر اس سے الگ ہو گئے اور ابومسلم سے آملے تو زیاد نے وہاں کے ایک دہقان کے پاس پناہ لی، اس نے زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔ ابوداؤد اہل طالقان کے خیال سے ابومسلم کے

Marfat.com

پاس نہ آسکا۔ ابومسلم نے اسے زیاد کے قتل کی اطلاع لکھ بھیجی۔ اور کش گیا، اور عیسیٰ بن ہامان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ایک فوج ساعو کی طرف بھیجی۔ اہل ساعو نے صلح کی درخواست کی جو قبول کرلی گئی۔ لیکن بسام میں عیسیٰ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ عیسیٰ نے ابومسلم کے صاحب کامل بن مظفر کو خط لکھا جس میں اس نے ابوداؤد پر اظہار ناراضی کیا اور اسے عصبیت کی طرف منسوب کیا۔ یہ نامہ ابومسلم نے ابوداؤد کو بھیج دیا اور لکھا کہ یہ ان غیر مختونوں کے خطوط ہیں جن کو تو نے برابر کا بنادیا ہے۔ جو چاہے کر۔ ابوداؤد نے عیسیٰ کو لکھ کر اپنے پاس بلایا اور جب وہ اس کے پاس آگیا تو اسے قید کردیا اور اسے مارا اور پھر اس کو نکال دیا، اور لشکریوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کردیا۔ ابومسلم مرو واپس چلا گیا۔

جزیرہ صقلیہ کی جنگ

اسی سال عبداللہ بن حبیب نے تلمسان پر حملے کے بعد جزیرہ صقلیہ پر حملہ کیا اور وہاں مال غنیمت حاصل کیا۔ قیدی پکڑے اور وہاں ایسی فتح حاصل کی جو اس سے پہلے کسی نے حاصل نہیں کی تھی۔ پھر افریقہ کے ولاۃ بربر کے ساتھ فتنہ میں مشغول ہوگئے، صقلیہ کو امن مل گیا، رومیوں نے ہر طرف سے اس کو آباد کرلیا اور وہاں قلعے تعمیر کرلیے۔ وہ ہر سال جہازوں میں نکل کر جزیرے کے گرد چکر لگاتے اور اس کی مدافعت کرتے تھے اور بسا اوقات مسلمان تاجروں کو پالیتے تو ان کو پکڑ لے جاتے تھے۔

متفرق واقعات

اس سال لوگوں کے ساتھ سلیمان بن علی نے حج کیا۔ وہ بصرہ اور اس کے متعلقات پر حکمران تھا اور اس سال عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

وفیات

اس سال ابوخازم اعرج نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۴۴ھ میں۔

اس سال عطاء بن عبداللہ مولیٰ المطلب نے وفات پائی۔ اور بعض اس کو مولی المطلب کہتے

Marfat.com

ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عطاء بن میسرہ تھا اور اس کی کنیت ابوعثمان خراسانی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس نے ۱۳۴ھ میں وفات پائی۔

اس سال وفات پانے والوں میں یہ لوگ ہیں، یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، یہ فارس کا حاکم تھا اور اس سے پہلے موصل پر تھا۔ ثور بن زید دوَیلی، یہ ثقہ تھا۔ زیاد بن ابی زیاد مولیٰ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی اور یہ ابطال میں سے تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب:۵

۱۳۶ھ کے واقعات

ابوجعفر اور ابومسلم کا حج

اس سال ابومسلم (خراسانی) نے سفاح کو خط لکھا جس میں اس کے پاس آنے اور حج کرنے کی اجازت مانگی۔ وہ خراسان پر قابض ہونے کے بعد سے اب تک وہاں سے باہر نہیں گیا تھا۔ سفاح نے اس کو لکھا کہ اس کے پاس پانچ سو سپاہ کے ساتھ آئے۔ اس پر ابومسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو نقصان پہنچائے ہیں، مجھے اپنی جان کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ سفاح نے لکھا کہ تو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آؤ۔ کیونکہ تم اپنے اہل اور اپنی حکومت میں ہو اور مکّے کا راستہ لشکر کا متحمل نہیں ہے۔

وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ چلا جن کو اس نے نیساپور اور رَے کے درمیان پھیلا دیا۔ وہ اموال اور خزانوں کے ساتھ آیا اور ان سب کو اس نے رَے میں چھوڑ دیا۔ اس نے جبل کے اموال بھی جمع کیے اور ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ سفاح نے امیرانِ لشکر اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے جاملیں۔ جب ابومسلم سفاح کے پاس داخل ہوا تو اس نے اس کی بہت تعظیم وتکریم کی۔ پھر اس نے سفاح سے حج کے لیے اجازت مانگی، اس نے اجازت دے دی اور کہا، اگر ابوجعفر یعنی سفاح کا بھائی منصور حج کا ارادہ نہ رکھتا تو میں تم کو موسم حج پر عامل مقرر کرتا۔

ابوجعفر اور ابومسلم کے درمیان تعلقات اچھے نہ تھے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سفاح نے، جب معاملات صاف ہوگئے تو ابوجعفر کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے ساتھ خراسان پر ابومسلم کی ولایت اور سفاح اور اس کے بعد ابوجعفر منصور کے لیے بیعت کا عہد تھا۔ ابومسلم اور اہل خراسان نے ان دونوں کے

Marfat.com

لیے بیعت کی۔ ابومسلم، ابوجعفر کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتا تھا، اس لیے جب وہ واپس آیا تو اس نے سفاح سے کہا کہ میری بات مانیئے اور ابومسلم کو قتل کر دیجئے کیونکہ خدا کی قسم اس کے سر میں غدر ہے۔ سفاح نے کہا، تم اس کی آزمودہ کاری اور کارکردگی سے واقف ہو، ابوجعفر نے جواب دیا کہ وہ سب کچھ ہماری وجہ سے تھا۔ خدا کی قسم اگر آپ ایک بلی کو بھی بھیجتے تو وہ اس کی قائم مقام ہوسکتی تھی۔ اور اس مرتبے پر پہنچ سکتی تھی، جس مرتبے پر وہ پہنچا۔ سفاح نے پوچھا پھر اسے کیونکر قتل کیا جائے؟ منصور نے کہا، جب وہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس سے گفتگو کریں تو اسے پیچھے سے ایسی ضرب لگائیں کہ وہ مر جائے۔ کہا، پھر اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ ابوجعفر نے کہا اگر وہ قتل کر دیا گیا تو وہ متفرق ہو جائیں گے اور دب جائیں گے۔ اس پر سفاح نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، اور نکل گیا۔ بعد میں سفاح اس پر نادم ہوا اور اس نے ابوجعفر کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ابوجعفر اس سے پہلے حران میں تھا۔ وہاں سے انبار چلا گیا جہاں سفاح تھا۔ حران پر اس نے مقاتل بن حکیم بن علکی کو اپنا نائب بنایا۔ ابوجعفر اور ابومسلم نے حج کیا۔ موسم حج کا امیر ابوجعفر تھا۔ اس میں زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب نے وفات پائی۔

سفاح کی موت کا ذکر

اسی سال سفاح نے ۱۳ ذی الحجہ کو اور بعض کہتے ہیں ۱۲ ذی الحجہ کو انبار میں وفات پائی۔ اس کے چیچک نکلی تھی۔ اس کی عمر موت کے وقت تینتیس برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں، چھتیس اور بعض کہتے ہیں اٹھائیس برس کی تھی۔ اس کی حکومت مروان کے قتل سے وفات تک چار سال، اور اس وقت سے جب کہ اس کے لیے خلافت کی بیعت کی گئی اس کی موت تک چار سال آٹھ ماہ رہی۔ بعض کہتے ہیں نو ماہ رہی جن میں سے آٹھ مہینے تک وہ مروان سے لڑتا رہا۔

اس کے بال گھنگریالے تھے، وہ طویل القامت، گورے رنگ کا، پتلی لمبی ناک والا، خوبصورت چہرے اور داڑھی والا تھا۔ اس کی ماں ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالدان حارثی تھی۔ اس کا وزیر ابو الجہم بن عطیہ تھا۔ اس کی نماز جنازہ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے پڑھی اور اسے انبار عتیقیہ میں دفن کیا گیا۔ اس نے صرف نو جُبے، چار قمیص، پانچ سراویل، چار طیلسان اور تین ریشمی دھاری دار چادریں چھوڑیں۔

ابن نقاح نے دو بیتیں شعر کی لکھیں اور ایک شخص کے ساتھ مروان کے لشکر میں بھیجیں تاکہ

Marfat.com

وہ رات کو انہیں سواروں پر پہنچا دے اور وہاں صبح کرے اور سورج نکلنے تک لوگوں میں رہے اور پکڑا نہ جائے وہ بیتیں یہ ہیں ؎

یــا آل مـروان ان اللہ مھـلـکـکـم و مبـدل بـکـم خـوفـا و تشـریدا

لا عـمـر اللہ مـن انشـائکم احدا و بثـکـم فی بلاد الخوف تطریدا

[اے آل مروان، اللہ تمہیں ہلاک کرنے اور تمہاری حالت کو خوف اور پراگندگی سے بدلنے والا ہے، اللہ تمہاری نسل میں سے کسی کو خوش حال نہ کرے اور تمہیں بلاد خوف میں منتشر کردے۔]

کہا، میں نے یہی کیا۔ ان کے دلوں میں خوف داخل ہوگیا۔

ابوجعفر بن یحییٰ کہتا ہے، ایک دن سفاح نے آئینے میں دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھا، اس نے کہا، خدایا، میں اس طرح نہیں کہتا سلیمان بن عبدالملک نے کہا تھا کہ میں جوان بادشاہ ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اے خدا! مجھے اپنی طاعت میں طویل عمر دے جو عافیت سے متمتع ہو۔ ابھی اس نے یہ کلام پورا نہ کیا تھا کہ اس نے کسی غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو مہینہ پانچ دن کی مدت ہے۔ اس کی بات سے سفاح کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، اس نے کہا، حسبی اللہ، ولا قوۃ الا باللہ، علیک توکلت و بک استعین۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اسے بخار نے آگھیرا، اس کا مرض متصل رہا اور اس نے دو مہینے پانچ دن بعد وفات پائی۔

ذکر خلافت منصور

اسی سال السفاح عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے بھائی ابوجعفر عبداللہ بن محمد کو اپنے بعد مسلمانوں کا ولی عہد قرار دیا، اور اس عہد کو ایک کپڑے میں رکھ کر اس پر اپنی مہر اور اپنے اہل بیت کی مہریں ثبت کیں اور اس کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا۔ جب سفاح کا انتقال ہوگیا تو ابو جعفر مکے میں تھا۔ ابوجعفر کے لیے عیسیٰ بن موسیٰ نے بیعت لی اور اس کو سفاح کی وفات اور اس کے لیے بیعت لیے جانے کی اطلاع دی۔ یہ قاصد منصور سے منزل صفیہ میں ملا۔ منصور نے کہا، ہمارے لیے صاف ہوگیا، ان شاء اللہ۔ ابومسلم کو لکھا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ ابوجعفر آگے آ گیا تھا، ابومسلم اس کے پاس آیا۔ جب وہ بیٹھا اور اس کے سامنے عیسیٰ کا خط رکھا تو وہ اس کو پڑھ کر رو دیا، انا للہ و انا الیہ

Marfat.com

راجعون پڑھا۔ اور اس نے ابوجعفر کو دیکھا جس نے بہت جزع کی تھی۔ اس نے کہا، یہ کیسی جزع ہے، حالانکہ آپ کے پاس خلافت آئی ہے۔ ابوجعفر نے کہا، مجھے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے شر کا خوف ہے۔ ابومسلم نے کہا اس سے نہ ڈرو، میں اس کے لیے کافی ہوں، ان شاءاللہ۔ اس کے لشکر کا عام حصّہ جو اس کے ساتھ ہے سب اہل خراسان ہیں اور وہ میری نافرمانی نہیں کریں گے۔ منصور اس سے خوش ہو گیا، ابو مسلم نے اور لوگوں نے اس سے بیعت کر لی، یہ دونوں آگے بڑھے، حتیٰ کہ کوفہ پہنچ گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے ابومسلم، ابوجعفر سے آگے روانہ ہو گیا تھا اس کو سفاح کے مرنے کی خبر پہلے معلوم ہوئی۔ اس نے ابوجعفر کو لکھا کہ "اللہ تجھے محفوظ رکھے اور تیرے ذریعے فائدہ بخشے۔ معلوم ہو کہ میرے پاس ایک ایسی خبر آئی ہے جس نے مجھے کاٹ دیا اور میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ کسی چیز نے کبھی نہ کیا تھا۔ وہ امیر المومنین کی وفات ہے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو بڑا اجر دے اور خلافت آپ پر درست کرے کیونکہ آپ کے حق کی تعظیم کرنے والا آپ کا خالص خیر خواہ اور آپ کی خوشنودی پر مجھ سے زیادہ حریص آپ کے اہل میں کوئی شخص نہیں ہے۔" پھر وہ دو دن ٹھہرا رہا اور اس نے ابوجعفر کو لکھا کہ اپنی بیعت لے۔ دراصل وہ ابوجعفر کو مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

کہا: ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ کی طرف واپس کر دیا۔ وہ سفاح کی طرف سے مکہ اور مدینہ پر عامل تھا۔ بعض کہتے ہیں، اس کو سفاح نے اپنی موت سے پہلے مکہ سے معزول کر دیا تھا اور وہاں کا والی عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس کو مقرر کر دیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر کے لیے بیعت لی۔ عبداللہ بن علی کے پاس شام میں سفاح کی وفات اور منصور کی بیعت کی خبر بھیجی، اور اسے حکم دیا کہ منصور کے لیے بیعت لے۔ وہ اس سے پہلے سفاح کے پاس آیا تھا اور سفاح نے اسے صائفہ پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اہل شام اور خراسان کو بھیجا تھا۔ وہ چلا حتیٰ کہ دُلوک پہنچا اور ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ اس کے پاس سفاح کی موت کی خبر آئی۔ وہ اپنے ساتھ کے لشکروں سمیت واپس ہوا، اور اس نے خود اپنے لیے بیعت لی۔

اندلس کے فتنے کا ذکر

اس سال اندلس میں حباب بن رواحہ بن عبداللہ زہری نے خروج کیا اور اس نے خود اپنی

Marfat.com

طرف دعوت دی۔ اس کی طرف یمانیہ کی ایک جماعت مجتمع ہوگئی۔ پھر وہ صُمیل کی طرف گیا جو قرطبہ کا امیر تھا، اور وہاں اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کو تنگ کیا آخر کار صُمیل نے یوسف فہری امیر الاندلس سے مدد لی۔ وہ اندلس پر پیہم گرانی اور بھوک کی وجہ سے مدد نہ کرسکا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یوسف، صُمیل سے کراہت کرتا تھا۔ اس نے اس کی ہلاکت پسند کی تاکہ اس سے راحت پائے۔

وہاں عامر العبدری نے بھی شورش برپا کی اور ایک جمعیت فراہم کی اور صُمیل کے خلاف حباب کے ساتھ مل گیا۔ یہ دونوں بنی عباس کی دعوت لے کر کھڑے ہوئے۔ جب صُمیل پر محاصرہ شدید ہوگیا تو اس نے اپنی قوم کو مدد کے لیے لکھا، انہوں نے اس کی مدد کرنے میں جلدی کی اور جمع ہوکر اس کی طرف چلے۔ حباب نے جب ان کے قریب آنے کی خبر سنی۔ صُمیل، سرقسطہ سے چلایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ حباب وہاں واپس آگیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ یوسف فہری نے صُمیل کو طُلَیْطُلَہ کا عامل مقرر کیا۔

متفرق واقعات / وفیات

کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ شام پر عبداللہ بن علی۔ مصر پر صالح بن علی۔ بصرہ پر سلیمان بن علی۔ مدینہ پر زیاد بن عبیداللہ حارثی، مکہ پر عباس بن عبداللہ بن معید۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، یہ ربیعۃ الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں ۱۴۲ھ میں۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ عبدالملک بن عمر بن سوید اللخمی قرشی۔ عطاء بن سائب ابوزید ثقفی اور عروہ بن رویم۔

اس سال ابوجعفر منصور امیر المومنین مکے سے کوفے میں آئے۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی، ان کو خطبہ دیا اور انبار میں قیام کیا اور اس کے اطراف (اس کے تحت) جمع کردیئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بیوت اموال اور خزانے اور دواوین ابوجعفر کے آنے سے قبل سنبھال رکھے تھے، ان کے آنے کے بعد امور ان کے سپرد کردیئے۔

Marfat.com

باب:۶

۱۳۷ھ کے واقعات

عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی ہزیمت کا ذکر

عبداللہ بن علی کا صائفہ پر فوجوں کے ساتھ جانے اور سفاح کی موت اور عیسیٰ بن موسیٰ کے اپنے چچا کو اس کی موت کی اطلاع دینے اور ابوجعفر منصور کے لیے بیعت لینے کا حکم بھیجنے کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ سفاح نے اپنی وفات سے قبل اس کا حکم دیا تھا۔ جب قاصد عبداللہ کے پاس یہ پیغام لے کر آیا تو وہ اس سے دلوک پر جا کر ملا، جو دروب کے دہانے پر ہے۔ اس نے منادی کو حکم دیا، اس نے ندا دی کہ نماز کے لیے جمع ہو، لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے سفاح کی موت کے متعلق مکتوب پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور ان کو خبر دی کہ جب سفاح نے مروان بن محمد کی طرف فوجیں بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو اپنے بنی اب کو طلب کیا اور چاہا کہ وہ اس کے مقابلے پر جائیں، اور کہا کہ تم میں سے جو جانے کو تیار ہوگا اور اس کی طرف جائے گا وہی میرا ولی عہد ہے۔ لیکن میرے سوا کوئی نہ اٹھا۔ اسی بات پر میں مروان کے خلاف نکلا اور میں نے قتل کیا جس کو قتل کیا۔ اس بات پر عبداللہ بن علی کی ابوغانم الطائی اور خفاف المروزی اور امیرانِ لشکر میں سے دوسروں نے شہادت دی۔ پس اس سے بیعت کر لی گئی۔ ان لوگوں میں حُمید بن قحطبہ وغیرہ اہل خراسان و شام و جزیرہ میں سے تھے لیکن حُمید بعد میں اس سے الگ ہو گیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پھر عبداللہ چلا حتیٰ کہ حران پہنچا، وہاں مقاتل عکی تھا جسے ابوجعفر نے مکہ جاتے وقت اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ مقاتل اس کے مقابلے میں قلعہ بند ہو گیا اور وہ چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ اس مدت میں ابومسلم، منصور کے ساتھ حج سے واپس

Marfat.com

آچکا تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ اس نے منصور سے کہا، اگر تم چاہو تو میں خراسان جاؤں اور تمہاری مدد کے لیے لشکر بھیجوں یا اگر تم چاہو تو میں عبداللہ بن علی سے لڑنے کے لیے جاؤں۔ منصور نے اسے عبداللہ سے لڑنے کے لیے جانے کا حکم دیا۔ ابومسلم لشکروں کے ساتھ عبداللہ کی طرف گیا اور اس کے پیچھے کوئی نہ رہا۔ حُمید بن قحطبہ بھی اس سے آملا اور اس کے ساتھ گیا۔ ابومسلم نے اپنے مقدمہ پر مالک بن الہیثم خزاعی کو مقرر کیا، جب عبداللہ کو ابومسلم کی پیش قدمی کی خبر پہنچی اور وہ حران کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں اس پر عطاء عتکی آگے سے ہجوم نہ کر بیٹھے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے پاس جا کر اترا اور اس کے ساتھ مقیم رہا۔ پھر اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس رقہ بھیجا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے بھی تھے اور اس کو ایک خط لکھ کر دیا۔ جب یہ لوگ عثمان کے پاس پہنچے تو عتکی نے وہ خط اس کو دیا، اس نے عتکی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر لیا۔ اور عبداللہ کی ہزیمت کے بعد ان کو بھی قتل کر دیا۔

عبداللہ بن علی کو خوف تھا کہ اہل خراسان اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کریں گے۔ اس لیے اس نے ان میں سے تقریباً سترہ آدمی قتل کر دیئے۔ حُمید بن قحطبہ کو عامل بنا کر حلب بھیجا، اور اسے وہاں کے عامل زُفر بن عاصم کے نام ایک خط دیا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ جب حُمید اس کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ حُمید روانہ ہوا اور خط اس کے ساتھ تھا۔ جب وہ کسی رستے میں تھا تو اس نے کہا میرا ایک ایسا خط لے کر جانا جس کے مضمون کی مجھے خبر نہیں ہے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس نے خط کھول کر پڑھا اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا تو اپنے خواص کو اس سے باخبر کیا اور ان سے کہا تم میں سے جو کوئی میرے ساتھ چلنا چاہے چلے۔ ان میں سے بہتوں نے پیروی کی اور وہ رصافہ پر سے عراق کی طرف چلا۔

منصور نے محمد بن صول کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پاس جائے اور اس کے ساتھ مکر کرے۔ جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس سے کہا، میں نے ابوالعباس (یعنی سفاح) کو کہتے سنا ہے کہ خلیفہ میرے بعد میرا چچا عبداللہ ہے۔ اس نے کہا، تو نے جھوٹ کہا۔ تجھے ابوجعفر نے مقرر کیا ہے، اور اس کی گردن ماردی۔ محمد بن صول ابراہیم بن عباس، الکاتب الصولی کا دادا ہے۔

پھر عبداللہ بن علی آگے بڑھا حتیٰ کہ نصیبین پر پہنچا، اس پر خندق کھدوائی۔ ابومسلم بھی اپنے

Marfat.com

ساتھیوں سمیت آگے بڑھا۔ منصور نے حسن بن قحطبہ کو جوارمینیہ پر اس کا نائب تھا، لکھا کہ وہ ابو مسلم سے جا ملے۔ وہ ابومسلم سے موصل پر جا ملا۔ ابومسلم آگے بڑھا اور اس نے نصیبین کا رخ کیا اور شام کے رستے پر چل پڑا، اس نے عبداللہ سے تعرض نہ کیا اور اسے لکھا کہ مجھے تجھ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ امیر المومنین نے مجھے شام پر والی مقرر کیا ہے، اس لیے میں ادھر جاتا ہوں۔ اس پر ان شامیوں نے، جو عبداللہ کے ساتھ تھے، عبداللہ سے کہا، ہم تیرے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں، جبکہ یہ شخص ہمارے ملک میں جا رہا ہے۔ وہ ہمارے مردوں میں سے جس پر قدرت پائے گا اسے قتل کر دے گا اور ہمارے بچوں کو غلام بنائے گا۔ ہم تو اپنے ملک (شام) کی طرف جائیں گے اور اس کو روکیں گے اور اس سے جنگ کریں گے۔ اس پر عبداللہ نے ان سے کہا، خدا کی قسم وہ شام نہیں جائے گا۔ اس نے تم سے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی ارادہ نہیں کیا ہے۔ اگر تم یہاں ٹھہرے رہو تو وہ تمہارے ہی پاس آئے گا۔ لیکن انہوں نے شام جانے کے سوا کسی بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً عبداللہ نے شام کی طرف کوچ کیا ابومسلم ان سے قریب ہی تھا۔ ابومسلم پلٹ کر عبداللہ بن علی کے معسکر میں اسی جگہ آ کر اترا اور اس کے گرد جتنے پانی کے ذخائر تھے ان میں مردار ڈال دیئے۔

عبداللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ پھر وہ پلٹا اور ابومسلم کے پڑاؤ کی جگہ اترا جہاں وہ پہلے تھا۔ پھر ان میں پانچ مہینے تک جنگ ہوتی رہی۔ اہل شام میں سوار زیادہ تھے اور ان کا سامان زیادہ مکمل تھا۔ عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی اور اس کے میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی، اور اس کے سواروں پر عبدالصمد بن علی، عبداللہ کا بھائی تھا۔ ابومسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ مہینہ بھر جنگ ہوتی رہی۔ پھر یہ ہوا کہ عبداللہ کے آدمیوں نے ابومسلم کے لشکر پر حملہ کیا۔ انہوں نے ان لوگوں کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور واپس آ گئے۔ پھر ان پر عبدالصمد بن علی نے سواروں کے ساتھ حملہ کیا اور ان میں سے اٹھارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ پھر سب نے اکٹھے ہو کر دوبارہ ابومسلم کے آدمیوں پر حملہ کیا اور ان کی صفیں بگاڑ دیں اور ایک چکر لگایا۔ اس وقت ابومسلم سے کہا گیا کہ اگر تو اپنے گھوڑے اس ٹیلے پر لے آئے تو لوگ تجھے دیکھیں گے اور واپس آ جائیں گے، کیونکہ وہ پسپا ہو گئے ہیں۔ ابومسلم نے جواب دیا کہ اہل عقل اپنے جانوروں کو اس حال پر نہیں پھیرتے۔ پھر اس نے منادی

Marfat.com

کو حکم دیا، اس نے ندا دی کہ اے اہل خراسان واپس آؤ کیونکہ عافیت اس کے لیے ہے جس نے تقویٰ کیا۔ لوگ واپس ہوئے، اس روز ابو مسلم نے رجز پڑھا، جس میں اس نے کہا، ؎

من کان ینوی اهله فلا رجع   فرمن الموت و فی الموت وقع

[جو اپنے اہل کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لیے رجوع نہیں ہے، موت سے بھاگنا موت میں پڑنا ہے۔]

ابو مسلم کے لیے ایک تخت بنایا گیا جس پر وہ بیٹھتا تھا اور جب لوگ مشغول پیکار ہوتے تو وہ جنگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اگر وہ لشکر میں کوئی خلل دیکھتا تو اس کو روک دیتا اور اس ناحیہ کے افسر کو احتیاط برتنے کا حکم بھیجتا اور ہدایت دیتا کہ وہ کیا کرے۔ اس کے قاصد برابر ان کی طرف آتے جاتے رہتے حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے واپس پھرتے۔

سہ شنبہ یا چہار شنبہ کے دن ۷/ جمادی الآخر ۱۳۷ھ کو دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ متخاصمین جنگ آزما ہوئے، ابو مسلم نے ان سے مکر کیا۔ اس نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ میمنہ کی بجائے میسرہ کی طرف زیادہ صفیں بنائے اور میمنہ میں اپنے اصحاب کی جماعت اور مضبوط آدمیوں کو چھوڑ دے۔ جب اہل شام نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے میسرہ کو چھوڑ دیا اور اپنے میمنہ میں ابو مسلم کے میسرہ کے مقابل جا ملے۔ ابو مسلم نے قلب والوں کو حکم دیا اور وہ اُس کے میمنہ والوں کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ آور ہوئے اور ان کو پیس ڈالا۔ قلب اور میمنہ الٹ گیا۔ ابو مسلم کے اصحاب ان پر چڑھ گئے اور عبداللہ کے اصحاب پسپا ہو گئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ ازدی سے پوچھا، اے ابن سراقہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ جمے رہو اور لڑے جاؤ، حتیٰ کہ مر جاؤ کیونکہ بھاگنا تم جیسے شخص کے لیے برا ہے، جبکہ تم نے اسی بات پر مروان کو برا کہا تھا۔ اس نے کہا، میں تو عراق جاتا ہوں۔ سراقہ نے کہا، میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ بھاگ نکلے اور اپنا لشکر چھوڑ گئے جس پر ابو مسلم قابض ہو گیا۔ اس نے منصور کو اس کی نسبت لکھا۔ منصور نے ابو خصیب، اپنے مولیٰ کو بھیجا تاکہ لشکر سے جو کچھ ملا ہے اس کا احصاء کرے۔ اس پر ابو مسلم برہم ہوا۔

عبداللہ اور عبدالصمد ابنائے علی چلے گئے۔ عبدالصمد کوفہ گیا اور اس کے لیے عیسیٰ بن موسیٰ نے امان طلب کی۔ منصور نے اسے امان دے دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی رصافہ میں

Marfat.com

ٹھہر گیا، حتیٰ کہ جمہور بن مراد عجلی، جس کو منصور نے سواروں کے ساتھ بھیجا تھا، وہاں پہنچا اور اس کو گرفتار کر کے پابجواں منصور کے پاس ابوخصیب کے پاس بھیج دیا۔ پھر منصو نے اس کو رہا کر دیا۔ رہا عبداللہ بن علی، تو وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ آیا اور اس کے پاس ایک زمانے تک روپوش رہا۔ پھر ابومسلم نے عزیمت کے بعد لوگوں کو امان دے دی اور اُن سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا۔

ابومسلم خراسانی کا قتل

اسی سال ابومسلم خراسانی قتل کیا گیا۔ اس کو منصور نے قتل کرایا۔ اس کا سبب یہ تھا، ابومسلم نے سفاح سے حج پر جانے کی اجازت طلب کی تھی، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ سفاح نے منصور کو لکھا جو جزیرہ، ارمینیہ، آذربیجان پر تھا کہ ابومسلم نے مجھے حج کی اجازت کے لیے لکھا ہے، اور میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔ وہ مجھ سے یہ درخواست کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کو موسم حج کا والی مقرر کروں۔ تم مجھے حج کی اجازت کے لیے لکھو، میں تم کو اجازت دے دوں گا، کیونکہ جب تم مکہ میں ہوگے تو وہ تم پر سرداری کی طمع نہیں کرے گا۔ منصور نے اپنے بھائی سفاح کو حج کی اجازت کے لیے لکھا، اس نے اجازت دے دی، وہ انبار آیا، ابومسلم نے کہا، کیا اس سال کے سوا ابوجعفر کو حج کے لیے کوئی اور سال نہ ملتا؟ اور اس بات پر اس نے رنج کیا۔ دونوں نے مل کر حج کیا۔ ابومسلم عربوں کو کپڑے دیتا اور کنویں اور راستے درست کراتا گیا، اس کا نام ہوا اور عرب کہنے لگے کہ ابومسلم کے بارے میں جھوٹ بہتان گھڑے گئے ہیں۔ جب وہ مکہ پہنچا اور اہل یمن کو اس نے دیکھا تو کہا، یہ کونسا لشکر ہے؟ کاش ان سے کوئی طریف اللسان اور غزیر الدمہ (بہت آنسوؤں والا) ملتا۔

جب لوگ حج سے واپس ہونے لگے تو ابومسلم راستے میں ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا، اس کو سفاح کی وفات کی خبر ملی۔ اس پر اس نے ابوجعفر کو خط لکھا جس میں اس کے بھائی کی تعزیت کی مگر خلافت کی مبارک باد نہ دی۔ ٹھہرا بھی نہیں کہ اس سے مل جاتا اور نہ واپس ہوا۔ ابوجعفر کو اس پر غصہ آیا اور اس نے ابومسلم کو درشت خط لکھا۔ جب اس کو وہ خط ملا تو اس نے ابوجعفر کو خلافت کی تہنیت لکھی۔ ابومسلم آگے بڑھا اور انبار پہنچا، عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے دعوت دی کہ وہ آ کر اس سے بیعت کرے، وہ عیسیٰ کے پاس آ گیا۔ پھر ابوجعفر آیا۔ عبداللہ بن علی نے بغاوت کی۔ منصور نے ابومسلم کو حسن بن قحطبہ

Marfat.com

کے ساتھ اس جنگ کے لیے بھیجا، جیسا کہ اوپر گزرا۔

پھر حسن بن قحطبہ نے منصور کے وزیر ابوایوب کو لکھا کہ میں نے ابومسلم کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس امیر المومنین کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھ کر مالک بن الہیثم کے آگے ڈال دیتا ہے، وہ اسے پڑھتا ہے پھر دونوں ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ پیغام جب ابوایوب کو دیا گیا تو وہ ہنسا اور اس نے کہا، "ہم ابومسلم کے لیے عبداللہ بن علی سے زیادہ برے ہیں۔ لیکن ہمیں صرف ایک بات سے امید ہے کہ اہل خراسان عبداللہ کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس نے اہل خراسان میں سے بہتوں کو قتل کیا ہے۔" عبداللہ نے ان میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیئے تھے۔ جب عبداللہ کو شکست ہوئی اور ابومسلم نے لشکر سے جو کچھ مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ جمع کیا تو ابوجعفر نے ابوخصیب کو ابومسلم کے پاس بھیجا تاکہ جو کچھ اموال ہاتھ آئے ہیں، ان کی تفصیل لکھے۔ ابومسلم نے اس پر اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن اس باب میں اس سے گفتگو کی گئی اور اس نے اسے چھوڑ دیا اور کہا، "میں خون کے معاملہ میں تو امین ہوں اور اموال کے معاملہ میں خائن ہوں۔" (یعنی جب خون بہانے کا وقت آتا ہے تو مجھ پر بھروسہ کیا جاتا ہے لیکن جب مال غنیمت کا وقت آتا ہے تو مجھ پر بھروسہ نہیں کیا جاتا) اور منصور کو گالیاں دیں۔ ابوخصیب، منصور کے پاس واپس آیا اور اس نے اس کو ان باتوں کی اطلاع دی۔ اب منصور کو خوف ہوا کہ کہیں وہ خراسان نہ چلا جائے۔ اس نے ابومسلم کو لکھا کہ "میں نے تجھے مصر و شام کا والی کیا ہے، کیونکہ یہ تیرے لیے خراسان سے بہتر ہے، تو مصر کی طرف جس کو چاہے بھیج دے اور خود شام میں قیام کرتا کہ تو امیر المومنین سے قریب رہے۔ اس لیے کہ میں تیری ملاقات محبوب رکھتا ہوں، اور چاہتا ہوں کہ تو قریب سے آتا رہے۔" جب یہ نامہ اسے ملا تو وہ بگڑ کر بولا، مجھے شام اور مصر کا والی بناتا ہے، حالانکہ خراسان میرا ہے۔ منصور کے قاصد نے یہ بات بھی اس کو لکھ بھیجی۔

ابومسلم مخالفت کا ارادہ کر کے الجزیرہ سے آگے بڑھا اور سیدھا خراسان کی طرف چلا، منصور انبار سے مدائن گیا اور ابومسلم کو لکھا کہ اس کے پاس آئے۔ ابومسلم نے جواب دیا، اور اس وقت وہ زاب میں تھا، کہ اب امیر المومنین کے لیے کوئی بات باقی نہیں رہی ہے۔ اللہ نے ان کے دشمن پر ان کو غالب کر دیا ہے، ہمارے ہاں ملوکِ آل ساسان سے یہ روایت ہے کہ وزراء کے لیے سب سے زیادہ خوف کا وقت وہ ہے جب مصائب سکون سے بدل جائیں۔ اب ہم آپ کے قرب سے فاخر ہیں

Marfat.com

اور جب تک آپ وفا کریں ہم آپ کے ساتھ وفا کرنے پر حریص ہیں اور سمع و طاعت کے لیے تیار ہیں۔ مگر دور رہ کر جہاں اس کے ساتھ سلامتی بھی ہو۔ اگر یہ بات آپ کو پسند ہو تو ہم آپ کے بہترین غلام کی طرح ہیں اور اگر آپ اپنے نفس کا ارادہ پورا کرنے کے سوا کسی اور بات کو قبول نہ کریں تو میں نے جو کچھ آپ کے عہد کو استوار کیا تھا اسے اپنی جان کی خاطر توڑ دیا۔" یہ مکتوب جب منصور کو ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ "میں نے تمہارا خط سمجھا۔ تمہاری صفت ان وزرا کی نہیں ہے جو اپنے بادشاہوں کے ساتھ دھوکا کرنے والے تھے۔ جو اپنے جرائم کی کثرت کے سبب دولت کی رسّی پراگندہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ ان کی راحت نظام جماعت کے انتشار ہی میں تھی۔ پھر تم نے اپنے آپ کو ان جیسا کیوں سمجھا؟ تم تو اپنی اطاعت اور اپنی مناصحت اور اس کام کا بوجھ اٹھانے میں جس درجے پر ہو وہ معلوم ہے۔

امیر المومنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ تمہیں ایک پیغام بھیجا ہے تاکہ اگر تم اسے سنو تو تمہاری تسکین ہو جائے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ شیطان اور اس کے وسوسوں کے اور تمہارے درمیان حائل ہو جائے۔ کیونکہ اس کو تمہاری نیت خراب کرنے کے لیے کوئی اور درواز اس دروازے سے زیادہ قریب تر اور محکم تر نہیں ملا ہے جو اس نے تم پر کھولا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو مسلم نے اس کو دراصل یہ خط لکھا تھا:

"اما بعد میں نے ایک شخص کو امام اور دلیل بنایا تھا۔ ان چیزوں کی طرف جو اللہ نے اپنی خلق پر فرض کی ہیں اور وہ علم میں بڑے درجے پر اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت میں قریب تھا۔ پھر اس نے مجھے قرآن سے جاہل بنایا اور اس نے تھوڑے سے نفع کے لیے، جس کو اللہ نے اپنی خلق کے لیے معیوب قرار دیا ہے اس کے مواضع سے اس کی تحریف کی۔ وہ اس شخص کی طرح تھا جس نے دھوکے میں ڈالا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار بے نیام کروں، رحم ترک کردوں، معذرت قبول نہ کروں، اور لغزش معاف نہ کروں میں نے تمہاری حکومت کا رستہ صاف کرنے کے لیے یہی کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو بتادیا کہ تم کو کون اٹھاتا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ کے ذریعے اس سے بچالیا۔ مگر وہ مجھے معاف کردے تو یہ اس کے مطابق ہے جو اس سے معروف ہے اور اس کی طرف منسوب ہے اور اگر مجھے اس کی سزا دے تو یہ ان افعال کے مطابق ہے جو میرے ہاتھ پہلے کر چکے

Marfat.com

ہیں۔ وما اللہ بظلام للعبید۔'' [اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔]

ابومسلم مخالفت اور عداوت کے ساتھ اطاعت سے نکل گیا۔ منصور انبار سے مدائن کی طرف چلا اور ابومسلم نے حلوان کا رستہ لیا۔ منصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی اور بنی ہاشم میں سے جو دوسرے موجود تھے، ان سے کہا کہ تم ابومسلم کو لکھو۔ انہوں نے اسے لکھا، جس میں اس کے کام کی بزرگی ظاہر کی، اس کا شکریہ ادا کیا اور اس سے درخواست کی کہ اس سے جو کچھ ظہور پذیر ہوتا رہا ہے اور جو طاعت وہ برتتا رہا ہے، اس کو پورا کرے اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ اور منصور کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ یہ خط منصور نے ابوحمید مرورودی کے ہاتھ بھیجا اور اس سے کہا ابومسلم سے بہت نرم گفتگو کرنا اور اسے بتانا کہ اگر وہ درست ہو گیا اور میری خوشنودی کی طرف پلٹ آیا تو میں اس کو بلند کروں گا۔ اور اس کے ساتھ وہ کروں گا جو اس سے کسی نے نہ کیا ہو گا لیکن اگر اس نے میری اطاعت کی طرف واپس ہونے سے انکار کیا تو اس سے کہہ دینا کہ امیر المومنین تجھ سے کہتے ہیں کہ ''اگر تو مخالف ہو کر چلا گیا اور میرے پاس نہ آیا اور میں نے تیرا معاملہ اپنے سوا کسی اور کے سپرد کر دیا اور خود تیری طلب اور تجھ سے جنگ کرنے کا کام انجام نہ دیا۔ اگر تو سمندر میں اترے گا تو میں بھی اتروں گا اور اگر تو آگ میں جائے گا تو میں بھی جاؤں گا۔ حتیٰ کہ یا تجھے قتل کر دوں گا یا میں خود اس سے پہلے مر جاؤں گا۔'' لیکن یہ بات اس وقت تک نہ کہنا جب تک تجھے اس کے رجوع سے بالکل مایوسی نہ ہو جائے۔ اور اس سے خیر کی امید نہ رہے۔

ابوحمید چلا اور ابومسلم کے پاس حلوان پہنچا اور اسے وہ خط دیا اور اس سے کہا، لوگ تجھے امیر المومنین کی طرف سے ایسی باتیں پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کہیں۔ اور جو اس رائے کے خلاف ہیں جس پر امیر المومنین ہیں۔ یہ تجھ سے حسد اور دشمنی کی بناء پر ہے جس سے وہ تیری نعمت زائل کرنی اور بدل دینی چاہتے ہیں۔ جو کچھ تجھ سے ظاہر ہوا ہے اسے تو فاسد نہ کر۔ اس نے ابومسلم سے کہا ''اے ابو مسلم تو ہمیشہ امیر آل محمد رہا ہے، لوگ اسی حیثیت سے تجھے جانتے ہیں، اور اللہ نے تیرے لیے اپنے پاس جو کچھ اجر رکھ چھوڑا ہے وہ اس سے زیادہ ہے، جس پر تو اب اپنی دنیا میں ہے تو اپنا اجر برباد نہ کر اور شیطان کو خام خیالی میں مبتلا نہ کر دے۔'' ابومسلم نے جواب دیا کہ تو نے کب میرے ساتھ ایسی باتیں کی تھیں۔'' اس نے کہا، ''تو نے ہی ہمیں امر کی دعوت دی تھی اور بنی عباس اہل بیت نبی ﷺ کی اطاعت کی طرف بلایا اور ہمیں ایسے تمام لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا جو اس کی مخالفت کریں۔ تو نے ہمیں مختلف

Marfat.com

زمینوں اور متفرق اسباب سے جمع کیا اور اللہ نے ہمیں ان کی اطاعت پر جمع کر دیا۔ اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی اور ان کی مدد کرنے پر ہمیں عزت دی۔ ہم ان میں سے کسی شخص سے نہ ملے لیکن اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے ہمارے دلوں میں ڈال دی تھی حتیٰ کہ ہم ان کے پاس ان کے ملک میں بصائرِ نافذہ طاعتِ خالصہ کے ساتھ آئے پھر جب ہم اپنی غایت تمنا اور منتہائے امل کو پہنچ چکے ہیں تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارا کام بگاڑ دے، اور ہمارا کلمہ متفرق کر دے حالانکہ تو نے خود ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو مجھے بھی قتل کر دینا۔'' ابو مسلم، ابونصر بن مالک بن الہیثم کی طرف متوجہ ہوا اور بولا ''اے مالک، کیا تو نہیں سنتا جو باتیں یہ شخص کر رہا ہے۔'' اس نے کہا، ''اس کی باتیں نہ سن اور واپس نہ جا، کیونکہ خدا کی قسم اگر تو اس کے پاس چلا گیا تو وہ تجھے قتل کر دے گا۔ اس کے دل میں تیری طرف سے ایسی بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ تجھ سے کبھی مطمئن نہ ہوگا۔'' اس پر اس نے کہا، اٹھو، اور لوگ اٹھ گئے۔

پھر مسلم نے نیزک کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے وہ خط اس کے سامنے پیش کیے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی، بیان کی۔ اس نے کہا، میری رائے نہیں ہے کہ تو اس کے پاس جائے، میری یہ رائے ہے کہ تو رَے چل اور وہاں خراسان کے درمیان قیام کر۔ رَے تیرا ہے اور وہ تیری فوج ہیں، وہاں تیرا کوئی مخالف نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے درست رہا تو اس سے درست رہنا اور اگر اس نے انکار کیا تو تو اپنی فوج میں ہوگا اور خراسان تیری پشت پر ہوگا۔ باقی جو تیری رائے ہو۔'' ابو مسلم نے ابوحُمید کو بلایا اور اس سے کہا، ''اپنے صاحب کے پاس واپس جا، میری رائے نہیں ہے کہ اس کے پاس جاؤں۔'' اس نے پوچھا، ''کیا تو نے اس کی مخالفت کا عزم کر لیا ہے؟'' بولا ''ہاں''۔ اس نے کہا، ''ایسا نہ کر''۔ کہا، ''میں اس کے پاس کبھی واپس نہیں جاؤں گا۔'' جب وہ اپنے ساتھ اس کی واپسی سے مایوس ہو گیا تو جو کچھ ابو جعفر نے اس سے کہا تھا، اس نے کہہ سنایا۔ ابو مسلم دیر تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا، اٹھ۔ اس بات نے اس کو توڑ دیا اور اسے مرعوب کر دیا۔

اسی زمانے میں جبکہ ابو مسلم متہم ہوا تھا، ابو جعفر منصور نے ابو مسلم کے نائب ابو داؤد کو خراسان لکھ بھیجا تھا کہ خراسان کی حکومت، جب تک تو زندہ ہے تیرے لیے ہے۔ ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم اللہ کے خلفاء اور اس کے نبی ﷺ کے اہل بیت کی معصیت کے لیے ہرگز نہیں نکلیں گے۔ تو

Marfat.com

اپنے امام کی مخالفت نہ کر اور اس کی بغیر اجازت واپس نہ آ۔ اس کا یہ خط اسی وقت ابومسلم کے پاس پہنچا اس سے وہ اور مرعوب اور غمگین ہوا۔ اس نے ابوحمید کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے کہا، میں نے خراسان جانے کا فیصلہ کرلیا تھا پھر میں نے مناسب سمجھا کہ ابواسحٰق کو امیر المومنین کے پاس بھیجوں تاکہ وہ میرے پاس ان کی رائے معلوم کر کے لائے کیونکہ ابواسحاق پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ اس نے ابواسحٰق کو بھیجا، جب وہ پہنچا تو بنی ہاشم اس سے ایسے تمام طریقوں سے پیش آئے جن سے وہ خوش ہوسکتا تھا اس سے منصور نے کہا کہ ابومسلم کو اس کے رُخ سے پھیر دے اور خراسان کی ولایت تمہارے لیے ہے اور اُسے روانہ کردیا۔ ابواسحاق واپس آیا اور اس نے ابومسلم سے کہا، میں نے کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو تیرے حق کی تعظیم کرتے دیکھا۔ وہ تیرے لیے وہی رائے رکھتے ہیں جو وہ خود اپنے لیے رکھتے ہیں۔ اور اسے مشورہ دیا کہ امیر المومنین کے پاس واپس جائے اور اس سے ان باتوں پر معذرت چاہے جو اس سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس نے اس بات کا فیصلہ کرلیا۔ نیزک نے اس سے پوچھا، کیا تم نے واپس جانے کا فیصلہ کرلیا؟ اس نے کہا، ہاں۔ اور یہ شعر پڑھا۔

ما للرجال مع القضاء محالة ذهب القضاءُ بحيلة الاقوام

[قضاء کے مقابلے میں انسان کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ قضاء کے سامنے قوموں کا حیلہ کافور ہوجاتا ہے۔]

اس نے کہا، اگر تو نے فیصلہ کرلیا ہے تو اللہ تیرے لیے بہتری کرے۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھ۔ جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کردے، پھر جس سے چاہے بیعت لے، کیونکہ لوگ تیرے خلاف نہیں کریں گے۔

ابومسلم نے منصور کو لکھ کر اطلاع دی کہ وہ اس کے پاس واپس آرہا ہے۔ وہ اس کی طرف چلا، ابونصر کو اس نے اپنے لشکر پر نائب کیا۔ اور اس سے کہا، جب تک تیرے پاس میرا خط آئے، یہیں ٹھہر۔ اگر وہ آدھی مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے لکھا ہے، اگر پوری مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے مہر نہیں کی ہے۔ اس نے لوگوں کو حلوان میں چھوڑ دیا اور خود تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مدائن آیا۔

جب ابومسلم کا خط منصور کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھا اور اپنے وزیر ابوایوب کی طرف ڈال دیا۔ اس نے بھی پڑھا۔ منصور نے کہا خدا کی قسم، اگر وہ میری نگاہوں کے سامنے آگیا تو میں اسے قتل

Marfat.com

کر دوں گا۔ابوایوب کوابو مسلم کے ساتھیوں سے خوف ہوا کہ کہیں وہ منصور کواوراس کوقتل نہ کر دیں۔اس نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اوراس سے کہا، کیا تیرے پاس شکر ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ابوایوب نے کہا، اگر میں تجھے ایسی ولایت پر مقرر کروں جس سے تو وہ دولت حاصل کرے جو صاحب عراق کو حاصل ہوتی ہے تو کیا تُو میرے بھائی حاتم کواپنے ساتھ شامل کرے گا اورابوایوب نے اپنے بھائی کواس کے ساتھ شامل کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ طمع کرے اور انکار نہ کرے اوراس کونصف دے؟ اس نے کہا، ہاں۔ابوایوب نے کہا، کسکر کی پہلے سال اتنی اتنی آمدنی تھی اوراس سال سے کئی گنا ہے،اگر میں اس شرط پر جس پر وہ پہلے تھی یا امانت پر تجھے دے دوں تو تجھے وہ دولت حاصل ہوگی جس کے لیے ہاتھ کی وسعت تنگ ہوگی۔اس نے پوچھا، مجھے یہ مال کیونکر حاصل ہوگا؟ ابوایوب نے جواب دیا کہ ابو مسلم کے پاس جا،اس سے مل اور گفتگو کر اور کہہ کہ وہ اپنی جو ضرورتیں پیش کرے ان میں سے ایک تیری یہ حاجت بھی پیش کر دے کیونکہ امیر المومنین ارادہ رکھتے ہیں کہ جب وہ ان کے دروازے کے اندر پہنچ جائے گا تو وہ اس کو والی بنائیں گے اوراس کا دل خوش کر دیں گے۔اس نے کہا، امیر المومنین مجھے ابو مسلم سے اس ملاقات کی اجازت کیسے دیں گے؟ ابوایوب نے اس کے لیے اس باب میں اجازت طلب کی،منصور نے اجازت دے دی اور حکم دیا کہ ابو مسلم کواس کا سلام اور شوق پہنچا دے۔

سلمہ اس سے راستے میں ملا اوراس کو یہ خبر دی۔اس سے ابو مسلم کا دل خوش ہو گیا اوراس سے پہلے وہ رنجیدہ تھا پھر وہ برابر مسرور رہا،حتیٰ کہ آ پہنچا۔جب ابو مسلم،منصور سے قریب ہوا تو اس نے لوگوں کواس سے جا کر ملنے کا حکم دیا۔بنی ہاشم اور دوسرے لوگ اس سے جا کر ملے۔وہ آیا اور منصور کے پاس داخل ہوا،اس کا ہاتھ چوما۔منصور نے حکم دیا کہ واپس جائے، تین دن آرام کرے اور حمام کرے۔وہ واپس گیا۔دوسرے دن عثمان بن نہیک اور پہرہ داروں کو بلایا جن میں شبیب بن داج اور ابوحنیفہ حرب بن قیس بھی تھے۔اوران کو حکم دیا کہ جب وہ دستک دے تو ابو مسلم کوقتل کر دیں۔اس نے ان کو رواق کے پیچھے چھپا دیا اور ابو مسلم کو پیغام بھیج کر طلب کیا،اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ صبح کا ناشتہ کر رہا تھا۔وہ منصور کے پاس آیا۔منصور نے ان سے کہا، مجھے ان تلواروں کی کیفیت بتا جو تجھے عبداللہ بن علی سے ملی تھیں۔اس نے کہا،ان میں سے ایک یہ ہے۔منصور نے کہا، مجھے دکھا۔ابو مسلم نے نیام سے تلوار نکالی اوراسے دے دی۔منصور نے اسے اپنے فرش کے نیچے رکھ لیا۔پھراس کی طرف متوجہ ہوا اوراس پر

Marfat.com

عتاب کرنے لگا۔ اس نے کہا مجھے اس خط کی خبر دے جو تُو نے سفاح کو لکھا تھا۔ اور اسے ارض موات سے روکا تھا۔ کیا تُو ہمیں دین سکھانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا میں نے گمان کیا کہ اس کا لینا حلال نہیں ہے۔ جب میرے پاس سفاح کا خط آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ معدن علم کے اہل بیت سے ہے۔

منصور نے کہا، مجھے بتا کہ مکہ کے راستے میں تو مجھ سے آگے کیوں چلا آیا تھا۔ اس نے کہا، میں نے پسند نہیں کیا کہ ہم ایک پانی پر جمع ہوں اور اس سے لوگوں کو تنگی پہنچے، اس لیے میں رفق کی خاطر آپ سے آگے چلا آیا۔ منصور نے کہا، ان لوگوں سے جنہوں نے ابو العباس کی موت کی خبر آنے کے وقت تجھے مکہ کے رستے میں دی اور میری طرف واپس ہونے کا مشورہ دیا تھا، ان سے تیرا یہ کہنا کہ ہم آگے جائیں گے اور اپنی رائے قائم کریں گے (اس کے کیا معنی تھے؟) تو روانہ ہو گیا اور نہ ٹھہرا کہ میں تجھ سے آملوں اور نہ میری طرف واپس ہوا۔ اس نے کہا، اس سے بھی مجھے لوگوں کے لیے اسی طلب رفق نے روک دیا تھا۔ جس کی میں آپ کو خبر دے چکا ہوں۔ میں نے کہا، ہم کوفہ پہنچ جائیں اور اس میں آپ کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ منصور نے کہا، پھر عبداللہ کی لونڈی کو تُو نے لینے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا، نہیں، بلکہ مجھے تو خوف ہوا کہ وہ ضائع ہو جائے گی۔ اس لیے میں نے اس کو ایک قبہ میں سوار کر دیا اور اس پر محافظ مقرر کیا۔

منصور نے پوچھا تمہارا خراسان کی طرف جانے کا کیا مقصد تھا؟ اس نے کہا، مجھ خوف ہوا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے ایک بات بیٹھ گئی ہے۔ میں نے سوچا میں خراسان چلا جاؤں پھر آپ کو اپنا عذر لکھوں اور آپ کے دل میں جو بات ہے اسے دور کر دوں۔ منصور نے پوچھا، اس مال کی نسبت کیا کہتا ہے جو تو نے خراسان میں جمع کیا ہے؟ اس نے کہا، وہ میں نے لشکر کی اصلاح اور تقویت کے لیے خرچ کیا۔ منصور نے کہا، کیا تو وہ نہیں ہے جو مجھے خط لکھتا ہے تو اس میں اپنے نام سے ابتداء کرتا ہے۔ تُو نے میری پھوپھی آمنہ بنت علی کو (نکاح کا) پیغام دیا، اور تُو دعویٰ کرتا ہے کہ تو سُلیط میں عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ تیری ماں نہ رہے، تُو بہت دشوار مقام پر چڑھ گیا ہے۔ پھر کہا، کیا تجھے سلیمان بن کُثیر کے قتل کے لیے داعی ہوئی تھی، حالانکہ ہماری دعوت میں اس کا بڑا اثر تھا۔ وہ ہمارے جوانوں میں سے ایک تھا جبکہ تو ابھی اس کام میں داخل بھی نہیں ہوا تھا۔ ابو مسلم نے کہا، اس نے مخالفت کا ارادہ کیا تھا اور مجھ سے سرکشی کی تھی، اس لیے میں نے اسے قتل کر دیا۔

Marfat.com

جب منصور کا عتاب طویل ہو گیا تو ابو مسلم نے کہا، میری آزمائشوں اور کارکردگیوں کے بعد یہ باتیں مجھ سے نہ کی جائیں۔ منصور نے کہا اے خبیثہ کے بچے، خدا کی قسم اگر تیری جگہ ایک لونڈی بھی ہوتی تو وہ کافی تھی۔ تُو نے جو کچھ کیا ہماری دولت میں اور ہمارے نفع سے کیا۔ ورنہ اگر یہ سب کچھ تیرے لیے ہوتا تو تُو ایک تاگہ بھی نہیں کاٹ سکتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کا ہاتھ چومنا شروع کیا اور معذرت کرنے لگا۔ منصور نے کہا، میں نے آج کے دن جیسا دن نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم تُو نے میرا غصہ بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ابو مسلم نے کہا، ان باتوں کو چھوڑ دیجئے کیونکہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر منصور غضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ پہرے دار نکل آئے، اس کو عثمان بن نہیک نے مارا، اور اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا۔ ابو مسلم نے کہا، اے امیر المومنین، مجھے اپنے دشمن کے لیے بچا رکھیے۔ منصور نے جواب دیا کہ اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو خدا مجھے نہ چھوڑے۔ کیا میرے لیے تجھ سے بھی زیادہ کوئی دشمن ہے؟ پہرہ داروں نے اس کو اپنی تلواروں سے گھیر لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ العفو العفو پکارتا تھا۔ منصور کہتا اے لخناء کے بچے! اب معافی چاہتا ہے جبکہ تلواروں نے تجھے گھیر لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اسے ۲۵ ر شعبان کو قتل کر دیا۔ منصور نے کہا۔

زعمت ان الدین لا یُقتضی　　فاستوف بالکیل ابا مجرم

سُقیتَ کاساً کنت تسقی بھا　　امر فی الحلق من العلقم

[تُو اس وہم میں تھا کہ قرض ادا نہ ہوگا، اے ابو مجرم اپنا ساغر بھر لے تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو پیالہ تو دوسروں کو پلاتا تھا، حلق میں ایلوے سے زیادہ تلخ پیالہ۔]

ابو مسلم نے اپنی حکومت میں چھ لاکھ آدمیوں کو اذیتیں دے کر قتل کیا تھا۔

جب ابو مسلم قتل کیا جا چکا تو ابو الجہم، منصور کے پاس آیا، اس نے ابو مسلم کو کشتہ دیکھا، اور کہا، کیا میں (ابو مسلم کے) لوگوں کے پاس نہ جاؤں۔ منصور نے کہا، ہاں۔ اور حکم دے کہ سامان ایک دوسرے رواق کی طرف لایا جائے۔ ابو الجہم نکلا اور اس نے ابو مسلم کے ساتھیوں سے کہا، تم لوگ واپس جاؤ، امیر، دوپہر کو امیر المومنین ہی کے پاس قیلولہ کرے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سامان منتقل کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو سچ سمجھ لیا اور چلے گئے۔ پھر منصور نے ان کے لیے عطیہ اور انعام دینے کا حکم دیا۔ ابو اسحٰق کو ایک لاکھ دیئے گئے۔

Marfat.com

عیسیٰ بن موسیٰ، ابومسلم کے قتل کے بعد منصور کے پاس آیا اور بولا، اے امیر المومنین، ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا، وہاں۔ عیسیٰ نے کہا، آپ اس کی خیر خواہی اور اطاعت اور اس باب میں امام ابراہیم کی رائے سے واقف ہیں؟ منصور نے کہا، اے احمق، خدا کی قسم! میں روئے زمین پر تیرا اس سے بڑے کسی دشمن سے واقف نہیں ہوں۔ دیکھ وہ بساط میں لپٹا پڑا ہے۔ عیسیٰ نے کہا! انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عیسیٰ کی رائے ابومسلم کی نسبت اچھی تھی۔ المنصور نے کہا اللہ تیرے دل صاف کرے، کیا تیرے لیے کوئی حکومت یا اقتدار یا امر ونہی ابومسلم کی موجودگی میں تھی؟ پھر منصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلایا، وہ اس کے پاس آیا۔ منصور نے پوچھا، ابومسلم کے معاملے میں تیری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا، اگر آپ نے اس کے سر میں سے ایک بال بھی لے لیا ہے تو قتل کیجئے پھر قتل کیجئے۔ منصور نے کہا، اللہ تجھے توفیق دے۔ جب اس نے ابومسلم کو مقتول دیکھا تو کہا، اے امیر المومنین! آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کیجئے۔

پھر منصور نے ابواسحٰق کو بلایا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو منصور نے اس سے کہا، اے خدا کے دشمن، تُو ہی ابومسلم کو اس بات سے روکنے والا تھا، جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ منصور کو خبر ملی تھی کہ ابواسحٰق نے اسے خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا۔ ابواسحٰق بولنے سے باز رہا اور ابومسلم کے خوف سے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ منصور نے اس سے کہا، کہہ جو کچھ تُو چاہتا ہے۔ اللہ نے اس فاسق کو قتل کر دیا۔ یہ کہہ اس نے ابومسلم کو نکالنے کا حکم دیا، جب ابواسحٰق نے ابومسلم کی لاش کو دیکھا تو سجدے میں گر پڑا اور دیر تک پڑا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا، شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے آج تجھ سے امن دیا۔ خدا کی قسم میں ایک دن بھی اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اور میں اس سے ایک دن بھی نہ ڈرا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کے پاس آیا ہوں اور میں نے وصیت کر کے کفن نہ پہن لیا ہو۔ اور حنوط نہ مل لیا ہو پھر اس نے اپنے اوپر کے کپڑے اٹھائے، ان کے نیچے کفن کے کورے کپڑے تھے، اور اس نے ان میں حنوط مل رکھا تھا۔ جب ابوجعفر نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس پر رحم دیا اور اس سے کہا، اپنے خلیفہ کی اطاعت کی طرف بڑھ۔ اور اس خدا کا شکر ادا کر جس نے تجھے اس فاسق سے راحت بخشی۔ پھر اس سے کہا کہ اس جماعت (یعنی ابومسلم کے ساتھیوں) کو منتشر کر دے۔

ابومسلم کے قتل کے بعد منصور نے ابونصر مالک بن الہیثم کو ابومسلم کی جانب سے لکھا کہ وہ

Marfat.com

اس کا اسباب اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے، لے آئے اور خط پر ابو مسلم کی مہر لگا دی۔ جب اس نے پوری مہر دیکھی تو سمجھ گیا کہ ابو مسلم نے نہیں لکھا ہے۔ اور کہا، یہ تم نے بنائی ہے، اور ہمدان کی طرف چلا گیا اور وہ خراسان کا ارادہ رکھتا تھا۔ منصور نے ابو نصر کو شہر زور کی حکومت پر اس کے تقرر کے متعلق لکھا۔ اور زہیر بن الترکی کو، جو ہمدان پر تھا، لکھا کہ اگر ابو نصر تیرے پاس سے گزرے تو اسے قید کر دینا۔ یہ خط زہیر کے پاس پہلے پہنچ گیا ابو نصر ہمذان میں تھا۔ زہیر نے ابو نصر سے کہا ''میں نے تمہارے لیے کھانا تیار کرایا ہے، کاش تو میرے گھر آ کر مجھے عزت بخشتا'' ابو نصر اس کے گھر گیا تو زہیر نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر ابو جعفر نے زہیر کو ایک خط لکھا جس میں اسے ابو نصر کے قتل کا حکم دیا، لیکن شہر زور پر ابو نصر کے تقرر کا حکم لانے والا اس سے قبل پہنچ چکا تھا۔ زہیر نے ابو نصر کو اس کی خیر خواہی کے سبب چھوڑ دیا اور وہ نکل گیا۔ پھر ایک دن بعد زہیر کو وہ خط ملا جس میں ابو نصر کے قتل کا حکم تھا۔ اس نے کہا میرے پاس اس کے تقرر کا فرمان آیا تھا، اس لیے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

ابو نصر، منصور کے پاس آیا۔ منصور نے اس سے کہا، تُو نے ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔ اس کے مجھ پر احسان تھے، اس لیے میں نے اس کی خیر خواہی کی۔ اگر امیر المومنین مجھے احسان سے اپنا بنا لیں گے تو میں ان کی خیر خواہی کروں گا اور شکر بجا لاؤں گا۔ منصور نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر جب راوندیہ کا واقعہ پیش آیا تو ابو نصر قصر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بولا، آج میں دربان ہوں۔ ایک شخص بھی میرے جیتے جی قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب منصور نے اس کی نسبت دریافت کیا تو اسے واقعہ کی خبر دی گئی۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ ابو نصر نے اس سے خیر خواہی کی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ زہیر نے ابو نصر کو منصور کے پاس قید کر کے بھیجا۔ پھر منصور نے احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور اس کو موصل پر عامل بنایا۔

جب منصور نے ابو مسلم کو قتل کر دیا تو لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا، اے لوگو! اطاعت کے اُنس سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ نکلو اور حق کی روشنی میں دوڑنے کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ چلو۔ ابو مسلم نے ابتداء اچھی کی مگر آخر میں برائی پر اتر آیا۔ اس نے لوگوں سے اس سے زیادہ لیا جتنا ہمیں دیا۔ اس نے اپنے باطن کی برائی کو ظاہر کی اچھائی پر ترجیح دی۔ ہمیں اس کے اندرونی خبث اور مفسد نیت کے

Marfat.com

متعلق وہ باتیں معلوم ہیں جو اگر اس کی نسبت ہمیں ملامت کرنے والوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ ہمیں اس کے قتل کے باب میں معذور رکھیں اور ہمیں اسے مہلت دینے پر ملامت کریں۔ وہ برابر اپنی بیعت توڑتا رہا اور اپنے ذمہ کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے ہمارے لیے اس کی سزا دہی حلال کر دی اور اس کا خون بہانا مباح کر دیا۔ اس کے متعلق ہمارا فیصلہ وہی ہے جو اس کا فیصلہ دوسروں کے واسطے ہمارے لیے تھا۔ اس لیے جو حق تھا اس نے ہمیں حق کے امضاء سے نہیں روکا تھا جو خود اس کی نسبت تھا۔ نابغہ ذبیانی نے نعمان کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے ۔

فمن اطاعک فانفعه بطاعة ۔۔۔ کما اطاعک وادلله علی الرشد

ومن عصاک فعاقبه معاقبة ۔۔۔ تنهی الظلوم ولا تقعدعلی صمد

[جو تیری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کا، جیسی کہ اس نے تیری اطاعت کی، فائدہ پہنچا۔ اور اللہ کے لیے راست روی کا حق ادا کر۔ اور جو تیری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دے کہ ظالموں کو عبرت ہو۔ اور جو سیدھا چل رہا ہو اس کا قصد نہ کر۔]

پھر وہ منبر سے اتر آیا۔

ابومسلم کے بارے میں

ابومسلم نے عکرمہ اور ابوالزبیری المکی اور ثابت البنانی اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور سدیر سے حدیث سماعت کی تھی، اور اس سے ابراہیم بن میمون صائغ اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ایک دن اس نے خطبہ دیا۔ ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا، یہ سواد کیسا ہے، جو میں تیرے اوپر دیکھتا ہوں۔ (یعنی اس کا اشارہ ابومسلم کے سر پر بندھے سیاہ عمامے سے تھا) ابو مسلم نے کہا، مجھ سے حدیث بیان کی ابوالزبیر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یہ ہیبت اور دولت کے کپڑے ہیں۔'' اے غلام اس کی گردن مار دے۔ (یعنی سوال پوچھنے کے جرم پر وہ شخص قتل کر دیا گیا)

عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ ابومسلم اچھا ہے یا حجاج؟ کہا، میں نہیں جانتا کہ ابومسلم

Marfat.com

کسی سے اچھا تھا، لیکن حجاج اس سے برا تھا۔

ابومسلم نازک، شجاع، صاحب رائے اور صاحب عقل اور صاحب تدبیر اور صاحب حزم و مُروة تھا۔

اس سے پوچھا گیا کہ کس چیز سے تُو نے دشمن پر وہ قدرت حاصل کی جو تجھے حاصل ہے۔ اس نے کہا، میں نے صبر کی چادر اوڑھی، رازداری اختیار کی، رنج اور غم سے دوستی کی، مقادیر و احکام سے چشم پوشی کی، حتیٰ کہ اپنی ہمت کی غایت اور اپنی خواہش کی نہایت کو پہنچ گیا۔ پھر کہا۔

قد نلت بالحزم الکتمان ما عجزت　　عنه ملوک بنی ساسان اذحشدوا

مازلت اضربهم بالسیف فانتبهوا　　من رقدةِ لم ینمهاقبلهم احدُ

طفقت اسعی علیهم فی دیارِهم　　والقوم فی ملکهم بالشام رقدوا

ومن رعی غنماً فی ارض مسبعةِ　　و نام عنها تولیّ رعیها الأسد

[میں نے احتیاط اور رازداری سے وہ چیز حاصل کی ہے جس سے ملوک بنی ساسان پیہم کوشش کے بعد بھی عاجز رہے۔ میں ان کو تلوار سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے۔ ان سے پہلے ایسی نیند کوئی نہ سویا تھا۔ میں ان کے بلاد میں ان کے خلاف سرگرم رہا اور وہ اپنے دارالملک میں غفلت کی نیند سوتے رہے۔ جو چرواہا اس طرح بکریاں چرائے کہ ان کو چھوڑ کر سو جائے تو چرواہے کی جگہ شیر سنبھال لے گا۔]

کہتے ہیں، ابومسلم نیساپور گدھے پر آیا تھا، اس پر پالان پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا۔ ایک رات وہ فاذوسیان کے مکان پر گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، اس کے آدمی گھبرا گئے، اور نکل کر آئے۔ اس نے ان سے کہا، دہقان سے کہہ دو کہ ابومسلم دروازے پر ہے، اور تم سے ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا مانگتا ہے۔ انہوں نے جا کر دہقان سے یہ بات کہہ دی۔ دہقان نے پوچھا، وہ کس ہیئت میں ہے اور کتنے آدمیوں کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا، وہ تنہا ہے اور بہت ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ وہ گھڑی بھر خاموش رہا، پھر ایک ہزار درہم منگائے اور اپنے خاص جانوروں میں سے ایک جانور منگایا اور ابومسلم کو آنے کی اجازت دی، اور اس سے کہا، اے ابومسلم، تم نے جو کچھ طلب کیا ہے اسے ہم نے پورا کیا۔ اگر تم کوئی اور حاجت پیش کرو تو ہم حاضر ہیں۔ ابومسلم نے کہا، تم نے جو کچھ کیا

Marfat.com

ہے، اسے ہم ضائع نہیں کریں گے۔ پھر جب وہ حکمران ہوا تو اس سے اس کے بعض اقارب نے کہا، اگر تو نیسا پور فتح کر لے تو جو کچھ تو چاہے وہاں کے مجوسی دہقان قاذوسیان سے لے سکتا ہے۔ ابو مسلم نے کہا، ہم پر اس کا احسان ہے۔ جب وہ نیسا پور پر قابض ہوا تو اس کے پاس قاذوسیان کے ہدایا آئے۔ اس سے کہا گیا کہ اسے قبول نہ کر اور اس سے اموال طلب کر۔ اس نے پھر کہا ہم پر اس کا احسان ہے، اور اس سے تعرض نہیں کیا اور نہ اس کے آدمیوں اور اموال میں سے کسی سے تعرض کیا، یہ اس کی علوء ہمت اور کمال جوانمردی پر دال ہے۔

اسی سال منصور نے ابوداؤد کو خراسان پر مقرر کیا اور اسے حکومت کا پروانہ لکھ کر بھیجا۔

خراسان میں سنباد کا خروج

اسی سال خراسان میں سنباد نے ابو مسلم کے خون کا مطالبہ لے کر خروج کیا۔ وہ نیسا پور کے قریوں میں سے ایک قریے کا، جسے اہردانہ کہا جاتا تھا، مجوسی تھا۔ اس کا ظہور ابو مسلم کے قتل پر غضب کے باعث تھا۔ کیونکہ وہ ابو مسلم کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اس کے بہت سے پیروکار ہو گئے۔ جن کا بڑا حصہ اہل جبال پر مشتمل تھا۔ وہ نیسا پور، قُومِس اور رَے پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنا نام فیروز أصبہبذ اختیار کیا۔ رَے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے خزائن لے لیے جو ابو مسلم نے ابوالعباس کے پاس جاتے وقت رَے میں چھوڑ دیئے تھے۔ حرم والیوں کو اس نے لونڈی بنایا، اموال لوٹے لیکن تاجروں سے تعرض نہیں کیا۔ وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں کعبہ کا قصد رکھتا ہوں اور اس کو منہدم کروں گا۔ منصور نے اس کی طرف جمہور بن مرار العجلی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمدان ورَے کے درمیان جنگل کے کنارے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جمہور کا ارادہ تھا کہ اس کو ڈھیل دے، لیکن جب فریقین ایک دوسرے قریب ہوئے تو سنباد نے قیدیوں میں سے مسلمان عورتوں کو اونٹوں پر بٹھا کر آگے کر دیا۔ ان عورتوں نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو محملوں میں کھڑی ہو گئیں، اس سے اونٹ بھڑکے اور سنباد کے لشکر کی طرف پلٹے، اس کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا اور یہی ہزیمت کا سبب ہوا۔ اونٹوں کے پیچھے مسلمان آ گئے اور انہوں نے مجوسیوں اور ان کے ساتھیوں کی تلواروں سے خبر لی۔ اور ان کو جس طرح چاہا قتل کیا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ ان کی عورتیں اور ان کے بچے غلام بنا لیے گئے۔ پھر

Marfat.com

سنباد طبرستان و قومس کے درمیان قتل کیا گیا۔ سنباد کے خروج اور اس کے قتل کے درمیان ستر دن کا فصل تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اس نے طبرستان کا قصد کیا تا کہ اس کے حاکم کے پاس پناہ لے۔ صاحب طبرستان نے اس کے رستے میں اپنے ایک عامل کو بھیجا، جس کا نام طوس تھا۔ سنباد نے اس پر تکبر کیا۔ طوس نے اس کی گردن ماردی اور منصور کو اس کے قتل کا حال لکھ بھیجا اور اس کے ساتھ جو اموال تھے لے لیے۔ منصو نے صاحب طبرستان کو لکھ کر وہ اموال طلب کیے، اس نے انکار کیا۔ منصور نے اس کی طرف لشکر بھیجے۔ وہ دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

ملبد بن حرملہ کا خروج

اس سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کیا اور ناحیۃ الجزیرہ پر متغلب ہوگیا۔ الجزیرہ کی مقیم فوجیں اس کے مقابلے میں گئیں۔ وہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ پھر ان کی طرف یزید بن حاتم المہلبی گیا۔ ملبد نے اس کو بھی شکست دے دی اور اس کی ایک جاریہ کو پکڑ لیا۔ منصور نے اس کی طرف اپنے مولیٰ مہلہل بن صفوان کو دو ہزار چیدہ فوج کے ساتھ بھیجا، ملبد نے اس کو بھی شکست دے دی اور اس کا لشکر لوٹ لیا۔ پھر اس نے خراسان کے امیرانِ لشکر میں سے ایک قائد نزار کو بھیجا، ملبد نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔ پھر زیاد بن مشکان، ایک جمع کثیر کے ساتھ بھیجا گیا۔ ملبد نے اس کا بھی مقابلہ کیا اور شکست دے دی۔ پھر اس نے صالح بن صبیح کو ایک لشکر گراں اور کثیر التعداد رسالہ اور ساز و سامان کے ساتھ بھیجا، ملبد نے اس کو بھی شکست دی، پھر اس کے مقابلے پر حمید بن قحطبہ بھیجا گیا اور وہ ان دنوں الجزیرہ پر تھا، ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو بھی شکست دے دی۔ حمید اس سے بچنے کے لیے قلعہ بند ہوگیا اور اس کو ایک لاکھ درہم دیئے کہ وہ اس سے باز رہے۔

کہتے ہیں ملبد کا خروج ۱۳۸ھ میں ہوا۔

متفرق واقعات

اس سال لوگ موسم گرما کی جنگی مہم پر نہیں گئے کیونکہ حکومت سنباد سے جنگ میں مشغول

Marfat.com

تھی۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا جو اس وقت موصل کا والی تھا۔

مدینہ پر زیاد بن عبیداللہ اور مکہ پر عباس بن عبداللہ بن معید تھے۔ عباس حج کے اختتام پر انتقال کر گیا۔ اسمٰعیل نے اس کا عمل بھی زیاد بن عبداللہ کے عمل کے ساتھ ختم کر دیا اور منصور نے اس کو ان اعمال پر برقرار رکھا۔

کوفہ پر اس سال عیسیٰ بن موسیٰ والی تھا۔ بصرہ اور اس کے متعلقات پر سلیمان بن علی، اور بصرہ کی قضا پر عمر بن عامر سلمی۔ خراسان پر ابوداؤد خالد بن ابراہیم، مصر پر صالح بن علی۔ الجزیرہ پر حمید بن قحطبہ، موصل پر اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ۔ یہ سب اپنے اپنے اعمال پر برقرار رہے۔

Marfat.com

باب:۷

۱۳۸ھ کے واقعات

جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت

اس سال جمہور بن مرار العجلی نے رَے میں بغاوت کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جمہور نے جب سنباد کو شکست دے دی تو اس کے لشکر میں جو کچھ تھا، اس پر قابض ہو گیا۔ اس میں ابو مسلم کے خزائن بھی تھے، اس نے (وہ اموال و خزائن) منصور کے پاس نہیں بھیجے پھر اسے خوف ہوا اور وہ باغی ہو گیا۔ منصور نے محمد بن اشعث کو اس کی طرف جیش عظیم کے ساتھ رَے بھیجا۔ جمہور وہاں سے اصفہان کی طرف چلا گیا۔ محمد رَے میں داخل ہوا۔ جمہور اصفہان پر قابض ہو گیا۔ محمد نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خود رَے میں ٹھہر گیا۔ جمہور کو اس کے اصحاب میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ وہ اپنے چیدہ لشکر کے ساتھ محمد کی طرف جائے۔ کیونکہ وہ ایک قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا ہے۔ اگر اس نے فتح حاصل کر لی تو اس کے بعد جو لوگ رہ جائیں گے ان کے لیے کوئی موقع باقی نہیں رہے گا۔ جمہور اس کی طرف تیزی سے چلا۔ محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ وہ ہوشیار ہو گیا اور اس نے احتیاط شروع کر دی۔ اسی دوران میں اس کے پاس خراسان سے بھی لشکر آ گیا جس سے وہ قوی ہو گیا۔ پھر قصر فیروزان پر رَے اور اصبہان کے درمیان ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور بڑا کشت و خون ہوا۔ جمہور کے ساتھ چیدہ شہسوارانِ عجم تھے مگر اسے شکست ہوئی اور اس کے اصحاب میں سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ جمہور بھاگ کر آذربیجان پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ اسباذرو میں قتل کیا گیا۔ اس کو اسی کے اصحاب نے قتل کیا اور اس کا سر منصور کے پاس لائے۔

Marfat.com

ملبد خارجی کا قتل

ہم اس سے پہلے سال میں ملبد کے خروج اور اس سے حُمید بن قحطبہ کے قلع بند ہو جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ جب منصور کو ملبد کی فتح اور حمید کے اس سے قلعہ بند ہو جانے کی خبر پہنچی تو اس نے عبدالجبار کے بھائی، عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کو اس کے مقابلہ پر بھیجا اور اس کے ساتھ زیاد بن مشکان کو بھی شامل کیا۔ ملبد نے اس کے لیے سو سوار کمین گاہ میں چھپا دیئے۔ جب عبدالعزیز اس سے مقابل ہوا تو، کمین گاہ والے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے شکست دے دی۔ اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ منصور نے اس کی طرف خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مرورودی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ خازم روانہ ہوا حتیٰ کہ موصل پہنچا۔ اس نے ملبد کی طرف اپنے اصحاب میں سے بعض کو بھیجا۔ ملبد ایک شہر پر سے دجلہ عبور کر کے خازم کی طرف چلا۔ ادھر سے خازم بھی اس کی طرف بڑھا۔ خازم کے مقدمہ اور طلائع پر فضلہ بن نعیم بن حازم بن عبداللہ نہشلی تھا۔ میمنہ پر زہیر بن محمد عامری اور میسرہ پر ابو حماد ابرص اور خود خازم قلب میں تھا۔ وہ برابر رات تک ملبد اور اس کے اصحاب کے ساتھ چلتا رہا اور رات ہی کو ٹوٹ پڑا۔ صبح ہوئی تو ملبد کورۂ حزہ کی طرف چلا۔ خازم اور اس کے اصحاب اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ انہیں رات نے ڈھانک لیا۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو ملبد پھر چلا۔ گویا وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ خازم اس کے پیچھے چلا، اس کے آدمیوں نے اپنی خندقیں چھوڑ دیں۔ خازم نے اپنے اصحاب کے آگے خندق بنا کر اوپر خاردار تار لگا دیئے تھے۔ جب وہ خندق سے نکل آئے تو ملبد اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب خازم نے یہ حال دیکھا تو اپنے اور اس کے اصحاب کے درمیان خاردار تار ڈلوا دیئے، پھر انہوں نے خازم کے میمنہ پر حملہ کیا اور اسے الٹ دیا۔ پھر اس کے میسر پر حملہ کیا اور اسے بھی الٹ دیا پھر قلب تک جا پہنچا جہاں خازم تھا۔ خازم نے اپنے اصحاب میں آواز لگائی، الارض الارض ـ سب اتر پڑے۔ ملبد اور اس کے ساتھی بھی اتر پڑے، اپنے گھوڑوں کے بڑے حصّے کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر تلواریں چل پڑیں حتیٰ کہ ٹوٹ گئیں۔ خازم نے فضلہ بن نعیم کو حکم دیا کہ جب گرد اٹھے اور ہم میں سے ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے تو اپنے اور اپنے اصحاب کے گھوڑوں کی طرف پلٹ جانا اور سوار ہو کر ان پر تیر برسانا۔ اس نے یہی کیا۔ خازم کے اصحاب میمنہ اور میسرہ پر پلٹ آئے اور انہوں نے ملبد اور اس کے اصحاب پر تیر برسانے شروع کیے۔ ملبد آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ، جو گھوڑوں پر

Marfat.com

سے اتر پڑے تھے، مارا گیا۔ گھوڑوں پر سے اترنے سے قبل ان کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔ باقی بھاگ گئے۔ فضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال قسطنطین ملک روم بلاد اسلام کی طرف نکلا اور ملطیہ میں بزور داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو مغلوب کیا، اس کی فصیل منہدم کر دی اور وہاں جو سپاہی اور ان کے بال بچے تھے، ان کو چھوڑ دیا۔

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی کے ساتھ صائفہ پر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مہم ۱۳۹ھ میں ہوئی۔ صالح نے اس کو پھر تعمیر کیا، جو ملطیہ کی شہر پناہ میں سے ملک روم نے ڈھا دیا تھا۔

اسی سال عبداللہ بن علی نے منصور کی بیعت کر لی۔ وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے ساتھ مقیم تھا۔

اس سال منصور نے مسجد حرام وسیع کی۔

اس سال لوگوں کے ساتھ فضل بن صالح بن علی نے حج کیا۔

اس سال مکہ اور مدینہ اور طائف پر زیاد بن عبید اللہ حارثی والی تھا۔ کوفہ اور اس کے اطراف پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ بصرہ پر سلیمان بن علی اور اس کی قضاء پر سوار بن عبداللہ، خراسان پر ابو داؤد اور مصر پر صالح بن علی والی تھے۔

اس سال سواد بن رفاعہ بن ابی مالک القرظی اور سعید بن جہاں ابو حفص اسلمی نے وفات پائی۔ سعید وہ ہیں جو سفینہ سے الخلافة ثلاثون والی حدیث روایت کرتے ہیں۔ یونس بن عبید البصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے ۱۳۹ھ میں وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۹ھ شروع ہوا۔

Marfat.com

باب:۸

۱۳۹ھ کے واقعات

رُوم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد اس حصہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے جو ملطیہ میں سے رومیوں نے تباہ کر دیا تھا۔ پھر وہ درب حدث کی طرف سے صائفہ پر گئے اور ارض روم میں گھستے چلے گئے۔ صالح کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ۔ علی کی دونوں بیٹیاں بھی جنگ پر گئیں۔ ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت مٹ گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی۔ درب ملطبہ کی طرف سے جعفر بن حنظلہ مہران حملہ آور ہوا۔

اس سال منصور اور ملک روم کے درمیان معاملہ طے ہوا، جس کے مطابق منصور نے قالیقلا وغیرہ کے اسیروں کو رومیوں سے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور قالیقلا تعمیر کیا۔ اس کے باشندوں کو وہاں واپس لایا اور اہل الجزیرہ وغیرہ کے ایک لشکر کو وہاں مقرر کیا۔ وہ وہاں مقیم ہوئے اور انہوں نے اس کی حفاظت کی۔ اس کے بعد ایسا کہا جاتا ہے کہ ۱۴۶ھ تک کوئی صائفہ نہیں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ منصور، عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے دونوں بیٹوں کے ساتھ مشغول رہا۔ لیکن بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن قحطبہ ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کے ساتھ صائفہ پر گیا تھا۔ ادھر سے قسطنطین ملک روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ بڑھا اور جیحان تک پہنچا لیکن جب مسلمانوں کی کثرت کا حال سنا تو رک گیا۔ پھر اس کے بعد ۱۴۶ھ تک موسم گرما میں کوئی جنگی مہم نہیں بھیجی۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ اندلس میں

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ۹۲ھ میں اندلس فتح ہوا اور موسیٰ بن نصیر وہاں سے معزول کیا گیا۔

Marfat.com

جب وہ وہاں سے معزول ہوکر شام چلا گیا تو اس نے اندلس پر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو نائب مقرر کیا۔ اس نے (مفتوحہ علاقوں کو) منضبط کیا اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کی، اور اپنی ولایت میں بہت سے شہر فتح کیے۔ وہ نیک اور فاضل آدمی تھا۔ وہ ۹۷ھ تک، اور بقول بعض ۹۸ھ تک وہاں رہا۔ وہیں قتل کیا گیا۔

اس کے قتل کا سبب بیان ہو چکا ہے۔ جب وہ قتل کیا گیا تو اہل اندلس چھ مہینے تک اس حال پر رہے کہ ان کا کوئی والی نہ تھا۔ پھر وہ ایوب بن حبیب لخمی پر متفق ہو گئے، جو موسیٰ بن نصیر کا بھانجا تھا۔ وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا اور قرطبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس کو ۹۹ھ کی ابتداء، اور بعض کہتے ہیں ۹۸ھ میں قرطبہ کو دارالحکومت بنایا۔ پھر (اموی خلیفہ) سلیمان بن عبدالملک نے اس کے بعد حر بن عبدالرحمٰن ثقفی کو عامل مقرر کیا۔ وہ ۹۸ھ میں ادھر گیا اور وہاں دو برس نو مہینہ مقیم رہا۔ پھر جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اندلس پر سمح بن مالک الخولانی کو عامل بنایا اور اس کو حکم دیا کہ وہاں کی زمین کی اس طرح پیمائش کرائے کہ جو عنوۃً فتح ہوئی ہے، اسے الگ کرے، اس سے خمس لے اور اندلس کی کیفیت ان کو لکھ بھیجے۔

عمر بن عبدالعزیز کی رائے تھی کہ اندلس میں جو لوگ ہیں، ان کو واپس بلا لیا جائے کیونکہ وہ مسلمانوں سے منقطع ہو گئے ہیں۔ سمح رمضان ۱۰۰ھ میں وہاں پہنچا۔ عمر نے جو کچھ حکم دیا تھا۔ اس نے وہی کیا لیکن وہ دارالحرب سے واپس ہوتے وقت ۱۰۲ھ میں قتل ہوا۔

عمر نے وہاں کے باشندوں کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ان کو چھوڑ دیا اور وہاں کے باشندوں کو پھر وہاں جانے کی اجازت دے دی۔ پھر انہوں نے سمح کے بعد ۱۰۳ھ میں عنبسہ بن سحیم کلبی کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ اور ۱۰۷ھ میں غزوۂ فرنگ سے واپسی کے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن سلمی کلبی ذی قعدہ ۱۰۷ھ میں وہاں کا والی ہوا اور وہ اندلس کی حکومت پر دو برس چھ مہینے رہا۔ پھر اندلس میں حذیفہ بن دیرحس اشجعی ۱۱۰ھ میں داخل ہوا اور وہاں چھ مہینے رہا پھر معزول کر دیا گیا۔ پھر عثمان بن ابی نسعۃ خثعمی وہاں کا والی مقرر ہوا۔ ۱۱۰ھ میں وہاں گیا اور ۱۱۰ھ ہی کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ اس کی ولایت پانچ مہینے رہی پھر وہاں کا والی ہیثم بن عبید کنانی ہوا جو محرم ۱۱۱ھ میں وہاں گیا اور دس مہینہ چند روز تک والی رہ کر ذی الحجہ میں مر گیا۔

اہل اندلس نے اپنے اوپر محمد بن عبداللہ اشجعی کو سردار بنایا۔ اس کی ولایت دو مہینہ رہی اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی صفر ۱۱۲ھ میں والی ہوا۔ وہ دشمن کی زمین میں رمضان ۱۱۴ھ میں قتل ہوا پھر وہاں

Marfat.com

کا والی عبدالملک بن قطن فہری ہوا۔ وہ وہاں دو برس مقیم رہا اور معزول کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کا والی عقبہ بن حجاج سلولی ہوا۔ وہ ۱۱۶ھ میں وہاں داخل ہوا اور پانچ برس حکمران رہا۔ پھر اہل اندلس نے اس کے خلاف شورش کی اور اس کو معزول کر کے اس کے بعد عبدالملک بن قطن کو والی بنالیا۔ یہ اس کی دوسری ولایت تھی۔

بعض مورخین اندلس نے بیان کیا ہے کہ عقبہ بن حجاج مرگیا تھا اس لیے اہل اندلس نے عبدالملک کو والی بنالیا۔ پھر بلج بن بشر القشیری وہاں کا والی ہوگیا۔ اور اس کے اصحاب نے اس سے بیعت کرلی اس لیے عبدالملک بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ بھی بھاگے۔ ان میں سے ایک ماردہ چلا گیا اور دوسرا سرقسطہ۔ پھر اہل یمن نے بلج پر شورش کی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ عبدالملک بن قطن کو قتل کردے۔ جب اس کو ان کے فساد کا ڈر ہوا تو اس نے عبدالملک کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کے بعد صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کی عمر نوے برس کی تھی۔ جب اس کے دونوں بیٹوں کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ماردہ سے اربونہ پر جمع ہوئے، ان کے ساتھ ایک لاکھ آدمی اکٹھا ہوگئے، انہوں نے بلج اور اس کے ساتھیوں پر چڑھائی کی جو قرطبہ میں تھے۔ بلج ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور اپنے ساتھی اہل شام کی معیت میں قرطبہ کے قریب ان سے مڈبھیڑ ہوئی، دونوں کو اس نے شکست دی۔ پھر قرطبہ واپس آیا اور تھوڑے دن بعد مرگیا۔

بلج کے اندلس آنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے چچا کلثوم بن عیاض کے ساتھ ۱۲۳ھ میں جنگ بربر میں تھا، جس کا ذکر ہوچکا ہے، جب اس کا چچا قتل ہوگیا تو یہ اندلس آگیا، عبدالملک بن قطن نے اس کو آنے کی اجازت دے دی اور وہ اس کے قتل کا سبب ہوا۔ پھر اہل شام نے اندلس پر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی کو والی بنایا اور وہ مقیم رہا حتیٰ کہ ابوالخطار ۱۲۵ھ میں اندلس پر والی ہوکر آیا۔ اہل اندلس اس کے مطیع ہوگئے۔ اس کی طرف ثعلبہ اور ابن ابی نُسعہ اور عبدالملک کے دونوں بیٹے آئے، اس نے ان کو امان دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔ اور اس کا کام جم گیا۔ وہ شجاع اور صاحب رائے و صاحب کرم تھا۔

اس کے پاس اہل شام کثرت سے جمع ہوگئے اور قرطبہ ان کو برداشت نہ کرسکا۔ اس لیے اس نے ان کو شہروں میں پھیلا دیا۔ اہل دمشق کو البیرہ میں ٹھہرایا جو دمشق کے مشابہ تھا اور اس کا نام دمشق رکھا۔ اہل حمص کو اشبیلہ میں اتارا اور اس کا نام حمص رکھا اور اہل قنسرین کو جیان میں اتارا اور اس کا نام قنسرین رکھا۔ اور اہل اردن کو ریہ میں اتارا اور اس کا نام اردن رکھا۔ اور اہل فلسطین کو شذونہ میں اتارا اور اس کا نام فلسطین رکھا اور اہل مصر کو تدمیر میں اتارا اور اس کا نام مصر رکھا کیونکہ وہ اس کے مشابہ تھا۔

Marfat.com

پھر یمانیہ میں تعصب پیدا ہوا جس کے نتیجے میں ابوالخطار معزول ہوا۔ اس معزولی کا سبب صُمیل بن حاتم اور اس کے مضری ساتھی تھے۔ یہ فتنہ ۱۲۷ھ میں کھڑا ہوا۔ صُمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن شامیوں کی مدد کے لیے اندلس آیا تھا، پھر وہاں کا رئیس بن گیا۔ ابوالخطار نے ارادہ کیا کہ اس کو گرادے اس لیے اس کو اپنے پاس بلایا اور اس کے پاس لشکر تھا۔ ابوالخطار نے صُمیل کو گالیاں دیں، اس کو ذلیل کیا۔ اس پر وہ نکلا۔ اس حال میں کہ اس کا عمامہ جھکا ہوا تھا۔ اس سے کسی حاجب نے کہا، تیرے عمامے کو کیا ہوا کہ وہ جھکا ہوا ہے؟ اس نے کہا، اگر میری کوئی قوم ہے تو وہ اس کو سیدھا کردے گی۔

اس نے اپنی قوم کو بلایا اور اس سے اس برتاؤ کی شکایت کی، جو اس سے برتا گیا تھا۔ انہوں نے کہا، ہم تیرے تابع ہیں اور انہوں نے ثوابہ بن سلامۃ الجذامی کو لکھا، جو اہل فلسطین میں سے تھا۔ وہ ان کے پاس آ گیا اور اس نے ان کی دعوت قبول کی۔ اور لخم وجذام نے بھی ان کی پیروی کی۔ یہ خبر ابوالخطار کو پہنچی، وہ ان کی طرف چلا، اور انہوں نے اس سے جنگ کی، اس کے اصحاب بھاگ نکلے، ابوخطار قید ہوا اور ثوابہ قصر قرطبہ میں داخل ہوا۔ ابوالخطار پابہ زنجیر تھا۔ ثوابہ دو برس اندلس کا حکمران رہا پھر انتقال کر گیا۔ اہل الیمن (یمانیہ) نے ابوالخطار کو دوبارہ قائم کرنے کا ارادہ کیا، مضر نے اس کی مخالفت کی۔ ان کا سردار صُمیل تھا۔ اس اختلاف رائے کی وجہ سے چار مہینے تک اندلس بغیر امیر رہا۔ اس کی تفصیل ۱۲۷ھ کے ذکر میں گذر چکی ہے۔ جب وہ بغیر امیر کے رہ گئے تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن کثیر لخمی کو احکام کے لیے سردار بنایا۔ جب کام بگڑنے لگا تو ان کی رائے یوسف بن عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ فہری پر متفق ہوگئی۔

یوسف ۱۲۹ھ میں وہاں کا حاکم بن گیا اور یہ بات طے پائی کہ وہ سال بھر حکمران رہے پھر حکومت اہل یمن کو دی جائے، اور وہ اپنی قوم میں سے جس کو چاہیں والی بنائیں۔ جب سال ختم ہوا تو اہل یمن سب کے سب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے میں سے کسی کو والی بنائیں۔ لیکن صُمَیل نے ان پر شب خون مارا اور ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ یہی جنگ شقندہ مشہور ہے، اسی میں ابوالخطار مارا گیا۔ لوگوں نے اوّل نیزوں سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے، پھر تلواریں سونتیں حتیٰ کہ وہ بھی ٹوٹ گئیں، پھر ایک دوسرے کے بال پکڑ پکڑ کر کھینچے۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ میں ہوا۔

لوگوں نے یوسف پر اجتماع کر لیا اور اس سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہمارے اس بیان کے خلاف بھی کہا گیا ہے۔ اس کا ذکر ۱۲۷ھ کے واقعات میں گزر چکا ہے۔ پھر اندلس پر پیہم

Marfat.com

قحط رہا، اس کے باشندے وہاں سے چلے گئے یہ صورت حال ۱۳۶ھ تک قائم رہی۔ پھر سنہ مذکور میں تمیم بن معبد فہری اور عامر عبدری نے شہر سرقسطہ میں اجتماع کیا، صُمیل نے ان سے جنگ کی، یوسف فہری ان کی طرف چلا اس نے ان دونوں سے جنگ کی، ان کو قتل کیا اور اندلس پر حکمراں ہوگیا، اور حکمراں رہا حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام (یعنی عبدالرحمٰن الداخل) غالب ہوا۔

ولاۃ الاندلس کا یہ مختصر ذکر ہے، اس سے بسیط تر ذکر متفرق طور پر پہلے گزر چکا ہے۔ یہاں جو ہم نے اس کو مسلسل بیان کیا ہے، وہ اس لیے کہ اندلس کے حالات ایک دوسرے سے متصل ہو جائیں۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام

اب ہم عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام کے اندلس کی طرف آنے کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مغرب کی طرف عبدالرحمٰن کے جانے کا سبب یہ ہے کہ جب دولت عباسیہ ظاہر ہوئی اور بنی امیہ اور ان کے شیعہ قتل کیے گئے جو قتل کیے گئے اور جو ان میں سے بچ گیا وہ بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ ذات الزیتون میں تھا۔ وہاں سے فلسطین کی طرف بھاگ گیا۔ وہ اور اس کا غلام بدر، دونوں خبروں کا تجسس کرتے رہے۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ جب ہمیں امان دی گئی پھر نہر ابی فُطرُس پر ہم سے نقض عہد کیا گیا اور ہمارے خون مباح کیے گئے تو ہمارے پاس خبر آئی۔ میں ان لوگوں سے الگ تھا۔ میں اپنی قیام گاہ پر مایوسانہ واپس ہوا۔ میں نے غور کیا کہ کیا چیز میرے اور میرے اہل کے لیے مناسب ہے، میں ڈرتا ہوا نکلا حتیٰ کہ فرات کے کنارے ایک قریہ پر پہنچا، جہاں درخت اور غیاض تھے۔ اس اثناء میں کہ میں ایک دن وہاں تھا اور میرا چار سالہ بیٹا سلیمان میرے آگے کھیل رہا تھا وہ باہر گیا۔ پھر وہ بچہ مکان کے دروازے سے روتا ہوا اور سہما ہوا داخل ہوا اور مجھ سے چمٹ گیا۔ میں اس کو الگ کرتا تھا اور وہ مجھ سے چمٹ جاتا تھا۔ میں نکلا تا کہ دیکھوں، کیا دیکھتا ہوں کہ خوف قریہ پر اترا ہوا ہے، سیاہ پرچم لہرا رہے ہیں۔ میرا ایک نوعمر بھائی اضطراری طور پر مجھ سے کہتا رہا "یہ سیاہ پرچم ہیں۔" میں نے وہ دینار لیے جو میرے ساتھ تھے۔ اور اپنے تئیں اور اپنے بھائی کو بچایا۔ اور اپنی بہنوں کو بتا دیا کہ میں کدھر جاتا ہوں اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے پاس غلام کو جلدی بھیج دیں۔ سواروں نے قریہ کو گھیر لیا مگر وہ میرا کوئی نشان نہ پا سکے۔ میں اپنے جاننے والوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور میرے کہنے پر اس نے میرے لیے جانور اور ضروری سامان

Marfat.com

خرید الیکن اس کے ایک غلام نے عامل کو میری خبر دی۔ وہ میری تلاش میں اپنے سواروں سمیت آپہنچا۔ ہم پیادہ پا نکل کر بھاگے، سوار ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ہم فرات کے کنارے باغوں میں گھسے لیکن ہم سے پہلے سوار فرات پہنچ گئے۔ ہم دریا میں تیرنے لگے، میں بچ نکلا، سوار ہمیں پکارتے رہے کہ تمہیں امان ہے لیکن میں نہ پلٹا۔ میرا بھائی فرات کے آدھے پاٹ پر پہنچ کر تیرنے سے عاجز ہو گیا، وہ امان کے ساتھ ان کی طرف پلٹ گیا اور انہوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا، اور میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ تیرہ برس کا تھا۔ میں یہ حال دیکھ کر کانپ اٹھا۔ پھر میں اپنی سیدھ میں چل پڑا، اور ایک گھنی جھاڑی میں چھپ گیا حتیٰ کہ میری تلاش چھوڑ دی گئی۔ میں نے المغرب (یعنی شمالی افریقہ) کا قصد کیا اور افریقہ پہنچا۔"

پھر اس کی بہن ام الاصبغ نے اس کے غلام بدر کو بھیجا۔ اس کے ساتھ اس کے لیے خرچ کا روپیہ اور ایک جوہر تھا۔ جب وہ افریقہ پہنچ گیا تو وہاں کے والی عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ فہری نے شدّت سے عبدالرحمٰن کی تلاش کرائی۔ یہ عبدالرحمٰن بن حبیب امیرِ اندلس یوسف کا باپ تھا۔ عبدالرحمٰن بن ہشام (یعنی عبدالرحمٰن الداخل) اس سے بھاگا اور مکناسہ پہنچا، جہاں کے باشندے بربر تھے۔ یہاں اس کو ان سے ایسی سختیاں پہنچیں جن کا ذکر طویل ہے۔ پھر وہ ان کے پاس سے بھاگا اور نفزاوہ پہنچا جو اس کی ننھیال تھی، بدر اس کے ساتھ تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ زناتیین میں سے ایک قوم کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں نے اسے اچھی طرح قبول کیا اور اسے ان میں اطمینان حاصل ہوا۔

پھر وہ اہل اندلس میں موجود اموی خاندان کے لوگوں کے ساتھ مکاتبت کی تدبیر کرنے لگا۔ ان کو اپنے آنے کی اطلاع دی، اور ان کو اپنی طرف دعوت کی، اور اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا۔ اس زمانے میں امیر اندلس یوسف بن عبدالرحمٰن فہری تھا۔ بدر اس کے پاس پہنچا اور اس کو عبدالرحمٰن کے حال کی خبر دی اور اس کو عبدالرحمٰن کی طرف دعوت دی، اس نے عبدالرحمٰن کو قبول کیا۔ اس کے لیے جہاز بھیجا جس میں تمامہ بن علقمہ اور وہب بن اصفر اور شاکر بن ابی اسمط تھے۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو یوسف کی اطاعت کی خبر پہنچائی اور اس کو لے کر اندلس واپس آئے، اس نے ماہ ربیع الاول ۱۳۸ھ میں منکب پر لنگر ڈالا۔ وہاں اس کے پاس ان کے رؤساء کی ایک جماعت اہل اشبیلیہ میں سے آئی۔ اہل یمانیہ کے دلوں میں صُمَیل اور یوسف فہری کے خلاف کینہ تھا۔ وہ بھی اس کے پاس آئے۔ پھر وہ کورہ رَیّہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے عامل عیسیٰ بن

Marfat.com

مساور نے اس سے بیعت کرلی، پھر وہ شذونہ گیا، جہاں غیاث بن علقمہ لخمی نے اس سے بیعت کی۔ پھر وہ موزور گیا جہاں اس کے عامل ابراہیم بن شجرہ نے اس سے بیعت کرلی۔ پھر اشبیلیہ گیا جہاں ابو صباح یحییٰ بن یحییٰ نے اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد وہ قرطبہ کی بڑھا، اس کی خبر یوسف کو پہنچی وہ اس وقت قرطبہ سے نواحِ طلیطلہ میں گیا ہوا تھا۔ اسے یہ خبر اس وقت پہنچی جب وہ قرطبہ کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ عبدالرحمٰن قرطبہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ قرطبہ پہنچا تو اس نے اور یوسف نے باہم صلح کے لیے مراسلت کی۔ اس نے یوسف کو دو دن تک دھوکہ دیا جن میں سے ایک عرفہ کا دن تھا۔ یوسف کے اصحاب میں سے کسی کو شک باقی نہ رہا کہ صلح استوار ہو چکی ہے۔ وہ کھانا تیار کرانے کی طرف متوجہ ہوا تا کہ عید الاضحیٰ کے دن لوگ دستر خوان پر کھائیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے سوار اور پیدل مرتب کیے اور اپنے آدمیوں کے ساتھ رات کو چلا اور عید الاضحیٰ کی شب کو جنگ چھڑ گئی۔ فریقین اسے جمے رہے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا، عبدالرحمٰن ایک خچر پر سوار ہو گیا تا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بھاگ رہا ہے، جب لوگوں نے اس کو اس طرح دیکھا تو ان کے دل مطمئن ہو گئے۔ یوسف کے اصحاب تیزی سے قتل ہوئے۔ یوسف بھاگ گیا۔ صُمَیل اپنے خاندان کی جماعت کے ساتھ جما رہا۔ پھر وہ بھی بھاگ نکلے۔ عبدالرحمٰن کو فتح حاصل ہوئی۔ یوسف نے شکست کھائی اور اس کو مار دیا گیا۔

عبدالرحمٰن قرطبہ کی طرف واپس ہوا، یوسف کے لوگ قصر سے نکال دیئے اور اس کے بعد خود قصر میں داخل ہوا۔ پھر وہ یوسف کی طلب میں چلا۔ جب یوسف کو اس کی خبر ہوئی تو دوسرے رستے سے قرطبہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے اپنے تمام اہل اور مال کو لے کر مدینہ البیرہ چل دیا۔ صُمَیل مدینہ شوذر چلا گیا تھا۔ یہ خبر عبدالرحمٰن کو پہنچی تو وہ اس طمع سے قرطبہ کی طرف واپس ہوا کہ وہاں یوسف کو جا لے گا۔ لیکن جب اسے وہاں نہ پایا تو اس کی طرف جانے کا عزم کیا اور البیرہ کی طرف چلا، وہاں صُمَیل بھی یوسف سے جا ملا تھا، ان دونوں کے پاس ایک جمعیت اکٹھی ہو گئی، پھر انہوں نے صلح کے لیے مراسلت کی اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ یوسف اور اس کے ساتھی امان پر اتر آئیں اور وہ عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ میں رہیں۔ یوسف نے اس کے پاس اپنے دونوں بیٹوں ابوالاسود محمد اور عبدالرحمٰن کو بطور یرغمال چھوڑا۔ یوسف عبدالرحمٰن کے ساتھ چلا اور جب وہ قرطبہ میں داخل ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

فبینا نسوس النّاس و الامر امرنا   اذا نحن فیھم سوقة نتنصّف

[لوگوں پر ہماری فرماں روائی تھی اور حکم ہمارا ہی حکم تھا، لیکن یک بیک ہم ان کے درمیان

Marfat.com

انصاف خواہ حامی ہو گئے۔]

عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنا مستقر بنایا۔ قصر اور مسجد جامع کی تعمیر کی اور اس میں اسّی ہزار درہم صرف کیے، لیکن اس کے تمام ہونے سے پہلے مر گیا۔ اس نے جامع مسجدیں بنائیں۔ اس کے خاندان میں سے ایک جماعت اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ منصور کے لیے خطبہ میں دعا کرتا تھا۔ ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ۱۳۹ھ میں اندلس میں داخل ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ۱۳۸ھ میں داخل ہو، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس کے اندلس میں داخل ہونے کے متعلق اتنا ہی ذکر کافی ہے، تاکہ ہم اختصار سے نہ نکل جائیں جس کا ہم نے قصد کیا ہے۔

عبداللہ بن علی قید ہو گئے

جب سلیمان بن علی، بصرہ سے معزول ہوا تو اس کا بھائی عبداللہ بن علی اور اس کے ساتھی منصور کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ یہ خبر منصور کو پہنچی تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ، علی بن عبداللہ کے دونوں بیٹوں کو عبداللہ کو روانہ کرنے کا حکم بھیجا۔ دونوں کو عبداللہ کے لیے امان دی اور ان پر زور دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔ سلیمان اور عیسیٰ، عبداللہ اور اس کے قوّاد کو لے کر نکلے حتیٰ کہ منصور کے پاس ذی الحجہ میں پہنچ گئے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ کے لیے حاضری کی اجازت دی، وہ اس کے پاس داخل ہوئے، اور اسے عبداللہ کے حاضر ہونے کی خبر دی اور اس سے درخواست کی کہ اسے حاضر ہونے کی اجازت دے۔ اس نے قبول کیا اور ان دونوں کو باتوں میں مشغول رکھا۔ اس نے عبداللہ کے لیے اپنے قصر میں ایک مکان مہیا رکھا تھا۔ سلیمان اور عیسیٰ کے آنے کے بعد اس نے حکم دیا کہ اسے وہاں لے جایا جائے اور اس کے ساتھ یہی کیا گیا۔ پھر منصور اٹھا، اس نے سلیمان اور عیسیٰ سے کہا کہ عبداللہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جب وہ نکلے تو انہوں نے عبداللہ کو نہیں پایا، اس سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ قید کر دیا گیا۔ وہ منصور کے پاس آئے اور اس کو اس فعل سے روکا۔ اس موقع پر ان لوگوں سے جو عبداللہ کے اصحاب میں سے تھے، وہاں حاضر تھے ان کی تلواریں لے لی گئیں، اور وہ قید کر دیئے گئے۔ خفاف میں منصور ان کو پہلے سے ڈرا رہا تھا اور ان کے ساتھ اپنے آنے پر نادم ہو رہا تھا۔ اس نے کہا، اگر تم میری بات مانتے ہو تو ہم ابو جعفر پر یکبارگی ٹوٹ پڑتے، کیوں کہ خدا کی قسم اس کے اور

Marfat.com

ہمارے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا کہ ہم اس کے پاس جائیں۔ نہ کوئی ہمیں روکتا حتیٰ کہ ہم اسے قتل کردیتے، اور اپنی جان بچالیتے لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب ان کی تلواریں لے لی گئیں اور وہ قید کردیئے گئے تو خفاف اپنی داڑھی میں اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر تھوکنے لگا۔ پھر منصور نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا، جہاں اس نے انہیں قتل کردیا۔

متفرق واقعات

سلیمان بن علی، بصرہ کی امارت سے معزول کیا گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۱۴۰ھ میں معزول کیا گیا۔ وہاں سفیان بن معاویہ رمضان میں عامل بنایا گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔ مکہ، مدینہ اور طائف پر زیاد بن عبیداللہ حارثی عامل تھا۔ کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ پر سفیان بن معاویہ، اس کی قضا پر سوار بن عبداللہ اور خراسان پر ابوداؤد۔

وفیات

اسی سال عبدربہ سعید بن قیس انصاری نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔ اس سال علی بن عبدالرحمٰن مولیٰ الخرقہ، محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابی صعصعہ مازنی، اور یزید بن عبداللہ بن شداد بن الہاد لیثی نے بھی وفات پائی۔ محمد کی موت اسکندریہ میں ہوئی۔

حواشی

۱ اس سے قبل اندلس کا دارالامارت یا دارالحکومت اُشبیلیہ تھا۔

Marfat.com

باب:۹

۱۴۰ھ کے واقعات

خراسان پر عبد الجبار کی ولایت

اس سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم الذہلی، عامل خراسان ہلاک ہوا۔ اس کے ہلاک ہونے کا سبب یہ ہوا کہ لشکر میں سے کچھ لوگوں نے اس پر شورش کی، وہ کشماھن (مرو کا ایک شہر) میں تھا۔ لوگ رات کے وقت وہاں پہنچ گئے جہاں وہ تھا۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ گیا۔ اور ایک اینٹ کے کونے پر کھڑا ہو گیا جو دیوار میں سے نکلی ہوئی تھی اور اپنے آدمیوں کو پکارنے لگا تاکہ اس کی آواز پہچانیں۔ صبح کے قریب وہ اینٹ ٹوٹ گئی، وہ نیچے گر گیا۔ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور نماز عصر کے قریب وہ مر گیا۔ عصام، اس کا صاحب شرطہ اس کے بعد اس کا قائم مقام ہوا حتیٰ کہ عبد الجبار بن عبد الرحمٰن ازدی عامل خراسان ہو کر پہنچا۔ جب عبد الجبار وہاں پہنچا تو اس نے قائدین میں سے ایک جماعت کو پکڑ لیا، جن پر اس نے علیؓ بن ابی طالب کی اولاد کی طرف دعوت دینے کا الزام لگایا تھا ان میں مُجاشع بن حُریث انصاری عامل بخارا، ابو مغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنی تمیم عامل قُوہستان اور حریش بن محمد الذُہلی۔ ابو داؤد کا ابن عم تھا، شامل تھے۔ اس نے ان کو قتل کیا اور ان کے سوا ایک جماعت کو قید کیا۔ اس نے ابو داؤد کے عمال پر ان اموال کے حصول کے لیے جو ان کے پاس تھے زور دیا۔

یوسف الفہری کا قتل

اس سال یوسف فہری نے، جو امیر اندلس تھا، عبد الرحمٰن اموی سے نقض عہد کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد الرحمٰن اس پر ایسے لوگ متعین کرتا تھا جو اس کی اہانت کرتے اور اس سے اس کی املاک میں جھگڑتے

Marfat.com

تھے۔ جب حجت شرعیہ ظاہر کردیتا تو عبدالرحمٰن اس پر عمل نہ کرتا۔ اس سے یوسف الفہری نے سمجھ لیا کہ اس کے متعلق کیا ارادہ کیا گیا ہے۔ اس نے ماردہ کا قصد کیا، وہاں اس کے پاس بیس ہزار لوگ جمع ہو گئے۔ وہ عبدالرحمٰن کی طرف چلا۔ عبدالرحمٰن بھی قرطبہ سے اس کی طرف نکلا، اور حصن المدوّر کی طرف روانہ ہوا۔

پھر یوسف نے مناسب سمجھا کہ عبدالملک بن عمر بن مروان کی طرف جائے جو اشبیلیہ پر والی تھا اور اس کا بیٹا عمر بن عبدالملک بن عمر بن مروان مُدّور پر تھا۔ وہ ان کی طرف گیا، وہ دونوں اس کے مقابلے پر نکلے، دونوں کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی، اور سخت جنگ کی، فریقین نے صبر سے کام لیا۔ آخر میں یوسف کے اصحاب نے شکست کھائی، ان میں سے خلق کثیر قتل ہوئی، یوسف بھاگ نکلا اور ملک میں آوارہ پھرتا رہا۔ پھر اس کے اصحاب میں سے کسی نے رجب ۱۴۲ھ میں اسے نواحی طلیطلہ میں قتل کر دیا، اور اس کا سر عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قرطبہ میں اسے نصب کر دیا۔ اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن بن یوسف کو بھی جو اس کے پاس بطور یرغمال تھا، قتل کر کے اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔

یوسف کا دوسرا بیٹا ابواسود بن یوسف، عبدالرحمٰن اموی کے پاس بطور گروی رہا۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

رہا صُمیل، تو جب یوسف قرطبہ سے بھاگا تو وہ اس کے ساتھ نہیں بھاگا۔ امیر عبدالرحمٰن نے اسے بلایا اور یوسف کے متعلق پوچھا، اس نے کہا، یوسف نے مجھے اپنے معاملے کی خبر نہیں دی۔ میں اس کا حال نہیں جانتا۔ عبدالرحمٰن نے کہا، تیرے لیے لازمی ہے کہ تو اس کی خبر دے، اس نے کہا اگر وہ میرے دونوں پیروں کے نیچے ہوتا تب بھی میں اپنے پاؤں اس پر سے نہ اٹھاتا۔ عبدالرحمٰن نے اس کو یوسف کے دونوں بیٹوں سمیت قید کر دیا۔ جب وہ دونوں قید سے بھاگے تو اس نے فرار سے کراہت کی اور قید ہی میں رہا۔ اس کے بعد اس کے پاس مضر کے مشائخ بھیجے گئے، اور انہوں نے اس کو مردہ پایا اور اس کے پاس ایک پیالہ تھا جو منتقل کر دیا گیا۔ اس پر انہوں نے کہا، اے ابوجوشن! ہمیں معلوم ہو گیا کہ تُو نے خود نہیں پیا بلکہ تجھے پلایا گیا۔ اور اسے اس کے خاندان والوں کے حوالے کر دیا گیا جنہوں نے اسے دفن کر دیا۔

متفرق واقعات

اسی سال جلیقیہ کا بادشاہ اذفنش ہلاک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تدویلیہ حکمران ہوا جو اپنے باپ سے زیادہ شجاع اور اس سے بہتر فرماں روا اور ملک کا انتظام کرنے والا تھا۔ اس کا باپ

Marfat.com

اٹھارہ برس بادشاہ رہا۔ جب اس کا بیٹا بادشاہ ہوا تو اس کی حکومت قوی اور سلطنت بزرگ ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک کی سرحدوں سے نکال دیا۔ بُرطُقال، شلمنقہ، شمورہ، ایلہ، شقوبیہ اور قشتالہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ سب اندلس میں ہیں۔

اسی سال منصور نے اپنے بھتیجے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام اور حسن بن قحطبہ کو ستر ہزار سپاہ کے ساتھ ملطیہ بھیجا۔ وہ وہاں اترے اور رومیوں نے وہاں جو کچھ برباد کیا تھا اسے تعمیر کیا۔ اس کی تعمیر سے چھ مہینے میں فارغ ہوئے۔ حسن نے اس میں بڑا کام دیا۔ منصور نے وہاں چار ہزار فوج آباد کی اور اس میں بہت ہتھیار اور ذخائر رکھے اور قلوذیہ کا قلعہ تعمیر کیا۔ جب ملک روم نے عبدالوہاب اور حسن کے ملطیہ کی طرف روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ ان کی طرف چلا اور جیحان پر اترا۔ پھر اسے مسلمانوں کی کثرت کی اطلاع ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ جب ملطیہ تعمیر ہوگیا تو وہاں کے باشندوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے، وہ بھی واپس آگئے۔

اس سال منصور نے حج کیا اور حیرہ سے احرام باندھا۔ جب اس نے اپنا حج ادا کرلیا تو بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے رقہ گیا اور وہاں منصور بن جعونۃ عامری کو قتل کیا۔ پھر ہاشمیۃ الکوفہ کی طرف واپس آیا۔

یہاں منصور نے حکم دیا کہ مُصیّصہ کے شہر کو جبرئیل بن یحییٰ سے تعمیر کرایا جائے جس کی فصیل زلزلوں سے ٹوٹ گئی تھی اور اس کے باشندے کم رہ گئے تھے، فصیل بنادی گئی۔ اور اس نے اس کا نام معمورہ رکھا۔ وہاں ایک مسجد جامع بنائی اور وہاں کے لیے ایک ہزار آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور اس کے سابق باشندوں میں سے اکثر کو وہاں آباد کردیا۔

وفیات

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ سعد بن اسحٰق بن کعب بن عُجرہ، عمرو بن یحییٰ بن ابی الحسن انصاری، عمارہ بن غزیّۃ انصاری، یہ ثقہ تھے۔ ابوالعلاء ایوب قصاب، ابوجعفر محمد بن عبداللہ اسکافی، یہ معتزلہ کے متکلمین اور ان کے ائمہ میں سے تھے، اور ان کا ایک طائفہ ہے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ اس کے علاوہ اسماء بن عبید بن مخارق نے بھی وفات پائی جو جویریہ بن اسماء کے والد تھے۔

Marfat.com

باب:١٠

۱۴۱ھ کے واقعات

راوندیہ کا خروج

اس سال راوندیہ نے منصور پر خروج کیا۔ یہ خراسان کی ایک قوم تھی، جو ابو مسلم صاحب الدعوۃ کی رائے پر تھی، تناسخ ارواح کی قائل تھی اور اس کا خیال تھا کہ آدم کی روح عثمان بن نھیک میں ہے۔ ان کا رب جو انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے، وہ منصور ہے اور یہ کہ الہیثم بن معاویہ جبریل ہے۔

جب وہ لوگ ظاہر ہوئے تو منصور کے قصر پر آئے اور کہا، یہ ہمارے رب کا قصر ہے۔ منصور نے ان کے رؤسا کو پکڑ لیا، اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا۔ ان کے ساتھی بگڑ گئے۔ اور انہوں نے ایک نعش بنائی اور اس کو تخت پر لٹایا حالانکہ نعش میں کچھ بھی نہ تھا، اور اس کو لے کر چلے حتیٰ کہ قید خانے کے دروازے پر پہنچ گئے پھر نعش کو پھینک دیا اور لوگوں پر حملہ کیا، قید خانے میں گھس گئے اور اپنے آدمیوں کو نکال لائے۔ پھر منصور کی طرف چلے۔ وہ اس وقت چھ سو آدمی تھے۔ لوگ چیخ پکار کرنے لگے۔ شہر کے دروازے بند کر دیے گئے۔ کوئی اندر داخل نہ ہو سکا، منصور قصر سے پیدل نکلا کیونکہ قصر میں سواری کے لیے کوئی جانور نہ تھا۔ (اس کے بعد سے وہ اپنے ساتھ قصر میں جانور رکھنے لگا)

جب منصور قصر سے نکلا تو اس کے لیے جانور لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہوا اور ان کی طرف چلا، انہوں نے اس پر کثرت سے ہجوم کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتے۔ اس وقت معن بن زائدۃ شیبانی آیا۔ یہ اب تک منصور سے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ سے مل کر جنگ کی تھی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ منصور کو اس کی بہت تلاش تھی اور اس نے معن کی گرفتاری کے لیے بڑا انعام مقرر کیا

Marfat.com

تھا۔ جب یہ دن آیا تو معن ڈھاٹا باندھے ہوئے منصور کے پاس آیا، گھوڑے سے اترا، سخت جنگ کی اور بڑی بہادری دکھائی۔ منصور اس وقت ایک خچر پر سوار تھا اور اس کی لگام اس کے حاجب ربیع کے ہاتھ میں تھی۔ معن آیا اور ربیع سے بولا "ہٹ جا کہ میں اس وقت اس لگام کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تجھ سے بڑھ کر قابلیت رکھتا ہوں۔" منصور نے کہا "سچ کہا۔ تو لگام اس کو دے دے۔" وہ برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ حال درست ہوگیا اور راوندیہ پر فتح ہوئی۔ منصور نے پوچھا، تو کون ہے؟" اس نے جواب دیا، اے امیر المومنین! جس کی آپ کو تلاش تھی۔ معن بن زائدہ۔ منصور نے اس سے کہا، "اللہ نے تجھے تیری جان اور تیرے مال اور تیرے اہل کے لیے امان دی۔ تجھ جیسے آدمی احسان سے اپنے بنائے جاتے ہیں۔"

ابونصر مالک بن الہیثم آیا اور منصور کے دروازے پر کھڑا ہوگیا اور کہا، آج میں دربان ہوں۔ اور بازار والوں میں ندا کردی، انہوں نے تیر برسائے اور ان سے جنگ کی۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ داخل ہوئے۔ پھر خازم بن خزیمہ آیا اور اس نے ان پر حملہ کیا حتیٰ کہ ان کو دیوار تک ہٹا دیا۔ پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو دو دفعہ مار ہٹایا۔ خازم نے الہیثم بن شُعبہ سے کہا جب یہ ہم پر پلٹ کر حملہ کریں تو تُو ان سے آگے دوڑ کر دیوار تک جا پہنچنا اور جب وہ پلٹیں تو ان کو قتل کر دینا۔ انہوں نے خازم پر حملہ کیا، وہ ان کے مقابلے سے ہٹا۔ الہیثم ان کے پیچھے جا پہنچا۔ اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

اس دن ان کے سامنے عثمان بن نہیک آیا اور اس نے انہیں سمجھایا، لیکن جب وہ واپس ہوا تو انہوں نے اس کے تیر مارا جو اس کے شانوں کے بیچ میں لگا، وہ چند روز بیمار رہا اور اسی میں مر گیا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حرس (یعنی حفاظتی دستے) پر اس کے بعد عیسیٰ بن نہیک کو مقرر کیا جو مرتے دم تک اس کے حرس پر رہا۔ اس کے بعد منصور نے ابوالعباس طوسی کو حرس پر مقرر کیا اور یہ سب مدینۃ الہاشمیہ (کوفہ) میں ہوا۔

جب منصور نے نماز پڑھ لی تو شام کے کھانے کے لیے دعوت کی۔ معن کو بلایا اور اس کا درجہ بلند کیا۔ اپنے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا، اے ابوالعباس، کیا تم نے نہایت شدید آدمی دیکھے ہیں؟ اس نے کہا، ہاں۔ منصور نے کہا، اگر تم آج معن کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ یہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ معن بولا، واللہ یا امیر المومنین! جب میں آپ کے پاس آیا تو بزدل تھا، لیکن جب میں نے دیکھا کہ آپ ان کو کس قدر حقیر سمجھ رہے تھے اور ان پر کس شدت کے ساتھ بڑھ رہے تھے تو میں نے وہ چیز دیکھی جو کبھی کسی جنگ میں نہیں دیکھی تھی۔ اس سے میرا قلب مضبوط ہوگیا

Marfat.com

اور اس نے مجھے اس چیز پر اکسایا جو آپ نے مجھ سے دیکھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معن اس لڑائی کی وجہ سے جو اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر منصور سے کی تھی۔ منصور سے چھپا ہوا تھا اور اس بات پر آمادہ ہو رہا تھا کہ امان طلب کرے۔ جب راوندیہ نے خروج کیا تو معن آیا اور دروازے پر کھڑا ہوا۔ منصور نے ابوخصیب سے پوچھا، دروازے پر کوئی ہے؟ اس نے کہا، معن بن زائدہ۔ منصور نے کہا، عرب کا آدمی مضبوط دل والا، جنگ سے واقف اور کریم الحسیب ہے۔ اسے بلا لو۔ جب وہ داخل ہوا تو منصور نے کہا، کہو معن کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں منادی کر دیں اور ان کے لیے اموال کا حکم دیں۔ منصور نے کہا، آدمی اور اموال کہاں ہیں؟ کون اپنے تئیں ان گبروں کے سامنے پیش کرنے کے لیے بڑھتا ہے؟ اے معن تو کیوں بات بناتا ہے۔ رائے یہ ہے کہ نکلوں اور لوگوں کے سامنے کھڑا ہو جاؤں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو جنگ کریں گے اور میری طرف پلٹ آئیں گے اور اگر میں ٹھہرا رہا تو وہ کمزوری دکھائیں گے۔ اور ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے، معن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا نہیں اے امیر المومنین! اس صورت میں تو آپ اسی وقت قتل کر دیئے جائیں گے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجیے۔ ابوخصیب نے بھی ایسی ہی رائے ظاہر کی، لیکن منصور نے ان دونوں سے اپنا کپڑا کھینچا، اپنے جانور پر سوار ہوا اور نکل گیا۔ معن اس کے جانور کی لگام تھامے ہوئے تھا اور ابوخصیب اس کی رکاب کے ساتھ تھا۔ اس کے سامنے جو آدمی آتا معن اسے قتل کرتا۔ حتیٰ کہ اس نے اسی حال میں چار آدمی قتل کر دیئے۔ اس کے گرد لوگ جمع ہونے لگے۔ گھڑی بھر نہ گزری تھی کہ اس نے ان کو فنا کر دیا۔ پھر معن غائب ہو گیا۔ منصور نے ابوخصیب سے اس کی نسبت دریافت کیا، اس نے کہا، میں اس کی جگہ سے ناواقف ہوں۔ منصور نے کہا کیا معن یہ گمان کرتا ہے کہ میں اس آزمائش کے بعد بھی اس کا گناہ نہ بخشوں گا، اسے امان دے اور میرے پاس لا۔ وہ اسے منصور کے پاس لایا، منصور نے اسے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور اسے یمن کا والی مقرر کیا۔

خراسان میں عبدالجبار کی بغاوت

اس سال عبدالجبار بن عبدالرحمٰن، عامل خراسان، منصور کی اطاعت سے نکل گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ عبدالجبار کو جب منصور نے خراسان پر عامل مقرر کیا تو اس نے فوجی رؤساء کی طرف توجہ کی اور ان میں

Marfat.com

سے بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا، یہ بات منصور کو پہنچی، اور اس کے پاس ان میں سے بعض کا خط آیا۔ اس پر اس نے ابوایوب سے کہا، عبدالجبار نے ہمارے ساتھیوں کو فنا کر دیا۔ اس نے جو یہ کیا ہے تو اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خلع طاعت کا ارادہ رکھتا ہے، اس نے کہا آپ اس کو یہ لکھئے کہ میں روم پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہوں، تو میرے پاس خراسان کے لشکر بھیج اور ان پر ان کے شہسواروں اور سرداروں کو مامور کر۔ جب وہ وہاں سے نکل آئیں گے تو آپ اس کی طرف جس کو چاہیں بھیج دیجئے گا۔ کیونکہ پھر وہ اس کو نہیں روک سکے گا۔ منصور نے اس کو یہی لکھا، اس نے جواب دیا کہ ترکوں نے شورش کر رکھی ہے۔ اگر میں نے لشکر بھیج دیئے تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ابوجعفر منصور نے یہ خط ابوایوب کے آگے ڈال دیا اور اس سے پوچھا، تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، اب تو اس نے آپ کو خود موقع دے دیا۔ آپ اسے لکھئے کہ خراسان دوسرے علاقوں سے زیادہ اہم ہے۔ میں تیری طرف مزید فوج بھیجتا ہوں اور آپ اس کی طرف فوجیں بھیجئے۔ تاکہ وہ خراسان جائیں، اگر اس نے خلع طاعت کا قصد کیا تو وہ اس کی گردن پکڑ لیں گی۔ جب اس مضمون کا خط عبدالجبار کے پاس پہنچا تو اس نے جواب دیا کہ خراسان کا حال ایسا کبھی خراب نہیں ہوا جیسا اس سال خراب ہوا ہے۔ اگر یہاں لشکر آئے تو وہ تنگی سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جو یہاں گرانی کی وجہ سے برپا ہے۔ منصور کے پاس جب یہ خط پہنچا تو اس نے ابوایوب کے سامنے خط ڈال دیا۔ اس نے کہا اب اس نے اپنی حقیقت کھول دی، اور وہ باغی ہو گیا اب اس سے مناظرہ نہ کیجئے۔

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ رَے میں اترے۔ مہدی ادھر گیا، اس نے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے عبدالجبار سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا۔ پھر مہدی روانہ ہوا اور نیشاپور پر اترا۔ یہ خبر جب اہل مروالروذ کو پہنچی تو وہ عبدالجبار کی طرف گئے، اس سے جنگ کی اور سخت مقاتلہ کیا۔ وہ ان سے شکست کھا کر بھاگا، اور ابگیر کے کنارے ٹھہرنے کی جگہ پناہ لی اور وہاں چھپ گیا۔ پھر اہل مروالروذ میں سے مُجَشّر بن مزاحم اس کی طرف گیا اور عبدالجبار کو اس نے گرفتار کر لیا۔ جب خازم آیا تو مجشر، عبدالجبار کو اس کے پاس لایا۔ اس نے عبدالجبار کو اونی جبہ پہنایا، اس کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف کیا، اور اس کو منصور کے پاس لایا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اصحاب بھی تھے۔ منصور نے ان پر عذاب کا سلسلہ شروع کیا، حتیٰ کہ ان سے اموال اگلوا لیے، پھر اس نے حکم دیا اور عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور اس کی گردن ماردی گئی۔ اس کے بیٹے

Marfat.com

کو دَھلک لے جانے کا حکم دیا گیا، جو یمن کے پاس ایک جزیرہ ہے، اور وہ وہیں رہا حتیٰ کہ وہاں والوں پر اہل ہند نے چھاپہ مارا، اور جن لوگوں کو پکڑ کر لے گئے، ان میں وہ بھی تھا۔ اس کے بعد وہ انہیں کھینچ کر لے گئے۔ ان میں سے جو لوگ بچ گئے ان میں عبدالرحمٰن بن عبدالجبار تھا، جو خلفاء کی صحبت میں رہا۔ اور ۱۷۰ھ میں رشید کے ایام میں مرا۔ بعض کہتے ہیں، عبدالجبار کا معاملہ ۱۴۲ھ کے ربیع الاوّل میں اور بقول بعض ۱۴۰ھ میں ہوا۔

طبرستان کی فتح

جب مہدی نے عبدالجبار پر بغیر محنت و جنگ آزمائی فتح پائی تو منصور نے پسند نہ کیا کہ یہ مصارف بے کار یونہی برداشت کیے جائیں، جو اس نے مہدی پر کیے تھے۔ اس نے مہدی کو لکھا کہ طبرستان پر چڑھائی کرے اور رَے پر اترے۔ ابوخصیب اور خازم بن خزیمہ اور فوجوں کو أصبھبذ کی طرف بھیجے۔ أصبھبذ اس زمانہ میں دنباوند کے بادشاہ مصمغان سے برسر جنگ تھا اور اس کے سامنے لشکر ڈالے پڑا تھا۔ جب اسے خبر پہنچی کہ لشکر اس کے ملک میں گھس آئے ہیں اور ابوخصیب داخل ہوا ہے تو وہ اس کی طرف چلا۔ مصمغان نے أصبھبذ سے کہا، جب وہ تجھے مغلوب کر لیں گے تو میری طرف بڑھیں گے۔ لہٰذا وہ سب مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مل گئے۔ أصبھبذ اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ ان جنگوں نے طول کھینچا۔ منصور نے عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا۔ یہ وہی ہے جس کے حق میں بشار [1] کہتا ہے۔

اذا ایقظتک حروب العدی   فنبّہ لھا عمراً ثم نم

[اگر دشمنوں کی رزم آرائیاں تجھے بیدار کر دیں تو عمر کو آگے بڑھا دے، وہ ان سے بھگت لے گا اور آرام سے سو جا۔]

وہ بلاد طبرستان سے واقف تھا۔ اس نے فوجیں لیں اور رویان کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ قلعہ طاق (یا طلق) اور اس میں جو کچھ تھا، لے لیا۔ جنگ طویل ہوئی۔ آخر طبرستان فتح ہو گیا۔ ان میں سے بہت مارے گئے، أصبھبذ اپنے قلعہ میں چلا گیا، اور اس نے اس بات پر امان طلب کی کہ وہ قلعہ ان چیزوں سمیت جو اس میں ہیں سپرد کر دے گا۔ مہدی نے اس کے متعلق منصور کو لکھا،

Marfat.com

منصور نے صالح صاحب المصلی کو بھیجا، ان لوگوں نے سب چیزوں کا احصاء کیا جو قلعہ میں تھیں، اور وہ واپس ہوئے۔ اصبہبذ دیلم میں بلاد جیلان چلا گیا اور وہیں مرا۔ اس کی بیٹی پکڑی گئی۔ وہی ابراہیم بن عباس بن محمد کی ماں ہے۔ پھر لشکروں نے مصمغان کے شہر کا رخ کیا اور اس پر فتح پائی، یہاں جیرہ ہاتھ آئی بحتریہ (یا بجیرہ) منصور بن مہدی کی ماں ہے۔

متفرق واقعات

اس سال زیاد بن عبید اللہ حارثی مکہ اور مدینہ اور طائف سے معزول کیا گیا۔ مدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ قسری رجب میں عامل مقرر ہوا۔ طائف اور مکہ پر الہیثم بن معاویہ عتکی اہل خراسان میں سے مقرر ہوا۔

اسی سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی جو منصور کی شرطہ پر تھا اور مصر و ہند کا والی تھا۔ ہندوستان پر اس کا نائب اس کا بیٹا عیینہ تھا۔ مصر سے موسیٰ معزول کر دیا گیا اور اس کا والی محمد بن اشعث مقرر کیا گیا۔ اور اس کے معزول ہونے پر نوفل بن محمد بن الفرات عامل ہوا۔

اس سال صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے حج کرایا۔ وہ شام کا والی تھا۔

کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، اور بصرہ پر سفیان بن معاویہ اور خراسان پر مہدی، اور وہاں اس کا نائب سریؔ بن عبد اللہ تھا اور موصل پر اسمٰعیل بن علی۔

وفیات

اس سال سعد بن سعید جو یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی تھے اور ابان بن تغلب قاری نے وفات پائی۔

Marfat.com

حواشی

۱ عہد عباسی کے مشہور شاعر بشار بن بُرد (م۷۸۳ء) نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا۔ بشار کے آباء طخارستان کے فارسی لوگوں میں تھے، اس کے والدین بنی عقیل کے غلام تھے۔ وہ بصرے میں پیدا ہوا اور وہیں قبیلہ بنِی عقیل میں پروان چڑھا۔ اُسے عربی ادب کی تاریخ میں وہ آخری شاعر مانا جاتا ہے جس کے کلام کو علمائے نحو ولغت سند مانتے تھے۔ وہ چھوٹی عمر ہی سے شعر کہنے لگا لیکن اس کی عشقیہ شاعری لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث تھی کیونکہ اس کی شاعری میں باعفت خواتین کا تذکرہ ہوتا تھا۔ بشار بھدے جسم کا طول القامت بدصورت انسان تھا اُس کے چہرے پر چیچک کے نشان تھے، آنکھوں کے ڈھیلے باہر کو نکلے ہوئے تھے اور وہ پیدائشی نابینا تھا۔ اس کی فسق وفجور والی شاعری کی شکایت خلیفۂ وقت مہدی کو بھی کی گئی جس پر اسے ستر کوڑوں کی سزا سنائی گئی اور اسی سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اُسے کوڑوں کی سزا اس وجہ سے ملی کہ اس نے مہدی کی ہجو لکھی تھی۔

Marfat.com

باب:۱۱

۱۴۲ھ کے واقعات

عیینہ بن موسیٰ بن کعب کی بغاوت

اس سال عیینہ بن موسیٰ نے سندھ میں بغاوت کی۔ اور وہ وہاں کا عامل تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس کے باپ نے میتب بن زہیر کو شرطہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ جب وہ مر گیا تو میتب اس عہدہ پر قائم ہو گیا جو شرطہ پر موسیٰ کو حاصل تھا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں منصور عیینہ کو بلا کر اسے عہدہ پر مقرر نہ کردے جو اس کے باپ کو حاصل تھا، اس نے عیینہ کو ایک شعر لکھ بھیجا اور اس خط کو اپنی طرف منسوب نہ کیا، شعر یہ تھا:

فارضک ارضک ان تاتنا تنم نومةً لیس فیها حلم

[اپنی حد میں رہ، ہماری حد میں قدم رکھا تو یاد رکھ ایسی نیند سوئے گا جس میں خواب نظر نہیں آتے۔]

اس نے اطاعت چھوڑ دی۔ یہ خبر جب منصور کو پہنچی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ چلا، حتیٰ کہ بصرہ کے پل پر اترا، اور عمر بن حفص بن ابی صفرہ عتکی کو سندھ و ہند پر مقرر کیا۔ عیینہ نے اس سے جنگ کی پھر وہ سندھ پہنچ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

أصبہبذ کا نقض عہد

اس سال أصبہبذ نے طبرستان میں وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ اس کے ملک میں جو مسلمان تھے، ان کو اس نے قتل کر دیا۔ یہ خبر جب منصور کو پہنچی تو اس نے اپنے

Marfat.com

مولیٰ ابوخصیب اور خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو بھیجا۔ یہ اس قلعہ کا محاصرہ کیے رہے اور وہ قلعہ میں تھا۔ جب ان پر قیام طویل ہوا تو ابوخصیب نے مکر کی سوچی اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھے مارو۔ اور میرا سر اور میری داڑھی مونڈ دو۔ انہوں نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا، پھر وہ اصبہبذ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ انہوں نے مجھ پر شبہ کیا کہ میں تیرا خیر خواہ ہوں اور اسے خبر دی کہ وہ اس کے ساتھ ہے اور وہ ان کے لشکر کا پوشیدہ راز اس کو بتانے والا ہے، اصبہبذ نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور اس کو اپنے خواص میں داخل کر لیا اور اس پر مہربان ہوگیا۔ ان کے قلعے کا دروازہ ایک پتھر کا تھا جو نیچے گرا دیا جاتا تھا۔ آدمی کھولنے بند کرنے کے وقت اسے اٹھاتے اور گرا دیتے تھے۔ اصبہبذ اس پر اپنے بھروسے کے آدمی باری باری مقرر کرتا تھا۔ جب اصبہبذ کو ابوخصیب پر بھروسہ ہوگیا تو اس کو دروازے پر مقرر کر دیا اور اس کے کھولنے بند کرنے کا کام اس کے سپرد کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس سے مانوس ہوگیا پھر ابوالخصیب نے رَوح اور خازم کو خط لکھا اور تیر سے باندھ کر اس کو پھینکا اور ان کو خبر دی کہ وہ حیلہ میں کامیاب ہوگیا ہے اور ایک رات دروازہ کھول دینے کے لیے مقرر کی۔ جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔ قلعے میں جتنے جنگ آزما تھے ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بال بچوں کو قید کر لیا۔ شکلۃ (اسکلا) اُم ابراہیم بن مہدی کو پکڑ لیا۔ اُصبہبذ کے پاس زہر تھا، وہ اس نے پی لیا اور مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۴۳ھ کا واقعہ ہے۔

متفرق واقعات

اس سال جمادی الآخر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہوا۔ وہ بصرے کے والی تھے۔ ان کی عمر ۵۹ برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی عبدالصمد نے پڑھائی۔

اس سال نوفل بن فُرات مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں اس کا والی حُمید بن قحطبہ ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ نے حج کیا۔ اور عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

منصور نے الجزیرہ، ثغور اور عواصم پر اپنے بھائی عباس بن محمد کو مقرر کیا۔ منصور نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو موصل سے معزول کر کے اس پر مالک بن الہیثم خزاعی کو مقرر کیا جو احمد بن نصیر کا دادا

Marfat.com

ہے، جس نے واثق کو قتل کیا۔ وہ اچھا امیر تھا۔

وفیات

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ یحییٰ بن سعید انصاری، ابوسعید قاضی مدینہ۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ھ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۴۴ھ میں وفات پائی۔ موسیٰ بن عتبہ مولیٰ آل زبیر، عاصم بن سلیمان احول، بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ھ میں وفات پائی۔ حمید بن ابی حمید طرخان، بعض کہتے ہیں، مہران مولیٰ طلحہ بن عبداللہ خزاعی اور وہ حمید الطویل ہیں جو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، ان کی عمر پچپن برس کی تھی۔

Marfat.com

باب:۱۲

۱۴۳ھ کے واقعات

اس سال دیلم نے مسلمانوں پر شورش کی، اوران میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ یہ خبر منصو کو پہنچی تو اس نے لوگوں کو دیلم سے جہاد اور جنگ کرنے کے لیے بلایا۔

اس سال الہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف سے معزول کیا گیا اور سُری بن عبداللہ بن حارث بن عباس مقرر کیا گیا۔ جو یمامہ پر عامل تھا چنانچہ وہ مکہ گیا۔ منصور نے یمامہ پر قثم بن عباس بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اس سال حُمید بن قحطبہ مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں نوفل بن فُرات مقرر کیا گیا۔ پھر نوفل کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ نے لوگوں کو حج کرایا جو کوفہ کی ولایت پر تھا۔

اندلس میں رزق بن نعمان غسانی نے عبدالرحمٰن پر شورش کی۔ رزق جزیرۂ الخضراء پر تھا۔ اس کے پاس لوگ بکثرت جمع ہوگئے۔ وہ شذونہ گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ پھر اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ عبدالرحمٰن بعجلت اس کی طرف گیا اور اس نے وہاں اس کو محصور کرلیا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو پکڑ لیا۔ آخر کار ان لوگوں نے رزق کو اس کے سپرد کر کے اس سے تقرب کرلیا۔ اس نے رزق کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو امان دی، پھر وہاں سے واپس ہوگیا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن عطیہ کا انتقال ہوا، یہ ''الشارعہ'' کے مالک تھے جو ایک بڑا نخلستان تھا۔ اس کے علاوہ سلیمان بن طرخان تیمی، اشعث بن سوار اور مجالد بن سعید نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب: ۱۳۰

۱۴۴ھ کے واقعات

اس سال ابو جعفر نے کوفہ، بصرہ، الجزیرہ اور موصل سے لوگوں کو دیلم کی جنگ پر بھیجا اور ان پر محمد بن ابی العباس سفاح کو مقرر کیا۔

اس سال مہدی خراسان سے عراق واپس ہوا اور اپنے چچا سفاح کی بیٹی ریطہ سے اس نے شادی رچائی۔

اس سال منصور نے حج کیا، اور اپنے لشکر اور المیرہ پر خازم بن خزیمہ کو مقرر کیا۔

محمد بن عبداللہ بن حسن کا معاملہ

اس سال منصور نے مدینہ پر ریاح بن عثمان مری کو مقرر اور محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو اس پر سے معزول کیا۔ اس کے عزل اور اس سے قبل زیاد کے عزل کا سبب یہ تھا کہ منصور کو محمد اور ابراہیم جو عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے تھے، معاملہ اور اس کے پاس ان دونوں کے نہ آنے کا بڑا خیال تھا۔ جبکہ سنہ ۱۳۶ھ میں اس نے سفاح کے زمانہ میں حج کیا تھا اور بنی ہاشم اس کے پاس آئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کا دعویٰ تھا کہ منصور ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اس رات ان سے بیعت کی تھی جب کہ بنی ہاشم نے مکہ میں اس بات پر مشورہ کیا تھا کہ مروان بن محمد کی حکومت کے مضطرب ہونے کے وقت کس کو خلافت دی جائے۔ جب منصور نے سنہ ۱۳۶ھ میں حج کیا تو

Marfat.com

ان دونوں کی نسبت دریافت کیا۔ اس پر زیاد بن عبداللہ حارثی نے اس سے کہا کہ ان کے معاملے کی آپ کو کیا فکر ہے، میں ان دونوں کو لاتا ہوں۔ وہ منصور کے پاس مکہ میں تھا۔ منصور نے اس کو مدینہ واپس کر دیا۔ پھر جب منصور خلیفہ ہوا تو اس کو کوئی فکر سوائے محمد کے معاملے کے سوا نہ تھی۔ اس نے بنی ہاشم کو ایک ایک کر کے بلایا اور پوشیدہ طور پر محمد بن عبداللہ کی نسبت سوال کیا، سب نے کہا کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ اس امر (یعنی خلافت) کے طالب تھے۔ اس لیے انہیں آپ سے اپنی جان کا خوف ہے لیکن وہ آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں رکھتے۔ سب نے اسی کے قریب قریب کہا۔ سوائے حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کے، انہوں نے منصور کو محمد کے معاملے کی خبر دے دی، اور کہا، خدا کی قسم! میں آپ پر ان کے حملے کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہیں۔

حسن بن زید نے اپنی اس بات سے اس کو جگا دیا، جو خوابیدہ نہیں تھا۔ اسی بناء پر اس واقعہ کے بعد سے موسیٰ بن عبداللہ بن حسن کہتے تھے کہ خدایا! حسن بن زید سے ہمارے خونوں کا مطالبہ کرنا۔

منصور نے عبداللہ بن حسن سے اصرار کیا کہ وہ حج کے سال اپنے بیٹے محمد کو حاضر کریں۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا کہ بھائی تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان نے کہا، خدا کی قسم اس وقت گویا میں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جبکہ موت اس کے اور ہمارے درمیان حائل ہوگئی۔ وہ ہمیں مشورہ دے رہا ہے کہ یہ ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ اگر وہ معاف کرنے والا ہوتا تو ضرور اپنے چچا کو معاف کرتا۔ عبداللہ نے سلیمان کی رائے مان لی اور جان لیا کہ اس نے اس سے سچ کہا ہے اور اپنے بیٹے محمد کو منصور کے سامنے حاضر نہیں کیا۔

منصور نے عربوں میں سے چند غلام خریدے اور ان میں سے کسی کو ایک اونٹ اور کسی کو دو اونٹ اور کسی کو کوئی اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا اور ان کو مدینہ کے اطراف میں محمد کی تلاش کے لیے پھیلا دیا۔ ان میں سے کوئی پانی پر راہ گیر کی طرح یا رستہ بھولے ہوئے کی طرح جاتا۔ اس طرح یہ لوگ ان کو دریافت کرتے پھرتے۔

منصور نے ایک جاسوس بھیجا اور اس کو شیعہ کی زبان سے محمد کے نام خط لکھا، جس میں وہ اپنی اطاعت کا ذکر کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ مال اور ہدیہ بھیجے۔ وہ جاسوس مدینہ آیا اور عبداللہ بن حسن بن حسن کے پاس پہنچا اور ان سے ان کے بیٹے محمد کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے اس سے ان کی بات

Marfat.com

چھپائی۔ وہ ان کے پاس برابر پھیرے کرتا رہا اور اس نے دریافت میں بہت اصرار کیا۔ آخر انہوں نے اس سے بیان کر دیا کہ وہ جبلِ جہینہ میں ہیں۔ اور اس سے کہا، تُو علی کے پاس جا جو اس صالح آدمی کا بیٹا ہے۔ اس کا نام الاغر ہے اور وہ ذی الابر میں رہتا ہے۔ وہ تجھے رستہ بتائے گا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو رستہ بتا دیا۔

منصور کا ایک راز کا کاتب تھا جو شیعہ تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کا حال لکھ بھیجا۔ جب یہ خط ان کے پاس پہنچا تو سب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے ابو ہبار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس شخص سے متنبہ کیا۔ ابو ہبار گیا اور علی بن حسن کے پاس اترا اور ان کو اس کی خبر دی۔ پھر محمد بن عبداللہ کے پاس اس جگہ پہنچا جہاں وہ تھے۔ دیکھا کہ وہ ایک کھوہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب کی ایک جماعت ہے اور وہ جاسوس بھی ان کے ساتھ ہے اور سب سے اونچی آواز بول رہا ہے اور سب سے زیادہ انبساط ظاہر کر رہا ہے۔ جب اس نے ابو ہبار کو دیکھا تو سہم گیا۔ ابو ہبار نے محمد سے کہا، مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ وہ اس کے ساتھ اٹھے۔ اس نے ان کو جاسوس کی خبر دی، انہوں نے کہا، پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، میں تین باتوں میں سے ایک مناسب سمجھتا ہوں۔ کہا، وہ کیا ہیں؟ بولا، مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ بولے، میں بلاضرورت خونریزی نہیں کرتا۔ اس نے کہا، تو آپ اس کو بیڑیاں پہنایئے اور جہاں جہاں آپ جائیں اس کو بھی ساتھ لے جایئے۔ بولے، خوف اور جلدی کی حالت میں ہمیں قرار کہاں؟ اس نے کہا، ہم اسے باندھتے ہیں اور جہینہ میں سے آپ کے کسی اہل کے پاس چھوڑ دیتے ہیں۔ کہا، یہ ٹھیک ہے۔

جب وہ دونوں واپس ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے۔ محمد نے پوچھا، وہ آدمی کہاں ہے؟ (لوگوں نے) کہا، وہ وضو کرنے گیا تھا پھر نہیں پلٹا۔ ان لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر اسے نہ پایا، گویا زمین اسے کھا گئی۔ وہ اپنے پیروں سے دوڑتا ہوا چلا حتیٰ کہ رستے پر پہنچ گیا پھر اس کے پاس اعراب گزرے جن کے ساتھ مدینہ کی طرف جانے والی سواریاں تھیں، اس نے ان میں سے ایک سے کہا، یہ ایک کجاوہ خالی ہے مجھے اس میں بٹھا لے اس کے عوض تمہیں اتنا اتنا دوں گا اس نے قبول کیا اور اسے بٹھا لیا حتیٰ کہ وہ مدینہ پہنچا۔

پھر منصور کے پاس گیا اور اسے پوری پوری خبر دی۔ لیکن وہ ابو ہبار کا نام اور اس کی کنیت

Marfat.com

بھول گیا۔ اس نے ان کا نام وبار کہا۔ ابوجعفر نے وبار المری کو طلب کے لیے لکھا۔ اس کے پاس ایک شخص بھیجا گیا جس کا نام وبر تھا۔ منصور نے اس سے محمد کا قصہ پوچھا۔ اس نے بحلف کہا کہ وہ ان کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔ منصور نے حکم دیا اور اس کے سات سو کوڑے مارے گئے، اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور وہ منصور کی موت تک قید رہا۔

پھر منصور نے عقبہ بن مسلم ازدی کو بلایا اور اس سے کہا، میں تجھ سے ایک کام لینا چاہتا ہوں، جس کی مجھے بڑی فکر ہے اور میں ہمیشہ اس کے لیے ایک آدمی کی تلاش میں رہا ہوں، شاید وہ تُو ہو۔ اگر تُو میرے لیے اس کام کو کافی ہوا تو میں تجھے بلند درجہ دوں گا۔ اس نے کہا، میں امید کرتا ہوں کہ اپنے متعلق امیر المومنین کا گمان سچ کر دکھاؤں گا۔ منصور نے کہا، تو تُو اپنے تئیں چھپا دے اور اپنا حال پوشیدہ کر دے اور میرے پاس فلاں دن فلاں وقت آ۔ وہ مقررہ وقت پر اس کے پاس گیا۔ منصور نے اس سے کہا، ''ہمارے وہ بنی عم ہیں جنہوں نے ہماری حکومت پر مکر کرنے اور اس پر چال چلنے کے سوا کسی اور بات سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے شیعہ خراسان کے فلاں قریہ میں ہیں جو ان سے خط و کتابت کرنے اور ان کو اپنے اموال کے صدقات اور اپنے بلاد کے تحائف میں سے ہدایا بھیجتے ہیں۔ تُو میرا یہ خط، ہدیہ اور رقم لے کر جا حتیٰ کہ تو ان کے پاس بھیس بدل کر پہنچ جائے، وہ خط تُو اس قریہ کے باشندوں کی طرف سے لکھ لینا۔ پھر ان کا حال معلوم کرنا۔ اگر وہ (یعنی محمد بن عبداللہ) اپنی رائے سے ہٹ گئے ہوں تو واللہ میں ان سے محبت کروں گا اور ان کو مقرب کروں گا۔ اور اگر وہ اپنی اس رائے پر قائم ہوں تو مجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی اور میں ہوشیار ہو جاؤں گا۔ تم جاؤ، حتیٰ کہ عبداللہ بن حسن سے خشوع اور تقشف کے ساتھ ملو۔ اگر وہ تمہیں جھڑک دیں، اور وہ ضرور ایسا کریں گے تو اس پر صبر کرنا اور پھر ان کے پاس جانا حتیٰ کہ وہ تجھ سے مانوس ہو جائیں اور تجھ سے نرم پڑ جائیں۔ پھر اگر انہوں نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی تو میرے پاس جلد آ جانا۔''

وہ گیا حتیٰ کہ عبداللہ کے پاس پہنچا اور ان سے اس خط کے ساتھ ملا۔ انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی اور ڈانٹ دیا اور کہا، میں ان لوگوں کو نہیں جانتا۔ پھر وہ برابر ان لوگوں کے پاس آتا جاتا رہا، حتیٰ کہ عبداللہ نے اس کا خط قبول کر لیا۔ اس کے تحائف لے لیے اور اس سے مانوس ہو گئے۔ اس نے ان سے جواب کے لیے کہا۔ انہوں نے کہا ''خط تو میں کسی کو لکھتا نہیں۔ لیکن تو خود ان کی جانب میرا

Marfat.com

خط ہے۔ ان سے میرا اسلام کہو اور انہیں خبر دو کہ میں فلاں وقت خروج کرنے والا ہوں۔" عقبہ، منصور کے پاس واپس آیا اور اسے یہ خبر دی۔

منصور نے حج کا ارادہ کیا اور عقبہ سے کہا، "جب بنوحسن مجھ سے ملیں، جن میں عبداللہ بن حسن بھی ہوں گے، تو میں عبداللہ کی بڑی عزت کروں گا، ان کو بلند جگہ دوں گا اور صبح کھانے پر دعوت دوں گا۔ پھر جب ہم کھانے سے فارغ ہوجائیں گے تو میں تجھے آنکھ سے اشارہ کروں گا، تم ان کے سامنے آکر کھڑے ہوجانا۔ وہ تم سے نظر پھیر لیں گے، تو چکر کھا کر اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے ان کی پیٹھ پر ٹھوکا دینا حتیٰ کہ ان کی آنکھ تجھ سے مل جائے۔ بس اس کے ساتھ ہی تمہارا کام پورا ہوجائے گا لیکن خبردار، کھانے کے دوران میں وہ تجھے نہ دیکھیں۔" منصور حج کو نکلا اور جب بنوحسن اس سے ملے تو اس نے عبداللہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر کھانا منگایا۔ سب نے کھایا۔ پھر اٹھا اور عبداللہ بن حسن کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا، "تمہیں معلوم ہے کہ تم نے مجھ سے کیا عہد و پیمان کیے تھے کہ مجھ پر برائی کے ساتھ تعدی نہ کرو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف مکر کرو گے۔" انہوں نے جواب دیا، "اے امیر المومنین! میں اسی پر قائم ہوں۔" منصور نے عقبہ بن مسلم کو اشارہ کیا، وہ چکر کھا کر عبداللہ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ عبداللہ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ پھر چکر کھا کر ان کی پشت پر آیا اور ان کو اپنی انگلی سے ٹھوکہ دیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور اسے نظر بھر دیکھا۔ پھر وہ جھپٹے اور منصور کے سامنے آ بیٹھے، اور اس سے کہا، "اے امیر المومنین! مجھے مہلت دیجئے، اللہ آپ کو مہلت دے گا۔" اس نے کہا، "اللہ مجھے مہلت نہ دے اگر میں تمہیں مہلت دوں۔" پھر اس نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔

اس سے قبل محمد بصرہ آ گئے تھے اور وہاں بنی راسب میں اتر کر انہوں نے اپنی طرف دعوت دی تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن شیبان کے پاس اترے تھے، جو بنی مرہ بن عبید میں سے ایک تھا۔ پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ منصور کو جب ان کے بصرہ جانے کی اطلاع ملی تو وہ تیزی سے ادھر چلا اور حرالاکبر کے قریب اترا جہاں عمر بن عبید اس سے ملا، منصور نے اس سے پوچھا، اے ابوعثمان! کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے تجھے ہمارے کام میں خوف ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ منصور نے کہا، میں تیرے قول پر بھروسہ کر کے واپس جاؤں؟ اس نے کہا ہاں۔

Marfat.com

محمد، منصور کے آنے سے پہلے وہاں سے جا چکے تھے۔ منصور واپس ہوا۔ محمد اور ابراہیم، عبداللہ کے دونوں بیٹوں کا خوف بڑھ گیا، وہ دونوں نکلے حتیٰ کہ عدن پہنچے، اور وہاں سے سند گئے، پھر کوفہ گئے، پھر مدینہ گئے۔

منصور نے ۱۴۰ھ میں حج کیا اور آل ابی طالب میں بہت اموال تقسیم کیے۔ لیکن محمد اور ابراہیم ظاہر نہ ہوئے۔ اس نے ان کے والد عبداللہ سے ان کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ اس پر دونوں میں سخت گفتگو ہوئی، ابوجعفر منصور نے انہیں گالی دی حتیٰ کہ کہا، فلاں اور فلاں نے تیری ماں کا دودھ چوسا۔ عبداللہ نے کہا، اے ابوجعفر! تو میری ماؤں میں سے کونسی ماں کا دودھ چسواتا ہے؟ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا یا فاطمہ بن حسین بن علی کا یا ام اسحٰق بنت طلحہ کا یا خدیجہ بنت خویلد کا، نہیں منصور نے کہا ان میں سے ایک کا بھی نہیں بلکہ حرباء بنت قسامہ بن زہیر کا اور یہ قبیلہ طئ میں سے ایک عورت تھی۔ مسیّب بن زہیر نے کہا امیر المومنین! مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس فاعلہ کے بچے کی گردن ماردوں۔ اس پر زیاد بن عبداللہ اٹھا اور اس نے ان پر اپنی چادر ڈال دی اور کہا، امیر المومنین! آپ ان کو میرے سپرد کر دیجئے، میں ان کے دونوں بیٹوں کو نکال لوں گا۔ منصور نے انہیں چھوڑ دیا۔

عبداللہ کے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ اس وقت مدینہ سے غائب ہو گئے تھے، جب ۱۴۰ھ میں منصور نے حج کیا تھا۔ انہوں نے بھی حج کیا۔ مکہ میں ان کے پیرو جمع ہوئے اور منصور کو چھپ کر قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اشتر عبداللہ بن محمد نے ان سے کہا، میں تمہارے لیے اس کا کام تمام کرتا ہوں۔ لیکن محمد نے کہا، نہیں خدا کی قسم! میں اس کو دھوکہ سے قتل نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ میں اس کو دعوت دوں اس بات کی جس پر لوگوں نے اجماع کر لیا ہے۔ ان کے ساتھ منصور کے قائدوں میں سے ایک خراسانی قائد بھی مل گیا تھا، جس کا نام خالد بن حسان تھا اور وہ ابوالعساکر کہلاتا تھا، ان کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔ یہ خبر منصور کو پہنچ گئی۔ اس نے (خالد کو) طلب کیا مگر اس کو نہ پایا۔ اس نے (خالد کے) اصحاب کو پکڑ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔ قائد، محمد بن عبداللہ بن محمد سے جا ملا۔

منصور نے زیاد بن عبیداللہ پر محمد اور ابراہیم کی تلاش کے لیے زور دیا۔ اس نے اس کا ذمہ لیا اور وعدہ کر لیا۔ پھر محمد مدینہ آئے، زیاد کو اس کی خبر ہوگئی۔ اس نے ان پر مہربانی کا اظہار کیا اور ان کو

Marfat.com

اس شرط پر امان دی کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائیں۔ محمد نے اس کا وعدہ کر لیا۔ زیاد شام کے وقت سوار ہوا اور اس نے محمد سے سوق الظہر پر ملنے کا وعدہ کیا، ادھر محمد بھی سوار ہوئے۔ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ اے اہل مدینہ المہدیّ المہدیّ! وہ اور زیاد ٹھہر گئے، زیاد نے کہا، اے لوگو! یہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہیں۔ پھر اس نے محمد سے کہا، تم اللہ کے ملک میں جہاں چاہو چلے جاؤ۔" محمد پھر چھپ گئے۔

منصور نے یہ خبر سنی تو ابواز ہر کو جمادی الآخر ۱۴۱ھ میں مدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ مدینہ پر عبدالعزیز بن مطلب کو عامل بنائے اور زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اس کے پاس لائے۔ ابو از ہر مدینہ آیا اور اس نے وہی کیا جس کا منصور نے اسے حکم دیا تھا۔ زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر لیا اور ان کو لے کر منصور کی طرف چلا۔ زیاد نے مدینہ کے بیت المال میں اسّی ہزار دینار چھوڑے تھے۔ منصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ اس کے بعد ان پر احسان کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔

منصور نے مدینہ پر خالد بن عبداللہ القسری کو عامل بنایا اور اسے محمد بن عبداللہ کی تلاش کا حکم دیا اور اسے پورا اختیار دیا کہ ان کی طلب میں جتنا چاہے خرچ کرے۔ وہ رجب ۱۴۱ھ میں مدینہ آیا۔ اس نے مال لیا اور اپنے محاسبہ میں سے بہت سے اموال یہ کہہ کر درج کرا دیئے کہ یہ اس نے محمد کی طلب میں خرچ کیے ہیں۔ ابو جعفر نے اسے دیر لگانے کا ملزم گردانا اور حکم دیا کہ مدینہ اور اس کے نواح کی تلاشی لے۔ اس نے لوگوں کے گھروں کا چکر لگایا مگر محمد کو نہ پایا۔

جب منصور نے دیکھا کہ اس نے کس قدر مال خرچ کیا ہے اور محمد کو نہ پکڑ سکا تو اس نے قیس عیلان کے ایک شخص ابوالعلاء سے محمد بن عبداللہ اور ان کے بھائی کی نسبت مشورہ لیا۔ اس نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی کو عامل بنائیں کیونکہ وہ ان دونوں کو عداوت کی بناء پر تلاش کریں گے اور انہیں آپ کے پاس نکال لائیں گے۔ منصور نے کہا، خدا تجھے غارت کرے، تو نے کیا خوب رائے دی ہے۔ خدا کی قسم! یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی، لیکن میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے بنی عم اور اپنے اہل خاندان سے اپنے اور ان کے دشمن کے ذریعہ انتقام نہیں لوں گا۔ بلکہ میں عرب میں سے ایک صعلوک (کنگلے) کو بھیجوں گا جو ان کے ساتھ وہی کرے گا جو تو نے کہا۔" پھر اس نے یزید بن یزید السُّلَمی سے مشورہ کیا، اور اس سے کہا، مجھے قیس میں سے کسی عقلمند جوان کا پتا دے جسے میں مدد دوں اور بلند درجہ عطا کروں اور حکومت بخشوں، اس نے کہا، وہ سیّد الیمن یعنی

Marfat.com

ابن القسری ہے، اور اس کا نام ریاح بن عثمان بن حیان مرّی ہے۔ منصور نے اس کو رمضان ۱۴۴ھ میں مدینہ پر امیر بنا کر بھیجا۔

کہا جاتا ہے کہ ریاح نے منصور سے ذمہ لیا تھا کہ، اگر وہ اسے مدینہ کا عامل مقرر کردے تو وہ محمد اور ابراہیم، ابنائے عبداللہ کو نکال لائے گا۔ اس بناء پر منصور نے ریاح کو وہاں کا عامل بنا دیا۔ وہ چلا حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گیا۔ جب وہ دار مروان میں گیا، اور یہ وہ مکان تھا جس میں امراء اترتے تھے، تو اس نے اپنے ایک حاجب سے، جس کا نام ابوالبختری تھا، پوچھا، کیا یہ دار مروان ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ کہا، یہ ٹھہرنے کی جگہ بھی ہے اور کوچ کی بھی۔ اور ہم یہاں سے کوچ کرنے والوں میں پہلے ہوں گے۔ پھر جب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس نے اپنے حاجب سے کہا، اے ابوالبختری! میرا ہاتھ پکڑ تا کہ ہم اس شیخ کے پاس جائیں، یعنی عبداللہ بن حسن۔ وہ دونوں ان کے پاس پہنچے، ریاح نے کہا، اے شیخ! خدا کی قسم! امیر المومنین نے مجھے کسی قریبی رشتہ داری یا کسی سابقہ خدمت کے عوض عامل نہیں بنایا ہے۔ خدا کی قسم تو مجھ سے اس طرح نہ کھیل کر سکے گا جس طرح تو زیاد اور ابن القسری سے کھیلتا رہا ہے۔ خدا کی قسم! میں تیرا دم نکال دوں گا ورنہ تو میرے پاس اپنے بیٹے ابراہیم اور محمد کو بلا دے۔" عبداللہ نے سر اٹھایا اور بولے ہاں خدا کی قسم! انک لا زیرق قیس المذبوح فیھا کما تذبح الشاۃ۔ ابوالبختری کہتا ہے، یہ سنتے ہی، ریاح میرا ہاتھ پکڑے ہوئے واپس ہوا۔ واللہ میں اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا۔ اس کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔ یہ بات اس گفتگو کے اثر سے تھی۔ میں نے اس سے کہا، اس شخص کو غیب پر تو اطلاع نہیں ہوتی ہے؟ اس نے کہا، اے شخص تجھ پر افسوس، خدا کی قسم اس نے جو کچھ کہا ہے بغیر سنے نہیں کہا ہے۔ اور وہ اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔

پھر ریاح نے القسری کو بلایا اور اس کے اموال کے متعلق سوال کیا اور اسے مارا اور قید کیا اور اس کے کاتب زراع کو پکڑا اور اس کو سزا دی اور سزا میں زیادتی کی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بتائے کہ محمد بن خالد نے کس قدر اموال لیے ہیں، لیکن وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آخر جب اس پر عذاب نے طول کھینچا تو اس نے قبول کر لیا۔ ریاح نے اس سے کہا، لوگوں کے اجتماع کے وقت یہ قضیہ پیش کرو۔ اس نے یہی کیا، جب لوگ جمع ہوئے تو ریاح نے اسے بلایا اور کہا، اے لوگو! امیر نے مجھے حکم دیا

Marfat.com

ہے کہ میں علی بن خالد پر محاکمہ کروں کیونکہ اس نے ایک چیز لکھی ہے، جس میں خیانت کی ہے اور ہم تمہارے سامنے شہادت دیتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے سب باطل ہے۔ پھر ریاح نے حکم دیا اور اس کو سو کوڑے لگائے گئے اور اسے قید خانے کی طرف واپس کیا گیا۔

ریاح نے محمد کی طلب میں بھی بہت کوشش کی اور اس کو خبر دی گئی کہ وہ جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی ''رضوی'' میں ہیں، اور وہ عامل ینبع کی عملداری میں ہے۔ اس نے اپنے عامل کو محمد کی تلاش کا حکم دیا۔ محمد وہاں سے پیادہ پا بھاگے اور بچ نکلے۔ ان کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو ان کے خوف کی حالت میں پیدا ہوا تھا، اور وہ ان کی ایک جاریہ کے ساتھ تھا، وہ پہاڑ پر سے گر گیا اور جدا ہو گیا، محمد نے کہا،

منخرق السربال یشکو الوجی — تنکبه اطراف مرّ و حدّاد
شرّده الخوف فازری به — کذالک من یکره حرّ الجلّاد
قد کان فی الموت له راحة — والموت حتم فی رقاب العباد

[مرّ اور حدّاد کے اطراف پھٹے کپڑوں کے ساتھ اس کے پیروں کی جلد برہنہ پائی کی شکایت کر رہی تھی۔
خوف نے اس کو مار بھگایا اور اس کا کام آسان کر دیا، ایسا ہی ہوتا ہے، وہ جو جلاد کی تیزی سے بچنا چاہتا ہے،
موت میں اس کے لیے راحت تھی؟ اور موت تو بندوں کے حق میں یقینی ہے۔]

اس اثناء میں کہ ریاح، حرّہ جا رہا تھا کہ وہ محمد سے ملا۔ محمد کترا کر ایک کنویں کی طرف چلے گئے، جو وہاں تھا اور پانی پینے لگے، ریاح نے کہا، اللہ اس اعرابی کو غارت کرے، اس کی کلائی کیسی حسین تھی۔

اولاد حسن قید میں

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ منصور نے ان کو قید کر دیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ریاح تھا۔ جس نے ان کو قید کیا۔

Marfat.com

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے کہا کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے۔ مؤذن نے کہا، یہاں حسین کی اولاد میں سے جو ہوں وہ داخل ہوں۔ وہ مقصورہ کے دروازے سے داخل ہوئے باب مروان سے نکل گئے۔ پھر اس نے کہا، یہاں جو اولاد حسن میں سے ہوں وہ داخل ہوں۔'' وہ مقصورہ کے دروازے سے داخل ہوئے اور بنی مروان میں سے کچھ لوہار بھی داخل ہوئے۔ ریاح نے بیڑیاں منگوائیں اور ان سب کو قید کیا اور محبوس کر دیا۔ یہ لوگ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی اور حسن و ابراہیم ابنائے حسن بن حسن، اور جعفر بن حسن بن حسن اور سلیمان و عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن، اور محمد و اسمٰعیل و اسحٰق ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن، اور عباس بن حسن بن حسن بن علی، اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن تھے۔

جب اس نے ان کو قید کیا تو ان میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہیں تھے۔ دوسرے دن صبح کے بعد ایک شخص اوڑھے لپیٹے آیا۔ ریاح نے اس سے کہا، تجھے مرحبا، تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا، میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھے میری قوم کے ساتھ قید کر دے۔ دیکھا تو وہ علی بن حسن بن حسن تھے، لہٰذا ان کو سب کے ساتھ قید کر دیا گیا۔

محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا تاکہ ان کی طرف دعوت دیں۔ عامل مصر کو ان کی خبر ہوگئی، اس سے کہا گیا کہ وہ تجھ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کرنے والے اور تیرے خلاف کھڑے ہونے والے ہیں۔ اس نے انہیں قید کر لیا اور منصور کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے منصور کے سامنے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور اپنے والد کے ساتھیوں کے نام بتا دیئے جن لوگوں کے نام انہوں نے لیے، ان میں عبدالرحمٰن بن ابوالموالی اور ابوجبیر تھے۔ منصور نے ان دونوں کو مارا اور قید کر دیا۔ اس نے علی کو بھی قید کیا۔ وہ محبوس رہے حتیٰ کہ مر گئے۔

منصور نے ریاح کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المعروف بہ دیباج کو بھی قید کر دے، جو عبداللہ بن حسن بن حسن کے بھائی تھے۔ کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں۔ اس نے ان کو بھی ان سب کے ساتھ پکڑ لیا۔

بعض کہتے ہیں، منصور نے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کو تنہا قید کیا تھا اور اولاد حسن میں سے باقیوں کا چھوڑ دیا تھا۔ عبداللہ برابر محبوس رہے۔ حسن بن حسن بن حسن باقی رہ گئے اور انہوں نے

Marfat.com

اپنے بھائی عبداللہ کے رنج میں خوب کلام کہا۔ منصور کہتا تھا کہ تو نے رشتہ نہیں بتایا۔

ایک دفعہ حسن بن حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن پر سے گزرے، وہ اپنے اونٹ چرا رہے تھے، ابراہیم نے کہا، تو اونٹ چرا رہا ہے اور عبداللہ محبوس ہے۔ اے لڑکے! ان کی رسی چھوڑ دے۔ انہوں نے رسی چھوڑ دی، پھر ان کے پیچھے چیختے ہوئے چلے لیکن ان میں سے ایک اونٹ بھی نہ ملا۔

جب عبداللہ بن حسن کی قید کو بہت دن ہو گئے تو عبدالعزیز بن سعید نے منصور سے کہا، کیا آپ محمد اور ابراہیم کے خروج کی طمع رکھتے ہیں؟ بنو حسن چھوٹے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ان میں کا ایک ایک فرد، لوگوں کے دلوں میں شیر سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔ یہ بات باقیوں کے قید کیے جانے کا سبب ہوئی۔

اولادِ حسن عراق کے زنداں میں

جب منصور نے ۱۴۴ھ میں حج کیا تو محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو بنی حسن کے پاس، جو قید میں تھے، بھیجا۔ اور ان سے درخواست کی کہ محمد اور ابراہیم، عبداللہ کے دونوں بیٹوں کو دے دیں۔ یہ دونوں ان کے پاس گئے، عبداللہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ان دونوں نے پیغام پہنچا دیا، حسن بن حسن، عبداللہ کے بھائی نے کہا، ''یہ ابنی المشومہ کا کام ہے۔ واللہ! یہ نہ ہماری رائے ہے اور نہ ہماری ملامت سے ہے۔ اور نہ ہمارا اس میں کوئی حکم ہے۔'' اس پر ان سے ان کے بھائی ابراہیم نے کہا، کس لیے تو اپنے بھائی کو اس کے لڑکوں کے معاملہ میں اذیت دیتا ہے۔ اور اپنے بھتیجے کو اس کی ماں کے حق میں تکلیف پہنچاتا ہے۔ پھر عبداللہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور ان دونوں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا، ''نہیں خدا کی قسم میں تم سے ایک حرف بھی نہ کہوں گا۔ البتہ اگر وہ (یعنی منصور) مجھے آنے کی اجازت دے تو میں اُسے جواب دوں۔'' دونوں پیغامبر واپس گئے اور منصور کو اطلاع دی۔ اس نے کہا، کیا وہ مجھ سے مسخرہ پن کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس کی آنکھ میری آنکھ کو نہ دیکھے گی۔ جب تک وہ میرے پاس اپنے دونوں بیٹوں کو نہ لے آئے گا۔

عبداللہ کی یہ خوبی تھی کہ وہ جب کسی سے گفتگو کرتے تھے، تو وہ ان کی رائے قبول کیے بغیر نہ رہتا تھا۔

Marfat.com

پھر منصور سیدھا مکہ چلا گیا۔ جب حج کر چکا تو واپس آیا لیکن مدینہ میں داخل نہ ہوا اور ربذہ چلا گیا۔ ریاح اس کے پاس ربذہ گیا۔ منصور نے اسے حکم دیا کہ بنی حسن کو اس کے پاس لائے اور ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی جو بنی حسن کے اخیافی بھائی تھے ریاح واپس آیا اور ان کو لے کر ربذہ گیا۔ ان کے پیروں اور گردنوں میں بیڑیاں اور زنجیریں ڈالی گئیں۔ اور انہیں محملوں میں بغیر بچھونے کے سوار کیا۔ جب ریاح ان کو مدینۃ النبی سے لے کر نکلا تو جعفر بن محمد ایک پردے کے پیچھے سے کھڑے ان کو دیکھ رہے تھے اور یہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ جعفر روتے تھے اور وہ اللہ سے دعا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کہا، واللہ اب ان کے بعد خدا اپنے حرموں کی حفاظت نہ کرے گا۔

جب یہ چلے گئے تو محمد اور ابراہیم، عبداللہ کے دونوں بیٹے بدو عربوں کے لباس میں آئے اور اپنے والد کے ساتھ ساتھ چلتے رہے وہ ان سے خروج کی اجازت مانگتے تھے لیکن عبداللہ کہتے تھے کہ جلدی نہ کرو، حتیٰ کہ تم اس پر قادر ہو جاؤ۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ابو جعفر یعنی منصور تم دونوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے سے روکے تو تمہیں عزت کے ساتھ مر جانے سے کوئی چیز نہ روکے۔

جب یہ لوگ ربذہ پہنچے تو محمد بن عبداللہ عثمانی منصور کے پاس لائے گئے۔ ان کے جسم پر ایک مہین قمیص اور ازار تھی۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے ان سے کہا، اے دیوث محمد نے کہا، سبحان اللہ، تو مجھے چھوٹی سے بڑی عمر تک اس کے سوا جانتا ہے۔ منصور نے کہا، پھر تیری بیٹی رقیہ کس سے حاملہ ہوئی؟ (رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں تھیں)۔ تُو نے تو مجھ سے قسم کھائی تھی کہ تو مجھے دھوکہ نہ دے گا اور میرے خلاف کسی دشمن کو مدد نہ دے گا، تو دیکھتا ہے کہ تیری بیٹی حاملہ ہے اور اس کا شوہر غائب ہے پس تو دو میں سے ایک ہے، قسم توڑنے والا ہے یا دیوث ہے۔ خدا کی قسم میں اس کو رجم کرنے والا ہوں۔ محمد نے کہا، میری قسم کے متعلق تو یہ ہے کہ وہ مجھ پر ہے۔ اگر میں تیرے خلاف کسی بغاوت کے کام میں شامل ہوا ہوں، جس کا تجھے علم ہوا ہو۔ رہے وہ الزام جو تُو نے اس لڑکی پر رکھا ہے، تو اللہ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا تو میں نے گمان کیا کہ اس کا شوہر اس کے پاس غفلت میں آیا ہوگا۔'' ان کی اس بات سے منصور غضبناک ہو گیا۔ ان کے کپڑے اور ان کی ازار پکڑ کے چاک کر دی، چنانچہ کہا جاتا ہے ان کی شرم گاہ کھل گئی۔ اس نے ان کے لیے حکم دیا اور ان کو ڈیڑھ سو کوڑے مارے گئے۔ اور ان کا حال بہت برا

Marfat.com

ہوا۔ منصور ان پر کھلم کھلا افترا کرتا رہا۔ ایک کوڑا ان کے منہ پر لگا، انہوں نے کہ، تیرا برا ہو، میرے چہرے کو چھوڑ دے۔ اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی حرمت ہے۔ منصور اور مشتعل ہوا اور اس نے جلاد سے کہا، ''سر پر مار سر پر۔'' ان کے سر پر تیس کے قریب کوڑے مارے گئے۔ ایک کوڑا ان کی آنکھ پر لگا اور وہ بہہ گئی، پھر وہ نکالے گئے اور وہ مار کی وجہ سے ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ زنگی ہو، حالانکہ وہ حسین ترین آدمی تھے اور اپنے حسن کے سبب دیباج کہلاتے تھے۔ جب وہ نکالے گئے تو ان کا ایک مولیٰ ان کی طرف لپکا اور اس نے کہا ''کیا میں اپنا دامن آپ پر نہ ڈال دوں؟'' انہوں نے کہا، ''ہاں، اللہ تجھے جزائے خیر دے، خدا کی قسم تو محبوب ہے۔ میری ازار کا چاک ہونا مجھ پر مار سے زیادہ شاق ہے۔''

محمد بن عبداللہ العثمانی کے پکڑے جانے کا سبب یہ تھا کہ ریاح نے منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین! اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں، اور اہل عراق آل ابی طالب کے شیعہ ہیں۔ رہے اہل شام، تو خدا کی قسم، علی ان کے نزدیک کافر کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں، لیکن محمد بن عبداللہ عثمانی اگر اہل شام کو دعوت دیں تو ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ ہٹے۔ یہ بات منصور کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے ان کے لیے حکم دیا اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ پکڑے گئے، حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کی نسبت اچھی رائے رکھتا تھا۔

پھر یہ ہوا کہ ابوعون نے منصور کو لکھا کہ اہل خراسان مجھ سے بگڑ رہے ہیں اور ان پر محمد بن عبداللہ عثمانی کا معاملہ طویل ہو رہا ہے۔ منصور نے محمد بن عبداللہ بن عمرو عثمانی کے لیے حکم دیا اور وہ قتل کر دیے گئے اور ان کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا گیا تا کہ وہ قسم کھائے کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور یہ کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ جب وہ قتل کیے گئے تو ان کے (اخیافی) بھائی عبداللہ بن حسن نے کہا، ''انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں ان کی بدولت امن میں تھے اور اب بنی ہاشم کی حکومت میں ہماری بدولت وہ قتل کیے گئے۔'' پھر منصور ان کو لے کر ربذہ سے چلا۔ ایک موقع پر وہ ایک اشقر خچر پر ان کے پاس سے گزرا۔ عبداللہ بن حسن نے اس سے پکار کر کہا، ''اے ابوجعفر! ہم نے تیرے قیدیوں سے تو بدر کے دن یہ سلوک نہیں کیا تھا۔'' ابوجعفر نے ان کے کنکری ماری اور یہ بات اس پر گراں ہوئی، اور وہ چل دیا۔ جب یہ لوگ کوفہ پہنچے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، کہ کیا تم اس قریہ میں کسی کو دیکھتے ہو، جو ہمیں اس سرکش سے بچا سکے؟ راوی کہتا ہے، پھر ان سے حسن اور علی ان کے دونوں بھتیجے تلواریں لگائے

Marfat.com

ہوئے ملے اور ان سے کہا، ''اے ابن رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ جس کو قتل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں حکم دیجئے۔'' عبداللہ نے کہا، ''تم دونوں پر جو حق تھا تم نے ادا کر دیا، لیکن تم ان لوگوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔'' وہ چلے گئے۔ پھر منصور نے انہیں قصر ابن ہبیرہ میں کوفہ کی شرقی جانب قید کر دیا۔

اس نے محمد بن ابراہیم بن حسن کو بلایا، وہ نہایت خوبصورت تھے اور منصور نے ان سے پوچھا، کیا تم ہی دیباج اصغر ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ اس نے کہا میں تجھے ایسی طرح قتل کروں گا کہ کسی کو ایسی طرح قتل نہیں کیا تھا۔'' پھر اس نے حکم دیا اور ان پر جیتے جی ایک ستون چن دیا گیا اور وہ اسی میں مر گئے۔ ابراہیم بن حسن پہلے شخص تھے جو ان میں سے مرے اور پھر عبداللہ بن حسن، اور وہ اس جگہ سے قریب دفن کیے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا۔ یا تو وہ اس قبر میں ہیں جس کو لوگ ان کی قبر کہتے ہیں، یا وہ اس سے قریب ہیں۔ پھر علی بن حسن مرے۔ کہا جاتا ہے، منصور نے ان لوگوں کے متعلق حکم دیا اور اس کے حکم سے قتل کیے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے حکم سے ان کو زہر پلایا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے عبداللہ پر کسی کو مقرر کیا جس نے ان سے جا کر کہا کہ آپ کے بیٹے نے خروج کیا اور وہ قتل کیے گئے۔ اس سے ان کے دل میں درد اٹھا اور وہ مر گئے۔ واللہ اعلم۔

ان لوگوں میں سے کوئی نہ بچا، سوائے سلیمان اور عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن بن علی، اور اسحٰق و اسمٰعیل ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن اور جعفر بن حسن کے۔ اور ان کے معاملات کا خاتمہ ہو گیا۔

متفرق واقعات

اسی سال مکہ پر سَرّی بن عبداللہ اور مدینۃ النبی پر ریاح بن عثمان، اور کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ اور بصرہ پر سفیان بن معاویہ تھے۔ مصر پر یزید بن حاتم بن قتیبہ بن مہلب بن ابی صفرہ، اور یہ وہی ہے جس کے حق میں یزید بن ثابت مدح کرتے ہوئے اور یزید بن اسید السُّلَمی کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لشتان مابین الیزیدین فی الندی　　یزید سُلیمٍ و الاغرّ بن حاتم

[سخاوت میں دونوں یزیدوں کے درمیان کس قدر فرق ہے، ایک یزید آفات سے بچا ہوا

Marfat.com

ہے اور ابن حاتم کریم و شریف ہے۔]

یہ بہت سی ابیات ہیں۔ یہ ممدوح اور فیاض تھا۔

اسی سال ہشام بن عذرۃ فہری نے جو بنی عمرو میں سے تھا، اور یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری نے طلیطلہ میں امیر عبدالرحمٰن اموی پر شورش کی اور وہاں کے باشندوں نے اس کی پیروی کی۔ عبدالرحمٰن اس کی طرف گیا، اس کا محاصرہ کیا اور اس پر حصار سخت کر دیا۔ آخر کار وہ صلح کی طرف جھکا اور اس نے اپنے بیٹے افلح کو یرغمال کے طور پر عبدالرحمٰن اموی کے حوالے کیا۔ عبدالرحمٰن اس کو لے کر قرطبہ واپس ہوا۔ پھر ہشام نے واپس جا کر عبدالرحمٰن سے عہد توڑ دیا۔ عبدالرحمٰن پھر واپس آیا۔ اس نے ہشام کا محاصرہ کیا۔ اور اس پر منجنیقیں لگا دیں لیکن حصار کی مضبوطی کے سبب وہ اس میں اثر نہ کر سکیں۔ اس نے ہشام کے بیٹے افلح کو قتل کر دیا اور اس کا سر منجنیق میں رکھ کر پھینک دیا اور قرطبہ چلا گیا اور ہشام پر غالب نہ ہو سکا۔

وفیات

اسی سال عبداللہ بن شبرمہ اور عمرو بن عبید معتزلی، یہ زاہد تھے۔ اور برید بن ابی مریم مولیٰ سہل بن حنظلہ اور عقیل بن خالد الایلی، صاحب زہری، انہوں نے مصر میں اچانک وفات پائی، اور محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی، ابوالحسن مدنی اور ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص المدنی نے وفات پائی۔

حواشی

۱۔ یہ حضرت عثمان غنی کے پڑپوتے تھے۔ ان کی بیٹی رقیہ، ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں تھیں۔

۲۔ یہ بات محل نظر ہے۔

۳۔ اشارہ اس طرف ہے کہ جنگ بدر میں حضرت عباس گرفتار ہو گئے تھے اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔ ابوجعفر المنصور، حضرت عباس کی نسل سے تھا۔

Marfat.com

باب:۱۴

۱۴۵ھ کے واقعات

محمد بن عبداللہ بن حسن کا ظہور

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے مدینہ میں ظہور کیا، جمادی الآخر کی دوراتیں باقی تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ماہ رمضان کی چودھویں تھی۔ اس سے پہلے ہم ان کے حالات اور منصور کا ان کے اہل کو عراق کی طرف لے جانے کا حال بیان کر چکے ہیں۔

جب وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے چلا تو اس نے ریاح کو مدینہ پر امیر کی حیثیت سے واپس کر دیا۔ ریاح نے محمد کی تلاش میں بڑی کوشش کی، ان کو بہت تنگ کیا اور ان کو ڈھونڈا حتیٰ کہ ان کے فرزند گر گئے اور مر گئے۔ ایک دن سلسلہ طلب ان تک پہنچ گیا، وہ مدینہ کے ایک کنویں میں ڈول کے ذریعہ اتر گئے۔ ان کے اصحاب اس سے پانی لینے لگے، وہ حلق تک پانی میں اتر گئے، ان کا جسم بھاری تھا، وہ چھپ نہ سکے۔ ریاح کو محمد کی خبر پہنچ گئی اور یہ کہ وہ مذار میں ہیں۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ ان کی طرف نکلا، محمد اس کے رستے سے ہٹ گئے اور دار جُہینہ میں چھپ گئے۔ ریاح نے جب ان کو نہیں دیکھا تو وہ دار مروان کی طرف واپس چلا گیا۔ ریاح کو جس نے یہ خبر دی تھی وہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ تھا۔ جب محمد کی تلاش شدید ہوگئی تو انہوں نے اس وقت سے قبل خروج کر دیا جس کا وعدہ انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم سے کیا تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسی وقت نکلے جس وقت نکلنے کا انہوں نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا تھا، لیکن تاخیر ان کے بھائی نے کی جس کا سبب یہ تھا کہ ان کے چیچک نکل آئی تھی۔ عبیداللہ بن عمرو بن

Marfat.com

ابی ذئب اور عبدالحمید بن جعفر، محمد سے کہتے تھے کہ ''تم خروج کے لیے کس چیز کے منتظر ہو؟ واللہ اس امت پر تم سے زیادہ منحوس آدمی کوئی نہیں ہے۔ نکل کھڑے ہو چاہے تم تنہا ہی کیوں نہ ہو۔'' وہ اس بات سے بھی متحرک ہوئے۔

ریاح کو خبر ہوگئی کہ محمد آج خروج کرنے والے ہیں۔ اس نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ اور عباس بن عبداللہ بن حارث بن عباس وغیرہ کو اپنے پاس بلایا، دیر تک خاموش رہا۔ پھر ان سے کہا، ''اے اہل مدینہ! امیر المومنین، محمد کو زمین کے شرق اور اس کے غرب میں ڈھونڈ رہے ہیں، حالانکہ وہ تمہاری پشت کے درمیان ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے خروج کیا تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔'' اور محمد بن عمران سے کہا، تم امیر المومنین کے قاضی ہو، اپنے قبیلے والوں کو بلاؤ اور بنی زہرہ کو جمع ہونے کے لیے کہلا بھیجو۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ وہ بکثرت اس کے پاس جمع ہوگئے، اس نے ان کو دروازے پر بٹھایا۔ اور علوئین وغیرہ میں سے کچھ لوگوں کو پکڑا جن میں جعفر بن محمد بن علی بن حسین اور حسین بن علی بن حسین بن علی اور حسن بن علی بن حسن بن علی بن حسین بن علی، اور کچھ آدمی قریش میں سے جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور ان کے بیٹے خالد تھے۔

اس اثناء میں کہ یہ لوگ اس کے پاس تھے۔ محمد ظاہر ہوگئے، لوگوں نے تکبیر کی آواز سنی۔ ابن مسلم بن عقبہ مری نے ریاح سے کہا، میری بات مان اور ان سب کی گردنیں اڑا دو۔ حسین بن علی بن حسین بن علی نے اس سے کہا، واللہ تم یہ کیا قصد رکھتے ہو؟ حالانکہ ہم سمع وطاعت پر ہیں۔

محمد مذار سے ڈیڑھ سو آدمیوں کی معیت میں بڑھے اور سلامتی کے شگون کے خیال سے بنی مسلمہ میں آئے۔ پھر زندان کا قصد کیا، اس کا دروازہ کھولا گیا اور اس میں جو لوگ تھے، ان کو نکال لیا۔ ان لوگوں میں محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام تھے۔ محمد نے ان کو نکال لیا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جُبیر کو مقرر کیا اور دارالامارت آئے۔ وہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا الا یہ کہ وہ قتل کریں۔ ریاح نے ان کے مقابلے میں مدافعت کی، وہ مقصورے کے دروازہ سے گھس گئے، ریاح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ مری کو پکڑ لیا اور دارالامارت میں قید کر دیا۔

Marfat.com

پھر وہ مسجد کی طرف گئے، منبر پر چڑھے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ خدا کی حمد وثنا کی، پھر کہا،
''امابعد، اس سرکش دشمن خدا ابوجعفر نے جو کچھ کیا ہے، تم سے مخفی نہیں ہے۔ اس نے قبہ خضراء بنایا ہے، اس لیے کہ اللہ کے ساتھ اس کے ملک میں معاندہ کرے اور کعبۃ الحرام کی تصغیر کرے، اس نے فرعون کو اس وقت پکڑا جب اس نے انا ربکم الاعلیٰ کہا۔ لوگوں میں اس دین کے لیے کھڑے ہونے میں سب سے زیادہ حق دار ابناء مہاجرین وانصار ہیں۔ خدایا! ان لوگوں نے تیرے حلال کو حرام کر دیا ہے، اس کو امان دی ہے جس کو تو نے خوف زدہ کیا اور اس کو خوف زدہ کیا ہے جس کو تو نے امان دی۔ خدایا تو ان کو گن گن کر پکڑ ایک ایک کو قتل کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ اے لوگو! میں نے واللہ اس بناء پر تمہارے درمیان سے خروج نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک صاحب قوت وشدت ہو، بلکہ اس لیے کہ میں نے تم کو اپنے لیے پسند کیا ہے۔ خدا کی قسم میں جو اس کام پر آیا ہوں تو اس وقت آیا ہوں جبکہ زمین پر کوئی شہر ایسا نہیں رہا ہے جہاں اللہ کی عبادت نہ کی جاتی ہو اور جہاں میرے لیے بیعت نہ کی گئی ہو۔''
منصور اپنے قواد کی زبان سے محمد کو یہ لکھا کرتا تھا کہ تم ظاہر ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ محمد اس کا ذکر کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اگر ہماری جنگ ہوئی تو تمام قواد میری طرف مائل ہو جائیں گے۔ محمد مدینہ پر متولی ہو گئے۔ انہوں نے اس پر عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو عامل بنایا، اس کی قضا پر عبدالعزیز بن عبدالمطلب بن عبداللہ مخزومی کو، اور اس کے اسلحہ خانہ پر عبدالعزیز الدراوردی کو اور اس کی شرطہ پر ابو قلمس عثمان بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کو اور دیوان عطار پر عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ کو مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شرطہ پر عبدالحمید بن جعفر کو متعین کیا۔ پھر انہیں معزول کر دیا۔
محمد نے محمد بن عبدالعزیز کو لکھا، میں گمان کرتا تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارے ساتھ کھڑے ہو گے۔'' انہوں نے معذرت کی، اور کہا ''میں ساتھ دوں گا تو ان سے الگ ہو جاؤں گا۔'' محمد مکہ آئے اور یہاں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس آنے سے نہ رہا، اِلّا ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام اور عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد اور ابوسلمہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے۔
اہل مدینہ نے محمد کے ساتھ خروج کے معاملے میں، مالک بن انس سے فتویٰ مانگا اور کہا،

Marfat.com

''ہماری گردنوں میں ابوجعفر کی بیعت ہے۔'' مالک نے کہ،''تم نے مجبوراً بیعت کی تھی اور مجبور پر کوئی قسم نہیں ہے۔'' لوگ محمد کی طرف دوڑے، اور مالک اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔

محمد نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو پیام بھیجا، یہ بوڑھے تھے، محمد نے ان کو اپنی بیعت کی طرف بلایا، انہوں نے کہا، اے میرے بھتیجے! واللہ تم قتل کیے جاؤ گے، پھر میں تمہاری بیعت کیسے کرلوں؟'' اس پر لوگ کچھ دیر کے لیے کھٹک گئے۔ بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد کی طرف آنے میں جلدی کی۔ حمّادہ بنت معاویہ اسمٰعیل بن عبداللہ کے پاس آئیں اور ان سے کہا، اے چچا! ہمارے بھائی اپنے ماموں کے بیٹے کی طرف دوڑ گئے ہیں۔ اگر تم نے ایسی بات کہی تو لوگ ان سے الگ ہو جائیں گے۔ مگر اسمٰعیل ان کو محمد کے ساتھ شریک ہونے سے نہ روک سکے۔ کہا جاتا ہے کہ حمادہ نے اسمٰعیل پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ محمد نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، عبداللہ بن اسمٰعیل نے انہیں روکا، اور کہا تم میرے باپ کو قتل کرنے کا حکم بھی دیتے ہو اور ان پر نماز بھی پڑھتے ہو، لیکن پہرہ والوں نے عبداللہ کو ہٹا دیا، اور محمد نے نماز پڑھی۔

جب محمد ظاہر ہوئے تو محمد بن خالد قسری مدینہ میں ریاح کی قید میں تھا۔ محمد نے اس کو رہا کر دیا۔ ابن خالد کہتا ہے کہ''جب میں نے وہ دعوت سنی جس کی طرف محمد نے منبر پر بلایا تھا تو میں نے کہا، یہ دعوت حق ہے۔ واللہ میں اس دعوت میں اللہ کے لیے جانفشانی کروں گا۔'' میں نے کہا، اے امیر المومنین! آپ نے اس شہر میں خروج کیا ہے۔ واللہ اگر اس کے دروں میں سے ایک درہ پر بھی کوئی کھڑا ہو گیا تو اہل شہر بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ آپ میرے ساتھ چلیے، اگر اس وقت دس آدمی ہیں تو اس وقت میں ایک لاکھ تلواروں سے اس کو ماروں گا۔ لیکن محمد نے میری بات نہ مانی۔ اس اثناء میں کہ میں ان کے پاس تھا، انہوں نے کہا، ہم نے اچھی متاع میں سے کوئی چیز اس متاع سے بہتر نہیں پائی جو ابن ابی فروہ ابو خصیب کے داماد کے پاس پائی ہے۔ محمد نے یہ متاع اس سے لوٹ لی تھی۔ محمد بن خالد کہتا ہے، میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خیر المتاع دکھا دی گئی۔'' پھر میں نے منصور کو خبر دے دی کہ محمد کے ساتھ قلیل جماعت ہے۔ محمد نے مجھے پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھے ان کے قتل کے چند روز بعد رہا کیا۔

مدینے میں آل اویس بن ابی سرح عامری میں سے، جو عامر بن لوئی کا ایک بطن ہے، حسین بن صخر نامی ایک شخص تھا، جب محمد ظاہر ہوئے تو وہ اسی وقت منصور کی طرف روانہ ہو گیا اور نو دن میں

Marfat.com

وہاں جا پہنچا۔ رات کے وقت شہر کے دروازے پر کھڑا ہوا، پکارا، حتیٰ کہ اس کی خبر ہوئی اور اس کو داخل کرلیا گیا۔ ربیع نے کہا، اس وقت تیری کیا حاجت ہے۔ امیر المومنین سو رہے ہیں۔ اس نے کہا، میرے لیے ان سے ملنا انتہائی ضروری ہے۔ ربیع، منصور کے پاس گیا اور اس کو حسین بن صخر کی خبر دی۔ اس نے اجازت دے دی۔ حسین بن صخر، منصور کے پاس گیا اور کہا، اے امیر المومنین، محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا۔ منصور نے کہا، ''واللہ میں اس کو قتل کر دوں گا، اگر تو سچا ہے۔ مجھے بتا کہ اس کے ساتھ کون کون ہیں۔'' اس نے اہل مدینہ اور محمد کے خاندان والوں میں سے ان کے سربرآوردہ لوگوں کے نام اسے بتائے، جو محمد کے ساتھ تھے۔ منصور نے کہا، کیا تو نے اسے دیکھا اور اس کا معائنہ کیا؟ اس نے کہا، ''میں نے اسے دیکھا اور اس سے گفتگو کی، اس حال میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھا تھا۔'' پھر ابوجعفر نے اس کو ایک حجرہ میں ٹھہرایا۔ جب صبح ہوئی تو عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام، سعید بن دینار کا قاصد آیا اور اس نے محمد کے معاملہ کی خبر دی۔ سعید مدینہ میں اس کے اموال کا منتظم تھا۔ منصور کے پاس متواتر محمد کی خبریں پہنچیں۔ اس نے اویسی (یعنی حسین بن صخر) کو نکالا اور کہا، میں تیرے پیچھے آدمی دوڑاتا ہوں اور تیری مدد کرتا ہوں۔ اور اس کے لیے نو ہزار درہم کا حکم دیا۔ ایک ہزار درہم ہر دن کے لیے۔

منصور، محمد سے خوفزدہ ہوا تو حارثی منجم نے اس سے کہا ''اے امیر المومنین! آپ کو کیا چیز اس سے ڈراتی ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ زمین کا مالک ہو گیا تو بھی نوے دن سے زیادہ نہ رہے گا۔'' منصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے پاس پیغام بھیجا، وہ محبوس تھا، کہ اس شخص نے خروج کر دیا، اگر تیرے پاس کوئی رائے ہے تو ہمیں مشورہ دے۔ وہ منصور کے نزدیک صاحب الرائے تھا۔ اس نے کہا، محبوس تو محبوس الرائے ہوتا ہے۔ منصور نے اسے کہلا بھیجا کہ ''اگر وہ میرے پاس آ گیا حتیٰ کہ میرے دروازے کو کھٹکھٹانے لگا تب بھی میں تجھے نہ نکالوں گا، لیکن میں تیرے لیے اس سے بہتر ہوں کہ وہ اہل بیت کا مالک ہو۔'' عبداللہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ''تو اسی ساعت پر چل کھڑا ہو حتیٰ کہ کوفہ پہنچ اور ان کے اکناف پر حشم اکھٹے کر دے کیونکہ وہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں۔ پھر اس پر پہرے بٹھا دے۔ جو کوئی وہاں سے نکلے، خواہ کسی وجہ سے نکلے یا جو شخص داخل ہو خواہ کسی وجہ سے داخل ہو، اس کی گردن اڑا دے۔ سلم بن قتیبہ کو، جو اس وقت رَے میں تھا، اپنے پاس بلا بھیج اور اہل شام کو لکھ کہ تیرے پاس بہادر اور مضبوط لوگوں کو فوراً بھیجیں، پھر تو ان کو خوب انعام دے اور ان کو سلم کے ساتھ بھیج۔'' اس نے

Marfat.com

یہی کیا۔

بعض کہتے ہیں، منصور نے عبداللہ کے پاس یہ پیغام اس کے بھائیوں کے ہاتھ بھیجا تاکہ وہ اس سے محمد کے معاملے میں مشورہ لیں، اوران سے کہا، عبداللہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے۔ جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا، کوئی بات ہے جو تم میرے پاس آئے ہو۔ حالانکہ تم نے مجھے ایک مدت سے چھوڑ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا، ہم نے امیرالمومنین سے اجازت طلب کی تھی، انہوں نے اجازت دے دی۔ اس نے کہا، یہ کوئی بات نہیں۔ بتاؤ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا، محمد بن عبداللہ نے خروج کر دیا۔ اس نے کہا، پھر تم نے ابن سلامہ (یعنی منصور) کو کیا کرتے دیکھا۔ انہوں نے کہا، خدا کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس نے کہا کہ، بخل نے اس کو قتل کر دیا، اس سے کہو کہ اموال نکالے اور فوجوں کو دے، کیونکہ اگر وہ غالب آیا تو اس کا مال بہت جلدی اس کے پاس واپس آ جائے گا، اور اگر مغلوب ہوا تو اس کا صاحب کسی دینار و درہم پر نہ آئے گا۔

جب منصور کے پاس محمد کے خروج کی خبر آئی تو وہ مدینہ بغداد کی داغ بیل بانسوں سے ڈال چکا تھا۔ وہ کوفہ کی طرف چلا، عبداللہ بن ربیع بن عبیداللہ بن مداد اس کے ساتھ تھا۔ منصور نے اس سے کہا، محمد نے مدینہ میں خروج کر دیا۔ اس نے کہا، ہلاک ہوا اور ہلاک کر دیا۔ اس نے بغیر سامان اور بغیر آدمیوں کے خروج کیا۔

مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ مخزومی نے بیان کیا، میں یوم زاب میں مروان کے ساتھ کھڑا تھا، مروان نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو مجھ سے لڑ رہا ہے؟ میں نے کہا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بولا، واللہ میں چاہتا تھا کہ علی بن ابی طالب اس کے بجائے مجھ سے جنگ کرتے، کیونکہ اس امر میں علی اور ان کی اولاد کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا وہ شخص بنی ہاشم اور عم رسول اللہ کے سوا کوئی ہے جس کے ساتھ شام کی ہوا اور شام کی مدد ہے؟ اے ابن جعدہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے کس شے نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اپنے بعد عبداللہ اور عبیداللہ کے لیے ولایت عہد مقرر کی اور عبدالملک کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ عبیداللہ سے بڑا ہے۔'' ابن جعدہ نے کہا، نہیں۔ اس نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص اس امر کا والی ہوگا وہ عبداللہ اور عبیداللہ ہوگا۔ اور عبیداللہ، عبدالملک کی بہ نسبت عبداللہ سے اقرب ہے۔ اس لیے میں نے اس کے لیے ولایت عہد مقرر کی۔'' منصور نے اس

Marfat.com

سے اس بات کی صحت کی قسم لی، اس نے قسم کھائی، اور وہ اس سے خوش ہوا۔

جب منصور کو محمد کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس نے ابوایوب اور عبدالملک سے کہا، کیا کوئی شخص ایسا ہے، جسے تم صاحبِ رائے جانتے ہو، تاکہ اس سے رائے لی جائے۔ ان لوگوں نے کہا، کوفہ میں بدیل بن یحییٰ ہے۔ سفاح اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ منصور نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور کہا، محمد نے مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ اس نے کہا آپ اہواز پر فوجیں متعین کر دیجیے۔ اس نے کہا وہ تو مدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ بولا، یہ تو میں نے سمجھ لیا، لیکن اہواز ہی وہ دروازہ ہے جس سے تم پر آیا جائے گا۔ جب (محمد کے بھائی) ابراہیم نے بصرہ میں ظہور کیا تو منصور نے اس سے کہا، یہ بات ہے۔ اس نے کہا، آپ فوراً اس کی طرف فوجیں بھیجئے اور اہواز کو اس پر مشغول کر دیجیے۔

منصور نے محمد کے ظہور کے وقت جعفر بن حنظلہ بھرانی سے بھی مشورہ لیا۔ اس نے کہ، فوجیں بصرہ کی طرف بھیجئے۔ منصور نے کہا، تُو واپس جا حتیٰ کہ میں تیرے پاس پیغام بھیجوں، جب ابراہیم بصرہ کی طرف گئے تو منصور نے اس کے پاس یہ پیغام بھیجا اور اس سے کہا، یہ معاملہ ہے۔ اس نے کہا مجھے پہلے ہی فوجوں کے مبادرت کرنے کا خوف تھا۔ منصور نے پوچھا، تجھے بصرہ کا خوف کیسے ہوا؟ اس نے کہا، اس لیے کہ محمد نے بصرہ میں ظہور کیا ہے حالانکہ اہل مدینہ حربی نہیں ہیں، ان کو وہ صرف ان کی ذاتی حیثیت سے اہم سمجھتا ہے اور کوفہ تمہارے پیروں تلے ہیں۔ اور اہل شام آل ابی طالب کے دشمن ہیں۔ اب بصرہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

منصور نے محمد کو لکھا،

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ. [1]

"تیرے لیے اللہ کا عہد اور اس کا میثاق اور اس کے رسول کا ذمہ ہے کہ میں تجھے اور تیرے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور اہل بیت اور تیرے متبعین کو ان کے خون اور اموال پر امان دیتا ہوں۔ جو جان یا مال تو لے چکا ہے تجھے بخشتا ہوں اور دس لاکھ درہم دیتا ہوں۔ جو حاجت تو چاہے پوری کروں گا اور شہروں میں سے جس شہر کو تو پسند کرے گا، تجھے اس میں اتار دوں

Marfat.com

گا۔ تیرے اہل بیت میں سے جو میری قید میں ہیں ان کو رہا کردوں گا اور یہ کہ جو کوئی تیرے پاس آیا اور جس نے تجھ سے بیعت کی اور تیری پیروی کی یا تیرے امر میں سے کسی شئے میں داخل ہوا اس کو بھی امان دوں گا اور بعد میں ان میں سے کسی آدمی کو کسی بات کی جو اس سے سرزد ہوئی ہے سزا نہ دوں گا۔ اگر تو چاہے کہ اپنے نفس کے لیے وثوق حاصل کرے تو میرے پاس جس کو چاہے بھیج دے، تاکہ وہ تیرے لیے مجھ سے امان اور عہد و میثاق لے لے جس پر تو اعتماد کرسکتا ہو۔ والسلام۔''

محمد نے اس کو جواب میں لکھا،

طٰسٓمّٓ. تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ. نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ........مَّا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۲

''میں تجھے وہی امان پیش کرتا ہوں جو تُو نے مجھے پیش کی ہے کیونکہ حق ہمارا حق ہے، تم نے اس کام (یعنی خلافت) کے لیے ہمارے ہی ذریعہ دعویٰ کیا اور اس کے لیے ہمارے ہی شیعہ کے ساتھ نکلے اور جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا اسی کے فضل سے حاصل ہوا، کیونکہ ہمارے باپ علی، وصی اور امام تھے۔ پھر کس طرح تم ان کی ولایت کے وارث ہوگئے؟ حالانکہ ان کی اولاد زندہ موجود ہے۔ پھر تجھے معلوم ہے کہ اس امر کی طلب کسی نے نہیں کی جو ہم جیسا نسب اور حال اور ہمارے آباء کا سا شرف رکھتا ہو۔ ہم نہ لعناء کی اولاد ہیں نہ طرداء و طلقاء کی، بنی ہاشم میں سے کوئی اس کی مثل قرابت سبقت (اسلام) اور فضل کے ساتھ نہیں مرتا جس کے ساتھ ہم مرتے ہیں کیونکہ ہم جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کی ماں فاطمہ بنت عمرو کے بیٹے ہیں اور اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فاطمہ کے بیٹے ہیں۔ جو تم نہیں ہو۔ اللہ نے ہمیں پسند کیا اور ہمارے لیے پسند کیا۔ ہمارے والد، محمد، نبیوں میں سب سے افضل، اور علی سلف میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، اور خدیجہ طاہرہ ازواج میں سب سے افضل اور قبلہ کی طرف سب سے پہلی نماز پڑھنے والی اور فاطمہ بیٹیوں میں سب سے اچھی اور دنیا کی عورتوں اور اہل جنت کی سیّدہ، اور اسلام میں پیدا ہونے والے حسن و حسین اہل جنت کے سردار ہیں۔ ہاشم سے علی کی دو مرتبہ ولادت ہوئی۔ ۳ اور عبدالمطلب سے حسن

Marfat.com

کی دومرتبہ ولادت ہوئی ہے، اور حسن وحسین کی طرف سے رسول اللہ ﷺ سے میری دو مرتبہ ولادت ہوئی۔ میں بنی ہاشم میں باعتبار نسب اوسط ہوں اور باعتبار پدر اصرح ہوں۔ نہ مجھ میں عجمیت پائی گئی ہے نہ میرے اندر امہات اولاد کا جھگڑا ہے۔ میرے لیے جاہلیت اور اسلام دونوں میں والدین اختیار کئے گئے ہیں حتیٰ کہ اشرار بھی چھانٹ کر لیے گئے ہیں۔ میں جنت میں سب سے اونچے درجے والے اور دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والے کا بیٹا ہوں۔ تیرے لیے مجھ پر اللہ کا واسطہ ہے۔ اگر تُو میری اطاعت میں داخل ہوگیا اور تُو نے میری دعوت قبول کرلی تو میں تجھے تیری جان اور تیرے مال کی امان دوں گا اور تیرے لیے تمام افعال بخش دوں گا جو تُو نے کیے ہیں۔ سوا اس کے کہ اللہ کی حدود میں سے کوئی حد یا کسی مسلم یا معاہد کا کوئی حق تجھ پر ہو، کیونکہ تو جانتا ہے کہ اس میں سے کوئی چیز مجھے لازم نہیں ہے۔ میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حقدار اور عہد کا زیادہ وفا کرنے والا ہوں۔ کیونکہ تو نے مجھے وہی امان اور عہد عطا کیا ہے جو مجھ سے پہلے بہتوں کو عطا کرچکا ہے۔ پھر تو کونسی امان مجھے عطا کرتا ہے؟ ابن ہبیرہ والی امان، یا اپنے چچا عبداللہ بن علی والی امان یا ابومسلم والی امان؟''

ان کا یہ خط جب منصور کے پاس پہنچا تو ابوایوب موریانی نے اس سے کہا، اس کا جواب مجھے لکھنے دیجئے۔ منصور نے کہا، نہیں، جب احساب میں ہمارا مقابلہ ہے تو مجھے اور اس کو چھوڑ دے۔'' منصور نے ان کو لکھا،

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امابعد! مجھے تیرا کلام پہنچا اور میں نے تیرا خط پڑھا۔ تیرا بڑا فخر عورتوں کی قرابت سے ہے، اس سے تو سفلوں اور اراذل کو بہکا سکتا ہے۔ اللہ نے عورتوں کو عمومۃ وآباء اور عصبۃ واولیاء کے برابر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے چچا کو باپ کا درجہ دیا ہے اور اپنی کتاب میں اس سے ابتداء کی ہے، قریب ترین ماں سے پہلے۔ اگر اللہ نے ان کے لیے بقدر ان کی قرابت کے اختیار کیا ہوتا تو آمنہ ان میں باعتبار رحم سب سے اقرب اور حق میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے لیے سب سے اولیٰ ہوتیں، اللہ نے اپنی خلق کے لیے اپنے علم کی بناء پر اسی قدر اختیار کیا ہے، جس

Marfat.com

قدر ان سے اعمال سرزد ہوئے ہیں اور جس قدر ان سے ان کو برگزیدہ کیا ہے۔ رہا وہ جو تو نے فاطمہ ام ابی طالب اور ان کی ولادت کی نسبت ذکر کیا ہے، تو اللہ نے ان کی اولاد میں سے کسی کو اسلام نہ بخشا، نہ بیٹے کو نہ بیٹی کو۔ اور اگر قرابت کی بناء پر اسلام عطا کیا جاتا تو عبداللہ (رسول اللہ کے والد) کو عطا کیا جاتا اور وہ دنیا اور دین میں ہر خیر کے لیے اولیٰ ہوتے۔ لیکن بات خدا کے ہاتھ ہے، وہ اپنے دین کے لیے جس کو چاہتا ہے، اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ . وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ .۵ اللہ نے محمد ﷺ کو جب مبعوث کیا تو ان کے چار چچا تھے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ. ۶ آپ نے انہیں ڈرایا اور دعوت دی، دو نے آپ کی دعوت قبول کی جن میں ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا، جن میں سے ایک تیرا باپ تھا۔ لہٰذا اللہ نے رسول اللہ سے ان دونوں کی ولایت قطع کردی۔ اور آپ کے اور ان دونوں کے درمیان کوئی عہد و ذمہ اور میراث کا تعلق باقی نہیں رکھا۔ تیرا دعویٰ ہے کہ تو اہل النار میں خفیف ترین عذاب والے اور اشرار میں سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ مگر اللہ کے ساتھ کفر میں چھوٹا اور عذاب اللہ میں خفیف و یسیر اور شر میں خیار نہیں ہے۔ اور نہ کسی مومن کے لیے، جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، سزاوار ہے کہ وہ دوزخ پر فخر کرے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ. ۷ رہا حسن کا معاملہ اور یہ کہ عبدالمطلب سے ان کی ولادت دو مرتبہ ہوئی۔ اور یہ کہ نبی ﷺ سے تیری ولادت دو مرتبہ ہوئی، تو خیر الاولین و آخرین رسول اللہ ﷺ ہیں، مگر نہ ہاشم سے آپ کی ولادت ایک سے زائد مرتبہ ہوئی اور نہ عبدالمطلب سے۔

تُو نے دعویٰ کیا ہے کہ تو بنی ہاشم میں باعتبار ماں اور باپ کے اوسط و اصرح ہے، اور یہ کہ تجھے عجم نے نہیں جنا، اور تیرے اندر امہات اولاد نہیں پائی جاتیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ تُو نے بنی ہاشم پر بڑا فخر کیا ہے۔ دیکھ تیرا برا ہو۔ کل تُو خدا کو کیا منہ دکھائے گا، کیونکہ تُو نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اور اس پر فخر کیا ہے جو تجھ سے اپنے نفس اور اپنے باپ اور اولاد اور بھائی کے اعتبار سے بہتر ہے۔ یعنی ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ اور تیرے باپ کی اولاد میں

Marfat.com

بہترین اور اہل فضل وہی ہیں جو امہات اولاد سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمہارے درمیان علی بن حسین سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور وہ ام ولد سے تھے۔ یقیناً وہ تیرے دادا حسن بن حسن سے افضل تھے۔ ان کے بعد تمہارے درمیان محمد بن علی کی مثل کوئی نہ ہوا، ان کی دادی ام ولد تھیں۔ اور وہ تیرے باپ سے افضل ہیں۔ نہ کوئی ان کے بیٹے جعفر کی مثل ہے۔ حالانکہ ان کی دادی ام ولد ہیں اور وہ تجھ سے بہتر ہیں۔

رہا تیرا یہ کہنا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہو، تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ. ۸ لیکن تم ان کی بیٹی کے بیٹے ہو۔ یہ قرابت قریبہ ضرور ہے لیکن اس کے لیے میراث جائز نہیں ہوتی۔ اور نہ ولایت موروثی ہے اور نہ اس کے لیے امامت جائز ہے۔ پھر تُو کس طرح اس کو وراثت میں پا سکتا ہے۔ تیرے باپ نے اس کو ہر طرح سے طلب کیا، اس نے فاطمہ کو دن کے وقت نکالا، ان کا مرض مخفی رکھا اور ان کو رات کے وقت دفن کر دیا، مگر لوگوں نے شیخین کے سوا کسی اور کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ سنت چلی آتی ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ نانا، ماموں اور خالہ کی وراثت نہیں ملتی۔

رہا وہ فخر جو تُو نے علی سے کیا ہے اسلام پر ان کی سبقت پر کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے علی کے سوا دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر لوگ ایک کے بعد دوسرے کو لیتے رہے اور ان کو نہ لیا۔ وہ چھ آدمیوں میں تھے مگر سب نے انہیں ترک کر دیا، ان کو ولایت سے دفع کیا اور ان کے لیے اس میں کوئی حق نہ سمجھا۔

رہے عبدالرحمٰن ۹ تو انہوں نے علی پر عثمان کو مقدم کیا اور وہ (یعنی علی قتل عثمان کے لیے) متہم ہیں۔ طلحہ وزبیر نے ان سے جنگ کی، اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا، جس کی وجہ سے انہوں نے سعد پر ان کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان کے بعد معاویہ کی بیعت ہوئی علی نے اس کو ہر طریقہ سے طلب کیا اور اس پر جنگ کی، ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور خود ان کے شیعہ نے حکومت سے پہلے ان پر شک کیا۔ پھر دو حکم بنائے گئے، جن سے پہلے وہ راضی تھے اور جن کو انہوں نے اللہ کا عہد اور میثاق دیا تھا، اور ان دونوں نے

Marfat.com

ان کے خلع پر اجتماع کیا تھا۔ پھر حسن اٹھے اور معاویہ نے اس کو ان سے خرقوں اور درہموں کے عوض خرید لیا۔ وہ حجاز چلے گئے اور اپنے شیعہ کو انہوں نے معاویہ کے حوالہ کر دیا، اور امر اس کے غیر اہل کے سپرد کر دیا، بغیر ولایت و بغیر ملال مال لے گیا۔ اگر تمہارا اس میں کوئی حق تھا بھی تو وہ حق تم بیچ چکے ہو اور تم نے اس کی قیمت لے لی، پھر تیرے چچا حسین نے ابن مرجانہ پر خروج کیا، لوگ اس کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آئے، حتیٰ کہ ان کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا، انہوں نے تم کو قتل کیا اور کھجور کے تنوں پر سولیاں دیں۔ تم کو آگوں میں جلایا اور تم کو شہروں سے نکالا۔ حتیٰ کہ یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے تمہارے مردوں کو قتل اور تمہارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا اور ان کو سبایا کی طرح بغیر وطاء کے محملوں پر سوار کر کے شام لے گئے، حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا اور تمہارا ثار (یعنی خون کا بدلہ) طلب کیا، تمہارے خون کے بدلے لیے، تم کو ان کی زمینوں اور ان کے ملکوں کا وارث بنایا، اور تمہارے سلف کا فضل اور مرتبہ جتایا، تُو نے اسی کو ہم پر حجت بنایا اور گمان کیا کہ ہم نے تیرے باپ کا ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ ان کو حمزہ اور عباس اور جعفر پر مقدم کر دیا۔ حالانکہ بات وہ نہیں ہے جو تُو نے سمجھی ہے۔ وہ لوگ دنیا سے سالم گئے ہیں اس طرح کہ لوگ ان سے محفوظ و مامون تھے اور ان کے فضل پر مجتمع ہیں۔ اور تیرے باپ نے قتال و حرب میں جانفشانی کی ہے۔ بنی امیہ ان پر لعنت کرتے تھے جس طرح کفار کو نماز میں لعنت کی جاتی ہے، مگر ہم نے احتجاج کیا اور ان کو تیرے باپ کا فضل جتایا اور ان کو ملامت کی اور جو کچھ انہوں نے کیا، اس کی بناء پر ہم نے ان کو ظالم قرار دیا۔

پھر تجھے معلوم ہے کہ جاہلیت میں حاجیوں کو پانی پلانے کی مکرمت اور ولایت زمزم کی بزرگی حاصل تھی۔ وہ سب بھائیوں میں سے عباس کو دی گئی، تیرے باپ نے اس کے لیے ہم سے جھگڑا کیا اور عمر نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ ہم جاہلیت اور اسلام دونوں میں اس کے متولی رہے۔ اور جب اہل مدینہ پر قحط آیا تو عمر نے اپنے رب کی طرف توسل اور تقرب ہمارے باپ کے سوا اور کسی کے ذریعہ سے نہیں کیا، تاکہ اللہ ان کی فریاد

Marfat.com

رسی کرے۔ اللہ نے ان کو بارش سے سیراب کیا۔ تیرا باپ موجود تھا، مگر اس سے توسل نہیں کیا گیا۔ تجھے معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے عباس کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ اس لیے ان کی وراثت عمومت کی طرف گئی۔ پھر یہ امر بنی ہاشم میں سے ایک سے زائد لوگوں نے طلب کیا مگر عباس کی اولاد کے سوا اس کو کسی نے نہ پایا۔ پس سقایت ان کی سقایت ہے اور نبی کی میراث ان کے لیے ہے اور خلافت ان کی اولاد میں ہے۔ جاہلیت اور اسلام، دنیا اور آخرت میں کوئی شرف اور فضل ایسا باقی نہ رہا جس کے وارث اور مورث عباس نہ رہے ہوں۔ رہا وہ جو تُو نے بدر کا ذکر کیا ہے تو جب اسلام آیا، عباس اس وقت اس مصیبت کے سبب جو ابو طالب پر آئی تھی، ان کے عیال کی خبر گیری کرنے اور ان پر خرچ کرتے تھے، اور اگر عباس بدر کی طرف بکراہت نکالے جاتے تو طالب و عقیل بھوکے مرجاتے۔ لیکن وہ کھلانے والوں میں سے تھے، انہوں نے تم پر سے عار اور ننگ دور کیا اور تمہیں نفقہ اور گزارہ دیا۔ پھر عقیل کو بدر کے دن چھڑایا۔ پھر تُو کس طرح ہم پر فخر کرتا ہے۔ حالانکہ ہم نے کفر میں تمہاری خبر گیری کی اور تمہارا فدیہ دیا اور تم پر مکارم آباء کا غم کھایا۔ اور ہم تمہارے بجائے خاتم انبیاء کے وارث ہوئے۔ ہم نے تمہارا ثار (خون کا بدلہ) طلب کیا جس کو لینے سے تم عاجز رہے اور اپنے نفس کے لیے نہ لے سکے، اس کو ہم نے لیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

محمد نے مکہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو، اور یمن پر قاسم بن اسحٰق کو، اور شام پر موسیٰ بن عبداللہ کو عامل مقرر کیا تھا۔ محمد بن حسن اور قاسم مکہ کی طرف گئے۔ منصور کا عامل مکہ السری بن عبداللہ ان کے مقابلہ پر نکلا، بطن اذاخر پر اس نے ان سے جنگ کی، انہوں نے منصور کے عامل کو شکست دے دی۔

محمد مکہ میں داخل ہوگئے، اور یہاں کچھ دن رہے۔ پھر ان کے پاس محمد بن عبداللہ کا خط آیا جس میں انہوں نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ان کی طرف آئیں، اور ان کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ جنگ کے لیے آ رہا ہے۔ محمد بن حسن اور قاسم مکہ سے روانہ ہوئے، قدید کے نواح میں انہیں محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی وہ اور ان کے ساتھی بھاگ کر متفرق ہوگئے۔ محمد بن حسن، ابراہیم

Marfat.com

سے جا ملے اور ان کے ساتھ مقیم رہے حتیٰ کہ ابراہیم بھی قتل کیے گئے۔ قاسم مدینہ میں چھپ گئے حتیٰ کہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی بیٹی، عیسیٰ کی بیوی نے ان کے لیے اور ان کے بھائیوں، معاویہ وغیرہ کے لیے امان لے لی۔

رہا موسیٰ بن عبداللہ تو وہ شام کی طرف روانہ ہوا اور اس کے ساتھ محمد بن خالد قسری کا مولیٰ رزام تھا۔ پھر یہ رزام اس سے الگ ہو کر سیدھے ہاتھ کو مڑ گیا اور منصور کے پاس اپنے آقا محمد قسری کا پیغام لے کر چل دیا۔ محمد بن عبداللہ کو اس کی خبر لگ گئی، اور انہوں نے محمد قسری کو قید کر دیا۔ موسیٰ شام پہنچا تو اس نے اہل شام کی طرف سے بُرا جواب پایا اور درشتی کا برتاؤ دیکھا۔ اس نے محمد کو لکھا کہ تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں شام اور اس کے باشندوں سے ملا۔ ان میں بہتر سے بہتر قول اس شخص تھا جس نے کہا، ''خدا کی قسم! ہم بلاء سے تھک گئے ہیں اور تنگ آ چکے ہیں اور ہمارے لیے اس کام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہمیں اس کی حاجت ہے۔'' ان میں سے ایک گروہ قسم کھاتا تھا کہ اگر ہم نے آج رات کی صبح کی اور کل شام تک رہے تو وہ ہمارا معاملہ پیش کر دیں گے۔ میں نے تم کو یہ لکھ دیا ہے اور میں روپوش ہو گیا ہوں، مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔'' پھر وہ مدینہ واپس آ گیا۔

بعض کہتے ہیں، وہ بصرہ گیا اور اپنے ایک ساتھی کو کھانا خریدلانے کے لیے بھیجا، وہ کھانا خرید کر ایک سیاہ گدھے پر آیا اور اس کو اس گھر میں داخل کر لیا گیا، جس میں وہ رہتا تھا۔ پھر نکلا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ موسیٰ اور اس کا بیٹا عبداللہ سب پکڑے گئے اور محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس پہنچائے گئے۔ جب اس نے دیکھا تو کہا، اللہ تمہاری قرابت قریب نہ کرے اور نہ تمہارے چہرے زندہ رکھے۔ تم سارے شہروں کو چھوڑ کر اسی شہر میں آئے جہاں میں ہوں کہ اگر میں تمہارے ساتھ صلہ رحم کروں تو، امیر المومنین کو ناراض کر دوں گا اور اگر ان کی اطاعت کروں تو تم سے قطع رحمی کروں گا۔ پھر اس نے ان کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ اس کے حکم سے موسیٰ اور اس کے بیٹے کو پانچ پانچ سو کوڑے لگائے گئے۔ انہوں نے اُف تک نہ کی۔ منصور نے کہا، تو نے اہل باطل کو ان کے صبر میں مات کر دیا۔ ان کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے کہا اہل حق صبر کے لیے ادنیٰ ہیں۔ منصور نے ان کو نکالا اور ان کے حکم سے وہ قید کیے گئے۔

Marfat.com

محمد بن عبداللہ کا قتل

پھر منصور نے اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لیے مدینہ جائے۔ اس نے کہا، اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجئے۔ پھر کہا، کہاں ہے قول ابن ہرثمہ؟

تـرون امرءً الا یمحض القوم سرّہٗ   ولا ینتجی الا ذنین عمّا یحاول

اذا مـا اتـی شیئاً مضی کالذی اتیٰ   و ان قـال انّی فـاعل فھو فـاعل

[ہم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرگوشی نہیں کرتا۔ جب کوئی کام کرنے پر آتا ہے تو کر گزرتا ہے، اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں، تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔]

منصور نے کہا، اے شخص! تو جا، کیونکہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوا کوئی اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لیے نہیں ہے، بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تُو جائے۔ وہ چلا، منصور نے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔

جب عیسیٰ روانہ ہوا تو منصور نے کہا، مجھے پروا نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس سفاح، وکثیر بن حصین عبدی، ابن قحطبہ وہزار مرد وغیر کو بھیجا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگا تو اس سے کہا، ''اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں۔ اور اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اگر تو اس پر فتح یاب ہو تو اپنی تلوار نیام میں رکھیو اور امان دیجو۔ اور اگر وہ چھپ جائے تو ان کو اس کا ضامن قرار دیجو کیونکہ وہ اس کے رستوں سے واقف ہیں۔ اور آل ابی طالب میں سے جو کوئی تجھ سے ملے اس کا نام مجھے لکھ بھیجو، جو تم سے نہ ملے اس کا مال ضبط کر لینا۔'' جو لوگ اس کے پاس آنے سے باز رہے ان میں جعفر صادق بھی تھے، عیسیٰ نے ان کا مال بھی ضبط کر لیا۔ بعد میں جب منصور مدینہ آیا تو جعفر نے اس سے اپنے مال کے متعلق کہا۔ منصور نے کہا، اسے تو تم لوگوں کے مہدی نے ضبط کیا ہے۔

جب عیسیٰ فید پہنچا تو اس نے لوگوں کو حریر کے ٹکڑوں پر خط لکھے، جن میں عبدالعزیز بن

Marfat.com

مطلب مخزومی اور عبید اللہ بن محمد بن صفوان جمحی بھی تھے۔ اس نے عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کو لکھ کر حکم دیا کہ وہ اور جو اُن کے مطیع ہوں، مدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اور عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ابو عیسیٰ نکل گئے۔

جب محمد کو عیسیٰ کے مدینہ سے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ آیا مدینہ سے نکل جائیں یا یہیں قیام کریں بعض نے مدینے سے نکل جانے کا مشورہ دیا اور بعض نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی بناء پر کہ میں نے اپنے تئیں ایک محفوظ و مستحکم زرہ میں دیکھا اور اس کی تاویل مدینہ سے کی، مدینے میں ٹھہرے رہنے کا مشورہ دیا۔ محمد نے مدینے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کی خندق کھودنے کے متعلق مشورہ کیا۔ جابر بن انس، رئیس سُلَیم نے ان سے کہا، اے امیر المومنین! ہم آپ کے ماموں اور آپ کے ہمسایہ ہیں اور ہم میں سلاح و کراع ہیں۔ آپ خندق نہ کھودیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خندق اس علم کی بنا پر کھودی تھی جو اللہ نے اس باب میں ان کو عطا فرمایا تھا۔ اگر آپ خندق کھودیں گے تو پیادہ اچھی طرح نہیں لڑ سکیں گے اور کم جگہ میں ہمارے گھوڑے نہیں پھر سکیں گے۔ جن لوگوں کے لیے آپ خندق کھودتے ہیں خندق انہی کو گھیر لے گی۔ اس پر بنی شجاع میں سے ایک نے کہا، آپ رسول اللہ ﷺ کی خندق کھودیے اور ان کا اقتدا کیجیے۔ تُو چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اثر کو تیری رائے کے خاطر چھوڑ دیا جائے۔ جابر نے اس سے کہا، واللہ اے ابن شجاع! تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر کوئی شئے ان کے مقابلہ سے زیادہ گراں نہیں ہے۔ اور ہمارے لیے کوئی شئے ان کا مقابلہ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔'' محمد نے کہا، ہم نے خندق کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے اثر کی پیروی کریں گے، اور کوئی شخص مجھے اس سے باز نہ رکھے، میں اس کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ اور انہوں نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور خود اس خندق کے کھودنے کی ابتدا کی، جو رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں کھودی تھی۔

عیسیٰ چلا حتیٰ کہ اعوض پہنچا، محمد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے عہد لیا۔ اور ان کو گھیر لیا تاکہ وہ نکلیں نہیں۔ خطبہ دیا اور ان سے کہا، ''اللہ کا دشمن اور تمہارا دشمن اعوض پر اترا ہے۔ اس کام کے لیے کھڑے ہونے کے سب سے زیادہ حق دار مہاجر و انصار کے بیٹے ہیں۔ لیکن ہم نے تم کو اس لیے جمع کیا ہے اور تم سے عہد لیا ہے کہ تمہارا دشمن تعداد میں کثیر ہے۔ فتح اللہ کی طرف سے ہے اور معاملہ اسی کے

Marfat.com

ہاتھ ہے۔ مجھے یہ خیال آیا ہے کہ میں تمہیں اذن عام دے دوں۔ تم میں سے جو ٹھہرنا چاہے، ٹھہرے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔'' بہت سے لوگ نکل گئے۔ اہل مدینہ میں سے ایک گروہ اپنے بال بچوں سمیت اطراف اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ محمد ایک قلیل جماعت کے ساتھ رہ گئے۔ پھر انہوں نے ابو قلمس کو حکم دیا کہ وہ واپس نہ جانے والوں کو واپس لائے، لیکن اس میں اُسے کامیابی نہیں ہوئی۔

منصور نے ابن اصم کو عیسیٰ کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کو منازل میں اتارے جب یہ لوگ پہنچے تو مدینہ سے ایک میل پر اترے۔ ابن اصم نے کہا، سواروں کے لیے پیادوں کے ساتھ کوئی عمل نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے اگر وہ کسی وقت بھاگے تو تمہارے لشکر میں گھس آئیں گے۔ اس لیے وہ سقایہ سلیمان بن عبدالملک پر جرف کی طرف ہٹ گئے، جو مدینہ سے چار میل پر ہے۔ اور کہا، پیدل دو تین میل سے زیادہ نہ بڑھے حتیٰ کہ اسے سوار مل جائیں۔

عیسیٰ نے پانچ سو آدمی بطحا بن ازہر کی طرف بھیجے، جو مدینہ سے چھ میل پر ہے، اور وہاں ٹھہر گئے۔ اس نے کہا، مجھے خوف ہے کہ محمد کہیں شکست کھا کر نہ بھاگ جائے، یہ سوار اس کو پھیر دیں گے۔ اس لیے وہ وہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ محمد قتل کیے گئے۔

عیسیٰ نے محمد کو خبر بھیجی کہ منصور نے ان کو اور ان کے اہل کو امان دی ہے۔ محمد نے اسے کہلا بھیجا کہ اے شخص! تجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت قریبہ حاصل ہے۔ میں تجھے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اس کی طاعت پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہوں اور تجھے خدا کے انتقام اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم میں اس کام سے ہٹنے والا نہیں ہوں حتیٰ کہ اللہ سے اسی پر ملوں گا۔ اور اگر تجھے اس شخص نے قتل کر دیا جو تجھے خدا کی طرف بلاتا ہے تو تُو بدترین مقتول ہوگا، اور اگر تُو نے اسے قتل کر دیا تو یہ تیرے اوپر سب سے بڑا وبال ہوگا۔'' جب اس کو یہ پیغام پہنچا تو عیسیٰ نے کہا، ہمارے اور اس کے درمیان اب قتل کے سوا کچھ باقی نہیں ہے۔

محمد نے اس کے ایلچی سے کہا، کس چیز پر تم مجھے قتل کرتے ہو۔ حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جو قتل سے بھاگتا ہے۔ اس نے کہا وہ لوگ تم کو امان کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم نے ان سے لڑنے کے سوا بات نہ مانی تو وہ تم سے اسی بات پر لڑیں گے جس پر تمہارے آباء میں سے بہترین نے (یعنی علیؓ) نے طلحہ و زبیر سے ان کے نقض بیعت اور مکر کی بناء پر جنگ کی تھی۔ جب منصور نے اس کا یہ قول سنا تو

Marfat.com

کہا، اگر وہ اس کے سوا کچھ اور کہتا تو میں خوش نہ ہوتا۔

عیسیٰ جرف پر بارہویں رمضان کو ہفتہ کے دن اترا اور ہفتہ اور اتوار کو ٹھہرا رہا۔ پیر کے دن چلا اور سلع پر کھڑا ہوا، مدینہ کو اور اس کے باشندوں کو دیکھا اور پکار کر کہا کہ اے اہل مدینہ، اللہ نے ہمارے خون ایک دوسرے پر حرام کیے ہیں، تم امان کی طرف آؤ، جو کوئی ہمارے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا اس کو امان ہے۔ جو اپنے گھر بیٹھ گیا اس کو امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے۔ اور جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اس کو امان ہے، اور جو مدینہ سے نکل گیا اس کو امان ہے۔ تم ہمیں اور ہمارے صاحب کو نمٹنے دو۔ پھر یا ہمارے لیے ہے یا اس کے لیے۔ ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں، وہ اسی دن واپس چلا گیا۔

پھر دوسرے دن آیا، اس نے قائدوں کو مدینہ کے ہر طرف پھیلا دیا اور مسجد ابی جراح کو چھوڑ دیا جو بطحان کی طرف ہے۔ اس نے یہ ناجیہ بھاگنے والوں کے نکلنے کے لیے چھوڑ دیا۔ محمد اپنے ساتھیوں کے درمیان نکلے، ان کا پرچم عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور اس کا شعار ''احد احد'' تھا۔ محمد کے اصحاب کی طرف سے ابو قلمس نکلا، اس کے مقابلے پر اسد کا بھائی آیا، دونوں دیر تک لڑتے رہے، حتیٰ کہ ابو قلمس کو قتل کر دیا۔ جب اس نے ضرب لگائی تو کہا، ''یہ لے، میں ابن فاروق ہوں۔'' اس پر عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا، تو نے ہزار فاروقوں سے بہتر آدمی کو قتل کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ نے اس دن بڑی سخت جنگ کی اور اپنے ہاتھ سے ستر آدمی قتل کیے۔ عیسیٰ نے حُمید بن قحطبہ کو حکم دیا، وہ سو آدمیوں کے ساتھ بڑھا جو اس کے سوا سب کے سب پیدل تھے۔ یہ لوگ بڑھے حتیٰ کہ خندق سے پرے ایک دیوار پر پہنچا، جس پر محمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت موجود تھی، حمید نے وہ دیوار توڑ دی، خندق پر پہنچا، اس پر دروازے نصب کیے، وہ اور اس کے ساتھی اس پر سے گزرے اور خندق عبور کر گئے۔ اور اس کے پیچھے صبح سے عصر تک سخت جنگ کرتے رہے۔

عیسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے خندق میں بورے وغیرہ ڈالے اور ان پر دروازے بنائے اور سوار اس کو عبور کر گئے۔ پھر انہوں نے سخت جنگ کی۔ محمد ظہر سے قبل واپس ہوئے، غسل کیا، حنوط ملا، پھر واپس آئے۔ اس پر عبداللہ بن جعفر نے ان سے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میں اب مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کاش آپ حسن بن معاویہ کے پاس مکہ جائیں، کیونکہ

Marfat.com

ان کے ساتھ آپ کے اصحاب کا بڑا گروہ ہے۔ بولے، اگر میں نکل گیا تو اہل مدینہ مارے جائیں گے۔ خدا کی قسم! میں نہیں پلٹوں گا حتیٰ کہ یا قتل کروں یا قتل کر دیا جاؤں۔ تم کو میری طرف سے کوئی پابندی نہیں تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ وہ ان کے ساتھ تھوڑی دور چلے پھر واپس ہوگئے اور محمد سے ان کے اصحاب کا بڑا حصہ الگ ہوگیا، حتیٰ کہ وہ تین سو سے زائد ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا، ''آج ہم اہل بدر کی تعداد میں ہیں۔'' محمد نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ ان کے ساتھ عیسیٰ بن خضیر تھا، اور وہ ان کو قسمیں دے دے کر کہہ رہا تھا کہ بصرہ یا کہیں اور چلیے۔ محمد کہتے تھے، خدا کی قسم! تم میری وجہ سے دو مرتبہ آزمائش میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن خضیر نے کہا، آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ پھر وہ گیا اور اس نے وہ رجسٹر (دیوان) جلا دیا جس میں ان لوگوں کے نام تھے، جنہوں نے محمد سے بیعت کی تھی اور اس نے ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس بن عثمان اور ابن مسلم بن عقبہ مری کو قتل کیا اور محمد بن قسری کی طرف گیا تا کہ اس کو قتل کر دے لیکن اسے اس کا علم ہوگیا اور اس نے دروازہ بند کرلیا اور یہ اس پر قادر نہ ہوسکا۔ پھر محمد کی طرف واپس آیا اور ان کے آگے جنگ کی۔ حُمید بن قحطبہ بڑھا، ادھر سے محمد بڑھے، جب سَلع کا پہاڑ نظر آنے لگا تو محمد نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور بنی شجاع خمسیّوں نے بھی اپنے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور کوئی شخص نہ رہا جس نے اپنی تلوار کا نیام نہ توڑ دیا ہو۔ پھر محمد نے ان سے کہا، ''تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں ٹلنے والا نہیں ہوں۔ مارا جاؤں۔ تم میں سے جو کوئی جانا چاہے اس کو میں نے اجازت دی۔'' پھر سخت جنگ ہوئی، جس میں دو تین مرتبہ عیسیٰ کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔

یزید بن معاویہ بن عباس بن جعفر نے کہا، ''برا ہو فتح کی ماں کا۔ کاش اس کے لیے آدمی ہوتے۔'' عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک جماعت جبل سَلع پر چڑھی اور مدینہ میں اتر گئی۔ اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے ایک سیاہ اوڑھنی دے دی جسے رسول اللہ ﷺ کے منارہ پر چڑھا دیا گیا۔ محمد کے اصحاب نے کہا، وہ مدینہ میں گھس گئے، اور یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یزید نے کہا ''ہر قوم کا ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس کو پناہ دیتا ہے، لیکن ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہم پر دشمن سوائے اس کے اور کہیں سے نہیں آتا۔'' اس سے یزید کی مراد جبل سَلع تھا۔

بنو ابی عمرو الغفاریوں نے بنی غفار کی طرف سے بھی عیسیٰ کے اصحاب کے لیے ایک راستہ

Marfat.com

کھول دیا اور وہ اس طرف سے بھی داخل ہو گئے، اور اصحاب محمد کے پیچھے سے آئے، محمد نے حُمید بن قحطبہ کو پکارا، میرے سامنے آ کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ حُمید نے کہا، "میں تمہیں جانتا ہوں، تم شریف ابن شریف کریم ابن کریم ہو۔ واللہ میں تمہارے مقابلے میں نہیں نکلوں گا۔ میرے آگے ان گروہوں میں سے ایک گروہ موجود ہے۔ جب تم ان سے فارغ ہو جاؤ گے تو پھر میں تمہارے سامنے نکلوں گا۔"

حُمید، ابن خضیر کو امان کی طرف بلانے لگا اور اس کو موت سے بچانے کی کوشش کرتا رہا لیکن ابن خضیر لوگوں پر پیادہ پا حملہ کرنے میں منہمک تھا۔ اور اس کی امان کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ اور وہ اس کو اپنے آگے لیے ہوئے تھا۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے اس کے کولہے پر تلوار ماری اور الگ کر دیا۔ ابن خضیر اپنے اصحاب کی طرف واپس گیا اور اپنا کولہا کپڑے سے باندھ کر لڑنے آ گیا۔ اس کے بعد ایک نے ان کی آنکھ پر مارا، وہ گرے، لوگ ان پر جھپٹ پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔ ان کا سر کاٹ لیا جو زخموں کی کثرت سے پھٹی ہوئی بادنجان بنا ہوا تھا۔ جب وہ قتل ہو گئے تو محمد آگے بڑھے اور اس کی لاش پر انہوں نے لڑنا شروع کیا اور لوگوں کو کھدیڑنے لگے۔ اس وقت وہ حمزہ کے قتال سے مشابہہ تھے۔ (یعنی جس طرح جنگ اُحد میں حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ کیا گیا تھا اسی طرح محمد بن عبداللہ زخموں سے چور تھے) وہ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان کے سیدھے کان کی لو سے نیچے ضرب لگائی جو مونڈھے میں اتر گئی، وہ اپنی جان کی مدافعت کرنے لگے اور کہنے لگے، تمہارا بُرا ہو، تمہارے نبی کا بیٹا زخمی اور مظلوم ہوتا ہے۔" پھر ابن قحطبہ نے ان کے سینے میں نیزہ مارا اور ان کو گرا دیا۔ پھر وہ ان کی طرف اترا اور اس نے ان کا سر جدا کر لیا اور اسے لے کر عیسیٰ کے پاس آیا۔ وہ زخموں کی کثرت کے سبب پہچانے نہ جاتے تھا۔

کہا جاتا ہے عیسیٰ نے ابن قحطبہ کو متہم کیا۔ وہ سواروں میں تھا۔ اور اس سے کہا، میں دیکھتا ہوں کہ تو جنگ میں جانفشانی نہیں دکھا رہا ہے۔ اس نے کہا، کیا تو مجھے متہم کرتا ہے۔ واللہ میں جب محمد کو دیکھوں گا، اسی وقت یا انہیں تلوار ماروں گا یا خود ان کے آگے مارا جاؤں گا۔ راوی کہتا ہے، پھر وہ ان پر سے گزرا، وہ قتل ہو چکے تھے، اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے ان پر ضرب لگائی۔ بعض کہتے ہیں، محمد کو تیر مارا گیا جبکہ وہ جنگ کر رہے تھے۔ وہ ایک دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے، لوگ ان کو بچانے لگے۔ جب انہوں نے موت کا احساس کیا تو اپنی تلوار توڑ دی، اور وہ علیؓ کی تلوار ذوالفقار تھی۔ بعض کہتے

Marfat.com

ہیں، وہ تلوار انہوں نے تجار میں سے ایک کو دے دی، جو ان کے ساتھ تھا اور اس کے ان پر چار سو دینار قرض تھے۔ اور اس سے کہا "تو یہ تلوار لے لے، کیونکہ تو آل ابی طالب میں سے جس کسی کو ملے گا وہ تجھ سے یہ تلوار لے لے گا اور تیرا حق ادا کر دے گا۔" وہ تلوار اس کے پاس رہی حتیٰ کہ جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی ہوا، اس کو اس کی خبر دی گئی، اور اس نے وہ تلوار اس سے لے لی اور اس کو چار سو دینار دے دیئے اور وہ برابر اس کے پاس رہی حتیٰ کہ مہدی نے اس سے لے لی۔ پھر وہ ہادی کے پاس گئی، اس نے ایک کتے پر اس کو آزمایا، وہ ٹوٹ گئی۔ بعض کہتے ہیں، وہ الرشید کے زمانہ تک رہی، وہ اس کو باندھتا تھا، اس میں اٹھارہ گرہیں تھیں۔

جب عیسیٰ کے پاس محمد کا سر لایا گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا، تم ان کی نسبت کیا کہتے ہو؟ لوگ ان کی برائیاں کرنے لگے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا، "تم جھوٹ کہتے ہو، ہم نے ان سے اس لیے جنگ نہیں کی تھی۔ انہوں نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ توڑا۔ اگرچہ وہ بڑے صوّام وقوّام تھے۔" یہ سن کر لوگ چپ ہو گئے عیسیٰ نے وہ سر محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ، اور فتح کا مژدہ قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ، منصور کے پاس بھیجا۔ اور اس کے ساتھ بنی شجاع کے سر بھی تھے۔ منصور کے حکم سے محمد کا سر کوفہ میں پھرایا گیا اور اس نے آفاق میں اسے گشت کرایا۔ جب منصور نے بنی شجاع کے سر دیکھے تو کہا، "ایسے لوگوں کا یہی حشر ہونا چاہئے۔ میں نے محمد کو تلاش کیا تو ان لوگوں نے اسے چھپالیا، پھر اس کو منتقل کرتے رہے اور اس کے ساتھ خود بھی منتقل ہوئے۔ پھر اس کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہوئے۔"

محمد اور ان کے اصحاب کا قتل پیر کے دن عصر کے بعد رمضان کی چودھویں کو ہوا۔

منصور کو پہلے یہ خبر پہنچی تھی کہ عیسیٰ نے شکست کھائی۔ اس پر اس نے کہا ہرگز نہیں۔ ہمارے اصحاب کہاں کھیلے۔ درآں حالیکہ ہماری لڑکیاں وہاں منبروں پر ہیں۔ اور عورتوں کا مشورہ کبھی اس طرح نہیں آیا۔ پھر اسے خبر ملی کہ محمد بھاگ گئے۔ اس نے کہا، ہرگز نہیں۔ ہم اہل بیت بھاگتے نہیں ہیں۔ اس کے بعد اس کے پاس سر پہنچے۔ جب محمد کا سر منصور کے پاس پہنچا تو حسن بن زید بن حسن بن علی اس کے پاس موجود تھے۔ جب انہوں نے سر دیکھا تو ان پر بڑا اثر ہوا لیکن انہوں نے ضبط کیا اور منصور کے

Marfat.com

نقیب سے پوچھا، کیا وہی ہے؟ اس نے کہا، ہاں وہی ہے۔ اس پر انہیں صدمہ ہوا، اور انہوں نے کہا، میں جانتا ہوں کہ ان کی اطاعت .... پھر بعض لڑکوں نے ان کے منہ میں تھوکا۔ اور منصور کے حکم سے سزا کے طور پر ان کی ناک توڑ دی گئی۔

جب محمد کے قتل کی خبر ابراہیم کے پاس بصرہ پہنچی تو عید کا دن تھا۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر ان کی وفات کی خبر دی اور ان کا اظہار جزع کیا، اور منبر ہی پر یہ شعر پڑھے۔

یا بالمنازل یا خیر الفوارس من　　یفجع بمثلک فی الدنیا فقد فجعا

الله یعلم انی لو خشیتهم　　و اوجس القلب من خوف لهم فزعا

لم یقتلوه و لم أسلم اخی أبدًا　　حتیٰ نموتُ جمیعاً او نعیش معا

[اے بہترین شہسوار! کیا مکانوں میں کوئی ہے جو تجھ جیسے انسان کے لیے دنیا میں الناک ہو۔ اللہ جانتا ہے اگر میں ان سے ڈرتا اور ان کے خوف سے دل میں سہم جاتا۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے بھائی کو کسی کے سپرد کیا۔ ہم ساتھ ہی مریں گے یا ساتھ ہی زندہ رہیں گے۔]

جب محمد قتل ہوئے تو عیسیٰ نے پرچم بھیجے جو مدینہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دیے گئے، اور منادی نے پکارا کہ جو کوئی کسی پرچم کے نیچے جمع ہو جائے گا اس کو امان ہے۔ اس نے محمد کے اصحاب کو لے کر ثنیۃ الوداع سے عمر بن عبدالعزیز کے مکانات تک دو صفوں میں صلیب پر لٹکایا۔ جس لکڑی پر ابن حفیر تھا اس پر حفاظت کے لیے پہرہ بٹھا دیا۔ لیکن رات کے وقت ایک جماعت اسے اٹھا لے گئی اور پوشیدہ طور پر دفن کر دیا۔ باقی لوگ تین دن تک یونہی رہے۔ پھر عیسیٰ نے ان کے لیے حکم دیا اور یہود کی مقابر پر ڈال دیے گئے۔ اس کے بعد وہ ایک خندق میں ڈال دیے گئے اور مکھیاں ان پر بھنکتی رہیں۔ محمد کی بہن فاطمہ کی بیٹی زینب بنت عبداللہ نے عیسیٰ کو کہلا بھیجا کہ تم ان کو قتل کر چکے اور تم نے ان سے اپنی غرض پوری کر لی، اب تم ہمیں ان کے دفن کی اجازت دے دو۔ اس نے ان کو اجازت دے دی اور وہ سب بقیع میں دفن کر دیے گئے۔

منصور نے سمندر کی طرف سے مدینہ کی طرف رسد بند کر دی، بعد میں مہدی نے اس کی اجازت دی۔

Marfat.com

بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے ساتھ تھے

بنی ہاشم میں سے جو لوگ محمد کے ساتھ تھے، ان میں یہ ہیں، ان کے بھائی موسیٰ بن عبداللہ، زید بن علی بن حسین بن علی کے دو بیٹے حسین اور علی۔ جب منصور کو خبر ہوئی کہ زید کے دونوں بیٹے اس کے مقابلے میں محمد کے مددگار ہیں، تو اس نے کہا، ان دونوں پر تعجب ہے، انہوں نے محمد پر خروج کیا ہے حالانکہ ہم نے ان کے باپ کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا، اور اسی طرح صلیب دی جس طرح اس نے ان کو صلیب دی تھی، اور اسی طرح اس کو جلایا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن حسین، حسن بن زید بن علیؓ بن ابی طالب کے دو بیٹے علی اور زید۔ ان دونوں کے والد منصور کے پاس تھے۔ حسن و یزید و صالح، بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر، اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر، ان کے والد بھی منصور کے ساتھ تھے۔

اور بنی ہاشم کے سوا یہ لوگ تھے، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن عباس، محمد بن عجلان، عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم، یہ قید ہوا اور منصور کے پاس لایا گیا، منصور نے اس سے کہا ''تو ہی مجھ پر خروج کرنے والا ہے؟'' اس نے کہا ''میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ یا تو یہ کروں (یعنی خروج) یا اس چیز کے ساتھ کفر کروں جو خدا نے محمد پر اتاری ہے۔''

اور ان کا ساتھ دینے والوں میں ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن سبرہ، عبدالواحد بن ابی عون مولیٰ الازد، عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطاء بن یعقوب مولیٰ بنی سباع وعثمان وعبدالعزیز بنو عبداللہ بن عطاء ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبداللہ، عطاء، یعقوب، عیسیٰ بن خضیر، عثمان بن خضیر بن محمد بن خالد بن زبیر، یہ محمد کے قتل کے بعد بھاگے، بصرہ پہنچے، لیکن وہاں پکڑے گئے، منصور کے پاس لایا گیا، منصور نے کہا، اے عثمان! تُو ہی محمد کے ساتھ مل کر مجھ پر خروج کرنے والا ہے، اس نے کہا، میں نے اور تُو نے ان سے مکہ میں بیعت کی تھی، میں نے اپنی بیعت پوری کی اور تُو نے اپنی بیعت توڑ دی۔ اس نے کہا، اے ابن اللخناء۔

Marfat.com

وہ بولا، یہ تو وہ ہوگا جو لونڈیوں کا ہو، یعنی منصور۔ ان کے لیے حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیئے گئے اس کے علاوہ محمد اور ان کے ساتھ عبدالعزیز بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، یہ پکڑے گئے پھر منصور نے ان کو چھوڑ دیا اور عبدالعزیز بن ابراہیم بن مطیع علی بن عبدالمطلب بن عبداللہ بن جُطب اور ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر، ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن خیار، عبداللہ بن یزید بن ہُرمُز، اور ان کے سوا دوسرے لوگ تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبروں کا ذکر

محمد بہت گندم گوں تھے۔ منصور ان کو ''مُحمم'' کہتا تھا۔ بھاری بدن کے، شجاع بہت کثیر الصوم وکثیر الصلوٰۃ اور شدید القوۃ تھے۔

ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، ان کے حلق میں بلغم اٹکا، کھنکارا، گئے اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا، ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں تھوکتے، انہوں نے اپنا تھوک مسجد کی چھت کی طرف پھینکا اور اس میں چپکا دیا۔

جعفر صادق سے محمد کی نسبت پوچھا گیا، انہوں نے کہا، ایک فتنہ ہوگا، جس میں محمد قتل کیے جائیں گے، اور ان کے سگے بھائی (ابراہیم) عراق میں قتل ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے گھوڑے کے سُم پانی میں ہوں گے۔

جب محمد قتل کیے گئے تو عیسیٰ نے اولاد حسن کے تمام اموال ضبط کر لیے اور جعفر کے اموال بھی ضبط کر لیے۔ جعفر، منصور سے ملے اور اس سے کہا میری وہ زمین مجھے واپس کر دے جو ابو زیاد سے پہنچی ہے۔ اس نے کہا، تم مجھ سے اس کے متعلق کہتے ہوا، خدا کی قسم! میں تمہاری جان یوں ہی ہلاک کر دوں گا۔ بولے تو مجھ پر جلدی نہ کر۔ میں ۶۳ سال کو پہنچ چکا ہوں۔ اس عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی بن ابی طالب نے انتقال کیا ہے۔ اگر میں تیرے بعد زندہ رہا تو تیرے جانشین اس معاملہ میں نرمی کریں گے۔ منصور کا دل ان کے لیے نرم پڑ گیا، لیکن اس نے ان کو ان کی جائداد واپس نہ کی، بعد میں مہدی نے ان کی اولاد کو واپس کی۔

محمد نے عبداللہ بن عامر اسلمی سے کہا، ہمیں ایک بادل ڈھانک لے گا۔ اگر وہ ہم پر برسا تو ہم

Marfat.com

فتحیاب ہوں گے، اور اگر وہ ہم پر سے ان کی طرف گزر گیا تو میرا خون ریت کے پتھروں کے پاس دیکھے گا۔ عبداللہ نے کہا، خدا کی قسم! ہم پر ایک بادل چھا گیا اور وہ ہم پر نہ برسا اور ہم سے عیسیٰ اور اس کے اصحاب کی طرف گزر گیا۔ وہ فتح یاب ہوئے، اس نے محمد کو قتل کیا اور میں نے ان کا خون احجار زیت پر دیکھا۔ ان کا قتل پیر کے دن چودھویں رمضان ۱۴۵ھ کو ہوا۔ وہ مہدی اور نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے۔

ان کے اور ان کے بھائی کے لیے جو مرثیئے کہے گئے، ان میں سے عبداللہ بن مصعب کا مرثیہ یہ ہے:

یا صاحبی دعا الملامة و اعلما ... ان لست فی هذا باء لوم منکما
وقفا بقبر للنبی فسلما ... لا باس ان تقضابه و تسلما
قبر تضمن خیر اهل زمانه ... حسبا و طیب سجّیةِ و تکرما
رجل نفی بالعدل جور بلادنا ... وعفا عظیمات الامور و أنعما
لم یجتنب قصدالسبیل ولم یجر ... عنه ولم یفتح بفاحشة فما
لواعظم الحدثان شیئا قبله ... بعد النبی به لکنت المعظما
اؤ کان أمتع بالسلامة قبله ... احد الکان قصاره ان یسلما
ضحوابا براهیم خیر ضحیة ... فتصرمت ایامه فتصرما
بطلا یخوضُ بنفسه غمراته ... لا طائشار عشا ولا مستسلما
حتی مضت فیه السیوف و ربما ... کانت حتوفهم السیوف و ربما
اضحی بنو حسن ابیح حریمهم ... فینا وأصبح نهبهم متقسما
وساؤهم فی دورهنّ نوائح ... سجع الحمام اذا الحمام ترنما
یتوصلون بقتله و یرونه ... شر فالهم عند الامام و مغنما
والله لو شهد النبی محمد ... صلی الاله علی النبی و سلما
اشراع أمته الاسنة لابنه ... حتی تقطر من ظباتهم دما
حتیّ لأ یقن انهم قد ضیعوا ... تلک القرابة واستحلّوا المحرما

[اے میرے دوستو! ملامت چھوڑ دو، اور جان لو کہ میں اس معاملے میں تم سے زیادہ قابل

Marfat.com

ملامت نہیں ہوں۔

نبی ﷺ کی قبر پر کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم وہاں کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔

اس قبر میں وہ ہے جو حسب اور پاکیزہ طبیعت اور بزرگی کے اعتبار سے اپنے اہل زمانہ میں سب سے بہتر تھا۔

وہ ایسا تھا جو ہمارے شہروں کے ظلم کو عدل سے بدل دیتا تھا اور بڑے بڑے قصور معاف کرتا اور انعام دیتا تھا۔

اس نے کبھی راہ راست پر چلنے سے اجتناب نہ کیا، نہ اس سے منہ موڑا اور نہ ہی بری بات کے لیے زبان کھولی۔

اگر اس سے پہلے زمانے کے حوادث نے کسی چیز کو بزرگ کر دیا ہوتا تو ضرور تم نبی کے بعد اس کو بزرگ سمجھ سکتے تھے۔

یا اگر اس سے پہلے کسی کے لیے صرف اپنی سلامتی ہی اس قابل ہوتی کہ وہ اس پر راضی ہو تو ضرور اس کی غایت مقصود صرف سلامتی ہو سکتی تھی۔

ابراہیم کو اچھی طرح قتل کرو، کیونکہ نبی کا زمانہ گزر چکا ہے۔

وہ ایسا بہادر تھا جو خطرات میں گھس جاتا تھا، نہ منہ موڑنے والا، نہ خوف کرنے والا، اور نہ سر جھکا دینے والا۔

یہاں تک کہ تلواریں اس میں اتر گئیں۔ حالانکہ بسا اوقات انہی تلواروں سے لوگوں کا کام تمام ہو جاتا۔

ہمارے درمیان بنو حسن اس حال میں ہو گئے کہ ان کے حرم مباح کر لیے گئے اور ان کا مال لوٹ لیا گیا۔

اور ان کے گھروں میں عورتیں نوحے کرنے لگیں جیسے کبوتری سجع کرتی ہے۔

وہ اس کے قتل کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کو امام کے پاس شرف حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور غنیمت خیال کرتے ہیں۔

Marfat.com

خدا کی قسم اگر نبی ﷺ یہ دیکھتے۔ اللہ، نبی پر درود وسلام بھیجے کہ کس طرح ان کی امت ان کے بیٹے کے لیے نیزے سنبھالتی ہے حتیٰ کہ ان کی سنانوں سے خون ٹپکنے لگتا ہے۔

تو بالیقین ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کی امت نے اس قرابت کو ضائع کر دیا اور جو چیز حرام تھی اس کو حلال کر لیا۔]

جب محمد قتل ہوئے تو عیسٰی نے مدینہ میں کچھ دن قیام کیا۔ پھر وہ انیس رمضان کی صبح کو مکہ کی طرف عمرے کے لیے گیا۔ اس نے مدینہ پر کثیر بن خضیر کو چھوڑا۔ مکہ میں اس نے مہینہ بھر قیام کیا۔ پھر منصور نے عبداللہ بن ربیع الحارثی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

مدینہ میں اسودان کی شورش کا ذکر

اسی سنہ میں السودان نے مدینہ میں وہاں کے عامل، عبداللہ بن ربیع حارثی پر شورش کی اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ منصور نے عبداللہ بن ربیع حارثی کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ وہ ۲۵ رشوال کو وہاں پہنچا۔ ان کی فوج کے آدمیوں نے تاجروں سے بعض چیزوں پر جھگڑا کیا، جو وہ ان سے خریدتے تھے۔ ان تاجروں نے ابن ربیع سے شکایت کی، اس نے خود انہی کو جھڑکا اور گالیاں دیں اس سے لشکریوں کی جرأتیں اور بڑھ گئیں، انہوں نے ایک صراف پر حملہ کیا اور اس سے مال پر جھگڑا کیا، اس نے دوسرے لوگوں سے مدد چاہی اور ان سے اپنا مال چھڑا لیا۔ اہل مدینہ نے ان کی اس بات کی شکایت کی، لیکن ابن ربیع نے فوجیوں کے اس فعل کو بُرا نہ سمجھا۔ پھر ایک شخص فوج میں سے آیا، اس نے قصائی سے جمعہ کے دن گوشت خریدا اور اس کی قیمت نہ دی اور اس پر تلوار اٹھائی۔ قصائی نے اپنی کمر سے چھرا نکال کر اس پر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا۔ قصائی جمع ہو گئے اور السودان لشکریوں پر ٹوٹ پڑے جو جمعہ کی طرف جا رہے تھے۔ اور ان کو عمداً قتل کیا۔ اپنا بوق بجایا، جسے بالائی اور زیریں علاقہ کے سودانیوں نے سنا، وہ بھی آ گئے اور جمع ہو گئے۔ ان کے رئیس تین شخص تھے۔ وثیق، یعقل اور زمعہ۔ یہ لوگ شام تک فوجیوں کو قتل کرتے رہے۔

دوسرا دن ہوا تو انہوں نے ابن ربیع کا قصد کیا۔ وہ ان سے بھاگ نکلا اور بطن نخلہ پہنچا جو مدینہ سے دو دن کی مسافت پر ہے، اور وہاں ٹھہر گیا۔ سودان نے منصور کا غلہ اور تیل اور بانس (قصب)

Marfat.com

لوٹ لیے۔ آٹے کی ایک بوری دو درہم میں اور تیل کی ایک مشک چار درہم میں بیچ ڈالی۔ سلیمان بن ملیح اسی دن منصور کے پاس گیا اور اسے اس کی خبر دی۔

ابو بکر بن ابی سبرہ قید میں تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔ اور انہیں مار پیٹ کر پابجولاں قید کر دیا گیا تھا۔ جب سودان کا یہ واقعہ پیش آیا تو وہ اپنی بیڑیوں سمیت زندان سے نکلے، مسجد میں آئے، محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلایا، اور ان سے کہا، میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ یہ مصیبت جو اس وقت پیش آئی ہے اگر پہلے فعل کے بعد بھی یہ امیر المومنین کے نزدیک ہم پر ثابت ہوگئی تو خدا کی قسم شہر اور اس کے باشندوں اور بازار کے تمام غلاموں کی بربادی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے واپس آنے کے لیے گفتگو کرو۔ وہ غلاموں کے پاس گئے۔ ان سے گفتگو کی اور ان سے کہا، ہمارے موالی کو مرحبا۔ واللہ ہم نہیں کھڑے ہوئے مگر اس چیز سے ناراضی کی بناء پر جو تم سے کی گئی۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ان کے ساتھ مسجد گئے، ابن ابی سبرہ نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اطاعت پر آمادہ کیا۔ وہ باز آ گئے۔ اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہیں پڑھی۔ عشاء کا وقت ہوا تو کسی نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے موذن کی طلب کو قبول نہ کیا۔ پھر اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان آیا۔ وہ نماز کے لیے کھڑا ہوا۔ صفیں سیدھی ہو چکیں تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے بلند آواز سے کہا، میں فلاں بن فلاں ہوں اور لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کی اطاعت میں نماز پڑھا رہا ہوں۔ اس طرح اس نے دو تین مرتبہ کہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو ان سے ابن ابی سبرہ نے کہا، تم سے کل وہ بات ہوئی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ تم نے امیر المومنین کا غلہ لوٹ لیا ہے۔ تم میں سے کسی کے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے، جسے وہ واپس نہ کر دے۔ سب نے وہ چیزیں واپس کر دیں۔ ابن ربیع بطن نخل سے واپس آ گیا اور اس نے وثیق اور یعقل وغیرہما کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

بغداد کی تعمیر

اسی سال منصور نے مدینۂ بغداد کی بناء شروع کی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نے نواحی کوفہ میں ہاشمیہ تعمیر کیا تھا۔ جب وہاں راوندیہ نے شورش کی تو اس نے وہاں کے باشندوں کو اس وجہ سے اور

Marfat.com

اہل کوفہ کے قرب کی وجہ سے ناپسند کیا، اس کو اہل کوفہ سے اپنی جان کا خوف تھا اور انہوں نے اس کی فوج کو بگاڑ دیا تھا۔ وہ خود ایک ایسی جگہ تلاش کرنے کے لیے نکلا جہاں وہ خود اور اس کی فوج رہے۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں شہر تعمیر کر سکے، جرجرایا کی طرف اترا پھر موصل اور الجبل کی طرف گیا۔ اس نے اپنی فوج کے ایک شخص کو آشوب چشم کے سبب سے جو اس کو لاحق ہو گیا تھا، مدائن میں چھوڑ دیا تھا، جس طبیب کا وہ علاج کر رہا تھا، اس نے منصور کے سفر کا سبب پوچھا، اس نے سبب بتایا۔ طبیب نے کہا، ''اس کتاب میں، جو ہمارے پاس ہے، لکھا ہے کہ ایک شخص جس کا نام 'مقلاص' ہو گا دجلہ و بصرہ کے درمیان ایک شہر بسائے گا، جس کا نام ''الزوراء'' ہو گا۔ جب وہ اس کی بنیاد رکھے گا اور اس کا کچھ حصہ بن چکے گا تو اس پر حجاز سے ایک مصیبت آئے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ دے گا اور اس خرابی کی اصلاح کرے گا۔ پھر ایک دوسری خرابی بصرہ سے آئے گی، جو اس سے بھی بڑی ہو گی، لیکن یہ دونوں خرابیاں زیادہ دیر نہ رہیں گی کہ درست ہو جائیں گی۔ پھر وہ اس کی دوبارہ تعمیر کرے گا اور اس کو پورا کر دے گا۔ اس کی بڑی عمر ہو گی اور ملک میں اس کی اولاد باقی رہے گی۔'' وہ لشکری منصور کی چھاؤنی پر آیا جو اس وقت نواحی جبل میں تھی، اور اس کی خبر دی۔ منصور واپس ہوا، اور اس نے کہا واللہ بچپن میں، میں مقلاص کہلاتا تھا۔

وہ چلا حتیٰ کہ اس دیر پر اترا جو خُلد نامی قصر کے سامنے تھا۔ صاحب دیر اور بطریق کی چکی کے مالک بطریق اور صاحب بغداد اور صاحب مخرم اور صاحب بستان النفس اور صاحب العتیقہ کو بلایا، اور ان سے ان کے علاقوں کی نسبت دریافت کیا کہ گرمی سردی اور بارش میں کیا رہتا ہے؟ گرد و غبار کا کیا حال ہے؟ پسو اور کیڑے مکوڑے تو نہیں ہیں؟ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے علاقے کا حال بیان کیا۔ ان کی پسند صاحب بغداد پر رہی۔ منصور نے اس کو بلایا اور اس سے مشورہ کیا، اس نے کہا، ''اے امیر المومنین! آپ نے مجھ سے ان مقامات کے متعلق سوال کیا ہے، اور یہ کہ آپ ان میں سے کس کو پسند کریں! میری رائے ہے کہ آپ چار طسوجوں میں اتریں۔ مغربی جانب دو طسوج بقطربُل اور بادوریا ہیں۔ جانب شرقی میں دو طسوج نہر بوق وکلواذی ہیں۔ یہ نخل اور پانی کے قریب رہے گا۔ اور اگر کسی طسوج میں قحط ہوا اور اس کی آبادی کم ہو گئی تو دوسرے طسوج میں آبادیاں ہوں گی۔ اور اے امیر المومنین! آپ الصراۃ پر ہوں گے۔ آپ کے پاس کشتیوں پر شام ورقہ والغرب سے طوائف مصر میں رسد پہنچے گی۔ آپ کے پاس چین، ہندوستان، بصرہ واسط، دیار بکر، روم اور موصل، وغیرہ سے دجلہ کے راستے رسد پہنچے

Marfat.com

گی۔آپ کے پاس آرمینیہ اور اس سے متصل علاقوں کی رسد تامرا کے رستے آئے گی، حتیٰ کہ ذاب میں پہنچ جائے گی۔ پھر آپ دریاؤں کے بیچ میں ہوں گے۔آپ کا دشمن آپ تک کسی پل یا قنطرہ کے بغیر نہ پہنچ سکے گا۔ اگر آپ نے پل یا قنطرہ توڑ دیا تو وہ آپ تک نہ آسکے گا۔ دجلہ، فرات وصراۃ اس شہر کی خندقیں ہیں۔آپ بصرہ وکوفہ، واسط وموصل اور سواد کے بیچ میں ہوں گے اور دریا، خشکی اور پہاڑ سے قریب ہوں گے۔'' اس سے منصور کا عزم وہاں اترنے کے متعلق اور بڑھ گیا۔

کہا جاتا ہے، منصور نے جب شہر بغداد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک راہب کو دیکھا اور اسے آواز دی، وہ آیا، منصور نے اس سے کہا، کیا تم کو اپنی کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ اس جگہ ایک شہر بنایا جائے گا، اس نے کہا ہاں، تو آپ ہی اس شہر والے ہیں۔

منصور نے ۱۴۵ھ میں اس کی تعمیر شروع کر دی۔ کاریگروں اور صناعوں کی طلب کے لیے اور شام، جبل، کوفہ، واسط اور بصرہ کو لکھا۔ اصحاب فضل وعدالت وفقہ اور اصحاب امانت ومعرفت بالہندسہ میں سے ایک جماعت منتخب کرنے کا حکم دیا۔ اس غرض کے لیے جو لوگ بلائے گئے ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ بھی تھے۔ منصور کے حکم سے شہر کی داغ بیل ڈالی گئی۔ بنیاد کھودی گئی، اور اینٹیں پکائی گئیں۔سب سے پہلے اس نے راکھ سے نشانات ڈلوائے، اور ان میں دروازہ اور فصیلیں اور محرابیں اور میدان بنوائے اور یہ سب راکھ سے محفوظ کیے گئے تھے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ راکھ پر نبولے ڈال کر ان میں آگ لگائی جائے۔ یہی کیا گیا۔ اس مشتعل حالت میں اس کو دیکھ کر نقشہ سمجھا اور حکم دیا کہ اسی نقشہ پر بنیاد کھودی جائے۔ اور اس پر چار قائد مقرر کیے۔ ہر قائد ایک حصہ پر تھا۔ ابو حنیفہ کو اینٹیں گننے پر مقرر کیا۔ اس سے پہلے اس نے چاہا تھا کہ ابو حنیفہ عہدۂ قضا و مظالم قبول کر لیں، انہوں نے قبول نہ کیا، منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو نہیں چھوڑے گا حتیٰ کہ وہ اس کی ملازمت قبول کر لیں۔ آخر انہوں نے قبول کیا کہ بغداد کی تعمیر کی نگرانی کریں اور بانسوں سے اینٹوں کا شمار کریں، اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کیا۔ منصور نے فصیل کا عرض، اس کی بنیادیں، پانچ سو ذراع اور اوپر بیس ذراع رکھا۔ بنیادیں بانس اور لکڑیاں لگائیں۔ پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی اور کہا بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین، پھر کہا، بناؤ اللہ کی برکت پر۔

فصیل ایک قد آدم اٹھ چکی کہ محمد بن عبداللہ کے ظہور کی خبر آئی، اس نے تعمیر روک دی۔ کوفہ

Marfat.com

میں قیام کیا حتیٰ کہ محمد اوران کے بھائی، ابراہیم کی جنگ سے فارغ ہوگیا۔ پھر بغداد کی طرف واپس آیا، اس کی تعمیر مکمل کی اوراس میں اصحاب کو زمینیں دیں۔

منصور نے وہ سب چیزیں مہیا کی تھیں جن کی شہر کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے لکڑی اور ساگوان وغیرہ۔ جب وہ کوفہ جانے لگا تو جو کچھ اس نے مہیا کیا تھا اس کی اصلاح پر اپنے مولیٰ اسلم کو مقرر کیا۔ اسلم کو خبر ملی کہ ابراہیم نے منصور کی فوج کو شکست دے دی، اس نے وہ سب چیزیں جلا دیں جن پر منصور نے اس کو چھوڑا تھا۔ منصور کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اس کو سرزنش لکھی۔ اسلم نے لکھا کہ ''مجھے خوف ہوا کہیں ابراہیم ان چیزوں پر قابض نہ ہو جائے۔'' منصور نے اس کو کچھ نہ کہا۔

عنقریب ہم ۱۴۶ھ میں اس کی تعمیر کی کیفیت لکھیں گے۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا ظہور

اسی سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا۔ وہ محمد کے بھائی تھے، جن کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ ظہور سے قبل ان کی بڑی تلاش کی گئی۔ ان کی ایک لونڈی کا بیان ہے کہ انہوں نے پانچ برس تک کسی ایک جگہ قیام نہیں لیا، کبھی فارس میں تھے تو کبھی کرمان میں، کبھی جبل میں اور کبھی حجاز میں، کبھی یمن میں اور کبھی شام میں۔ پھر وہ موصل گئے، منصور بھی ان کی تلاش میں وہاں پہنچا۔

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ موصل میں منصور کی تلاش نے مجھے پریشان کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ میں منصور کے دسترخوان پر بیٹھا، پھر نکلا (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) منصور کے لشکر میں ایک گروہ شیعہ تھا۔ ان لوگوں نے ابراہیم کو لکھ کر درخواست کی کہ وہ ان کے پاس آئیں تاکہ وہ منصور پر شورش کر دیں۔ ابراہیم، ابوجعفر کے لشکر میں پہنچے، وہ اس وقت بغداد میں تھا، اور شہرِ بغداد کی داغ بیل ڈال چکا تھا۔ اس کے پاس ایک آئینہ تھا، جس میں دیکھ کر وہ دوست دشمن کو پہچان لیتا تھا۔ منصور نے اس آئینہ میں دیکھا اور اپنے ایک دوست سے کہا، اے مسیّب میں نے ابراہیم کو اپنے لشکر میں دیکھا ہے۔ زمین پر اس سے بڑا میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ تُو دیکھ کہ وہ کون شخص ہے۔

پھر منصور نے صراۃ العتیقہ کا پل بنانے کا حکم دیا۔ ابراہیم لوگوں کے ساتھ اس پُل کو دیکھنے کے لیے نکلے تو منصور کی ان پر نظر پڑ گئی۔ ابراہیم جھٹ نیچے بیٹھ گئے اور لوگوں میں چھپ چھپا کر نکل

Marfat.com

گئے، اور ایک قاضی کے پاس پہنچے اور اس سے پناہ لی۔ اس نے انہیں ایک کمرے میں بیٹھا لیا۔ منصور نے ان کی تلاش میں بڑی تگ و دو کی، ہر جگہ جاسوس بٹھا دیئے۔ ابراہیم اُسی مکان میں بیٹھے رہے آخر کاران کے ساتھی سفیان بن حیان القمیؒ نے ان سے کہا ہم پر جو مصیبت اتری ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اب خطرے میں پڑے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ابراہیم نے کہا، جو تم مناسب سمجھو کرو۔ سفیان، ربیع کے پاس پہنچا اور اس سے منصور کے پاس جانے کی اجازت لی۔ اس نے سفیان کو منصور کے پاس پہنچا دیا۔ منصور نے اسے دیکھا تو برا بھلا کہا۔ سفیان نے کہا، اے امیر المومنین! ہم اسی کے اہل ہیں جو آپ فرماتے ہیں، لیکن میں آپ کے پاس تائب ہو کر آیا ہوں۔ آپ کے لیے میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں۔ میں آپ کے پاس ابراہیم بن عبداللہ کو لاتا ہوں۔ میں نے ان لوگوں کو آزما لیا اور ان میں کوئی خیر نہ پایا۔ آپ میرے اور میرے ساتھی غلام کے لیے پروانہ لکھ دیجئے کہ مجھے ڈاک کی سواری پر سوار کر دیا جائے، اور میرے ساتھ ایک فوجی دستہ دیجئے۔ منصور نے اسے پروانہ لکھ دیا اور ایک فوجی دستہ اس کے ساتھ کیا اور اس سے کہا، یہ ہزار دینار ہیں ان سے کام چلا۔ اس نے کہا، مجھے اس کی حاجت نہیں ہے، اور ان میں سے صرف تین سو دینار لے لیے اور چلا، فوجی دستہ اس کے ساتھ تھا۔ وہ مکان میں داخل ہوا۔ ابراہیم پر صوف کا جبہ اور غلاموں کی سی قباء تھی۔ سفیان ان پر چیخا اور ان پر جھپٹا، اور ان سے ایسا سلوک کرنے لگا جیسے وہ اس کے غلام ہوں۔ پھر سفیان اور ابراہیم ڈاک کی سواری پر روانہ ہوئے۔

بعض کہتے ہیں، برید پر سوار نہیں ہوا۔

وہ چلا، حتیٰ کہ مدائن پہنچا۔ وہاں اسے پل کے ایک افسر نے روکا۔ سفیان نے اسے منصور کا پروانہ دکھا دیا۔ جب وہ اس پل سے گزر گیا تو پل کے محافظ نے کہا، یہ غلام نہیں ہے بلکہ ابراہیم بن عبداللہ ہے، بہر حال تم سیدھے چلے جاؤ۔ اس نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ بصرہ پہنچے۔ پھر وہ اس فوجی دستے کو جو منصور نے اس کے ساتھ کیا تھا، ایسے مکانوں پر لے جانے لگا جن کے دو دروازے تھے۔ ان میں سے بعض کو ایک دروازے پر بٹھا کر کہتا کہ جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ جانا، اور ان کو چھوڑ کر دوسرے دروازے سے نکل جاتا۔ حتیٰ کہ اس نے پورے دستے کو اپنے سے جدا کر دیا اور تنہا رہ گیا۔ سفیان بن معاویہ، امیر بصرہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے لشکریوں کے پاس آدمی

Marfat.com

بھیجے۔ ان کو جمع کیا اور انھی کو تلاش کیا، لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

اس سے قبل ابراہیم اہواز پہنچے تھے اور حسن بن خبیب کے پاس چھپے تھے، اور محمد بن حصین ان کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے ایک دن کہا، امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ منجموں نے انہیں خبر دی ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو نہروں کے درمیان جزیرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں نے جزیرے میں اس کو تلاش کیا، لیکن وہ وہاں نہیں ہے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو کل شہر میں تلاش کروں، شاید امیر المومنین کی مراد دو نہروں کے درمیان سے 'دُجیل و مسرقان' کے درمیان ہو۔ حسن بن خبیب، ابراہیم کے پاس واپس آئے اور ان کو خبر دی، اور شہر کے بیرونی حصہ کی طرف ان کو نکال دیا۔ محمد نے اس دن ان کو تلاش نہیں کیا۔

جب دن ختم ہونے کو آیا تو حسن، ابراہیم کی طرف گئے اور جا کر ان کو شہر میں لے آئے۔ وہ دونوں عشاء کے وقت دو گدھوں پر جا رہے تھے کہ ان کو ابن حصین کے سواروں کا اگلا حصہ ملا، ابراہیم اپنے گدھے سے اتر گئے، جیسے پیشاب کر رہے ہیں۔ ابن الحصین نے حسن سے پوچھا، ''کہاں سے آ رہے ہو؟'' کہا، ''اپنے عزیزوں میں سے ایک کے ہاں سے۔'' وہ چلا گیا تو حسن، ابراہیم کے پاس واپس آیا اور انہیں سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔ ابراہیم نے اس سے کہا، خدا کی قسم! میں نے خون کا پیشاب کیا ہے۔ حسن کہتا ہے، میں اس جگہ پہنچا اور میں نے دیکھا کہ فی الواقع انہوں نے خون کا پیشاب کیا تھا۔

پھر ابراہیم بصرہ آئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد کے مدینہ میں ظاہر ہونے کے بعد وہاں پہنچے۔ اور بعض کہتے ہیں ۱۴۳ھ میں پہنچے تھے۔ حسن نے ان کو بلایا تھا اور ان کی مہمان داری کی تھی۔ وہ بعض کے قول کے مطابق یحیٰی بن زیاد بن حیان نبطی تھا۔ اس نے ان کو اپنے گھر میں بنی لیث کے درمیان اتارا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دار ابی فروہ میں اترے اور لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی طرف دعوت دی۔ اور سب سے پہلے جن لوگوں نے ان سے بیعت کی وہ نمیلہ بن مُرّۃ العبشمی اور عفو اللہ بن سفیان اور عبدالواحد بن زیاد اور عمرو بن سلمہ ہجیمی اور عبداللہ بن یحیٰی بن حصین الرقاشی تھے۔ ان لوگوں نے اور لوگوں کو بلایا اور مغیرہ بن فزع اور ایسے ہی لوگوں نے ان کی دعوت قبول کی۔ عیسیٰ بن یونس اور معاذ بن معاذ اور عباد بن عوام اور اسحٰق بن یوسف ازرق اور معاویہ بن ھشیم بن بشیر اور فقہاء و اہل علم کی ایک جماعت کثیر نے بھی ان کو لبیک کہا، حتیٰ کہ ان کے دیوان کا شمار چار ہزار

Marfat.com

تک پہنچ گیا اور ان کے کام کو فروغ ہونے لگا۔ پھر لوگوں نے کہا، اگر آپ وسط بصرہ کی طرف منتقل ہو جاتے تو لوگ آرام سے آپ کے پاس آ سکتے تھے۔ لہٰذا وہ ابو مروان مولیٰ بنی سلیم کے گھر میں مقبرۃ بنی یشکر میں منتقل ہو گئے۔ سفیان بن معاویہ ان کے کام میں معاونت کرتا رہا۔

جب ان کے بھائی محمد ظاہر ہوئے تو انہوں نے ابراہیم کو بھی ظاہر ہونے کے لیے لکھا۔ وہ پریشان ہوئے لیکن ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو یقین دلایا کہ ظہور آسان ہے، اور ان سے کہا کہ آپ کا کام پکا ہو چکا ہے اب آپ قید خانے کی طرف نکلیے اور رات کے وقت اس کو توڑ دیجئے۔ پھر جو صبح ہوگی تو لوگوں کا ایک عالم آپ کے پاس اکٹھا ہو جائے گا۔ اس سے ان کا نفس مطمئن ہو گیا۔

اس وقت منصور کوفہ کے باہر مقیم تھا جیسا کہ اوپر گزرا۔ اور اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج تھی۔ اس نے تین قائد سفیان بن معاویہ (گورنر بصرہ) کے پاس بصرہ بھیجے تا کہ اگر ابرہیم ظاہر ہو تو وہ اس کی مدد کریں۔ جب ابراہیم نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو سفیان کو اطلاع دے دی اور اس نے قائدوں کو اپنے پاس جمع کر لیا۔

ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو ظاہر ہو گئے۔ اور انہوں نے اس فوج کے جانور لوٹ لیے۔ لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور دارالامارت کا قصد کیا جہاں سفیان ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا۔ ابراہیم نے اس کو محصور کر لیا۔ سفیان نے ان سے امان مانگی، ابراہیم نے اس کو امان دی، دارالامارت میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے ان کے لیے چٹائی بچھائی، لیکن ہوا چلی اور اس نے چٹائی پلٹ دی، قبل اس کے کہ وہ بیٹھیں۔ اس سے لوگوں نے بُری فال لی۔ ابراہیم نے کہا، ہم شگون نہیں کرتے۔ اور اس الٹی ہوئی چٹائی ہی پر بیٹھ گئے۔ ان قائدوں کو قید کر دیا اور سفیان بن معاویہ کو بھی قصر میں محبوس کر دیا۔ اور اس کو ہلکی بیڑیاں پہنا دیں کہ منصور کو معلوم رہے کہ وہ محبوس ہے۔

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو ابراہیم کے ظہور کی خبر پہنچی تو وہ چھ سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ ابراہیم نے ان کی طرف مضاء بن قاسم جزری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے ان دونوں کو شکست دے دی۔ ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ "نہ بھاگتے کا تعاقب کیا جائے نہ مجروح پر حملہ کیا جائے۔"

ابراہیم خود زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دروازے پر گئے۔ یہ وہی

Marfat.com

زینب ہیں جن کی طرف عباسیوں کی زمینیں منسوب ہیں۔ وہاں انہوں نے امان کی منادی کی، اس طرح بصرہ ان کے لیے صاف ہوگیا، اور وہاں کے بیت المال میں ان کو بیس لاکھ درہم ملے جن سے ان کو قوت حاصل ہوئی اور انہوں نے اپنے اصحاب کے لیے فی کس پچاس درہم کے حساب سے مقرر کیے۔

جب بصرہ ان کے قابو میں آ گیا تو انہوں نے مغیرہ کو اہواز بھیجا، وہ دوسو آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا وہاں منصور کا عامل محمد بن حصین تھا۔ وہ اس کے مقابلے پر چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلا، فریقین میں مڈبھیڑ ہوئی، ابن حصین نے شکست کھائی اور مغیرہ اہواز میں داخل ہوگیا۔

بعض کہتے ہیں، مغیرہ کو انہوں نے باخمریٰ کی طرف جانے کے بعد بھیجا تھا۔ ابراہیم نے فارس کی طرف عمرو بن شداد کو بھیجا، وہ وہاں پہنچا، یہاں علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹے عبدالصمد و اسمٰعیل اصطخر میں تھے، ان دونوں کو جب عمرو کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو یہ داراب جرد چلے گئے اور قلعہ بند ہوگئے۔ اس طرح فارس عمرو کے ہاتھ میں آ گیا۔ ابراہیم نے مروان بن سعید عجلی کو سترہ ہزار آدمیوں کے ساتھ واسط کا عامل بنا کر بھیجا۔ جہاں منصور کی طرف سے ہارون بن حمید الایادی عامل تھا۔ منصور نے اس سے جنگ کرنے کے لیے عامر بن اسمٰعیل مسلی کو پانچ ہزار، اور بعض کہتے ہیں بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ پھر انہوں نے جنگ بند کرنے پر عارضی صلح کرلی حتیٰ کہ معلوم ہو جائے کہ ابراہیم اور منصور کے معاملے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ جب ابراہیم قتل ہوئے تو مروان بن سعید روپوش ہوگیا حتیٰ کہ وفات پائی۔

ابراہیم بصرہ میں بیٹھے ہوئے عمال اور فوجیں پھیلاتے رہے حتیٰ کہ ان کے بھائی محمد کی وفات کی خبر ان کو عید الفطر سے تین دن قبل ملی۔ وہ عید کے دن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے گئے درآں حالیکہ وہ بہت شکستہ دل تھے۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کو محمد کے قتل کی خبر دی۔ اس سے منصور کے خلاف جنگ کرنے میں ان کی بصیرت اور بڑھ گئی۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو ابراہیم نے فوج کا پڑاؤ ڈالا، اور بصرہ میں اپنے نائب نمیلہ کو اپنے بیٹے حسن کے ساتھ چھوڑا۔

ابراہیم کے جانے اور ان کے قتل کیے جانے کا ذکر

پھر ابراہیم نے جانے کا عزم کیا۔ ان کے بصری ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ خود قیام

Marfat.com

کریں اور فوجیں بھیج دیں، تا کہ اگر آپ کا ایک لشکر شکست کھا جائے گا تو آپ دوسرے لشکر سے اس کی مدد کر سکیں۔ لوگوں کو آپ کے مقام کا خوف ہوگا اور آپ کا دشمن آپ سے ڈرے گا۔ آپ اموال وصول کریں گے اور آپ کا قدم جما رہے گا۔ لیکن ان کے ساتھ جو اہل کوفہ تھے انہوں نے کہا، اہلِ کوفہ کا مزاج یہ ہے کہ اگر آپ ان کے درمیان ہوں گے تو وہ آپ کے لیے لڑ مریں گے لیکن اگر وہ آپ کو اپنے درمیان نہیں دیکھیں گے تو مختلف حیلے بہانوں سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔ بہرحال ابراہیم بصرہ سے کوفہ کی طرف چلے۔

منصور کو جب ابراہیم کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس کے ساتھ کم فوج تھی۔ اس نے کہا، خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ میری فوج میں دو ہزار آدمیوں کے سوا نہیں ہیں۔ میں اپنا تمام لشکر مختلف جگہ بھجوا چکا ہوں۔ مہدی کے ساتھ رے میں تیس ہزار ہیں، محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ میں چالیس ہزار ہیں اور باقی عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم اگر اس بار میں اس سے بچ گیا تو آئندہ میں اپنے لشکر سے کم از کم تیس ہزار فوجی کبھی اپنے سے دور نہیں کروں گا۔

پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو فوراً واپس آنے کے لیے لکھا۔ یہ خط اس کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا۔ وہ عمرے کا ارادہ ترک کر کے واپس آیا۔ منصور نے سلم بن قتیبہ کو لکھا، وہ رے سے اس کے پاس آ گیا۔ منصور نے اس سے کہا، ''ابراہیم کی طرف جا، تجھے اس کی جمعیت خوف زدہ نہ کرے کیونکہ خدا کی قسم وہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں جو قتل کیے جانے والے ہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر بھروسا کر۔'' منصور نے اس کے ساتھ دوسرے قائد بھی لگا دیئے اور مہدی کو لکھا کہ خازم بن خزیمہ کو اہواز کی طرف بھیج دے۔ اس نے چار ہزار سواروں کے ساتھ اسے بھیج دیا، وہ وہاں پہنچ گیا۔ مغیرہ سے جنگ کی، مغیرہ بصرہ کی طرف پسپا ہو گیا۔ خزیمہ نے اہواز کو تین دن تک مباح کیے رکھا۔

منصور کے پاس بصرہ، اہواز، فارس، واسط، مدائن اور سواد سے پیہم بغاوتوں کی خبریں آئیں۔ اس کے قریب ہی اہل کوفہ کے ایک لاکھ جنگ آزما ایک آواز کے منتظر تھے۔ جب اس کے پاس پیہم خبریں آئیں تو اس نے کہا۔

وجعلت نفسی للرماح دریّة   ان الرئیس لمثل ذاک فعول

Marfat.com

[میں نے خود کو نیزوں کا نشانہ بنالیا ہے۔ رئیس ایسے ہی کام کیا کرتا ہے۔]

پھر اس نے (شگون کے طور پر) ہر سمت کے علاقے کی طرف پتھر پھینکا۔ منصور اپنے مصلے پر پانچ دن تک بیٹھا رہا۔ اسی پر سوتا اور اسی پر بیٹھا رہتا۔ اس نے ایک رنگین جبہ پہنا ہوا تھا، جس کا دامن میلا ہو گیا تھا۔ وہ مصلے سے جدا نہیں ہوتا تھا بجز اس کے کہ جب وہ لوگوں کے سامنے آتا تو سواد پہن لیتا، اور جب ان سے جدا ہوتا تو اپنی ہیئت پر پلٹ آتا۔

اس کے پاس مدینہ سے دو عورتیں ہدیۃً بھیجی گئیں۔ ان میں سے ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تھی، اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ جو خالد بن اسید کی اولاد میں تھیں۔ لیکن اس نے ان دونوں کو نہیں دیکھا۔ اس سے کہا گیا کہ ان دونوں کو بدگمانی ہو رہی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عورت بازی کے دن نہیں ہیں جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے پاس نہ دیکھ لوں یا اپنا سر اس کے پاس نہ دیکھ لوں۔

حجاج بن قتیبہ کہتا ہے، ایک بار منصور کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ یہ وہ وقت تھا کہ منصور کو، بصرہ، اہواز اور فارس سے بغاوتوں کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ ابراہیم کوفہ کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں ایک لاکھ کوفی سیف بدست ابراہیم کی ایک پکار کے منتظر تھے لیکن اس وقت میں نے منصور کو ایک مستعد اور حاذق شخص پایا۔ اس پر جو مصائب نازل ہوئی تھیں ان کے مقابلے میں وہ ڈٹا ہوا تھا اور وہ ویسا ہی تھا جیسا کہ اگلوں نے کہا ہے۔

نفس عصام سؤدت عصاما و علمته الکرّ والاقداما
و صیّرته ملکاً هماما

[مضبوط نفس سرداری سے اور مضبوط ہو گیا، اور اس چیز نے اس کو حملہ و اقدام سکھا دیا اور اس کو ایک صاحب ہمت بادشاہ بنا دیا۔] !!

پھر منصور نے ابراہیم کی طرف عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مقرر کیا۔ جب اس کو وداع کیا تو اس سے کہا، یہ خبیث یعنی منجم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تو ابراہیم سے ملاقی ہوا تو اپنے اصحاب کو گشت کرانا حتیٰ کہ تیری اور اس کی مڈبھیڑ ہو۔ پھر تیرے اصحاب تیرے پاس پلٹ آئیں اور انجام تیرے حق میں ہو گا۔

Marfat.com

جب ابراہیم بصرہ سے چلے تو انہوں نے اسی رات اپنے لشکر میں چھپ کر گشت لگائی اور طنبوروں کی آوازیں سنیں۔ دوسری بار پھر اسی طرح گشت لگائی تو پھر طنبوروں کی آوازیں سنیں۔ اس پر انہوں نے کہا، جس فوج کا یہ حال ہو اس کی فتح کی میں امید نہیں رکھتا۔ لوگوں نے راستے میں ان کو قطامی کے یہ اشعار پڑھتے سنا۔

امور لو یدبرها حلیم — اذا لنهی و هیّب ما استطاعا

و معصیة الشقیق علیک مما — یزیدک مرّة منه استماعا

و خیر الامر ما استقبلت منه — و لیس بان تتبعه اتّباعا

ولکن الادیم اذا تفرّی — بلیٰ و تعیّا غلب الصناعا

لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے روانہ ہونے پر نادم ہیں۔

ان کے دیوان (یعنی رجسٹر) میں ایک لاکھ آدمیوں کا شمار تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

اسی سفر کے دوران ان سے کہا گیا کہ اس رخ کو چھوڑ دیں جس رخ سے عیسیٰ آ رہا ہے اور کوفہ کا قصد کریں کیونکہ منصور ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور اہل کوفہ ان سے آملیں گے پھر منصور کے لیے حلوان کے سوا کوئی مرجع باقی نہ رہے گا، لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ عیسیٰ پر شب خون ماریں، انہوں نے کہا، میں شب خون مارنے کو مکروہ جانتا ہوں بجز اس کے کہ متنبہ کرنے کے بعد مارا جائے۔ اسی سفر کے دوران ایک موقع پر اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص اٹھا وہ چاہتا تھا کہ ابراہیم اس کو حکم دیں کہ وہ پہلے کوفہ جا کر لوگوں کو دعوت دے۔ اس شخص نے کہا میں ان کو پہلے پوشیدہ طور پر دعوت دوں گا، پھر علانیہ دعوت دینے لگوں گا۔ جب منصور کوفہ کے اطراف میں یہ شور سنے گا تو کوفہ آنے کا ارادہ ترک کر دے گا۔ ابراہیم نے اس کے متعلق "بشیر الرحال" [۱۲] سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا، "جو کچھ یہ شخص کہتا ہے اگر ہم مان لیں تو یہ ایک اچھی رائے ہوگی، لیکن ہمیں اس کا اطمینان نہیں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہلِ کوفہ کا ایک گروہ تمہارے ساتھ ہو جائے (باقی نہ ہوں) پھر منصور اس کی طرف سوار بھیجے گا اور وہ بے گناہوں، بچوں اور عورتوں کو پکڑیں گے اور یہ گناہ ہوگا۔ اس پر اس کوفی نے کہا، تم منصور سے لڑنے نکلے ہو اور ضعیفوں اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی ڈر رہے ہو۔ کیا رسول اللہ ﷺ اپنے سرایا لڑنے نہیں

Marfat.com

بھیجتے تھے، اور اس قسم کی صورتیں پیش نہیں آتی تھیں؟ بشیر نے کہا،''وہ کفار تھے اور یہ مسلم ہیں۔''

آخر کار ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور چلے حتیٰ کہ باخمری پر، جو کوفہ سے سولہ فرسخ پر ہے، عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابل اترے۔ سلم بن قتیبہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ ''آپ کھلے میدان میں ہیں، اور آپ جیسے شخص کی موت میں نہیں چاہتا۔ آپ اپنے گرد خندق کھدوا لیجیے تاکہ آپ تک ایک رستے کے سوا کوئی نہ پہنچ سکے۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ابوجعفر اپنی فوج جنگ پر بھیج چکا ہے۔ آپ ایک جماعت کے ساتھ تیزی سے اس کے سر پر جا پہنچیے۔'' ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور یہ بات ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے کہا ''ہم خندق کیوں کھودیں حالانکہ ہم ان پر غالب ہیں۔ نہیں، واللہ ہم یہ نہیں کریں گے۔'' انہوں نے کہا ''تو ہم ابوجعفر کی طرف جائیں؟'' کہا ''کیوں؟ جبکہ وہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔'' ابراہیم نے مسلم بن قتیبہ کے قاصد سے کہا ''جو کچھ میرے ساتھیوں نے کہا وہ تم نے سن لیا اب تم تو بخیریت واپس جاؤ۔''

پھر فریقین صف آرا ہوئے، ابراہیم نے اپنے اصحاب کو ایک صف میں کھڑا کیا۔ ان کے اصحاب میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ ان کو دستوں کی شکل میں مرتب کیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ شکست کھا جائے تو دوسرا دستہ ثابت قدم رہے۔ ورنہ اگر صف کا ایک حصہ منہزم ہو گیا تو سب کے سب بھاگ نکلیں گے۔ لیکن باقی لوگوں نے کہا ''ہم تو اہل الاسلام ہی کی سی صف بندی کریں گے۔'' اس سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول تھا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ''۔ ۱۳ پھر لوگ خوب لڑے۔ حمید بن قحطبہ اور اس کے ساتھ والے شکست کھا کر بھاگے۔ عیسیٰ نے ان کو روکا اور ان کو اللہ کا اور اطاعت کا واسطہ دیا لیکن وہ اس کی طرف رخ نہیں کرتے تھے۔ حمید شکست خوردہ آیا تو عیسیٰ نے اس سے کہا، اللہ اللہ و الطاعۃ۔ لیکن اس نے کہا ''ہزیمت میں اطاعت نہیں ہے۔'' اور لوگ واپس جانا شروع ہو گئے، اور عیسیٰ کے ساتھ ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس سے کہا گیا کہ تم اپنی جگہ سے ہٹ جاؤ۔ حتیٰ کہ لوگ تمہاری طرف واپس آجائیں۔ مجتمع ہونے کے بعد پھر تم پلٹ کر حملہ کر دینا، لیکن اس نے کہا، ''میں اپنی اس جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا حتیٰ کہ یا مارا جاؤں یا اللہ میرے ہاتھ پر فتح کردے۔ واللہ میرے اہل بیت میری صورت ہرگز نہیں دیکھیں گے، اگر میں ان کے دشمن سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔'' پھر اس کے پاس سے واپس جانے والا گزرتا تو، وہ

Marfat.com

اس سے کہتا تھا کہ میرے اہل بیت کو سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ مجھے اپنی جان سے زیادہ کوئی فدیہ نہیں ملا جو میں تم پر سے فدا کرتا اور وہ میں نے تمہارے بدلے خرچ کر دیا۔'' اس افراتفری کے عالم میں، سلیمان بن علی کے دو بیٹے جعفر اور محمد اپنے دستوں کے ساتھ ابراہیم کی فوجی کی پشت پر سے آگئے اور قتال شروع کر دیا، عیسیٰ نے یہ دیکھا تو اپنی فوج کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا، یوں ابراہیم کے اصحاب نرغے میں آگئے اس طرح اصحاب ابراہیم کو ہزیمت ہوگئی۔ اگر جعفر و محمد نہ ہوتے تو عیسیٰ کی ہزیمت مکمل ہو چکی تھی۔ منصور کے لیے اللہ کی کارسازی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے اصحاب کو راستے میں ایک نہر ملی، وہ نہ اس کو عبور کر سکتے تھے اور نہ ان کو کوئی گھاٹ ملتا تھا۔ وہ سب کے سب واپس آگئے۔ ابراہیم کے اصحاب پانی پھاڑتے ہوئے آگئے تھے تاکہ ان کا قتال یکسوئی سے ہو۔ جب وہ شکست کھا کر بھاگے تو ان کو پانی نے فرار سے روکا۔ ابراہیم اپنے اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ جس کی تعداد چھ سو، اور بقول بعض چار سو تھی، جم گئے۔ حمید نے ان سے قتال کیا اور مقتولین کے سر عیسیٰ کے پاس بھیجنے لگا۔ ایک ناگہانی تیر ابراہیم کے گلے پر لگا اور اس نے حلق کاٹ دیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور کہا ''مجھے اتار دو۔'' لوگوں نے ان کو ان کے سواری سے اتار لیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ''یہ اللہ کا امر مقدور تھا۔[۱۴۱] ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا اور اللہ نے اس کے سوا کچھ اور چاہا۔''

ان کے اصحاب اور خاص آدمی ان کے گرد جمع ہو گئے اور ان کی حفاظت کرنے اور ان کی حمایت میں لڑنے لگے۔ حمید بن قحطبہ نے اپنے اصحاب سے کہا ''اس جماعت پر حملہ کرو اور معلوم کرو کہ کس شئے پر وہ اکٹھے ہوئے ہیں۔'' انہوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بڑی سختی سے لڑے حتیٰ کہ ان لوگوں کو ابراہیم کے پاس سے ہٹا دیا اور ان تک پہنچ گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے اس کو ابن ابی الکرام جعفری کو دکھایا۔ اس نے کہا ''ہاں یہ انہی کا سر ہے۔'' عیسیٰ (گھوڑے سے) زمین پر اترا، اس نے سجدہ کیا اور ان کا سر منصور کے پاس بھیج دیا۔

ان کا قتل پیر کے دن ۲۵/ذی قعدہ ۱۴۵ھ کو ہوا۔ ان کی عمر اڑتالیس سال تھی، وہ اپنے خروج کے وقت سے قتل تک پانچ دن کم تین مہینے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے شکست کھانے کا سبب یہ تھا کہ جب انہوں نے منصور کے اصحاب کو بھگا دیا اور ان کا تعاقب کیا تو ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ ''خبردار! کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا

Marfat.com

جائے۔'' اس سے یہ ہوا کہ وہ پلٹ آئے۔ منصور کے اصحاب نے ان کو واپس ہوتے دیکھا تو گمان کیا کہ وہ بھاگ رہے ہیں، وہ ان کے پیچھے پلٹے اور ہزیمت ہوگئی۔

اس وقت جب منصور کی فوج کو شکست ہو رہی تھی اور منصور کو اس کی خبر پہنچی کہ اس کے اصحاب نے ہزیمت پائی تو اس نے رَے جانے کا عزم کیا۔ پھر اس کے پاس نو بخت منجم آیا، اور اس نے کہا ''اے امیر المومنین! فتح آپ ہی کی ہے۔ ابراہیم عنقریب قتل ہو جائیں گے۔'' لیکن منصور نے اس کی بات قبول نہ کی۔ اس اثناء میں کہ وہ اس حال میں تھا، اس کے پاس ابراہیم کے قتل کی خبر آئی اور اس نے یہ شعر پڑھا۔

فالقت عصاها و استقربها النوی　　كما قرّعلينا بالاياب المسافر

[اس نے اپنا سفر ختم کر دیا اور منزل مقصود اس کا مستقر بن گئی۔ جس طرح مسافر گھر آنے سے آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔]

منصور نے نو بخت کو نہر حویزہ میں دو ہزار جریب زمین عطا کی۔

ابراہیم کا سر منصور کے پاس لایا گیا اور اس کے آگے رکھ دیا گیا۔ جب اس نے سر دیکھا تو رویا حتیٰ کہ اس کے آنسو ابراہیم کے رخساروں پر ٹپک پڑے۔ پھر اس نے کہا، ''واللہ میں اس فعل سے کراہت کرتا تھا مگر تو مجھ سے آزمائش میں ڈالا گیا اور میں تجھ سے آزمائش میں ڈالا گیا۔'' پھر وہ مجلس عام میں بیٹھا اور لوگوں کو اس نے حاضری کی اجازت دی۔ آنے والا آتا اور ابراہیم کا ذکر چھیڑتا اور ان کی شان میں بدگوئی کرتا اور منصور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا۔ منصور خاموش بیٹھا تھا اور اس کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ الدارمی داخل ہوا۔ اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا پھر کہا ''اے امیر المومنین! اللہ آپ کے ابن عم کے حق میں آپ کو اجر عظیم دے۔ اور جو کچھ انہوں نے آپ کے حق میں تفریط کی، اس کو معاف کر دے۔'' منصور کے چہرے کا رنگ چمک اٹھا، اس نے کہا ''اے ابو خالد مرحبا!'' اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابراہیم کی برائی نہیں بلکہ خیر خواہانہ جملے ہی منصور کو پسند آ رہے ہیں۔ لہٰذا لوگوں نے ویسے ہی تعزیتی کلمات کہنے شروع کر دیئے۔

بعض کہتے ہیں، جب اس کے سامنے ابراہیم کا سر رکھا گیا تو کسی نے ان کے چہرے پر تھوک دیا۔ منصور کے حکم سے اس کو ڈنڈوں سے مارا گیا۔ اس کی ناک ٹوٹ گئی، اور چہرہ زخمی ہو گیا۔ وہ پیٹا جاتا رہا حتیٰ کہ بیہوش ہو گیا۔ پھر لوگ اس کی ٹانگ گھسیٹ کر لے گئے اور اسے دروازہ کے باہر پھینک دیا۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے، منصور نے ایک مدت بعد سفیان بن معاویہ کو سواری پر جاتے دیکھا، اس نے (غالباً سفیان نے) کہا، ''للہ العجب (معلوم نہیں) یہ ابن الفاعلہ مجھے کس طرح قتل کرے گا۔''

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا معاملہ ختم ہوا۔

متفرق واقعات

اس سال ترک وخزر نے باب الابواب میں خروج کیا اور ارمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کر دیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ سرّیٰ بن عبداللہ بن حارث بن عباس نے حج کیا جو اس سال مکہ کا حاکم تھا۔

مدینے پر عبداللہ بن ربیع تھا، کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ پر سلم بن قتیبہ باہلی، بصرہ کی قضاء پر عباد بن منصور، مصر پر یزید بن حاتم۔

اس سال منصور نے مالک بن الہیثم کو موصل سے معزول کر کے اپنے بیٹے جعفر بن ابی جعفر منصور کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ حرب بن عبداللہ کو بھیجا جو اس کے اکابر قواد میں سے تھا، اور یہ وہی ہے جس کی طرف بغداد میں الحربیہ منسوب ہے۔ اس نے موصل کے نشیبی علاقے میں ایک قصر بنایا اور اس میں سکونت اختیار کی۔ وہ قصر آج تک قصر حرب کے نام سے معروف ہے۔ اسی میں زبیدہ بنت جعفر، (ہارون) الرشید کی بیوی پیدا ہوئی۔ اسی کے پاس آج کل ایک گاؤں آباد ہے جو ہماری (یعنی ابن اثیر کا) ملک تھا۔ پھر ہم نے وہاں سے صوفیہ کے لیے ایک رباط بنائی اور اس قریے کو رباط کے لیے وقف کر دیا۔ اس کتاب (یعنی ''الکامل'') کا بڑا حصہ ہمارے اسی گھر میں جمع کیا گیا ہے جو اس قریے میں ہے۔ اور وہ نہایت پاکیزہ اور حسین جگہ ہے۔ اس قصر کے آثار وہاں اب تک باقی ہیں سبحان من لا یزول ولا تغیرہ الدھور۔

وفیات

اس سال عمرو بن میمون بن مہران نے وفات پائی، اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

Marfat.com

نے وفات پائی، ان کی موت منصور کی قید میں ہوئی۔ اس نے ان کو مدینہ میں پکڑ لیا تھا، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ محمد اور ابراہیم کے چچا تھے۔

اس سال وفات پانے والوں میں عبدالملک بن ابی سلیمان العرزمی، یحییٰ بن حارث ذماری شامل ہیں، آخر الذکر کی عمر ستر برس کی تھی اور اس سال اسمٰعیل بن ابی خالد بَجَلی اور حبیب بن شہید مولی ازدنے، جن کی کنیت ابوشہید تھی، وفات پائی۔

حواشی

۱ یہ سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۳۳ ہے جس کے معنی ہیں ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سولی پر چڑھائے جائیں، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا وہ جلا وطن کر دیے جائیں۔''

۲ یہ سورہ القصص کی ۱ تا ۶ آیات ہیں۔ جن کا ترجمہ ہے ''ط س م۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سناتے ہیں، ایسے لوگوں کے فائدے کے لیے جو ایمان لائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا، فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے ہیں اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہی کو وارث بنائیں اور زمین میں اُن کو اقتدار بخشیں اور اُن سے فرعون وہامان اور اُن کے لشکروں کو وہی کچھ دکھا دیں جس کا انہیں ڈر تھا۔''

۳ یعنی ہاشم کی اولاد میں دو علی ہیں۔ ایک علی بن ابی طالب اور دوسرے علی بن حسین بن علی جو کہ ''زین العابدین'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

۴ یعنی ہمارے اجداد عبدالمطلب کی اولاد میں دو حسن ہیں: محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن

Marfat.com

ابی طالب۔

۵ یہ سورہ القصص کی ۵۶ ویں آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "(اے نبی) تم جسے چاہو اُسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔"

۶ سورہ الشعراء: ۲۱۴ (اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ)۔

۷ الشعراء: ۲۲۷ (اور ظلم کرنے والوں کو عن قریب معلوم ہو جائے گا)۔

۸ الاحزاب: ۴۰ ([لوگو] محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں)۔

۹ مراد ہیں عبدالرحمٰن بن عوف، جو حضرت عمر فاروقؓ کی قائم کردہ مجلس شوری برائے انتخابِ خلیفہ کے ایک رکن تھے۔

۱۰ وطاء: اونٹ کی پیٹھ پر بچھانے کی چیز۔

۱۱ یہ اشعار نابغہ ذبیانی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

۱۲ یہ مشہور نجومی تھا جس سے عباسی خلیفہ منصور اپنے معاملات میں مشورہ لیتا تھا۔

۱۳ سورہ الصف: ۴

۱۴ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا. (سورہ احزاب: ۳۸)

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب:۱۵

۱۴۶ھ کے واقعات

تعمیرِ بغداد کی کیفیت

اس سال صفر میں منصور مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد کی طرف منتقل ہوگیا اور اس کا شہر تعمیر کیا۔ ہم ۱۴۵ھ میں وہ سب بیان کر چکے ہیں جو منصور کے شہر بغداد کی تعمیر کا باعث ہوا۔ اب ہم اس کی تعمیر کا ذکر کرتے ہیں۔

جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا عزم کیا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا، جن میں خالد بن برمک بھی تھا۔ اس نے بھی اس کا مشورہ دیا اور اسی نے اس کے نشانات ڈالے۔ پھر اس نے خالد سے مدائن و ایوان کسریٰ کے توڑنے اور اس کا تعمیراتی سامان بغداد لانے کے متعلق مشورہ کیا۔ اس نے کہا: ''میری رائے اس کے حق میں نہیں ہے کیونکہ وہ اسلام کے اعلام میں سے ایک علم ہے، جس سے ناظر اس بات پر دلیل دیتا ہے کہ اس کے اصحاب جیسے لوگ کسی امر دنیا کی وجہ سے اس سے ہٹائے جانے والے نہ تھے۔ بلکہ یہ ایک امر دین کی بناء پر ہوا۔ اور ساتھ ہی وہاں علیؓ بن ابی طالب کا مصلّی ہے۔'' منصور نے اس سے کہا، ''خالد! تُو نے یہ انکار اپنے اصحاب عجم کے میلان کے سوا کسی اور وجہ سے نہیں کیا ہے۔'' اور اس نے قصر ابیض توڑنے کا حکم دیا، اور ٹوٹا ہوا سامان لایا گیا۔ اس نے خالد بن برمک کو بلایا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اس نے کہا، ''اے امیر المومنین! میری رائے تو پہلے ہی یہ تھی کہ آپ ایسا نہ کریں۔ لیکن جب آپ یہ کر چکے ہیں تو اب میری رائے ہے کہ آپ اسے منہدم کر دیں تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ آپ اس چیز کے ہدم سے عاجز رہے جس کو آپ کے غیر نے بنایا تھا۔'' لیکن منصور اس سے باز

Marfat.com

آ گیا اور اس نے اس کو منہدم کرنا چھوڑ دیا۔ اس نے شہر واسط کے دروازے منگوا کر بغداد پر لگوائے۔ ایک دروازہ شام سے لایا گیا، اور ایک دروازہ کوفہ سے لایا گیا جس کو خالد بن عبداللہ قسری نے بنوایا تھا۔ شہر مدوّر رکھا گیا تا کہ بعض لوگ بہ نسبت بعض لوگوں کے سلطان سے زیادہ قریب نہ ہوں۔ شہر کے لیے دو فصیلیں بنوائیں۔ اندر کی فصیل باہر کی فصیل سے زیادہ اونچی تھی۔ اس نے اپنا قصر اس کے وسط میں بنوایا اور مسجد جامع قصر کے ایک پہلو میں بنوائی۔ وہ حجاج بن ارطاہ تھے جنہوں نے مسجد کی داغ بیل ڈالی۔ اس کا قبلہ سیدھا نہ تھا، نماز پڑھنے والے کو باب بصرہ کی طرف مڑنا پڑتا تھا کیونکہ مسجد قصر کے بعد بنائی گئی تھی اور قصر سیدھا قبلے کی طرف نہیں تھا، اس کی تعمیر میں جو اینٹیں لگائی گئیں وہ ایک ذراع و ایک ذراع تھیں۔ اور ایک شکستہ حصے کی اینٹ لے کر توڑی گئی تو اس کا وزن ایک سو سولہ رطل نکلا۔

منصور کے امیرانِ لشکر اور کاتبوں کی ایک جماعت کے مقصوروں کے دروازے رحبۃ الجامع کی سڑک پر کھلتے تھے۔ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے اپنے ضعف کی بناء پر اس سے اجازت چاہی کی باب الرحبہ سے اس کے قصر تک سواری پر جاسکے۔ لیکن اس نے اجازت نہیں دی۔ پھر منصور نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے دروازے الرحبہ سے طاقاۃ کی فصیلوں تک نکالیں۔ پہلے بازار شہر ہی میں تھے۔ پھر ملک الروم کا سفیر آیا تو منصور نے اس سے بغداد کے بارے میں رائے پوچھی۔ اس نے کہا "میں نے ایک عمدہ آبادی دیکھی لیکن میں نے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ کے ساتھ دیکھا اور وہ بازاری لوگ ہیں۔" جب سفیر واپس چلا گیا تو منصور نے بازار والوں کو کرخ کی طرف نکلوا دیا۔

بعض کہتے ہیں، اس نے ان کو اس لیے نکالا کہ باہر کے لوگ راتوں کو اندر آتے اور وہاں شب گزاری کرتے اور بسا اوقات ان میں جاسوس بھی ہوتے تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور ان لوگوں کی جستجو کر رہا تھا جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ خروج کیا تھا۔ بغداد کے محتسب ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ، ابراہیم کی طرف میل رکھتے تھے۔ انہوں نے کمینوں کی ایک جماعت فراہم کی اور ان لوگوں نے منصور پر شورش کی۔ منصور نے ان کو ٹھنڈا کر دیا، ابوزکریا کو پکڑ کر قتل کیا اور بازاری باہر نکلوا دیئے۔

پھر اس نے سبزی فروشوں کے بارے میں حکم دیا کہ ہر محلے میں ایک بقال رہے جو ترکاری اور سرکہ بیچے۔ اس نے رستے چالیس ذراع چوڑے رکھے۔ شہر کی تعمیر اور مسجد، قصر، بازاروں، فصیلوں،

Marfat.com

خندقوں اور دروازوں کی تعمیر پر چالیس لاکھ درہم خرچ ہوئے۔ معماروں میں سے مستری کو ایک قیراط چاندی یومیہ اور مزدوروں کو دو حبہ چاندی ملتی تھی۔ تعمیر سے فارغ ہو کر اس نے اپنے تعمیراتی کاموں کے نگرانوں سے محاسبہ کیا اور ان کے پاس جو کچھ بچا تھا وہ ان سے وصول کر لیا۔ حتیٰ کہ خالد بن صلت پر پندرہ درہم باقی بچے تھے تو اسے قید کر دیا اور وہ اس سے وصول کر لیے۔

اندلس میں علاء کے خروج کا ذکر

اس سال علاء بن مغیث یحصبی افریقہ سے ناحیۂ اندلس کے ایک شہر کی طرف گیا اور وہاں عباسیوں کا شعار یعنی سیاہ لباس زیب تن کیا اور لوگوں کو عباسی خلفاء کی طرف دعوت دی اور منصور کا خطبہ پڑھا۔ اس کی طرف ایک خلق کثیر جمع ہو گئی۔ امیر عبدالرحمٰن اموی اس کے مقابلے پر آیا۔ دونوں کی مڈبھیڑ اشبیلیہ کے نواح میں ہوئی۔ پھر کئی دن تک وہ لڑتے رہے، آخر علاء اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور ان کے سات ہزار آدمی معرکے میں کام آئے اور علاء بھی قتل ہوا۔ عبدالرحمٰن نے ایک تاجر کو حکم دیا کہ اس کا سر اور اس کے مشاہیر اصحاب کے سر قیروان لے جائے اور پوشیدہ طور پر ان کو بازاروں میں ڈال دے۔ اس نے یہی کیا۔ پھر ان میں سے بعض سر مکہ لے جائے گئے اور اس وقت پہنچے جب وہاں منصور موجود تھا۔ اور ان سروں کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا، اور وہ خط بھی تھا جو منصور نے علاء کو لکھا تھا۔

متفرق واقعات

اسی سال سلم بن قتیبہ بصرہ سے معزول کیا گیا۔ اس کے عزل کا سبب یہ تھا کہ منصور نے اس کو لکھا تھا کہ ابراہیم کے ساتھ جن لوگوں نے خروج کیا تھا، ان کے گھر ڈھا دے اور ان کے نخلستان برباد کر دے۔ سلم نے کہا کہ میں کس چیز سے ابتداء کروں، آیا مکانوں سے یا کھجوروں سے؟ منصور نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو عامل بنایا۔ اس نے بصرہ کو تباہ کر دیا، ابی مروان، عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد وغیرہ کے مکانات ڈھا دیئے۔

اس سال گرمائی مہم پر جعفر بن حنظلہ بہرانی کو بھیجا گیا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں مدینہ سے عبداللہ بن ربیع الحارثی کو معزول کیا گیا اور اس کی

Marfat.com

جگہ جعفر بن سلیمان کو مقرر کیا گیا۔

اسی سال مکہ سے سری بن عبداللہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عبدالوہاب بن ابراہیم الامام نے حج کیا۔

وفیات

اس سال ہشام بن عروہ بن زبیر نے انتقال کیا۔ بعض کہتے ہیں ان کا انتقال شعبان ۱۴۷ھ میں ہوا۔ عوف اعرابی اور طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کوفی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

اسی سال صوائف پر بلاد روم کی طرف مالک بن عبداللہ خثعمی بھیجا گیا جو مالک الصوائف کہلاتا تھا، اور اہل فلسطین میں سے تھا۔ اس نے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور واپس ہوا۔ جب درب الحدث سے پندرہ میل پر اس جگہ پہنچا جو الرہوہ کہلاتا تھا تو وہاں تین دن قیام کر کے اس نے غنائم فروخت کیں اور غنیمت کے سہام تقسیم کیے۔ اس لیے وہ الرہوہ ''رہوۃ مالک'' کے نام سے موسوم ہو گیا۔

اس سال ماہرِ انساب ابن السائب کلبی نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۱۶

۱۴۷ھ کے واقعات

حرب بن عبداللہ کا قتل

اس سال استر خان خوارزمی نے ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ارمینیہ کے علاقے میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں اور اہل ذمہ میں سے ایک جماعت کثیر کو پکڑ کر لے گیا۔ یہ لوگ تفلیس میں گھس گئے حرب اس وقت موصل میں دو ہزار سپاہ کے ساتھ ان خوارج کی وجہ سے، جو الجزیرہ میں تھے، موجود تھا۔ منصور نے ترکوں سے جنگ کرنے کے لیے جبرائیل بن یحییٰ اور حرب بن عبداللہ کو بھیجا۔ ترکوں نے ان سے جنگ کی، جبرائیل نے شکست کھائی، حرب قتل ہوا، اور جبرائیل کے اصحاب میں سے جماعت کثیر قتل ہوئی۔

مہدی کی بیعت

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد سے الگ کیا گیا اور المہدی محمد بن منصور کے لیے بیعت لی گئی۔ اس کے اسباب کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ، سفاح کے زمانے سے اب تک برابر ولی عہد اور امیرِ کوفہ رہا تھا۔ جب مہدی بڑا ہوا اور منصور نے اس کے لیے بیعت کا عزم کیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کی۔ منصور اس کی بڑی عزت کرتا تھا اور اسے اپنے سیدھے ہاتھ پر بٹھاتا تھا اور مہدی کو اپنے الٹے ہاتھ پر۔ جب منصور نے اس سے کہا کہ وہ خود کو ولایت عہد سے الگ کرلے اور مہدی کو اپنے اوپر مقدم کردے تو اس نے انکار کیا اور کہا ''اے

Marfat.com

امیر المومنین! مجھ سے اور مسلمانوں سے اس سلسلے میں جو قسمیں لی گئی تھیں ان کا کیا ہوگا؟ خلع کی کوئی صورت نہیں ہے۔'' منصور اس سے بگڑ گیا، اور اس کا مرتبہ ایک حد تک گھٹا دیا۔ اب وہ مہدی کو عیسیٰ سے پہلے اذنِ باریابی دیتا اور اس کو عیسیٰ کی جگہ اپنی سیدھی جانب بٹھاتا تھا۔ جب عیسیٰ کو اجازت دی جاتی وہ داخل ہو کر مہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا اور منصور کے بائیں ہاتھ پر نہ بیٹھتا منصور اس سے اور غضبناک ہوا۔ پھر وہ پہلے مہدی کو اور پھر اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو پھر عبدالصمد بن علی کو اور ان سب کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اجازت دینے لگا۔ کبھی ان میں سے کسی کو مقدم مؤخر بھی کر دیتا مگر ہر حال میں اذن کی ابتدا مہدی ہی سے کرتا۔ عیسیٰ نے خیال کیا کہ وہ ان کو اذن میں جو مقدم کرتا ہے تو یہ ان سے کسی حاجت کی بناء پر ہے۔

عیسیٰ خاموش تھا اور کوئی شکایت نہیں کرتا تھا۔ پھر عیسیٰ کا حال اس سے بھی زیادہ بُرا کیا گیا۔ وہ اذنِ باریابی کے لیے انتظار میں بیٹھا ہوتا اور اس کے ساتھ اس کا کوئی بیٹا بیٹھتا اور وہ دیوار کی جڑ کریدنے کی آواز سنتا اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی۔ وہ چھت کی کڑی کی طرف دیکھتا کہ اس کو ایک طرف سے کھودا گیا ہے تاکہ وہاں سے مٹی جھڑ کر اس کی ٹوپی اور اس کے کپڑوں پر گرے۔ پھر اس کے ساتھ اس کے بیٹوں میں سے جو کوئی ہوتا اسے بہانے سے ٹل جانے کا حکم دیتا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔ پھر عیسیٰ کو داخل ہونے کی اجازت دی جاتی اور وہ اسی ہیئت میں داخل ہوتا کہ مٹی اس کے سر اور اس کے کپڑوں پر ہوتی اور وہ اس کو نہ جھاڑتا۔ منصور اس سے کہتا ''اے عیسیٰ کسی کے پاس ایسی غبار آلود اور مٹی میں بھری ہوئی ہیئت میں کوئی نہیں آتا ہے۔ کیا یہ سب سڑک کی مٹی ہے؟'' وہ جواب دیتا کہ ''اے امیر المومنین ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔'' اور کچھ شکایت نہ کرتا۔

منصور اس کے پاس اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو اس باب میں بھیجتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اس کی کوئی عزت نہ کرتا اور اس کو متہم کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ منصور نے حکم دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی ایسی چیز پلائی جائے جو اس کو ہلاک کر دے۔ اس نے اپنے پیٹ میں پانی محسوس کیا اور اپنے گھر کوفہ جانے کی اجازت مانگی۔ منصور نے اسے اجازت دے دی۔ وہ اس کے اثر سے بیمار ہو گیا۔ اس کا مرض بڑھ گیا، پھر اسے آرام ہو گیا۔

عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا ''ابن موسیٰ دراصل اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے خلافت چاہتا

Marfat.com

ہے جبکہ اس کا بیٹا ہی اس کو منع کرتا ہے۔'' منصور نے اس سے کہا ''تو اسے خوف دلا اور تہدید کر۔'' عیسیٰ بن علی نے اس بارے میں گفتگو کی اور اسے خوف زدہ کیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ ڈر گیا اور عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا ''چچا! میں دیکھتا ہوں کہ میرے والد کو ولی عہدی چھوڑنے پر کس طرح مجبور کیا جارہا ہے۔ اس کو طرح طرح کی اذیتیں دی جارہی ہیں۔ کبھی اس کو تہدید کی جاتی ہے، کبھی اس کا اذن موخر کیا جاتا ہے۔ کبھی اس پر دیواریں توڑی جاتی ہیں اور کبھی اسے دھوکے سے مارنے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن میرا باپ ان باتوں سے نہیں مانتا اور وہ کبھی نہیں مانے گا۔ لیکن ایک صورت ہے جس سے وہ مان سکتا ہے۔'' عباس بن محمد نے پوچھا ''وہ کیا؟'' اس نے جواب دیا ''وہ یہ ہے کہ امیر المومنین میری موجودگی میں میرے والد سے کہیں کہ، میں جانتا ہوں کہ تجھے یہ ولی عہدی اپنی ذات کے لیے نہیں چاہیے، کیونکہ تُو سن رسیدہ ہے اور اس میں تیری مدت کچھ دراز نہیں ہوگی لیکن تو اپنے بیٹے کے لیے اس ولی عہدی کی خواہش رکھتا ہے۔ تُو کیا سمجھتا ہے کہ میں تیرے بعد تیرے بیٹے کو زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے بیٹے کے بجائے ولی عہد ہو۔ ہرگز نہیں، واللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں تیری آنکھوں کے سامنے تیرے بیٹے کا کام تمام کردوں گا حتیٰ کہ وہ اس سے مایوس ہوجائے۔'' اگر امیر المومنین اس طرح میرے والد پر دباؤ ڈالیں تو شائد وہ اس امر سے باز آجائیں۔

عباس، منصور کے پاس آیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ جب سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو منصور نے یہ بات کہی۔ عیسیٰ بن علی اس وقت حاضر تھا۔ وہ پیشاب کرنے کے لیے اٹھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ اس کے ساتھ جائے اور اس کے کپڑے سنبھالے۔ وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ عیسیٰ بن علی نے موسیٰ سے کہا ''میرا باپ تجھ پر اور تیرے بیٹے پر قربان ہو۔ واللہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس امر میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یقیناً تم دونوں اس کے (یعنی ولی عہدی کے) زیادہ حقدار ہو لیکن اس شخص (یعنی منصور) کو جس چیز کی جلدی ہوتی ہے، اس کے لیے یہ فساد پر آمادہ ہوجاتا ہے۔'' موسیٰ نے (اپنے دل میں) کہا ''واللہ میں اس سے لڑسکتا ہوں۔ اگر وہ میرے باپ کے ساتھ عداوت کرے گا تو میں اس کو قتل کردوں گا۔'' جب دونوں واپس ہوئے تو موسیٰ نے اپنے باپ سے چپکے سے یہ بات کہی اور اس سے اجازت مانگی کہ اس نے جو کچھ سنا ہے منصور سے کہہ دے۔ اس کے باپ نے کہا۔ کیا یہ مناسب ہے کہ تیرا چچا تجھ پر اعتبار کر کے تجھ سے خفیہ ایک بات

Marfat.com

کہے اور تُو اس بات کو اس کے لیے مصیبت کا سبب بنا دے۔ خبردار یہ بات تجھ سے کوئی شخص نہ سننے پائے۔ اپنی جگہ بیٹھ جا۔'' جب وہ اپنی جگہ کی طرف پلٹا تو منصور نے ربیع کو حکم دیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ کی طرف گیا اور اپنے پرتلوں سے اس کا گلا گھوٹنے لگا۔ موسیٰ چیخنے لگا کہ ''اللہ اللہ، میری جان بچایئے، اے امیر المومنین! عیسیٰ کو کیا پروا ہے، اس کے تو بہت سے بیٹے ہیں۔'' مگر آپ مجھے قتل کر دیں گے اور منصور کہتا تھا کہ اے ربیع اس کی جان نکال دے۔ اور ربیع ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا وہ اس کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ جب یہ صورتِ حال اس کے باپ نے دیکھی، تو کہا ''واللہ اے امیر المومنین مجھے خیال نہ تھا کہ آپ اس بات کو یہاں تک پہنچا دیں گے۔ اب آپ اس کو چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میری عورتوں پر طلاق ہے اور میرے غلام اور جو کچھ میری ملک ہے اللہ کے رستے میں آزاد ہے، آپ اس کو جس کام میں چاہیں خرچ کر دیں اے امیر المومنین! یہ میرا ہاتھ مہدی کی بیعت کے لیے موجود ہے۔'' اس نے مہدی کے لیے بیعت کر لی اور عیسیٰ بن موسیٰ، مہدی کے بعد نامزد کر دیا گیا۔ اس پر بعض اہل کوفہ نے کہا ''یہ وہ ہے جو پہلے کل تھا اور اب پرسوں ہو گیا۔''

بعض کہتے ہیں کہ منصور نے بعض فوجی افسروں کو اس کام پر مقرر کیا۔ اور وہ لوگ عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی باتیں سناتے تھے جو اس کو بری معلوم ہوتی تھیں۔ اس نے ان لوگوں کے اس فعل کی شکایت کی، منصور نے ان کو اس سے منع کر دیا، لیکن وہ اس سے باز آ جاتے اور پھر وہی کرنے لگتے۔

پھر ان دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی جس سے منصور اور غضبناک ہو گیا اور فوج والے پہلے سے بھی زیادہ سخت باتیں کرنے لگے۔ ان میں اسد بن مرزبان اور عقبہ بن سلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ تھے۔ وہ اس کے پاس لوگوں کو جانے سے روکتے اور اس کو باتیں سناتے تھے۔ اس نے منصور سے اس کی شکایت کی۔ اس نے کہا ''اے میرے بھتیجے! مجھے ان سے تیری جان کا اور اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ اس لڑکے (مہدی) کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کو اپنے اوپر مقدم کر دیا تو وہ باز آ جائیں گے۔'' عیسیٰ نے یہ بات مان لی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے خالد بن برمک سے اس بابت مشورہ لیا اور اس کو عیسیٰ کے پاس بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ منصور کے حامیوں میں سے تیس بڑے بڑے آدمیوں کو جن کو وہ پسند کرتا تھا، لے گیا اور عیسیٰ سے بیعت کے متعلق گواہی دی کہ وہ ولایت عہد سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اس

Marfat.com

طرح اس نے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ پھر عیسیٰ آیا اور اس نے اس بات سے انکار کیا، لیکن اس نے عیسیٰ کی بات نہ سنی اور خالد کا اس کی اس کارگزاری پر شکریہ ادا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے اس سے یہ دست برداری ایک مال کے عوض خریدی تھی جس کی مقدار ایک کروڑ دس لاکھ درہم تھی، اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے اور اس نے خود اپنے اوپر دست برداری کی گواہی دی۔

کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ کی مدت ولایت تیرہ سال تھی۔ منصور نے اس کو معزول کر دیا اور محمد بن سلیمان بن علی کو وہاں کا عامل بنایا تاکہ عیسیٰ کو اذیت دے، لیکن اس نے یہ نہ کیا اور ہمیشہ اس کی عزت و تعظیم کرتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی موت

جب عیسیٰ بن موسیٰ ولی عہدی سے دست بردار ہو گیا تو منصور نے اس کو اپنے پاس بلایا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور اسے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دے اور اس سے کہا "خلافت، مہدی کے بعد تیرے پاس آئے گی، تو اس کی گردن مار دے۔ خبردار، اس میں کمزوری نہ دکھائیو، ورنہ تُو میرے اس امر کو بگاڑ دے گا جس کی میں نے تدبیر کی ہے۔" پھر منصور مکہ چلا گیا اور راستے سے عیسیٰ کو لکھ کر دریافت کیا کہ جو کام تمہارے سپرد کیا تھا اس کا کیا ہوا؟ جواب میں عیسیٰ نے لکھا کہ آپ نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے پورا کر دیا۔ منصور کو یقین ہو گیا کہ اس نے عبداللہ کو قتل کر دیا۔

لیکن ہوا یہ تھا کہ عیسیٰ نے جب عبداللہ کو منصور کے پاس سے لے لیا تو اپنے کاتب یونس بن فروہ کو بلایا اور اس کو اس معاملہ کی خبر دی۔ اس نے کہا، منصور چاہتا ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں۔ پھر وہ قصاص میں آپ کو قتل کر دے کیونکہ اس نے عبداللہ کے قتل کا پوشیدہ حکم دیا ہے۔ بعد میں وہ آپ پر علانیہ اس کا دعویٰ کرے گا۔ لہٰذا نہ تو آپ اسے قتل کریں، نہ ہی خفیہ طور پر اسے منصور کو واپس کریں بلکہ اس کا معاملہ مخفی رکھیں۔ عیسیٰ نے یہی کیا۔

جب منصور واپس آیا تو اس نے اپنے چچاؤں پر ایک ایسے شخص کو مقرر کیا جو انہیں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش پر آمادہ کرے، انہوں نے یہی کیا اور اس کی سفارش کی۔ منصور نے ان کی

Marfat.com

سفارش قبول کی اور عیسیٰ سے کہا،"میں نے اپنے اور تیرے چچا عبداللہ کو تیرے سپرد کیا تھا تا کہ وہ تیری نگرانی میں رہے۔ اب تیرے چچاؤں نے مجھ سے اس کی نسبت سفارش کی ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے، تُو میرے پاس اس کو لا۔" اس نے جواب دیا "اے امیر المومنین! کیا آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا؟ میں نے تو اس کو قتل کر دیا۔" منصور نے کہا "میں نے تو تجھے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔" اس نے کہا، "ہاں آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔" منصور نے کہا "میں نے تو تجھے اس کو قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا، تُو جھوٹ بولتا ہے۔" پھر منصور نے اپنے چچاؤں سے کہا "اس نے تمہارے سامنے تمہارے بھائی کے قتل کا اقرار کیا ہے۔" انہوں نے کہا "آپ اس کو ہمارے سپرد کر دیجئے تا کہ ہم اسے عبداللہ کے قصاص میں قتل کر دیں۔" منصور نے عیسیٰ کو ان کے سپرد کر دیا۔ وہ اسے لے کر رحبہ کی طرف نکلے، لوگ مجتمع ہوئے، بات مشہور ہوگئی اور ان میں سے ایک اس کے قتل کے لیے کھڑا ہو گیا۔ عیسیٰ نے کہا "مجھے امیر المومنین کے پاس لے چلو۔" وہ اسے واپس لے گئے۔ اس نے منصور سے کہا، آپ نے چاہا تھا کہ اسے قتل کرا کے مجھے قتل کرائیں۔ یہ آپ کا چچا زندہ موجود ہے۔ منصور نے کہا اسے ہمارے پاس لا۔ وہ عبداللہ کو اس کے پاس لایا۔ منصور نے کہا، میں اس کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھوں گا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ منصور کے حکم سے عبداللہ ایک ایسے کمرے میں رکھا گیا جس کی بنیاد نمک پر تھی، اس کی بنیاد میں پانی چھوڑ دیا گیا۔ وہ کمرہ اس پر آ پڑا اور وہ مر گیا۔ اس کو باب الشام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وہ پہلا شخص تھا جو اس میں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر باون برس کی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ منصور ایک دن سوار ہوا اور اس کے ساتھ ابن عیاش منتوف تھا، منصور نے اس سے کہا "کیا تو ان تین خلفا کے نام جانتا ہے، جن کے نام محمد سے شروع ہوئے ہیں، اور انہوں نے تین خوارج کو قتل کیا ہے، جن کے نام عین سے شروع ہوتے ہیں۔" اس نے جواب دیا "میں نہیں جانتا۔ البتہ لوگ کہتے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اور عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو اور عبداللہ بن زبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا۔ اور عبداللہ بن علی پر گھر آ پڑا۔" منصور نے کہا "اگر وہ اس پر گر گیا تو میرا کیا گناہ ہے؟" اس نے جواب دیا "میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پر کوئی گناہ ہے۔"

اس کا یہ کہنا کہ ابن زبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا، صحیح نہیں ہے، اس کو عبدالملک نے قتل کیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال منصور نے اپنے بھائی ابوالعباس سفاح کے بیٹے محمد کو بصرہ کا والی بنایا پھر اس نے استعفیٰ دے دیا اور منصور نے قبول کرلیا، اور وہ بغداد واپس آ گیا۔ بصرہ میں نخبہ بن سالم کو اپنا قائم مقام بنایا اور منصور نے اسی کو برقرار رکھا۔ بغداد واپسی پر محمد کا انتقال ہوگیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ منصور نے حج کیا۔ مکہ اور طائف پر اس کا عامل اس کا چچا عبدالصمد بن علی تھا۔ مدینہ پر اس کا والی جعفر بن سلیمان اور مصر پر یزید بن حاتم مہلبی تھا۔

اس سال عبدالرحمٰن اموی، صاحب الاندلس (یعنی عبدالرحمٰن الداخل) نے اپنے غلام بدر، اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ پر حملہ کرنے بھیجا، جہاں ہشام بن عذرہ تھا۔ ان دونوں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر اس کو اور حیات بن ولید الیحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کو قید کرلیا۔ اور ان کو عبدالرحمٰن کے صوف کے جبوں میں لائے۔ اس حال میں کہ ان کے سر اور ان کی داڑھیاں منڈھی ہوئی تھیں اور وہ گدھے پر سوار تھے۔ اور پابہ زنجیر تھے۔ پھر انہیں قرطبہ میں صلیب پر چڑھایا گیا۔

اس سال عبدالرحمٰن کا وہ قاصد جس کو اس نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو لانے کے لیے شام بھیجا تھا، واپس آیا اور سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ عبدالرحمٰن کے ہاں اندلس میں اس کا بیٹا ہشام پیدا ہوا۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کو سلیمان پر مقدم کردیا، اس سے دونوں کے درمیان دشمنی اور مخالفت پیدا ہوگئی۔ جس سے وہ واقعات پیش آئے جن کا ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

اس سال تارے بہت ٹوٹے۔

وفیات

اس سال اشعث بن عبدالملک حدّانی بصری نے وفات پائی۔ اور ہشام بن حسان مولیٰ عتیک نے بھی۔ بعض کہتے ہیں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ عبدالرحمٰن بن زبید بن حارث یامی ابواشعث کوفی نے بھی انتقال کیا۔

Marfat.com

باب: ۱۷

۱۴۸ھ کے واقعات

حسان بن مجالد کا خروج

اس سال حسان بن مجالد بن یحییٰ بن مالک بن اجدع ہمدانی نے خروج کیا۔ یہ مالک، مسروق بن اجدع کا بھائی تھا۔ اس کا خروج نواحی موصل میں ایک قریے میں ہوا جس کا نام افخاری تھا اور موصل کے قریب دجلہ کے کنارے تھا۔ اس کے مقابلے پر موصل کا لشکر نکلا جس پر صقر بن نجدہ تھا اور وہ حرب بن عبداللہ کے بعد موصل کا والی ہوا تھا۔ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور خوب لڑائی ہوئی، موصل کی فوج پل کی طرف پسپا ہوگئی۔ خوارج اصحاب حسان نے وہاں کا بازار جلا دیا اور اسے لوٹ لیا۔

پھر حسان رقہ کی طرف گیا اور وہاں سے سمندر کی طرف اور پھر سند کی طرف گیا۔ خوارج اہل عمان سند میں داخل ہوتے اور ان کو دعوت دیتے تھے۔ حسان نے ان سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے پاس آئے۔ لیکن انہوں نے اس کی درخواست قبول نہیں کی اور وہ موصل کی طرف واپس گیا۔ صقر دوبارہ اس کے مقابلے پر نکلا، حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی بھی اس کے ساتھ تھے۔ ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ صقر شکست کھا کر بھاگ گیا، حسن بن صالح اور بلال گرفتار ہوئے۔ حسان نے بلال کو قتل کر دیا اور حسن کو زندہ رکھا، کیونکہ وہ ہمدان کا تھا۔ اس بناء پر اس کے بعض اصحاب اس سے جدا ہوگئے۔ اس حسان نے خوارج کی رائے اپنے ماموں حفص بن اشیم سے اخذ کی تھی، جو خوارج کے علماء وفقہاء میں سے تھا۔

جب منصور کو حسان کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے (حیرت سے) پوچھا: ''خارجی اور

Marfat.com

ہمدان کا؟'' لوگوں نے کہا ''وہ حفص بن اشیم کا خواہر زادہ ہے۔'' منصور نے کہا ''کیا وہاں سے؟'' منصور نے اس پر تعجب اس لیے کیا کہ ہمدان والے عموماً (حضرت) علی کے ساتھی ہیں۔ منصور نے موصل کی طرف فوجیں بھیجنے اور وہاں کے باشندوں کی خبر لینے کا عزم کرلیا اور ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرُمہ کو بلایا، اور ان سے کہا، اہل موصل نے مجھ سے شرط کی تھی کہ وہ مجھ پر خروج نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے خون اور ان کے مال حلال ہیں، اب انہوں نے خروج کیا ہے۔ ابو حنیفہ خاموش رہے۔ اور یہ دونوں بولے ''آپ کی رعیت ہیں، اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو آپ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کو سزا دی تو وہ اس چیز کی بناء پر ہوگی جس کے وہ مستحق ہیں۔'' منصور نے ابوحنیفہ سے کہا ''اے شیخ! میں دیکھتا ہوں کہ تم خاموش ہو۔'' انہوں نے کہا ''اے امیر المومنین! انہوں نے آپ کے لیے اس چیز کو مباح کر دیا جس کے وہ مالک نہیں ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی عورت اپنی فرج بغیر عقد نکاح و ملک یمین مباح کر دے تو کیا جائز ہوگا کہ آپ اس سے وطی کریں؟'' اس نے کہا ''نہیں۔'' اور وہ اہل موصل سے باز آ گیا۔ اور ابوحنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کو کوفہ واپس کر دیا۔

خالد بن برمک کو عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال منصور نے موصل پر خالد بن برمک کو عامل بنایا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس کو خبر پہنچی کہ موصل کی ولایت میں اکراد پھیل گئے ہیں اور انہوں نے فساد برپا کیا ہے۔ منصور نے کہا ''اس کے لیے کون ہے؟'' لوگوں نے کہ ''مسیّب بن زہیر۔'' لیکن عمارہ بن عمرو نے خالد بن برمک کے لیے مشورہ دیا اور منصور نے اس کو والی بنایا، موصل بھیجا اور اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ مفسدوں کو مغلوب کیا۔ اور ان کو فساد سے روک دیا اور اہل شہر کے ساتھ اس کے احسان کے باوجود ان پر اس کی سختی کی ہیبت بیٹھ گئی۔ وہیں فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک ۲۳/ ذی الحجہ کو رشید بن مہدی کی پیدائش سے سات روز قبل پیدا ہوا۔ رشید کی ماں خیزران نے اس کے اپنے بیٹے کا دودھ پلایا، اس طرح فضل بن یحییٰ، رشید کا دودھ شریک بھائی ہوا۔ اسی کے متعلق سلم خاسر کہتا ہے۔

اصبح الفضل و الخلیفة هارون   من رضیعیٰ لبان خیر النساءِ

Marfat.com

[فضل اور خلیفہ ہارون بہترین عورت کا دودھ پینے والے ہوگئے۔]

اور ابو جنوب کہتا ہے۔

کفی لک فضلاً انّ افضل حرّة غذتک بثدی و الخلیفة واحد

[تیرے لیے یہ فضل کافی ہے کہ سب سے افضل حُرّۃ نے ایک چھاتی سے تجھے دودھ پلایا ہے اور ایک سے خلیفہ کو۔]

اغلب بن سالم کی ولایت افریقہ

جب منصور کو افریقہ سے محمد بن اشعث کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو ولایت افریقہ کا فرمان بھیج دیا۔

یہ اغلب ان لوگوں میں سے تھا جو ابو مسلم خراسانی کے ساتھ اٹھے تھے۔ یہ محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا۔ جب اس کے پاس فرمان پہنچا تھا تو وہ جمادی الآخرہ ۱۴۸ھ میں قیروان گیا۔ اس نے مضرّی قواد میں سے ایک جماعت کو نکال دیا، اور لوگوں کو مطمئن کر دیا۔

پھر ابو قرہ نے بربر کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ خروج کیا۔ اغلب اس کی طرف گیا۔ ابو قرہ بغیر جنگ کیے بھاگ گیا اور اغلب، طنجہ کی طرف چلا۔ لیکن اس کے فوجیوں کو یہ سفر ناگوار تھا۔ لہٰذا اس کو چھوڑ کر قیروان آ گئے اور اس کے پاس فوجیوں کی ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

اس وقت حسن بن حرب کندی تونس میں تھا۔ اس نے فوج والوں سے خط و کتابت کی اور اپنی طرف دعوت دی، انہوں نے اس کی دعوت قبول کی، وہ چلا حتیٰ کہ قیروان میں داخل ہو گیا، بغیر اس کے کہ اسے کوئی روکنے والا ہو۔

یہ خبر اغلب کو ملی تو وہ تیزی سے پلٹا۔ اس کے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا ''یہ مناسب نہیں کہ آپ اس قلیل جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لیے جائیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ قابس کی طرف مڑ جائیں۔ اس صورت میں اکثر وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں آپ کے پاس آ جائیں گے کیونکہ وہ صرف طنجہ جانے سے ناراض تھے۔ جب آپ ان سے قوت حاصل کر لیں تو اپنے دشمن سے جنگ کریں۔'' اس نے یہی کیا۔ اس کی جمعیت کثیر ہو گئی۔ وہ حسن بن حرب کی طرف گیا، سخت جنگ

Marfat.com

ہوئی، حسن شکست کھا کر بھاگا اور اس کے اصحاب میں سے کثیر جماعت کھیت رہی۔ حسن جمادی الآخرہ ١٥٠ھ میں تونس چلا گیا۔ اغلب قیروان میں داخل ہو گیا۔ پھر حسن نے دوبارہ جماعت فراہم کی جس کی تعداد بہت بڑھ گئی اور اس نے اغلب کا قصد کیا۔ اغلب قیروان سے اس کی طرف نکلا دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، جنگ ہوئی۔ اغلب کے ایک تیر لگا، وہ قتل ہوا، لیکن اس کے ساتھی جمے رہے۔ مخارق بن غفار ان کا سردار بنا اور مخارق نے حسن پر حملہ کیا۔ مخارق، اغلب کے میمنہ پر تھا، اور اسے شکست دے دی، وہ بھاگ کر شعبان ١٥٠ھ میں تونس چلا گیا۔ رمضان میں مخارق افریقہ کا والی بنایا گیا۔ اس نے حسن کی طلب میں فوجیں بھیجیں۔ حسن تونس سے کنانیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں دو ماہ مقیم رہا پھر وہ تونس کی طرف واپس آیا، لیکن وہاں جو فوج تھی وہ اس کے مقابلے پر نکلی اور اس کو قتل کر دیا۔

بعض کہتے ہیں، حسن، اغلب کے قتل کے بعد ہی قتل کر دیا گیا کیونکہ اغلب کے اصحاب اس کے قتل کے بعد معرکے میں جمے رہے۔ حسن بن حرب مارا گیا اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حسن کو صلیب پر لٹکایا گیا اور اغلب کو دفن کیا گیا۔ اور اسے شہید سے موسوم کیا گیا۔ یہ جنگ شعبان ١٥٠ھ میں ہوئی۔

اندلس کے فتنوں کا ذکر

اس سال سعید یحصبی، جو مطری کے نام سے مشہور تھا، نے اندلس کے شہر لبلۃ میں خروج کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن وہ نشے میں تھا۔ اس نے ان یمانیوں کو یاد کیا جو اس کے اصحاب میں سے علاء کے ساتھ کام آئے تھے۔ اور ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے (نشے کے عالم میں) ایک علم باندھ دیا۔ جب نشہ فرو ہوا اور اس نے علم بندھا ہوا دیکھا تو اس کی بابت سوال کیا۔ اسے اس کی خبر دی گئی۔ اس نے پہلے ارادہ کیا کہ اسے کھول دے۔ پھر کہا، یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک علم باندھوں اور پھر اسے بغیر کچھ کیے کھول دوں لہٰذا اُس نے مخالفت شروع کر دی۔ یمانیہ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ پھر عبدالرحمٰن، صاحب الاندلس اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف جھپٹا۔ مطری ١١ ربیع الاوّل کو قلعہ رعواق میں بند ہو گیا، عبدالرحمٰن نے وہاں اس کو محصور کر لیا اور مخالفین کو اس تک پہنچنے سے روک دیا۔ غیاث بن علقمہ لخمی نے مخالفت میں اس

Marfat.com

سے اتفاق کیا تھا اور وہ شہر شذونہ میں تھا۔ رؤساءِ قبائل میں سے ایک جماعت اس سے مل گئی تھی، جو مطری کی امداد کا ارادہ رکھتے تھے ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جب عبدالرحمٰن نے یہ حال سنا تو اس نے ان کی طرف اپنے غلام بدر کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ مطری تک ان کے پہنچنے میں حائل ہوگیا۔ مطری پر حصار طویل ہوگیا اور قتل سے اس کے آدمی کم رہ گئے۔ اور ان میں سے بعض اس سے الگ ہوگئے۔ آخر ایک دن وہ قلعے سے نکلا، جنگ کی اور مارا گیا۔ اس کا سر عبدالرحمٰن کے پاس لایا گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے اوپر خلیفہ بن مروان کو سردار بنایا اور ان پر ایک مدت تک محاصرہ قائم رہا۔ پھر اہل قلعہ نے عبدالرحمٰن سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کے پاس خلیفہ کو بھیج دیں گے۔ اس نے یہ بات قبول کر لی اور ان کو امان دے دی۔ انہوں نے قلعہ کو اور خلیفہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے قلعہ برباد کر دیا اور خلیفہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ پھر وہ غیاث کی طرف متوجہ ہوا جو مطری سے اس کی مخالفت پر متفق تھا۔ اور اس نے بجز چند آدمیوں کے، جن کے متعلق اس کو معلوم تھا کہ وہ اس کی دولت سے کراہت کرتے ہیں، ان کو امان دے دی۔ اس نے ان لوگوں کو پکڑ لیا اور قرطبہ واپس آ گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس پر عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورۂ جیان میں خروج کیا۔ اس کے گرد جمعیتیں اکٹھی ہوگئیں۔ اس نے قرطبہ پر چھاپا مارا۔ عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلے پر لشکر بھیجا، اس کی جمعیت منتشر ہوگئی۔ اس نے امان طلب کی۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی اور اس سے وفا کی۔

متفرق واقعات

اس سال صالح بن علی نے دابق پر چھاؤنی ڈالی، مگر کامیاب نہ ہوا۔ لوگوں کے ساتھ منصور نے حج کیا۔ شہروں کے والی وہی تھے جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

وفیات

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔

سلیمان بن مہران الاعمش، یہ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

جعفر بن محمد صادق، ان کی قبر مدینہ میں زیارت گاہ عام ہے۔ یہ اور ان کے والد اور ان

Marfat.com

کے دادا ایک ہی قبر میں حسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ ہیں۔

ذکریا بن ابی زائدہ۔

ابو امیہ عمرو بن حارث بن یعقوب مولیٰ قیس بن سعد بن عبادہ، بعض نے اس کے علاوہ بات کی۔ ان کی ولادت ۹۰ھ میں ہوئی تھی۔

عبداللہ بن یزید مولی اسود بن سفیان، بعض ان کو مولیٰ تمیم کہتے ہیں، اور یہ ثقہ ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قاضی، محمد بن ولید زبیدی، محمد بن عجلان المدنی، عوام بن حوشب بن یزید بن دویم شیبانی واسطی، یحییٰ بن ابی عمرو سیبانی [1] اہل رملہ میں سے۔

حواشی

[1] سیبان، بنوحمیر کا ایک قبیلہ ہے۔

Marfat.com

باب:۱۸

۱۴۹ھ کے واقعات

اس سال عباس بن محمد موسم گرما کی فوجی مہم پر ارض روم گیا۔ اس کے ساتھ حسن بن قحطبہ اور محمد بن اشعث تھا۔ محمد راستے میں مر گیا۔

اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور اس کی خندق کی تعمیر پوری کی اور اس کے تمام کاموں سے فارغ ہو گیا۔ (اس کے بعد) وہ موصل کی طرف گیا اور واپس آیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ حج محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کیا۔

اس سال عبدالصمد بن علی مکہ سے، بقول بعض، معزول کیا گیا اور محمد بن ابراہیم عامل بنایا گیا۔

اس سال مختلف شہروں کے عمال وہی رہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے سوائے مکہ وطائف کے عامل کے۔

اس سال عبدالرحمٰن صاحب اندلس نے اپنے غلام بدر کو دشمن کے ملک پر جنگ کے لیے بھیجا، وہ وہاں داخل ہوا اور اس سے جزیہ لیا۔ ابو صباح حیّ بن یحییٰ اشبیلیہ پر تھا۔ پھر اس نے ابو صباح کو معزول کر دیا، اس پر اس نے لوگوں کو مخالفت کی دعوت دی۔ عبدالرحمٰن نے اس کو دھوکے سے اپنے پاس بلایا اور جب وہ آیا تو اسے قتل کر دیا۔

اس سال سلم بن قتیبہ باہلی نے رَے میں وفات پائی۔ یہ مشہور و عظیم القدر شخص تھے۔ اور کہمس بن حسن، ابو حسن تمیمی بصری نے وفات پائی اور مشہور نحوی عیسیٰ بن عمر ثقفی نے وفات پائی، خلیل نے اسی سے نحو اخذ کی تھی اور اس میں اس کی ایک تصنیف ہے۔

پھر سنہ ۱۵۰ھ شروع ہوا۔

Marfat.com

باب:۱۹

۱۵۰ھ کے واقعات

ذکر خروج استاذسیس

اس سال استاذسیس نے اہل ہراۃ، باذغیس اور سجستان وغیرہ پر، اہل خراسان کی ایک جمعیت کے ساتھ خروج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ تین لاکھ جنگ آزما تھے۔ یہ عامہ خراسان پر غالب ہوگئے۔ استاذسیس چلا حتیٰ کہ اس کی اور اہل مرورود کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اجثم مرومروذی، اہل مرو روذ کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے نکلا، اور اس سے سخت جنگ کی جس میں اجثم مارا گیا اور اس کے اصحاب بکثرت قتل ہوئے۔ متعدد قائدینِ لشکر بھاگ نکلے۔ جن میں معاذ بن مسلم، جبرائیل بن یحییٰ، حماد بن عمرو، ابوالنجم سجستانی اور داؤد بن کرار تھے۔

منصور اس وقت راذان (بردان) میں تھا۔ اس نے خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا۔ مہدی نے اسے استاذسیس سے جنگ کے لیے مامور کیا۔ قواد اس کے ساتھ کیے۔ خازم روانہ ہوا، اور اس نے اپنے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کو لیا اور ان کو لوگوں کے پیچھے رکھا۔ اس طرح اس نے اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھائی۔ اس کے ساتھ اس طبقے کے لوگوں میں سے بائیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے ان میں سے چھ ہزار منتخب کیے اور انہیں بارہ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ ملا دیا، جو اس کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں میں، جو منتخب کیے گئے، بکّار بن سلم بھی تھا۔ پھر اس نے جنگ کے لیے تیاری کی اور الہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو اپنے میمنہ پر اور نہار بن حصین سعدی کو میسرہ پر اور بکار بن سلم عقیلی کو مقدمہ پر مقرر کیا۔ اس کا علم زبرقان کے ہاتھ میں تھا۔

Marfat.com

اس نے لوگوں کے ساتھ مکر کیا اور ان کو دھوکہ دیتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک خندق سے دوسری خندق کی طرف پھراتا رہا حتیٰ کہ ان کو خوب تھکا دیا۔ اور ان کا بیشتر حصہ پیدل تھا۔ پھر خازم ایک مقام کی طرف گیا اور ایک خندق کھودی اور اس کے چار دروازہ رکھے اور ہر دروازے پر اپنے منتخب آدمیوں میں سے ایک ہزار آدمی مقرر کیے۔ استاذسیس کے اصحاب آئے اور ان کے ساتھ پھاوڑے اور ملبہ اور کوڑا تھا، تاکہ خندق پاٹ دیں۔ وہ خندق پر اس دروازے سے آئے جس پر بکار بن سلم تھا۔ اس نے بکار کے آدمیوں پر حملہ کیا اور ان کو مار ہٹایا۔ یہ دیکھ کر بکار خود خندق کے دروازے پر اترا اور اپنے اصحاب سے کہا، مسلمانوں پر ہماری طرف سے کوئی نہ آنے پائے۔ اس کے خاندان اور قبیلے کے قریباً پچاس آدمی گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور انہوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو اپنے دروازے سے دھکیل دیا۔ پھر اس دروازے پر جس پر خازم تھا، استاذسیس کے اصحاب میں سے ایک شخص بڑھا جو بحستان کا رہنے والا تھا۔ اور اس کا نام حریش تھا اور وہی تھا جو ان کے امور کی تدبیر کر رہا تھا۔ جب خازم نے اس کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے ہیثم بن شعبہ کو، جو میمنہ پر تھا، حکم دیا کہ وہ اس دروازے سے نکلے جس پر بکار ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس کے مقابلے پر ہیں، وہ ان سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ چلے گئے حتیٰ کہ ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ پھر دشمن کے پیچھے سے پلٹے۔ اس وقت لوگوں کو طخارستان سے ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ کے آنے کی توقع تھی۔ خازم نے بکار کو کہلا بھیجا کہ جب تو ہیثم کے پرچم آتے دیکھے تو سب مل کر تکبیر کہیں اور کہیں کہ اہل طخارستان آ گئے۔ ہیثم نے یہی کہا۔ خازم قلب کی فوج کے ساتھ حریش پر نکلا اور ان کو اس نے قتال میں مشغول کر لیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹ گئے اس اثناء میں کہ وہ اس حال پر تھے کہ انہوں نے ہیثم کے علم دیکھے اور انہوں نے باہم مل کر پکار کر کہا، اہل طخارستان آ گئے ہیں۔ جب انہوں نے پرچموں کی طرف دیکھا تو ان پر خازم کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور ان کو مار ہٹایا۔ ادھر سے ہیثم کے ساتھی ان کو ملے اور انہوں نے ان کو نیزوں سے چھیدا اور ان پر تیر برسائے۔ میسرہ کی طرف سے نہار بن حصین نکلا اور بکار بن سلم اور اس کے اصحاب اپنے ناحیہ سے نکلے اور انہوں نے ان کو شکست دے دی اور تلوار سے ان کی خبر لی۔ مسلمانوں نے ان کو بکثرت قتل کیا۔ جو لوگ قتل کیے گئے ان کی تعداد ستر ہزار تھی، چودہ ہزار آدمی پکڑے گئے۔ استاذسیس ایک قلیل جماعت کے ساتھ ایک پہاڑ میں پناہ گزیں ہوا۔ خازم نے اس کو

Marfat.com

جا کر محصور کر لیا۔ اسیروں کو قتل کیا۔ ابوعون کے فیصلہ پر اتر آیا اور ابوعون نے فیصلہ دیا کہ استاذسیس اور اس کے بیٹے اور اہل خاندان پابجولاں کیے جائیں اور باقی چھوڑ دیے جائیں۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ خازم نے اس کا فیصلہ نافذ کیا، اور ہر شخص کو دو کپڑے پہنائے۔ مہدی کو اس کے متعلق لکھا اور مہدی نے منصور کو لکھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ استاذسیس کا خروج ۱۵۰ھ میں ہوا، اور اس کی ہزیمت ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بعض کہتے ہیں کہ استاذسیس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے اصحاب نے اظہار فسق کی اور رستے قطع کر دیئے۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ مامون کا نانا اور اس کی ماں مراجل کا باپ تھا اور اس کا بیٹا غالب، مامون کا ماموں تھا۔ اور وہی ہے جس نے ذوالریاستین فضل بن سہل کو مامون کی موافقت سے قتل کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

متفرق واقعات

اسی سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ سے معزول کر دیا اور حسن بن زید بن حسن بن علی کو یہاں کا والی کیا۔

اس سال اندلس میں غیاث بن میسر اسدی نے نائحہ میں خروج کیا۔ عبدالرحمٰن کے عمال نے کثیر جمعیت جمع کر دی، وہ غیاث کے مقابلے پر گئے، اس سے جنگ کی اور غیاث اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی، غیاث قتل کیا گیا۔ اور اس کا سر عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ بھیج دیا گیا۔

اسی سال جعفر بن ابی جعفر منصور مر گیا۔ اس پر اس کے باپ نے نماز پڑھائی اور رات کے وقت مقابر قریش میں دفن کیا گیا۔

اس سال کوئی گرمائی مہم نہیں ہوئی۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عبدالصمد بن علی نے حج کیا، اور وہ، بقول بعض، مکہ پر عامل تھا۔ اور بعض کہتے ہیں، محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ کوفہ پر محمد بن سلیمان بن علی اور بصرہ پر عقبہ بن سلم اور اس کی قضاء پر سوار، اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھا۔

Marfat.com

وفیات

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔

معمر بن راشد ☆ عمر بن ذرّ، بعض کہتے ہیں کہ عمر نے ۱۵۵ء میں وفات پائی۔ اور وہ صالحین میں سے تھے، مرجئہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج۔

محمد بن اسحاق بن یسار صاحب مغازی۔ بعض کہتے ہیں، انہوں نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔

مقاتل بن سلیمان بلخی مفسّر (حدیث میں ضعیف تھے)۔

ابو جناب کلبی، عثمان بن اسود ۔

سعید بن ابی عروبہ، ابی عروبہ کا نام مہران تھا۔ یہ بنی یشکر کا مولیٰ تھا اور اس کی کنیت ابونصر تھی۔

Marfat.com

باب:۲۰

۱۵۱ھ کے واقعات

اس سال کرک نے جدہ پر چھاپہ مارا۔

عمر بن حفص کی سندھ سے معزولی اور ہشام بن عمرو کی تقرری

اس سال منصور نے عمر بن حفص بن عثمان بن قبیصہ بن ابی صفرہ جو ''ہزار مرد'' (یعنی ایک ہزار مرد) کے نام سے معروف تھا۔ سندھ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ہشام بن عمرو تغلبی کو عامل بنایا اور اس کی جگہ عمر بن حفص کو افریقہ پر مقرر کیا۔

سندھ سے اس کے عزل کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت محمد اور ابراہیم، عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹے، ظاہر ہوئے (یعنی انہوں نے خروج کیا) تو یہ سندھ پر تھا۔ محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ معروف بہ اشتر کو بصرہ بھیجا اور اس نے وہاں سے عمدہ گھوڑے خریدے تاکہ وہ عمر بن حفص کے ان تک پہنچنے کا ذریعہ ہوں، کیونکہ وہ ان لوگوں میں تھا، جنہوں نے منصور کے امیرانِ لشکر میں سے محمد کی بیعت کر لی تھی اور شیعہ ہو گیا تھا۔ پھر یہ لوگ سندھ سے سمندر میں چلے۔ عمر نے ان سے کہا، اپنے گھوڑے لاؤ۔ ان میں سے ایک نے کہا ''ہم تیرے پاس اس چیز کے ساتھ آئے ہیں جو گھوڑوں سے بہتر ہے، اور جس میں تیرے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تو ہمیں امان دے، یا تو ہماری بات مان لے یا ہمیں اذیت پہنچانے سے باز رہ۔ حتیٰ کہ ہم تیرے علاقہ سے واپس چلے جائیں۔'' اس نے ان کو امان دی اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کا حال سنایا، اور یہ کہ اس کو ان کے والد نے ان کے پاس بھیجا

Marfat.com

ہے۔اس نے ان کو مرحبا کہی اور ان سے بیعت کی اور اشتر کو ان کی بیعت کی طرف بلایا، ان سب نے اس کو قبول کیا، اس نے ان کے لیے سفید علم بنائے اور اپنے لیے سفید لباس مہیا کیا تا کہ اس کو پہن کر خطبہ دے۔ وہ لباس جمعرات کے دن تیار ہوا۔ پھر اس کے پاس ایک ہلکی کشتی آئی جس میں عمر بن حفص کی بیوی کا قاصد تھا، اس نے اس کو محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر دی۔ وہ اشتر کے پاس گیا اور اس کو یہ خبر دی اور تعزیت کی۔ اشتر نے اس سے کہا ''میرا معاملہ ظاہر ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔'' عمر نے کہا ''میری ایک رائے ہے۔ یہاں سندھ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے، جو بڑی شان والا اور کثیر المملکۃ ہے۔ وہ اپنی شوکت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ میں اس کے پاس پیغام بھیج کر تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کرائے دیتا ہوں اور اس کے پاس تمہیں بھیج دیتا ہوں۔ جب تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا'' اس نے یہی کیا۔ اشتر اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے ان کی تکریم کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کیا۔ زیدیہ بھاگ بھاگ کر ان کے پاس پہنچنے لگے۔ حتیٰ کہ اشتر کے پاس اہل بصائر میں سے چار سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی معیت میں بادشاہوں کی ہیئت اور ساز و سامان کے ساتھ شکار کو نکلنے لگا۔

منصور تک جب یہ خبر پہنچی تو اسے بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے عمر بن حفص کو لکھا کہ مجھے یہ یہ خبریں پہنچی ہیں۔ عمر نے اپنے قربت داروں کے سامنے یہ مکتوب پڑھا، اور ان سے کہا ''اگر میں نے اس قصہ کا اقرار کر لیا تو وہ مجھے معزول کر دے گا، اور اگر میں اس کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور اگر میں رک جاتا ہوں تو وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔'' اس کے اصحاب میں سے ایک نے کہا ''سارا گناہ مجھ پر ڈال دیں اور مجھے پکڑ کر قید کر دیں۔ وہ مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے لکھے گا، تو مجھے اس کے پاس بھیج دیں۔ وہ سندھ میں آپ کے مرتبہ اور بصرہ میں آپ کے خاندان کے اثر و رسوخ کو دیکھتے ہوئے مجھ پر اقدام نہیں کرے گا۔'' عمر نے کہا ''مجھے خوف ہے کہ تیرے ساتھ اس کے خلاف پیش آئے گا، جو تو گمان کرتا ہے۔'' اس نے کہا ''اگر میں قتل کیا گیا تو میری جان آپ کے لیے فدا ہے۔'' عمر نے اس کو پابجولاں کر کے محبوس کر دیا اور منصور کو اس کے معاملہ کا حال لکھا۔ منصور نے لکھا کہ وہ اس کو اس کے پاس بھیج دے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو منصور نے اس کی گردن مار دی۔ پھر سندھ پر ہشام بن عمرو تغلبی کو عامل بنایا۔

ہشام بن عمرو کو سندھ کا عامل بنانے کا سبب یہ تھا کہ جن دنوں منصور اس فکر میں تھا کہ سندھ

Marfat.com

پر کس کو والی بنائے۔ان دنوں ایک دن منصور نے دیکھا کہ ہشام سوار ہو کر کہیں جا رہا ہے۔تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔اس نے منصور کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔منصور نے اسے بلالیا۔اس نے آ کر کہا راستے میں مجھے میری بہن،فلاں،ملی۔میں نے اس کے جمال اور عقل اور دین سے وہ کچھ دیکھا ہے جس کی بنا پر میں اس کو امیر المومنین کے لیے پسند کرتا ہوں۔منصور تھوڑی دیر کے لیے چپ ہوا،پھر بولا،جا،میرا حکم تیرے پاس آتا ہے۔جب وہ چلا گیا تو منصور نے اپنے حاجب ربیع سے کہا، اگر جریر نے یہ نہ کہا ہوتا،

لا تطلبنّ خوؤلة فی تغلب فالزنج اکرُ منهم اخوالا

[تغلب میں ننھیال تلاش نہ کر،زنگی ان سے بہتر ماموں ہوتے ہیں۔]

تو میں اس سے شادی کر لیتا۔اس سے جا کر کہہ دو ہمیں نکاح کی حاجت ہوتی تو ہم قبول کر لیتے،اللہ تجھے اچھی جزا دے۔میں نے تجھے سندھ کا والی مقرر کیا۔ہشام بن عمرو نے وہاں جانے کی تیاری کی۔منصور نے حکم دیا کہ اس راجہ سے عبداللہ کو تسلیم کرنے کے متعلق مکاتبت کرے اور اگر وہ اسے تسلیم نہ کرے تو اس سے جنگ کرے۔اور عمر بن حفص کو افریقہ پر اس کے تقرر کی نسبت لکھا۔ہشام،سندھ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا اور عمر،افریقہ چلا گیا اور اس کا والی ہو گیا۔

ہشام جب سندھ پہنچا تو اس نے عبدالاشتر کے لینے میں کراہت کی اور لوگوں کو دکھانے کے لیے اس راجہ سے خط وکتابت کرنے لگا۔منصور کو یہ خبریں پہنچیں تو اس نے ہشام کو اسی کام پر ابھارنے کے لیے خط لکھے۔اس اثناء میں بلاد سندھ میں ایک باغی نے خروج کیا،ہشام نے اپنے بھائی،سفنج کو بھیجا۔وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔اس کا رستہ اس راجہ کے ملک کے برابر سے گزرتا تھا۔وہ جا رہا تھا کہ گرد اٹھی۔اس نے گمان کیا کہ اس کے دشمن کا ہراوّل ہے جس کے مقابلے پر وہ جا رہا ہے،اس نے اپنے طلائع بڑھائے،وہ اس کی طرف دوڑے۔وہاں لوگوں نے کہا،یہ عبداللہ بن محمد علوی ہیں،مہران کے کنارے سیر کر رہے ہیں لیکن وہ ان کے ارادے سے چلا،اس کے ناصحوں نے اس سے کہا،"یہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں،اور تیرے بھائی نے ان کو عمداً چھوڑ رکھا ہے،اس خوف سے کہ وہ ان کے خون کے وبال میں نہ گرفتار ہو۔اسی لیے اس نے ان کا قصد نہیں کیا۔" اس نے کہا "میں ان کو پکڑنے سے باز آنے والا نہیں ہوں اور میں کسی ایسے آدمی کو چھوڑنے والا نہیں ہوں جس کو پکڑنا یا قتل کرنا منصور کے

Marfat.com

نزدیک موجب منفعت ہوسکتا ہے۔'' عبداللہ اس وقت دس آدمیوں کے ساتھ تھے۔ سفنج نے ان کا قصد کیا، عبداللہ نے اس سے جنگ کی، اس کے اصحاب نے بھی جنگ کی، حتیٰ کہ وہ اور ان کے سب ساتھی قتل ہوگئے۔ اور ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ عبداللہ مقتولوں میں گر گئے کہ ان کا پتہ نہ چلا۔ کہا جاتا ہے ان کے اصحاب نے ان کو مہران میں پھینک دیا۔ تا کہ ان کا سر نہ بھیجا جائے۔ ہشام نے یہ واقعہ منصور کو لکھ بھیجا۔ منصور نے اس کو شکریہ لکھا اور حکم دیا کہ اس راجہ سے لڑے۔ اس نے راجہ سے جنگ کی حتیٰ کہ اس پر فتح یاب ہوا۔ اسے قتل کیا اور اس کی مملکت پر غالب ہوگیا۔

عبداللہ کے پاس چند لونڈیاں تھیں ان میں سے ایک کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ وہی محمد بن عبداللہ ہیں جو ابن اشتر کہلاتے ہیں۔ ہشام نے ان لونڈیوں کو اور ان کے ساتھ اس بچے کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ منصور نے بچے کو عامل مدینہ کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ اس کے صحت نسب کے متعلق لکھا اور حکم دیا کہ اس کو اس کے اہل خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔

ابوجعفر عمر بن حفص کی ولایت افریقہ

اس سال منصور نے افریقہ پر ابوجعفر عمر بن حفص کو مقرر کیا۔ جو قبیصہ بن ابی صفرہ، مہلب کے بھائی کی اولاد سے تھا مگر شہرت کی بناء پر مہلب کے خاندان کی طرف منسوب ہوگیا تھا۔ اس کے افریقہ بھیجے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جب منصور کو اغلب بن سالم کے قتل کی خبر پہنچی تو اسے افریقہ کے معاملے میں خوف پیدا ہوا اور اس نے وہاں عمر کو والی بنا کر بھیجا۔ وہ صفر ۱۵۱ھ میں پانچ سو سواروں کے ساتھ قیروان پہنچا۔ شہر کے سربرآوردہ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے، اس نے ان کو تحائف دیئے اور ان کے ساتھ احسان سے پیش آیا۔ تین برس تک حالات درست رہے۔

پھر وہ منصور کے حکم سے زاب کی طرف گیا کہ شہر طبنہ تعمیر کرے اور قیروان پر حبیب بن حبیب مہلبی کو اپنا نائب بنا گیا۔ اس طرح افریقہ فوج سے خالی ہوگیا۔ (اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) بربروں نے بغاوت کر دی۔ حبیب مقابلے پر نکلا اور کام آیا۔ بربروں نے طرابلس میں جمع ہو کر ابوحاتم اباضی کو اپنا والی بنالیا۔ ابوحاتم کا نام یعقوب بن حبیب تھا، اور یہ کندہ کا مولیٰ تھا۔

طرابلس پر عمر بن حفص کا عامل جنید بن بشار اُسادی تھا۔ اس نے عمر کو مدد کے لیے لکھا۔ اس

Marfat.com

نے اس کی مدد کے لیے فوج بھیجی، بربروں سے اس کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ جنید نے ابو حاتم سے جنگ کی، لیکن اس نے جنید کو شکست دے دی اور وہ قابس چلا گیا۔ ابو حاتم نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ عمر ادھر زاب میں طبنہ کی تعمیر پر لگا ہوا تھا اور ادھر افریقہ ہر طرف سے بگڑ چکا تھا۔ باغی طبنہ کی طرف گئے، بارہ فوجوں نے اس کو گھیر لیا۔ ان فوجوں میں ابو قرۃ صفری چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ تھا، عبدالرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار کے ساتھ، ابو حاتم ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ اور عاصم سدراتی اباضی چھ ہزار فوج کے ساتھ، اور مسعود زناتی اباضی دس ہزار سواروں کے ساتھ، ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے۔

جب عمر نے دیکھا کہ انہوں نے اسے گھیر لیا ہے تو اس نے ان سے جنگ کرنے کے لیے نکلنے کا عزم کر لیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے منع کیا اور کہا، ''اگر تم قتل ہو گئے تو عرب ہلاک ہو جائیں گے۔'' لہذا اس نے سوچا کہ کوئی تدبیر کی جائے اس نے صفریہ [۱] کے سردار ابو قرہ کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ واپس چلا جائے تو اسے سات ہزار درہم دے گا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے چار برس سے خلافت کا سلام کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا میں تمہاری جنگ کو دنیا کی ایک تھوڑی سی پونجی کے عوض بیچ ڈالوں گا۔ اور اس نے یہ بات قبول نہیں کی۔

پھر اس نے ابو قرہ کے بھائی کے پاس پیغام بھیجا اور اسے چار ہزار درہم اور کپڑے دیئے تا کہ وہ اپنے بھائی اور جماعت صفریہ کو واپس جانے کی تدبیر کرے۔ اس نے عمر کی بات قبول کر لی اور وہ اسی رات چل دیا۔ فوج بھی اس کے پیچھے چلی، اور ابو قرہ ان کے اتباع پر مجبور ہو گیا۔ جب صفریہ چلے گئے تو عمر نے ایک فوج ابن رستم کی طرف بھیجی جو بربر کے قبیلے تھوذا کے ساتھ تھا۔ اور اس سے جنگ کی۔ ابن رستم تاہرت کی طرف بھاگ گیا۔ اب اباضیہ [۲] عمر کے مقابلے سے عاجز ہو گئے اور طُبنة سے قیروان کی جانب چلتے وقت اس نے طُبنة میں کچھ فوج چھوڑ دی۔ ابو قرۃ نے عمر بن حفص کے جانے کی خبر سنی تو وہ طُبنة آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جو فوج تھی اس نے نکل کر اس سے جنگ کی۔ ابو قرۃ نے شکست کھائی اور اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا۔ رہا ابو حاتم تو اس نے جب قیروان کا محاصرہ کیا تو اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور وہ اس کے حصار پر جم گیا۔ حال یہ تھا کہ نہ قیروان کے بیت المال میں ایک دینار تھا اور نہ اس کے گوداموں میں کچھ غلہ۔ اس پر محاصرہ آٹھ مہینے تک جاری رہا۔ فوج نکل نکل کر صبح شام خوارج سے لڑتی رہی حتیٰ کہ بھوک نے اس کو تنگ کر دیا اور وہ اپنے جانور اور کتے تک کاٹ کر کھا گئے۔ قیروان کے باشندوں کی ایک کثیر جماعت بربروں سے جاملی اور خوارج

Marfat.com

کے شہر میں داخل ہو جانے کے سوا کچھ باقی نہ رہا کہ یکایک ان کو عمر بن حفص کے طبنۃ سے آ پہنچنے کی خبر ملی۔ پھر الہریش سات سو سواروں کے ساتھ پہنچا۔ خوارج سب کے سب اس پر پل پڑے، اور قیروان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ وہاں سے ہٹ گئے تو عمر تونس کی طرف چلا، بربر اس کے تعاقب میں چلے۔ عمر دفعتہً تیزی سے قیروان کی طرف پلٹا جہاں غلہ، جانور اور دیگر سامان تھا۔ پھر ابو حاتم اور بربر اس کی طرف آئے۔ اس کا محاصرہ کیا اور محاصرہ اس قدر طویل ہوا کہ لوگ اپنے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے۔ روز ان کے درمیان جنگ و پیکار ہوتی رہی۔ آخر جب عمر اور اس کے ساتھیوں پر حال تنگ ہوا تو اس نے ان سے کہا "اب رائے یہ ہے کہ میں حصار سے نکلوں اور بلاد بربر پر چھاپہ ماروں اور تمہارے پاس رسد لاؤں۔" لوگوں نے کہا "آپ کے بعد ہمیں خوف ہے۔" اس نے کہا "اچھا تو پھر میں فلاں اور فلاں کو بھیجتا ہوں تا کہ وہ رسد لائیں۔" لوگوں نے یہ بات مانی، جب اس نے ان دونوں آدمیوں سے اس کے لیے کہا تو انہوں نے کہ، ہم آپ کو محاصرہ میں نہیں چھوڑ سکتے۔

اب عمر نے اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنے کا عزم کر لیا اتنے میں خبر آئی کہ منصور نے اس کی طرف یزید بن حاتم بن قتیبہ بن مہلب کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس کو ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ تھے، مشورہ دیا کہ وہ جنگ سے رکا رہے، حتیٰ کہ وہ فوج پہنچ جائے۔ لیکن عمر نے یہ نہ کیا۔ نکلا اور جنگ کی، اور نصف ذی الحجہ ۱۵۴ھ کو مارا گیا۔

حُمید بن صخر نے لوگوں کی قیادت سنبھالی۔ حُمید ماں کی طرف سے عمر کا بھائی تھا۔ اس نے ابو حاتم سے موادعت کر لی۔ صلح اس پر ہوئی کہ حُمید اور اس کے ساتھی منصور کی اطاعت سے نہیں نکلیں گے اور ابو حاتم نے یہ بات قبول کر لی اور قیروان اس کے لیے فتح ہو گیا۔ فوج کا بڑا حصہ طُبنۃ کی طرف چلا گیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازے جلا دیئے اور اس کی فصیل مسمار کر دی۔ جب اس کو یزید بن حاتم کے پہنچنے کی خبر ملی تو وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے قیروان کے نائب کو حکم دیا کہ فوج سے ہتھیار لے لے اور اس کو منتشر کر دے۔ اس کے بعض اصحاب نے مخالفت کی اور کہا، ہم ان سے عذر نہیں کرتے۔ مخالفین کا سردار عمر بن عثمان فہری تھا۔ وہ قیروان میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے ابو حاتم کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر ابو حاتم واپس آیا۔ عمر بن عثمان اس کے سامنے سے تونس بھاگ گیا۔ ابو حاتم طرابلس واپس گیا کہ یزید بن حاتم سے جنگ کرے۔

کہا جاتا ہے کہ خوارج اور فوج کے درمیان عمر بن حفص کے ساتھ جنگ کے بعد سے ان کا

Marfat.com

معاملہ ختم ہونے تک ۳۷۵ لڑائیاں ہوئیں۔

یزید بن حاتم کی افریقہ پر تقرری

جب منصور کو خبر پہنچی کہ عمر بن حفص کا خوارج کے ہاتھوں کیا حال ہے تو اس نے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن ابی صفرہ کو ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجا۔ وہ ۱۵۴ھ میں وہاں پہنچا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں کی فوج کا ایک حصہ اس سے آ ملا۔ یہ اپنے لشکر کے ساتھ طرابلس کی طرف گیا۔ ابو حاتم خارجی جبال نفوسہ کی طرف چلا گیا۔ یزید نے ایک فوج قابس کی طرف بھیجی۔ ابو حاتم نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دے دی، اور وہ فوج یزید کے پاس واپس آ گئی۔ ابو حاتم ایک دشوار گزار مقام میں اترا، اس نے فوج کے گرد خندق کھودی۔ یزید اپنے اصحاب کا تعبیہ کر کے اس کی طرف چلا۔ ربیع الاوّل ۱۵۵ھ میں ان کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ شدت سے جنگ ہوئی۔ آخر بربروں نے شکست کھائی۔ ابو حاتم اور اس کے بہادر آدمی مارے گئے۔ یزید نے ان کو میدانوں اور پہاڑوں میں ڈھونڈا اور ان کو بکثرت قتل کیا۔ معرکے میں جو لوگ کام آئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ آل مہلب خوارج کو قتل کرنے لگے اور عمر بن حفص کے ثار (خون کے بدلے) کا نعرہ لگانے لگے۔ وہ مہینہ بھر خوارج کو قتل کرتا رہا۔ پھر قیروان کی طرف گیا۔ عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن الفہری ابو حاتم کے ساتھ تھا۔ وہ کتامہ کی طرف بھاگ گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی طرف فوج بھیجی جس نے بربروں کو محصور کر لیا، اور ان پر فتح پائی، ان میں سے گروہ کثیر کو قتل کیا، عبدالرحمٰن بھاگ گیا اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ افریقہ صاف ہو گیا۔

یزید نے اچھا طرز عمل رکھا۔ لوگ مطمئن ہو گئے حتیٰ کہ ۱۶۴ھ میں ورفجومہ نے ارض زاب میں بغاوت کر دی۔ ان کا سردار ایوب ہواری تھا۔ یزید نے ان کے مقابلے پر کثیر التعداد فوج بھیجی، یزید بن مہلبی کو ان پر افسر بنایا، مڈ بھیڑ ہوئی، لڑے، یزید نے شکست کھائی، اس کے ساتھیوں میں سے کثیر جماعت قتل ہوئی اور زاب کا والی مخارق بن غفار مارا گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی جگہ مہلب بن یزید المہلبی کو والی مقرر کیا۔ یزید بن حاتم نے جمع کثیر کے ساتھ علاء بن سعید مہلبی کو اس کی مدد کو بھیجا۔ شکست خوردہ ان سے آ ملے۔ ورفجومہ سے جنگ کی، گھمسان کا رن پڑا، بربروں نے اور ایوب نے شکست کھائی، اور وہ ہر جگہ قتل

Marfat.com

کیے گئے، حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی تک مارا گیا۔ اور فوج میں سے ایک شخص بھی کام نہیں آیا۔

یزید رمضان ۱۷۰ھ میں مرگیا، اس کی ولایت پندرہ سال، تین ماہ رہی، اُس نے اپنے بیٹے، داؤد کو افریقہ پر اپنا جانشین بنایا۔

مہدی کے لیے شہر رُصافہ کی تعمیر

اس سال شوال میں مہدی خراسان سے آیا۔ اس کے اہل خاندان شام، کوفہ، بصرہ وغیرہ سے اس کے پاس آئے۔ اور اس کی آمد پر اسے تہنیت دی۔ اس نے ان کو تحائف دیئے، سواریاں عطا کیں، کپڑے دیئے اور منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی کیا اور مہدی کے لیے رُصافہ تعمیر کیا۔

شہرِ رُصافہ کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ فوج کے ایک حصّے نے منصور پر دھاوا کیا اور اس سے باب الذہب پر جنگ کی۔ قثم بن عباس بن عبیداللہ بن عباس اس کے پاس آئے، وہ آل عباس کے شیخ تھے اور ان کے نزدیک ان کو حرمت و تقدم حاصل تھا۔ منصور نے ان سے کہا "کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم فوج کی شورش سے کس حال میں ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ان کا کلمہ جمع نہ ہو جائے اور یہ امر ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟" انہوں نے جواب دیا "اے امیر المومنین! میری ایک رائے ہے۔ اگر میں وہ آپ پر ظاہر کر دوں گا تو بات بگڑ جائے گی اور اگر آپ مجھ پر یہ کام چھوڑیں گے تو میں اس پر عمل درآمد کروں گا اور آپ کی خلافت درست ہو جائے گی اور آپ کی فوج آپ سے ڈر جائے گی۔" منصور نے کہا "کیا آپ میری خلافت میں کسی ایسی بات پر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں جس کا مجھے علم نہ ہو۔" انہوں نے کہا "اگر میں آپ کے نزدیک مشتبہ ہوں تو آپ مجھ سے مشورہ نہ کیجئے اور اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہے تو مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیے چھوڑ دیجئے۔" منصور نے کہا "آپ اس کو نافذ کیجئے۔"

قثم اپنے گھر واپس گئے۔ انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلوایا اور اس سے کہا، "کل صبح مجھ سے پہلے امیر المومنین کے ہاں جا بیٹھنا۔ جب تم دیکھو کہ میں آ گیا ہوں اور اصحاب مراتب کے درمیان پہنچ گیا ہوں تو میرے خچر کی لگام پکڑ لینا اور مجھے رسول اللہ ﷺ، عباس اور امیر المومنین کے حق کی قسم دے کر اصرار کرنا کہ میں تیرے لیے ٹھہروں اور تیرا سوال سنوں اور اس کا جواب دوں۔ میں تجھے جھڑکوں گا، تجھے سخت سست کہوں گا، لیکن تم نہ ڈرنا اور دوبارہ اصرار کرنا۔ میں تجھے ماروں گا مگر تم مجھ سے برابر یہ سوال پوچھنا کہ

Marfat.com

کونسا قبیلہ اشرف ہے یمن یا مضر؟ جب میں تمہیں جواب دے دوں، تو خچر کو چھوڑ دینا، اور بس تم اس کے بعد آزاد ہو۔'' غلام نے وہی کیا جس کا اسے حکم دیا تھا اور قثم نے بھی وہی کیا جو کہا تھا۔

غلام کے سوال کے جواب میں قثم بن عباس نے کہا ''مضر اشرف ہیں کیونکہ انہی میں سے رسول اللہ ﷺ ہیں اور انہی میں کتاب اللہ ہے اور انہی میں بیت اللہ ہے اور انہی میں خلیفۃ اللہ ہے۔'' اس پر یمن بگڑ گئے۔ ان کے قائدوں میں سے ایک نے کہا ''مطلقاً ایسا نہیں ہے کہ یمن کے لیے کوئی فضیلت ہی نہ ہو۔'' پھر اس نے اپنے غلام سے کہا، اٹھ اور شیخ کے خچر کی لگام پکڑ لے۔ اس نے یہی کیا اس پر مضر بگڑ گئے، اور بولے ''وہ ہمارے شیخ کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔'' اور ان میں سے کسی نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ اس نے اس یمنی غلام کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اس کو کاٹ دیا۔ اس سے دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے۔ فوج میں پھوٹ پڑ گئی۔ مضر ایک فرقہ بن گئے، ربیعہ ایک فرقہ اور خراسانیہ ایک فرقہ۔ پھر قثم نے منصور سے ملاقات کی اور کہا ''میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ اور ان کو الگ الگ گروہ بنا دیا ہے۔ ان میں سے ہر گروہ کو خوف ہو گا کہ کہیں دوسرا کچھ نہ کر بیٹھے، آپ انہیں باہم کمزور کر سکتے ہیں۔ اب اس تدبیر میں آپ کے لیے ایک بات اور باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹے (مہدی) کو دریا کے اس پار بھیجئے اور اُسے دوسری جانب رکھیے۔ اور اس کے ساتھ اپنی فوج کے ایک حصے کو ادھر منتقل کر دیجئے۔ جو شہر آپ پر دست درازی کرے دوسرا شہر اس کی سرکوبی کرے گا۔'' (اس ضرورت کے تحت رُصافہ کی تعمیر ہوئی) منصور نے اس کی بات قبول کر لی۔ اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس نے رُصافہ بنایا اور صالح صاحب المصلیٰ کو اس کام پر مقرر کیا۔

سلیمان بن حکیم عبدی کا قتل

اس سال عقبہ بن سلم بصرہ سے بحرین کی طرف گیا۔ اس نے نافع بن عقبہ کو یہاں اپنا قائم مقام کیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم کو قتل کیا اور اہل بحرین کو غلام بنایا، ان کا ایک حصّہ منصور کے پاس بھیجا۔ اس نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور باقیوں کو مہدی کے سپرد کیا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کو کپڑے پہنائے۔ پھر اس نے عقبہ کو بصرہ سے معزول کر دیا، کیونکہ اس نے بحرین پر استقصاء نہیں کیا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے اس سال معن بن زائدہ شیبان کو سجستان پر عامل بنایا۔

Marfat.com

اس سال لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم الامام نے حج کیا۔ یہ مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ مدینہ پر حسن بن زید، بصرہ پر جابر بن توبتہ کلابی، کوفہ پر محمد بن سلیمان اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھے۔

شقناء بن عبدالواحد کا معاملہ

اس سال اندلس کے مشرقی علاقہ میں مکناسہ کے بربروں میں سے ایک نے بغاوت کی جو بچوں کو پڑھاتا تھا۔ اور اس کا نام شقناء بن عبدالواحد تھا۔ اور اس کی ماں کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہے۔ اس نے اپنا نام عبداللہ بن محمد رکھا اور شنت بریہ میں مقیم ہوا۔ بربروں میں سے خلق عظیم اس کے گرد جمع ہوگئی۔ اس کی بات بڑھ گئی۔ عبدالرحمٰن اموی اس کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلے پر نہ ٹھہرا اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ جب امن ہوتا تو علاقوں میں پھیل جاتا اور جب خوف ہوتا تو پہاڑوں میں چڑھ جاتا، جہاں اس کو ڈھونڈنا مشکل ہوتا۔

عبدالرحمٰن نے طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو عامل مقرر کیا۔ حبیب نے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن ابان بن عثمان بن عفان کو عامل بنایا اور اسے حکم دیا کہ شقناء کی جستجو کرے۔ شقناء، شنت بریہ آیا، اس نے سلیمان کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ اس سے اس کا زور اور بڑھ گیا، اس کی شہرت ہوگئی۔ وہ ناحیہ قوریہ پر قابض ہوگیا اور اس نے زمین میں فساد پھیلایا۔

عبدالرحمٰن اموی ادھر متوجہ ہوا، اس سے ۱۵۲ھ میں خود جنگ کی۔ وہ اس کے مقابلے پر نہ ٹھہرا اور اس کو اس کے کام سے عاجز کر کے واپس آ گیا۔ پھر ۱۵۳ھ میں عبدالرحمٰن نے خود اس پر حملہ کیا اور شقناء بھاگ گیا، اس نے اپنا قلعہ شطران خالی کر دیا۔ پھر ۱۵۴ھ میں عبدالرحمٰن نے خود اس پر حملہ کیا اور شقناء اس کے مقابلے پر نہ ٹھہرا۔ پھر اس نے ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو اس کی طرف بھیجا، شقناء نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی فوج کو اس پر بگاڑ دیا۔ عبیداللہ بھاگ گیا۔ شقناء نے اس کا لشکر لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت قتل کر دی جو اس کے لشکر میں تھی۔ اسی ۱۵۵ھ میں عبیداللہ کا لشکر لوٹنے کے بعد شقناء، حصن الہوارئین، جو مدائن کے نام سے مشہور تھا، کی طرف گیا، جہاں عبدالرحمٰن کا ایک عامل تھا۔ شقناء نے اس سے مکر کیا۔ حتیٰ کہ وہ اس کی طرف نکل آیا۔ شقناء نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے اور اسلحہ اور سب کچھ جو اس کے ساتھ تھے لوٹ لیے۔

Marfat.com

معن بن زائدہ کا قتل

اس سال سجستان میں معن بن زائدہ شیبانی مارا گیا۔ منصور نے اسے یہاں کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو اس نے رتبیل کو پیغام بھیجا کہ جو کچھ اس پر سالیانہ مقرر ہے وہ بھیجے۔ اس نے معن کے پاس کچھ سامان بھیجا اور اس کی قیمت زیادہ ظاہر کی۔ معن بگڑ گیا اور رُخج کی طرف گیا۔ اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا، مزید بن زائدہ تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ رتبیل گرمیاں گزارنے کے لیے زابلستان چلا گیا ہے۔ اس نے رُخج فتح کر لیا۔ یہاں بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ انہی قیدیوں میں فرج رخجی تھا۔ وہ بچہ تھا اور اس کا باپ زیاد بھی انہی قیدیوں میں تھا۔ پھر معن نے گرد اٹھتی دیکھی جو گورخروں نے اٹھائی تھی۔ وہ سمجھا کہ ایک فوج اس کی طرف آ رہی ہے، جو قیدیوں اور اسیروں کو چھڑانا چاہتی ہے۔ اس نے ان کو تلواروں کے سپرد کرنے کا حکم دے دیا اور ان میں سے بہت سے قتل کر دیئے گئے۔ پھر اس گرد کی وجہ ظاہر ہوئی وہ رک گیا۔

تو معن کو سردیاں اڈ آنے کا خوف ہوا اس لیے وہ بُست کی طرف واپس چلا گیا۔ خوارج کی ایک قوم اس کی روش ناپسند کرتی تھی۔ اس نے ان کاری گروں سے سازش کی جو اس کے مکان میں کام کرتے تھے۔ جب وہ چھت پاٹنے تک پہنچ گئے تو انہوں نے اپنی تلواریں بانسوں میں چھپا دیں۔ پھر وہ ایک دن اس کے کمرہ میں پہنچ گئے، وہ اس وقت سینگھیاں لگوا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک خنجر نے، جو اس کے پاس تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ایک نے اس کو مارتے وقت کہا، میں طاقی غلام ہوں۔ طاق، زرنج کے قریب ایک رستاق ہے۔

پھر یزید بن مزید نے ان سب کو قتل کر دیا، اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ یزید نے سجستان کو سنبھال لیا۔ اس کی گرفت عرب وعجم پر سخت ہوئی۔ کسی عرب نے اس پر حیلہ کیا، اور اس کی طرف سے منصور کو خط لکھا جس میں اسے خبر دی کہ اس کے نام مہدی کے خطوں نے اسے حیران و ششدر کر دیا ہے اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کو مہدی کی معاملت سے معاف رکھے اس بات نے منصور کو غضب ناک کر دیا۔ اس نے گالیاں دیں اور مہدی کو اس کا خط پڑھوایا۔ اس نے یزید کو معزول کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دیا اور اس کی سب چیزیں بکوا دیں، پھر اس کے لیے سفارش کی گئی، اسے مدینۃ السلام بلا گیا۔

Marfat.com

یہاں بھی وہ مصیبت میں رہا، حتیٰ کہ خوارج اس پر پل پڑے، اس نے ان سے جنگ کی۔ اس سے ذرا اس کا کام چلا۔ پھر اسے یوسف البرم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ اور یہاں ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

متفرق واقعات

اس سال موسم گرما پر عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کو بھیجا گیا۔

اس سال منصور نے موصل پر اسمٰعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو عامل مقرر کیا۔

وفیات

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: عبداللہ بن عون، یہ ٦٦ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

اسید بن عبداللہ، ذی الحجہ میں وفات پائی، یہ خراسان کا امیر تھا۔

حنظلہ بن ابی سفیان جمحی، علی بن صالح بن حیّ، حسن بن صالح کا بھائی، یہ دونوں متقی تھے اور ان میں تشیع تھا۔

حواشی

١۔ صفریہ خوارج کا ایک فرقہ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مسلمانوں میں انتہا پسندی کا آغاز: خوارج ایک مطالعہ، قرطاس کراچی، ٢٠١٢ء

٢۔ اباضیہ بھی خوارج کا ایک فرقہ تھا یہ دیگر خارجی فرقوں کے مقابلے میں خاصے معتدل تھے آج بھی عمان میں یہی خارجی فرقہ آباد ہے تاہم وہ اپنے آپ کو خارجی نہیں بلکہ مسلمان کہتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مسلمانوں میں انتہا پسندی کا آغاز: خوارج ایک مطالعہ، قرطاس کراچی، ٢٠١٢ء

Marfat.com

باب:۲۱

۱۵۲ھ کے واقعات

اس سال حُمید بن قحطبہ نے کابل پر حملہ کیا۔ منصور نے ۱۵۱ھ میں اس کو خراسان کا عامل بنایا تھا۔

موسم گرما کی فوج کشی پر عبدالوہاب بن ابراہیم امام گئے۔ بعض کہتے ہیں، ان کے بھائی محمد بن ابراہیم گئے، لیکن یذرب سے نہیں گزرے۔

اس سال منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ سے معزول کیا اور یزید بن منصور کو یہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال منصور نے ہاشم بن اساتج کو قتل کیا، جس نے مخالفت کی تھی اور افریقہ میں بغاوت کر دی تھی، پھر وہ اس کے پاس بھیجا گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔ اس سال لوگوں کے ساتھ منصور نے حج کیا۔

اس سال منصور نے یزید بن حاتم کو مصر سے معزول کر دیا، اور محمد بن سعید کو عامل مقرر کیا۔ اور عمال امصار، ان لوگوں کے سوا جس کا ہم نے ذکر کیا، وہی تھے جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

وفیات

اس سال انتقال کرنے والے یہ لوگ تھے، ☆ محمد بن عبداللہ بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب، یہ محمد بن شہاب زہری کے بھتیجے تھے اور ان سے ان کے چچا نے روایت کی ہے۔ ☆ یونس بن یزید الایلی، انہوں نے زہری سے روایت کی ہے۔ ☆ طلحہ بن عمر حضرمی ☆ ابراہیم بن ابی عبلہ ☆ ابوعَبْلَہ کا نام شمر بن یقظان بن عامر عقیلی تھا۔

Marfat.com

باب:۲۲

۱۵۳ھ کے واقعات

اس سال منصور مکہ سے بصرہ آیا۔ ایک فوج سمندر میں کرک کی طرف بھیجی جن کے جدّہ پر چھاپہ مارنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال منصور نے ابوایوب موریانی اور اس کے بھائی اور بھتیجوں کو گرفتار کیا۔ ان لوگوں کے گھر مناذر میں تھے۔ اس کے خلاف اس کے کاتب ابان بن صدقہ نے مخبری کی تھی۔

کہا جاتا ہے، اس کی گرفتاری کا سبب یہ ہوا کہ منصور بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں موصل گیا اور یہاں خفیہ طور پر مقیم رہا اور ازد کی ایک عورت سے شادی کر لی، وہ اس سے حاملہ ہوئی، پھر منصور موصل سے چلا گیا اور جاتے ہوئے اپنی بیوی کو ایک نشانی دی اور اس سے کہا، جب تُو بنی ہاشم کی حکومت کا ذکر سنے تو یہ نشانی صاحب امر کے پاس بھیج دینا، وہ اس کو پہچان لے گا۔ اس عورت کے ہاں منصور سے جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ وہ بڑا ہوا اور اس نے کتابت سیکھی اور سب چیزیں حاصل کیں جن کی ایک کاتب کو حاجت ہوتی ہے۔ جب منصور خلیفہ ہوا تو جعفر بغداد آیا اور ابو ایوب سے ملا، اس نے اس کو دیوان کا کاتب بنا لیا۔ ایک دن منصور نے ابوایوب سے ایک کاتب مانگا جو اس کے لیے کچھ کتابت کرے۔ ابوایوب نے جعفر کو اس کے پاس بھیج دیا۔ جب منصور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہوا اور اسے پسند کیا۔ جب اس نے جعفر کو لکھنے کا حکم دیا تو اسے بہت ماہر پایا، اس سے پوچھا کہ وہ کہاں کا ہے، اور اس کا باپ کون ہے؟ اس نے تمام حال اس کو بتایا اور علامت اسے دکھائی جو اس کے ساتھ تھی۔ منصور نے اسے پہچان لیا اور اسے کتابت کے بہانے سے ہر وقت

Marfat.com

طلب کرنے لگا۔ ابوایوب اس سے ڈرنے لگا۔ پھر منصور نے ایک دن جعفر کو بلایا، اس کو مال دیا اور حکم دیا کہ موصل جا کر اپنی ماں کو لے آئے۔ وہ بغداد سے چلا۔ ابوایوب نے اس پر جاسوس لگا رکھے تھے جب اس کو جعفر کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے اس کے پیچھے کسی کو لگا دیا، جس نے راستے میں اس کو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ جب منصور کے پاس اس کے پہنچنے میں دیر ہوئی تو اس نے اس کی ماں کے پاس کسی کو موصل بھیجا، جس نے اس کی نسبت دریافت کیا۔ جعفر کی ماں نے کہا کہ اس کو جعفر کا کچھ علم نہیں بجز اس کے کہ وہ بغداد میں خلیفہ کے دیوان میں کتابت کرتا ہے۔ منصور کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کسی کو تفتیشِ احوال کے لیے بھیجا جس نے اس کا سراغ لگانا شروع کیا اور بالآخر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا قتل ابو ایوب کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس نے ابوایوب کو مبتلاء مصیبت کیا اور اس کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

منصور نے اپنے غلام عباد و ہرثمہ بن اعین کو خراسان میں گرفتار کرا لیا اور یہ دونوں پابجولاں لائے گئے۔ یہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے ان کے تعصب کے سبب سے ہوا۔

اس سال منصور نے لوگوں کو بہت لمبی قنسوہ (ٹوپیاں) پہننے پر مجبور کیا۔ ابودلامہ نے کہا۔

وکنا نرجی من امام زیادۃ   فزادہ الامام المصطفی فی القلانس

[ہم امام سے (مال میں) زیادہ ملنے کے امیدوار تھے، مگر برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادت کر دی۔]

اس سال عبیدابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے وفات پائی۔ منصور نے شریک بن عبداللہ نخعی کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال معیوف بن یحییٰ الحجوری موسم گرما کی جنگ پر گیا، اور رات کے وقت رومیوں کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر پہنچا اس حال میں کہ قلعے کے باشندے سو رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں کو، جو اس میں تھے، اسیر کیا۔ پھر اس نے اذقیہ کو خراب کرنے کا قصد کیا۔ اس نے یہاں چھ ہزار نفوس بالغ مردوں کے سوا لونڈی غلام بنائے۔

اس سال لوگوں کے ساتھ مہدی نے حج کیا۔ مکے کے امیر محمد بن ابراہیم، مدینہ کے عامل حسن بن زید، مصر کے والی محمد بن سعید تھے۔ یزید بن منصور، بقول بعض، یمن پر تھے، موصل پر اسمٰعیل بن خالد تھے۔

Marfat.com

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: ☆ ہشام بن غاز بن ربیعہ جرشی، بعض کہتے ہیں یہ ۱۵۶ھ میں، اور بعض کہتے ہیں ۱۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ ☆ حسن بن عمارہ، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ☆ ثور بن یزید ☆ عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ انصاری ☆ ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام ☆ حکیم بن حزام کے بھائی کی اولاد سے۔ ☆ فطر بن خلیفہ کوفی۔

Marfat.com

باب:۲۴۳

۱۵۴ھ کے واقعات

اس سال منصور شام اور بیت المقدس گیا۔ یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے افریقہ بھیجا، جنہوں نے عمر بن حفص کو قتل کر دیا تھا۔

منصور نے الرّافقہ تعمیر کرنے کا قصد کیا۔ اہل رقہ نے اس کو اس سے روکا۔ اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کرلیا۔

اس سال بجلی گری، اور اس کے باعث مسجد میں پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

اس سال ابوایوب موریانی اور اس کا بھائی قتل کیا گیا۔ منصور نے اس کے بھتیجوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اس سال منصور نے بصرہ پر عبدالملک بن ظبیان نمیری کو عامل بنایا۔

موسم گرما کی جنگ پر زفر بن عاصم ہلالی کو بھیجا اور وہ فرات تک پہنچ گیا۔

لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم نے حج کیا اور وہ مکہ کا عامل تھا۔ افریقہ پر یزید بن حاتم تھا، اور باقی عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے۔☆ ابوعمر بن علاء، بعض کہتے ہیں، انہوں نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی، اور ان کی عمر چھیاسی برس کی تھی۔☆ محمد بن عبداللہ الشُّعیثیؔ نصری ☆ عثمان بن عطاء ☆ جعفر بن برقان جزری ☆ شعب طامع ☆ علی بن صالح بن حییؔ ☆ عمر بن اسحٰق بن یسار برادر محمد بن اسحٰق ☆ وھیب بن الورد مکّی زاہد ☆ قرہ بن خالد ابو خالد السّدوسی بصری ☆ ہشام الدستوائی اور یہ ہشام بن ابی عبداللہ بصری ہے۔

Marfat.com

باب:۲۴

۱۵۵ھ کے واقعات

اس سال یزید بن حاتم افریقہ میں داخل ہوا اور اس نے ابو حاتم کو قتل کیا۔ وہ قیروان اور تمام مغرب پر قابض ہوگیا۔ اس کے جانے اور اس کی لڑائیوں کا ذکر استقصاء کے ساتھ گزر چکا ہے۔

اس سال مہدی نے منصور کو رافقہ کی تعمیر کے لیے بھیجا، مہدی نے اسے مدینۂ بغداد کی طرز پر تعمیر کیا۔ منصور نے کوفہ و بصرہ پر فصیل اور خندق بنوائی اور تمام اخراجات وہاں کے لوگوں پر عائد کیے۔ جب منصور نے ان کی تعداد معلوم کرنی چاہی تو اس نے حکم دیا کہ ان میں پانچ پانچ درہم تقسیم کیے جائیں۔ اس طرح جب اسے ان کی تعداد معلوم ہوگئی تو اس نے ان سے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس پر ایک شاعر نے کہا۔

یالقومی مالقینا من امیر المومنینا قسم الخمسة فینا. و جبانا اربعینا

[لوگو! ہم نے امیر المومنین سے کیا پایا؟ انہوں نے ہم میں پانچ درہم تقسیم کیے اور چالیس وصول کر لیے۔]

اس سال ملک روم نے ادائے جزیہ پر منصور سے صلح کی درخواست کی۔

اس سال یزید بن اُسید السلمی موسم گرما کی جنگ پر بھیجا گیا اور عبدالملک بن ایوب بن ظبیان بصرہ سے معزول کیا گیا اور وہاں ہیثم بن معاویہ عتکی عامل بنایا گیا۔

عباس بن محمد کی الجزیرہ سے معزولی

اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو الجزیرہ سے معزول کر دیا اور اس پر ناراض

Marfat.com

ہوا، اور ایک مال بطور جرمانہ اس پر عائد کیا اور وہ برابر اس سے ناراض رہا حتیٰ کہ وہ اپنے چچا اسمٰعیل بن علی پر ناراض ہوا۔ پھر منصور کے ددھیال والوں نے اسمٰعیل بن علی کے حق میں اس سے سفارش کی حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہوگیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا ''اے امیر المومنین! میں دیکھتا ہوں کہ آل علی بن عبداللہ، باوجودیکہ ان پر آپ کی نعمتیں چھائی ہوئی ہیں، ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ اور اسی سے یہ بات ہے کہ آپ چند ہی روز ہوئے کہ اسمٰعیل بن علی سے ناراض ہوئے تھے، انہوں نے آپ کو تنگ کیا حتیٰ کہ آپ اس سے راضی ہوگئے۔ حالانکہ آپ اتنی اتنی مدت سے اپنے بھائی عباس سے ناراض ہیں اور ان میں سے کسی نے اس کے حق میں آپ سے کچھ نہیں کہا۔'' اس پر منصور اس سے راضی ہوگیا۔

منصور نے عباس کو یزید بن اُسید کے بعد الجزیرہ پر عامل مقرر کیا۔ یزید نے اس سے شکایت کی اور کہا ''اس نے میرے عزل پر میرے ساتھ بدسلوکی کی اور میری آبروریزی کی۔'' اس پر منصور نے کہا ''تو میرے احسان اور اس کی بدسلوکی کو ملائے تو دونوں معتدل ہوجائیں گے۔'' یزید بن اُسید نے جواب دیا ''اگر تمہارا احسان تمہاری بدسلوکی کا بدلہ ہے تو ہماری اطاعت ہماری طرف سے تم پر فضل ہے۔'' پھر جب منصور نے اپنے بھائی کو الجزیرہ سے معزول کیا تو ابوموسیٰ بن کعب کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

محمد بن سلیمان کی کوفہ سے معزولی

اس سال محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کوفہ سے معزول کیا گیا اور عمرو بن زہیر ضبی، میسب بن زہیر کا بھائی وہاں عامل بنایا گیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۵۳ھ میں معزول کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں، اس کا عزل بعض اسباب کی بناء پر تھا جو منصور کو اس کی نسبت پہنچتی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے عبدالکریم بن ابی عوجاء کو قتل کیا جس کو اس نے زندقہ کی بنا پر گرفتار کیا تھا۔ اور وہ معن بن زائدہ شیبانی کا ماموں تھا۔ پھر منصور کے پاس بہت لوگ اس کی سفارش کے لیے آئے مگر ان میں سے ایک متہم آدمی کے سوا کسی نے ان کی نسبت گفتگو نہیں کی۔ آخر منصور نے محمد بن سلیمان کو اس سے باز آجانے کے لیے لکھا

Marfat.com

حتیٰ کہ اس کی (یعنی منصور کی) رائے اسے پہنچے۔

ابن ابی عوجاء نے محمد بن سلیمان کو پیغام بھیجا جس میں اس سے درخواست کی کہ وہ اسے تین دن تک چھوڑے رکھے اور ایک لاکھ (غالباً درہم) اسے دینے کو کہا، مگر جب محمد سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کو جب یقین ہو گیا کہ اب میں مارا جانے والا ہوں تو اس نے کہا ''خدا کی قسم میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے روزے کے دن تمہارا افطار کرایا ہے اور تمہارے افطار کے دن تمہارا روزہ رکھوایا ہے۔'' آخر اس کو قتل کر دیا گیا، اس کے بعد منصور کا خط محمد کے پاس پہنچا جس میں منصور نے اُسے ابن ابی العوجاء کے قتل سے رُکنے کا حکم دیا تھا۔ یہ خط اس وقت پہنچا جب اسے قتل کیا جا چکا تھا۔ جب منصور کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ غضبناک ہوا اور اس نے کہا، ''خدا کی قسم! میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس کے بدلہ محمد سے قصاص لوں۔'' پھر اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا اور اس سے کہا ''یہ تیرا کام ہے۔ تُو نے اس بیوقوف لڑکے کو والی بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس نے فلاں شخص کو بغیر میرے حکم کے قتل کر دیا۔ اس لیے میں نے اس کے عزل اور اس پر زجر و توبیخ کا فرمان لکھا ہے۔'' عیسیٰ نے کہا ''محمد نے تو اسے زندقہ پر قتل کیا ہے، اگر اس نے یہ صحیح کیا تو وہ آپ کے لیے ہے، اور اگر اس نے غلطی کی ہے تو اس کا وبال خود اس پر ہے، لیکن اگر آپ نے اس بات پر اس کو معزول کر دیا تو اس کی تعریف اور ثناء ہوگی اور لوگ آپ پر باتیں بنائیں گے۔'' منصور نے اپنا فرمان چاک کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال خوارج صفریہ نے جو مدینۂ سجلماسہ میں مجتمع تھے اپنے امیر عیسی بن جریر کی بعض باتوں کو ناپسند کیا اور اسے رسی میں باندھ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ دیا اور وہ اسی حال میں رہا حتیٰ کہ مر گیا اور انہوں نے اپنے اوپر ابو قاسم سمکو بن واسول مکناسی جو مدرار کا دادا تھا، کو سردار بنا لیا۔

اس سال ابو سنان الفقیہ مالکی افریقہ کے شہر قیروان میں پیدا ہوئے۔

اس سال حسن بن زید بن حسن بن علی مدینہ سے معزول کیے گئے اور منصور نے اپنے چچا

Marfat.com

عبدالصمد بن علی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال مکّے اور طائف پر محمد بن ابراہیم عامل تھا، کوفہ پر عمرو بن زہیر، بصرہ پر ہیثم بن معاویہ، مصر پر محمد بن سعید، افریقہ پر یزید بن حاتم، موصل پر خالد بن برمک، اور بقول بعض موسیٰ بن کعب بن سفیان خثعمی والی تھے۔

اس سال مِسْعَر بن کِدام کوفی الہلالی نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۲۵

۱۵۶ھ کے واقعات

اہل اشبیلیہ کی شورش

اس سال عبدالرحمٰن اموی صاحب اندلس شقناء کی جنگ پر گیا۔ اور حصن شیطران کا محاصرہ کرلیا۔ صاحب شیطران اپنی عادت کے مطابق جنگل کی طرف بھاگ گیا، عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو نائب کیا تھا۔ اس کا خط آیا، جس میں اس نے اہل اشبیلیہ کی شورش کا ذکر کیا تھا۔ اس شورش میں اشبیلیہ کے عبدالغفار اور حیوۃ بن ملابس ان کے ساتھ تھے اور لکھا تھا کہ یمانیہ میں سے بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ (خط پڑھ کر) عبدالرحمٰن واپس ہوا لیکن قرطبہ میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ اس نے ان کے اجتماع اور ان کی کثرت کے متعلق جو کچھ سنا تھا اس سے وہ خوف زدہ ہوگیا تھا۔ پھر اس نے اپنے چچازاد بھائی عبدالملک بن عمر کو، جو آل مروان کا تارا تھا، آگے بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن خود اس کے پیچھے کمک کی غرض سے ٹھہرا رہا۔

جب عبدالملک اہل اشبیلیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے امیہ کو ان کا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس نے ان کو بیدار پایا، وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا، اس کے باپ نے اس بزدلی پر اس کی ملامت کی اور اس کی گردن ماردی۔ اس نے اپنے اہل بیت اور خواص کو جمع کیا اور ان سے کہا ''ہم مشرق سے اس انتہائی کنارے پر ہانک دیئے گئے ہیں اور اب ہم سے اس لقمہ پر بھی حسد کیا جا رہا ہے، جو بقاء رمق کے لیے رہ گیا ہے۔ تلواروں کی نیامیں توڑو، اب یا موت ہے یا فتح۔''
سب نے یہی کیا۔ اس نے ان پر حملہ کردیا۔ یمانیہ و اہل اشبیلیہ نے شکست کھائی، اور اس کے بعد

Marfat.com

یمانیہ سر نہ اٹھا سکے۔ اس جنگ میں عبدالملک زخمی ہوا۔ اس کی خبر عبدالرحمٰن کو پہنچی، وہ اس کے پاس آیا، اس وقت اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور اس کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے قبضے پر جما ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو بہت داد دی، اور کہا ''اے ابن عم! میں نے اپنے بیٹے اور ولی عہد ہشام کی شادی تیری فلاں بیٹی سے کی، اور اسے اتنا اور اتنا دیا اور تجھے اتنا دیا، اور تیری اولاد کو اتنا اور تجھے اور ان کو اتنی جاگیر دی اور تم کو وزارت عطا کی۔'' یہ وہی عبدالملک ہے جس نے عبدالرحمٰن کو خطبے میں منصور کا نام بند کرنے پر مجبور کیا، اور اس سے کہا ''یا تو اسے بند کر دو ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالوں گا۔'' عبدالرحمٰن نے دس مہینہ منصور کا خطبہ پڑھا تھا، پھر بند کر دیا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن ملابس جنگ میں قتل سے بچ گئے تھے۔ ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن پھر اشبیلیہ گیا، ان لوگوں میں سے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا جو عبدالغفار اور حیوۃ کے ساتھ تھے، اور واپس آ گیا۔ اس واقعے سے اور عربوں کی دشمنی کے باعث عبدالرحمٰن غلام جمع کرنے کی طرف مائل ہو گیا۔

افریقہ میں خوارج کا فتنہ

ہم خوارج کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حبیب کے بھاگنے کا اور کتامہ پہنچ جانے کا ذکر کر چکے ہیں، عبدالرحمٰن کا باپ افریقہ کا امیر تھا۔ اس کے بعد یزید بن حاتم امیر افریقہ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی تھی اور وہ کتامہ سے جنگ کرتی رہی تھی۔ پھر اس سال سے عبدالرحمٰن پر محاصرہ بہت سخت ہو گیا۔ آخر وہ بھاگ نکلا اور اپنی جگہ چھوڑ دی اور فوجیں اس کے مقابلے سے واپس ہو گئیں۔ پھر اسی سال یزید بن حاتم پر ابو یحیٰی بن فانوس ہواری نے طرابلس کے علاقے میں شورش کی اور بربروں کی بہت سی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ وہاں یزید بن حاتم کی ایک فوج شہر کے عامل کے ساتھ موجود تھی۔ عامل اس فوج کے ساتھ نکلا، ارض ہوارہ میں سمندر کے کنارے ان کی مڈبھیڑ ہوئی، سخت جنگ ہوئی، ابو یحیٰی بن فانوس نے شکست کھائی، اس کے اصحاب کا بڑا حصہ مارا گیا اور افریقہ میں لوگوں کو سکون حاصل ہو گیا، یزید بن حاتم کے لیے افریقہ پاک ہو گیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال ہیثم بن معاویہ عامل بصرہ نے عمرو بن شداد پر قابو پالیا، جو ابراہیم بن عبداللہ کی طرف سے فارس پر عامل مقرر ہوا تھا۔ اس کے قابو پالینے کا سبب یہ ہوا کہ عمرو نے اپنے ایک غلام کو مارا۔ وہ ہیثم کے پاس آیا اور اس نے عمرو کا پتہ اس کو بتا دیا۔ ہیثم نے عمرو کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا، اور مربد میں اسے صلیب پر چڑھا دیا۔

اسی سال ہیثم بصرہ سے معزول کیا گیا اور سوّار قاضی کو قضاء کے ساتھ صلوٰۃ پر بھی امام مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج کو بصرہ کی شرطہ (پولیس) اور اس کے احداث (یعنی حوادث) کا والی بنایا۔ ہیثم جب بغداد پہنچا تو یہاں اس نے وفات پائی اور منصور نے اس کی نماز پڑھائی۔

اس سال زفر بن عاصم ہلالی موسمِ گرما کی جنگ پر گیا۔

لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔

اس سال مکہ پر محمد بن ابراہیم، کوفہ پر عمرو بن زہیر، بصرہ کے احداث و جوابی، شرطہ پر سعید بن دعلج اور وہاں کی نماز اور قضاۃ پر سوّار بن عبداللہ، کور دجلہ، اہواز اور فارس پر عمارہ بن حمزہ۔ کرمان و سندھ پر ہشام بن عمرو اور افریقہ پر یزید بن حاتم اور مصر پر محمد بن سعید تھے۔

اس سال عبدالرحمٰن اموی اپنے مولیٰ بدر سے اس بناء پر ناراض ہو گیا کہ وہ اس پر بہت جری ہو گیا تھا۔ اس نے بدر کے حق خدمت وطول صحبت اور سچی خیر خواہی کا لحاظ نہیں کیا، اس کا مال چھین لیا، اس کی نعمت سلب کر لی اور اسے سرحد کی طرف نکال دیا۔ وہ سرحد ہی میں رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم قاضی افریقہ نے وفات پائی۔ لوگوں نے اس کی حدیث کے باب میں کلام کیا ہے۔

اس سال حمزہ بن حبیب زیات مقری نے وفات پائی۔ یہ قُرّاء سبعہ میں سے تھے۔

Marfat.com

باب:۲۶

۱۵۷ھ کے واقعات

اس سال منصور نے اپنا وہ قصر تعمیر کیا جو خلد کہلاتا ہے۔

اس سال منصور نے بازار کرخ وغیرہ کی طرف ہٹوا دیے۔ اس کا سبب اس سے قبل گزر چکا ہے۔

سعید بن دعلج کو بحرین پر عامل مقرر کیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے تمیم کو وہاں بھیج دیا۔

منصور نے اپنی فوج کے اسلحہ جات کا معائنہ کیا اور اس کے لیے اجلاس کیا وہ خود زرہ اور خود پہن کر نکلا۔

اس سال عامر بن اسمٰعیل مُسلی نے وفات پائی، اور منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سوار بن عبداللہ قاضی بصرہ نے بھی وفات پائی۔ اس کی جگہ عبیداللہ بن حسن بن حصین عنبری کو مقرر کیا گیا۔

محمد بن سلیمان کاتب مصر سے معزول کیا گیا۔ منصور نے اس کی جگہ اپنے غلام مطر کو مقرر کیا۔

معبد بن خلیل کو سندھ پر مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو معزول کیا گیا۔

موسم گرما کی جنگ پر یزید بن اسید سلمی بھیجا گیا۔ اس نے بطال کے غلام سنان کو ایک قلعے کی طرف بھیجا جہاں سے وہ قیدی اور غنائم لایا۔ بعض کہتے ہیں، اس سال زفر بن عاصم صائفہ پر گیا تھا۔

لوگوں کے ساتھ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا، جو مدینہ کا عامل تھا۔ بعض کہتے ہیں، مکہ پر عبدالصمد بن علی عامل تھا۔ دوسرے شہروں کے عامل وہی تھے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب: ۲۷

۱۵۸ھ کے واقعات

موصل پر خالد بن برمک کی ولایت

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو موصل سے معزول کر دیا۔ اس کو موسیٰ کے متعلق ایسی باتیں پہنچی تھیں جن کی وجہ سے وہ موسیٰ سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے مہدی کو حکم دیا کہ وہ رقہ کی طرف جائے۔ اور ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ موصل کا راستہ لے جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے موسیٰ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور خالد بن برمک کو عامل بنا دیا۔

منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم عائد کیے تھے اور اس کو تین دن کی مہلت دی تھی کہ یا مال حاضر کرے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا "جان پدر! تم ہمارے بھائی عمارہ بن حمزہ اور مبارک الترکی اور صالح صاحب مصلی وغیرہ سے ملو اور انہیں ہمارے حال کی خبر دو۔" یحییٰ کہتا ہے "میں ان کے پاس گیا تو ان میں سے کسی نے ملاقات کے بغیر مال پیش کر دیا، اور کوئی نہایت ترش روئی سے ملا اور مال پیش کر دیا، پھر میں عمارہ بن حمزہ کے پاس گیا۔ اس کا منہ اس وقت دیوار کی طرف تھا، وہ میری طرف متوجہ تک نہ ہوا۔ میں نے سلام کیا، اس نے نہایت مری ہوئی آواز سے جواب دیا، اور پوچھا، تیرا باپ کیسا ہے؟ میں نے اس کے حال کی خبر دی، اور ایک لاکھ قرض مانگے۔ اس نے کہا، اگر میرے مکان میں کچھ ہوا تو وہ عنقریب تیرے پاس پہنچ جائے گا۔" میں واپس ہوا، اور میں اس کی بد دماغی پر لعنت کرنا چاہتا تھا، میں نے اپنے والد کو اس کا قصہ سنایا، اگر چہ اس نے مال بھیج دیا۔

Marfat.com

یحیٰی کہتا ہے اس طرح ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لیے اور تین لاکھ باقی رہ گئے جن کے نہ ادا کرنے سے سب کیا دھرا باطل ہوا جاتا تھا۔ یحیٰی کہتا ہے، اسی حال میں، میں پل عبور کر رہا تھا اور نہایت غمگین تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے مجھے روکا اور کہا،''اچھی خبر ہے، میں تجھے سناؤں؟'' میں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ پھر میرے پاس آیا اور میرے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور بولا،''تو غمگین ہے حالانکہ خدا کی قسم تُو خوش ہونے والا ہے اور یقیناً کل تو اسی جگہ سے اس حال میں گزرے گا کہ تیرے آگے آگے پرچم ہوگا۔'' اس کی اس بات سے مجھے تعجب ہوا۔ اس نے کہا،''اگر ایسا ہوا تو تم مجھے پانچ ہزار درہم دینا۔'' میں نے کہا،''اچھا''۔ اور میں دل میں اس کو بیکار سمجھ رہا تھا۔

اس کے بعد منصور کو موصل اور الجزیرہ کے بگڑنے اور وہاں اکراد کے پھیل جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے کہا،''اس معاملے کو کون سنبھالے گا؟'' میّب بن زہیر نے کہا،''میرے پاس ایک رائے ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس کو قبول نہ فرمائیں گے مگر میں آپ سے خیر خواہی کی بات کہنی نہ چھوڑوں گا۔'' منصور نے کہا،''کہو''۔ اس نے کہا،''اس کام کے لیے خالد بن برمک جیسا کوئی نہیں۔'' منصور نے کہا، ''وہ ہمارے لیے کس طرح درست ہوسکتا ہے جبکہ ہم اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کر چکے ہیں۔'' میّب نے کہا،''آپ نے اسے اس طرح ٹھیک کر دیا ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔'' منصور نے کہا،''تو کل وہ میرے پاس حاضر ہو۔'' میّب نے اسے حاضر کیا اور منصور نے اس کے باقی تین لاکھ معاف کر دیئے اور ایک پرچم اس کے بیٹے یحیٰی کے لیے آذر بیجان کی امارت پر باندھا۔ جب یحیٰی اس پیش گوئی کرنے والے شخص کے پاس سے گزرا تو اسے پانچ ہزار درہم دیئے اور اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔

خالد نے اپنے بیٹے یحیٰی کے ہاتھ عمارہ کے پاس وہ ایک لاکھ بھیجے جو اس سے لیے تھے، اس نے کہا،''کیا میں تیرے باپ کا صرّاف تھا؟ میرے پاس سے چلا جا۔ میرے پاس کھڑا نہ ہو۔'' وہ مال لے کر واپس آ گیا، اور مہدی کے ساتھ گیا، مہدی نے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کو والی بنا دیا۔ خالد موصل پر اور اس کا بیٹا۔ یحیٰی آذر بیجان پر منصور کی وفات تک رہا۔

احمد بن محمد بن سوّار موصلی کہتا ہے کہ ہم کسی امیر سے کبھی ایسا نہیں ڈرے جیسا خالد سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ نہ اس نے ہم پر سختی کی اور نہ ہمارے دلوں میں اس کی ہیبت تھی۔

Marfat.com

منصور کی موت اور اس کی وصیت کا ذکر

اس سال منصور نے ٦/ ذی الحجہ کو بئر میمون پر انتقال کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ایک ہاتف نے اس کے قصر میں یہ صدا دی تھی جو اس نے سنی، وہ یہ کہہ رہا تھا۔

اما ورب السکون و الحرک　　ان المنایا کثیرۃ الشرک

علیک یا نفس ان اسات و ان　　احسنت بالقصد کل ذاک لک

ما اختلف اللیل و النہار ولا　　دارت نجوم السماء فی الفلک

الا نقل السلطان عن ملک　　اذا انتہی ملکہ الی ملک

حتی یصیر بہ الیٰ ملک　　ماعز سلطانہ بمشترک

ذاک بدیع السماء والارض والمر　　سی الجبال المسخر الفلک

[سکون وحرکت کے رب کی قسم! موت کے پھندے بہت ہیں۔ اے نفس! تجھ پر ہے۔ اگر تُو نے بُرائی کی اور اگر تُو نے بالقصد نیکی کی تو وہ سب تیرے لیے ہے۔ نہ رات اور دن میں اختلاف ہوا اور نہ آسمان کے تاروں نے آسمان میں گردش کی۔ خبردار حکومت ایک بادشاہ سے، جبکہ اس کا دورِ حکومت تمام ہوا۔ دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ دونوں ایک بادشاہ کے پاس جائیں گے، جس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا، پہاڑوں کا قائم کرنے والا اور کشتیوں کو مسخر کرنے والا ہے۔]

منصور نے یہ صدا سن کر کہا: ''یہ میری اجل کا وقت ہے۔''

طبری کہتا ہے، عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا کہ میں ایک دن منصور کے پاس داخل ہوا اور میں نے اس کو سلام کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ششدر سا ہے اور سلام کا جواب نہیں دیتا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں جلدی سے واپس ہونے کے لیے پلٹا۔ ایک ساعت بعد اس نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے کوئی شخص مجھے یہ اشعار سنا رہا ہے۔

أأخی خفض من مناکا　　فکان یومک قد أتاکا

ولقد أراک الدھر من　　تصریفہ ماقد أراکا

Marfat.com

فاذا أردت الناقص ال　　عبد الذلیل فانت ذاکا

ملکت ما ملکته　　والامُر فیه الیٰ سواکا

[اے بھائی! اپنی موت کے لیے آمادہ ہوجا۔ گویا تیرا دن آ گیا ہے۔ زمانہ تجھے اپنی گردشوں سے دکھا چکا ہے جو کچھ دکھا چکا ہے۔ اگر تُو کسی ناقص اور ذلیل بندے کو دیکھنے کا ارادہ کرے تو وہ تُو ہی ہے۔ تجھے جس کا چاہا بادشاہ بنا دیا گیا حالانکہ اس میں حکم تیرے سوا کسی اور کا ہے۔]

یہ ہے وہ بات جس کی وجہ سے میں غم اور پریشانی کی اس کیفیت میں ہوں جو تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا، ''یا امیر المومنین! بہتری ہی ہے۔'' وہ زیادہ دن نہ ٹھہرا تھا کہ مکہ کی جانب نکل گیا۔ جب وہ بغداد سے حج کے لیے چلا تو قصر عبدرویہ میں اترا۔ یہاں ستائیس شوال کو فجر کے روشن ہونے کے بعد ایک تارا ٹوٹا، جس کا اثر طلوع آفتاب تک باقی رہا۔ اس نے مہدی کو بلایا جو اس کے ساتھ تھا۔ تاکہ اسے الوداع کہے۔ اس نے مہدی کے لیے مال اور سلطنت کی وصیت کی۔

اس طرح وہ روز صبح شام کرتا رہا، جب وہ دن آیا جس دن اس نے کوچ کیا تو مہدی سے کہا ''میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کے متعلق تجھے ہدایت نہ کی ہو۔ اب میں تجھے چند امور کی وصیت کرتا ہوں جن کے بارے میں مجھے امید نہیں ہے کہ تُو ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا۔'' منصور کے پاس ایک نلوا تھا جس میں اس کے علم کے دفاتر رکھے تھے اور اس پر ایک قفل تھا جو اس کے سوا کوئی نہ کھولتا تھا۔ اس نے مہدی سے کہا ''اس نلوے کو دیکھو اور اسے یاد رکھو۔ اس میں تیرے آبا کا علم ہے۔ جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اگر کوئی چیز تمہیں رنج پہنچائے تو دفتر کبیر میں دیکھو، جو کچھ تم چاہتے ہو اگر وہ اس میں مل جائے تو خیر ورنہ دوسرے اور تیسرے میں دیکھو حتیٰ کہ ساتویں تک پہنچے۔ پھر اگر وہ تم پر گراں ہو تو چھوٹی کتاب میں دیکھو، تُو جو کچھ چاہے گا اس میں پالے گا، مگر مجھے امید نہیں ہے کہ تُو ایسا کرے۔ دیکھ اس شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار نہ کرنا۔ میں نے اس میں تیرے لیے اتنے اموال جمع کر دیے ہیں۔ اگر دس برس تک تجھے خراج نہ ملے تو وہ لشکر کے رزق ونفقات اور مہمات کی مصالح کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھو، جب تک تمہارا بیت المال معمور رہے گا تم محفوظ رہو گے۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ تم ایسا کرو گے۔ میں تمہارے اہل بیت کی

Marfat.com

نسبت وصیت کرتا ہوں کہ ان کی عزت کرنا اور ان سے احسان کا سلوک رکھنا، ان کو آگے بڑھانا اور لوگوں کو ان کے پیچھے چلانا، ان کو منبروں کا والی بنانا۔ تیری عزت اس میں ہے کہ ان کی عزت قائم رہے اور وہ تیرا نام روشن کریں۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تُو ایسا کرے گا۔ اپنے مولیٰ کی طرف نظر رکھ ان سے احسان کا برتاؤ کرنا۔ ان کو مقرب کرو اور ان کو آگے بڑھاؤ۔ اگر تم پر کوئی سختی نازل ہوئی تو اس وقت وہ تیری قوت کا ذریعہ ہوں گے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تم ایسا کرو گے۔ میں تمہیں اہل خراسان کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، وہ تمہارے انصار اور تیرے شیعہ ہیں، انہوں نے اپنے مال اور اپنے خون تمہاری دولت کے قیام میں خرچ کیے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے تیری محبت ہرگز نہیں نکلے گی، اگر تُو ان سے احسان کا برتاؤ، کرے گا اور ان کے غلط کاموں سے درگزر کرے گا اور ان کی خدمات کا اچھا بدلہ دے گا اور ان کے مرنے والے کی جگہ اس کی اولاد اور اس کے اہل خاندان کو دے گا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تُو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تُو مدینۂ شرقیہ تعمیر کرے، تو اس کی تعمیر پوری نہ کر سکے گا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تُو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تُو بنی سلیم میں سے کسی سے کام لے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تُو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تُو عورتوں کو اپنے معاملات میں دخیل کرے، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تُو ایسا کرے گا۔''

کہا جاتا ہے، منصور نے اس سے یہ بھی کہا ''میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ہوں، ذی الحجہ میں حکمران ہوا، اور میرے دل میں کھٹکا ہے کہ میں اس سال ذی الحجہ ہی میں مروں گا۔ یہی کھٹکا مجھے حج پر لیے جا رہا ہے۔ میں اپنے بعد مسلمانوں کے جو امور تیرے حوالے کر رہا ہوں ان میں تُو اللہ سے ڈرتا رہ، شاید کہ وہ تیرے کرب و حزن میں تیرے لیے کشادگی اور بچاؤ کی راہ نکالے، اور ایسی راہ سے تجھے سلامتی اور حسن عاقبت عطا کرے جس کا تجھے گمان بھی نہ ہو۔ جان پدر! محمد ﷺ کی امت کے حق میں ان کا لحاظ رکھنا، اللہ تیرا لحاظ رکھے گا، اور تیرے امور تیرے لیے محفوظ رکھے گا۔ خبردار، خون اور حرام کا قصد نہ کرنا وہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے، اور دنیا میں ہمیشہ لگا رہنے والا داغ ہے۔ حدود لازم رکھنا کہ ان میں تیرے مستقبل کی خلاصی اور تیرے حال کی اصلاح ہے مگر ان میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ تُو ہلاک ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے ان سے زیادہ اصلح اور معاصی کے روکنے میں ان سے زیادہ ازجر کسی اور کو پاتا تو اپنی کتاب میں ضرور اس کا حکم دیتا۔ جان لے کہ یہ اپنی حکومت کے لیے اللہ کا

Marfat.com

غضب ہی ہے جس کی بناء پر اس نے اپنی کتاب میں ان لوگوں کے لیے دُہری سزا اور تعذیب کا حکم دیا ہے جو زمین میں فساد برپا کریں اور پھر ان کے لیے آخرت میں بھی عذاب عظیم چھوڑا ہے۔ فرمایا: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا...... الٰ اے جان پدر! حکومت اللہ کی مضبوط رسی اور اس کا عروۃ الوثقیٰ اور دین قیم ہے۔ تو اس کو محفوظ رکھ اور اس کی بہت نگہبانی کر اور اس کی طرف سے مدافعت کر اور اس میں الحاد کرنے والوں کا زور توڑ دے۔ اس سے پھر جانے والوں کا قلع قمع کر دے اور اس سے خروج کرنے والوں کو عذاب کے ساتھ قتل کر۔ اللہ نے قرآن میں جس قدر حکم دیا ہے، اس سے تجاوز نہ کر۔ عدل کے ساتھ حکومت کر۔ زیادتی نہ کر کہ یہ شعب کے لیے قطیع تر ہے اور دشمن کے لیے قاطع تر اور دوا میں نافع تر ہے۔ فئے سے دست کش رہ کہ تیرے لیے اس مال کی موجودگی میں جو اللہ نے تیرے لیے چھوڑا، اس کی حاجت نہیں ہے۔ صلۂ رحم اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ سے طلب فتح کر۔ خبردار رعیت کے اموال میں فضول خرچی اور اس کو اپنے نفس کے لیے مخصوص کر لینے سے پرہیز کرنا۔ سرحدوں کی حفاظت اور اطراف کی نگہداشت کرنا اور رستوں کے امن اور عوام کی تسکین کے لیے کوشش کرنا۔ اموال جمع اور مہیا رکھنا۔ خبردار فضول خرچی نہ کرنا۔ مصائب سے کبھی امن نہیں ہے اور یہ زمانے کی عادات میں سے ہے۔ سواری کے جانور اور آدمی اور لشکر جہاں تک ممکن ہو تیار رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا ورنہ امور کا تم پر انبار ہو جائے گا۔ اور وہ ضائع ہونے لگیں گے۔ آنے والے امور کے احکام ٹھیک وقت پر نافذ کرنے میں پوری کوشش کرنا اور اس کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہنا۔ دن میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے رات کو آدمی تیار رکھنا، اور رات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے دن کو آدمی مستعد رکھنا۔ معاملات کی دیکھ بھال خود کرنا، سستی اور کاہلی نہ کرنا حسنِ ظن استعمال کرنا مگر اپنے عمال اور کاتبوں سے بدگمان رہنا (یعنی ان پر کڑی نظر رکھنا) اور اپنے نفس کو بیدار رکھنا۔ تیرے دروازے پر جو حاضر باش رہیں ان کی کھوج میں رہنا۔ اپنے کان لوگوں کے لیے سہل بنا، تیرے پاس جو جھگڑا لائے اس کے معاملہ میں خود نظر کرنا۔ لوگوں پر کبھی نہ سونے والی آنکھ اور لہو و لعب میں کبھی نہ مشغول ہونے والا نفس متعین کر۔ خبردار غافل مت سو کہ تیرا باپ خلافت کا والی ہونے کے بعد کبھی نہیں سویا، اس کی آنکھ میں کبھی اونگھ نہ آئی مگر یہ کہ اس کا دل جاگتا تھا۔ تجھے میری یہ وصیت ہے اور میرے

Marfat.com

بعد اللہ تیرا نگہبان ہے۔''

اس نے مہدی کو وداع کیا، دونوں ایک دوسرے کے لیے روئے، پھر وہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حج وعمرہ کیا اور مہدی کو روانہ کیا۔ اسے شعار پہنایا، اور ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں قلادہ پہنایا۔ جب وہ کوفہ کی منازل سے گزرا تو اسے وہ درد لاحق ہوا جس میں اس نے وفات پائی۔ جب اس کا درد شدید ہوا تو وہ ربیع سے کہنے لگا ''میرے رب کے حرم نے میرے گناہوں سے بھاگتے ہوئے مجھے آلیا۔'' ربیع اونٹ پر اس کا عدیل تھا۔ منصور نے اس کو ان باتوں کی وصیت کی جو وہ کہنی چاہتا تھا۔ پھر جب وہ بئر میمون پر پہنچا تو وہاں چھٹی ذی الحجہ کو سحر کے وقت وفات پائی۔ اس کی وفات کے وقت اس کے پاس اس کے خادموں اور اس کے مولیٰ ربیع کے سوا کوئی نہ تھا۔ ربیع نے اس کی موت مخفی رکھی، اس پر رونے سے منع کیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے اہل بیت حاضر ہوئے جس طرح وہ حاضر ہوتے تھے۔ ربیع نے سب سے پہلے اس کے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا وہ ایک ساعت ٹھہرا۔ پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا حالانکہ اس سے پہلے وہ عیسیٰ بن علی پر مقدم کیا جاتا تھا۔ پھر خاندان کے دوسرے اکابر اور معززین بلائے گئے۔ پھر عام اہل بیت۔ پھر ربیع نے ان سے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے موسیٰ الہادی بن مہدی کے ہاتھ پر بیعت لی۔

جب بنی ہاشم بیعت سے فارغ ہو گئے تو قواد نے بیعت کی اور ان کے بعد عام لوگوں نے۔ عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ گئے تا کہ لوگوں سے بیعت لیں، سب نے رکن و مقام کے درمیان بیعت کی۔ ادھر یہ لوگ منصور کی تجہیز میں مشغول ہوئے اور عصر کے وقت اس سے فارغ ہوئے اور اسے کفن دیا گیا اور اس کا منہ اور اس کا جسم ڈھانک دیا گیا، اس کا سر احرام کی خاطر کھلا رکھا گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے اور بقول بعض ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ معلاۃ کے قبرستان میں دفن کیا گیا لوگوں سے چھپانے کے لیے اس کے واسطے سو قبریں کھودی گئیں اور وہ ان کے سوا ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ اس کی قبر میں عیسیٰ بن علی اور عیسیٰ بن محمد اور عباس بن محمد اور اس کے دونوں غلام آزاد ربیع وریان اور یقطین اترے۔

اس کی عمر ۶۳ برس اور بقول بعض ۶۴ برس اور بقول بعض ۶۸ برس کی تھی۔ اس کی مدت خلافت چوبیس دن، اور بقول بعض، تین دن، اور بقول بعض، چھ دن، اور بقول بعض، دو دن کم بائیس

Marfat.com

برس تھی۔

منصور کی موت کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے، کہ جب وہ مکہ کے راستے میں آخری منزل پر اترا تو اس نے مکان کے صدر میں دیکھا کہ اس میں یہ لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتک و انقضت سنوک و امر اللہ لابد واقع

ابا جعفر ھل کاھن أو منجم لک الیوم من حر المنیة مانع

[اے ابوجعفر! تیری وفات کا وقت آ گیا اور تیرے ایام حیات گزر چکے، اللہ کا حکم لابد ہونے والا ہے۔ اے ابوجعفر! کیا کوئی کاہن یا منجم ایسا ہے جو آج تجھ سے موت کو روک دینے والا ہو؟]

منصور نے منازل کے متولی کو بلایا اور کہا، کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ ان منازل میں کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ اس نے کہا، خدا کی قسم! جب سے یہ منازل خالی کرائی گئی ہیں ان میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔ منصور نے کہا، مکان کے صدر میں جو کچھ لکھا ہے، پڑھ۔ اس نے کہا، مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے دوسرے شخص کو بلایا، اسے بھی کچھ نظر نہ آیا۔ منصور نے دونوں بیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا، کوئی آیت پڑھ۔ اس نے یہ آیت پڑھی، و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ منصور نے اس کو پٹوایا اور اس منزل سے بدشگونی کا خیال کر کے فوراً روانہ ہو گیا۔ لیکن اپنی سواری سے گرا اور اس کی پیٹھ میں ضرب آئی اور مر گیا۔ بئر میمون میں اسے دفن کیا گیا۔ لیکن صحیح وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

منصور کا حلیہ اور اس کی اولاد

منصور گندم گوں، دُبلا پتلا تھا۔ اس کے رخسار کم گوشت تھے۔ ارض الشراۃ میں بمقام حمیمہ پیدا ہوا۔ اس کی اولاد یہ ہے، محمد المہدی، جعفر اکبر، ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور، یزید بن منصور حمیری کی بہن تھی، جو ام موسیٰ کنیت کرتی تھی۔ جعفر، منصور سے پہلے مر گیا۔ منصور کی اولاد میں سلیمان اور عیسیٰ اور یعقوب تھے، جن کی ماں فاطمہ بنت محمد، طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں سے تھی۔ اور جعفر اصغر،

Marfat.com

جس کی ماں ایک کردی ام ولد تھی۔اور قاسم جو دس برس کی عمر میں منصور سے پہلے مرگیا۔اس کی ماں بھی ایک ام ولد تھی اور وہ ام قاسم کہلاتی تھی۔باب شام پراس کا ایک باغ تھا جو بستان ام قاسم کے نام سے معروف تھا۔اور عالیہ جس کی ماں بنی امیہ میں سے تھی۔

منصور کی سیرت کا حال

سلام ابرش کہتا ہے، میں منصور کے گھر میں اس کا خدمت گزار تھا۔وہ جب تک لوگوں میں نہ نکلتا اس وقت بہترین اخلاق کا انسان تھا۔بچوں کی شرارت بہت برداشت کرتا تھا۔لیکن جب وہ اپنے باہر نکلنے کے کپڑے پہن لیتا تو اس کا رنگ بدل جاتا،اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور اس سے وہ باتیں صادر ہوتیں جو ہوتی تھیں۔

ایک دن اس نے مجھ سے کہا،لڑکے! جب تُو مجھے دیکھے کہ میں نے اپنے کپڑے پہن لیے ہیں یا میں اپنی مجلس سے واپس آیا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے قریب نہ آئے،اس خوف سے کہ کہیں میں اس کو نقصان نہ پہنچادوں۔

سلام کہتا ہے،منصور کے گھر میں کبھی کوئی لہو یا کوئی شے جو لہو (ولعب) اور کھیل کود سے اشبہ ہو،نہیں دیکھی گئی۔الا ایک دفعہ کے۔اس نے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے،وہ بچہ سا تھا اور ایک اعرابی غلام کی ہیئت میں کمان شانے پر رکھے ہوئے تھا۔دوخرجیاں اس کے دونوں جانب تھیں جن میں مُقل اور مسواکیں اور ایسی چیزیں تھیں جو اعراب ہدیۃً دیا کرتے ہیں۔ لوگ یہ دیکھ کر متعجب ہوئے۔اسے نہ پہچان سکے۔پھر وہ مہدی کے پاس رصافہ گیا اور اس کو وہ چیزیں ہدیہ کیں۔اس نے قبول کرلیں اور دونوں خرجیاں دراہم سے بھر دیں۔پھر وہ انہیں خرجیوں کے درمیان واپس آگیا۔معلوم ہوا کہ یہ شاہانہ مذاق تھا۔

حماد الترکی نے کہا،میں منصور کے سر پر کھڑا تھا،اتنے میں اس نے کچھ غل کی آوازیں سنیں۔کہا،دیکھو کیا ہے۔میں گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کا ایک خادم ہے جس کے گرد لونڈیاں جمع ہیں اور وہ ان کے لیے طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ ہنس رہی ہیں۔میں نے واپس آکر اسے خبر دی۔اس نے پوچھا طنبورہ کیا ہے؟ میں نے کہا،میں نے اسے خراسان میں دیکھا ہے۔وہ اٹھا اور ان کی طرف گیا۔

Marfat.com

ان لونڈیوں نے جب اسے دیکھا تو ادھر اُدھر ہوگئیں۔ پھر منصور نے حکم دیا اور اس خادم کا سر طنبورے سے مارا گیا حتیٰ کہ طنبورہ ٹوٹ گیا۔ اس نے خادم کو نکال دیا اور فروخت کر دیا۔

کہا، منصور کو جب معلوم ہوا کہ یمن میں اختلاف برپا ہے تو اس نے معن بن زائدہ کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ وہ یمن گیا اور اس نے وہاں کی اصلاح کی۔ اس کی سخاوت کی شہرت کے باعث لوگوں نے اقطار ارض سے اس کا رخ کیا اور اس نے لوگوں میں اموال تقسیم کیے۔ اس پر منصور اس سے ناراض ہوگیا۔ معن بن زائدہ نے (یہ حال معلوم کر کے) اس کے پاس اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس میں مجاعہ بن ازہر بھی تھا، تاکہ یہ اس کا غیظ وغضب زائل کریں۔ جب یہ وفد منصور کے پاس پہنچا تو مجاعہ نے اللہ کی حمد وثناء اور نبی ﷺ کے ذکر سے ابتداء کی۔ اس کا یہ ذکر اتنا طویل تھا کہ لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر اس نے منصور کا ذکر کیا۔ اور وہ باتیں بیان کیں جن سے اللہ نے اس کو شرف عطا کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے صاحب (یعنی معن بن زائدہ) کا ذکر کیا۔ جب اس کا کلام ختم ہوا تو منصور نے کہا، تُو نے اللہ کی حمد کا جو ذکر کیا ہے تو اللہ اس سے جلیل تر ہے کہ صفات اس کو پہنچ سکیں۔ اور تُو نے جو نبی ﷺ کا ذکر کیا ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ فضیلت عطاء فرمائی ہے اور تُو نے جو امیر المومنین (یعنی منصور) کی توصیف کی ہے، اللہ نے ان کو بھی انہی باتوں سے فضیلت عطا کی ہے اور وہی اس کو اپنی طاعت پر مدد دینے والا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رہا وہ جو تُو نے اپنے صاحب کی نسبت کہا ہے تو تُو نے جھوٹ کہا اور مبالغہ کیا۔ نکل جا کہ تُو نے جو کچھ کہا وہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔

جب وہ آخری دروازے تک پہنچے تو منصور نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لانے کا حکم دیا اور اس سے کہا، تُو نے کیا کہا؟ اس نے پھر اعادہ کیا اور پھر نکالا گیا۔ پھر اس نے ان کو ٹھہرانے کا حکم دیا اور وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا، جن کا تعلق بنو مضر سے تھا اور جو وہاں حاضر تھے۔ اس نے کہا، ''کیا تم اپنے درمیان ایسے آدمی سے واقف ہو، جیسا یہ ہے؟ واللہ اس نے ایسا کلام کیا کہ میں اس سے حسد کرنے لگا۔ مجھے پوری طرح اس کی بات رد کر دینے سے جس چیز نے روک دیا وہ صرف یہ تھی کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ میں نے اس سے حسد کیا، کیونکہ وہ ربیعہ میں سے ہے۔ میں نے کوئی شخص اس سے زیادہ مربوط فکر اور واضح بیان والا نہیں دیکھا۔ اے غلام اس کو واپس لا۔'' جب وہ اس کے سامنے واپس آیا تو منصور نے اس سے کہا، اپنی حاجت بیان کر۔ اس نے کہا، اے امیر المومنین! معن بن

Marfat.com

زائدہ آپ کا غلام، آپ کی تلوار اور آپ کا تیر ہے۔ آپ نے اسے اپنے دشمن پر پھینکا، اس نے مارا اور چھبو دیا اور چھید احتیٰ کہ یمن میں جواندوہ گیں تھا وہ خوشگوار ہو گیا، جو دشوار تھا وہ نرم ہو گیا اور جو ٹیڑھا تھا وہ سیدھا ہو گیا اور لوگ امیر المومنین اطال اللہ بقاہ کے فرماں بردار خادم ہو گئے۔ اگر امیر المومنین کے نفس میں کسی بدگو اور چغل خور کی باتوں سے کچھ بُرا خیال جم گیا ہو تو امیر المومنین اپنے غلام اور ایسے شخص پر جس نے اپنی عمران کی اطاعت میں بسر کر دی ہے۔ فضل کرنے کے لیے زیادہ اولیٰ ہیں۔" منصور نے اس کا عذر قبول کر لیا اور ان لوگوں کو معن کے پاس واپس بھیجنے کا حکم دیا۔ جب معن نے رضا کا فرمان پڑھا تو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کو ان کے مراتب کے مطابق صلے دیئے اور انہیں منصور کے پاس بھیجنے کا حکم دیا۔ مجاعہ نے کہا۔

آلیت فی مجلس من وائل قسما — الا ابیعک یا معن باطماع
یا معن انک قداولیتنی نعما — عمت لحیما و خصت آل مجاع
فلا ازال الیک قد الدھر منقطعا — حتیٰ یشید بھلکی ھتفہ الناعی

[میں وائل کی مجلس میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اے معن! میں تجھے کسی طمع کے عوض فروخت نہیں کروں گا۔ اے معن! تُو نے مجھ پر ایسی نعمتیں احسان کی ہیں جو ہر صاحب جسم کے لیے عام اور آل مجاعہ کے لیے خاص ہیں۔ میں ہمیشہ صرف تیرا ہی ہو کر رہوں گا حتیٰ کہ زمانہ کا ہاتف میری موت کی خبر کا اعلان کرے۔]

مجاعہ پر معن کے احسان یہ تھے کہ اس نے مجاعہ کی تین حاجتیں پوری کی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ معن کے خاندان میں سے زہرا نام کی ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ مجاعہ نے زہرا کے باپ سے اس کو طلب کیا مگر اس کے فقر کے سبب اس کی درخواست قبول نہ کی گئی۔ پھر اس نے معن سے اس کو مانگا، معن نے اس کے باپ کو بلایا، اور اس نے دس ہزار درہم پر اسے مجاعہ سے بیاہ دیا۔ معن نے اس کا مہر خود اپنے پاس سے دیا۔ دوسرا احسان یہ تھا کہ اس نے معن سے ایک باغ اس کے چشمہ سمیت مانگا اور معن نے اس کو خرید دیا۔ تیسرا احسان یہ تھا کہ اس نے معن سے کچھ مانگا، اس نے تیس ہزار درہم اس کو عطا کیے۔ اس طرح اس نے مجاعہ کو کل ایک لاکھ درہم عطا کیے۔

کہا جاتا ہے کہ منصور کہا کرتا تھا کہ میرے دروازے پر چار آدمیوں کا ہونا بہت ضروری ہے

Marfat.com

۔یہ وہ ارکان دولت ہیں جن کے بغیر حکومت درست نہیں ہو سکتی۔ان میں سے ایک قاضی ہے، جو اپنے کام میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو۔دوسرا صاحب الشرط ہے، جو قوی سے ضعیف کا انصاف لے۔ تیسرا صاحب خراج ہے جو پورا پورا اخراج وصول کرے اور رعیت پر ظلم نہ کرے۔پھر اس نے اپنی انگلی تین مرتبہ دانتوں میں دبائی اور ہر مرتبہ آہ آہ کہا۔پوچھا گیا ''چوتھا کون ہے؟ اے امیر المومنین!'' تو کہا، صاحب برید جو سب کی خبریں صحت کے ساتھ لکھے۔

کہا جاتا ہے، منصور نے ایک عامل کو بلایا جس نے خراج کی تحصیل میں کمی کی تھی۔اور اس سے کہا، تجھ پر جو واجب ہے وہ ادا کر دے۔اس نے کہا، واللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔اتنے میں موذن نے اذان دی، اشھد ان لا الله الا الله۔اس پر اس عامل نے کہا ''اے امیر المومنین! مجھ پر جو کچھ ہے اسے خدا کے لیے اور اس شہادت کی بناء پر کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے، معاف کر دیجئے۔'' منصور نے اسے چھوڑ دیا۔

کہا جاتا ہے، ایک عامل اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کو قید کر دیا اور اس سے مطالبہ کیا۔عامل نے کہا ''اے امیر المومنین! میں آپ کا غلام ہوں۔'' منصور نے کہا ''تو بہت بُرا غلام ہے۔'' اس نے کہا ''مگر آپ تو بہترین آقا ہیں۔'' منصور نے کہا ''لیکن تیرے لیے نہیں۔''

کہا جاتا ہے، اس کے پاس ایک خارجی لایا گیا جو اس کے بہت لشکروں کو شکست دے چکا تھا۔منصور نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن مار دے۔پھر اس کو ذلیل کرنا چاہا، اور اس سے کہا ''اے فاعلہ کے بچے! تجھ سا آدمی فوجوں کو شکست دیتا ہے؟'' اس نے کہا ''افسوس تجھ پر، اے بدکار! کل میرے اور تیرے درمیان تلوار تھی اور آج قذف اور گالی گلوچ ہے۔کس چیز نے تجھے اس سے بے خوف کر دیا کہ میں تجھے برابر کا جواب دوں گا۔حالانکہ میں زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔اور سمجھتا ہوں کہ تُو اس کو کبھی نہ چھوڑے گا۔'' اس پر منصور اس سے شرمندہ ہو گیا اور اس نے اس کو رہا کر دیا۔

کہا جاتا ہے منصور کا معمول یہ تھا کہ دن کے ابتدائی حصے میں امر و نہی، ولاۃ کے عزل و نصب اور سرحدوں کی نگہبانی، رستوں میں امن کا انتظام، خراج و نفقات اور رعیت کی معاشی مصالح میں نظر، ان کے سکون اور معاملات کی درستی تدابیر میں صرف ہوتا تھا۔نماز عصر کے بعد وہ اپنے اہل بیت کے ساتھ بیٹھتا اور عشاء آخر پڑھنے کے بعد ثغور و اطراف اور آفاق سے آنے والے خطوط دیکھتا اور اپنے

Marfat.com

رازداروں سے مشاورت کرتا۔ جب رات کا ایک ثلث گزر جاتا تو اپنے بستر پر جانے کے لیے اٹھتا اور اس کے رات کے جلیس واپس چلے جاتے۔ جب رات کا دوسرا ثلث گزر جاتا تو وہ اٹھ کر وضو کرتا اور طلوع فجر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ پھر وہ نکلتا اور لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ پھر اپنے ایوان میں اجلاس کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے، اس نے مہدی سے کہا ''کسی معاملہ میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک اس میں پوری طرح غور وفکر نہ کرلو۔ کیونکہ عاقل کی فکر اس کا آئینہ ہے جو اسے اچھا اور بُرا دکھا دیتا ہے۔ بیٹا! حکومت درست نہیں ہوتی مگر تقویٰ سے، اور رعیت درست نہیں ہوتی مگر طاعت سے اور بلاد کی آبادانی میں عدل کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ عفو پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا وہ ہے جو عقوبت پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔ عاجز ترین شخص وہ ہے جو اپنے سے فروتر پر ظلم کرے۔ اپنے ساتھی کے علم وعمل کا امتحان اس کے اختیار وانتخاب سے کر۔ اے ابوعبداللہ! تُو کبھی مجلس میں نہ بیٹھ جب تک تجھے یہ علم نہ ہو کہ تجھ سے کون بات کر رہا ہے۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی تعریف کی جائے۔ اس کو اپنی سیرت اچھی رکھنی چاہئے۔ اور جو اپنی تعریف کی جانی پسند نہ کرتا ہو وہ اپنی سیرت بری رکھے۔ جو حمد ناپسند کرتا ہے وہ مذموم افعال کرتا ہے اور جو مذموم افعال کرتا ہے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ اے ابو عبداللہ! عاقل وہ نہیں ہے جو کسی کام کے لیے اس وقت تدبیر کرتا ہے، جب وہ اس کے سر پر آجائے، بلکہ عاقل وہ ہے جو کام کے لیے پیشگی تدبیر کرے، تاکہ اس میں وہ مبتلا ہی نہ ہو۔''

ایک دن اس نے مہدی سے پوچھا ''تیرے پاس کتنے پرچم ہیں؟'' اس نے کہا ''خبر نہیں!'' اس پر منصور نے کہا ''انا للہ! تُو خلافت کا کام بہت ضائع کرنے والا ہے، لیکن میں نے تیرے لیے اتنا جمع کر دیا ہے جو تیرے ضائع کرنے کے باوجود تجھے نقصان نہ پہنچنے دے گا، اللہ نے تجھے جو عطا کیا ہے تُو اس میں اس سے ڈرتا رہ۔''

کہا جاتا ہے، اسحٰق بن عیسیٰ کا قول ہے کہ بنی عباس میں کوئی شخص کلام میں فی البدیہہ اپنا مدعا پوری طرح ادا کرنے پر ایسا قادر نہیں تھا، جیسا منصور اور اس کا بھائی عباس بن محمد اور ان دونوں کا چچا داؤد بن علی قادر تھا۔ ایک دن منصور نے خطبہ دیا اور کہا ''الحمد للہ! میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں، اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔'' اتنے میں ایک شخص بیچ میں بول اٹھا۔ منصور

Marfat.com

نے کہا''اے شخص! میں تجھے اس ہستی کو یاد دلاتا ہوں جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔'' اور خطبہ منقطع کر دیا۔ پھر بولا''سنو سنو اس شخص کی بات جو اللہ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اگر میں دشمنی کرنے والا جبار ہوں۔ یا عزت کا پاس مجھے گناہ پر آمادہ کر دے۔ اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہوں گا اور ہرگز راست رو لوگوں میں سے نہ ہوں گا۔ اور تُو اے بولنے والے! واللہ تُو نے اپنے اس قول سے اللہ کا ارادہ نہیں کیا ہے، بلکہ تُو نے یہ چاہا کہ لوگ کہیں کہ یہ شخص (اتنا بہادر ہے کہ) اٹھا اور بولا اور اسے سزا دی گئی اور اس نے صبر کیا اور اس کو برداشت کر گیا۔ افسوس تجھ پر، میں نے قصد کر لیا تھا مگر تُو غنیمت سمجھ کہ میں نے معاف کر دیا۔ تُو خبردار ہو اور تم خبردار ہو اے معاشر مسلمین کہ حکمت ہم پر اتری اور ہمارے پاس سے پھیلائی گئی۔ تم بات اس کے اہل کی طرف پھیر دیا کرو۔ اس کے موارد پر اسے وارد کرو اور اس کے مصادر سے اسے صادر کرو۔'' پھر وہ اپنے خطبے کی طرف اس طرح پلٹا گویا وہ اس کو پڑھ رہا ہے اور کہا، **واشهد ان محمداً عبده و رسوله**۔

عبداللہ بن صاعد نے بیان کیا کہ منصور نے بغداد کی تعمیر کے بعد مکہ میں خطبہ دیا، جو کچھ اس نے کہا، اس میں یہ بھی تھا، **ولقد كتبنا فى الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادى الصالحون** ۔(۱۰۵:۲۱) یہ امر مبرم، قول عدل اور قضاء فصل ہے۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے اپنی حجت کامیاب کی، اور ہلاکت ہے اس ظالم قوم کے لیے جس نے کعبہ کو غرض اور فئے کو ورثہ اور قرآن کو فرقہ بندی کا ذریعہ بنا لیا۔ ان کو اسی چیز نے گھیر لیا، جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ کتنے ہی معطل کنویں اور مستحکم قصر ہیں جن کو اللہ نے بیکار کر دیا جبکہ انہوں نے سنتیں بدلیں اور عبرت سے بے پروائی کی اور عناد کیا اور زیادتیاں کیں اور تکبر کیا اور ہر عنادی جبار نامراد ہوا ہے۔

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا۔(۹۸:۱۹)

کہا جاتا ہے: کسی نے اس کو اس کے عامل کی شکایت لکھی۔ منصور نے اس رقعہ میں عامل کے لیے یہ توقیع کی کہ اگر تُو نے عدل کو ترجیح دی تو سلامتی تیرے ساتھ رہے گی اور اگر جور اختیار کیا تو ندامت تجھ سے قریب تر ہوگی۔ تو اس فریادی کے ساتھ انصاف کر۔

کہا جاتا ہے، اس کو صاحب ارمینیہ نے لکھا کہ فوج نے اس کے خلاف شورش برپا کی اور بیت المال میں جو کچھ تھا، سب لوٹ لیا۔'' منصور نے اس کے رقعہ میں توقیع کی کہ تو ہمارے عمل سے

Marfat.com

مذموم و مردود کی طرح الگ ہو جا، کیونکہ اگر تُو عقل رکھتا تو وہ کبھی شورش نہ کرتے۔ اور اگر تُو ان کے لیے قوی ہوتا تو وہ کبھی نہ لوٹ سکتے۔

یہ، اور جو کچھ اس سے قبل اس کے کلام اور وصایا کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے وہ اس کی فصاحت و بلاغت پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کے خطوط وغیرہ درج کیے جا چکے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کا یکتا اور یگانہ شخص تھا۔ مگر ذرا بخل کرتا تھا۔ اس باب میں اس کے متعلق جو کچھ نقل کیا گیا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ ابو قیس بن عطاء نے بیان کیا ہے کہ منصور نے مجھے ملنے کے لیے بلایا، میرے اور اس کے درمیان خلافت سے پہلے دوستی تھی۔ ہم ایک دن ملے۔ اس نے کہا اے ابو عبداللہ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا، وہی حال ہے جو تم جانتے ہو۔ اس نے پوچھا تمہارے اہل عیال کتنے ہیں؟ میں نے کہا تین لڑکیاں، ایک بیوی، اور ایک ان کا خادم۔ اس نے کہا تمہارے گھر میں چار آدمی ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر وہ اس کو دہراتا رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری اعانت کرنے والا ہے۔ پھر اس نے کہا تم تو عرب کے بڑے خوشحال لوگوں میں سے ہو، تمہارے گھر میں چار چرخے چلتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک غلام نے ابو عطاء خراسانی کے متعلق شکایت کی کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں۔ منصور نے وہ دراہم اس سے لے لیے اور اس سے کہا، یہ تو میرا مال ہے۔ اس نے کہا، یہ مال تیرا کہاں سے ہو گیا؟ حالانکہ واللہ نہ تُو نے مجھے کسی عمل پر مقرر کیا اور نہ میرے اور تیرے درمیان رحم یا قرابت کا تعلق ہے۔ اس نے کہا، ہاں! مگر تُو نے عیینہ بن موسیٰ کی ایک عورت سے شادی کی، اور اس سے تجھے یہ مال ملا، عیینہ وہ شخص تھا جس نے ہند میں بغاوت کی تھی، اور میرا مال لے لیا تھا۔ یہ مال اسی میں سے ہے۔

جعفر صادق سے کہا گیا کہ منصور ہروی جبّہ پہنتا ہے اور اپنی قمیض میں پیوند لگاتا ہے۔ جعفر صادق نے کہا حمد ہے خدا کی جس نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اسے اس کی بادشاہی میں بھی فقر نفس میں مبتلا کر دیا۔

کہا جاتا ہے، منصور جب کسی عامل کو معزول کرتا تھا تو اس کا مال لے لیتا تھا، اور وہ مال ایک الگ بیت المال میں رکھتا تھا، جس کا نام اس نے ''بیت المال المظالم'' رکھا تھا۔ اور اس مال پر اس

Marfat.com

شخص کے نام کی چٹ لگا دیتا تھا، جس سے وہ مال لیا جاتا تھا۔

اس نے مہدی سے کہا، میں نے تیرے لیے ایک چیز مہیا کر رکھی ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان لوگوں کو بلانا جن کے مال میں نے لیے ہیں، اور یہ اموال ان کو واپس کر دینا اس طرح تُو ان کے نزدیک محبوب ہو جائے گا۔ مہدی نے یہی کیا۔

منصور کی فیاضی کے بارے میں بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن نہیک کے آزاد کردہ غلام زید نے بیان کیا کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ اس نے کتنی لڑکیاں چھوڑی ہیں؟ میں نے کہا، چھ۔ وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا، کل مہدی کے پاس جانا۔ دوسرے دن صبح میں مہدی کے پاس گیا اور اس نے مجھے ایک لاکھ اسی ہزار دینار عطاء کیے، یعنی ان میں ہر ایک کے لیے تیس ہزار دینار۔ پھر منصور نے مجھے بلایا اور کہا، مجھے ان کے اکفاء کے نام بتا کہ میں ان کی شادیاں کر دوں۔ میں نے ان کے نام بتائے اور اس نے ان کی شادیاں کر دیں۔ اور حکم دیا کہ ان کے جہیز اس کے اپنے مال میں سے دیئے جائیں۔ ہر ایک کے لیے تیس ہزار درہم، اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے مال میں سے ان کے لیے جائدادیں خریدوں تاکہ وہ ان کے لیے معاش ہوں۔

کہا جاتا ہے منصور نے اپنے خاندان پر ایک دن میں ایک کروڑ درہم تقسیم کیے۔ اور اپنے چچاؤں کی ایک جماعت کے لیے جن میں سلیمان اور عیسیٰ اور صالح اور اسمٰعیل تھے۔ فی کس دس دس لاکھ کا حکم دیا۔ وہ پہلا شخص ہے جو عطاہ صلاۃ میں اس حد کو پہنچا۔

اس باب میں بھی اس کے بہت سے واقعات ہیں۔ رہے اس کے سوا اس کے دوسرے واقعات تو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے کہا، میں نے جنگ میں کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ صلح میں کوئی شخص ایسا سنا جو منصور سے زیادہ فطین اور صاحبِ تدابیر ہو۔ وہ نو مہینہ تک میرا محاصرہ کیے رہا، میرے ساتھ عرب کے نامور شہسوار تھے، ہم نے پوری کوشش کی کہ اس کی فوج پر کامیابی حاصل کریں مگر موقع نہ مل سکا۔ اس نے جب میرا محاصرہ کیا تو میرے سر میں ایک بھی سفید بال نہ تھا اور جب میں اس کے پاس سے نکلا تو میرے سر میں ایک بھی سیاہ بال نہ تھا۔

کہا جاتا ہے ابن ہبیرہ نے منصور کو جب کہ وہ اس کا محاصرہ کیے ہوا تھا، مبارزہ کی دعوت

Marfat.com

بھیجی۔ جواب میں منصور نے اس کو لکھا کہ تو اپنی حد سے تجاوز کرنے والا ہے اور اپنی گمراہی کی لگام تھامے چلا جا رہا ہے۔ اللہ تجھ سے اس چیز کا وعدہ کرتا ہے جس کو وہ سچ کر دکھانے والا ہے۔ اور شیطان تجھے اس چیز کا یقین دلا رہا ہے جس کو وہ جھوٹا ثابت کرنے والا ہے۔ اور وہ تجھ سے اس چیز کو قریب کر رہا ہے جس کو اللہ دور کرنے والا ہے۔ ٹھہر جا، حتیٰ کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کی مدت پوری ہو۔ میں اپنی اور تیری مثال دیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے ایک شیر ایک سور سے ملا۔ سور نے کہا ''مجھ سے لڑ۔'' شیر نے کہا ''تُو سور ہے اور میرے برابر کا نہیں ہے اور نہ میرا ہمسر ہے۔ اگر میں تجھ سے لڑا اور میں نے تجھے مار ڈالا تو کہا جائے گا کہ میں نے سور کو مارا ہے۔ اور اسے میں اپنے لیے فخر اور ناموری کی بات نہیں سمجھتا اور اگر مجھے تجھ سے کوئی ضرر پہنچا تو یہ میرے اوپر ایک دھبا ہوگا۔'' سور نے کہا ''اگر تُو مجھ سے نہیں لڑے گا تو میں تمام درندوں کو خبر کر دوں گا کہ تُو مجھ سے کنّی کاٹ گیا۔'' شیر نے جواب دیا ''تیرے جھوٹ کا مار برداشت کر لینا میرے لیے آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں اپنی شراب تیرے خون سے آلودہ کروں۔''

کہا جاتا ہے، منصور پہلا شخص ہے جس نے خیش (دری) بنوائی۔ اکاسرہ روزانہ اس کمرے کو لپٹواتے تھے جس میں وہ گرمی بسر کرتے تھے، اور یہی بنی امیہ کا طریقہ تھا۔

کہا جاتا ہے، بنی امیہ میں سے ایک شخص لایا گیا۔ منصور نے اس سے کہا ''میں تجھ سے چند باتیں پوچھتا ہوں، تُو سچ سچ بتا دے، تجھے امان ہے۔'' اس نے کہا ''اچھا۔'' اس نے کہا ''مجھے بتا کہ بنی امیہ پر کس چیز کے باعث تباہی آئی؟'' اس نے کہا ''خبریں ضائع کرنے سے (یا خبر رسانی کی طرف سے بے پروائی برتنے سے)۔'' کہا ''انہوں نے کس قسم کے اموال نافع تر پائے؟'' کہا ''جواہر۔'' پوچھا ''اور انہوں نے کس کے پاس وفاداری پائی؟'' کہا ''اپنے موالی کے پاس۔'' منصور نے ارادہ کیا کہ خبریں حاصل کرنے میں اپنے اہلِ بیت سے مدد لے، مگر اس اموی نے کہا ''نہیں، اُن سے جو اس سے کم تر ہوں۔'' چنانچہ اس نے اپنے موالی سے کام لیا۔

مہدی کی خلافت اور اس کی بیعت کا تذکرہ

علی بن محمد نوفلی نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں حج کرنے کے لیے بصرہ

Marfat.com

سے روانہ ہوا اور ذاتِ عرق کے مقام پر خلیفہ منصور سے آملا۔ وہ جب بھی سوار ہوتا میں اسے سلام کرتا۔ وہ قریب المرگ تھا۔ وہ بشر میمون پہنچا تو وہاں پڑاؤ کیا۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں منصور کے ہاں آمدورفت رکھتا تھا۔ جس رات میں اس کا انتقال ہوا۔ اور ہمیں معلوم نہ ہوا۔ میں نے اس رات کی صبح کی نماز مکّہ میں پڑھی۔ بنی ہاشم کے ایک بزرگ سردار محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کی معیت میں، میں سوار ہوا، جب ہم دونوں ابطح پہنچے تو ہماری ملاقات عبّاس بن محمد اور محمد بن سلیمان کے ساتھ ہوئی جو گھوڑ سوار دستے کے ساتھ مکّہ کی طرف جارہے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو سلام کیا اور چل پڑے۔ میں نے اپنے ہمراہی محمد سے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ منصور نے وفات پائی''۔ پس ایسا ہی ہوا۔

پھر ہم دونوں لشکر گاہ پہنچے تو خیمے کے ستون کے پاس موسیٰ بن مہدی نمودار ہوا جب کہ خیمے کے ایک طرف قاسم بن منصور کھڑا تھا۔ اس سے پہلے یہ منصور اور اعلیٰ پولیس افسر کے مابین چلا کرتا تھا اور عوام اس تک واقعات پہنچایا کرتے تھے۔ میں نے جب اسے دیکھا تو جان لیا کہ منصور فوت ہو چکا ہے۔

حسن بن زید علوی سامنے آیا۔ لوگ آنے لگے حتیٰ کہ خیمے بھر گئے۔ ہم نے گریہ وبکا کی آواز سنی۔ خلیفہ منصور کا خادم ابوالعنبر باہر آیا۔ گریبان پھاڑے ہوئے اور سر پر خاک ڈالے ہوئے، وہ چلّایا: ہائے امیر المؤمنین! یہ سنتے ہی ہر شخص کھڑا ہو گیا۔ پھر لوگ آگے بڑھے تاکہ خلیفہ کی میّت کے پاس جائیں مگر خادم نے انہیں روک دیا۔ ابن عیّاش المنتوف نے کہا: ''لوگو! تمھیں کبھی خلیفہ کی موت پر حاضری نصیب نہیں ہوئی؟ بیٹھ جاؤ۔'' چنانچہ سب لوگ بیٹھ گئے۔ (منصور کا بیٹا) قاسم اٹھا۔ اس نے اپنے کپڑے چاک کیے، اپنے سر پر خاک ڈالی۔ جب کہ موسیٰ بن منصور اپنے حال پر تھا۔

بعدازاں (منصور کا حاجب) الربیع برآمد ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کاغذ تھا۔ اس نے کاغذ کھولا اور اسے پڑھا۔ تحریر کا مضمون تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ منصور امیر المؤمنین کی طرف سے، بنی ہاشم کے نام، اور اہلِ خراسان میں سے میرے حامیوں اور تمام مسلمانوں کے نام'' پھر الربیع رویا اور لوگ روئے، پھر اس نے کہا: آپ لوگوں پر گریہ غالب آگیا ہے لہٰذا خاموش ہو جاؤ، اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔'' پھر اس نے تحریر پڑھی: امابعدؑ، میں نے اپنی یہ تحریر لکھی، اس حال میں، کہ میں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن میں زندہ ہوں اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن

Marfat.com

میں ہوں۔ میں آپ لوگوں کو سلام کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ لوگوں کو کسی فتنے میں نہ ڈالے اور نہ ہی آپ لوگ ایک دوسرے سے الجھیں۔''

پھر خلیفہ منصور نے اپنے نوشتے میں لوگوں کو مہدی کے بارے میں وصیّت کی اور انھیں مہدی کی بیعت کی یاد دہانی کرائی اور عہد کو پورا کرنے کی ترغیب دی۔ پھر الربیع نے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اٹھو اور بیعت کرو۔'' چنانچہ حسن اٹھا اور اس نے موسیٰ کی بیعت کی، پھر لوگوں نے اپنے اپنے رتبے کے حساب سے موسیٰ کی بیعت کی۔ بعد ازاں بنی ہاشم کو کفن میں لپٹے ہوئے منصور کے جسدِ خاکی کے پاس لے جایا گیا۔ اس کا سر کھلا تھا۔ ہم لوگوں نے اس کی لاش اٹھائی اور تین میل کی مسافت طے کر کے مکّہ پہنچے۔ مجھے اب تک وہ منظر نہیں بھولا کہ ہوا سے میّت کی کنپٹیوں کے بال حرکت کر رہے تھے۔ اس لیے کہ مرحوم نے حلق (بال منڈوانے) کی خاطر اپنے بال خوب بڑھا رکھے تھے۔ بالوں کے خضاب کا رنگ اترا ہوا تھا۔ بہر حال ہم لاش اٹھائے قبر تک جا پہنچے۔

علی بن عیسیٰ بن ماہان کو سب سے پہلے یہ اطلاع دی گئی کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے، اس پر اُس نے کہا: ''اللہ کی قسم، تم ضرور بیعت کرو گے ورنہ میں تمھاری گردن اڑا دوں گا۔'' چنانچہ اس نے بیعت کر لی۔ پھر موسیٰ بن منصور اور الربیع نے منصور کے آزاد کردہ غلام منارہ کے ذریعے مہدی کو منصور کی وفات کی اطلاع بھجوائی نیز مہدی کے لیے بیعت لینے سے مطلع کیا۔ دونوں حضرات نے ساتھ ہی یہ اشیاء بھجوادیں: عصائے خلافت، نبی اکرم ﷺ کی رِدا اور مہر خلافت۔ اب لوگ مکّہ سے روانہ ہوئے۔ مہدی کے پاس یہ اطلاع منارہ کے توسط سے نصف ذوالحجہ میں پہنچی۔ چنانچہ اہلِ بغداد نے اس کی بیعت کر لی۔

یہ بھی کہا گیا ہے: الربیع نے خلیفہ منصور کی موت کی خبر پوشیدہ رکھی۔ لاش کو لباس پہنایا، اسے سہارا دیا اور اس کے چہرے پر بہت ہی باریک کپڑا ڈال دیا، جس سے اس کا چہرہ نظر تو آتا تھا مگر اصل حقیقت سمجھ نہ آتی تھی۔ اب اس نے خلیفہ کے گھر والوں کو لاش کے نزدیک کیا۔ پھر الربیع منصور کے قریب گیا گویا کہ خلیفہ اس سے مخاطب ہے۔ پھر خلیفہ کے عزیزوں کے پاس گیا اور خلیفہ کی جانب سے انہیں مہدی کی بیعت کی تجدید کرنے کے لیے حکم دیا۔ انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر انہیں چلے جانے کے لیے کہا۔ پھر ان کے پاس گیا، دامن چاک کیے روتے ہوئے اور اپنے سر پر تھپڑ مارتے ہوئے۔

Marfat.com

جب نئے خلیفہ مہدی کو معلوم ہوا تو اس نے الربیع کی یہ حرکت ناپسند کی اور کہا: "کیا امیرالمؤمنین کی جلالت نے تمھیں ایسی حرکت کرنے سے باز نہیں رکھا؟" کہا گیا ہے کہ اس حرکت پر اس کی ہلکی پٹائی کی گئی۔

متفرق واقعات

اس سال منصور نے مسیّب بن زہیر کو پولیس سے معطّل کر دیا اور اسے جیل میں ڈال دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مسیّب نے کاتب ابان بن بشیر کو کوڑوں سے پیٹا حتی کہ اسے مار ڈالا۔ کیوں کہ وہ اپنے بھائی عمرو کے ساتھ کوفہ کی حکومت میں شریک تھا۔ خلیفہ منصور نے الحکم بن یوسف کو پولیس کا سربراہ مقرر کیا جو پہلے خلیفہ کے ذاتی محافظ دستے میں تھا۔ پھر مہدی نے مسیّب کے بارے میں اپنے والد خلیفہ منصور سے بات کی تو وہ مسیّب سے راضی ہو گیا۔ چنانچہ اسے دوبارہ پولیس کا سربراہ بنا دیا۔

اس سال منصور نے نصر بن حرب بن عبداللہ کو فارس کا گورنر مقرر کیا۔ اِس سال رمضان میں مہدی الرقہ سے واپس آیا۔ اس سال معیوف بن یحییٰ نے موسمِ گرما کے لشکر کی قیادت کی۔ درب الحدث سے لشکر کشی کا آغاز ہوا۔ دشمن سے لڑائی ہوئی۔ پھر دونوں فوجیں میدانِ جنگ سے پسپا ہو گئیں۔ اس سال خلیفہ منصور کے حکم پر مکّہ کے گورنر محمد بن ابراہیم الامام نے کچھ لوگوں کو گرفتار کیا۔ ان میں سے کچھ لوگ تو آلِ علی میں سے تھے جو مکّہ میں تھے۔ نیز گرفتار شدگان میں ابن جریج، عبّاد بن کثیر اور سفیان ثوری بھی شامل تھے۔ پھر گورنر نے ان حضرات کو خلیفہ منصور کی اجازت کے بغیر ہی رہا کر دیا، جس پر خلیفہ برافروختہ ہوا۔

ان حضرات کو رہا کرنے کا سبب یہ ہوا کہ گورنر موصوف نے اس گرفتاری کو ناپسند کیا اور کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کی اولاد میں سے کچھ لوگوں اور مسلمانوں کی اہم شخصیتوں کو گرفتار کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ امیرالمؤمنین انہیں قتل کرنے کا حکم دیں، یوں ان کا اقتدار تو مضبوط ہو جائے گا مگر یہ کارروائی ان کے لیے مہلک ثابت ہوگی۔ یہ سوچ کر اس نے انہیں چھوڑ دیا اور ان کی گرفتاری سے آزاد ہو گیا۔ منصور جب مکّہ کے نزدیک پہنچا تو اس کی خدمت میں محمد بن ابراہیم نے کچھ تحائف بھیجے مگر خلیفہ نے وہ تحفے واپس کر دیے۔

Marfat.com

اس سال منصور نے بغداد سے مکّہ کی طرف سفر کیا، مگر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں فوت ہوگیا۔ اسی سال اندلس کے حکمران عبدالرحمٰن (الداخل) نے قوریہ شہر فتح کیا۔ پھر اس نے بربروں کا قصد کیا، جنھوں نے اس کے گورنر کو شقنا کے سپرد کردیا تھا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے ان کے سرکردہ افراد کی بڑی تعداد کو قتل کیا۔ شقنا کا تعاقب کیا۔ حتّٰی کہ قصرِ ابیض اور الدرب تک جا پہنچا مگر شقنا بچ نکلا۔

اس سال مکہ اور طائف کا گورنر تھا: ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ۔ گورنر مدینہ تھا عبدالصمد بن علی اور کوفہ کا گورنر تھا: عمرو بن زہیر الضبّی۔ ایک روایت ہے کہ: اسماعیل بن اسمعیل ثقفی۔ جب کہ کوفہ قاضی تھے: شریک بن عبداللہ نخعی اور کوفہ کے خراج کا نگران تھا: ثابت بن موسیٰ۔ خراسان کا گورنر تھا حُمیَد بن قحطبہ بغداد کا قاضی تھا: عبداللہ بن محمد بن صفوان اور یہاں کی پولیس کا سربراہ تھا: عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا بھائی عمر۔ اور کہا گیا ہے: موسیٰ بن کعب۔ بصرہ کی اراضی اور خراج کا نگران عمارہ بن حمزہ تھا جب کہ عدلیہ اور نماز کا مہتمم عبیداللہ بن حسن عنبری تھا۔

اس سال عوام کو بڑی وبا کا سامنا کرنا پڑا۔

وفیات

اس سال جلّیقیہ کے بادشاہ اورالی نے وفات پائی۔ اس نے چھ برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد شیسالون بادشاہ بنا۔

اس سال کوفہ میں فقیہ مالک بن مِغْول بَجلی نے وفات پائی۔ نیز حیوۃ بن شریح بن مسلم حضرمی (مصری) نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۲۸

۱۵۹ھ کے واقعات

حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کا تذکرہ

مہدی نے اس سال حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کو جیل سے کہیں اور منتقل کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حسن، یعقوب بن داود کے ساتھ ایک ہی جگہ قید تھا۔ جب یعقوب کو رہائی ملی اور حسن قید خانہ میں رہ گیا تو اسے بدگمانی لاحق ہوئی اور اس نے قید خانے سے نکلنے کی کوشش شروع کی۔ چنانچہ حسن نے اپنے کسی قابلِ اعتماد شخص سے کہا تو اس نے ایک سرنگ کھودی۔ یعقوب اس بات سے واقف ہوا تو وہ قاضی ابن علاثہ کے پاس گیا۔ جس کے ساتھ اس کا رابطہ رہا تھا اور کہا: ''میں مہدی کے لیے خیر خواہ ہوں، لہٰذا آپ مجھے اس کے وزیر ابوعبیداللہ تک پہنچائیں تا کہ وہ میری خیر خواہانہ بات خلیفہ تک پہنچا دے۔'' چنانچہ قاضی نے اسے وزیر سے ملوایا۔ جب وزیر نے یعقوب سے خیر خواہی کی بات دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ وہ اسے خلیفہ تک پہنچائیں۔ تا کہ وہ یہ بات براہ راست خلیفہ کو بتائے۔ چنانچہ وزیر نے اسے خلیفہ تک پہنچا دیا۔ قاضی اور وزیر دونوں یعقوب کے ساتھ تھے۔ تخلیہ ہوا تو خلیفہ نے یعقوب پر واضح کیا کہ اسے اپنے وزیر اور قاضی پر مکمل اعتماد ہے مگر یعقوب خاموش رہا۔ جب قاضی اور وزیر چلے گئے تو یعقوب نے خلیفہ کو حسن کے بارے میں مطلع کیا۔ خلیفہ نے اپنے قابلِ اعتماد آدمی سے تحقیق کروائی تو یہ اطلاع درست نکلی۔ اب خلیفہ نے حسن کو کسی دوسرے زندان میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل کی گئی۔

بعد میں حسن کے لیے ایک تدبیر کی گئی تو وہ قید خانے سے بھاگ نکلا۔ اسے تلاش نہ

Marfat.com

کیا جاسکا۔اس پر خلیفہ مہدی نے یعقوب کوطلب کیا اور حسن کی بابت دریافت کیا۔یعقوب نے بتایا کہ اسے حسن کے بارے میں کچھ پتہ نہیں اور اگر خلیفہ اسے امان دیں تو وہ حسن کو لاسکتا ہے۔خلیفہ نے حسن کے لیے امان کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی یقین دہانی کروائی۔اس پر یعقوب نے عرض کیا۔آپ اس کی تلاش ترک کر دیں،تلاش اسے گھبرا دیتی ہے۔'' چنانچہ خلیفہ نے تلاش ختم کر دی۔

پھر مہدی کے ہاں یعقوب کو بہت تقرّب حاصل ہوا، چنانچہ اس نے حسن بن ابراہیم کو خلیفہ کے پاس حاضر کر دیا۔

مہدی کے یہاں یعقوب کا تقرّب

خلیفہ کے ہاں یعقوب کی حاضری کا تذکرہ ہو چکا ہے۔خلیفہ مہدی نے جب حسن بن ابراہیم کے سلسلے میں یعقوب کو طلب کیا۔جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔تو اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، آپ نے اپنی رعایا کے لیے عدل کو پھیلا دیا ہے۔ان کے ساتھ انصاف اور حسنِ سلوک کیا ہے تو ان کی آرزوئیں بڑھ گئی ہیں۔کچھ چیزیں البتہ ایسی باقی ہیں کہ اگر ان کے بارے میں بندہ عرض کرے تو آپ انہیں نظر انداز نہ فرمائیں اور کچھ امور آپ کے پسِ پردہ ہیں کہ آپ ان پر عمل پیرا تو ہیں مگر ان سے آشنا نہیں ہیں۔اگر آپ ان کے بارے میں اجازت مرحمت فرمائیں تو بندہ وہ امور آں جناب کی خدمت میں پیش کرتا رہے۔'' خلیفہ نے اس کی اجازت دے دی۔چنانچہ یعقوب جب چاہتا خلیفہ کے پاس حاضر ہو جاتا اور وہ خلیفہ کو عمدہ کاموں کے بارے میں مفید مشورے دیتا جیسے سرحدوں کے امور،قلعوں کی تعمیر،افواج کا استحکام،کنواروں کی شادی،جنگی قیدیوں اور جیلوں میں قید انسانوں کی رہائی،تاوان اور قرضوں میں جکڑوں ہوؤں کی مدد کرنا اور پاکدامن لوگوں کو صدقات دینا وغیرہ۔ان مشوروں کی بدولت خلیفہ کے ہاں یعقوب کی قدر و منزلت بڑھی، جب کہ ابوعبیداللہ (مہدی کا وزیر تھا) کا رتبہ گر گیا اور اسے زندان میں ڈال دیا گیا۔خلیفہ مہدی نے ایک دستاویز میں تحریر کیا کہ اس نے یعقوب کو اللہ کے لیے اپنا بھائی بنالیا ہے۔خلیفہ نے اسے ایک لاکھ درہم عطا فرمائے۔

Marfat.com

خراسان میں مقنّع کا ظہور

اس سال حُمید بن قحطبہ کی موت سے پہلے خراسان میں مقنّع ظاہر ہوا۔ یہ مرو کا باشندہ تھا۔ پستہ قامت اور بھینگا تھا اور حکیم کہلاتا تھا۔اس نے ایک سنہری چہرہ بنوا کر اپنے چہرے پر لگالیا تھا اس لیے مقنّع (نقاب پوش) کہلایا۔مقصد یہ تھا کہ اس کا اصل چہرہ سامنے نہ آئے۔اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ کہا کرتا تھا: ''اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں نمودار ہوا، پھر نوح کی شکل میں جلوہ گر ہوا اور مسلسل ایسا ہی ہوتا رہا حتی کہ ابومسلم خراسانی تک پہنچا۔پھر خدا نے ہاشم کی شکل اختیار کی۔'' اس کے دعویٰ کے مطابق مقنّع ہی ہاشم ہے۔وہ تناسخ کا قائل تھا۔گمراہوں کی بڑی تعداد نے مقنّع کی پیروی کی۔وہ جہاں کہیں بھی ہوتے اسی کی طرف سجدہ کرتے ،وہ لوگ لڑائی کے دوران کہا کرتے تھے: ''اے ہاشم، ہماری مدد کر''۔

لوگوں کی بڑی بھیڑ اس کے پاس آ پہنچی ۔پھر یہ سب لوگ بسنام اور سنجردہ کے قلعے میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ دونوں کش کے دیہات ہیں۔ادھر بخارا اور صُغد میں مبیضہ (خلافتِ عباسیہ کے خلاف باغیوں کی ایک جماعت) نے بھی ان کی حمایت کردی۔کافر ترکوں نے بھی مقنّع کی مدد کی اور ان سب نے مسلمانوں کے اموال پر تاخت کی۔اس کا عقیدہ تھا کہ ابومسلم، نبی اکرم ﷺ سے افضل ہے۔ وہ یحییٰ بن زید کے قتل کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے اعلان کیا کہ وہ ان کے قاتلوں کو مار ڈالے گا۔

مقنّع کے پیروکار کش کے مقام پر یکجا ہوئے اور وہاں کے بعض محلات پر قبضہ کرلیا۔انہوں نے نواکث کے قلعہ پر تسلّط جمایا۔ان کے خلاف یکے بعد دیگرے ابوالنعمان، جنید اور لیث بن نصر نے جنگی کارروائیاں کیں اور حسان بن تمیم بن نصر بن سیّار اور محمد بن نصر وغیرہ کو قتل کردیا۔

ان کی سرکوبی کے لیے جبرائیل بن یحییٰ اور اس کے بھائی یزید کو بھیجا گیا وہ نجاریؒ میں موجود باغیوں کی سرکوبی میں چار ماہ تک بُوم جکث شہر میں مصروف رہے۔شہر کے باشندوں میں ان کی چھان بین کی۔الحکم کو تہہ تیغ کیا۔وہاں کے شکست خوردہ مقنّع سے جا ملے۔ جبرائیل نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے خلاف لڑائی کی۔

بعدازاں مہدی نے مقنّع کا سر کچلنے کے لیے ابوعون کو روانہ کیا مگر اس نے لڑنے میں کوتاہی

Marfat.com

کی۔ چنانچہ خلیفہ نے معاذ بن مسلم کو سپہ سالار مقرّر کیا۔

متفرق واقعات

خلیفہ مہدی نے اس سال اسماعیل کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا اور وہاں کا گورنر اسحاق بن صباح کندی اشعثی کو مقرّر کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب جمحی کو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا کو اسی سال خلیفہ نے سعید بن دعلج کو بصرہ کے انتظام وانصرام اور عبیداللہ بن حسن کو نماز کے اہتمام سے برطرف کر دیا اور ان دونوں کی جگہ عبدالملک بن ایوّب بن ظبیان نمیری کو متعیّن کیا اور اسے حکم دیا کہ سعید بن دعلج نے جن لوگوں پر زیادتی کی ہے انہیں انصاف مہیّا کرے۔ بعدازاں بصرہ کے انتظامی امور یکے بعد دیگرے عمارہ بن حمزہ اور مسور بن عبد اللہ باہلی کو سونپے گئے۔ اسی سال قثم بن عبّاس کو یمامہ سے معزول کیا گیا مگر اس سے پہلے کہ اس کی معزولی کا فرمان پہنچتا وہ فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ بشر بن منذر بجَلی کو متعین کیا گیا۔ اس سال ہیثم بن سعید کو الجزیرہ سے برطرف کر دیا گیا اور فضل بن صالح کو اختیارات تفویض کیے گئے۔

اس سال مہدی نے اپنی امّ ولد خیزران کو آزاد کیا اور اس سے شادی کر لی۔ نیز اس نے الفضل اور عبدالملک کی ہمشیرہ امّ عبداللہ بنت صالح بن علی سے شادی کی۔

اس سال قصرِ عیسیٰ کے پاس بغداد میں کشتیوں میں آگ لگ گئی اور ان میں موجود سامان جل گیا۔ بہت سے لوگ بھی جل کر جان بحق ہوئے۔

اس سال منصور کا آزاد کردہ غلام مطر مصر کی گورنری سے ہٹا دیا گیا اور ابوضمرہ محمد بن سلیمان کو گورنر نامزد کیا گیا۔ اس سال موسم گرما میں عباس بن محمد نے رومیوں کے خلاف لڑائی کی۔ لشکر کے مقدمہ پر حسن وصیف مقرر تھا۔ یہ لشکر انقرہ تک گیا اور رومیوں کا ایک شہر فتح کر لیا۔ انہوں نے مطمورہ بھی فتح کیا۔ لڑائی میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ مسلم لشکر بخیریت واپس آ گیا۔

اس سال حمزہ بن یحییٰ کو سجستان کا والی مقرر کیا گیا، جب کہ جبرائیل بن یحیی کو سمرقند کا گورنر متعین کیا گیا۔ اس نے شہر کی فصیل تعمیر کروائی اور خندق کھدوائی۔ اس سال مدینہ منوّرہ کی گورنری سے عبدالصمد بن علی کو ہٹا دیا گیا اور وہاں کا گورنر محمد بن عبداللہ الکثیر ی کو مقرر کیا گیا۔ پھر خلیفہ نے اسے

Marfat.com

معزول کیا اور اس کی جگہ محمد بن عبید اللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان جمحی کو متعین کیا۔

اس سال خلیفہ مہدی نے الرصافہ کی فصیلیں اور وہاں کی مسجد تعمیر کروائی اور شہر کے گرد خندق کھدوائی۔

اس سال سندھ میں معبد بن خلیل نے وفات پائی جو مہدی کی جانب سے وہاں کا گورنر تھا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ روح بن حاتم کو مقرر کیا۔ ایسا وزیر ابو عبید اللہ کے مشورہ پر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے خلیفہ منصور کی طرف سے قید خانوں میں محبوس افراد کو رہا کر دیا۔ ان کے ماسوا جن پر خون یا مال کی ذمہ داری تھی یا زمین پر فساد کرنے کے مرتکب ہوئے تھے۔ جن لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی ان میں بنی سُلیم کا آزاد کردہ غلام یعقوب بن داود بھی تھا۔ اسی سال گورنرِ خراسان حُمید بن قحطبہ نے وفات پائی۔ مہدی نے اس کے بعد ابو عون عبدالملک بن یزید کو گورنر بنایا۔

اس سال یزید بن منصور نے یمن سے آ کر لوگوں کو حج کرایا۔ یہ مہدی کا ماموں تھا، خلیفہ نے اسے اپنے پاس آنے اور حج کی قیادت کرنے کے لیے خط لکھا تھا۔ مدینہ کا گورنر عبداللہ بن صفوان جمحی تھا۔ کوفے کے نظم وضبط کا ذمہ دار اسحٰق بن صباح کندی اور یہاں کے خراج کا منتظم تھا، ثابت بن موسیٰ اور عدلیہ کا سربراہ تھا شریک۔

بصرہ کا مہتمم نماز تھا عبدالملک بن ایّوب اور وہاں کے نظم وضبط کا نگران تھا عمارہ بن حمزہ اور وہاں کا قاضی تھا: عبید اللہ بن حسن۔

دجلہ، اہواز اور فارس کے پرگنوں کا ذمّہ دار تھا: عمارہ بن حمزہ۔ سندھ کا گورنر تھا: بسطام بن عمرو اور یمن کا گورنر تھا رجاء بن روح۔ یمامہ کا والی تھا: بشر بن منذر۔ جب کہ خراسان کا گورنر ابو عون عبدالملک بن یزید تھا۔ حمید بن قحطبہ کا یہیں انتقال ہوا تو مہدی نے ابو عون کو اس کی جگہ گورنر مقرّر کیا۔

الجزیرہ کا منتظم تھا فضل بن صالح۔ افریقہ کا گورنر یزید بن حاتم، جب کہ گورنرِ مصر تھا ابو ضمرہ محمد بن سلیمان۔ اس سال شقناشت بَرَبَیہ میں ابھرا تو اس کی گوشمالی کے لیے اندلس کے حکمران عبدالرحمٰن نے لشکر بھیجا۔ چنانچہ وہ بھاگ نکلا اور اپنی عادت کے مطابق پہاڑوں پر چڑھ گیا، چنانچہ لشکر واپس آ گیا۔

Marfat.com

وفیات

اس سال محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب مدنی فقیہ نے کوفہ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ۷۹ برس تھی۔ اس سال مغیرہ بن مہلّب کے آزاد کردہ غلام عبدالعزیز بن ابی روّاد نے وفات پائی۔ یہ حضرات بھی اس سال فوت ہوئے۔☆یونس بن ابی اسحاق سبیعی ہمدانی ☆مخرمہ بن بکیر بن عبداللہ بن اشج مصری اور حسین بن واقد جو ابن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ مرو کے قاضی تھے۔ بازار سے خود سودا سلف خریدتے اور اٹھا کر اپنے اہل وعیال کے پاس لے جاتے۔

Marfat.com

باب:۲۹

۱۶۰ھ کے واقعات

یوسف برم کی بغاوت کا تذکرہ

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں علمِ بغاوت بلند کیا۔اس نے اور اس کے حامیوں نے مہدی کی روش کو ناپسند کیا۔اس کے ساتھ بڑی تعداد میں عوام اٹھ کھڑے ہوئے۔اس کی گوشمالی کے لیے معن بن زائدہ کا بھتیجا یزید بن فرید شیبانی بھیجا گیا۔دونوں باہم لڑتے ہوئے جب قریب ہوئے تو یزید بن مزید نے اسے قیدی بنالیا اور اسے خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کے سرکردہ رفقاء بھی تھے۔جب نہروان کے نزدیک پہنچے تو یوسف کو اونٹ پر اس طرح سوار کرایا گیا کہ اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف تھا۔اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ اسی حالت میں انہیں الرصافہ میں داخل کیا گیا۔یوسف کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیے گئے۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بعد پل پر سُولیوں پر لٹکایا گیا۔

کہا گیا ہے کہ وہ حروری (یعنی خوارج) تھا۔اس نے بُوشنج پر قبضہ کرلیا۔جہاں طاہر بن حسین کا دادا مصعب بن زریق حاکم تھا، مصعب وہاں سے بھاگ نکلا۔یوسف نے مرورُوذ پر بھی تسلّط جمایا اور طالقان اور جوزجان پر بھی قبضہ کیا۔اس کا ایک ساتھی ابومعاذ فریابی تھا، وہ بھی یوسف کے ساتھ ہی گرفتار ہوا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی برطرفی اور موسیٰ ہادی کی بیعت

بنی ہاشم کے کچھ افراد اور مہدی کے حامی سرگرم ہوئے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے

Marfat.com

برطرف کردیا جائے اور مہدی کے بیٹے موسیٰ ہادی کو ولی عہد نامزد کیا جائے۔ مہدی کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو حاضر ہونے کے لیے لکھا۔ وہ اس وقت کوفہ کی عمل داری کے گاؤں رحبہ میں مقیم تھا۔ عیسیٰ سازش کو سمجھ گیا اور آنے سے گریز کیا۔ اس پر خلیفہ مہدی نے روح بن حاتم کو کوفہ کا گورنر بنایا تا کہ وہ عیسیٰ کو ستائے، مگر نئے گورنر کو ستانے کا کوئی بہانہ نہ ملا۔ اس لیے کہ عیسیٰ شہر میں صرف جمعے یا عید کے دن آیا کرتا تھا۔

خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کو اصرار کے ساتھ پیغام بھیجا: ''اگر تم نے موسیٰ کے لیے ولی عہدی سے دست بردار ہونے کی میری بات نہ مانی تو پھر میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو مجرموں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اگر تم نے میری بات مان لی تو میں تمھیں اس کا معاوضہ دوں گا۔'' چنانچہ خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کی طرف اپنے چچا عباس بن محمد کو ایک خط دے کر بھیجا تا کہ عیسیٰ حاضر ہو مگر عیسیٰ اس کے ساتھ نہ آیا۔ عباس کی واپسی کے بعد خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کی جانب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کمانڈر کو اپنے ہزار ساتھیوں کے ساتھ بھیجا جو مہدی کے پرجوش حامی تھے۔ ہر ایک کو طبل دیا اور خلیفہ نے انہیں حکم دیا کہ جب وہ عیسیٰ کے پاس پہنچیں تو طبل بجائیں۔ وہ لوگ وہاں سحری کے وقت پہنچے۔ انہوں نے اپنے طبل بجائے۔ عیسیٰ سخت گھبرایا۔ ابو ہریرہ اس سے ملا اور اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ اس نے ناسازی طبیعت کی شکایت کی مگر ابو ہریرہ نے یہ عذر قبول نہ کیا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ جب آیا تو وہ مہدی کے لشکر میں، محمد بن سلیمان کے گھر میں ٹھہرا۔ وہ کئی روز تک خلیفہ مہدی کے پاس آتا جاتا رہا مگر اس کے ساتھ کسی موضوع پر بات چیت نہ ہوئی، نہ ہی اس نے کوئی ناگوار چیز دیکھی۔ ایک دن وہ مہدی کے دربار نشین ہونے سے پہلے پہنچا تو ربیع کے مقصورہ میں بیٹھا۔ مہدی کے حامیوں نے عیسیٰ کو برطرف کرنے پر اتفاق کر لیا تھا۔ وہ ابھی مقصورہ میں ہی تھا کہ ان لوگوں نے اس پر تاخت کی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا۔ ان لوگوں نے دروازہ توڑ ڈالا اور عیسیٰ کو بدترین گالیاں بکیں۔ خلیفہ مہدی نے اس حرکت سے اظہارِ برأت کیا۔ یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔ پھر عیسیٰ کے معتبر عزیزوں نے اسے اصل صورتِ حال سے مطلع کیا۔ ان میں سے محمد بن سلیمان پیش پیش تھا۔

خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کو ولی عہدی سے دست بردار ہونے کے لیے بار بار کہا مگر اس نے انکار کیا اور یاد دلایا کہ اس کے گھر والوں اور مال کے سلسلے میں اس پر عہد و پیمان اور قسمیں عائد ہیں۔

Marfat.com

اس پر خلیفہ نے متعدد قاضی اور فقیہ طلب کیے۔ ان میں نمایاں ترین تھے: محمد بن عبداللہ بن عُلاثہ اور مسلم بن خالد زنجی۔ ان حضرات نے اپنی صواب دید کے مطابق فتوے دیے۔ چنانچہ عیسیٰ ولی عہدی سے دست بردار ہونے کے لیے آمادہ ہوگیا۔ مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم دیے نیز زاب اور کسکر کے مقامات پر جاگیریں دیں۔ عیسیٰ نے اپنے آپ کو جب ولی عہدی سے دست بردار کیا تو محرم کے ابھی چار دن باقی تھے۔ اب عیسیٰ نے مہدی کی خلافت اور اس کے بیٹے موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت کی۔

اگلے دن خلیفہ مہدی دربار میں بیٹھا تو اس نے اپنے گھر والوں کو طلب کیا اور ان سے بیعت لی۔ پھر وہ جامع مسجد کی طرف چلا، عیسیٰ اس کے ساتھ تھا۔ اس نے عوام سے خطاب کیا اور انہیں عیسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری اور ہادی کی بیعت سے مطلع کیا۔ لوگوں کو بیعت کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ لوگ بیعت کے لیے لپکے۔ اس نے عیسیٰ کی دست برداری پر گواہیاں ثبت کیں۔ اس پر ایک شاعر نے کہا: (ترجمہ)

[ابوموسیٰ نے موت کو ناپسند کیا، حالانکہ موت میں نجات اور عزّت تھی۔ وہ اقتدار سے دست کش ہوا اور اس نے ملامت کا لبادہ اوڑھ لیا، جس میں پاؤں بھی دکھائی نہیں دیتے۔]

باربد شہر کی فتح کا تذکرہ

مہدی نے ۱۵۹ھ میں عبدالملک بن شہاب مسمعی کی زیرِ قیادت ایک لشکر جرار سمندری راستے سے ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ جس میں فوجیوں اور رضاکاروں کی بڑی تعداد تھی۔ ان میں الربیع بن صَبِیح بھی تھا۔ یہ لوگ باربد شہر کے پاس کشتیوں سے اترے اور شہر کا ہر طرف سے گھیراؤ کر لیا۔ مجاہدین نے ایک دوسرے کو جہاد کی ترغیب دی اور شہر کے محصورین پر سختی کی، چنانچہ اس سال یہ شہر بزورِ شمشیر فتح کر لیا۔ باشندگانِ شہر نے اپنے بت خانے میں پناہ لی، مگر مسلمانوں نے اسے نذرِ آتش کر دیا، دشمن کی کچھ تعداد جل کر مر گئی اور باقی مارے گئے۔ مسلمانوں میں سے صرف چوبیس نے شہادت پائی۔ اللہ نے انہیں مالِ غنیمت سے نوازا۔ اس وقت سمندر میں طغیانی تھی۔ اس لیے مسلمانوں نے سمندر کے پرسکون ہونے تک اسی شہر میں پڑاؤ کیے رکھا۔ مسلمانوں کو منہ کی بیماری لاحق ہوئی چنانچہ تقریباً ایک ہزار آدمی فوت ہو گئے، جن میں الربیع بن صبیح بھی شامل تھا۔ پھر مسلمان واپس چلے گئے۔

Marfat.com

جب یہ بحری فوج فارس کی اک بندرگاہ بحرِ حمران کے نزدیک پہنچی تو رات کو تیز ہوا چلی، جس سے زیادہ تر کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ کچھ مجاہدین ڈوب گئے اور کچھ بچ نکلے۔

کہا گیا ہے: اس سال ابان بن صدقہ کو ہارون الرشید کا سیکریٹری اور وزیر بنایا گیا۔ اور اسی سال ابوعون کو خراسان کے علاقے سخطہ کی امارت سے معزول کیا گیا اور معاذ بن مسلم کو وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی سال موسم گرما میں ثمامہ بن ولید کی سرکردگی میں مسلمانوں نے رُومیوں پر حملہ کیا۔ جب کہ غمر بن عباس نے بحرِ شام پر چڑھائی کی۔

آلِ ابی بکرہ اور آلِ زیاد کے نسب کا معاملہ

اس سال خلیفہ مہدی نے حکم دیا کہ ثقیف میں سے آلِ ابی بکرہ کے نسب کو رسول اللہ ﷺ کی ولایت کی طرف واپس کیا جائے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ان میں سے ایک آدمی نے خلیفہ مہدی کے سامنے ناانصافی کی شکایت کی اور اس شکایت میں خلیفہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کو ذریعہ بنایا۔ مہدی نے اس سے کہا: ''اس نسب کا اقرار یہ لوگ ضرورت و حاجت کے وقت ہی کرتے ہیں اور مجبوری کی بنا پر ہمارا تقرب چاہتے ہیں۔'' اس آدمی نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، اس کا کون انکار کر سکتا ہے، ہم تو اس کا اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آلِ ابی بکر کے گروہ کو رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے ہمارے نسب کی طرف واپس کر دیں اور آپ آلِ زیاد کو حکم دیں کہ انہیں جس نسب سے ملایا گیا ہے وہ اس سے باہر نکل جائیں۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے بے رغبتی کی ہے آپ ؐ کا ارشاد ہے: ''ان الوالد للفراش والعاھر الھجر (یعنی بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) انہیں ثقیف کے موالی عبید کی طرف واپس کیا جائے۔''

چنانچہ خلیفہ مہدی نے حکم دیا کہ آلِ ابی بکرہ کو رسول اللہ ﷺ کی ولایت کی طرف واپس کیا جائے۔ خلیفہ نے اس سلسلے میں محمد بن موسیٰ کو مکتوب بھیجا اور ان میں سے جو اس نسب کا اقرار کرے، اس کا مال اس کے قبضے میں رہنے دیا جائے اور جو نسب کے قبول کرنے سے انکار کرے، اس کے مال کو سرکاری قبضہ میں لیا جائے۔

Marfat.com

محمد بن موسیٰ نے جب آل ابی بکرہ کے سامنے یہ حکم رکھا تو تین آدمیوں کے سوا سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اسی طرح خلیفہ نے حکم صادر کیا کہ آلِ زیاد کے لوگوں کو قریش سے نکالا جائے اور ان کے نسب کو عُبید سے ملایا جائے۔

مہدی کو اس حکم پر جس بات نے آمادہ کیا، اس کا ایک سبب ہم نے بیان کر دیا ہے۔ مزید سبب یہ ہوا کہ خلیفہ کی خدمت میں آلِ زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب بن زیاد حاضر ہوا۔ مہدی نے اس سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' وہ بولا: ''آپ کے چچا کا بیٹا ہوں۔'' دریافت فرمایا ''تم میرے کس چچا کے بیٹے ہو؟'' اِس پر اُس نے اپنا نسب بیان کیا۔ اس پر مہدی نے کہا ''اے بدکار سمّیہ کے بیٹے! تم میرے چچا کے بیٹے کب تھے؟'' خلیفہ برافروختہ ہوا اور اس کے حکم پر اس شخص کی آنکھ پھوڑ دی گئی اور اسے دربارِ خلافت سے باہر نکال دیا گیا۔ اب خلیفہ نے زیاد کے نسباً اپنے خاندان میں شامل کرنے کی بابت دریافت کیا۔ پھر اس نے بصرہ کے گورنر کو تحریری حکم بھیجا کہ آلِ زیاد کو قریش اور عربوں کے دیوان سے نکال دیا جائے اور انہیں ثقیف کی طرف واپس کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں خلیفہ نے ایک جامع مکتوب روانہ کیا جس میں زیاد کے استلحاق اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ آلِ زیاد کو قریش کے رجسٹر سے نکال دیا گیا۔ مگر اس کے بعد آلِ زیاد نے سرکاری افسران کو رشوت دے کر اپنے آپ کو دوبارہ قریش میں شامل کرا لیا۔ خالد نجّار شاعر نے اس پر پھبتی کسی۔ (ترجمہ اشعار)

[زیاد، نافع اور ابوبکرہ میرے نزدیک عجیب ترین افراد ہیں۔ وہ قریش ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے۔ یہ مولیٰ ہے اور یہ بزعمِ خویش عربی ہے۔]

متفرق واقعات

اس سال گورنر مدینہ عبیداللہ بن صفوان جمحی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ کثیری کو گورنرِ مدینہ متعین کیا گیا۔ پھر اسے بھی برطرف کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو گورنر مقرر کیا گیا۔ مدینہ منورہ کا قاضی عبداللہ بن محمد بن عمران طلحی کو مقرر کیا گیا۔

اسی سال عبدالسلام خارجی نے موصل کے نواح میں علمِ بغاوت بلند کیا۔ اس سال بسطام

Marfat.com

بن عمر وکو سندھ کی گورنری سے ہٹایا گیا اور روح بن حاتم کو وہاں کا گورنر مقرّر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو بغداد میں اپنا جانشین مقرر کیا نیز اپنے ماموں یزید بن منصور کو۔ مہدی کے ساتھ حج پر اس کے گھر والوں کے کچھ افراد تھے۔ نیز اس کا بیٹا ہارون الرشید ساتھ تھا۔ خلیفہ کے ساتھ یعقوب بن داود بھی تھا۔

یعقوب نے مکّہ میں خلیفہ کی خدمت میں حسن بن ابراہیم بن عبداللہ علوی کو پیش کیا، جس کے لیے اس نے خلیفہ سے امان طلب کی تھی۔ مہدی نے حسن کو جاگیر عطا کی۔

اس سال مہدی نے غلافِ کعبہ اتارا اور نیا غلاف پہنایا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ خدّامِ کعبہ نے عرض کی کہ انہیں خطرہ ہے کہ کعبہ کی عمارت گر جائے گی کیوں کہ اس پر بہت زیادہ غلافوں کا بوجھ ہے، چنانچہ خلیفہ نے پہلے کے سب غلاف اتروا دیے۔ یادر ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے موٹے دیباج کا غلاف پہنایا۔ اس سے پہلے یمن کے بنے ہوئے غلاف پہنائے جاتے تھے۔ اس موقعہ پر اس نے بڑی مقدار میں مال تقسیم کیا۔ عراق سے اس کے پاس تین کروڑ درہم آتے تھے، مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے دو لاکھ دینار۔ اس نے یہ ساری رقم لوگوں میں بانٹ دی۔ اس نے ایک لاکھ پچاس ہزار پوشاکیں بھی تقسیم کیں۔ خلیفہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا۔

خلیفہ انصار میں سے پانچ سو آدمی اپنے ساتھ عراق لے گیا تاکہ وہ اس کے محافظ بنیں اور ان کی تنخواہیں مقرّر کیں۔ محمد بن سلیمان نے مکّہ میں خلیفہ کی خدمت میں برف پیش کی۔ مہدی پہلا خلیفہ ہے جس کے پاس مکّہ میں برف لائی گئی۔ مہدی نے اپنے خاندان اور دیگر افراد کے وہ تمام وظائف بحال کر دیے جو بند کر دیئے گئے تھے۔ محمد بن سلیمان بصرہ، دجلہ کے پرگنوں، بحرین، عمان، اہواز کے پرگنوں اور فارس کا وائسرائے تھا۔ خراسان کا انتظام معاذ بن مسلم کے ہاتھوں میں تھا۔ باقی شہروں کے منتظم وہی تھے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اس سال اندلس کے حکمران عبدالرحمٰن اموی نے شقنا کی طرف ابو عثمان اور تمام بن علقمہ کو بھیجا۔ دونوں نے شبطران کے قلعے میں کئی مہینوں تک اس کا محاصرہ کیا مگر اس معاملے نے انہیں بے بس کر دیا، چنانچہ وہ دونوں شقنا کو محصور چھوڑ کر واپس چلے گئے، ان کی واپسی کے بعد شقنا خلاصہ نامی خچّر پر سوار ہو کر شذت بریّہ کے ایک گاؤں میں پہنچا تو اس کے دو ساتھیوں ابو معن اور ابو خزیہ نے اسے

Marfat.com

دھوکے سے مار ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر عبدالرحمٰن اموی کو پیش کر دیا۔ یوں عوام نے شقنا کے شر سے نجات پائی۔

وفیات

اس سال ابوحنیفہ کے ایک رفیق داود بن نُصیر طائی نے وفات پائی۔ یہ زاہد انسان تھے۔
اس سال عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود المسعودی نے بھی وفات پائی۔ شعبہ بن حجاج ابو بِسطام نے ۷۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس سال اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی نے وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق آپ نے ۱۶۴ھ میں وفات پائی۔ اس سال الربیع بن مالک بن ابی عامر فوت ہوئے جو مالک بن انس مشہور فقیہ کے چچا تھے۔ یہ چار بھائی تھے۔ سب سے بڑے امام مالک کے والد انس تھے، پھر اسماعیل بن اُویس کے دادا اویس، پھر نافع پھر الربیع۔

اس سال خلیفہ بن خیّاط عصفر عالیثی نے وفات پائی۔ آپ خلیفہ بن خیّاط کے دادا ہیں۔ اس سال خلیل بن احمد بصری فرہودی نحوی نے وفات پائی۔ آپ نحو کے مشہور امام اور سیبویہ کے استاد ہیں۔

Marfat.com

باب:۳۰

۱۶۱ھ کے واقعات

مقنّع کی ہلاکت

اس سال مقنّع کی سرکوبی کے لیے معاذ بن مسلم اور دیگر قواد یعنی کمانداروں نے لشکرکشی کی۔ فوج کے مقدمہ کی قیادت سعید حرشی نے کی۔ اس کی مدد کے لیے عقبہ بن مسلم زمّ سے آیا اور طواویس کے مقام پر اس کی فوج سے آملا۔ انہوں نے مقنّع کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی۔ شکست خوردہ لوگ سنام میں مقنّع سے آملے۔ مقنّع نے شہر کے اردگرد خندق کھدوائی اور قلعہ بند ہوگیا۔ معاذ نے آکر لڑائی کی۔ مقدمۃ الجیش کے کمانڈر سعید حرشی اور معاذ کے مابین کچھ بیگانگی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ حرشی نے خلیفہ مہدی کو خط لکھا جس میں معاذ پر تنقید کی اور درخواست کی کہ اگر اُسے ہی مقنّع کی گوشمالی کے لیے اختیارات دیے جائیں تو وہ فتح کی ضمانت دیتا ہے۔ خلیفہ نے درخواست قبول کی۔ چنانچہ صرف حُرشی کی زیر کمان لڑائی ہوئی۔ جب کہ معاذ نے اپنے بیٹے رجاء کے توسط سے اسے کمک پہنچائی اور جو کچھ حرشی نے طلب کیا وہ اسے فراہم کیا۔

محاصرے نے جب طول کھینچا تو مقنّع کے ساتھیوں نے، مقنّع سے پوشیدہ رکھتے ہوئے امان کی درخواست کی۔ حرشی نے ان کی درخواست قبول کی۔ چنانچہ تقریباً تیس ہزار باغی وہاں سے نکل گئے، اب مقنّع کے پاس صرف تقریباً دو ہزار آدمی رہ گئے۔ رجاء بن معاذ وغیرہ نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پاس کھدی خندق میں گھس گئے اور مقنّع کا سختی سے محاصرہ کیا۔ جب اسے ہلاکت کا یقین ہوگیا تو اس نے اپنی بیویوں اور بچّوں کو اکٹھا کیا اور انہیں زہر پلایا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اسے آگ

Marfat.com

سے جلادیا جائے تاکہ دشمن اس کی لاش نہ پاسکے۔کہا گیا ہے: بلکہ اس نے اپنے قلعے میں ہر چیز جانوروں اور کپڑوں کو جلادیا۔ پھر کہا: جو چاہتا ہے کہ میرے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا جائے، وہ اپنے آپ کو میرے ساتھ اس آگ میں پھینک دے۔'' چنانچہ وہ اپنے اہل وعیال اور خواص کے ساتھ جل مرا۔فوج جب قلعہ میں داخل ہوئی تو اسے خالی اور برباد پایا۔

اس حرکت سے اس کے باقی ماندہ ساتھیوں کی فتنہ سامانی میں اضافہ ہوا۔ یہ لوگ ماوراء النہر میں ''مُبیضہ'' کہلاتے ہیں مگر وہ اپنے عقائد ونظریات کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔

کہا گیا ہے: بلکہ اس (یعنی مقنع) نے بھی زہر پی لیا، پھر مرگیا۔حرش نے اس کا سر خلیفہ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔خلیفہ کے پاس جب یہ سر پہنچا تو وہ اپنے غزوات کے سلسلے میں حلب میں تھا۔ یہ ۱۶۳ھ کی بات ہے۔

ابوعبیداللہ کے حالات کی تبدیلی

اس سال مہدی کے وزیر ابوعبیداللہ کے حالات دگرگوں ہوئے۔ہم پہلے بیان کرآئے ہیں کہ اس نے خلیفہ منصور کے زمانۂ حکومت میں اس کے ساتھ جو رابطہ کیا اس کا سبب کیا تھا۔یوں اس کے ساتھ خراسان تک گیا۔چنانچہ فضل بن ربیع نے بیان کیا کہ مہدی کے سامنے موالی ابوعبیداللہ پر تنقید کرتے تھے اور خلیفہ کو اس خلاف ابھارتے تھے۔جب کہ ابوعبیداللہ کے خطوط منصور کے پاس آتے اور مہدی کے اعمال سے مطلع کرتے۔وہ یہ خطوط الربیع کو دکھاتا۔

پھر الربیع نے منصور کے ساتھ حج کیا جب منصور نے وفات پائی۔اس نے مہدی کی بیعت کے سلسلے میں جو کاروائی کی وہ ہم بیان کرآئے ہیں۔پھر جب الربیع آیا تو وہ براہِ راست مہدی سے ملاقات کے بجائے ابوعبیداللہ کے گھر گیا، بلکہ اپنے گھر بھی نہ گیا۔اس پر اس کے بیٹے الفضل نے عرض کیا آپ امیرالمومنین کے پاس بھی نہیں گئے اور نہ ہی اپنے گھر گئے ہیں بلکہ ابوعبیداللہ کے ہاں گئے ہیں! کہا: وہ خلیفہ کا مصاحب ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے ساتھ، پہلے جیسا معاملہ اب نہ کریں اور اس کے لیے اپنی مدد ونصرت کا تذکرہ نہ کریں۔

چنانچہ محمد الربیع مغرب سے لے کر ابوعبیداللہ کے دروازے پر عشاء کی نماز ادا ہونے تک کھڑا

Marfat.com

رہا۔ پھر اسے اجازت ملی، جب وہ وزیر کے پاس پہنچا تو وہ اس کے لیے نہ تو کھڑا ہوا اور نہ ہی تکیے سے الگ ہو کر بیٹھا۔ نہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ الربیع نے چاہا کہ اس نے بیعت کے سلسلے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ بیان کرے مگر اس نے روک دیا اور کہا: ''آپ لوگوں کا معاملہ ہم تک پہنچا ہے۔'' اس بات نے الربیع کے غصے کی آگ بھڑکائی۔ جب الربیع باہر نکلا تو اس کے بیٹے الفضل نے عرض کیا: آپ کو اس شخص کی حرکت معلوم تھی لہٰذا درست رائے یہ تھی کہ آپ اس کے پاس تشریف نہ لے جاتے اور جب آپ تشریف لے گئے تھے اور اس نے آپ کو دروازے پر ہی روکے رکھا تو آپ کو واپس چلے جانا چاہیے تھا اور جب آپ اس کے پاس پہنچے اور وہ آپ کے احترام میں کھڑا نہ ہوا تو آپ کو واپس چلے جانا تھا۔ الربیع نے اپنے بیٹے سے کہا: تم بے وقوف ہو کیونکہ تم یہ کہہ رہے ہو آپ کو جانا نہیں چاہیے تھا اور جب گئے اور آپ کو روکا گیا تو آپ کو پلٹ جانا چاہیے تھا اور جب آپ اس کے کمرے میں پہنچے اور وہ آپ کے احترام میں کھڑا نہیں ہوا تو آپ کو لوٹ جانا چاہیے تھا مگر یاد رکھو کہ درست وہی ہے جو میں نے کہا، مگر اللہ کی قسم، میں اپنا جان و مال استعمال کروں گا اور اسے ناگوار و ناپسندیدہ انجام تک پہنچاؤں گا۔

الربیع نے بہت کوشش کی مگر ناکام رہا، کیونکہ وزیر موصوف اپنے عقائد و اعمال میں بہت محتاط تھا۔ اب الربیع نے وزیر کے بیٹے محمد کو اپنا نشانہ بنایا اور یوں وہ مسلسل خلیفہ کے حضور حیلہ سازی و مکاری کرتا رہا اور محمد پر اپنی بعض محرّمات سے آلودہ ہونے کے بارے میں الزام تراشی کرتا رہا کہ وہ زندیق و بے دین ہے۔ حتیٰ کہ خلیفہ مہدی کے نزدیک وزیر کے بیٹے محمد کو مہتم و مجرم باور کرا دیا۔ خلیفہ کے حکم پر وزیر کے بیٹے کو حاضر کیا گیا اور وزیر کو دربارِ خلافت سے باہر نکال دیا گیا۔ پھر خلیفہ نے کہا: اے محمد، پڑھ، مگر وہ اچھی طرح کچھ بھی نہ پڑھ سکا۔ خلیفہ نے وزیر کو طلب کر کے کہا: ''کیا تم نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ تمہارا بیٹا حافظِ قرآن ہے؟'' عرض کیا: ''کیوں نہیں۔ مگر یوں کئی سال تک مجھ سے الگ رہا ہے اور وہ قرآن کریم بھول گیا ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اب اٹھو اور اس کا خون بہا کر اللہ کا قرب حاصل کرو۔'' وزیر اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے اٹھا مگر ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ اس پر عباس بن محمد نے عرض کیا: ''اگر آپ مناسب سمجھیں تو بڈھے کو یہ زحمت نہ دیں۔'' چنانچہ خلیفہ کے حکم پر وزیر کے بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ الربیع نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین! آپ اس کے بیٹے کو قتل کرتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں۔'' چنانچہ خلیفہ وزیر سے نامانوس ہو گیا۔ اس معاملے کو ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

Marfat.com

صقلبی کی موت

اس سال ایک قول کی رو سے ۱۶۰ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری المعروف بہ صقلبی نے سمندر عبور کیا اور افریقہ سے اندلس پہنچا۔ اس کا نام صقلبی اس لیے پڑا کہ یہ دراز قد اور نیلے بھورے رنگ کا تھا۔ اس کا مقصد اندلس کے حکمران سے لڑنا اور انہیں دولتِ عباسیہ میں داخل کرنا تھا۔ یہ ساحل تدمیر سے اندلس میں داخل ہوا۔ اس نے سلیمان بن یقظان سے خط وکتابت کی۔ اسے اپنے ماتحت ہونے، عبدالرحمٰن اموی کے خلاف لڑنے اور مہدی کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی۔

سلیمان برشلونہ کے مقام پر تھا۔ اُس نے اِس کی دعوت قبول نہ کی۔ اس پر صقلبی نے غضب ناک ہوکر اپنے بربر ساتھیوں کے ساتھ سلیمان کے ملک کا ارادہ کیا تو سلیمان نے اسے شکست دی۔ صقلبی واپس تدمیر پہنچا۔ عبدالرحمٰن اموی نقدی اور ہتھیاروں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔ اس نے صقلبی کو فرار ہونے سے روکنے کے لیے اس کی کشتیاں جلا ڈالیں۔ اب صقلبی نے ایک دشوار گزار پہاڑ کا قصد کیا جو بلنسیہ کے نواح میں تھا۔ اموی نے اس شخص کے لیے ایک ہزار دینار کا اعلان کیا جو صقلبی کا سر لائے۔ چنانچہ ایک بربر نے دھوکے سے اسے مار ڈالا اور اس کا سر عبدالرحمٰن کے پاس لے گیا اور عبدالرحمٰن سے ایک ہزار دینار انعام وصول کیا۔ یہ ۱۶۲ھ میں مارا گیا۔

متفرق واقعات

اس سال نصر بن محمد بن اشعث شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا، وہ اسے پکڑ کر خلیفہ مہدی کے پاس لے گیا۔ خلیفہ نے اسے المطبق میں بند کر دیا۔ عمرو بن سہلہ اشعری نے آ کر دعویٰ کیا کہ عبداللہ نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے، چنانچہ اس نے قاضی عافیہ کی عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ عدالت نے عبداللہ کو سزائے موت سنائی تو عبدالعزیز بن مسلم عقیلی نے قاضی کے رُوبرو بیان دیا۔ ''عمرو بن سہلہ سمجھتا ہے کہ عبداللہ نے اس کا باپ مارا ہے۔ اللہ کی قسم، اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے باپ کو میرے سوا کسی نے قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم پر اسے قتل کیا تھا، جب کہ عبداللہ اس کے خون سے بری ہے۔'' چنانچہ عبداللہ کو چھوڑ دیا گیا۔ مگر خلیفہ مہدی نے عبدالعزیز سے

Marfat.com

کچھ تعرض نہ کیا، کیونکہ اس نے مروان کے حکم پر یہ قتل کیا تھا۔

اس سال رومیوں کے خلاف موسم گرما کی لشکر کشی کی کمان ثمامہ بن ولید نے کی اور دابق کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ رومی لشکر کی تعداد اسی ہزار تھی اور اس کی قیادت میخائیل کر رہا تھا۔ وہ مرعش مقام کی گہرائی میں پہنچا، لوگوں کو قتل کیا، قیدی بنایا اور مالِ غنیمت سمیٹا۔ پھر آگے بڑھ کر مرعش کا محاصرہ کیا اور محصور مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی۔ اس نے مسلمانوں کی بڑی تعداد کو قتل کیا۔ یاد رہے کہ عیسیٰ بن علی مرعش کے قلعہ میں موجود تھا۔ اب رومیوں نے جیحان کا رُخ کیا۔ خلیفہ مہدی کو یہ اطلاع ملی تو وہ بہت سٹپٹایا اور رومیوں کے خلاف جہاد کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ جسے ہم ۱۶۲ھ کے واقعات میں بیان کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان موسمِ گرما میں رومیوں کے خلاف جہاد نہ کر پائے۔

اس سال مہدی نے مکّہ کے راستے پر اُن سراؤں سے زیادہ کشادہ سرائیں بنانے کا حکم دیا، جو قادسیہ سے زبالہ تک السفاح نے تعمیر کروائی تھیں۔ اس نے حکم دیا کہ اس راستے پر ہر گھاٹ کے پاس مکانات تعمیر کیے جائیں، کنوئیں کھودے جائیں۔ بارش کا پانی جمع کرنے کے حوض تعمیر کیے جائیں اور میلوں کی تجدید کی جائے۔ خلیفہ نے اس منصوبے کا نگران یقطین بن موسیٰ کو مقرّر کیا۔ اس نے بصرہ کی مسجد میں اضافے کا حکم دیا اور مختلف شہروں کی مساجد میں موجود منبروں کو چھوٹا کر کے نبی اکرم ﷺ کے منبر کی مقدار کے مطابق بنانے کا حکم دیا۔

اس سال مہدی نے تمام مملکت میں امانت دار افراد کے تقرّر کا فرمان جاری کیا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ خلیفہ مہدی جب بھی اپنے کسی گورنر کے نام مراسلہ لکھتا تو یعقوب اپنے امین کو اس پر عمل درآمد کے لیے خط لکھ بھیجتا۔ اس سال غمر بن عباس نے سمندری جہاد کی قیادت کی۔ اسی سال نصر بن محمد بن اشعث کو سندھ کا گورنر بنایا گیا۔ پھر اسے برطرف کر کے عبدالملک بن شہاب کو سندھ کا گورنر مقرّر کیا گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن گورنر رہا۔ پھر اسے ہٹا کر نصر کو راستے سے واپس بلا کر گورنر متعین کر دیا گیا۔

اس سال خلیفہ مہدی نے عافیہ قاضی کو الرصافہ میں ابن علاثہ کے ساتھ قاضی مقرر کیا۔ اسی سال خلیفہ نے فضل بن صالح کو الجزیرہ سے معزول کیا اور وہاں کا والی عبدالصمد بن علی کو بنایا۔ مصر کا گورنر عیسیٰ بن لقمان کو مقرر کیا، جب کہ سوادِ کوفہ کا نگران یزید بن منصور کو بنایا۔ حسّان شروی کو موصل کا اور

Marfat.com

بسطام بن عمرو تغلبی کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا۔اس سال نصر بن مالک نے فالج کے عارضے میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔اس کے بعد مہدی نے اپنی پولیس کا انچارج حمزہ بن مالک کو بنایا جب کہ ابان بن صدقہ کو ہارون الرشید کے عملے سے ہٹا کر موسیٰ ہادی کے ساتھ لگا دیا گیا جب کہ یحییٰ بن خالد بن برمک کو ہارون کے ساتھ لگا دیا گیا۔

اس سال ابوضمرہ محمد بن سلیمان کو ذی الحجہ میں مصر سے برطرف کر دیا گیا اور مصر کا والی سلمہ بن رجاء مقرر ہوا۔موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج پڑھایا۔مکہ، طائف اور یمامہ کا منتظمِ اعلیٰ جعفر بن سلیمان کو نامزد کیا گیا، جب کہ یمن کا گورنر علی بن سلیمان کو بنایا گیا۔سوادِ کوفہ کا مہتمم یزید بن منصور اور کوفہ کے نظم وضبط کا نگران اسحاق بن منصور تھا۔

وفیات

اس سال سفیان ثوری نے وفات پائی۔آپ کا سال ولادت ۹۷ھ ہے۔اسی سال ابو الصّلت زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفی نے وفات پائی۔اسی سال ابواسحاق زاہد ابراہیم بن ادہم راہی ملک بقا ہوئے۔آپ بلخ میں پیدا ہوئے۔شام کی طرف نقل مکانی کی اور وہاں خانقاہ نشین رہے۔آپ کا تعلق بکر بن وائل سے تھا۔یہ بات ابوحاتم بُستی نے بیان کی ہے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب:۳۱

۱۶۲ھ کے واقعات

عبدالسّلام خارجی کا قتل

اس سال عبدالسلام بن ہاشم یشکری قنسرین میں مارا گیا۔اس نے الجزیرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔اس کی طاقت بڑھی اور پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔خلیفہ مہدی کے کئی عسکری کمانداروں نے اس کی گوش مالی کا تہیہ کیا۔ان میں نمایاں عیسیٰ بن موسیٰ ہے۔مگر سرکش عبدالسلام نے عیسیٰ کو اس کے کئی ساتھیوں سمیت شہید کر ڈالا، نیز اس نے کئی فوجی کمانڈروں کو شکست دی۔ان میں شبیب بن واج مرورودی بھی شامل ہے۔خلیفہ مہدی نے شبیب کی کمک کے لیے ایک ہزار جانباز روانہ کیے اور ہر مجاہد کو ایک ہزار درہم مدد کے طور پر عطا کیے۔مجاہدین شبیب سے جا ملے تو وہ عبدالسلام کا سر کچلنے کے لیے چل پڑا۔مگر عبدالسلام بھاگ کھڑا ہوا۔بالاخر قنسرین کے مقام پر اسے گھیر لیا، وہاں اس کے خلاف لڑائی کی تو وہ مارا گیا۔

متفرق واقعات

اس سال خلیفہ مہدی نے بحرانوں سے نبٹنے کے لیے دفاتر قائم کیے اور اس محکمے کا سربراہ اپنے آزاد کردہ غلام عمرو بن مربع کو بنایا۔خلیفہ نے پوری مملکت میں جیلوں کے قیدیوں اور جذام (برص) کے مرض میں مبتلا افراد کے لیے وظائف جاری کیے۔اس سال رومی الحدث کی طرف بڑھے اور اس کی شہر پناہ مسمار کر دی۔موسمِ گرما کی لشکر کشی کی کمان حسن بن قحطبہ نے کی۔اس لشکر میں رضا

Marfat.com

کاروں کے ماسوا اسی ہزار باقاعدہ فوجی تھے۔ یہ فوج حمہ از رولیہ تک پہنچی اور رُومی علاقوں میں آتش زنی کی اور تباہی پھیلائی۔ مگر نہ تو کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ ہی کسی رومی لشکر سے سامنا ہوا۔ رومیوں نے عمرو کا نام اژدہا رکھا اور بولے: "یہ حمہ غسل کرنے کے لیے آیا ہے تاکہ اپنی مرضی کے ازالہ کے لیے یہاں کے پانی سے نہائے۔" وہ اپنی فوج کو بحفاظت واپس لے گیا۔

اس سال یزید بن اسید نے قالیقلا کے اطراف میں لشکر کشی کی، تین قلعے فتح کیے، مال غنیمت حاصل کیا اور دشمن کے افراد کو قیدی بنایا۔ اس سال علی بن سلیمان کو یمن کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان کو مقرر کیا گیا۔ سلمہ بن رجاء کو مصر کی گورنرشپ سے ہٹا کر اس کی جگہ محرّم میں عیسیٰ بن لقمان کو متعین کیا گیا۔ پھر اسے ذوالقعدہ میں برطرف کر کے یحییٰ حرشی کو گورنرِ مصر مقرر کیا گیا۔

اس سال جرجان میں محمّرہ (سرخ پوشوں) نے سر اٹھایا۔ اس کا سرغنہ عبدالقہار تھا۔ اس باغی نے جرجان پر تسلط جمایا اور بہت سے انسانوں کو مار ڈالا۔ طبرستان سے عمر بن العلاء نے اس کی سرکوبی کے لیے جہاد کیا اور عبدالقہار اور اس کے ہمراہیوں کو تہہِ تیغ کیا۔

اس سال گورنر وہی تھے جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ الجزیرہ پر عبدالصّمد بن علی، طبرستان اور رویان پر سعید بن دعلج اور جرجان پر مُہلہل بن صفوان گورنر تھا۔

اس سال اندلس کے فرمانروا عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسیٰ کو دحیہ غسانی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جس نے البیرہ کے ایک قلعے میں نافرمانی کی تھی۔ شہید بن عیسیٰ نے غسانی کو قتل کر دیا۔ اندلسی تاجدار نے اپنے آزاد کردہ غلام بدر کو ابراہیم بن شجرہ برلسی کی گوشمالی کے لیے بھیجا جو باغی ہو گیا تھا۔ بدر نے اسے مار ڈالا۔ اندلس کے حکمران نے ثمامہ بن علقمہ کو عباس بربری کی طرف بھیجا، جو کچھ بربروں کو اپنے ساتھ ملا کر سرکش ہو گیا تھا۔ ثمامہ نے اسے مار ڈالا اور اس کے ساتھیوں کو پراگندہ کر دیا۔

اسی سال اندلس کے امیر عبدالرحمٰن نے ایک لشکر کی کمان حبیب بن عبدالملک قرشی کو سونپی تاکہ وہ سلمی کمانڈر کی طرف بڑھے۔ یاد رہے کہ یہ کمانڈر امیر اندلس عبدالرحمٰن کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا، مگر اس نے ایک رات شراب پی اور شراب کے نشے میں مست ہو کر بابِ قنطرہ کا قصد کیا تاکہ اسے فتح کرے۔ پہرے داروں نے اسے روکا تو وہ پلٹا، مگر جب نشہ اترا تو ڈر ا اور طلیطلہ کی جانب

Marfat.com

بھاگا۔ شرپسندوں اور حکومت مخالفوں کی بڑی تعداد اس سے آملی۔ یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن نے فوراً اس کی طرف لشکر بھیجا۔ لشکر نے اسے گھیر لیا تو اس نے انفرادی مقابلے کا چیلنج کیا۔ ایک سیاہ غلام اس کی طرف بڑھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کیے دونوں شدید زخمی ہو کر گر پڑے اور پھر مر گئے۔

وفیات

اس سال افریقہ کے قاضی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم نے وفات پائی۔ ان کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔ موت کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے یزید بن حاتم کے گھر میں مچھلی کھائی پھر دودھ پیا۔ یحییٰ بن ماسویہ طبیب بھی اس دعوت میں موجود تھا، اس نے کہا: اگر طب صحیح ہے تو بڈھا آج رات مر جائے گا۔'' چنانچہ قاضی نے اسی رات وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

باب:۳۲

۱۶۳ھ کے واقعات

رومیوں کے خلاف جہاد

اس سال خلیفہ مہدی نے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی بھرپور تیاری کی، وہ بنفسِ نفیس لشکر کی قیادت کرتے ہوئے روانہ ہوا اور بردان کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس نے خراسان وغیرہ سے لشکر اکٹھے کیے اور چل پڑا۔ جمادی الاخر میں عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس فوت ہو گیا تھا۔ اگلے دن مہدی نے کوچ کیا اور بغداد میں اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے بیٹے ہارون الرشید کو ساتھ لیا۔ موصل اور الجزیرہ کی جانب چلا اور اپنے اس جنگی سفر میں عبدالصمد بن علی کو الجزیرہ کی گورنری سے معزول کیا۔

خلیفہ جب کوچ کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے محل کے سامنے سے گزرا تو عباس بن محمد بن علی نے عرض کیا: ہماری گردنوں پر مسلمہ کا ایک احسان ہے۔ محمد بن علی اس کے پاس سے گزرا تھا تو مسلمہ نے اسے چار ہزار دینار دیے تھے اور کہا تھا "جب یہ ختم ہو جائیں تو ہم سے شرمانا نہیں۔" یہ سن کر خلیفہ مہدی نے مسلمہ کی اولاد اور موالی کو طلب کیا اور انہیں بیس ہزار دینار دینے کا حکم دیا نیز ان کے لیے وظائف جاری کیے۔ اس نے دریائے فرات عبور کیا اور حلب کی طرف پیش قدمی کی۔ وہ جب حلب میں تھا تو اس کے حکم پر اس علاقے کے زندیقوں کو یک جا کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا۔ ان کی کتابوں کو چھریوں سے کاٹا گیا۔ وہاں سے خلیفہ نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کی معیت میں کوچ کیا حتیٰ کہ الدرب سے گزرتا ہوا جیحان پہنچا۔ وہاں سے ہارون، عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، الربیع، حسن بن قحطبہ،

Marfat.com

برمک کے دونوں بیٹے حسن اور سلیمان اور یحییٰ بن خالد برمک چل پڑے۔ یحییٰ، فوج، اخراجات اور خط کتابت وغیرہ کا انچارج تھا۔ یہ سب لوگ چل کر سمالوا کے قلعے میں فروکش ہوئے۔ ہارون نے اس قلعہ کا ۳۸ دنوں تک محاصرہ کیے رکھا۔ اس نے منجنیقیں نصب کیں۔ اللہ تعالیٰ نے امان کے ذریعے یہ قلعہ فتح کروایا۔ ہارون الرشید نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ انہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔

جہاد سے واپسی پر خلیفہ مہدی نے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اس کے ساتھ یزید بن منصور، عباس بن محمد بن علی، فضل بن صالح بن علی اور علی بن سلیمان بن علی تھے۔ مسلمان سلامتی کے ساتھ جہاد سے لوٹے، سوائے اس کے کہ ان میں سے کچھ نے شہادت پائی۔

خلیفہ مہدی نے فلسطین کی گورنری سے ابراہیم بن صالح کو معزول کیا۔ پھر اسے بحال کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال خلیفہ مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو پورے المغرب، آذربائیجان اور ارمینیا کا والی بنا دیا۔ خراج کا سیکریٹری ثابت موسیٰ کو اور اپنی خط کتابت کا انچارج یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین کیا۔ اسی سال زفر بن عاصم کو الجزیرہ کی امارت سے معزول کیا گیا اور عبداللہ بن صالح کو اس کا گورنر بنایا گیا۔ اس سال مہدی نے معاذ بن مسلم کو خراسان کی گورنری سے برطرف کیا اور وہاں کا مہتمم مسیب بن زہیر ضبی کو بنایا۔ اس نے اصبہان سے یحییٰ حرشی کو ہٹایا اور اس کی جگہ حکم بن سعید کو مقرر کیا۔ سعید بن دعلج کو طبرستان اور رویان سے برطرف کیا اور ان دونوں کا منتظم عمر بن العلاء کو نامزد کیا۔ جب کہ جرجان سے مہلہل بن صفوان کو ہٹا کر وہاں کا گورنر ہشام بن سعید کو بنایا۔

مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا منتظم جعفر بن سلیمان تھا۔ کوفہ کا اسحاق بن صباح، بصرہ اور فارس نیز بحرین اور اہواز کا گورنر محمد بن سلیمان تھا۔ سندھ کا ناظم اعلیٰ نصر بن محمد بن اشعث تھا۔ جب کہ موصل کا گورنر محمد بن فضل تھا۔

اس سال علی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال عبدالرحمٰن اموی اندلس کے حکمران نے بزعم خویش دولتِ عباسیہ کو ملیامیٹ کرنے کے لیے شام کی طرف کوچ کے لیے تیاری کا اظہار کیا تا کہ وہ عباسیوں سے اپنا انتقام لے، مگر سلیمان بن یقظان نے اس کے خلاف بغاوت کی آگ

Marfat.com

بھڑکائی۔اس کے ساتھ حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری بھی تھا۔دونوں نے سرقسطہ میں سرکشی کی، جب ان کا معاملہ گھمبیر ہواتو عبدالرحمٰن اپنے ارادے سے باز آیا۔

وفیات

اس سال موسیٰ بن علیؒ بن رباح لخمی نے وفات پائی۔اس سال ابراہیم بن طہمان نے وفات پائی۔آپ عالم فاضل شخص تھے،مکہ میں فوت ہوئے۔آپ کا تعلق نیساپور کے مرجنہ فرقے سے تھا۔اسی سال ابوالاشہب جعفر بن حیّان نے بصرہ میں وفات پائی۔اسی سال موصل کے قاضی بکّار بن شریح نے موصل میں وفات پائی۔آپ عالم فاضل تھے موصل کے قاضی اس سال ابومکرز فہری تھے۔ان کا نام یحییٰ بن عبداللہ بن کرز تھا۔

Marfat.com

باب:۳۳

۱۶۴ھ کے واقعات

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے درب الحدث سے جہاد کا آغاز کیا۔اس کے مقابلے کے لیے رومی کمانڈر میخائیل البطریق اورارمنی طاراذنوّے ہزار فوجیوں کے ساتھ آئے۔عبدالکبیر ڈر گیا اوراپنے ماتحت لشکر کولڑائی سے رکنے کا حکم دیا۔اس کی پاداش میں خلیفہ مہدی نے اسے قتل کرنے کا تہیہ کیا مگر چوں کہ اس کی سفارش کی گئی،اس لیے قید خانے میں بھجوادیا۔

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو بصرہ کی گورنری سے معزول کیا،اس کے تمام اسٹاف کو بھی برطرف کردیا اور صالح بن داود کو بصرہ کا گورنر بنایا۔اس سال مہدی حج کے لیے روانہ ہوا،جب العقبہ کے مقام پر پہنچا اور پانی کی قلت دیکھی تو ڈرا کہ پانی لوگوں کے لیے کفایت نہیں کرے گا۔اسے بخار بھی ہوگیا،چنانچہ واپس ہوااوراپنے بھائی صالح کو حج کرانے کے لیے بھیجا۔لوگوں کو سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا۔حتیٰ کہ وہ ہلاکت کے قریب جا پہنچے۔بصرہ کے پانی کی فراہمی یقطین کی ذمہ داری تھی، اس لیے خلیفہ نے اسے سخت سرزنش کی۔

اس سال ناراض ہوکر خلیفہ نے عبداللہ بن سلیمان کو یمن کی گورنری سے ہٹادیا اور کسی کو اس کے سامان کی تلاشی لینے کے لیے بھیجا نیز اس کے مال ودولت کو شمار کرنے کا حکم دیا۔یمن کا گورنر منصور بن یزید بن منصور کو بنایا۔افریقہ کا وائسرائے یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔باقی عمال وہی تھے جو اوپر بیان ہوئے۔موصل کا گورنر محمد بن الفضل تھا۔

اس سال عبدالرحمٰن اموی نے سَرَقسطہ کی جانب کوچ کیا۔اس نے پہلے اس علاقے کی

Marfat.com

طرف ثعلبہ بن عبید کو لشکرِ جرار کے ساتھ بھیجا تھا، کیوں کہ اس علاقے میں سلیمان بن یقظان اور حسین بن یحییٰ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ثعلبہ نے دونوں کے خلاف خوب لڑائی کی مگر جب ایک دن وہ اپنے کیمپ کی طرف پلٹا تو سلیمان نے اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھایا۔ اس پر حملہ کیا، اسے گرفتار کیا اور اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ پھر سلیمان نے فرنگی بادشاہ قارلہ سے مدد کی درخواست کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ ملک اور ثعلبہ اس کے حوالے کر دے گا۔ مگر جب قارلہ سلیمان کے پاس پہنچا تو ثعلبہ کے سوا اسے کچھ نہ ملا، وہ اسے ہی لے کر اپنے ملک چلا گیا، وہ سمجھ رہا تھا کہ ثعلبہ کے عوض اسے بہت فدیہ ملے گا۔ امیر عبدالرحمٰن نے ایک مدت تک ثعلبہ کو نظر انداز کیے رکھا۔ پھر جب اس نے کچھ فرنگی جنگی قیدی رہا کیے تو فرنگیوں نے بھی ثعلبہ کو چھوڑ دیا۔

جب یہ سال (۱۶۴ھ) آیا تو عبدالرحمٰن نے سرقسطہ کی جانب پیش قدمی کی، اس نے ہر دشمن کو کچلنے کے لیے اپنی اولاد کو تمام اطراف میں بھیج دیا کہ پھر سب سرقسطہ میں اکٹھے ہوں۔ عبدالرحمٰن ان سب سے پہلے وہاں پہنچا۔ سلیمان بن یقظان کو پہلے ہی حسین بن یحییٰ نے مار ڈالا تھا اور وہ سرقسطہ میں اکیلے تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس کا گھیرا تنگ کر دیا اور سرقسطہ کے باشندوں کا گھیراؤ کر کے ان کا جینا دوبھر کر دیا۔

امیر عبدالرحمٰن کے صاحبزادگان تمام اطراف سے آ کر سرقسطہ میں یکجا ہوئے۔ ان کے تمام مخالفین ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے والد کو مطلع کیا کہ دیگر مخالفین نے اطاعت کر لی ہے۔ سرکش حسین نے صلح میں دلچسپی ظاہر کی اور اطاعت پر آمادہ ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی پیش کش قبول کی۔ حسین سے صلح کر لی اور اس کے بیٹے سعید کو اپنے پاس بطورِ رہن رکھا۔ پھر وہاں سے کوچ کیا۔ فرنگی شہروں پر یلغار کی اور ان کے اندر دور تک چلا گیا۔ اس نے لوٹ مار کی، دشمن کے افراد کو قیدی بنایا اور قلہرہ تک جا پہنچا۔ اس نے نکیرہ شہر فتح کیا اور اس اطراف کے تمام قلعے مسمار کر دیے۔ اب اس نے بشکنس کے علاقے کی طرف پیش قدمی کی۔ مثمین الاقرع قلعہ کا محاصرہ کیا اور بالآخر اسے فتح کیا۔ پھر وہ ملدوثون بن اطلال کی جانب بڑھا۔ اس کے قلعے کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے پہاڑ کا رخ کیا۔ مگر عبدالرحمٰن کی فوج نے پہاڑوں میں بھی ان کے خلاف لڑائی لڑی، زبردستی قلعے کو فتح کیا اور پھر اسے برباد کر دیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن قرطبہ کی طرف پلٹا۔

Marfat.com

اس سال اندلس کے بربر بلنسیہ اور بربر شنت بریّہ کے مابین خانہ جنگی ہوئی۔دونوں گروہوں کے مابین بہت سی لڑائیاں ہوئیں، جن میں بہت سی مخلوقِ خدا کام آئی۔ان کی لڑائیوں کے واقعات مشہور و معروف ہیں۔

وفیات

اس سال بصری نحوی ابومعاویہ شیبان بن عبدالرحمٰن نے وفات پائی۔نیز عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون فوت ہوئے۔خلیفہ منصور کے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بھی اسی سال وفات پائی۔ایک قول کی رو سے اس نے ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔اس کی عمر ۷۸ برس تھی (ایک قول کی رو سے ۸۰ برس)۔اس سال سعید بن عبدالعزیز دمشقی، ابوروح سلام بن مسکین نمری ازدی اور عمر بن الخطاب مولیٰ مبارک بن فضالہ بن ابی امیہ قرشی نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۳۴

۱۶۵ھ کے واقعات

رومیوں سے لڑائی کا بیان

اس سال کے موسم گرما میں مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو جمادی الآخر میں ۹۵۹۹۳ فوجیوں کے ساتھ رومیوں کے خلاف جہاد کے لیے بھیجا۔اس کے ساتھ الربیع بھی تھا۔ہارون رومی علاقے میں اندر تک چلا گیا۔اس کی فوج کے مقابلے کے لیے معزز سردار نقیطا لشکر لے آیا۔یزید بن مزید شیبانی نے اسے انفرادی مقابلے کی دعوت دی اور اسے خون میں نہلا دیا۔رومیوں نے شکست کھائی اور یزیدان کے لشکر پر غالب آیا۔

اب اسلامی لشکر نے دُمستق کی جانب کوچ کیا۔دمستق اسلحہ خانوں کا انچارج تھا۔اس نے مسلم فوج کو جو مال دیا وہ یہ ہے: دینار: ۱۹۳۴۵۰ اور چاندی کے ۲۱ کروڑ ۴ لاکھ ۱۴ ہزار آٹھ سو درہم۔

ہارون الرشید کوچ کرتے ہوئے خلیج قسطنطنیہ تک جا پہنچا۔اس وقت روم کی فرمانروا الیون کی اہلیہ عطسہ تھی۔اس لیے کہ اس کا بیٹا کم سن تھا،اس کا بیٹا ابھی اس کی گود میں تھا کہ اس کا باپ مرگیا۔چنانچہ ملکہ اور ہارون کے مابین فدیہ پر صلح ہوگئی۔نیز یہ کہ وہ اسلامی لشکر کے راستے میں بازار قائم کرے گی اور اپنے گائیڈز متعین کرے گی۔اس لیے کہ ہارون ایک خوفناک تنگ راستے میں سے گزرا تھا۔ملکہ نے یہ پیش کش قبول کرلی۔فدیہ کی مقدار سالانہ ستر ہزار دینار تھی۔پھر ہارون الرشید واپس آ گیا۔وقفہ جنگ بندی تین سال کے لیے تھا۔معاہدہ صلح سے پہلے مسلمانوں نے جو مالِ غنیمت پایا اس کی تفصیل یہ ہے: پانچ ہزار قیدی، ۶۴۳ افراد، سازوسامان کے ساتھ بیس ہزار راس چوپائے۔ذبح

Marfat.com

ہونے والی گائیوں اور بکریوں کی تعداد: ایک لاکھ۔ ان لڑائیوں میں رومی مقتولین کی تعداد ۵۴ ہزار تھی۔ ۲۰۹۰ قیدیوں کو باندھ کر قتل کیا گیا۔

متفرق واقعات

اس سال رے کی گورنری سے خلف بن عبداللہ کو برطرف کیا گیا اور جعفر کے آزاد کردہ غلام عیسیٰ کو وہاں کا گورنر بنایا گیا۔ صالح بن منصور نے اس سال لوگوں کو حج پڑھایا۔ باقی گورنر وہی تھے۔ جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ البتہ بصرہ کے انتظام اور نماز کی ذمہ داری روح بن حاتم کے ذمے تھی۔ جب کہ مہدی کا مولیٰ معلّی دجلہ کے پرگنوں، بحرین، عمان، کسکر، اہواز، فارس اور کرمان کا نگران تھا۔ موصل کا گورنر احمد بن اسماعیل بن عبداللہ بن عبّاس تھا۔

اس سال سَرَقُسطہ میں حسین بن یحییٰ نے غدّاری کی اور امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ اپنا معاہدہ توڑ ڈالا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر جرار دے کر غالب بن ثمامہ بن علقمہ کو روانہ کیا۔ جب باہم لڑائی ہوئی تو حسین کے ساتھیوں کے ایک جتھے کو قیدی بنالیا گیا، جن میں اس کا بیٹا یحییٰ بھی تھا۔ غالب نے ان قیدیوں کو امیرِ اندلس کی خدمت میں بھیجا تو اس نے انہیں تہہِ تیغ کر دیا۔ ثمامہ نے حسین کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر ۱۶۳ھ میں امیر عبدالرحمٰن بذاتِ خود سرقسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس نے شہر کا سخت محاصرہ کیا اور شہر پر آتش زنی کے لیے ۳۶ منجنیقیں نصب کیں۔ پھر بزور بازو شہر کو فتح کیا۔ حسین کو برے طریقے سے قتل کیا۔ اس نے پہلے قسم کھائی تھی کہ وہ اہلِ سرقسطہ کو شہر بدر کرے گا، اس لیے قسم پوری کرنے کے لیے باشندگان شہر کو شہر بدر کیا۔ پھر انہیں واپس بلالیا۔

وفیات

اس سال یزید بن منصور بن عبداللہ بن یزید بن شہر بن مثوب نے وفات پائی۔ یہ مہدی کے ماموں شہر ذی الجناح حمیَری کی اولاد میں سے تھا۔ یہ یمن اور بصرہ کا والی رہا تھا اور حج کی قیادت کی تھی۔ اس سال فتح بن الوشاح موصلی زاہد نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۳۵

۱۶۶ھ کے واقعات

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کے لیے ولی عہدی کی بیعت لی کہ وہ اپنے بھائی موسیٰ ہادی کے بعد خلیفہ بنے گا اور اسے الرشید کا لقب دیا۔ اس سال عبیداللہ بن حسن عنبری کو بصرہ کے قاضی کے عہدہ سے برطرف کیا گیا اور خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو قاضی بنایا گیا۔ مگر اہلِ بصرہ نے اُس سے گلوخلاصی چاہی۔

یعقوب بن داود کی گرفتاری

اس سال مہدی اپنے وزیر یعقوب بن داود بن طہمان پر ناراض ہوا۔ اس کا آغاز یوں ہوا کہ یعقوب کا باپ داود بن طہمان نصر بن سیار کے لیے خطوط لکھا کرتا تھا۔ یہ خدمات وہ اور اس کے بھائی سرانجام دیتے رہے۔ جب یحییٰ بن زید کا دور آیا تو داود جو کچھ نصر بن سیار سے سنتا، اسے بتا دیتا۔ جب ابو مسلم خراسانی نے یحییٰ بن زید کے خون کا بدلہ لینے کا اعلان کیا تو داود اس کے پاس چلا گیا، کیوں کہ اس کے اور یحییٰ کے مابین تعلقات تھے۔ چنانچہ ابو مسلم نے اس کی جان بخشی کی اور اس سے وہ مال لے لیا جو اس نے نصر بن سیار کے دورِ حکومت میں حاصل کیا تھا۔

داود کی وفات کے بعد اس کی اہلِ علم وادب اولاد ظاہر ہوئی۔ ان کا بنی عباس کے ہاں کوئی مقام ومرتبہ نہ تھا، نہ ہی انہیں بنی عباس کی خدمت کی توقع تھی کیوں کہ ان کا باپ داود، نصر کے لیے سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیتا رہا تھا۔ اب داود کی اولاد نے زیدیہ کی حمایت کا اظہار کیا اور آلِ حسین

Marfat.com

کے نزدیک ہوئے اور سوچا کہ شاید انہیں اقتدار مل جائے۔ کیونکہ داود کبھی کبھار ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی مصاحبت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ داود اور اس کے کئی بھائیوں نے ابراہیم کے ساتھ مل کر بغاوت بھی کی۔ جب ابراہیم مارا گیا تو خلیفہ منصور نے داود کے بیٹوں کو گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب اور علی کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔ منصور کی وفات کے بعد مہدی نے جب لوگوں کو رہا کیا تو انہیں بھی رہا کر دیا۔ ان دونوں کے ساتھ حسن بن ابراہیم بھی تھا۔ یعقوب نے حسن کے سلسلے میں خلیفہ مہدی سے رابطہ کیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

کہا گیا ہے اس نے آل علی کے خلاف چغل خوری اور شکایت کے ذریعے خلیفہ سے رابطہ قائم کر لیا اور اسے خلیفہ کے یہاں بلند مرتبہ ملتا گیا ہے، حتیٰ کہ خلیفہ نے اسے اپنا وزیر بنا لیا۔

مہدی کہا کرتا تھا: مجھے خواب میں حلیہ دکھایا گیا اور مجھ سے کہا گیا: ''اسے اپنا وزیر بنا لیجیے''۔ جب میں نے اسے دیکھا تو وہ خواب میں دکھائے گئے حلیہ کے عین مطابق تھا، لہٰذا میں نے اسے وزیر بنا لیا۔ یعقوب نے وزیر بننے کے بعد زیدیہ سے رابطہ کیا۔ انہیں یکجا کیا اور مشرق و مغرب میں، انہیں سرکاری عہدوں پر فائز کر دیا۔ اسی لیے بشار بن بُرد نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[اے بنی امیہ اٹھو! تمہاری نیند بہت لمبی ہوگئی۔ یقیناً خلیفہ تو یعقوب بن داود ہے۔ اے لوگو، تمہاری خلافت ضائع ہوگئی ہے۔ پس اللہ کے خلیفہ کو بانسری اور عود میں تلاش کرو۔]

خلیفہ مہدی کے رفقاء نے یعقوب پر حسد کیا اور اس کے خلاف چغل خوری کی، خلیفہ سے عرض کیا گیا ''مشرق و مغرب یعقوب اور اس کے ساتھیوں کے قبضے میں ہے، محض اس کے انہیں لکھنے پر وہ ایک متفقہ دن میں بغاوت کر سکتے ہیں اور اسحاق بن فضل کے لیے دنیا پر قبضہ کر سکتے ہیں۔'' اس بات نے مہدی کے دل کو اچاٹ کر دیا۔ جب خلیفہ مہدی نے عیسا باد شہر تعمیر کروایا تو اس کے ایک خادم نے آ کر عرض کیا کہ احمد بن اسماعیل بن علی نے مجھ سے کہا ہے: ''میں ایک سیر گاہ بنواؤں گا اور اس پر بیت المال سے ۵ کروڑ درہم خرچ کروں گا۔'' خلیفہ مہدی نے یہ بات یاد رکھی مگر احمد بن اسماعیل بھول گیا اور سمجھا کہ یہ بات یعقوب نے کہی ہے۔ ایک دن جب یعقوب خلیفہ مہدی کے سامنے کھڑا تھا تو خلیفہ نے اس کے گریبان میں کپڑا ڈال کر کھینچا اور اسے زمین پر گرایا اور پھر کہا: ''کیا تم نے یہ بات نہیں کہی ہے؟'' یعقوب نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! میں نے یہ بات کہی ہے نہ سنی ہے۔'' چغل خور رات

Marfat.com

کو خلیفہ کے سامنے یعقوب کے خلاف چغل خوری کرتے تھے اور جب رات کو الگ الگ ہوتے تو سمجھتے تھے کہ خلیفہ صبح سویرے یعقوب کو گرفتار کرے گا۔ مگر یعقوب صبح سویرے خلیفہ کے حضور حاضر ہوتا اور یعقوب کو دیکھ کر مسکراتا اور دریافت کرتا کہ رات کیسے گزری؟

مہدی عورتوں پر فریفتہ تھا، یعقوب اس موضوع پر اس کے ساتھ باتیں کرتا رہتا، پھر دونوں خوش خوش جدا ہو جاتے۔ یعقوب کا ایک غیر عربی گھوڑا تھا جس پر وہ سواری کیا کرتا تھا۔ وہ ایک دن مہدی کے ہاں سے نکلا، اس دن اس نے اپنے کندھوں پر سبز رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی، جو زیادہ باریک ہونے کی وجہ سے جھنکار پیدا کر رہی تھی۔ غیر عربی گھوڑا غلام کے پاس تھا اور غلام کی آنکھ لگ گئی تھی۔ یعقوب گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی شال کو درست کرنا چاہا، شال کی جھنکار سے گھوڑا بدکا تو یعقوب نیچے گرا اور اپنی سواری کے قریب گرا تو گھوڑے نے اسے دولتی رسید کی جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اب وہ سوار ہونے کے قابل نہ رہا۔ اگلے روز خلیفہ مہدی اس کی عیادت کے لیے گیا۔ پھر اس سے قطعِ تعلق کر لیا۔ اب چغل خوروں کو اچھا موقعہ ملا۔ خلیفہ نے یعقوب کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا پھر اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ ''نصر جیل'' میں ڈال دیا گیا۔ اس کے ماتحت افسروں اور ساتھیوں کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

یعقوب بن داود نے کہا: ''ایک دن مجھے مہدی نے طلب کیا، میں حاضر ہوا تو خلیفہ مہدی اس وقت ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ گلاب کے پھولوں کی پتیوں کی سیج پر بیٹھے تھے۔ باغ میں ہر طرف درخت ہی درخت تھے اور درخت پھولوں سے لدے تھے۔ میں نے اس سے بڑھ کر حسین منظر کبھی نہیں دیکھا۔ خلیفہ کے پہلو میں ایک باندی جلوہ افروز تھی، میں نے اس سے بڑھ کر حسینہ نہیں دیکھی، آپ نے مجھ سے کہا: ''اے یعقوب! تم ہماری اس نشست کو کیسا دیکھ رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''بہت ہی خوبصورت۔ اللہ امیر المؤمنین کو اس سے لطف اندوز کرے۔'' فرمایا: ''یہ باغ اور جو کچھ اس کے اندر ہے اور یہ باندی یہ سب تمہارا ہے تاکہ اس کی وجہ سے تمھاری مسرت کی تکمیل ہو۔'' میں نے ان کے حق میں دعا کی تو کہا: ''اے یعقوب، میرا تم سے ایک کام ہے، چاہتا ہوں کہ تم مجھے یہ کام سر انجام دینے کی ضمانت دو۔'' میں نے عرض کیا: ''امیر المؤمنین کا حکم ہونا چاہیے میرا کام تو سننا اور ماننا ہے۔'' اب خلیفہ نے مجھ سے اللہ کی اور اپنے سر کی قسم لی تو میں نے قسم اٹھائی کہ جو کچھ خلیفہ فرمائیں گے

Marfat.com

، میں اس پر عمل درآمد کروں گا۔ اس پر خلیفہ نے کہا: ''علی بن ابی طالب کی اولاد میں سے یہ فلاں بن فلاں ہے۔ تم مجھے اس کو ختم کر کے راحت پہنچاؤ اور یہ کام جلدی کرو''۔ میں نے عرض کیا: ''بندہ حکم کی تعمیل کرے گا۔'' میں نے اس علوی کو لیا، باندی بھی لی اور اس مجلس میں جو ساز و سامان تھا اسے بھی اپنے قبضے اور ملکیت میں لیا۔ خلیفہ نے میرے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم صادر کیا۔ حسینہ باندی ملنے کی خوشی میں، میں نے اس باندی کو ایسی جگہ بٹھا دیا، جہاں مجھ میں اور اس میں پردہ حائل تھا۔ پھر میں نے علوی کو اپنے پاس بلایا اور اس کا حال پوچھا۔ اس نے مجھے اپنی بپتا سنائی تو مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ انتہائی زیرک انسان ہے اور اپنا مافی الضمیر بہت اچھی طرح بیان کر سکتا ہے۔ علوی نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے یعقوب تمہارا ناس ہو، تم میرا خون بہا کر اللہ کا سامنا کیسے کرو گے؟ جب کہ میں فاطمہ بنت محمد ﷺ کی نسل سے ہوں۔'' میں نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! میں تمھیں قتل نہیں کروں گا۔'' وہ بولا: اگر تم نے حسنِ سلوک کیا تو میں تمھارا شکر گزار ہوں گا اور تمھارے لیے دعا و استغفار کروں گا۔'' میں نے علوی سے پوچھا: ''تمھیں کون سا راستہ زیادہ پسند ہے۔'' وہ بولا: ''یہ اور یہ راستہ'' پھر میں نے علوی کے ایک قابل اعتماد شخص کو طلب کیا۔ اس شخص نے علوی کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ میں نے اسے مال دیا۔ باندی نے جا کر خلیفہ کو صورتِ حال سے آگاہ کر دیا، خلیفہ نے کسی کو بھیج کر، اس آدمی، علوی اور اس کے قبضے میں موجود مال کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا۔

اگلے روز مہدی نے مجھے بلوا بھیجا اور مجھ سے علوی کی بابت دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس نے مجھ سے اپنے سر اور اللہ کی قسم لی۔ میں نے قسم اٹھا دی۔ اس پر خلیفہ مہدی نے کہا: ''جو کچھ اس کمرے میں ہے، غلام! اسے ہمارے پاس لاؤ۔'' چنانچہ غلام نے علوی، مال اور اس آدمی کو پیش کر دیا۔ میں حیران رہ گیا۔ میری بولتی بند ہو گئی اور مجھے سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ میں کیا کہوں۔ اس پر خلیفہ مہدی نے کہا: ''اس کا خون میرے لیے حلال ہو چکا ہے مگر تم لوگ اسے زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دو اور مجھے اس کے بارے میں کبھی یاد نہ دلاؤ۔''

چنانچہ مجھے زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دیا گیا اور میرے لیے وہاں ایک کنواں کھودا گیا۔ پھر مجھے اس اندھے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ میں اس کنوئیں میں ایک مدت تک پڑا رہا، جس کی مقدار مجھے معلوم نہیں۔ اس دوران میری بینائی بھی جاتی رہی۔ میرا یہی حال تھا کہ ایک دن مجھے طلب کیا گیا

Marfat.com

اور مجھ سے کہا گیا: ''امیر المؤمنین کو سلام کرو۔'' چنانچہ میں نے سلام کیا۔ آواز آئی۔ ''میں کون سا امیر المؤمنین ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''مہدی''۔ آواز آئی۔ ''اللہ مہدی پر رحم فرمائے۔'' میں نے عرض کیا: ''پھر ہادی ہوں گے۔'' آواز آئی۔ ''اللہ ہادی پر رحم فرمائے۔'' میں نے کہا: ''پھر الرشید ہوں گے۔'' فرمایا: ''ہاں۔ اپنی حاجت مانگو۔'' میں نے عرض کیا: ''مکّہ میں قیام کرنے کا متمنّی ہوں۔ مجھ میں کسی چیز سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت نہیں رہی۔'' چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے مجھے اجازت دے دی اور میں مکّہ کی طرف روانہ ہوا۔'' یعقوب نے باقی ماندہ زندگی مکّہ ہی میں گزاری۔

یاد رہے کہ اپنی گرفتاری سے پہلے یعقوب اپنی وزارت کی ملازمت سے اکتا چکا تھا۔ مہدی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ اس کے سامنے شراب پیتے تھے، یعقوب خلیفہ کو اس سے منع کرتا تھا اور اسے سمجھاتا تھا اور کہتا: ''آپ نے مجھے اس کام کے لیے تو وزیر نہیں بنایا اور نہ ہی میں اس کی خاطر آپ کے ساتھ ہوں۔ کیا جامع مسجد میں پانچ نمازوں کی ادائیگی کے بعد آپ کے سامنے نبیذ پی جاتی ہے؟'' خلیفہ مہدی اِن باتوں سے اُکتا گیا، حتیٰ کہ کہا گیا (ترجمہ شعر)

[یعقوب بن داؤد کو ایک طرف رہنے دو اور خوشگوار شراب کا جام نوش کرو۔]

خلیفہ مہدی ایک روز کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو یعقوب نے کہا: ''یہ اللہ کی قسم، فضول خرچی (اسراف) ہے۔'' اس پر مہدی بولا: ''یعقوب تیرا ناس ہو جائے، شرفاء کو اسراف بھلا لگتا ہے، اگر اسراف نہ ہو تو زیادہ خرچ کرنے والے، کم خرچ کرنے والوں سے ممتاز نہ ہو سکیں۔''

متفرق واقعات

اس سال مہدی نے جرجان کی جانب کوچ کیا اور وہاں کا قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے مکہ، مدینہ اور یمن کے مابین ڈاک کا نظام قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس کے لیے اونٹ اور خچر استعمال کیے گئے۔ اس سے پہلے یہاں ڈاک کا انتظام نہیں تھا۔ مسیّب بن زہیر کے خلاف خراسان میں گڑبڑ ہوئی چنانچہ خلیفہ مہدی نے وہاں کا گورنر ابو العباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا۔ اس کے زیرِ انتظام سجستان بھی کر دیا۔ پھر سجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو گورنر بنایا۔ اس سال مہدی نے داود بن روح بن حاتم کو گرفتار کیا نیز اسماعیل بن مجالد، محمد بن ابی ایوب مکی

Marfat.com

اور محمد بن طیفور کو زندقہ کے جرم میں پکڑا، پھران سے توبہ کرنے کے لیے کہا۔توبہ کے بعد انہیں رہا کر دیا۔داود کو اس کے باپ کے پاس بھیجا جو بصرہ کا گورنر تھا، اسے حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی تربیت کرے۔
اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ کو مدینہ کا گورنر بنایا گیا۔جب کہ مکہ اور طائف کا گورنر عبیداللہ بن قثم تھا۔

اس سال منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی گورنری سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ سلیمان ربعی کو گورنر بنایا گیا۔اس سال مہدی نے جیل سے عبدالصمد بن علی کو باہر نکالا۔ابراہیم بن یحییٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔اس سال کوفہ کا گورنر ہاشم بن سعید، بصرہ کا عامل روح بن حاتم، بصرہ کا قاضی خالد بن طلیق، دجلہ کے پرگنوں، کسکر، بصرہ، بحرین، اہواز فارس اور کرمان کا وائسرائے المعلی تھا جو خلیفہ مہدی کا مولیٰ تھا۔مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح، افریقہ کا گورنر یزید بن حاتم، طبرستان، رویان اور جرجان کا گورنر یحییٰ حرشی تھا۔دنباوند اور قومس کا گورنر مہدی کا مولیٰ فراشہ تھا۔جب کہ مہدی کا مولیٰ سعد الری کا والی تھا۔موصل کا گورنر احمد بن اسماعیل ہاشمی تھا اور کہا گیا ہے: موسیٰ بن کعب خثعمی، موصل کا قاضی علی بن مسہر بن عمیر تھا۔اس سال صلح کی وجہ سے رومیوں کے خلاف موسم گرما میں جہاد نہ ہو سکا۔

وفیات

اس سال زندیق ہونے کے جرم کی پاداش میں نابینا شاعر بشار بن بُرد مارا گیا۔وہ پیدائشی نابینا تھا۔اِس سال وکیع کے والد جراح بن مَلیح رؤاسی نے وفات پائی۔اس سال مبارک بن فضالہ اور حماد بن سلمہ بصری نے وفات پائی۔اس سال عبدالرحمٰن اموی امیر اقدس نے اپنے بھتیجے مغیرہ بن ولید بن معاویہ بن ھشام کو قتل کیا۔نیز اس نے ہذیل بن صمیل اور سمرہ بن جبلہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ سب علاء بن حمید قشیری کے ساتھ مل کر امیر عبدالرحمٰن کو معزول کرنے کی سازش کے مرتکب ہوتے تھے۔

Marfat.com

باب:۳۶

۱۶۷ھ کے واقعات

متفرق واقعات

طبرستان میں ونداد ہرمز اور شروین نے سرکشی کی تو ان کا سر کچلنے کے لیے اِس سال موسیٰ ہادی اتنے بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ جرجان کی جانب چلا کہ اس سے پہلے کسی نے اتنی جنگی تیاری نہیں کی تھی۔ مہدی نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کی خط و کتابت پر مامور کیا اور اس کی فوج کا منتظم محمد بن جُمیل کو، اس کی دربانی پر منصور کے مولیٰ نفیع کو اور علی بن عیسیٰ بن ہامان کو اس کی ذاتی حفاظت پر مامور کیا۔ ہادی نے لشکر کو باغیوں کی جانب روانہ کیا اور لشکر کا کمانڈر یزید بن مزید کو مقرر کیا، جس نے دونوں باغیوں کا محاصرہ کر لیا۔

اس سال کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی تو روح بن حاتم نے اس کی وفات پر قاضی اور معتبر حضرات کے ایک گروہ کو گواہ بنایا اور پھر عیسیٰ کو دفن کر دیا گیا۔ اس کی عمر ۶۵ برس تھی اور اس کی ولی عہدی کی مدّت ۲۳ سال تھی۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ ولی عہد کب بنایا گیا اور کیسے اسے ولی عہدی سے معزول کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کی تلاش میں سرگرمی دکھائی چنانچہ یزید بن فیض گرفتار ہوا، اس نے زندیق ہونے کا اعتراف کیا، اسے قید میں رکھا گیا مگر وہ بھاگ نکلا اور ہاتھ نہ آیا۔ زندیقوں کی پکڑ دھکڑ کا ذمہ دار عمر کلواذانی تھا۔ اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ کو دیوانِ رسائل سے برطرف کیا اور اس محکمے کا انچارج الربیع کو بنایا۔ اس سال بغداد اور بصرہ میں وبا پھیلی اور لوگوں میں سخت کھانسی کی بیماری عام ہوئی۔

اس سال ہادی کے سیکریٹری ابان بن صدقہ نے وفات پائی تو خلیفہ مہدی نے اس کی جگہ ابوخالد احول کو ہادی کا سیکریٹری مقرر کر دیا۔ اس سال مہدی کے حکم پر مسجد حرام اور مسجدِ نبوی میں اضافہ

Marfat.com

کیا گیا اور حرمین میں بہت سے گھر شامل کیے گئے۔ اس تعمیر کا نگران یقطین بن موسیٰ تھا۔ مہدی کی وفات تک تعمیر کا یہ کام ہوتا رہا۔ خلیفہ مہدی نے موصل کی جامع مسجد میں بھی اضافے کا حکم دیا۔ میں نے (یعنی ابن اثیر نے) ایک لوح میں اس کا تذکرہ دیکھا ہے۔ یہ لوح جامع مسجد کی دیوار میں نصب ہے۔ ۶۰۳ھ تک یہ لوح باقی ہے۔ (مؤلف کی اس کتاب کی تالیف تک)

اس سال یحییٰ حرشی کو طبرستان اور رویان کی گورنری سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء کو گورنر متعین کیا گیا۔ جب کہ جرجان کا منتظم اعلیٰ مہدی کے مولیٰ فراشہ کو مقرر کیا گیا۔

اس سال جب ذالحجہ کے تین دن گزرے تھے، دنیا تاریک ہوگئی حتی کہ دن چڑھ آیا۔ اس سال رومیوں کے ساتھ معاہدہ امن و جنگ بندی کی وجہ سے موسم گرما کی لڑائی نہ ہوئی۔

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس گورنر مدینہ نے حج کرایا۔ حج سے فراغت کے کچھ دنوں بعد اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی کو گورنر مدینہ مقرر کیا گیا۔

اس سال ایک آدمی نے عقبہ بن سلم ہنائی کو بے خبر پا کر خنجر گھونپ دیا، چنانچہ اس نے بغداد میں وفات پائی۔ یمن کا گورنر سلیمان بن یزید حارثی، یمامہ کا گورنر عبداللہ بن مصعب زہری اور بصرہ کا گورنر محمد بن سلیمان تھا۔ جب کہ بصرہ کا قاضی عمر بن عثمان تیمی تھا۔ موصل کا عامل احمد بن اسماعیل ہاشمی تھا، ایک ضعیف قول کی رو سے موسیٰ بن کعب تھا۔ باقی شہروں کے گورنر وہی تھے جو پہلے بیان ہوئے۔

وفیات

اس سال ان سرکردہ حضرات نے وفات پائی۔ ابوشیبہ جعفر احمر، شیعہ عبادت گزار حسن بن صالح بن حیّ، سعید بن عبدالعزیز تنوخی، حماد بن سلمہ اور عبدالعزیز بن مسلم۔

اس سال بدّوؤں نے یمامہ اور بحرین کے مابین صحرائے بصرہ میں فساد انگیزی کی، لوٹ مار کی نماز ترک کر دی اور حرمتیں پامال کیں۔ خلیفہ مہدی نے ان کی گوشمالی کے لیے ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر نے بدّوؤں کے خلاف سخت لڑائی کی مگر وہ ثابت قدم اور کامیاب رہے اور اپنی طرف آنے والے اس لشکر کے زیادہ تر لوگوں کو تہہ تیغ کیا۔ یوں ان بادیہ نشینوں کا دبدبہ بڑھ گیا اور ان کے شر میں اضافہ ہوا۔

Marfat.com

باب: ۴۷

۱۶۸ھ کے واقعات

اس سال رمضان میں، رومیوں نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے معاہدہ صلح طے ہونے کے ۳۲ ماہ بعد عہد شکنی کی۔ الجزیرہ اور قنسرین کے گورنر علی بن سلیمان نے رومیوں کی طرف یزید بن بدر بن بطّال کی سرکردگی میں ایک گھوڑسوار دستہ بھیجا۔ مسلم مجاہدین فتح یاب ہوئے اور مالِ غنیمت پایا۔

موصل میں خارجیوں کی شورش

اس سال قبیلہ بنی تمیم سے تعلّق رکھنے والے ایک خارجی یاسین نے سرزمینِ موصل میں سر اٹھایا۔ موصل میں موجود فوج نے اسے شکست دی۔ اس خارجی نے دیارِ ربیعہ اور الجزیرہ کے زیادہ تر حصے پر تسلّط جمالیا۔ یہ خارجی صالح بن مسرّح خارجی کے نظریات کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ خلیفہ مہدی نے اس کی سرکوبی کے لیے ممتاز جرنیل ابوہریرہ محمد بن فرّوخ کو بھیجا۔ اس کے ساتھ بنی ضبّہ کا مولیٰ ہرثمہ بن اعین بھی تھا۔ ان دونوں کمانڈروں کی قیادت میں اسلامی لشکر نے لڑائی کی مگر باقی ثابت قدم رہا۔ بالآخر وہ اور اس کے متعدّد ساتھی مارے گئے، باقی ماندہ نے شکست کھائی۔

اندلس میں ابوالاسود کی سرتابی

اس سال ابوالاسود محمد بن یوسف بن عبدالرحمان فہری نے اندلس میں سرکشی کی۔ اس کا پس منظر یہ

Marfat.com

ہے: یہ شخص قرطبہ میں امیر عبدالرحمٰن کی طرف سے جیل میں بند تھا کہ اس کا والد[1] مفرور ہوگیا، جب کہ اس کا بھائی عبدالرحمٰن مارا گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ ابوالاسود کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ وہ جیل میں اندھا بن گیا اور اندھوں کی طرح حرکتیں کرنے لگا، ایک عرصے تک وہ جب اندھا بنا رہا تو امیر عبدالرحمٰن اموی کو بھی اس کے اندھا ہونے کا یقین ہوگیا۔ جیل میں ایک سرنگ تھی جو نہر اعظم کی طرف نکلتی تھی، قیدی اس سرنگ میں سے باہر نکل کر قضائے حاجت کیا کرتے تھے یعنی غسل وغیرہ۔ جیل کا حفاظتی عملہ ابوالاسود کو نابینا سمجھ کر نظر انداز کر دیتا تھا۔ وہ جب نہر سے واپس آتا تو کہتا: کون اندھے کو اس کی جگہ بتائے گا؟''

ابوالاسود کا ایک مولیٰ تھا جو نہر کے کنارے اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا تھا۔ اس نے ابوالاسود سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس گھڑ سوار لائے گا جو اسے گھوڑوں پر سوار کرا کے لے جائیں گے۔ چنانچہ ایک دن ابوالاسود سرنگ سے باہر نکلا، اس کا مولیٰ اس کا منتظر تھا۔ ابوالاسود نے تیر کر نہر پار کی اور گھوڑے پر سوار ہوا اور طلیطلہ جا پہنچا۔ اس کے استقبال کے لیے عوام کی ایک بڑی تعداد اکٹھی ہوگئی، وہ انہیں اپنے ساتھ لیے عبدالرحمٰن اموی سے لڑنے کے لیے پلٹا۔ دونوں فوجوں کا آمنا سامنا وادی احمر میں قسطلونہ کے مقام پر ہوا۔ سخت لڑائی کے بعد ابوالاسود نے شکست کھائی۔ اس کے چار ہزار ساتھی مارے گئے۔ نہر میں ڈوب کر مرنے والے ان کے علاوہ تھے۔ اموی نے ان لوگوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ قلعہ رباح تک جا پہنچا۔ تاہم ابوالاسود بچ نکلا اور ایک بار پھر لشکر لے کر اموی سے لڑنے کے لیے پلٹا۔ یہ ۱۶۹ھ کی بات ہے۔ جب اس کے ساتھیوں نے امیر عبدالرحمٰن کے لشکر کے ہراول دستے کو دیکھا تو شکست کھائی۔ ابوالاسود بھی بھگوڑوں میں شامل تھا۔ اس کے اہل وعیال گرفتار ہوئے اور اس کے آدمیوں کی اکثریت ماری گئی وہ خود ۱۷۰ھ تک زندہ رہا اور ضلع طلیطلہ کے ایک گاؤں میں ہلاک ہوا۔

اس کے بعد اس کے بھائی قاسم نے سرکشی کی، ایک بڑی بھیڑ اکٹھی کی۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کے خلاف لشکر کشی کی۔ وہ امان لیے بغیر امیر کی خدمت میں آیا تو امیر نے اسے قتل کرا دیا۔

متفرق واقعات

اس سال جلیقیہ کا بادشاہ شیلون مرا تو اس کی جگہ اذفونش کو بادشاہ بنایا گیا۔ مورقاط نے حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس ملک کا حال ابتر ہوگیا تو طلیطلہ میں موجود عبدالرحمٰن کے نائب نے فوج لے کر

Marfat.com

چڑھائی کی۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا، قیدی بنایا، مال غنیمت سمیٹا اور پھر خیریت وسلامتی سے واپس آ گیا۔

اس سال ابوالقاسم بن واسول نے وفات پائی۔ یہ خارجیوں کے صفریہ گروہ کا سرغنہ تھا۔ اس نے عشاء کی نماز کے دوران یک دم سجلماسہ کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خارجیوں کے اس فرقے کا بارہ سال اور کچھ ماہ تک سربراہ رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الیاس امیر بنا۔ اس سال خلیفہ مہدی نے سعید حرشی کو چالیس ہزار کی نفری کی قیادت سونپ کر اسے طبرستان بھیجا۔

وفیات

اِس سال ''صاحب الزنادقہ'' [۲] عمر کلوذانی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ محمد بن عیسٰی بن حمدویہ کا تقرر عمل میں آیا۔ اس نے زندیقوں کی بہت بڑی تعداد کو تہہ تیغ کیا۔

علی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسے ابن ریطہ کہا جاتا تھا۔ اس سال درج ذیل حضرات نے وفات پائی۔ یحیٰی بن سلمہ بن کہیل، عبیداللہ بن حسن عنبری قاضی بصرہ، مندل بن علی، محمد بن عبداللہ بن علاثہ بن علقمہ قاضی اور حسن بن زید بن حسن بن علی بن علی بن ابی طالب۔ مؤخرالذکر کو خلیفہ منصور نے پانچ برس تک مدینہ کا گورنر بنایا، پھر اسے معزول کر کے اور اس کا مال ضبط کر کے اسے بغداد کی جیل میں ڈال دیا۔ جب مہدی نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو اسے قید سے نکالا اور اس کا مال اسے واپس کر دیا۔ حسن بن زید ایک سخی شخص تھا مگر وہ اپنے اہلِ بیت سے منحرف تھا اور منصور کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔

اس سال قیس بن الربیع اور عبشر بن قاسم نے وفات پائی۔

حواشی

[۱] جس وقت عبدالرحمٰن الدخل، اسپین میں داخل ہوا، اس وقت یوسف بن عبدالرحمٰن فہری اندلس کا عامل تھا۔ جسے اس کے دو بیٹوں سمیت عبدالرحمٰن نے جیل میں بند کر دیا۔

[۲] عباسی خلیفہ مہدی نے زندیقوں کا قلعہ قمع کرنے کے لیے ایک نیا محکمہ متعارف کرایا تھا اس کا سربراہ ''صاحب الزنادقہ'' کہلاتا تھا۔

Marfat.com

باب:۳۸

۱۶۹ھ کے واقعات

خلیفہ مہدی کی وفات

اس سال ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ منصور المہدی کے ماسبذان جانے کا پس منظر یہ ہے کہ اس نے اپنے بیٹے ہادی کو معزول کرنے کا اور ہارون الرشید کے لیے ولی عہدی کی بیعت لینے کا عزم کیا کہ ہارون کو ہادی سے پہلے خلیفہ بنایا جائے گا۔اس نے ہادی کو بلوا بھیجا۔ہادی اس وقت جرجان میں مقیم تھا مگر وہ نہ آیا۔خلیفہ مہدی نے اسے لانے کے لیے جب اپنا ایلچی بھیجا تو ہادی نے اس کی پٹائی کی اور حاضر نہ ہوا۔اب اس کی طرف جانے کا قصد کر کے خلیفہ مہدی روانہ ہوا۔جب ماسبذان پہنچا تو کھانا کھایا۔پھر بولا: ''میں دیوان خانے میں جا رہا ہوں، آپ لوگ مجھے نہ جگائیں، حتی کہ میں خود ہی بیدار ہو جاؤں۔'' چنانچہ وہ دیوان خانے میں جا کر سو گیا اور اس کے ساتھی بھی سو گئے۔خلیفہ کی رونے کی آواز سن کر لوگ بیدار ہوئے اور تیزی سے اس کی خدمت میں پہنچے۔خلیفہ نے بتایا: ایک آدمی دروازے پر آ کر رکا اور پھر اس نے کہا (ترجمہ اشعار):

[گویا کہ اس محل کے رہنے والے ہلاک ہو گئے ہیں۔اور اس کے موسم بہار گزارنے کا مقام اور اس کی منزلیں اس محل سے وحشت ناک ہو گئی ہیں اور قوم کا سردار اقتدار اور شادمانی کے بعد قبر کی جانب چلا، جس پر پتھر پڑے ہیں۔اس کی یاد اور بات کے سوا، کچھ باقی نہ رہا۔
اس کے زیر کفالت افراد اور اس کی بیوائیں اس پر نوحہ کناں ہیں۔]

اس واقعہ کے بعد وہ دس دن زندہ رہا، پھر فوت ہو گیا۔

Marfat.com

خلیفہ مہدی کی موت کے اسباب

اس کی موت کے سبب کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، چنانچہ ایک قول یہ ہے: وہ شکار کیا کرتا تھا۔ کتوں نے ایک ہرن کا تعاقب کیا تو ہرن ایک اجڑے گھر میں گھسا، کتے بھی اس کے پیچھے گئے۔ ان کے بعد خلیفہ مہدی کا گھوڑا، اس گھر کے دروازے سے داخل ہوا تو دروازہ اس کی پیٹھ پر لگا، جس سے وہ موقع پر ہی مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے: کہ اس کی ایک باندی نے اپنی ایک سوکن باندی کی طرف پیوسی بھیجی، جس میں زہر کی آمیزش تھی۔ مہدی نے یہ پیوسی طلب کی اور اس میں سے کھالی۔ باندی یہ بتانے سے ڈری کہ یہ پیوسی زہریلی ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت دم توڑ دیا۔

کہا گیا ہے: اس کی ایک حسنہ نامی باندی نے ناشپاتی منگوائی اور یہ ناشپاتی ایک اور باندی کو تحفہ میں بھیجی جس سے خلیفہ مہدی لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ یہ بہترین ناشپاتی تھی جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ جب ناشپاتی لے کر باندی کے پاس جانے والا آدمی خلیفہ کے پاس سے گزرا تو خلیفہ نے اسے بلایا۔ کیونکہ خلیفہ کو ناشپاتیاں بہت پسند تھیں۔ خلیفہ نے وہ زہریلی ناشپاتی لے کر کھالی۔ جب ناشپاتی اس کے معدے میں پہنچی تو اس نے چلاّ کر کہا: میرا پیٹ، میرا پیٹ، ناشپاتی بھیجنے والی باندی نے جب خلیفہ کی آواز سُنی تو وہ اپنے چہرے پر طمانچے مارنے لگی اور رو رو کر کہنے لگی: ''میں نے تو چاہا تھا کہ آپ کو اپنے لیے خاص کرلوں، مگر میں نے آپ کو مار ڈالا۔'' چنانچہ خلیفہ نے اس دن وفات پائی۔ حسنہ باندی اپنے خیمے میں مغموم و پریشان ہوتی رہی۔ ابوالعتاھیہ نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[وہ باندیاں چغل خوری کی مرتکب ہوئیں، دنیا کے ہر ٹکڑ مارنے والے کو ایک دن ٹھوکر لگتی ہے۔ اگر تمھیں نوحؑ جتنی عمر بھی ملے تو بھی تم باقی نہ رہو گے۔ لہٰذا اگر تم نے نوحہ ہی کرنا ہے تو پھر اپنے آپ پر نوحہ کرو۔]

خلیفہ مہدی نے جب وفات پائی تو محرّم کے آٹھ دن باقی تھے۔ اس کی خلافت دس سال اور ایک ماہ رہی۔ کہا گیا ہے: ''اس کی مدّتِ خلافت دس سال اور ۴۹ دن تھی۔ اس کی عمر ۴۳ برس تھی۔ وہ اخروٹ کے ایک درخت کے سائے میں بیٹھا کرتا تھا، اس کے نیچے اسے دفن کیا گیا۔ اس کے بیٹے

Marfat.com

ہارون نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وہ سفید رنگ اور لمبے قد والا تھا۔ کہا گیا ہے: ''گندم گوں تھا۔ اس کی ایک آنکھ میں سفید نکتہ تھا۔''

سیرت

مہدی جب شکایات سننے کے لیے دربار لگاتا تو کہتا: ''قاضی حضرات کو میرے حضور لاؤ۔ اگر لوگ ان کے حیاء کی وجہ سے زیادتیاں کم کر دیں اور ان مظالم کا ازالہ کریں تو یہ بھی بہت ہے۔''

خلیفہ مہدی نے اپنے ایک فوجی کمانڈر کی کئی بار سرزنش کی۔ آخری سرزنش میں کہا: ''تم کب تک نافرمانی اور غلطی کرتے رہو گے اور میں تمھیں کب تک معاف کرتا رہوں گا؟'' اس نے عرض کیا: ''ہم ہمیشہ بھولتے رہیں گے اور اللہ آپ کو سلامت رکھے، آپ ہمیں معاف کرتے رہیں گے۔'' خلیفہ کو یہ سن کر حیا آئی اور اسے معاف فرما دیا۔

مِسور بن مساوِر کا بیان ہے: مہدی کے وکیل نے مجھ پر زیادتی کرتے ہوئے، میری ایک جاگیر ضبط کر لی۔ میں نے اس کے خلاف خلیفہ کے حضور شکایت لکھ بھیجی۔ جب میری درخواست خلیفہ کے پاس پہنچی تو اس وقت اس کے پاس اس کے چچا عباس، محمد بن علاثہ اور قاضی عافیہ موجود تھے۔ خلیفہ مہدی نے مجھے نزدیک بلا لیا اور مجھ سے صورتِ حال دریافت کی۔ میں نے اصل حقیقت بیان کی تو فرمایا: ''کیا تم ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کے فیصلے پر راضی ہو۔'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں''۔ خلیفہ نے مجھے اور نزدیک ہونے کے لیے کہا حتیٰ کہ میں فرش کے ساتھ جا لگا۔ پھر میرے بارے میں فیصلہ کرنا چاہا تو قاضی نے کہا: ''اے امیر المؤمنین، اس کے لیے جاگیر واگزار فرما دیجیے!'' فرمایا: ''میں نے ایسا ہی کر دیا۔'' اس پر خلیفہ مہدی کے چچا عباس نے کہا: ''اللہ کی قسم، مجھے یہ مجلس دو کروڑ درہم سے زیادہ پسند ہے۔''

خلیفہ مہدی تفریح کے لیے نکلا تو اس کے ساتھ اس کا آزاد کردہ غلام عمر بن ربیع تھا۔ دونوں شکار کے تعاقب میں لشکر سے بچھڑ گئے۔ مہدی کو بھوک نے ستایا تو پوچھا: ''کیا کوئی چیز ہے؟'' عرض کیا گیا: ''ہمیں ایک جھونپڑی نظر آ رہی ہے''۔ چنانچہ جھونپڑی کا قصد کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں نبطی قوم کا ایک آدمی ہے اور اس کے قریب ہی سبزی و ترکاری کا کھیت ہے۔ ان لوگوں نے سلام کیا تو اس نے سلام جواب دیا۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا کچھ کھانا ہے؟'' وہ بولا: ''میرے پاس سارڈین (SARDINE)

Marfat.com

مچھلی ہے اور جو کی روٹی ہے۔'' مہدی نے کہا: ''اگر تمھارے پاس روغنِ زیتون ہوتو پھر تم نے مکمل کھانا کر دیا۔'' وہ نبطی بولا: جی ہاں، روغنِ زیتون ہے اور گیندنا (LEEK) ہے۔'' وہ یہ سب چیزیں لایا تو خلیفہ اور عمر بن ربیع نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اب خلیفہ نے عمر بن ربیع سے کہا: ''اس بارے میں کچھ شعر کہو۔'' اس نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[یقیناً جو شخص روغنِ زیتون کے ساتھ سارڈین مچھلی کھلاتا ہے اور گیندنا کے ساتھ جو کی روٹی فراہم کرتا ہے۔ وہ اپنی اس بدعملی کی پاداش میں مستحق ہے ایک تھپڑ، یا دو تین تھپڑوں کا۔]

مہدی نے کہا: ''تم نے بہت برا کہا۔ حقیقت یہ ہے: (ترجمہ اشعار)

[وہ اپنی حسنِ کارکردگی کی بنا پر ایک تھیلی یا دو یا تین تھیلیوں کا حق دار ہے۔]

اتنے میں لشکر، خزانے اور خدم وحشم ان کے پاس آ پہنچے۔ خلیفہ نے اس نبطی کے لیے اشرفیوں کی تین تھیلیاں دینے کا حکم دیا۔ پھر وہاں سے کوچ کیا۔

الحسن الوصیف کا بیان ہے: خلیفہ مہدی کے دورِ حکومت میں سخت آندھی آئی، حتٰی کہ ہم نے سمجھا کہ یہ ہمیں میدانِ حشر میں پہنچا دے گی۔ میں خلیفہ مہدی کی تلاش میں نکلا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا رخسار زمین پر ٹکا رکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: ''یا اللہ امّتِ محمدیہ پر رحم فرمانا، یا اللہ ہمیں قوموں میں رسوا نہ کرنا۔ یا اللہ اگر تو اس دنیا کو میرے گناہوں کی وجہ سے سزا دے رہا ہے تو میری یہ پیشانی تیرے حضور حاضر ہے۔'' پس تھوڑی ہی دیر کے بعد آندھی ختم ہوگئی اور مصیبت کی یہ گھڑی ٹل گئی۔''

قاسم بن مجاشع تمیمی مروزی کی موت کا وقت نزدیک آیا تو انہوں نے مہدی کے نام وصیت لکھی اور پہلے یہ آیت لکھی۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ ...... (آل عمران آیت ۱۸) اس کے بعد لکھا: ''اور قاسم اس کی گواہی دیتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ محمّد اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ کے وصی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد امامت کے وارث ہیں۔'' قاسم کی وفات کے بعد جب یہ وصیت نامہ خلیفہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے پڑھا، جب اس مقام پر پہنچے تو وصیت نامہ پھینک دیا اور اس کی باقی تحریر نہ پڑھی۔''

الربیع کا بیان ہے: میں نے ایک چاندی رات میں مہدی کو اپنے ایک دیوان خانے میں نماز پڑھتے دیکھا، مجھے یہ سمجھ نہ آیا کہ وہ زیادہ خوبصورت ہے یا دیوان خانہ یا اس کی پوشاک۔ پھر خلیفہ نے یہ

Marfat.com

آیت پڑھی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَ تُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (محمد:۲۲)
آپ نے نماز مکمل کی، پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے ربیع'' میں نے عرض کیا: ''میں حاضر ہوں''۔ فرمایا: ''میرے پاس موسیٰ کو لے آؤ۔'' اب میں نے اپنے دل میں سوچا: کون سا موسیٰ؟ اس کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ بن جعفر جو میرے پاس قید میں تھا۔ میں سوچنے لگا۔ پھر میں نے کہا یہ موسیٰ بن جعفر ہی ہوسکتا ہے۔'' چنانچہ میں نے اسے ہی حاضر کردیا۔ خلیفہ نے سلام پھیرنے کے بعد کہا: ''اے موسیٰ! میں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے خوف محسوس ہوا کہ میں نے تیرے ساتھ قطع رحمی کی ہے۔ لہٰذا تم مجھے یقین دلاؤ کہ تم میرے خلاف بغاوت نہیں کروگے۔'' موسیٰ نے یقین دہانی کرائی تو اسے رہا کردیا۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے بیان کیا: بنی امیہ کے اقتدار کے آخری دور میں، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں مسجد نبوی میں داخل ہوا ہوں، میں نے اپنا سر اونچا کیا تو مجھے مسجد میں ایک تحریر نظر آئی: اس بات کا امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک نے حکم دیا ہے۔'' اچانک کیا سنتا ہوں کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''یہ تحریر مٹاؤ اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک آدمی کا نام لکھو جس کو محمد کہا جاتا ہے۔'' میں نے کہنے والے سے کہا: ''میرا تعلق بنی ہاشم سے ہے اور میرا نام محمد ہے، تو یہ محمد کس کا بیٹا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ عبداللہ کا بیٹا ہے۔'' میں نے کہا: ''میں عبداللہ کا بیٹا ہوں تو یہ عبداللہ کس کا بیٹا ہے؟'' اس نے کہا: ''عبداللہ محمد کا بیٹا ہے۔'' میں نے کہا: ''میں محمد کا بیٹا ہوں، تو یہ محمد کس کا بیٹا ہے؟'' کہا: ''علی کا بیٹا ہے۔'' میں نے کہا: ''میں علی کا بیٹا ہوں تو یہ علی کس کا بیٹا ہے؟'' اس نے کہا: ''یہ علی عبداللہ کا بیٹا ہے۔'' میں بولا: ''میں ہی عبداللہ کا بیٹا ہوں، یہ عبداللہ کس کا بیٹا ہے؟'' وہ بولا: ''یہ عباس کا بیٹا ہے۔'' تو جب تک وہ شخص عباس تک نہ پہنچا تو مجھے اس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ صاحبِ امر میں ہی ہوں گا۔ میں نے ایک عرصہ تک یہ خواب یاد رکھا۔ ہم لوگ مہدی سے واقف نہ تھے، حتیٰ کہ مہدی برسرِ اقتدار آ گیا۔ مہدی مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوا تو وہاں ولید کا نام لکھا دیکھا تو بولا: ''میں آج تک ولید کا نام لکھا دیکھ رہا ہوں۔'' پھر کرسی منگوائی جو مسجد کے صحن میں رکھی گئی۔ پھر بولا: ''میں یہاں سے ٹلنے والا نہیں، جب تک کہ یہ نام مٹا کر اس کی جگہ میرا نام نہیں لکھ دیا جاتا۔'' وہ کرسی پر بیٹھا رہا، حتیٰ کہ اس کے حکم کی تعمیل مکمل ہوئی۔

ایک رات مہدی رات کو گھر میں گھوم رہا تھا کہ اس نے ایک بدّو عورت کو یہ کہتے سُنا: ''میری

Marfat.com

قوم کے لوگ غربت زدہ ہیں، لوگوں نے نفرت کی بنا پر ان سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ قرضوں نے انہیں گرانبار کر دیا ہے، قحط سالی نے انہیں ڈس لیا ہے۔ ان کے مردانِ کار تباہ ہو گئے، ان کے اموال جاتے رہے، بچّوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ یہ لوگ مسافر ہیں اور تھکے ہارے راہ گیر ہیں۔ اللہ کی وصیت اور رسول اکرم ﷺ کی وصیت، تو کیا کوئی میرے لیے خیر (مال) کا حکم دینے والا ہے۔ اللہ ایسے شخص کے سفر میں اس کی حفاظت فرمائے اور اس کے اہل وعیال میں اس کا جانشین بنے۔" یہ سن کر خلیفہ مہدی نے اس بادیہ نشین خاتون کو پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا۔

مہدی کا قول ہے۔" جب بھی کسی نے مجھے، میرا وہ احسان یاد دلایا جو پہلے میں نے اس پر کیا تھا تو میں نے ایک بار پھر اسے نوازا۔ اگر آدمی پہلے کسی پر مہربانی کرے اور پھر نہ کرے تو ایسا کرنے سے پہلی مہربانی کا شکریہ ادا ہونا بھی منقطع ہو جاتا ہے۔"

یعقوب کا بھائی صالح بن داود جب گورنر بنا تو بشار بن بُرد نے اس کی ہجو کی اور کہا

[ان لوگوں نے تیرے بھائی صالح کو منبروں پر بٹھایا ہے پس تیرے بھائی سے منبرا کتا گئے ہیں۔] (ترجمہ شعر)

جب یہ ہجو یہ کلام یعقوب تک پہنچا تو وہ خلیفہ مہدی کے حضور پیش ہوا اور عرض کی: "اس نابینا مشرک نے امیر المؤمنین کی ہجو کی ہے۔" مہدی نے پوچھا: اس نے کیا کہا ہے:" عرض کی: "امیر المؤمنین مجھے وہ اشعار پڑھنے سے معذور سمجھیں۔" مگر امیر المؤمنین کے اصرار پر اس نے شعر پڑھے:

(ترجمہ اشعار) [خلیفہ اپنی پھوپھیوں کے ساتھ بدکاری کرتا ہے اور دبّوق وصدلجان کے ساتھ کھیلتا ہے۔ اللہ ہمیں اِس کے بجائے اور عطا فرمائے اور موسیٰ نے خیزران کی ......]

(متن میں فحش کلمات کی وجہ سے اس مصرع کا ترجمہ نامکمل چھوڑ دیا ہے۔ مترجم)

یہ سن کر خلیفہ مہدی نے شاعر کو حاضر کرنے کا حکم صادر کیا۔ اب یعقوب کو یہ خدشہ ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ بشار دربارِ خلافت میں آ کر مہدی کی مدح کرے اور وہ اسے معاف کر دے۔ لہٰذا کسی معتمد کو بھیج کر اسے قتل کروا ڈالا۔

مہدی کی صاحبزادی یاقوتہ فوت ہوئی تو خلیفہ کو کسی پل چین نہ آیا کیوں کہ اسے یہ بیٹی بہت پیاری تھی، اس حد تک کہ اسے لڑکوں کو لباس پہناتا اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرتا تھا۔ وہ فوت ہوئی تو

Marfat.com

مہدی بہت رنجیدہ ہوااور حکم دیا کہ تعزیت کے لیے آنے والوں میں سے کسی کو نہ روکا جائے ۔اب لوگ آ آ کر تعزیت کرنے لگے ۔مگر سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہوں نے شبیب بن شیبہ کی تعزیت سے بڑھ کر بلیغ ومختصر تعزیت نہیں سنی ۔اس نے کہا تھا: ''اے امیر المؤمنین! جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ مرحوم کے لیے اس سے کہیں بہتر ہے جو آپ کے پاس تھااور اللہ کا اجر وثواب آپ کے لیے مرحومہ سے زیادہ بہتر ہے۔میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کو غمگین نہ کرے اور نہ آپ کو آزمائش میں ڈالے اور یہ کہ وہ آپ کی مصیبت پر آپ کو اجر عطا فرمائے ،آپ کو صبر مرحمت کرے۔آپ کو کسی مصیبت میں مبتلا نہ کرے اور آپ کی کوئی نعمت سلب نہ کرے۔سب سے زیادہ صبر کے لائق وہ چیز ہوتی ہے جس کی واپسی ناممکن ہو۔''

ہادی کی خلافت

مہدی نے جس روز وفات پائی اسی دن اس کے بیٹے ہادی کی بیعت کی گئی۔اس وقت ہادی جرجان میں رہ کر اہلِ طبرستان کے خلاف لڑ رہا تھا۔مہدی کی وفات کے وقت ہارون اس کے ساتھ تھا۔اس موقع پر اعلیٰ فوجی وسول افسران نے عرض کی: ''اگر فوج کو مہدی کی وفات کا پتا چلا تو بدامنی وفتنہ انگیزی کا اندیشہ ہے۔لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ واپسی کا اعلان کر دیں اور خلیفہ مرحوم کو بغداد میں دفن کریں۔''

اس پر ہارون نے حکم دیا: ''میرے رضاعی باپ یحییٰ بن خالد (برمکی) کو میرے پاس بھیج دو۔''

یاد رہے کہ یحییٰ ہارون کا نائب بن کر انبار سے افریقہ تک کے مغربی علاقے کے امور سرانجام دیتا تھا۔ یحییٰ حاضر ہوا تو ہارون نے اسے اعلیٰ سول وفوجی قیادت کی رائے سے مطلع کرنے کے بعد پوچھا: ''ان لوگوں کی رائے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' یحییٰ نے عرض کیا: ''میرے نزدیک یہ رائے مناسب نہیں۔کیوں کہ خلیفہ مرحوم کی وفات پوشیدہ نہ رہے گی اور مجھے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب فوجیوں کو خلیفہ کی وفات کی خبر ہوگی تو وہ میت کے محمل سے لپٹ کر چلائیں گے کہ ہم اسے جانے نہ دیں گے ،جب تک ہمیں تین یا اس سے زائد سالوں کی تنخواہ نہیں دی جاتی ۔یوں وہ من مانی کریں گے اور پھر منتشر ہو جائیں گے مگر میری رائے یہ ہے کہ خلیفہ مرحوم کے جسدِ خاکی کو یہیں پر دفن کر دیا جائے اور آپ نُصیر کو امیر المؤمنین ہادی کی خدمت میں مہر،عصاء اور تعزیت وتہنیت کے ساتھ روانہ فرمائیں۔ لوگ نصیر کی روانگی کو ناپسند نہیں کریں گے کیوں کہ وہ سرکاری ڈاک کے زیرِ انتظام روانہ ہوگا۔پھر آپ

Marfat.com

واپسی کا اعلان کر دیں۔اب ان کا سب سے بڑا ہدف اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچنا ہوگا۔"

ہارون نے یحییٰ کے اس مشورے پر عمل کیا۔فوجیوں نے جب درہم وصول کر لیے تو زور زور سے پکارے:"بغداد،بغداد"اور تیزی سے بغداد کی جانب چل پڑے بغداد پہنچے تو انہیں مہدی کی وفات کی خبر ہوئی۔وہ الربیع کے دوروازے پر آئے اور اسے نذرِ آتش کر دیا۔انہوں نے جیلوں میں بند قیدیوں کو رہا کر دیا اور تنخواہوں کا مطالبہ کرنے لگے۔

ہارون جب بغداد آیا تو خلیفہ مہدی کی بیوہ خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو،اس بارے مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا۔ربیع تو ملکہ کے ہاں حاضر ہو گیا مگر یحییٰ نہ گیا کیوں کہ وہ ہادی کی غیرت سے آگاہ تھا۔جب ہارون نے اموال اکٹھے کر کے فوجیوں کو دو سال کی تنخواہیں ادا کر دیں تو وہ خاموش ہو گئے۔

ہادی نے ربیع کو خط لکھا اور اسے قتل کی دھمکی دی اور یحییٰ کے نام خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہارون الرشید کے احکام کی تعمیل کرے۔ربیع یحییٰ سے محبت کرتا اور اس پر اعتماد کرتا تھا،چنانچہ ہادی کے ڈر سے،یحییٰ سے مشورہ کیا کہ وہ اب کیا کرے۔یحییٰ نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے فضل کو تحفے اور ہدیے دے کر ہادی کی آمد کے راستے پر خیر مقدم کے لیے بھیج دے اور اس سے معذرت کرے۔اس نے ایسا ہی کیا تو ہادی ربیع سے خوش ہو گیا۔

ربیع نے یحییٰ بن خالد کو اپنا جانشین بنایا کہ اس کے مرنے کے بعد وہ مال وجائیداد اور اہل وعیال کے معاملات کا بااختیار منتظم ہو۔ہادی کے لیے بغداد میں بیعت لی گئی۔ہارون الرشید نے تمام ماتحت علاقوں میں یہ اطلاع بھیجی کہ مہدی فوت ہو چکا ہے اور ہادی کی بیعت کر لی گئی ہے۔اُدھر نُصیر وصیف چل کر جرجان میں ہادی کی خدمت میں پہنچا تو ہادی کو مہدی کی وفات اور اپنے لیے بیعت ہونے کا پتا چلا۔اب ہادی نے کوچ کا اعلان کیا اور سرکاری ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے روانہ ہوا اور صرف بیس دنوں میں بغداد پہنچا۔پہنچتے ہی ربیع کو اپنا وزیر مقرّر کیا۔ربیع نے اس سال وفات پائی۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کی تلاش میں خوب سرگرمی دکھائی،ان کے ایک گروہ کو جن کا سرغنہ علی بن یقطین تھا،موت کے گھاٹ اتارا۔اس نے یعقوب بن فضل بن عبدالرحمٰن بن عبّاس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کو قتل کیا۔اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اسے مہدی کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے اپنے زندقہ کا اعتراف کیا۔اس پر مہدی نے کہا:"تم جس چیز کے قائل ہو اگر وہ برحق بھی

Marfat.com

ہوتا تو پھر بھی تمھیں محمد ﷺ کے لیے متعصب ہونا چاہیے تھا اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو تمھاری کیا وقعت تھی! اللہ کی قسم! اگر میں نے یہ طے نہ کر لیا ہوتا کہ میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا، تو تمھیں ضرور قتل کرتا''۔ پھر اپنے بیٹے ہادی سے مخاطب ہو کر کہا: ''میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تم اقتدار میں آؤ گے تو اسے ضرور قتل کرو گے۔'' پھر یعقوب کو قید خانے میں بند کر دیا۔ جب خلیفہ مہدی نے وفات پائی تو خلیفہ ہادی نے یعقوب بن فضل کو قتل کر دیا۔ اسی طرح خلیفہ مہدی نے ہادی کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ داود بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ایک بیٹے کو قتل کرے گا جو زندیق تھا، مگر وہ مہدی کی طرف سے جیل میں محبوس ہی مر گیا۔

زندیق یعقوب کے قتل کے بعد اس کی اولاد ہادی کے حضور پیش کی گئی تو اس کی بیٹی فاطمہ نے اقرار کیا کہ وہ اپنے باپ سے حاملہ ہے۔ فاطمہ کو خوف زدہ کیا گیا تو وہ گھبراہٹ سے مر گئی۔

حسین بن علی بن حسن کا ظہور

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے مدینہ میں سر اٹھایا۔ یہ مکہ کے پاس ایک پھندے میں قتل ہوا۔ اس کی بغاوت کا پس منظر یہ ہے کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ کا گورنر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کو مقرر کیا۔ اس نے گورنر بننے کے بعد شراب نوشی کے جرم کی پاداش میں ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسن، مسلم بن جندب، ہذلی شاعر اور آلِ عمر کے آزاد کردہ غلام عمر بن سلاّم کو گرفتار کیا، پھر ان سب کے بارے میں کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ ان کی گردنوں میں رسّیاں ڈالی گئیں اور انہیں مدینے میں گھمایا گیا۔ اس پر حسین بن علی گورنرِ مدینہ کے پاس آیا اور کہا: ''آپ نے انہیں کوڑے لگوائے ہیں، حالانکہ آپ کو انہیں کوڑے نہیں لگوانے چاہیے تھے، کیوں کہ اہلِ عراق کے ہاں شراب نوشی میں کوئی حرج نہیں، پھر آپ نے انہیں شہر میں گھمایا کیوں ہے؟'' گورنر کے حکم پر ان لوگوں کو واپس کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

پھر حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے حسن بن محمد کی ضمانت دی تو گورنرِ مدینہ عمر نے حسین بن محمد کو جیل سے نکال دیا۔ آلِ ابی طالب نے ایک دوسرے کی ضمانت دے رکھی تھی اور وہ زیرِ ضمانت افراد کو گورنر کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے تھے۔ تو حسن بن محمد جب وقتِ مقررہ پر

Marfat.com

پیش نہ ہوا اور دو دن گزر گئے تو گورنر نے اس کی ضمانت دینے والے حضرات یعنی حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ کو طلب کیا اور ان سے حسن کی بابت دریافت کیا اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا تو یحییٰ نے قسم اٹھائی کہ وہ سونے سے پہلے اسے گورنر کے حضور پیش کر دے گا یا اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے گا تا کہ گورنر کو علم ہو جائے کہ میں نے اسے حاضر کر دیا ہے۔

جب یحییٰ اور حسین گورنر سے ملاقات سے باہر نکلے تو حسین نے یحییٰ سے پوچھا: ''آپ نے ایسا وعدہ کیوں کیا؟ آپ حسن کو کہاں پائیں گے؟ آپ نے ایسے کام کی قسم اٹھائی جو آپ کے بس میں نہیں۔'' اس پر یحییٰ نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں نہیں سوں گا جب تک کہ میں گورنر کے گھر کے پھاٹک کو تلوار سے نہیں کھٹکھٹا لیتا۔'' حسین نے کہا: ''ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو بغاوت کا وقت مقرر کر رکھا ہے، آپ کے اس اقدام سے اس کی خلاف ورزی ہوگی۔''

انہوں نے طے یہ کر رکھا تھا کہ وہ حج کے ایام میں منیٰ اور مکّہ میں علمِ بغاوت بلند کریں گے۔ اس پر یحییٰ نے کہا: ''ہاں، یہ تو تھا'' دونوں چل پڑے اور راتوں رات انقلاب کے لیے پروگرام بناتے رہے۔ بالآخر رات کے آخری حصّے میں بغاوت کر دی۔ یحییٰ گورنر مدینہ کے گھر کے پھاٹک پر آیا اور اس پر تلوار کا وار کیا۔ مگر گورنر کو گھر میں نہ پایا۔ پھر یہ باغی لوگ صبح کے وقت مسجد نبوی میں جا گھسے۔ جب حسین نے صبح کی نماز پڑھ لی تو لوگ اس کے پاس آئے اور حسین کی بیعت۔ کتاب اللہ اور سنّت نبوی ﷺ پر عمل درآمد کی شرط کے ساتھ۔ آلِ محمد میں سے پسندیدہ شخص کے لیے کر لی۔ خالد البریدی دو سو لشکریوں کے ساتھ، نیز گورنرِ مدینہ، وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد شرّوی مقابلے کے لیے نکلے، ان سب کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ خالد باغیوں کے نزدیک پہنچا تو عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کی طرف لپکے۔ یحییٰ نے خالد پر تلوار کا وار کر کے اس کا ناک کاٹ دیا۔ ادریس گھوم کر اس کے پیچھے ہوا اور تلوار کا وار کر کے اسے پچھاڑ ڈالا پھر دونوں بھائیوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ دیکھ کر خالد بریدی کے ساتھی بھاگ نکلے اور گورنرِ مدینہ المسّودۃ میں داخل ہو گیا۔ حسین کے ساتھیوں نے گورنر کے لوگوں پر حملہ کر دیا اور انہیں مسجدِ نبوی سے نکل بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ سرکشوں نے بیت المال لوٹ لیا۔ اس میں دس ہزار سے زیادہ دینار تھے۔ ایک قول کی رُو سے ستّر ہزار دینار تھے۔ عوام منتشر ہو گئے اور اہلِ مدینہ نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیے۔

Marfat.com

اگلے روز بنی عباس کے حامی باغیوں کے خلاف اکٹھے ہوئے اوران سے لڑائی کی۔فریقین کے کئی آدمی زخمی ہوئے،ظہر تک باہم لڑائی ہوتی رہی۔پھر دونوں لشکر لڑائی بند کر کے الگ الگ ہو گئے۔ پھر اگلے دن بنی عباس کا حامی مبارک ترکی آگیا۔وہ حج کرنے کے لیے آیا تھا۔اس نے بنی عباس کے حمائتیوں کے ساتھ مل کر باغیوں کے خلاف لڑائی کی۔دو پہر تک بہت سخت لڑائی ہوتی رہی۔پھر دونوں لشکر پسپا ہوئے۔باغی مسجدِ نبوی میں چلے گئے۔مبارک ترکی نے لوگوں سے شام کے وقت لڑائی کرنے کا وعدہ کیا،مگر جب لوگ اس سے ہٹ کر ادھر اُدھر ہوئے تو وہ سوار ہوکر چلا گیا۔شام کو جب لوگ لڑنے کے لیے آئے تو اسے نہ پایا۔چنانچہ مغرب تک تھوڑی سی لڑائی ہوئی، پھر دونوں متحارب گروہ الگ الگ ہو گئے۔کہا گیا ہے:''مبارک نے حسین کو پیغام بھیجا:اللہ کی قسم اگر میں آسمان سے گر پڑوں، پھر مجھے چیلیں اچک لیں تو یہ میرے لیے اس بات سے زیادہ آسان ہے کہ آپ کو ایک کانٹا چُبھے یا میں آپ کے سر کا ایک بال کاٹوں مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ بہانہ تو درکار ہوتا ہی ہے۔لہٰذا آپ مجھ پر شب خون ماریں تو میں شکست کھا کر بھاگ اٹھوں گا۔''

اس منصوبے کے مطابق،حسین نے اس کے مقابلے کے لیے حسن کو بھیجا،جو تھوڑی سی نفری لے کر مبارک کی طرف نکلا،جب یہ نفری اس کے لشکر کے نزدیک پہنچی تو انہوں نے نعرے لگائے اور اللہ اکبر کہا تو مبارک اوراس کے ساتھی بھاگ نکلے۔حسین اوراس کے ساتھی کئی دنوں تک جنگی تیاری کرتے رہے۔یہ لوگ گیارہ دنوں تک مدینہ میں پڑاؤ کیے رہے،پھرابھی ذوالقعدہ کے چھ دن باقی تھے کہ مدینہ سے باہر نکل گئے۔جب یہ لوگ چلے گئے تو مسلمان مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے تو اس میں ان کو ہڈیاں۔اس گوشت کی جووہ کھاتے رہے تھے۔اوران کے بول وبراز دیکھنے کو ملے۔اس پر مسلمانوں نے باغیوں کو بددعائیں دیں۔مدینہ منورہ سے باہر نکل کر حسین نے کہا:''اے مدینہ والو!اللہ تمھیں خیریت سے نہ رکھے۔''اہلِ مدینہ نے جواب دیا:''اللہ تمھیں کبھی خیریت سے نہ رکھے اور نہ تمھیں کبھی ہمارے پاس واپس لائے۔''حسین کے ساتھی مسجدِ نبوی میں پیشاب پاخانہ کرتے تھے۔ چنانچہ اہلِ مدینہ نے مسجد کو اچھی طرح دھویا۔

حسین سرکشوں کو لیے جب مکہ پہنچا تو اس نے اعلان کیا:''ہمارے پاس آنے والا ہر غلام آزاد ہے۔''یہ سن کر غلام اس کے پاس پہنچے۔خلیفہ ہادی کو بھی اس بغاوت کی خبر پہنچی۔اِس سال خلیفہ

Marfat.com

کے کئی قریبی عزیز حج کے لیے آئے تھے: سلیمان بن منصور، محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد بن علی اور عیسیٰ بن موسیٰ کے دونوں بیٹے موسیٰ اور اسماعیل۔ چنانچہ خلیفہ ہادی نے محمد بن سلیمان کو لڑائی کی کمان کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ یاد رہے کہ وہ راہزنوں کے خوف سے اپنے ساتھ بصرہ سے آدمی اور اسلحہ لایا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ذی طوی کے مقام پر یک جا ہوئے۔ انہوں نے عمرے کے لیے احرام باندھ رکھا تھا۔ مکّہ پہنچے تو طواف اور سعی کی اور عمرہ سے فارغ ہوئے اور ذی طویٰ کے مقام پر جنگی کیمپ لگایا۔ حاجیوں میں سے ان کے حامی، موالی اور فوجی افسران ان سے آملے۔

یوم ترویہ کو باہم لڑائی ہوئی تو حسین کے ساتھیوں نے شکست کھائی، ان کے کئی آدمی مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔ محمد بن سلیمان اور اس کے ہمراہی مکّہ کی طرف پلٹے تو وہ حسین کے حال سے ناآشنا تھے۔ جب یہ لوگ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچے تو انہیں ایک خراسانی آدمی آملا، وہ کہہ رہا تھا: ''خوش خبری، خوش خبری۔ یہ حسین کا سر ہے۔'' پھر اس نے سر کپڑے سے باہر نکالا تو دیکھا گیا کہ پیشانی پر تلوار کا لمبا وار ہوا ہے اور گدّی پر ایک اور وار کا نشان ہے۔ ان لوگوں نے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا۔ چنانچہ ابو الزفت محمد بن عبداللہ آیا اور محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے کھڑا ہو گیا، اُسے موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن عبّاس بن محمد نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس پر محمد بن سلیمان بہت زیادہ غضبناک ہوا۔ مقتولین کے سر کاٹے گئے تو یہ ایک سو سے زائد سر تھے اور ان میں حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کا سر بھی شامل تھا۔ حسین کی بہن گرفتار کر کے زینب بنت سلیمان کے پاس رکھی گئی۔ شکست خوردہ باغی حاجیوں میں گھل مل گئے۔ خلیفہ ہادی کے حضور چھ قیدی پیش کیے گئے۔ اس نے کچھ کو مار ڈالا اور کچھ کو زندہ رہنے دیا۔ وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر برافروختہ ہوا کہ اس نے حسن بن محمد کو کیوں قتل کیا پھر اُس کے اموال پر قبضہ کیا اور موسیٰ بن عیسیٰ مرنے تک خلیفہ کی قید میں رہا۔ خلیفہ ہادی مبارک ترکی پر بھی غضبناک ہوا، اس کا مال ضبط کر لیا اور اسے مویشیوں کا سائیں بنا دیا۔ مبارک خلیفہ ہادی کے مرنے تک اسی حالت میں رہا۔

المغرب میں ادریسی خاندان کی ابتدا

ان شکست خوردہ لوگوں میں سے ایک ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی تھا، وہ بھاگ نکلنے میں کام یاب ہو گیا۔ بھاگ کر مصر پہنچا تو وہاں کی سرکاری ڈاک کا نگران صالح بن منصور

Marfat.com

کا آزاد کردہ غلام واضح تھا۔ یہ شیعانِ علی میں سے تھا۔اس نے ادریس کو سرکاری ڈاک کی سواری پر بٹھا کر سرزمین المغرب پہنچادیا۔ چنانچہ ادریس سرزمینِ طنجہ کے شہر ولیلہ پہنچا۔ وہاں پر موجود بربروں نے اس کی حمایت کی۔اُدھر ہادی نے واضح کی گردن اڑا کر اسے سولی پر لٹکایا۔

یہ بھی کہا گیا: ہارون الرشید نے واضح کو قتل کیا اور یہ کہ ہارون نے ہی ادریس کی طرف شماخ یمامی کو جو مہدی کا مولیٰ تھا، بھیجا۔وہ ادریس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ وہ ان کا حامی ہے، شماخ نے ادریس کی بہت زیادہ تعظیم کی اور اسے اپنے آپ پر ترجیح دی۔ چنانچہ ادریس اس کی جانب مائل ہوا اور اسے اپنے پاس مہمان کے طور پر ٹھہرایا۔ پھر ایک دن ادریس نے شکایت کی کہ اس کے دانتوں میں کوئی بیماری ہے تو شماخ نے اس کے لیے دوا تجویز کی اور اس دوا میں زہر ملا دیا اور ادریس سے کہا کہ وہ طلوعِ فجر کے وقت یہ دوا اپنے دانتوں پر ملے۔ ادریس نے وہ دوا لے لی۔ شماخ بھاگ گیا۔ادریس نے دوا استعمال کی تو اس کی وجہ سے مر گیا۔خلیفہ ہارون الرشید نے شماخ کو مصر کی سرکاری ڈاک کا ناظم بنادیا۔

ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت کے بعد اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین بنا۔آگے چل کر لوگوں نے ادریس کی نسل کو حکمران بنالیا اور ان ادریس حکمرانوں نے اندلس کی امارت میں بنی امیہ کے ساتھ تنازعہ کیا۔جیسا کہ ہم ان شاءاللہ بیان کریں گے۔

باغیوں کے سر خلیفہ ہادی کے سامنے پیش کیے گئے، جب ہادی کے سامنے حسین کا سر رکھا گیا تو خلیفہ بولا: ''گویا تم لوگ طاغوتوں میں سے ایک طاغوت کا سر لائے ہو۔اس کا کم از کم بدلہ جو میں تمھیں دے سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو تمھارے انعامات سے محروم کردیتا ہوں۔'' چنانچہ انہیں کچھ بھی نہ دیا۔

حسین شجاع، فیاض اور بہادر تھا۔خلیفہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اسے چالیس ہزار دینار عطا کیے۔اس نے اتنی بڑی رقم بغداد اور کوفہ میں عوام میں بانٹ دی اور کوفہ سے اس حال میں باہر نکلا کہ اس کی ملکیت میں صرف ایک پوستین تھی، جو اس نے پہن رکھی تھی اور اس کے نیچے قمیص بھی نہ تھی۔

متفرق واقعات

اس سال موسمِ گرما میں رومیوں کے خلاف جہاد کی قیادت معیوف بن یحییٰ نے دربِ

Marfat.com

راہب میں کی۔اس سے پہلے رومیوں نے اپنے فوجی کمانڈر کے تحت الحدث تک آپہنچے۔گورنراور بازار کے لوگ بھاگ نکلے تو رومی الحدث میں داخل ہوگئے۔معیوف نے ان کا تعاقب کیااور اُشنہ شہر تک جا پہنچا۔مالِ غنیمت حاصل کیااور لوگوں کو قیدی بنالیا۔

اس سال سلیمان بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔مدینہ کا گورنر عمر بن عبدالعزیز عمری تھا۔ جب کہ مکّہ اور طائف کا گورنر عبیداللہ بن قثم تھا۔یمن کا گورنر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ تھا۔یمامہ اور بحرین کا گورنر سوید بن ابی سوید خراسانی جرنیل تھا۔عمان کا گورنر حسن بن نسیم حواری تھا۔کوفہ کا والی موسیٰ بن عیسیٰ تھا، جب کہ بصرہ کا عادل محمد بن سلیمان اور جرجان کا گورنر ہادی کا مولیٰ الحجّاج تھا۔قومس کا گورنر زیاد بن حسان تھا۔طبرستان اور رویان کا گورنر صالح بن شیخ بن عُمیرہ اسدی تھا۔جب کہ اصبہان کا گورنر ہادی کا مولیٰ طیفور تھا۔موصل کا انتظامی سربراہ ہاشم بن سعید بن خالد تھا مگر اس نے وہاں کے باشندوں سے بدسلوکی کی تو خلیفہ ہادی نے اسے معزول کردیااور اس کی جگہ عبدالملک بن صالح ہاشمی کو گورنر مقرر کیا۔

اس سال حمزہ بن مالک خزاعی نے الجزیرہ میں بغاوت کی تو وہاں کے خراج کے ناظم منصور بن زیاد نے اس کی سرکوبی کے لیے اس خارجی کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔دونوں لشکروں کا آمنا سامنا موصل کے مقام باعربایا میں ہوا۔خارجی نے سرکاری فوج کو شکست سے دوچار کیااور ان کے اموال پر قبضہ کرلیا۔یوں اس کی قوّت میں اضافہ ہوا۔باغی کے پاس دو آدمی آئے اور اس کے ساتھی بن گئے، پھر دھوکے سے اسے مارڈالا۔

وفیات

اس سال کنانی شاعر مطیع بن ایاس لیثی نے وفات پائی۔نیز ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ بن بشّار اسدی نے وفات پائی۔یہ مہدی کا وزیر تھا۔ایک قول کی رو سے اس نے ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔ اسی سال نافع بن عبدالرحمان بن ابی نعیم المقرئی صاحبِ قرأت نے وفات پائی۔آپ سات قرّاء میں سے ایک ہیں۔خلیفہ منصور کے مولیٰ اور اس کے حاجب الربیع یونس نے اس سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب:٣٩

١٧٠ھ کے واقعات

ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کے لیے خلیفہ ہادی کی کارروائی

خلیفہ ہادی نے ہارون الرشید کو ولی عہدی سے ہٹانے اور اپنے بیٹے جعفر کے لیے ولی عہدی کی بیعت لینے کی سرتوڑ کوشش کی۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا مصمّم ارادہ کرلیا تو اس نے اپنے اس عزم کا اظہار اپنے فوجی جرنیلوں سے کیا۔ یزید بن مزید شیبانی، عبداللہ بن مالک اور علی بن عیسیٰ وغیرھم نے اس کی تائید کی، چنانچہ انہوں نے ہارون کو ولی عہدی سے معزول کردیا اور جعفر کے حق میں بیعت کی۔

ان لوگوں نے اپنی حامی گماشتوں کو سرگرم کردیا اور انہوں نے اس موضوع پر گفتگو شروع کردی۔ انہوں نے بھری محفل میں ہارون کو عیب لگانے اور اس کی خامیاں نکالنی شروع کردی اور کہتے کہ ہم اس سے خوش نہیں ہیں۔ ان کا یہ عمل روز افزوں ہونے لگا۔ اُدھر خلیفہ ہادی نے حکم دے دیا کہ ہارون کے آگے آگے نیزہ بردار نہ چلے۔ چنانچہ لوگ ہارون سے کنی کترانے لگے، حتیٰ کہ اسے سلام کرنا بھی چھوڑ دیا۔ یادرہے کہ خلیفہ ہادی کے حکم کی تعمیل میں یحییٰ بن خالد بن برمک ہارون کے امور ومعاملات کی نگرانی کرتا تھا، چنانچہ خلیفہ ہادی کو بتایا گیا: ''آپ کا بھائی ہارون آپ کا مخالف نہیں ہے۔ دراصل یحییٰ ہی اسے بگاڑتا ہے۔'' چنانچہ خلیفہ نے یحییٰ کو طلب کرکے اسے دھمکی دی، اس پر کفر کا الزام لگایا۔ پھر ایک رات اسے بلوایا تو یحییٰ ڈرا، اس نے وصیّت کی، حنوط لگایا اور خلیفہ کے سامنے حاضر ہوگیا۔ خلیفہ نے کہا: ''اے یحییٰ! تمھارا میرا کیا معاملہ ہے؟'' عرض کیا: ''غلام تو اپنے آقا کی

Marfat.com

صرف اطاعت ہی کرسکتا ہے۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''تم میرے اور میرے بھائی کے مابین کیوں مداخلت کرتے ہو؟ اور اسے میرے خلاف اکساتے ہو؟'' عرض کیا: ''میں کون ہوتا ہوں کہ آپ دونوں حضرات کے معاملات میں دخل اندازی کروں؟ مجھے تو خلیفہ مرحوم مہدی نے اس کے ساتھ لگا دیا تھا۔ پھر آپ نے مجھے اس کے معاملات کی سرانجام دہی کا حکم فرمایا۔ میں تو آپ کے حکم کے ماتحت ہوں۔''

یہ سن کر خلیفہ ہادی کا غصہ ٹھنڈا پڑا۔

ہارون خوشی سے معزولی پر آمادہ تھا مگر یحییٰ نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ جب خلیفہ نے یحییٰ کو طلب کیا اور اس سلسلے میں اس سے بات کی تو یحییٰ نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اگر آپ لوگوں کو قسمیں توڑنے کی ترغیب دیں گے، تو پھر ان کی قسمیں ان کے لیے معمولی وحقیر ہو کے رہ جائیں گی۔ لیکن اگر آپ لوگوں کو اپنے بھائی کی ولی عہدی کی بیعت پر قائم رہنے دیں گے اور پھر ہارون کے بعد جعفر کے لیے ولی عہدی کی بیعت لیں گے تو اس سے بیعت زیادہ یقینی اور پختہ تر ہو جائے گی۔''

خلیفہ ہادی بولا: ''آپ نے درست کہا۔'' اور پھر اس معاملے میں خاموشی اختیار کر لی۔

مگر جن اعلیٰ افسران اور حامیوں نے جعفر کے حق میں بیعت کری تھی انھوں نے ازسرِ نو خلیفہ ہادی کو بھڑکایا کہ وہ ہارون کو معزول کر دے۔ چنانچہ خلیفہ نے یحییٰ کو طلب کر کے جیل بھجوا دیا۔ یحییٰ نے قید خانہ سے خط لکھا کہ میں آپ کی خیر خواہی چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے اسے بلوایا تو اس نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! اگر خدانخواستہ وہ وقت آ جائے۔ اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ سے پہلے ہمیں دنیا سے اٹھا لے۔ تو کیا آپ عوام کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جعفر کو خلافت سونپ دیں گے، حالانکہ وہ بالغ بھی نہیں ہوا۔ کیا عوام نابالغ خلیفہ کو اپنی نمازوں، حج اور جہاد کی قیادت کے لیے قبول کر لیں گے؟'' خلیفہ ہادی نے جواب دیا: ''میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس پر راضی ہو جائیں گے۔'' عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا ہم اس بات سے بے خطر ہو سکتے ہیں کہ خدانخواستہ آپ کی وفات کی صورت میں آپ کے خاندان کے بڑے لوگ خلافت کی طرف نہ لپکیں گے جیسے فلاں فلاں اور کیا ہم اس بات سے بھی مطمئن ہو سکتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے باہر کے مہم جو خلافت کی طمع نہ کریں گے اور یوں خلافت آپ کے والد گرامی کی نسل سے باہر نکل جائے گی؟ اللہ کی قسم، اگر اس ولی عہدی کے معاملے کو خلیفہ مرحوم مہدی نے آپ کے بھائی (ہارون) کے لیے طے نہ بھی کیا ہوتا تو پھر بھی آپ کو

Marfat.com

چاہیے تھا کہ آپ ہارون کے لیے ولی عہدی کا تقرر عمل میں لاتے۔اب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خلیفہ مرحوم مہدی نے تو ہارون کے لیے ولی عہدی کا معاہدہ کر دیا ہو اور آپ اس کو کالعدم قرار دیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ طے شدہ معاملے کو اس کے حال پر رہنے دیں۔ جب جعفر بالغ ہو جائے تو آپ اسے ہارون کے سامنے پیش کریں چنانچہ ہارون جعفر کے حق میں ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور جعفر کے لیے بیعت کرے گا۔''

خلیفہ نے یحییٰ کی یہ تجویز قبول کر لی اور کہا: ''تم نے مجھے ایسی بات سے آگاہ کیا ہے جس سے میں ناواقف تھا۔'' پھر خلیفہ نے یحییٰ کو رہا کر دیا۔

مگر درباریوں نے ایک بار پھر یہی راگ چھیڑا اور خلیفہ ہادی ان کی باتوں میں آ گیا۔ چنانچہ ہادی نے اس سلسلے میں پیغام بھیجا اور دربارِ خلافت میں حاضر ہونے پر اصرار کیا۔ اس موقع پر یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ وہ خلیفہ سے شکار کی اجازت حاصل کرے۔ اور کہا: ''جب آپ کو اجازت مل جائے تو آپ دُور دراز علاقے میں چلے جائیں اور وقت گزاریں۔'' ہارون نے اس مشورہ پر عمل کیا تو خلیفہ نے اسے شکار کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ ہارون شکار کے بہانے قصرِ بنی مقاتل جا پہنچا اور وہاں چالیس دن قیام کیا۔ اُدھر خلیفہ ہادی نے اس کے معاملے کو ناپسند کیا اور اس سے خوف محسوس کیا، چنانچہ اسے واپس آنے کے لیے خط لکھا، مگر ہارون نے کچھ بہانے پیش کر دیے۔ اب خلیفہ ہادی نے اسے گالم گلوچ کی اور اس کے موالی اور درباریوں نے ہارون کے بارے میں زبان درازی کی۔ معاملے نے جب طول کھینچا تو بالآخر ہارون واپس بغداد آ گیا۔

ہادی اپنی خلافت کے ابتدائی دنوں میں مسندِ خلافت پر متمکن تھا، اس کے حضور اس کے کچھ اعلیٰ افسران اور ہارون الرشید حاضر تھے۔ وہ ہارون کی طرف دیکھتا تھا۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے ہارون! گویا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تو اپنے آپ سے خواب کی تعبیر پر بات کر رہا ہے اور وہ ہے مشقت کے بعد حاصل ہونے والی چیز۔'' ہارون نے عرض کیا: ''اے موسیٰ! اگر آپ زبردستی کریں گے تو پست ہو جائیں گے اور اگر آپ تواضع کریں گے تو بلندی پائیں گے۔ اگر آپ ظلم کریں گے تو مارے جائیں گے اور اگر انصاف کریں گے تو سلامت رہیں گے اور مجھے امید ہے کہ اقتدار مجھ تک آئے گا میں ان کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر آپ نے ظلم کیا ہوگا اور میں ان کے ساتھ تعلق قائم کروں گا، جن

Marfat.com

کے ساتھ آپ نے تعلق توڑا ہوگا۔ میں آپ کی اولاد کو اپنی اولاد سے برتر و اعلیٰ کروں گا، میں آپ کے بیٹوں سے اپنی بیٹیوں کی شادی کروں گا اور میں امام مہدی کا جو حق ہے، اسے بکمال پورا کروں گا۔"

اس پر ہادی نے اس سے کہا: "اے ابو جعفر! آپ کے بارے میں یہی گمان ہے، میرے نزدیک آجاؤ۔" ہارون اس کے قریب ہوا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر اپنی جگہ پر واپس جانے کا ارادہ کیا تو ہادی بولا: "نہیں، شیخ جلیل القدر اور شریف بادشاہ کی قسم، یعنی مجھے منصور کی قسم ہے کہ تو میرے ساتھ ہی بیٹھے گا۔" چنانچہ اسے اپنی نشست کے اعلیٰ ترین مقام پر بٹھایا۔ پھر حکم دیا کہ اسے دس لاکھ دینار دیے جائیں اور آدھا خراج اسے پیش کیا جائے۔ پھر ابراہیم حرانی سے کہا: "ہمارے خزانوں میں جو مال پڑا ہے، وہ اس کے سامنے رکھو اور جو کچھ لعنتی گھرانے (بنی امیہ) سے ہم نے چھینا ہے، وہ بھی اس کے سامنے رکھو۔ اب ہارون کو اختیار ہے کہ جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے۔" اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ہارون دربارِ خلافت سے روانہ ہوا۔

ہارون الرشید سے اس خواب کی بابت دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ مہدی نے کہا: "میں نے خواب میں دیکھا گویا میں نے ہارون اور موسیٰ کو ایک عصا دیا ہے۔ موسیٰ کے عصا کے اوپر والے حصے پر پتے نکلے ہیں۔ جب کہ ہارون کے عصا کے ایک طرف سے دوسری طرف سب جگہ پتے نکلے ہیں۔ لہٰذا میں نے ان دونوں بیٹوں کے لیے یہ تعبیر کی ہے کہ دونوں ہی حکمران ہوں گے۔ البتہ موسیٰ کی مدّتِ حکمرانی تھوڑی ہوگی اور ہارون کی بہ طور خلیفہ مدّتِ حکومت لمبی ہوگی اور اس کا زمانۂ اقتدار، بہترین دور ہوگا۔" پھر ایسا ہی ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی موصل کی نئی آبادی کی طرف گیا اور وہاں بیمار پڑ گیا اور مرض بڑھ گیا۔ وہاں سے واپس آیا تو مشرق و مغرب میں اپنے تمام گورنروں کو اپنے پاس آنے کے لیے خط بھیجے۔ طبیعت جب زیادہ بگڑی تو تمام سرکردہ حکام و افسران جنہوں نے جعفر کی بیعت کی تھی، وہ یک جا ہوئے اور یحییٰ بن خالد کو قتل کرنے کی باہم سازش کی اور بولے: "اگر معاملہ اقتدار اس تک پہنچا تو وہ ہمیں مار ڈالے گا۔" انہوں نے یحییٰ کے قتل کی ٹھان لی۔ پھر بولے: "ہوسکتا ہے کہ ہادی کو افاقہ ہو جائے تو پھر اس کے ہاں ہمارا کیا عذر ہوگا؟" چنانچہ وہ یحییٰ کے قتل کے ارادے سے باز آئے۔ ہادی کی بیماری جب حد سے بڑھی تو خیزران نے یحییٰ کو بلوا کر اسے تیاری کرنے کا حکم دیا۔ یحییٰ نے کاتبوں کو

Marfat.com

حاضر کیا تو انہوں نے ہارون الرشید کی طرف سے تمام عمّال کے نام چھٹیاں لکھیں کہ ہادی فوت ہوگیا ہے اور یہ کہ اس نے انہیں تمام اختیارات سونپ دیے ہیں۔ خلیفہ ہادی کی وفات کے بعد یہ مراسلے بھیج دیے گئے۔

کہا گیا ہے کہ یحییٰ جیل میں بند تھا کہ اسی رات ہادی نے اس کو مار ڈالنے کا عزمِ مصمم کیا اور یہ کہ ہرثمہ بن اعین ہی وہ شخص ہے جس نے ہارون الرشید کو تخت پر بٹھایا جیسا کہ ہم جلد ہی بیان کریں گے۔

ہادی کی وفات کے بعد، خیزران نے کہا: ''ہم لوگ یہ بات کیا کرتے تھے کہ اس رات میں ایک خلیفہ فوت ہو رہا ہے اور ایک خلیفہ اقتدار سنبھال رہا ہے اور ایک خلیفہ پیدا ہو رہا ہے۔'' چنانچہ اس رات میں ہادی نے وفات پائی۔ ہارون الرشید نے حکومت سنبھالی اور مامون پیدا ہوا۔ یاد رہے کہ خیزران نے علامہ اوزاعی سے علم حاصل کیا۔ ہادی کی موت عیسیٰ باذ میں ہوئی۔

ہادی کی وفات

اِس سال الہادی موسیٰ بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ربیع الاوّل میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے سبب کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف ہے، چنانچہ کہا گیا ہے: آپ کی موت کا سبب آپ کے پیٹ میں ایک پھوڑا تھا۔ کہا گیا ہے: حدیثۃ الموصل میں آپ بیمار ہوئے اور ایک مریض کی عیادت کی اور فوت ہو گئے۔ جیسا کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

کہا گیا ہے کہ خلیفہ ہادی کی وفات کا سبب اس کی ماں، خیزران کی باندیاں بنیں، جنہوں نے اس کے حکم پر اسے مار ڈالا۔ اس نے انہیں قتل کا حکم اس لیے دیا ہے کہ جب خلیفہ ہادی نے اقتدار سنبھالا تو خیزران، اس کے علم میں لائے بغیر اپنی مرضی سے حکومتی امور سرانجام دیتی تھی اور وہ ہادی کے ساتھ وہی سلوک کرتی جو وہ اس سے پہلے خلیفہ مہدی کے ساتھ کرتی رہی تھی حتی کہ ہادی کو حکومت کرتے چار ماہ گزر گئے۔ اب لوگ خیزران کے دروازے پر جمع ہونے لگے اور صبح سے شام تک سواریاں اس کے دروازے کی طرف آنے جانے لگیں۔ ایک دن خیزران نے ایک ایسے معاملے

Marfat.com

پر خلیفہ ہادی سے بات کی کہ خلیفہ کے لیے اس کی بات ماننا ممکن نہ تھا۔اس پر خیزران نے کہا: تمھیں میری یہ بات ضرور ماننا ہوگی کیوں کہ میں نے عبداللہ بن مالک! سے اس کام کا وعدہ کر رکھا ہے۔'' یہ سن کر ہادی غصے ہوا اور بولا: ''بدکار عورت کا بیٹا یہ جرأت کرتا ہے۔اب مجھے معلوم ہوا کہ وہی آپ کو بہکاتا ہے۔اللہ کی قسم، میں آپ کا یہ کام نہیں کروں گا۔'' خیزران نے کہا: ''پھر اللہ کی قسم، میں بھی کبھی تم سے کوئی کام نہیں کہوں گی۔'' ہادی بولا: ''اللہ کی قسم، مجھے اس کی پروانہیں۔'' خیزران کو غصہ آیا اور وہ غضب ناک ہو کر کھڑی ہوگئی۔اس پر خلیفہ ہادی نے کہا: ''اللہ کی قسم، تم اپنے مقام پر رہو، وگرنہ یاد رکھو کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کی نفی کرنے والا ہوں گا کہ مجھے اگر یہ اطلاع ملی کہ تمہارے دروازے پر میرا کوئی افسر یا میرا خاص آدمی کھڑا ہے اور میں اس کی گردن نہ اڑا دوں اور اس کے مال پر قبضہ نہ کروں۔ یہ کیا سواریاں ہیں جو صبح وشام تمہارے دروازے پر آتی ہیں؟ کیا تمہارے پاس چرخا نہیں جو تمہیں مشغول رکھے یا قرآن مجید نہیں جو تمہیں یادالٰہی میں مصروف رکھے یا گھر نہیں جو تمہیں محفوظ رکھے؟ خبردار! خبردار! اپنا دروازہ کسی مسلمان یا ذمّی کے لیے نہ کھولنا۔'' خیزران واپس چلی گئی مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔اس واقعہ کے بعد اس نے خلیفہ ہادی سے بات نہ کی۔

اس کے بعد خلیفہ ہادی نے اپنے درباریوں سے کہا: ''کون بہتر ہے میں یا تم لوگ؟ میری ماں یا تم لوگوں کی مائیں؟'' وہ بولے: ''بلکہ آپ اور آپ کی والدہ بہتر ہیں۔'' کہا: تم لوگوں میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کی ماں کے بارے میں باتیں کریں اور یوں کہا جائے: ''فلاں کی ماں نے یہ کام کیا اور یہ کارنامہ کیا؟'' وہ بولے: ''ہم یہ سننا پسند نہیں کریں گے۔'' کہا: ''تو پھر کیا بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کے پاس آتے ہو اور اس کے بارے میں باتیں کرتے ہو؟'' درباریوں نے یہ سنا تو خیزران سے قطع تعلق کر لیا۔

اس کے بعد خلیفہ ہادی نے اپنی والدہ خیزران کی خدمت میں چاول بھیجے اور پیغام بھجوایا ''میں نے انہیں عمدہ پایا ہے۔لہٰذا آپ بھی انہیں تناول فرمایے۔'' خیزران کی باندیوں نے عرض کیا: ''ٹھہر جایے اور ذرا دیکھ لیجیے۔'' چنانچہ ایک کتا منگوا کر وہ چاول کھلائے تو کتے کا گوشت اسی وقت جھڑ گیا۔خلیفہ نے ماں کی طرف پیغام بھیجا ''آپ نے چاول کیسے پائے؟'' اس نے جواب دیا: ''عمدہ'' کہا: ''آپ نے تناول نہیں کیے۔اگر آپ ان میں سے کچھ بھی کھا لیتیں، تو مجھے آپ سے راحت

Marfat.com

نصیب ہو جاتی، وہ خلیفہ کیسے کام یاب ہو جس کی ماں موجود ہو۔"

کہا گیا ہے: خیزران نے خلیفہ ہادی کو اس لیے قتل کروایا کہ جب ہادی نے ہارون کو معزول کرنے اور اپنے بیٹے جعفر کے لیے بیعت لینے کے لیے سر توڑ کوشش کی تو خیزران کو ہارون کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا، لہٰذا جب ہادی بیمار ہوا تو خیزران نے اپنی باندیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا، چنانچہ وہ اس کے چہرے پر بیٹھیں اور یوں دم گھٹنے سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ پھر خیزران نے یحییٰ بن خالد کو ہادی کی موت کا پیغام بھیجا۔

وفات، عمر، حلیہ اور اولاد

ہادی کی وفات جمعہ کی رات نصف ربیع الاوّل میں ہوئی۔ ایک قول کی رو سے ربیع الاوّل کے چودہ دن گزر گئے تھے، جب کہ ایک قول کے مطابق سولہ دن گزر گئے تھے۔ مدّتِ خلافت ایک سال اور تین ماہ تھی۔ ایک قول کی رو سے چودہ مہینے تھی۔ عمر چھبّیس سال تھی۔ کہا گیا ہے: ۲۳ برس عمر تھی۔ ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی کنیت ابو محمد تھی۔ اس کی ماں خیزران تھی جو امّ ولد تھی۔ ہادی کو عیسا باذ کبریٰ میں اپنے باغ میں دفن کیا گیا۔ وہ لمبا، بھاری بھرکم، سفید مگر سرخی مائل۔ اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑا ہوا تھا اور اس میں نقص تھا۔ مہدی نے اس کے لیے ایک خادم مقرر کر رکھا تھا جو اسے کہتا تھا: "موسیٰ اطبق" وہ اپنا ہونٹ ملا لیتا تھا،، اس لیے اس کا لقب پڑ گیا "موسیٰ اطبق۔"

اس کی اولاد کی تعداد نو تھی۔ سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹے یہ تھے: جعفر۔ یہ وہی ہے جس کے لیے بیعت کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ عبّاس، عبداللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان، موسیٰ بن موسیٰ نابینا۔ ان سب کی مائیں باندیاں تھیں۔ ہادی کی دو بیٹیاں تھیں: امّ عیسیٰ جو مامون کے نکاح میں تھی اور امّ عیسیٰ جس کا لقب نونہ تھا۔

سیرت و کردار

خلیفہ ہادی نے لوگوں کی شکایات تین دن نہ سنیں تو حرّانی نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! عوام اس کے متحمل نہیں ہوسکتے، چنانچہ خلیفہ نے علی بن صالح کو حکم دیا: عوام کو میرے پاس آنے کی

Marfat.com

اجازت دے دو مگر میرے پاس جفلی آئے، نفری نہ آئے۔" علی بن صالح دربارِ خلافت سے باہر نکلا مگر خلیفہ کا حکم سمجھنے سے قاصر رہا، نہ ہی واپس جا کر پوچھنے کی جسارت کر سکا۔ چنانچہ ایک بدّو کو ڈھونڈا اور اس بارے میں اُس سے دریافت کیا تو بدّو نے کہا: "جفلی سے مراد یہ ہے کہ تم عامۃ النّاس کو آنے کی اجازت دو۔" چنانچہ اس نے لوگوں کو خلیفہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت دی۔ چنانچہ سب لوگ حاضر ہو گئے۔ خلیفہ رات تک ان کی شکایات پر فیصلے کرتا رہا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو علی بن صالح نے اپنا ماجرا کہہ سنایا اور درخواست کی کہ خلیفہ بدّو کو انعام عطا فرمائیں۔ چنانچہ ہادی نے بدّو کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ اس پر علی نے عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! وہ ایک بادیہ نشین ہے، اس کے لیے تو دس ہزار درہم بھی کافی ہیں۔" ہادی نے کہا: "اے علی، میں تو سخاوت کر رہا ہوں، جب کہ تم کنجوسی کر رہے ہو۔"

کہا جاتا ہے: ایک دن خلیفہ ہادی اپنی ماں خیزران کی عیادت کے لیے چلا جو بیمار تھی تو عمر بن ربیع نے عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! کیا میں ایسی بات عرض نہ کروں جو اس بیمار پرسی سے بڑھ کر آپ کے لیے فائدہ مند ہو؟ آپ لوگوں کی شکایات سنیں۔" چنانچہ خلیفہ دارالمظالم چلا گیا اور لوگوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب کہ کسی کو اپنی والدہ کا حال جاننے کے لیے بھیج دیا۔

عبداللہ بن مالک مہدی کی پولیس کا انچارج تھا، اُس کا بیان ہے: خلیفہ مہدی مجھے حکم دیا کرتا تھا کہ میں ہادی کے ندیموں اور اس کے گویّوں کی پٹائی کیا کروں اور ہادی کو ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے انہیں قید خانے میں ڈال دیا کروں۔ میں ایسے ہی کیا کرتا تھا۔ جب کہ ہادی مجھے یہ پیغام بھیجا کرتا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی کروں، مگر میں نرمی نہیں کرتا تھا۔ جب ہادی برسرِ اقتدار آیا تو مجھے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن نئے خلیفہ ہادی نے مجھے طلب کیا۔ میں اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس حال میں کہ حنوط لگا کر اور کفن پہن کر۔ خلیفہ کرسی پر تشریف فرما تھے۔ تلوار اور چمڑا ان کے سامنے دھرے تھے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا: اللہ تجھے سلامت نہ رکھے! کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جب میں نے حرّانی کے بارے میں اور اس کی پٹائی کے سلسلے میں تیرے پاس پیغام بھیجا تھا۔ مگر تم نے میری بات نہ مانی۔ اور فلاں اور فلاں شخص کے بارے میں۔ خلیفہ نے اپنے کئی ندیموں کے نام لیے۔ مگر تم نے میری بات کی طرف دھیان نہ دیا۔" میں نے عرض کیا: "جی ہاں! کیا آپ مجھے حجت بیان کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟" فرمایا: "جی ہاں۔" میں نے عرض کیا: "

Marfat.com

میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے وہی فریضہ سونپیں جو خلیفہ مرحوم مہدی نے مجھے تفویض کر رکھا تھا اور آپ مجھے وہی حکم دیں جو مرحوم نے مجھے دیا تھا، تو کیا آپ کو یہ اچھا لگے گا کہ آپ کا کوئی بیٹا مجھے ایسا کام کرنے کے پیغام بھیجے جس سے آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو، اور میں اس حکم کی تعمیل کر کے آپ کے حکم کی مخالفت کروں؟'' خلیفہ ہادی نے جواب دیا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: ''تو یوں میں آپ کے لیے ہوں اور یوں میں آپ کے والدِ محترم کے لیے رہا۔''

پھر آپ نے مجھے نزدیک کیا تو میں نے آپ کی دست بوسی کی۔ پھر آپ نے میرے لیے خلعت کا حکم دیا اور فرمایا: ''میں نے آپ کو وہی فرائض سونپے جو آپ پہلے ادا کرتے تھے۔ اب آپ خیریت سے چلے جائیں۔'' چنانچہ میں گھر کی جانب چل پڑا۔ راستے میں اپنے اور نئے خلیفہ کے بارے میں سوچتا رہا۔ میں نے سوچا: نوجوان ہے، شراب پیتا ہے اور جن لوگوں کے بارے میں، میں نے اِس کی حکم عدولی کی تھی وہ اس کے ہم نوالہ وہم پیالہ ہیں، اُس کے وزیر اور سیکریٹری ہیں۔ خلیفہ جب شراب کے نشے سے مغلوب ہوگا تو یہ لوگ اسے اس کی رائے سے ہٹا دیں گے۔ گھر پہنچ کر بیٹھ گیا۔ میری ایک چھوٹی بیٹی میرے پاس تھی۔ انگیٹھی میرے سامنے تھی، میں چپاتی کو چٹنی لگاتا، پھر اسے گرم کرتا اور بچّی کو بھی کھلاتا اور خود بھی کھاتا۔ اچانک میں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو یوں گمان کیا جیسے ان ٹاپوں سے دنیا لرز رہی ہے، شور بہت زیادہ تھا، میں نے دل میں کہا: اِس کا ہی تو مجھے ڈر تھا۔

پھر یکدم میرے گھر کا دروازہ کھلا۔ دربارِ خلافت کے خدّام اندر آئے تو ان کے درمیان خلیفہ ہادی گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے جونہی دیکھا، لپک کر آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما، اس کے گھوڑے کے کھر چومے۔ اب خلیفہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: اے ابو عبداللہ! میں نے تمہارے بارے میں غور کیا اور میں نے سوچا کہ تمھیں یہ وہم ہوگا کہ جب خلیفہ شراب پیئے گا اور اس کے اردگرد میرے دشمن ہوں گے تو وہ میرے بارے میں خلیفہ کی رائے بدل دیں گے، اور یہ وہم تمھیں تشویش میں مبتلا رکھے گا۔ لہٰذا میں خود تمھارے گھر آ گیا ہوں تاکہ تمھیں تسلی ہو اور میں تمھیں مطلع کروں کہ تمہارے خلاف میرا کینہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا چلو، مجھے بھی وہ کھلاؤ جو تم کھا رہے تھے تاکہ تم جان لو کہ تمھارا کھانا کھا کر میں اب تمھارے خلاف اقدام نہیں کروں گا اور یوں تمھارا خوف زائل ہو جائے گا۔

میں نے وہ چپاتیاں اور چٹنی آپ کے سامنے رکھیں تو آپ نے کھایا۔ پھر خدّام کو حکم دیا: وہ

Marfat.com

سامان پیش کرو جو میں نے عبداللہ کی خاطر لانے کا کہا تھا: چنانچہ بوجھ سے لدے ہوئے چار سو خچر میرے حوالے کیے گئے، ان پر درہم وغیرہ لدے تھے۔ پھر خلیفہ ہادی نے فرمایا: ''یہ سب تمہارے لیے ہے۔اپنے معاملات میں اس سامان ورقم سے مدد لو اور ان خچروں کو اپنے پاس بحفاظت رکھو، شاید کہ سفر میں مجھے ان کی ضرورت پڑے۔'' اس کے بعد خلیفہ میرے ہاں سے تشریف لے گئے۔

یعقوب بن داود کہا کرتا تھا: میری نگاہوں میں کسی عربی کی وہ قدر ہے نہ کسی عجمی کی جو علی بن عیسیٰ بن ہامان کی ہے۔ میں قید خانے میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے بتایا: ''امیر المؤمنین الہادی نے مجھے آپ کو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے۔'' پھر وہ میرے ہاتھوں اور کندھوں پر اس طرح کوڑے مارنے لگا کہ بس کوڑا مجھے چھوتا تھا۔حتیٰ کہ اس نے سو کی گنتی پوری کرلی۔ پھر وہ چلا گیا۔خلیفہ ہادی نے اس سے پوچھا: ''تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟'' عرض کیا: ''میں نے وہی کیا ہے جس کا آپ نے مجھے حکم دیا۔اور آدمی تو مر چکا ہے۔'' اس پر ہادی نے کہا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون ۔اللہ کی قسم،تم نے مجھے لوگوں کی نظر میں رسوا کر دیا ہے،لوگ کہیں گے اس نے یعقوب بن داود کو قتل کر دیا۔'' جب علی نے امیر المؤمنین کی زیادہ گھبراہٹ دیکھی تو عرض کی: ''اللہ کی قسم ،وہ زندہ ہے اے امیر المؤمنین۔'' اس پر خلیفہ نے الحمد للہ کہا۔

خلیفہ ہادی کے یہاں ابراہیم بن سَلم بن قتیبہ کا بڑا مقام تھا،اس کا ایک بیٹا فوت ہوا تو خلیفہ ہادی اس کے پاس تعزیت کے لیے گیا اور کہا: ''اے ابراہیم! اس نے تجھے خوش کیا حالانکہ وہ دشمن اور فتنہ تھا اور اس نے تجھے غمگین کیا حالانکہ وہ برکت ورحمت ہے۔'' ابراہیم نے عرض کیا: '' اے امیر المؤمنین! میرے جسم کے جس حصّے میں بھی دکھ تھا اب تسلّی واطمینان سے بھر چکا ہے۔'' ابراہیم کی وفات کے بعد یہی مرتبہ واعزاز اس کے بھائی سعید کو ملا۔

کہا گیا ہے: علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ۔جس کا لقب الجزری ہے۔نے رقیہ بنت عمرو عثمانیہ سے شادی کی۔ یہ خاتون اس سے پہلے مہدی کی زوجیت میں رہی تھی۔ ہادی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے علی کو طلب کیا، چنانچہ اسے خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔خلیفہ ہادی نے علی سے کہا: ''کیا عورتوں کی کمی ہوگئی تھی کہ تم نے امیر المؤمنین کی سابقہ بیوی سے نکاح کیا؟'' علی نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے صرف میرے نانا ﷺ کی بیویوں کو اپنی مخلوق پر حرام کیا،ان کے سوا

Marfat.com

عورتوں کو حرام نہیں کیا۔'' یہ سن کر ہادی نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے علی کو زخمی کر دیا اور اسے پانچ سو کوڑے لگوائے۔ پھر یہ خواہش ظاہر کی کہ علی اس خاتون کو طلاق دے دے مگر علی نے ایسا نہ کیا۔ کوڑے کھا کھا کر علی پر غشی طاری ہوگئی۔ اس نے ایک نفیس انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ خلیفہ کے ایک خادم نے یہ انگوٹھی اتارنا چاہی، مگر علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے بھینچا۔ خادم چلّایا اور ہادی کے پاس آ کر اسے اپنا ہاتھ دکھایا۔ اس پر ہادی برافروختہ ہوا اور کہا: ''تم نے میرے خادم کے ساتھ یہ حرکت کی، میرے باپ کی شان کم کی اور میرے ساتھ تم نے گستاخانہ بات کی؟'' علی نے کہا: ''خادم سے پوچھ لیجیے اور اس سے قسم لیجیے کہ وہ آپ کو سچ بتائے۔'' خادم نے خلیفہ کو سچ سچ بات بتائی تو ہادی نے کہا: ''علی نے اللہ کی قسم، بہت اچھا کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ چچازاد ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو میں اس سے بریٔ الذمہ ہو جاتا'' پھر علی کی رہائی کا حکم دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن خلیفہ مہدی کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا، اس وقت ہادی بھی اس کے پاس موجود تھا۔ خلیفہ نے اسے قتل کیا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ پھر ہادی سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے میرے بیٹے، اقتدار جب تمھیں ملے تو زندیقوں کے اس گروہ کا قلع قمع کرنا یعنی مانی کے پیروکاروں کا۔ یہ لوگوں کو بظاہر اچھائی کی طرف بلاتے ہیں، جیسے فواحش سے بچنا اور دنیا سے بے رغبتی کرنا اور آخرت کے لیے کام کرنا۔ پھر ان باتوں سے نکال کر ہر طرح کے گوشت کے حرام ہونے سے مطلع کرتے ہیں۔ پاک پانی کے چھونے سے روکتے ہیں اور رحم دلی کی بنا پر کیڑے مکوڑوں کو نہ مارنے کی تلقین کرتے ہیں۔ پھر اُن نظریات سے نکال کر دو خداؤں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، ان میں سے ایک نور ہے اور دوسری تاریکی۔ پھر اس کے بعد اپنے پیروکاروں کے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ پیشاب سے نہانا جائز سمجھتے ہیں۔ بچوں کو اغوا کرنا کارِ ثواب بتلاتے ہیں تاکہ ان کے بقول وہ بچوں کو تاریکی کی گمراہی سے نکال نورِ ہدایت کی طرف لے جائیں اور یوں انہیں تباہی سے بچالیں۔ لہٰذا انہیں سولیوں پر لٹکانا اور تلوار سے ان کا استیصال کرنا۔ اور ان کا خاتمہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنا۔ میں نے اپنے دادا عباس رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے دو تلواریں عطا فرمائیں تاکہ دو خداؤں کے پرستاروں کو قتل کروں۔''

ہادی جب برسرِ اقتدار آیا تو اس نے اعلان کیا: ''میں اس گروہ کو ضرور قتل کروں گا'' اس

Marfat.com

نے حکم دیا کہ ایک ہزار درختوں کے تنے (زندیقوں کو سولی دینے کے لیے) تیار کیے جائیں۔ ہادی نے اس حکم کے صادر کرنے کے دو ماہ بعد وفات پائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن دأب اہل حجاز میں سب سے بڑھ کر ادیب اور شیریں لسان تھا اور خلیفہ ہادی کے یہاں اس کا وہ مرتبہ تھا جو عیسیٰ سے پہلے کسی کا نہیں ہوا۔ خلیفہ اپنے دربار میں ٹیک لگانے کے لیے کسی کو اجازت نہ دیتا تھا مگر عیسیٰ کے لیے ٹیک لگانے کی کوئی چیز لانے کا حکم دیتا تھا اور عیسیٰ سے کہا کرتا تھا: ''جب بھی میں نے تجھے ایک دن یا ایک رات نہیں دیکھا اور جب بھی تم میری نگاہوں سے اوجھل ہوئے تو میں نے ہمیشہ یہ تمنا کی کہ تمھارے سوا کسی کو نہ دیکھوں۔'' ایک بار ہادی نے حکم دیا کہ عیسیٰ کو بیک وقت تیس ہزار دینار دیے جائیں۔ صبح ہوئی تو عیسیٰ نے اپنے میر منشی کو حاجب کے پاس یہ رقم وصول کرنے کے لیے بھیجا۔'' حاجب نے کہا: ''یہ میرے اختیار میں نہیں، تم منظوری دینے والے افسرِ مجاز کے پاس جاؤ اور متعلقہ محکمے کی طرف رجوع کرو۔'' میر منشی نے واپس آ کر عیسیٰ کو یہ سب بتایا تو وہ بولا: ''تم اس رقم کو رہنے دو۔''

ایک دن خلیفہ ہادی بغداد میں اپنے محل کے بالا خانہ میں تھا کہ اس نے دور سے عیسیٰ بن دأب کو دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے حرّانی سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا تم ابن دأب کو نہیں دیکھ رہے کہ اس کی حالت نہیں بدلی۔ ہم نے اسے نوازا تاکہ ہماری مہربانی کے اثرات اس پر دکھائی دیں۔'' حرّانی نے عرض کیا: ''اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اسے متنبہ کروں؟'' ہادی نے کہا: ''نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔'' ابن دأب (عیسیٰ) دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور مصروفِ گفتگو ہوا۔ ہادی نے اسے کچھ چیز عطا کی اور کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے کپڑے دھلے ہوئے ہیں اور پرانے ہیں، جب کہ یہ موسمِ سرما ہے اور اس میں نئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔'' عیسیٰ بولا: ''میرا ہاتھ تنگ ہے۔'' ہادی نے کہا: ''کیسے؟ جب کہ ہم نے آپ کے لیے مال و رقم دینے کا حکم صادر کیا ہے اور یہ رقم آپ کے تصرّف کے لیے کافی ہے۔'' عیسیٰ نے عرض کیا: ''مجھ تک کوئی چیز نہیں پہنچی۔'' چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت خصوصی بیت المال کے انچارج کو طلب کیا اور اسے حکم دیا: ''اسی وقت تیس ہزار دینار لاؤ۔'' چنانچہ یہ رقم لا کر اس کے سامنے رکھ دی گئی۔

Marfat.com

خلافتِ ہارون الرشید

اس سال ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی بیعتِ خلافت، اسی رات کی گئی جس میں ہادی نے وفات پائی۔ خلیفہ ہارون نے جب اقتدار سنبھالا تو اس کی عمر بائیس برس تھی۔ اس کی والدہ خیزران امّ ولد تھی، وہ یمانی اور جرشیہ تھی۔ ہارون ذوالحجہ ۱۴۵ھ کے آخر میں رے میں پیدا ہوا۔ ایک قدرے ضعیف قول کی رُو سے وہ یکم محرّم ۱۴۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش سے سات دن پہلے فضل بن یحییٰ برمکی پیدا ہوا۔ ہارون کو فضل کی والدہ نے دودھ پلایا۔ جب کہ خیزران نے بھی فضل کو ہارون کے ساتھ دودھ پلایا۔

ہادی فوت ہوا تو یحییٰ بن خالد برمکی جیل میں بند تھا۔ کچھ مورخین کی رائے کے مطابق۔ اور خلیفہ ہادی نے اس کے قتل کا تہیّہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ ہرثمہ بن اعین ہارون کے پاس آیا تو ہارون نے اسے جیل سے نکالا اور اپنا وزیر بنالیا اور اس نے حکم دیا کہ تمام صوبوں میں خطوط بھیجے جائیں کہ ہارون خلیفہ بن گیا ہے اور ہادی فوت ہوگیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے: ہادی کی وفات کے بعد یحییٰ بن خالد ہارون کے پاس گیا تو ہارون اپنے بستر میں محوِ خواب تھا۔ کہا: ''اٹھیے اے امیر المومنین'' ہارون بولا: تم میرے لیے خلافت کو پسند کر کے مجھے کب تک ڈراتے رہوگے؟ اگر ہادی کو یہ اطلاع مل گئی کہ تم نے مجھے ''امیر المومنین'' کہہ کر بیدار کیا ہے تو پھر میرا کیا حشر ہوگا۔'' یحییٰ نے ہارون کو ہادی کی موت سے آگاہ کیا۔ اور مرحوم خلیفہ کی مُہر اسے پیش کی۔ جب دونوں میں ابھی بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ ایک اور فرستادہ آیا تو اس نے ہارون کو بیٹے کی ولادت کی خوش خبری دی۔ چنانچہ ہارون نے نومولود کا نام عبداللہ رکھا۔ یہی مامون کہلایا۔ پھر ہارون نے پوشاک پہنی، گھر سے نکلا۔ ہادی کی نماز جنازہ عیسیٰ باد میں پڑھائی۔ ابوعصمہ کو قتل کیا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔

ابوعصمہ کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن ہارون اور جعفر بن ہادی چلتے چلتے عیسیٰ باد کے ایک پل پر پہنچے۔ تو ابوعصمہ نے ہارون سے کہا: ''تم ٹھہر جاؤ، جب تک کہ ولی عہد پل سے پار نہ گزر جائے۔'' اس پر ہارون نے جواب دیا: ''آپ امیر ہیں آپ کے حکم کو سن لیا ہے اور اس کی تعمیل ہوگی۔'' چنانچہ جعفر کے پل سے گزرنے تک ہارون وہیں کھڑا رہا۔ یہ تھا ابوعصمہ کے قتل کا سبب۔

Marfat.com

ہارون الرشید جب بغداد پہنچا اور وہ دریا کے پل پر سے گزرا تو اس نے غوطہ خوروں کو طلب کیا اور کہا: مجھے مہدی نے ایک انگوٹھی عطا فرمائی تھی جس کی قیمت خرید ایک لاکھ دینار تھی۔ اس انگوٹھی کا نام الجبل تھا۔ جب مجھے بلانے کے لیے خلیفہ ہادی کا فرستادہ آیا تو میں یہاں اسی پُل پر تھا۔ فرستادے نے کہا کہ خلیفہ ہادی انگوٹھی طلب کر رہے ہیں تو میں نے وہ پانی میں پھینک دی۔'' غوطہ خوروں نے دریا میں غوطے لگائے اور بالآخر انگوٹھی نکال کر ہارون کو پیش کی۔ اس پر وہ بہت خوش ہوا۔

ہادی نے جب وفات پائی تو اس رات خزیمہ بن خازم نے جعفر بن ہادی پر دھاوا بولا۔ اس کے بستر سے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اسے دھمکی دی ''تم ولی عہدی سے دست بردار ہو جاؤ یا پھر میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔'' جعفر نے ولی عہدی سے دست بردار ہونا منظور کر لیا۔ اگلے روز خزیمہ سوار ہوا۔ جعفر کو عوام کے سامنے ظاہر کیا اور انہیں جعفر کی دست برداری پر گواہ بنایا۔ یوں اس نے عوام سے ان کی بیعت کا بوجھ اتار دیا۔ اس اقدام کی وجہ سے خزیمہ کو نئے خلیفہ ہارون کے یہاں تقرّبِ خصوصی حاصل ہوا۔

متفرق واقعات

اس سال شوال میں امین پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد ہے۔ مامون اس سے بڑا ہے۔

اسی سال ہارون الرشید نے یحییٰ بن خالد برمکی کو وزیر مقرر کیا اور کہا: میں نے تمھیں رعیت کا معاملہ سونپ دیا ہے۔ اب تم جس طرح مناسب سمجھو عوام پر حکومت کرو۔ جسے مناسب سمجھو برطرف کر دو اور جسے چاہو سرکاری عہدے پر فائز کرو۔'' چنانچہ اپنی مہر اسے عطا کر دی۔ اس پر ابراہیم موصلی نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سورج پہلے بے نور تھا مگر جب ہارون نے اقتدار سنبھالا تو اس کی روشنی چمک اٹھی۔ فیاض اور سخی ہارون اللہ کی طرف سے امانت دار ہے۔ اس بابرکت حکومت کا سرپرست ونگران تو ہارون ہے جب کہ یحییٰ وزیر مملکت ہے۔]

چنانچہ یحییٰ، ہارون الرشید کی والدہ خیزران کی رائے سے حکومتی اقدامات کرتا تھا۔

اس سال والی افریقہ یزید بن حاتم مہلبی نے وفات پائی تو اس کے بیٹے داود کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ کوہِ باجہ میں بغاوت ہوئی اور اس علاقے میں خارجیوں کی اباضیہ شاخ نے سر اٹھایا۔

Marfat.com

داود نے ان کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کیا مگر اباضیہ لوگ اس لشکر پر غالب آئے اور اسے شکست سے دوچار کیا۔ اب داود نے ان کی گوشمالی کے لیے ایک اور لشکر بھیجا، چنانچہ اباضیہ کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگے تو لشکر نے ان کا تعاقب کر کے بہت سوں کو مدت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ داود اس وقت تک افریقہ کا والی رہا جب تک کہ ہارون الرشید نے داود کے چچا روح بن حاتم کو افریقہ کا گورنر نہیں بنا دیا۔ داود کی مدتِ ولایت نو ماہ تھی۔

اس سال خلیفہ ہارون نے مدینے کے گورنری سے عمر بن عبدالعزیز کو ہٹا دیا اور وہاں کا نیا گورنر اسحاق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن سلام کو مقرر کیا۔

اس سال کچھ پوشیدہ افراد نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک نمایاں شخص طبا طبا علوی ہے یعنی ابراہیم بن اسماعیل۔ نیز علی بن حسین بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ظاہر ہوا۔ زنادقہ کے کچھ لوگ پوشیدہ رہے اور ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے یونس بن فروہ اور یزید بن فیض قابلِ ذکر ہیں۔

اس سال ہارون الرشید نے الجزیرہ اور قنسرین سے تمام سرحدات ختم کر دیں اور ان سب کو ایک حفاظت کر دیا اور ان کا نام عواصم رکھا گیا۔ اس نے فرج (ترکی خادم) کے ہاتھوں طرسوس کی آبادکاری و تعمیر کا حکم دیا اور لوگوں کو اس میں آباد کیا۔

ہارون الرشید نے خود حج کرایا اور حرمین میں بہت سے عطیات تقسیم کیے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہارون نے بذاتِ خود رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کے جہاد کی قیادت کی۔ ایک قول کی رو سے سلیمان بن عبداللہ بکائی نے اس جہاد کی کمان کی۔

مکہ اور طائف کا گورنر عبداللہ بن قثم، کوفہ کا گورنر موسیٰ بن عیسیٰ، بصرہ، بحرین، یمامہ، عمان، اہواز اور فارس کا وائسرائے محمد بن سلیمان بن علی تھا۔ خراسان کا گورنر فضل بن سلیمان طوسی اور موصل کا عامل عبدالملک تھا۔ اس سال اندلس کے حکمران عبدالرحمان اموی نفزہ کے بربروں پر دھاوا بولا اور ان کا قتلِ عام کیا۔ اس سال عبدالرحمٰن نے قرطبہ کی جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ پہلے اس جگہ گرجا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس مسجد کی تعمیر پر ایک لاکھ دینار خرچ کیے۔

Marfat.com

باب:۴۰

۱۷۲ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن اموی امیر اندلس کی وفات

اس سال ربیع الآخر میں صاحبِ اندلس عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نے وفات پائی۔ ایک قول کی رو سے اس نے ۱۷۲ھ میں وفات پائی اور صحیح تر قول یہی ہے۔ عبدالرحمٰن سرزمین دمشق میں پیدا ہوا تھا۔ ایک قول کے مطابق ۱۱۳ھ میں تدمُر کے نواح میں علیا کے مقام پر پیدا ہوا۔ جب کہ اس نے قرطبہ میں وفات پائی۔ اس کے بیٹے عبداللہ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس نے اپنے بیٹے ھشام کو اپنا ولی عہد قرار دیا تھا۔ اب ہوا یہ کہ اس کی وفات کے وقت ہشام ماردہ شہر میں تھا اور وہ وہاں کا گورنر تھا۔ جب کہ عبدالرحمٰن کا بڑا بیٹا سلیمان، طلیطلہ میں تھا اور یہ وہاں کا گورنر تھا۔ یہ دونوں اپنے والد کی وفات کے وقت اس کے پاس موجود نہ تھے۔ البتہ اس کے پاس عبداللہ المعروف بہ بَلَنْسی تھا۔ اس نے اپنے بھائی ہشام کے لیے لوگوں سے بیعت لے لی اور ہشام کو خط لکھا جس میں اسے اپنے والد کی وفات اور ہشام کے امیر اندلس ہونے کی اطلاع درج کی۔ ہشام یہ خط ملتے ہی قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔

عبدالرحمٰن کی مدّتِ حکمرانی تینتیس سال اور کچھ ماہ تھی۔ اس کی کنیت ابوالمُطرّف تھی۔ ایک قول کی رُو سے ابوسلیمان اور ایک قول کے مطابق ابوزید تھی۔ اس کی والدہ بربریہ تھی جو افریقی قیدیوں میں سے ایک تھی۔ عبدالرحمان کے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔

اس کا رنگ بھورا تھا۔ گال پتلے، قد لمبا، جسم دبلا تھا۔ بھینگا تھا اور اس کی دو لٹیں تھیں۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن زبان آور، فصیح، شاعر، بردبار، عالم، دوراندیش اور اپنے خلاف بغاوت کرنے والوں کے خلاف تیزی سے اقدام کرنے والا تھا۔ آرام طلب بالکل نہ تھا۔ سکون وقرار ناپسند تھا، ہردم متحرک رہتا۔ اپنے معاملات دوسروں کو نہ سونپتا تھا اور نہ ہی معاملات میں اپنی رائے مسلّط کرتا تھا۔ بہادر تھا، آگے بڑھنے والا، غور وفکر کر کے معاملے کی تہہ تک پہنچنے والا تھا، بہت محتاط، سخی وفیاض تھا۔ زیادہ تر سفید لباس پہنتا۔ وہ اپنی دوراندیشی، بالغ نظری، سختی اور مملکت پر کنٹرول میں خلیفہ منصور جیسا سمجھا جاتا تھا۔

اس کے دادا ہشام نے شام میں ایک سبزہ زار تیار کروایا تھا، اس کی مشابہت کرتے ہوئے عبدالرحمٰن نے ایک سبزہ زار بنوایا۔ جب وہاں سکونت پذیر ہوا تو اس نے کھجور کا ایک تنہا پیڑ دیکھا تو کہا: (ترجمہ اشعار)

[سبزہ زار کے وسط میں کھجور کا ایک درخت ہمارے لیے نمایاں ہوا، وہ کھجوروں کی سرزمین سے بہت دور سرزمینِ مغرب میں اگا۔ میں نے کہا: اپنے اصلی وطن سے دوری اور پردیس میں ہونے میں، یہ میرے جیسا ہے۔ یہ میرے مشابہ ہے کہ میں اپنی اولاد اور اہل وعیال سے طویل عرصے سے بہت دور ہوں۔ اے کھجور کے درخت تو ایسی سرزمین میں پروان چڑھا ہے، جس میں تو اجنبی ہے۔ تو دُوری اور بُعد میں بالکل میرے جیسا ہے۔ تجھے بارش کے پانی ہمیشہ سیراب کرتے رہیں اور دو چمکدار ستارے تجھ پر شبنم افشانی کرتے رہیں۔]

مشرق سے بنی امیّہ (کے افراد) نے عبدالرحمان کی طرف پہنچنا شروع کیا۔ ان میں سے مشہورترین شخص عبدالملک بن عمر بن مروان ہے اور یہی اندلس میں دعوتِ عباسیہ کو روکنے کا سبب بنا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے گیارہ بیٹے تھے۔

ہشام بن عبدالرحمٰن کی امارت کا تذکرہ

امیر عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے ہشام کو اپنا ولی عہد مقرّر کیا تھا۔ حالانکہ وہ سب سے بڑا بیٹا نہ تھا۔ چونکہ عبدالرحمٰن اس بیٹے میں وقار و دبدبہ اور حکومت سنبھالنے کی اہلیت پاتا تھا، اس لیے اسے ولی عہد بنایا۔ جب اس کے باپ نے وفات پائی تو اس وقت ہشام ماردہ میں وہاں کا ناظم تھا اور اس سے بڑا بھائی سلیمان طلیطلہ شہر میں تھا۔ سلیمان اپنے لیے اقتدار کا خواہاں تھا اور ہشام سے حسد کرتا تھا کہ

Marfat.com

باپ نے اسے کیوں فوقیت دی۔ وہ ہشام سے نافرمانی اور غداری کا عزم کیے ہوئے تھا۔ جب کہ اس کا ایک بھائی عبداللہ المعروف بلنسی قرطبہ میں اپنے باپ کے پاس حاضر تھا۔ عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد عبداللہ نے اپنے بھائی ہشام کے حق میں ازسرِ نو بیعت کی۔ اس سے پہلے اس نے اپنے والد کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس نے اپنے بھائی ہشام کے نام خط بھیج کر اسے اپنے والد کی وفات اور اس کے لیے بیعت لے لینے سے آگاہ کیا۔ ہشام یہ خط پڑھتے ہی قرطبہ کی جانب روانہ ہوا اور چھ دنوں کے بعد قرطبہ میں داخل ہوا اور اقتدار سنبھال لیا۔ عبداللہ، اپنی فرمان برداری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چلا، مگر اس کے دل میں کچھ اور تھا۔ ہم یہ تفصیلاً جلد ہی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

صحصح خارجی

الجزیرہ کا گورنر ابوہریرہ تھا۔ اس سال وہاں سے صحصح خارجی نمودار ہوا تو ابوہریرہ نے اس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا مگر اس نے لشکر کو شکست دی۔ صحصح نے موصل کا رخ کیا اور باجرمی کے مقام پر موصل کے لشکر سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اس نے اس لشکر کے بہت سے سپاہیوں کو شہید کیا اور واپس الجزیرہ چلا گیا۔ اس نے دیارِ ربیعہ پر قبضہ کرلیا۔ ہارون الرشید نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر بھیجا۔ دورین کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ لشکر نے باغی کو قتل کردیا۔ ہارون الرشید نے ابوہریرہ کو الجزیرہ کی گورنری سے برطرف کردیا۔

روح بن صالح کا قتل

ہارون نے اسی سال بنی تغلب سے صدقات وصول کرنے کے لیے موصل کے ایک فوجی کمانڈر روح بن صالح ہمدانی کو مامور کیا۔ اس کے اور بنی تغلب کے مابین جھگڑا ہوا تو اس نے لشکر اکٹھا کیا اور بنی تغلب کا قصد کیا۔ انہیں اطلاع ملی تو وہ بھی اکٹھے ہوئے اور روح کی جانب چل پڑے اور اس پر شب خون مارا۔ چنانچہ روح اور اس کے کئی ساتھی مارے گئے۔ جب حاتم بن صالح کو اس حادثے کی اطلاع ملی۔ جو اس وقت سکیر میں تھا تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور تغلب پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ان پر شب خون مارا۔ بنی تغلب کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بڑی تعداد کو قیدی بنالیا۔

Marfat.com

اس سال خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو موصل کی گورنری سے برطرف کیا اور اسحاق بن محمد کو وہاں کا گورنر بنایا۔

روح بن حاتم کا بحیثیت گورنر افریقہ تقرر

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں جب ہارون الرشید کو یزید بن حاتم کی وفات کی خبر پہنچی تو اُس نے اس کے بھائی روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلّب بن ابی صفرہ کو افریقہ کا گورنر مقرر کیا۔ روح رجب میں افریقہ پہنچا۔ اس کا بھتیجا داود بن یزید افریقہ کا گورنر تھا، جب اس کا چچا روح وہاں پہنچا تو داود واپس خلیفہ ہارون کی جانب چلا۔ ہارون نے اسے سرکاری عہدے پہ فائز کر دیا۔

روح کا بیان ہے: میں فلسطین کا گورنر تھا، مجھے ہارون الرشید نے طلب کیا، میں حاضر ہوا تو خلیفہ کو میرے بھائی یزید کی وفات کی اطلاع مل چکی تھی، چنانچہ اس نے کہا: ''اللہ تمھیں، تمہارے بھائی کی وفات کا صدمہ حسن کارانہ انداز سے برداشت کرنے کی ہمت دے۔ میں نے اس کی جگہ تمہارا تقرر کر دیا ہے تاکہ تم اس کی کارکردگی اور منصوبوں کو تحفظ واستحکام دے سکو۔'' یہ حکم سن کر روح افریقہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے دورِ حکومت میں افریقہ پرامن رہا اور فتنوں سے محفوظ رہا۔ البتہ اس کے بھائی یزید نے افریقہ میں خارجیوں کو خوب قتل کیا تھا اور وہ دب گئے تھے۔ پھر روح نے قیروان میں وفات پائی اور وہ اپنے بھائی یزید کی قبر کے ساتھ ہی دفن ہوا۔ اس کی وفات ۱۷۴ھ میں ہوئی۔

منصور نے جب یزید بن حاتم کو افریقہ کا گورنر بنایا تو اس کے بھائی روح کو سندھ کا گورنر بنایا۔ کسی درباری نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ نے ان دونوں بھائیوں کی قبروں میں بہت زیادہ فاصلہ کر دیا ہے۔'' چنانچہ یزید نے قیروان میں وفات پائی۔ پھر روح افریقہ کا گورنر بنا تو اس نے وہیں وفات پائی اور اپنے بھائی یزید کے پہلو میں دفن ہوا۔ یاد رہے کہ مشرق میں روح یزید سے زیادہ معروف ومشہور تھا۔ جب کہ یزید مغرب میں زیادہ مشہور تھا، کیوں کہ وہ وہاں کافی مدّت تک گورنر رہا اور اس نے وہاں باغیوں کی اچھی طرح خبر لی۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال خراسان سے ابوالعباس فضل بن سلیمان آیا تو ہارون الرشید نے وہاں کا گورنر جعفر بن محمد بن اشعث کو مقرر کیا۔ جب یہ خراسان پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے عبّاس کو کابل روانہ کیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں سے لڑکر کابل فتح کرلیا۔ پھر سانہار فتح کیا اور وہاں سے اموالِ غنیمت پایا۔

اس سال ہارون نے ابوہریرہ محمد بن فروخ کو قتل کیا جو الجزیرہ کا گورنر تھا۔ ہارون الرشید نے اس کی طرف ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیجا۔ وہ اسے گرفتار کر کے بغداد لایا تو اسے قتل کردیا۔ اس سال ہی ہارون الرشید نے حکم دیا کہ آلِ ابی طالب کو بغداد سے نکال کر مدینہ منورہ بھیج دیا جائے سوائے عبّاس بن حسن بن عبداللہ بن ابی طالب کے۔ اس سال فضل بن سعد حروری نے بغاوت کی تو اسے ابوخالد مرورو ذی نے قتل کیا۔ اس سال ہی روح بن حاتم افریقہ سے آیا۔ اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس نے حج پڑھایا۔

Marfat.com

باب:۴۱

۱۷۲ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کا اپنے بھائی ہشام کے خلاف بغاوت

اس سال۔اور کہا گیا ہے ۱۷۳ھ میں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔امیر اندلس عبدالرحمٰن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ نے اپنے بھائی ہشام کی فرمان برداری سے سرتابی کی۔جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ہشام اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا۔جب اس کا اقتدار مستحکم ہوگیا تو اس کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ المعروف بہ بَلَنْسی تھا۔ہشام اسے ہمیشہ ترجیح دیتا رہا اور اسے پیش پیش رکھتا رہا مگر عبداللہ اقتدار میں شرکت کا متمنی تھا اور اس سے کم کسی چیز پر خوش نہ تھا۔پھر اسے اپنے بھائی ہشام سے خطرہ محسوس ہوا تو وہ بھاگ کر اپنے بھائی سلیمان کے پاس طلیطلہ چلا گیا۔عبداللہ جب قرطبہ سے نکلا تو اس کے تعاقب میں ہشام نے ایک دستہ بھیجا مگر وہ اس تک نہ پہنچ سکا۔ہشام نے اپنی فوج اکٹھی کی اور طلیطلہ کا رخ کیا اور وہاں جا کر اپنے دونوں بھائیوں کا محاصرہ کر لیا۔سلیمان نے بہت سے لوگ اکٹھے کر لیے تھے،جب ہشام نے دونوں بھائیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا تو سلیمان نے اپنے بیٹے اور اپنے بھائی عبداللہ کو طلیطلہ میں چھوڑا کہ وہ شہر کی حفاظت کرتے رہیں اور خود لشکر لے کر قرطبہ کی جانب کوچ کیا تاکہ اس پر قبضہ کرے۔ہشام صورتِ حال سے آگاہ تھا مگر اس نے وہاں سے اِدھر اُدھر حرکت نہ کی بلکہ جم کر طلیطلہ کا محاصرہ جاری رکھا۔

ادھر سلیمان لشکر لیے شقندہ پہنچا اور اس شہر میں داخل ہوگیا۔اب اہلِ قرطبہ اپنا دفاع اور تحفظ کرتے ہوئے اس کے مقابلے میں نکل آئے۔پھر ہشام نے سلیمان کے تعاقب میں اپنے بیٹے

Marfat.com

عمید الملک کو فوج کا ایک حصہ دے کر بھیجا، جونہی یہ فوجی قریب پہنچے تو سلیمان بھاگ نکلا اور ماردہ شہر کا رخ کیا۔ ہشام کی طرف سے اس شہر کا مقرّر کردہ ناظم، سلیمان کے مقابلے کے لیے سامنے آیا اور سلیمان کے خلاف لڑا۔ سلیمان نے شکست کھائی۔ اُدھر ہشام دو ماہ اور کچھ دنوں تک طلیطلہ کا محاصرہ کیے رہا، پھر محاصرہ ختم کر کے واپس ہوا۔ اس نے طلیطلہ کے درخت کاٹ دیے۔ اب اس کا رخ قرطبہ کی جانب تھا۔ اس کا بھائی عبداللہ، امان لیے بغیر اس کے پاس پہنچا۔ ہشام نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

جب ۱۷۴ھ کا سال شروع ہوا تو ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو لشکرِ جرار کے ساتھ تدمیر روانہ کیا کیوں کہ وہاں سلیمان تھا، معاویہ نے اس کے خلاف لڑائی کی اور تدمیر کے نواح کو تباہ و برباد کر دیا۔ معاویہ کے زیرِ کمان لشکر نے اس تمام علاقے کا اقتدار حاصل کر لیا اور سمندر تک جا پہنچے۔ سلیمان تدمیر سے بھاگ نکلا اور بلنسیہ کے نواح میں موجود بربروں کے ہاں پناہ لی۔ کیوں کہ وہاں کا علاقہ دشوار گزار اور دلدلی تھا، اس لیے معاویہ قرطبہ کی طرف واپس ہوا۔ پھر ہشام اور سلیمان کے مابین یہ معاہدہ ہوا کہ سلیمان اپنے اہل وعیال کو لے، اپنا مال ودولت بھی ساتھ لے اور اندلس سے نکل جائے۔ ہشام نے اسے اپنے باپ کے ترکے سے صلح کے طور پر ساٹھ ہزار دینار دیے۔ چنانچہ سلیمان بربروں کے علاقے کی طرف چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

ہشام کے خلاف کچھ اور لوگوں کی بغاوت

اسی سال اندلس میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے شاغنت کے مقام پر سرکشی کی۔ یہ مشرقی اندلس میں طرطوشہ کے صوبے میں واقع ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ سعید نے یہاں اس وقت پناہ لی تھی، جب اس کا باپ قتل ہوا تھا۔ اس نے یمنیوں کی طرف دعوت دی اور ان کی طرف داری کی۔ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس کا ساتھ دیا اور وہ طرطوشہ شہر کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے وہاں کے گورنر یوسف قیسی کو وہاں سے نکال دیا۔ سعید کی مخالفت موسیٰ بن فرتون نے کی اور ہشام کی حمایت کی دعوت دی۔ مضر نے اس کی تائید کی۔ دونوں کی لڑائی ہوئی تو سعید نے شکست کھائی اور قتل ہوا۔ موسیٰ نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے خلاف حسین بن یحییٰ کے آزاد

Marfat.com

کردہ غلام بُجدر نے عوام کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ لڑائی کی۔موسیٰ مارا گیا۔

مطروح بن سلیمان بن یقظان نے بھی برشلونہ شہر میں سرکشی کی۔اس کے ساتھ عوام کی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔اس شخص نے سرقسطہ اور وشقہ شہروں کا اقتدار سنبھال لیا اور اس علاقے پر قبضہ کرلیا۔اس نے خوب طاقت پکڑی۔کیوں کہ ہشام اپنے بھائیوں سلیمان اور عبداللہ کے خلاف لڑنے میں مصروف تھا۔

متفرق واقعات

اس سال ہارون الرشید نے اسحاق بن محمد کو موصل کی گورنری سے معزول کیا اور اس کی جگہ سعید بن سَلم کا تقرّر کیا۔ہارون الرشید نے۔معن بن زائدہ کے بھتیجے۔یزید بن مزید بن زائدہ کو آرمینیا کی گورنری سے ہٹایا اور وہاں کا گورنر اپنے بھائی عبیداللہ بن مہدی کو مقرّر کیا۔

اس سال رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کے جہاد کمان اسحاق بن سلیمان بن علی نے کی۔اس سال ہارون الرشید نے اہلِ السواد سے وہ عشر ختم کردیا جو ان سے نصف وصول کیا جاتا تھا۔ یعقوب بن منصور نے اس سال حج کرایا۔

وفیات

اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عبّاس نے وفات پائی۔یہ عبدالملک کا بھائی ہے۔اسی سال سلیمان بن بلال نے وفات پائی۔یہ ابن ابی عتیق کا آزاد کردہ غلام تھا۔

ابو یزید ریاح بن یزید لخمی زاہد نے قیروان شہر میں وفات پائی۔ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔

Marfat.com

باب:۴۲

۲۷۳ھ کے واقعات

اس سال محمد بن سلیمان بن علی نے بصرہ میں وفات پائی تو خلیفہ ہارون نے اس کے ترکے پر قبضہ کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔اس ترکے میں کافی بڑی مقدار میں مال ومتاع اور چوپائے تھے۔ انہوں نے خلیفہ کے لیے موزوں مال تو ضبط کرلیا اور جو غیر موزوں تھا، اسے وہیں رہنے دیا۔یہ کل چھ کروڑ مالیت کا مال تھا جو انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔جب یہ سارا مال خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس نے بہت سا مال اپنے ندیموں اور گویّوں کو دے دیا اور باقی ماندہ سرکاری خزانہ میں رکھ دیا۔

محمد بن سلیمان کے ترکے کو ضبط کرنے کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن سلیمان کا بھائی جعفر اس سے حسد کرتا تھا اور اپنے بھائی کے خلاف خلیفہ ہارون الرشید کے حضور چغلی کھاتا رہتا تھا اور کہتا تھا: ''اس نے مال و جاگیر سے کہیں بڑھ کر اس قدر مال و دولت اس لیے اکٹھا کر رکھا ہے تاکہ وہ اپنے من کی مراد (خلافت) پانے میں اس سے تقویت حاصل کرے اور یہ کہ محمد بن سلیمان کے اموال پر قبضہ کرنا امیرالمؤمنین کے لیے بالکل جائز وروا ہے۔'' اس چغلی سے متاثر ہوکر خلیفہ ہارون نے حکم دے رکھا تھا کہ اس کی رسیدوں اور تحریروں کو سنبھال کر رکھا جائے۔جب محمد بن سلیمان نے وفات پائی تو اس کی تحریریں اور رسیدیں اس کے بھائی جعفر کو پیش کی گئیں۔اسی نے ان رسیدوں کے ذریعہ اپنے بھائی کے خلاف دلیل وحجّت قائم کی اور چوں کہ جعفر کے سوا، اس کا کوئی ماں اور باپ کی طرف سے بھائی نہ تھا،لہٰذا اس نے ان رسیدوں کو تسلیم کیا۔لہٰذا محمد بن سلیمان کے اموال پر قبضہ کرلیا گیا۔

Marfat.com

خیزران کی وفات

اس سال ہارون الرشید کی والدہ خیزران نے وفات پائی۔ ہارون نے اس کا جنازہ اٹھایا اور اسے قریش کے قبرستان میں دفن کیا۔ جب والدہ کے دفن سے فارغ ہوا تو جعفر بن یحییٰ بن خالد سے مہر واپس لے کر فضل بن ربیع کو عطا کی۔ اس سال خلیفہ ہارون نے خراسان سے جعفر بن محمد بن اشعث کو واپس بلالیا اور اس کے بیٹے عباس کو وہاں کا گورنر مقرر کردیا۔ اس سال ہارون الرشید نے حج کرایا اور اس مقصد کے لیے بغداد سے احرام باندھا۔

وفیات

اس سال اندلس کے علاقے میں جلیقیہ کے بادشاہ مورقاط نے وفات پائی۔ اس کے بعد برمند بن کلوریہ پادری حکمران بنا۔ پھر وہ اقتدار سے دست بردار ہوگیا اور راہب بن گیا۔ اس نے اپنے بھتیجے کو بادشاہ بنادیا۔ اس کے بھتیجے نے ۱۷۵ھ میں حکومت سنبھالی۔

اس سال سلام بن ابی مطیع نے وفات پائی۔ نیز جویریہ بن اسماء بن عبید بصری نے وفات پائی۔ اس سال ابوعبداللہ مروان بن معاویہ بن حارث بن اسماء الفزاری نے وفات پائی۔ اس کی موت مکہ میں اچانک ہوئی۔

Marfat.com

باب:۴۳

۱۷۴ھ کے واقعات

اس سال ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ اور مکران کا گورنر مقرر کیا۔اس سال خلیفہ نے یوسف بن ابی یوسف کو قاضی مقرر کیا، حالانکہ ان کے والد ابو یوسف بقیدِ حیات تھے۔اس سال روح بن حاتم نے وفات پائی۔ہارون نے آل جُودی کی جانب کوچ کیا۔ وہ جزیرہ ابن عمر میں قردی اور بازبدی کے مقام پر فروکش ہوا اور وہاں محل تعمیر کروایا۔عبدالملک بن صالح نے رومیوں کے خلاف موسم گرما کی لشکرکشی کی قیادت کی۔ہارون الرشید نے حج پڑھایا اور لوگوں میں بہت سا مال تقسیم کیا۔

اس سال موصل کے قاضی علی بن مسہر کو برطرف کر کے وہاں کا قاضی اسماعیل بن زیاد دولابی کو مقرر کیا گیا۔

Marfat.com

باب:۴۴

۱۷۵ھ کے واقعات

اس سال ہارون الرشید نے اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کو ولی عہد مقرر کیا اور اسے الامین کا لقب دیا۔ پھر اس کے حق میں لوگوں سے بیعت کی۔ حالانکہ اس کی عمر پانچ سال تھی۔ اس بیعت کا سبب یہ ہوا کہ محمد کا ماموں عیسیٰ بن جعفر بن منصور فضل بن یحییٰ کے پاس آیا اور اس سے اس سلسلے میں تعاون کی درخواست کی اور اس سے کہا: ''یہ آپ کا بیٹا ہے اور اس کی خلافت آپ کے حق میں مفید ہے۔'' فضل نے اس سے وعدہ کر لیا اور پھر اس بارے میں کوشش کی۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اس کے حق میں ولی عہد ہونے کی بیعت کر لی۔

اس سال ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا اور وہاں گورنر غطریف بن عطاء کو مقرّر کیا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح نے رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کے جہاد کی کمان کی اور اقریطیہ تک جا پہنچا۔ ایک قول کی رُو سے خود عبدالملک نے اس جہاد کی کمانڈ کی۔ سخت سردی کی وجہ سے بہت سے مجاہدین کے ہاتھ اور پاؤں جھڑ گئے۔

اس سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی نے دیلم کا رخ کیا اور وہاں جا کر متحرک ہو گیا۔ اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے حج کرایا۔

ھشام کی مطروح اور اپنے دونوں بھائیوں پر فتح یابی

اس سال ھشام بن عبدالرحمٰن امیر اندلس اپنے دونوں بھائیوں سلیمان اور عبداللہ سے

Marfat.com

فارغ ہوااور دونوں کواندلس سے جلا وطن کر دیا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو وہ مطروح بن سلیمان بن یقظان سے نبٹنے کے لیے تیار ہوا۔ چنانچہ اس نے مطروح کی گوش مالی کے لیے ایک لشکرِ جرار ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ مطروح سرقسطہ میں تھا۔ اس لشکر نے اس کا محاصرہ کرلیا مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ چنانچہ ابوعثمان نے اسے چھوڑ کر طرسونہ قلعے میں پڑاؤ کیا۔ یہ قلعہ سرقسطہ کے نزدیک تھا۔ وہ وہاں سے سرقسطہ کی فوج کے خلاف حملہ کرنے کے لیے دستے بھیجتا جوان تک رسد نہ پہنچنے دیتے۔ ایک دن مطروح، عصر کے وقت شکار کے لیے نکلا۔ اس نے پرندے پر جھپٹنے کے لیے باز چھوڑا۔ باز نے پرندہ شکار کرلیا تو مطروح گھوڑے سے نیچے اترا تا کہ اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ اس کے ساتھ صرف دو آدمی تھے، باقی لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان دونوں نے مطروح کو قتل کیا، اس کا سر کاٹا اور اسے اٹھا کر ابوعثمان کے پاس لے گئے۔ وہ سرقسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں جا کر اس سے وہاں کے لوگوں نے اطاعت اختیار کرنے کے سلسلے میں مراسلت کی۔ اس نے ان کی اطاعت قبول کی۔ سرقسطہ میں پڑاؤ ڈالا اور مطروح کا سر ہشام کی خدمت میں بھیج دیا۔

ہشام کی اندلس میں معرکہ آرائی

جب ابوعثمان مطروح کی مہم سے فارغ ہوا تو وہ لشکر لے کر فرنگیوں کے ملک کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی منزل اَلَبہ اور قلاع تھیں۔ دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو اس نے فتح پائی اور دشمن کی بہت بڑی تعداد کو تہہ تیغ کیا۔

اسی سال ھشام نے ایک لشکر یوسف بن بخت کی کمان میں جلّیقیہ بھیجا۔ اس کا مقابلہ ان کے بادشاہ برمند کبیر سے ہوا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ جلّیقیہ کے باشندوں نے شکست کھائی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

اس سال اہلِ طلیطلہ نے امیر ہشام کی اطاعت اختیار کی تو اس نے انہیں امان دی۔ اس سال میں ہی ھشام نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جیل میں ڈال دیا، کیوں کہ اس کے بارے میں اسے کوئی بات پہنچائی گئی تھی۔ ھشام اپنے والد کی زندگی میں اور اپنے بھائی کے دورِ اقتدار کے کچھ عرصے میں قید خانے میں بندرہا۔ چنانچہ اس نے ۱۹۸ھ میں جیل میں وفات پائی۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال خراسان میں حصین خارجی نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ یہ قیس بن ثعلبہ کے موالی میں سے تھا اور یہ شخص اہلِ اوق میں سے تھا۔ اس وقت سجستان کا گورنر عثمان بن عمارہ تھا۔ اس نے حصین کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا مگر حصین نے اسے شکست دی۔ پھر حصین نے خراسان کا رخ کیا اور باذغیس، بوشنج اور ہرات کا قصد کیا۔ ہارون الرشید نے اس کے قلع قمع کے لیے غطریف کے نام خط بھیجا۔ غطریف نے اس کی سرکوبی کے لیے داود بن یزید کی قیادت میں بارہ ہزار کی نفری پر مشتمل لشکر بھیجا۔ حصین نے چھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ اس لشکر کا مقابلہ کیا، اسے شکست دی اور بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔ پھر حصین نے خراسان کا قصد کیا۔ حتیٰ کہ وہ ۱۷۷ھ میں مارا گیا۔

وفیات

اس سال فقیہ لیث بن سعد نے مصر میں وفات پائی۔ اسی سال ابوالعنبس محمد بن اسحاق بن ابراہیم شاعر نے وفات پائی۔ اس سال مسیّب بن زہیر بن عمرو بن مسلم ضبّی فوت ہوا۔ اور کہا گیا ہے وہ ۱۷۶ھ میں فوت ہوا۔ یہ خلیفہ منصور اور خلیفہ مہدی کی پولیس کا سربراہ تھا اور مہدی نے اسے خراسان کا گورنر مقرر کیا تھا۔

اس سال ادریس بن ادریس بن حسن بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

Marfat.com

باب:۴۵

۱۷۶ھ کے واقعات

یحییٰ بن عبداللہ کا دیلم میں ظہور

اس سال دیلم میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے سرکشی کی۔اس کی شان وشوکت بڑھی، پیروکاروں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا کہ تمام شہروں سے لوگ اس کے پاس آنے لگے۔اس پر ہارون الرشید کو سخت تشویش ہوئی۔چنانچہ اس نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار نفری پر مشتمل لشکر کی کمان سونپی۔اسے جرجان،طبرستان اور رے وغیرہ کا گورنر مقرر کیا۔اسے کافی مال ودولت دیا۔فضل نے کوچ کیا اور یحییٰ بن عبداللہ سے خطوط کا تبادلہ شروع کر دیا۔خطوط میں نرمی، سختی، تنبیہ اور مشورہ سبھی کچھ تھا۔فضل طالقان کے علاقے میں اشب کے مقام پر خیمہ زن ہوا اور یحییٰ کی طرف پے در پے خطوط بھیجے۔اس نے دیلم کے گورنر سے بھی خط وکتابت کی اور اسے دس لاکھ درہم دیے تاکہ وہ یحییٰ بن عبداللہ کی بغاوت کو اس کی خاطر آسان بنادے۔بالآخر یحییٰ صلح کی جانب مائل ہوا بشرطیکہ ہارون الرشید اپنے ہاتھ سے اسے امان لکھ کر دے، نیز اس امان نامے پر قاضیوں، فقیہوں اور بنی ہاشم کے معززین کی گواہیاں ثبت ہوں جن میں عبدالصمد بن علی بھی شامل ہو۔ہارون الرشید نے یہ پیش کش قبول کر لی اور اظہارِ مسرّت کیا۔فضل بن یحییٰ کا ہارون کے ہاں مرتبہ بڑھا۔ہدایا وتحائف کے ساتھ امان روانہ کر دی گئی۔یحییٰ بغداد میں فضل کی معیت میں داخل ہوا تو خلیفہ نے اس کا خیر مقدم کیا اور حکم دیا کہ اسے بہت سا مال دیا جائے۔

پھر خلیفہ ہارون نے اسے جیل میں ڈال دیا، چنانچہ یحییٰ نے وہیں قید خانے میں وفات پائی۔

یحییٰ کو دیا گیا امان نامہ خلیفہ نے محمد بن حسن فقیہ اور ابوالبختری قاضی کے سامنے رکھا تو محمد

Marfat.com

نے کہا: ''یہ امان درست ہے۔'' ہارون الرشید نے بحث کی تو فقیہ محمد نے کہا: ''اگر وہ محارب (لڑنے پر کمر بستہ ہے) ہے تو وہ امان کو کیا کرے گا؟ پھر کیا وہ امان حاصل کرنے کے بعد برگشتہ ہو جائے گا؟'' قاضی ابو البختری نے کہا: ''یہ امان اِس اِس وجہ سے بے جوڑ ہے۔'' چنانچہ خلیفہ نے وہ امان نامہ پھاڑ دیا۔

عمر بن مہران کا گورنر مصر بننا

اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر کی گورنری سے برطرف کیا اور مصر کا انتظام جعفر بن یحییٰ بن خالد کو سونپا۔ چنانچہ جعفر نے مصر کا گورنر عمر بن مہران کو مقرر کیا۔

موسیٰ کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ ہارون کو یہ اطلاع ملی کہ موسیٰ نے بغاوت کا عزمِ مصمّم کر لیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: ''میں اسے معزول کر کے اپنے دربار کے حقیر ترین آدمی کو اس عہدے پر مامور کروں گا۔'' خلیفہ نے جعفر کو حکم دیا تو اس نے عمر بن مہران کو پیش کیا۔ یہ شخص بھینگا اور بدصورت تھا۔ اس کا لباس انتہائی بے وقعت تھا۔ وہ اپنے غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا کرتا تھا۔ جب خلیفہ نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا آپ مصر کے گورنر بننا پسند کریں گے؟'' عرض کیا: ''میں کچھ شرائط پر وہاں کا گورنر بنوں گا۔ ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ گورنری ترک کرنا میری مرضی پر موقوف ہوگا۔ جب میں ملکِ مصر کے حالات درست کر لوں گا تو وہاں سے واپس آ جاؤں گا۔'' خلیفہ نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔

عمر بن مہران روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو گورنر موسیٰ کے گھر میں داخل ہو کر سب لوگوں سے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب لوگ چلے گئے تو گورنر موسیٰ نے پوچھا: ''کیا کوئی کام ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' پھر فرمانِ خلافت پیش کیا۔ موسیٰ جب فرمان پڑھ چکا تو بولا: ''کیا ابو حفص۔ اللہ انہیں باقی رکھے۔ تشریف لا رہے ہیں؟'' کہا: ''میں ہی ابو حفص ہوں۔'' موسیٰ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرعون پر لعنت کرے کہ اس نے کہا تھا: الیس لی ملکُ مصر (الزخرف:۵۰) (کیا مصر کا ملک میرے قبضے میں نہیں۔) پھر اقتدار اسے سونپ دیا۔

عمر نے اپنے سیکریٹری کو حکم دیا کہ وہ صرف وُہی ہدیہ قبول کرے جو تھیلی میں سما جائے۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے ہدایا بھیجے تو اس نے جانور قبول کیا نہ باندی۔ وہ صرف رقم اور کپڑے قبول کرتا۔

Marfat.com

اس نے تمام ہدایا پر دینے والوں کے نام لکھے اور انہیں رکھ دیا۔ اہلِ مصر کی عادت تھی کہ وہ ٹیکس ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے اور اسے قسطوں میں ادا کرتے تھے۔ گورنر عمر نے ٹیکس وصول کرنے کے لیے ایک مصری سے آغاز کیا تو اس نے حسبِ عادت ٹال مٹول کی تو عمر نے قسم اٹھائی کہ وہ یہ ٹیکس صرف مدینۃ السّلام (بغداد) میں ہی ادا کرے گا۔ چنانچہ مصری نے جب ٹیکس دیا تو گورنر نے قبول نہ کیا۔ بلکہ اسے بغداد بھیج دیا، اس مصری نے وہاں جا کر ٹیکس ادا کیا۔ اس کارروائی کے بعد کسی مصری نے ٹیکس دینے میں ٹال مٹول سے کام نہ لیا۔ گورنر نے پہلی قسط وصول کی، پھر دوسری قسط۔ جب تیسری قسط کی ادائیگی کا وقت آیا تو مصریوں نے پھر ٹال مٹول کی اور معیشت کی تنگی کی شکایت کی۔ اس پر گورنر عمر نے وہ تمام ہدیا پیش کرنے کا حکم دیا اور جو ہدیہ جس نے دیا تھا، اسے واپس کرنے کے لیے کہا۔ گورنر نے انہیں باقی ماندہ رقم جلد پیش کرنے کا حکم دیا۔ اب مصریوں نے فوراً باقی ماندہ ٹیکس ادا کر دیا۔ یوں گورنر نے مصر کے ٹیکس مکمل طور پر وصول کر لیے۔ کسی اور گورنر نے مصر سے مکمل طور پر کبھی ٹیکس وصول نہ کیا تھا۔ اس کے بعد عمر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔

دمشق میں خانہ جنگی کا فتنہ

اس سال مضریہ اور یمانیہ کے مابین خانہ جنگی کا فتنہ برپا ہوا۔ مضریہ کی قیادت کر رہا تھا ابوالہیذام عامر بن عمارہ بن خزیم النّاعم بن عمرو بن حارث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرّۃ بن نشبہ بن غیظ بن مرّۃ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان المرّی۔ عرب کے مشہور بہادروں میں سے ایک۔

فتنہ کا سبب یہ ہوا کہ بجستان میں ہارون الرشید کے ایک گورنر نے ابوالہیذام کے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس پر ابوالھیذام نے شام میں بغاوت کی۔ اس نے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس نے اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہا: (ترجمہ اشعار)

[میں جلد ہی تجھ پر پتلی تلواروں اور نیزوں کے ذریعے گریہ کروں گا۔ ان ہتھیاروں کے ذریعے سے ہی انتقام کا طلبگار بدلہ لیتا ہے۔ ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو اپنے بھائی کی موت پر اپنی آنکھوں کا پانی نچوڑ دیتے ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں کہ اپنے کسی ہلاک ہونے

Marfat.com

والے پر ہمارے آنسو نہیں بہتے، اگر چہ ہماری کمر ٹوٹ جائے۔ مگر میں تو دشمن پر غارت گری سے اپنے دل کو شفا دوں گا۔ میں دشمن کے لشکر کے دونوں گوشوں میں انگارے دہکاؤں گا۔]

کہا گیا ہے کہ یہ اشعار ابوالہیذ ام کے نہیں کسی اور کے ہیں مگر درست یہی ہے کہ یہ اشعار اُسی کے ہیں۔

پھر ہارون الرشید نے ابوالہیذ ام کے ایک بھائی کے ذریعے اس پر حیلہ سازی کی۔ اس شخص نے ابوالہیذ ام کو خط بھیج کر اسے آمادہ کیا۔ پھر اس پر حملہ کر کے اس کی مشکیں کسیں اور اسے خلیفہ کی خدمت میں لے آیا۔ مگر خلیفہ نے اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا۔

کہا گیا ہے: شام میں خانہ جنگی کا یہ فتنہ یوں پھیلا کہ بنی قین کا ایک آدمی غلہ پسوانے کے لیے بلقاء کے مقام میں چکی کی طرف جا رہا تھا کہ اس کا گورنر لخم یا جذام قبیلہ کے ایک آدمی کے کھیت سے ہوا۔ اس میں تربوز اور ککڑی تھی۔ اس نے تربوز اور ککڑی توڑ کر کھائے تو کھیت کے مالک نے اسے گالی دی۔ دونوں جھگڑے اور ایک دوسرے کی پٹائی کی۔ پھر قینی چلا گیا۔ تربوزوں کے کھیت کے مالک نے یمنیوں کا ایک جتھہ اکٹھا کر لیا کہ وہ قینی کی پٹائی کرے جب وہ واپس آئے۔ جب وہ واپس آیا تو ان لوگوں نے اس کی پٹائی کی، کچھ اور لوگوں نے اس قینی کی مدد کی۔ چنانچہ اس مار پیٹ میں ایک یمنی مارا گیا۔ یمنیوں نے اس کے خون بہا کا مطالبہ کیا اور اس مقصد کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

اس وقت دمشق کا گورنر عبدالصمد بن علی تھا۔ جب لوگوں نے خطرہ محسوس کیا کہ یہ معاملہ حد سے بڑھ جائے گا تو باہمی صلح کی خاطر معتبر و سرکردہ افراد اکٹھے ہو کر بنی قین کے پاس آئے اور ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے ان کے مطالبات تسلیم کر لیے۔ جب یہی وفد یمنیوں کے پاس پہنچا اور صلح و صفائی کے لیے ان سے بات چیت کی تو انہوں نے ارکانِ وفد سے کہا: آپ حضرات تشریف لے جائیں تاکہ ہم غور و فکر کر لیں۔'' مگر ان یمنیوں نے بنی قین پر رات کے وقت اچانک دھاوا بول دیا اور ان کے چھ سو آدمی۔ ایک قول کی رو سے تین سو۔ قتل کر دیے۔ بنی قین نے قضاعہ اور سلیح سے مدد مانگی، مگر انہوں نے ان کی مدد نہ کی۔ اب انہوں نے قیس سے مدد طلب کی تو انہوں نے ہامی بھری۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ چل دیے۔ سرزمین بلقاء میں صدالیک کے مقام کی طرف اور انہوں نے آٹھ سو یمنی قتل

Marfat.com

کر دیے۔ دونوں کے مابین کئی بار لڑائیاں ہوئیں۔

عبدالصمد کو دمشق کی گورنری سے معزول کر دیا گیا اور ابراہیم بن صالح بن علی کو اس کی جگہ متعین کیا گیا۔ مگر دونوں گروہوں کے مابین تقریباً دو سال تک جھڑپیں ہوتی رہیں۔ بثنیہ کے مقام پر فریقین میں تصادم ہوا جس میں آٹھ سو یمنی ہلاک ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے باہم صلح کر لی۔

دمشق کا گورنر ابراہیم بن صالح خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اس کا میلان یمنیوں کی طرف تھا۔ تو اس نے قبیلہ قیس پر خلیفہ کے سامنے تنقید کی۔ مگر قبیلہ قیس کی صفائی عبدالواحد بن بشر نصری نے کی، جس کا تعلق بنو نصر سے تھا۔ خلیفہ نے ان کا عذر قبول کر لیا۔ پھر قیس کے افراد واپس چلے گئے۔ ابراہیم نے اپنے بیٹے اسحاق کو دمشق پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اس کا رجحان بھی یمنیوں کی طرف ہی تھا۔ اس نے قبیلہ قیس کے کچھ لوگوں کو پکڑا اور انہیں جیل میں ڈال دیا۔ ان کی پٹائی کی اور ان کی ڈاڑھیاں مونڈیں۔ اس پر لوگ مشتعل ہو گئے۔ چنانچہ غسان قبیلے کے افراد نے قیس بن عبسی کی نسل کے ایک آدمی کو حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقتول کا بھائی حورانی کے مقام پر موجود زواقیل قبیلہ کے کچھ لوگوں کے پاس گیا اور ان سے مدد مانگی۔ ان لوگوں نے اس کی مدد کرتے ہوئے کچھ یمنی افراد کو موت کے گھاٹ اتارا۔

یمنیوں نے کلیب بن عمرو بن جنید بن عبدالرحمٰن پر حملہ کیا۔ اس کے پاس اس کا ایک مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ یمنیوں نے اس مہمان کو مار ڈالا۔ اس نوجوان مقتول کی والدہ اس کے کپڑے ابوالہیذ ام کے پاس لے گئی اور اس کے سامنے رکھ دیے۔ ابوالہیذ ام نے کہا: ''آپ یہاں سے واپس جائیں۔ میں کوئی اقدام اندھا دھند نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ گورنر دمشق پہنچ جائے اور ہم لوگ اس کے سامنے اپنے مقتولین کا معاملہ پیش کر لیں۔ اگر گورنر نے غور کیا تو ٹھیک ہے ورنہ امیرالمؤمنین اس معاملے پر فیصلہ فرمائیں گے۔'' پھر گورنر اسحاق نے ابوالہیذ ام کو آدمی بھیج کر بلوایا مگر جب وہ آ گیا تو اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔

پھر زواقیل قبیلہ کے کچھ لوگوں نے ایک یمنی کو مار ڈالا، ادھر یمنیوں نے قبیلہ سلیم کا ایک بندہ قتل کیا اور تلفیاثا کے باشندوں کو لوٹ لیا۔ یہ لوگ محارب کے پڑوسی تھے۔ چنانچہ محارب ابوالہیذ ام کے پاس فریاد لے کر پہنچے تو وہ سوار ہو کر ان کے ساتھ اسحاق گورنر کی طرف روانہ ہوا۔ جب گورنر نے

Marfat.com

قبیلہ محارب کے افراد کے ساتھ حسن کارانہ انداز سے وعدہ کیا تو ابوالہیذ ام راضی ہو گیا۔ جب ابوالہیذ ام گورنر کے پاس سے چلا گیا تو گورنر اسحاق نے پیغام بھیج کر یمنیوں کو ابوالہیذ ام کے خلاف بھڑکایا۔ وہ لوگ اکٹھے ہو کر باب جابیہ کے راستے ابوالہیذ ام پر حملہ کرنے کے لیے گئے تو وہ معمولی نفری کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھا اور انہیں شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیلوں میں بند قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ادھر یمنی یک جا ہوئے اور قبیلہ کلب سے کمک مانگی، نیز دوسرے قبائل سے بھی مدد کے خواستگار ہوئے۔ ان لوگوں نے یمنیوں کی مدد کی۔ ابوالہیذ ام کو معلوم ہوا تو اس نے مضریہ کو پیغام بھیجا۔ جب وہ یمنیوں کے خلاف بابِ توما کے پاس لڑ رہا تھا تو مضریہ کی کمک اسے ملی چنانچہ یمنیوں نے شکست کھائی۔

پھر یمنیوں نے دمشق کے نزدیک قبیلہ قیس کے ایک گاؤں کا رخ کیا تو ابوالہیذ ام نے ان کی سرکوبی کے لیے زواقیل بھیجے، انہوں نے یمنیوں کے خلاف لڑائی کی تو یمنیوں کو ہی شکست ہوئی۔ پھر یمنیوں کا مخالفین کے ایک اور جتھے سے مقابلہ ہوا تو بھی انہوں نے شکست کھائی۔ پھر کسی نے چلّا کر کہا: ''بابِ توما پہنچو۔'' وہ تو ما دروازے پر پہنچے، وہاں پر لڑائی میں بھی یمنیوں کو ہی شکست نصیب ہوئی۔ چنانچہ یمنیوں کو ایک دن میں چار بار شکست دینے کے بعد ان کے مخالفین واپس ابوالہیذ ام کے پاس پہنچ گئے۔

پھر دمشق کے گورنر اسحاق نے ابوالھیذ ام کو پیغام بھیجا اور اسے لڑائی سے رکنے کا حکم دیا، اس نے حکم کی تعمیل کی تو گورنر نے یمنیوں کو پیغام بھیجا: ''میں نے اسے تم لوگوں پر حملہ کرنے سے روک دیا ہے۔ اب تم لوگ اسے کچل ڈالو، کیوں کہ وہ غافل ہے۔'' چنانچہ یمنی لوگ ہتھیار لہراتے ہوئے مشرقی دروازے کی طرف سے ابوالہیذ ام پر حملہ کرنے کے لیے لپکے۔ جب ابوالھیذ ام کو فریاد سنائی دی تو وہ کچھ عزیزوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہوا اور یمنیوں سے لڑ کر انہیں بھگا دیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ دشمن کا ایک اور دستہ بابِ توما پر جمع ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر انہیں بھی شکست دی۔ اب یمنیوں نے اردن والوں، خولان اور قبیلہ کلب وغیرہ سے منسوب لوگوں کو جمع کیا۔ جب ابوالھیذ ام کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ان کے بارے میں معلومات لینے کے لیے کسی کو بھیجا، مگر وہ ان کے بارے میں کوئی اطلاع حاصل نہ

Marfat.com

کر پایا۔ یہ لوگ ایک اور طرف سے آ گئے، کیوں کہ یہ راستہ عمارتوں کی وجہ سے پر امن تھا۔

جب دوپہر کا وقت ہوا اور ابوالھیذام نے کسی دشمن کو نہ دیکھا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دیا۔ یہ لوگ دمشق شہر میں داخل ہو گئے، ابوالھیذم بھی ان کے ساتھ ہی شہر میں داخل ہو گیا اور دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والے دستے کو پیچھے رہنے دیا۔ جب گورنرِ دمشق اسحاق نے دیکھا کہ ابوالھیذم شہر میں داخل ہو گیا ہے تو اس نے کسی کو بھیج کر وہ عمارت گروادی۔ گورنر نے یمنیوں کو شہر میں گھسنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والے دستے نے یہ دیکھا تو ابوالھیذام کو اس بات سے باخبر کر دیا۔ ابوالھیذام اس وقت بابِ صغیر کے پاس تھا۔ یمنی لوگوں نے شہر دمشق میں داخل ہو کر ابوالھیذام پر حملہ کر دیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ٹلا بلکہ اس نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ یمنیوں کے پیچھے جا کر ان پر حملہ آور ہوں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا: جونہی یمنیوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے چلا چلا کر کہا: ''گھات، گھات'' اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوالھیذام نے ان سے اسلحہ اور گھوڑے چھین لیے۔

جب صفر کا چاند نکلا تو گورنر اسحاق نے فوج کو حکم دیا۔ فوج نے قصرِ حجاج کے پاس کیمپ لگایا۔ ابوالھیذام نے اپنے ساتھیوں کو خبردار کر دیا تو اس کے پاس بنی قین وغیرہ آ گئے۔ جب کہ یمنی لوگ گورنر اسحاق کے پاس جمع ہوئے۔ دونوں لشکروں کے کچھ حصے باہم متصادم ہو کر جب لڑے تو یمنی بھاگ اٹھے اور ان کے کچھ آدمی کام آئے۔ ابوالھیذام کے آدمیوں نے کچھ دکانوں اور گھروں کو لوٹا، جلایا اور واپس آ گئے۔ ان لوگوں نے کئی مرتبہ غارت گری کی، لوٹ مار کی، آتش زنی کی۔ کئی بار کی جھڑپوں میں یمنیوں کو ہی شکست ہوئی۔

ایک یمنی خاتون نے جو ضحاک بن رمل سکسکی کی صاحبزادی تھیں، ابوالھیذام سے امان کی درخواست کی جو اس نے منظور کی اور اسے تحریری امان دی۔ ابوالھیذم نے دمشق کے مضافات میں یمنی نژاد لوگوں کے دیہات لوٹ کر جلا دیئے۔ جب یمنیوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو ابوالھیذم کے پاس ابن خارجہ حرشی، ابن عزہ خشنی کو بھیجا۔ چنانچہ اس کی خدمت میں الاوزاع، الاوصاب، مقراء، کفر سکوسیہ کے باشندے اور حمیری وغیرہ امان طلب کرنے حاضر ہوئے۔ اس نے انہیں امان دی۔ اب لوگ امن و سکون سے رہنے لگے۔

Marfat.com

ابوالھیذام نے اپنے اردگرد جمع مسلح لوگوں کو منتشر کر دیا اور خود اہلِ دمشق کے تھوڑے سے افراد کے ساتھ رہنے لگا۔اب گورنرِ دمشق اسحاق کو موقعہ ملا۔اس نے فوجیوں کو مال سے نوازا تاکہ وہ ابوالھیذام پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ گورنر نے ابوالھیذام پر حملہ کرنے کی غرض سے عذافر سکسکی کو ایک دستہ دے کر بھیجا۔لڑائی ہوئی تو عذافر نے شکست کھائی۔ابوالھیذام اور سرکاری فوجیوں کے مابین ظہر سے شام تک لڑائی جاری رہی۔ابوالھیذام کے گھڑسوار دستے نے فوجیوں پر حملہ کیا اور واپس آ گئے۔چار سو فوجی زخمی ہوئے مگر کوئی ہلاک نہ ہوا۔یہ نصف صفر کی بات ہے۔

اگلے روز فریقین نے شام تک باہم لڑائی نہ کی۔دن کے پچھلے حصے میں گورنر اسحاق سرکاری فوج کی کمان کرتا ہوا آگے بڑھا اور مخالفین سے رات گئے تک لڑتا رہا۔یہ لوگ شہر کے اندر تھے۔ ابوالھیذام نے اپنے حامیوں سے مدد طلب کی تو وہ اگلے دن صبح سویرے آ پہنچے۔باہم لڑائی ہوئی۔فوجیوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔یمنی بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوئے۔

ابوالھیذام شہر سے نکل گیا اور اپنے ساتھیوں سے۔جو بہت کم تھے۔کہا:''گھوڑوں سے اتر جاؤ۔'' چنانچہ وہ اترے اور سرکاری فوجیوں اور ان کے حامیوں کے خلاف بابِ جابیہ کے پاس لڑے حتیٰ کہ انہیں اس دروازے سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔پھر اہلِ حمص کے ایک جتھے نے ابوالھیذام کے گاؤں پر حملہ کر دیا۔اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک ٹولی اپنے گاؤں بھیجی،جنہوں نے اہلِ حمص سے تعلق رکھنے والے حملہ آوروں کے خلاف لڑائی لڑی۔اہلِ حمص نے شکست کھائی اور وہ بہت بڑی تعداد میں مارے گئے۔ابوالھیذام کے حامیوں نے دمشق کے نزدیک یمنیوں کے سرسبز وشاداب دیہات کو جلا کر خاکستر کر دیا۔پھر فریقین کے مابین ستر سے کچھ زائد دنوں تک کوئی لڑائی نہ ہوئی۔

ربیع الآخر کے آغاز میں خلیفہ ہارون کی طرف سے سندی فوج لے کر آیا۔یمنیوں نے آکر اسے ابوالھیذام کے خلاف اکسایا جب کہ ابوالھیذام نے سندی کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ حکومت کا فرماں بردار ہے۔سندی کمانڈر آکر دمشق شہر میں داخل ہو گیا۔جب کہ گورنرِ دمشق اسحاق دارالحجاج میں تھا۔اگلے روز سندی سپہ سالار نے تین ہزار فوجیوں کو ایک کمانڈر کی کمان میں روانہ کیا تو ان کے مقابلے کے لیے ابوالھیذام نے ایک ہزار جنگجو بھیجے۔جب کمانڈر نے ان بہادروں کو دیکھا تو سندی سپہ سالار کے پاس گیا اور عرض کیا:''یہ لوگ جو مانگتے ہیں وہ انہیں دیجیے۔میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ موت

Marfat.com

انہیں زندگی سے زیادہ محبوب ہے۔'' چنانچہ سندی سپہ سالار نے ابوالھیذ ام سے صلح کر لی۔ یوں اہلِ دمشق اور دوسرے لوگوں کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ ابوالھیذ ام نے حوران کی راہ لی، جب کہ سندی سپہ سالار نے تین دن تک دمشق میں قیام کیا۔ اُدھر موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا نیا گورنر بن کر آیا۔ نیا گورنر بیس دنوں تک دمشق میں ٹھہرا۔ اس نے ابوالھیذ ام کی بے خبری و غفلت کو غنیمت سمجھا لہٰذا اسے حاضر کرنے کے لیے ایک دستہ روانہ کیا۔ انہوں نے اس کے گھر پر چھاپا مارا تو ابوالھیذ ام، اس کا ایک بیٹا خریم اور ایک غلام مقابلے کے لیے باہر نکلے۔ لڑائی کی اور بچ نکلنے میں کام یاب ہو گئے، جب کہ فوجی دستے نے شکست کھائی۔

ابوالھیذ ام کے شہسواروں کو اس جھڑپ کی خبر ہوئی تو وہ ہر طرف سے ابوالھیذ ام کے پاس پہنچ گئے۔ اب ابوالھیذ ام نے بصریٰ کا ارادہ کیا اور موسیٰ کی فوج سے اللجاۃ کے پاس بھڑ گئے اور کئی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ فوجیوں نے شکست کھائی۔ ابوالھیذ ام چلا گیا۔ اگلے روز صبح سویرے اس کے پاس پانچ دلیر گھڑسوار آئے اور اس سے بات چیت کی تو ابوالھیذ ام نے اپنے ساتھیوں کو اپنے آیندہ ارادے سے آگاہ کیا۔ پھر وہ انہیں چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ اس وقت رمضان کے ابھی دس دن باقی تھے اور سال ۱۷۷ ہجری تھا۔ یاد رہے کہ یہ پانچ گھڑسوار ابوالھیذ ام کے پاس، اس کے بھائی کی طرف سے آئے تھے اور اس کے بھائی کا یہ حکم اسے پہنچایا کہ وہ لڑائی ترک کر دے۔ اس نے بھائی کے مشورے پر عمل کیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو منتشر ہونے کا حکم دیا اور خود ان شہ سواروں کے ساتھ چلا گیا۔ یہ تھا اس فتنے کا اختتام۔ ابوالھیذ ام نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

ہم نے ابوالھیذ ام کا تذکرہ مختصراً کیا ہے۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالملک بن عبدالواحد امیر اندلس نے فرنگی علاقے پر حملہ کیا۔ چنانچہ وہ اَلَبہ اور القلاع تک جا پہنچا۔ مالِ غنیمت حاصل کیا اور ہر طرح سے محفوظ رہا۔ اس سال ہشام نے اپنے بیٹے الحکم کو طلیطلہ کا گورنر بنایا اور اسے وہاں کی طرف روانہ کیا۔ الحکم نے اس شہر کا کنٹرول سنبھالا اور وہیں قیام کیا۔ اسی شہر میں اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن الحکم پیدا ہوا اور اس کے بعد اندلس کا امیر بنا۔

Marfat.com

اس سال ہارون الرشید نے موصل کا گورنر حاکم بن سلیمان کو مقرر کیا۔ اسی سال نصیبین کے نواح میں فضل خارجی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ وہاں کے باشندوں سے مال وصول کیا اور دارا، آمد اور ارزن کا رخ کیا۔ ان مقامات کے لوگوں سے بھی مال چھینا۔ اس نے خلاط میں بھی یہی کچھ کیا۔ پھر نصیبین کی طرف لوٹا۔ موصل پہنچا تو وہاں پر متعین فوج اس کے قلع قمع کے لیے نکلی مگر فضل خارجی نے انہیں الزّاب کے مقام پر شکست سے دوچار کیا۔ سرکاری فوج اس سے لڑنے کے لیے ایک بار پھر میدانِ جنگ میں کودی۔ چنانچہ فضل اور اس کے ساتھی مارے گئے۔

وفیات

اس سال فرج بن فضالہ نے وفات پائی۔ صالح بن بشیر المرّی القاری نے اس سال وفات پائی۔ مگر وہ حدیث میں ضعیف تھا۔ اس سال عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ابوطاہر انصاری نے وفات پائی۔ یہ صاحب بغداد کے قاضی رہے تھے۔ اس سال نعیم بن میسرہ نحوی کوفی فوت ہوا۔ ابوالاحوص نے بھی وفات پائی۔ ابوعوانہ نے بھی اسی سال دنیا چھوڑ دی۔ اس کا نام الوضّاح تھا۔ یہ یزید بن عطاء لیثی کا مولیٰ تھا۔ یہ ۹۲ھ میں پیدا ہوا۔

Marfat.com

باب:۴۶

۱۷۷ھ کے واقعات

اندلس میں فرنگیوں کے خلاف جہاد

اس سال امیر اندلس ھشام نے ایک لشکر جرار تیار کیا اور اس کی کمان عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو سونپی۔ یہ لشکر دشمن کے علاقے میں گھسا اور جرندہ اور اربونہ تک پہنچ گیا۔ حملے کا آغاز جرندہ سے کیا۔ وہاں فرنگی محافظ دستہ موجود تھا۔ مسلم لشکر نے اس دستے کے سپاہیوں کو جہنم واصل کیا۔ جب کہ جرندہ شہر کی فصیلیں اور برج منہدم کر دیے اور شہر کی فتح بالکل قریب تھی کہ عبدالملک نے جرندہ شہر سے کوچ کیا اور اربونہ شہر پہنچا۔ وہاں بھی اس نے یہی اقدامات کیے اور فرنگیوں کے علاقے میں دور تک چلا گیا۔ اس نے سرزمین شرطانیہ کو روندا۔ وہاں کی قابلِ احترام کی حرمت مباح قرار دی۔ وہاں کے جنگجوؤں کو تہہ تیغ کیا اور کئی ماہ تک فرنگی علاقوں میں گھومتا رہا۔ قلعے برباد کیے۔ آتش زنی کی، مالِ غنیمت حاصل کیا۔ دشمن اس کے سامنے سرپٹ بھاگا۔ اسلامی لشکر فرنگی علاقے میں کافی دور تک چلا گیا پھر مسلمان خیریت و سلامتی کے ساتھ اتنا زیادہ مالِ غنیمت لے کر لوٹے کہ اس کی مقدار کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ اندلس میں مسلمانوں کی لڑائیوں میں سے مشہور ترین لڑائی ہے۔

فضل بن روح کا تقرر بحیثیت گورنرِ افریقہ

اس سال یعنی ۱۷۷ھ میں ہارون الرشید نے فضل بن روح بن حاتم کو افریقہ کا گورنر مقرّر کیا۔ روح کی وفات کے بعد ہارون الرشید نے حبیب بن نصر مہلّبی کو گورنر بنایا تھا۔ اس پر فضل خلیفہ

Marfat.com

کے محل کے پھاٹک پر پہنچا اور افریقہ کی گورنری کی درخواست کی۔ چنانچہ خلیفہ نے اسے وہاں کا گورنر متعیّن کر دیا۔ چنانچہ وہ افریقہ کی جانب روانہ ہوا اور محرم ۱۷۷ھ میں وہاں پہنچا۔ اس نے تُونس شہر کا منتظم اپنے بھتیجے مغیرہ بن بشر بن روح کو مقرر کیا۔ وہ چوں کہ غافل تھا، اس لیے اس نے فوج کو کوئی اہمیّت نہ دی۔ فضل نے بھی فوجیوں کو وحشت زدہ کر دیا تھا، کیوں کہ وہ ان کے ساتھ بے رخی اور بداخلاقی سے پیش آتا تھا، کیوں کہ وہاں کے فوجیوں کا میلان اس سے پہلے گورنر نصر بن حبیب کی طرف تھا۔ تونس کے لوگ یک جا ہوئے اور انہوں نے فضل کو درخواست لکھی کہ وہ اپنے بھتیجے کو معطل کر دے اور اس سے استعفیٰ لے لے مگر گورنرِ افریقہ فضل نے ان لوگوں کے مطالبے کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب انہوں نے اس کی فرمان برداری ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان لوگوں سے ایک خراسانی قائد محمد بن الفارسی نے کہا: ''ہر وہ جماعت جس کا سربراہ نہ ہو، ہلاکت کے نزدیک تر ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا کوئی آدمی دیکھو جو تمہارے معاملے پر تدبّر کرنے والا ہو۔'' لوگوں نے جواب دیا: ''تم نے درست کہا ہے۔'' اب سب نے ایک کمانڈر مقرّر کرنے پر اتفاق کیا جسے عبداللہ بن جارود کہا جاتا تھا۔ یہ عبدویہ انباری کے نام سے زیادہ مشہور تھا۔ لوگوں نے اسے اپنا قائد بنایا بلکہ سمع وطاعت کی اس کی بیعت بھی کر لی۔ انہوں نے گورنر کے بھتیجے مغیرہ کو شہر سے نکال باہر کیا۔ پھر انھوں نے گورنر فضل کے نام ایک خط بھیجا جس میں لکھا:

''ہم نے فرماں برداری سے ہاتھ نہیں کھینچا مگر اس کا سلوک برا تھا، لہٰذا ہم نے اسے نکال دیا ہے۔ لہٰذا آپ اسے ہمارے شہر کا حاکم مقرر کیجیے، جسے ہم پسند کرتے ہوں۔''

چنانچہ فضل نے تونس شہر کا منتظم اپنے چچازاد عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا اور ان لوگوں کی طرف روانہ کر دیا۔ جب وہ تونس شہر سے ایک منزل دور تھا تو اس کی طرف ابن جارود نے ایک وفد روانہ کیا تاکہ یہ وفد اس بات کا جائزہ لے کہ نیا منتظم کن اختیارات کے ساتھ آرہا ہے۔ اس نے ارکانِ وفد سے کہا کہ وہ صرف اس کے حکم پر ہی کوئی کارروائی کریں۔ وفد نئے منتظم کی جانب چلا۔ راستے میں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: افریقہ کا گورنر فضل اس شخص کو منتظم بنا کر آپ لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ پھر وہ آپ لوگوں سے انتقام لے گا، کیوں کہ آپ لوگوں نے اس کے بھتیجے کو نکال باہر کیا ہے۔ چنانچہ ارکانِ وفد نے عبداللہ بن یزید پر دھاوا بول کر اسے مار ڈالا اور اس کے ساتھیوں کو قیدی بنا لیا۔

اُس وقت عبداللہ بن جارود اور اس کے ہمراہی اس بات پر مجبور ہو گئے کہ وہ افریقہ کے

Marfat.com

گورنر فضل کے پاؤں اکھڑ یں۔ چنانچہ ابن الفارسی نے معاملات کی باگ ڈور سنبھال لی۔ اب اس نے افریقہ کے ہر فوجی کمانڈر اور ہر شہر کے منتظم کو مراسلہ بھیجنا شروع کر دیا۔ مراسلہ کا مضمون یہ تھا:

"ہم لوگوں نے امیر المومنین کی مملکت میں فضل کی کارکردگی کا بغور جائزہ لیا ہے اور اس کی بدسلوکی ملاحظہ کی ہے۔ اب ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تا کہ اُسے یہاں سے نکال باہر کریں۔ ہم غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا جو امیر المومنین کی خیر خواہی کا آپ سے زیادہ حقدار ہو اس لیے کہ آپ کی شہرت دور دراز تک ہے اور آپ امیر المومنین کے لشکر پر مہربان ہیں۔ لہٰذا ہم نے طے کر لیا ہے کہ ہم آپ پر اپنی جانیں نچھاور کریں۔ اگر ہم اپنی جدوجہد میں کامیاب ہوئے تو ہم آپ کو اپنا امیر بنائیں گے اور ہم امیر المومنین کی خدمت میں درخواست لکھ بھیجیں گے کہ وہ آپ کو گورنر متعین فرمائیں۔ اور اگر فتح کے بجائے کچھ اور ہوا تو پھر کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ہم نے آپ کو اپنا قائد منتخب کیا۔ والسلام"

ابن الفارسی نے اپنے اس مراسلے سے افریقہ میں موجود تمام فوج کو فضل کا مخالف بنا دیا۔ مخالفین کے پاس کافی لوگ پہنچ گئے۔ گورنر فضل نے ان کی سرکوبی کے لیے ایک بڑا لشکر بھیجا مگر باغیوں نے اس لشکر کو شکست دی۔ شکست خوردہ لشکر واپس قیروان پہنچا۔ ابن جارود کے آدمیوں نے اس لشکر کا تعاقب کیا اور اسی دن قیروان شہر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر شہر کے باشندوں نے دروازے کھول دیے تو ابن جارود اور اس کا لشکر جمادی الآخر ۱۷۸ھ میں شہر میں داخل ہوئے۔ ابن جارود نے فضل کو قیروان شہر سے نکال دیا۔ پھر اس نے ایک شخص کو یہ فریضہ سونپا کہ وہ فضل اور اس کے اہل و عیال کو بحفاظت قابس تک پہنچائیں۔ یہ لوگ اسی دن روانہ ہو گئے۔ مگر پھر ابن جارود نے انہیں واپس بلوا لیا اور فضل بن روح بن حاتم کو مار ڈالا۔

فضل کے مارے جانے پر فوج کا ایک گروپ غضب ناک ہوا اور ابن جارود کے خلاف لڑنے کا تہیہ کر لیا۔ ابن جارود نے ان فوجیوں کو کچلنے کے لیے لشکر روانہ کیا۔ مگر ابن جارود کے اس لشکر نے شکست کھائی اور سخت لڑائی کے بعد یہ لوگ واپس اس کے پاس آ گئے۔ منحرف فوجیوں نے قیروان پر قبضہ کر لیا۔ جب کہ ابن جارود تونس شہر میں تھا۔ یہ ان کی طرف روانہ ہوا۔ منحرف فوجی قیروان میں

Marfat.com

داخل ہونے کے بعد منتشر ہوگئے تھے۔ جب ابن جارود ان تک پہنچا تو باہم تصادم ہوا، سخت لڑائی کے بعد ابن جارود نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور ان کے سرکردہ افراد کی ایک جماعت کو قتل کردیا۔ چنانچہ یہ فوجی گروپ شکست کھا کر اربس جا پہنچے۔ انہوں نے بلد الزاب کے منتظم کو اپنا کمانڈر بنایا اور اس کی قیادت میں قیروان کا رُخ کیا۔

ہرثمہ بن اعین افریقہ کا نیا گورنر

حسنِ اتفاق سے خلیفہ ہارون کے پاس یحییٰ بن موسیٰ اس وقت پہنچا، جب العلا اور اس کے ہمراہیوں نے قیروان جانے کا قصد کرلیا تھا۔ یحییٰ کی دربارِ خلافت میں آمد کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ کو ابن جارود کی فساد انگیزی کی اطلاع ملی کہ اس نے کس طرح افریقہ میں بغاوت پھیلائی۔ خلیفہ نے ہرثمہ بن اعین کو افریقہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ یحییٰ بن موسیٰ کو بھی، کیونکہ یحییٰ اہلِ خراسان کے ہاں مقبول تھا۔ خلیفہ ہارون نے حکم دیا کہ پہلے یحییٰ افریقہ جائے اور ابن جارود کو نرمی سے شیشے میں اتارے اور اسے ازسرِ نو اطاعت پر آمادہ کرے تاکہ ہرثمہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ اسے قائل کرلے۔ چنانچہ پہلے یحییٰ قیروان پہنچا۔ اس کے اور ابن جارود کے مابین طویل مذاکرات ہوئے۔ یحییٰ نے اسے خلیفہ کا خط دیا۔ اس پر ابن جارود نے کہا: ''میں فرماں بردار ہوں۔ العلاء بن سعید میرے قریب پہنچ چکا ہے اور افریقہ کے بربر اس کے حامی ہیں۔ اگر میں نے قیروان چھوڑا تو بربر یہاں پر حملہ کر کے قبضہ کرلیں گے۔ یوں میں امیر المؤمنین کے علاقہ کے ہاتھوں سے نکلنے کا سبب بنوں گا۔ مگر میں العلاء کی طرف جاتا ہوں اگر وہ مجھ پر غالب آیا تو آپ لوگ سرحدوں کو سنبھال لیں گے اور اگر میں اس پر غالب آیا تو پھر میں ہرثمہ کی آمد کا انتظار کروں گا اور ملک اس کے سپرد کردوں گا اور خود میں امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوجاؤں گا۔''

یہ ابن جارود کی ایک چال تھی، اگر وہ العلاء پر فتح پالیتا تو ہرثمہ کو افریقہ میں آنے سے روک دیتا۔ مگر یحییٰ اس کی چال سمجھ گیا۔ یحییٰ تنہائی میں ابن الفارسی سے ملا اور فرماں برداری ترک کرنے پر اسے ملامت کی۔ اس پر ابن الفارسی نے معذرت کی اور قسم اٹھائی کہ وہ فرماں برداری پر قائم ہے۔ پھر اس نے ابن جارود کے خلاف کوشش کی۔ چنانچہ ابن فارسی نے ابن جارود کو کچلنے کی سعی کی۔ اس نے

Marfat.com

ابن جارود کے ماتحت لشکر کو اپنی طرف مائل کیا تو لشکریوں نے ابن فارسی کا ساتھ دیا۔ یوں اس کی جمعیت میں اضافہ ہوا اور وہ ابن جارود کے خلاف لڑنے کے لیے چل پڑا۔ اُدھر ابن جارود نے اپنے ایک سپاہی طالب سے کہا: ''جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو میں ابن فارسی کو ملامت کے لیے بلاؤں گا۔ وہ غافل ہوگا تو اس وقت حملہ کر کے اسے فنا کر دینا۔'' طالب نامی سپاہی نے ہامی بھر لی۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بستہ ہوئے تو ابن جارود نے محمد بن الفارسی کو بلایا اور اس سے بات چیت کی۔ طالب نے اس پر حملہ کر دیا کیوں کہ وہ بے خبر تھا۔ چنانچہ ابن فارسی کے لشکر نے شکست کھائی۔ یحییٰ بن موسیٰ نے ہرثمہ سے ملنے کے لیے طرابلس کا رخ کیا۔

لوگوں کو جب ہرثمہ کے نزدیک آنے کی اطلاع ملی تو العلاء بن سعید کی جمعیت میں اضافہ ہوا اور وہ ہر طرف سے آ آ کر اس سے ملے۔ اب العلاء نے ابن جارود کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کی طرف جانے کا قصد کیا۔ ابن جارود پر واضح ہوگیا کہ وہ العلاء کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ اب اس نے یحییٰ بن موسیٰ کے نام خط لکھ کر اس سے درخواست کی کہ وہ آئے تا کہ وہ قیروان اس کے حوالے کر دے۔ چنانچہ یحییٰ طرابلس کی فوج کے ساتھ محرّم ۱۷۹ھ میں ابن جارود کی طرف بڑھا۔ جب یحییٰ قابس کے مقام پر پہنچا تو فوج کی اکثریت نے اس کا خیر مقدم کیا۔ ابن جارود قیروان شہر سے صفر کے آغاز میں نکل گیا۔ اس کی گورنری سات ماہ تک رہی۔

علاء بن سعید اور یحییٰ بن موسیٰ میں سے ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ پہلے قیروان پہنچے۔ دونوں میں سے ہر کوئی ناموری کا طلبگار تھا۔ مگر علاء نے سبقت لی اور قیروان میں پہلے داخل ہوا۔ اس نے ابن جارود کے کئی ساتھیوں کو مار ڈالا۔ علاء اب ہرثمہ کی طرف چلا، جب کہ ابن جارود بھی ہرثمہ کی جانب ہی روانہ ہوا۔ ہرثمہ نے اسے خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں روانہ کر دیا اور اُسے لکھ کر مطلع کیا کہ اس کے نکلنے کا سبب العلاء ہے۔ اس پر خلیفہ نے ہرثمہ کے نام مکتوب بھیجا کہ وہ العلاء کو بارگاہِ خلافت میں روانہ کر دے۔ چنانچہ ہرثمہ نے العلاء کو بغداد بھیج دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو خلیفہ کی طرف سے اسے بہت زیادہ انعام اور خلعت ملی۔ العلاء مصر میں تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا کہ فوت ہوگیا۔

ابن جارود کو بغداد میں جیل میں ڈال دیا گیا۔ ہرثمہ قیروان کی طرف چلا اور وہاں ربیع الاوّل ۱۷۹ھ میں پہنچا۔ اس نے لوگوں کو امن وامان فراہم کیا۔ اس نے المنستیر کے مقام پر بہت بڑا

Marfat.com

محل ۱۸۰ھ میں تعمیر کروایا۔ اور طرابلس شہر کی سمندر کی جانب فصلیں تعمیر کروائیں۔

ابراہیم بن اغلب ولایت زاب میں تھا۔ اس نے ہرثمہ کو خوب تحائف وہدایا دے کر نرم کرلیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے اسے زاب کے ایک حصّے کا افسرِ اعلیٰ مقرر کیا۔ اس علاقے پر ابراہیم نے اچھے اثرات چھوڑے۔

بعدازاں عیاض بن وھب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی نے بندے اکٹھے کیے اور ہرثمہ کے خلاف لڑنے کا تہیّہ کیا۔ ان کی سرکوبی کے لیے ہرثمہ نے یحییٰ بن موسیٰ کو لشکرِ جرار کے ساتھ بھیجا۔ یحییٰ نے ان باغیوں کو پراگندہ کر کے بہت سے لوگ مار ڈالے اور یحییٰ قیروان کی طرف پلٹا۔

ہرثمہ نے جب افریقہ میں یہ افراتفری دیکھی تو خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں پے در پے خطوط بھیج کر استعفیٰ دے دیا۔ امیرالمؤمنین نے ہرثمہ کو عراق آنے کے لیے کہا۔ چنانچہ وہ رمضان ۱۸۱ھ میں افریقہ سے روانہ ہوا۔ ہرثمہ کی گورنری کی مدّت اڑھائی سال تھی۔

موصل میں فتنہ

موصل میں عطاف بن سفیان ازدی نے ہارون الرشید کے خلاف سرکشی کی۔ یہ موصل کے بہادروں میں سے ایک تھا۔ چار ہزار آدمی اس کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ اس نے موصل سے سرکاری واجبات وصول کیے۔ اس وقت موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا۔ ایک قول کی رو سے عبدالملک بن صالح تھا۔ مگر موصل کے تمام معاملات عطاف کے ہاتھ میں تھے۔ وہی ٹیکس وصول کرتا تھا۔ دو سال تک یہی حالت رہی۔ حتیٰ کہ خلیفہ ہارون الرشید نے موصل پہنچ کر وہاں کی تمام فصلیں گروادیں۔

متفرق واقعات

اس سال خلیفہ نے جعفر بن یحییٰ کو مصر کی گورنری سے برطرف کردیا اور وہاں کا گورنر اسحاق بن سلیمان کو بنایا۔ اس نے حمزہ بن مالک کو خراسان سے ہٹا کر فضل بن یحییٰ کو وہاں کا گورنر بنایا۔ ری اور بحستان کو بھی اس کی عملداری میں دے دیا۔

اس سال رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کے جہاد کی کمان عبدالرزاق بن عبدالحمید تغلبی نے

Marfat.com

کی۔اس سال ماہ محرّم میں سخت آندھی آئی اور شدید تاریکی چھا گئی۔صفر میں پھر ایسا ہوا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

وفیات:

اس سال عبدالواحد بن زیاد نے وفات پائی۔(ایک قول کی رو سے اس نے ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔اس سال شریک بن عبداللہ نخعی اللہ کو پیارے ہوئے۔نیز جعفر بن سلیمان نے دنیا سے کوچ کیا۔

Marfat.com

باب: ۴۷

۱۷۸ھ کے واقعات

مصر میں فتنہ کا ظہور

اس سال مصر میں حوفیہ اپنے گورنر اسحاق بن سلیمان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے لڑائی کی۔ خلیفہ نے ہرثمہ بن اعین کی وساطت سے اسے کمک بھیجی۔ جو فلسطین کا گورنر تھا۔ سرکاری افواج نے حوفیہ کے خلاف لڑائی کی۔ حوفیہ کا تعلق قبیلہ قیس اور قضاعہ سے تھا۔ اب یہ لوگ سرنگوں ہوئے اور سرکاری واجبات ادا کیے۔ اس پر خلیفہ ہارون نے اسحاق کو مصر کی گورنری سے معزول کر کے ہرثمہ کو ایک ماہ تک مصر کا گورنر بنایا۔ پھر خلیفہ نے ہرثمہ کو بھی معزول کیا اور عبدالملک بن صالح کو وہاں کا گورنر مقرّر کر دیا۔

ولید بن طریف خارجی کی بغاوت

اس سال ولید بن طریف تغلبی نے الجزیرہ میں سر اٹھایا۔ اس نے نصیبین میں ابراہیم بن خازم بن خزیمہ پر حملہ کر دیا۔ پھر اس کی قوت میں اضافہ ہوا تو وہ ارمینیا داخل ہوا۔ اس نے بیس دن تک خلاط کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے تیس ہزار دینار ادا کر کے اس سے گلو خلاصی کرائی۔

بعد ازاں ولید خارجی نے اذربائیجان کا رخ کیا۔ پھر حلوان اور ارضِ سواد کا۔ پھر اس نے دریائے دجلہ پار کر کے دریا کے مغرب میں بلد شہر کا قصد کیا۔ وہاں کے لوگوں نے ایک لاکھ درہم دے کر اس سے اپنی جانیں بچائیں۔ ولید اب الجزیرہ کے علاقے میں گھومنے لگا تو خلیفہ ہارون الرشید نے

Marfat.com

اس کی سرکوبی کے لیے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی۔معن بن زائدہ کے بھتیجے۔کو روانہ کیا۔یہ سن کر ولید نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[اے یزید! جب ہم الزاب کے کنارے پر ایک دوسرے سے ملیں گے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سا جوان بہادر ہے۔]

یزید، خارجی کو چکر دیتا رہا تو برامکہ نے جو یزید کے مخالف تھے، خلیفہ ہارون الرشید سے شکایت کی کہ یزید رشتہ داری کی وجہ سے ولید سے لڑنے سے کترا رہا ہے، کیوں کہ دونوں کا تعلق وائل قبیلہ سے ہے۔انہوں نے ولید کی شورش کو خلیفہ کے سامنے معمولی اور حقیر بنا کر پیش کیا۔چنانچہ خلیفہ نے یزید کو ایک غضب آلود خط بھیجا اور اس سے کہا: اگر میں کسی خدمت گار کو بھی بھیج دیتا تو وہ بھی تم سے بڑھ کر کارروائی کرتا، مگر تم منافق اور متعصب ہو۔میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کے قلع قمع کرنے سے دیر کی تو میں تمہارا سر کاٹنے کے لیے کسی کو بھیج دوں گا۔" یہ خط پڑھ کر یزید ۱۷۹ھ کے رمضان کی جمعرات کو عصر کے وقت، ولید خارجی کے لشکر کے سامنے، صف آرا ہوا۔کہا جاتا ہے کہ اسے سخت پیاس لگی حتی کہ اس نے اپنی انگوٹھی اپنے منہ میں رکھی اور اسے منہ میں گھماتا اور کہتا: "یا اللہ، سخت پیاس ہے، تو اسے بجھا۔" اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "میرے ماں باپ آپ لوگوں پر قربان ہوں۔یہ لوگ خارجی ہیں۔اُن کا حملہ ہونے والا ہے، لہٰذا ثابت قدم رہنا۔جب ان کا حملہ ہو چکے تو آپ لوگ ان پر حملہ کر دو۔اگر انہیں شکست ہوئی تو وہ پلٹ کے نہیں آئیں گے۔"

یزید نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔یزید اور اس کے قبیلے کے لوگ ثابت قدم رہے۔پھر اس نے حملہ کیا تو خارجی بھاگ اٹھے۔کہا جاتا ہے کہ یزید کا بیٹا اسد اپنے باپ کے بالکل مشابہ تھا۔دونوں میں فرق صرف یہ تھا کہ یزید کے چہرے پر تلوار کے وار کا نشان تھا، جس سے اس کے سر کے کچھ بال پیشانی سے ہٹے ہوئے تھے۔اسد کی تمنا تھی کہ ایسا نشان اس کے چہرے پر بھی ہو۔چنانچہ لڑائی کے دوران جب اس پر تلوار کا وار ہوا تو اس نے ڈھال سے اپنا چہرہ باہر نکالا۔یوں اس کے چہرے پر بالکل اسی جگہ نشانِ زخم پڑا، جہاں اس کے والد یزید کے چہرے پر تھا۔کہا جاتا ہے کہ اگر اس نشانِ زخم کی پیمائش کی جاتی تو اس کے والد کے نشان سے ذرا زیادہ نہ ہوتا۔

یزید نے ولید بن طریف کا تعاقب کر کے اس کا سر کاٹ لیا۔اس پر کسی شاعر نے کہا:

Marfat.com

(ترجمہ شعر)

[وائل ایک دوسرے کو قتل کررہے ہیں۔لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔]

ولید کے مارے جانے پر اس کی بہن لیلیٰ مسلح ہوکر سرکاری فوج پر جھپٹی۔اس نے زرہ پہن رکھی تھی اور لوگوں پر حملہ کرتی تھی۔وہ پہچان لی گئی تو یزید نے کہا:''اسے چھوڑ دو۔'' پھر خود اس کی طرف لپکا اور اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار کا وار کیا اور بولا:''دور ہو جا خدا تمہیں دور کرے تو نے قبیلے کو رسوا کردیا ہے۔'' وہ یہ سن کر شرمائی اور واپس چلی گئی۔اس نے اپنے بھائی ولید کے مرثیہ میں کہا ہے:

(ترجمہ اشعار)

[تباثا ٹیلے کے پاس ایک قبر کے نشان ہیں، گویا کہ وہ ایک اونچے پہاڑ کے اوپر ایک جھنڈا ہے۔میرا بھائی حاتم جو دوسخا کا حامل تھا،اس کا رعب و دبدبہ ایک پیش قدمی کرنے والے بہادر کا اور اس کا دل ایک صائب الرائے دانشمند کا تھا۔اللہ قاتل کو مارے، اس نے کیسے ایک نوجوان کو کمزور کردیا جو نیکی کے کاموں میں پیش پیش تھا۔ یزید بن مزید نے اسے ہلاک کردیا مگر اس (ولید) نے کتنے شہسواروں اور صفوں کو منتشر کردیا۔خدارا! کون اب میری قوم کے کام آئے گا،مصائب و آلام میں، جب کہ زمانہ معززین کو ملامت کرنے والا ہے۔کون اب چودہویں کے چاند کی جگہ لے گا؟ جو ستاروں میں سے گر پڑا اور کون اس سورج کی جگہ لے گا، جس کے بعد اب گرہن چھایا ہوا ہے،اے خابور کے درخت تجھ پر پتے کیوں اگے ہیں گویا کہ تو ابن طریف کی موت پر دکھی نہیں ہے۔وہ ایسا نوجوان تھا جو زادِ راہ میں سے صرف تقویٰ کو پسند کرتا تھا اور مال میں سے صرف نیزوں اور تلواروں کو پسند کرتا تھا۔وہ گھوڑوں میں سے صرف تیز رفتار اور مستقل مزاج گھوڑے کو پسند کرتا تھا۔اے طریف کے دونوں بیٹوں گھبراؤ مت، میں دیکھ رہی ہوں کہ موت ہر شریف انسان پر نازل ہوکے رہتی ہے۔اے ولید، ہم نے تجھے موسمِ بہار کی مانند گم کردیا۔کاش کہ ہم نے تجھے بچانے کے لیے اپنے لوگوں میں سے ہزاروں کو قربان کردیا ہوتا۔]

مسلم بن ولید نے ولید کے قتل اور اس کے خلاف یزید کی نرم لڑائی پر ایک قصیدہ کہا۔اس کے تین اشعار یہ ہیں:

Marfat.com

[جب جنگ دانت نکالتی ہے تو وہ مسکراتا رہتا ہے، حالانکہ اس وقت بہادر شہسوار کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔ وہ گردوغبار والے دن روحوں کو یوں سمیٹتا ہے گویا کہ وہ موت ہے جو امید کے لیے بھاگ دوڑ کررہی ہو۔ وہ نرمی سے وہ کچھ حاصل کر لیتا ہے جسے مرد سختی کے ساتھ پانے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ موت کی مانند جلدی کرنے والا ہے جو مہلت کے بعد آتی ہے۔]

مندرجہ بالا اشعار بہت عمدہ ہیں۔

اندلس میں فرنگیوں اور جلالقہ کے خلاف جہاد

اس سال امیرِ اندلس ھشام نے عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی سرکردگی میں ایک لشکر فرنگی ممالک کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے اَلَبہ اور قلاع پر حملہ کیا۔ مالِ غنیمت حاصل کیا اور خیریت کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس نے ایک اور لشکر عبدالکریم کے بھائی عبدالملک بن عبدالواحد کی زیرِ قیادت جلالقہ کے علاقے کی طرف بھیجا۔ اس لشکر نے ان کے بادشاہ اذفنش کے دارالحکومت، شاہی محل اور وہاں کے گرجوں کو منہدم کر دیا اور مالِ غنیمت حاصل کیا۔ جب مسلمان وہاں سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے تو راہ نما (گائیڈ) نے انہیں بھٹکا دیا۔ چنانچہ انہیں شدید مشقت کا سامنا کرنا پڑا اور ان کا بہت سا جانی نقصان ہوا۔ ان کے سواری کے جانور ختم ہو گئے۔ ہتھیار تلف ہو گئے۔ پھر وہ بحفاظت واپس پہنچے۔

فتنہ تاکُرنا

اس سال اندلس میں فتنہ تاکُرنا نمودار ہوا۔ یہاں کے بربروں نے حکومت کی اطاعت کا جوا گردن سے اتار پھینکا اور فساد کیا۔ غارت گری کی اور ڈاکہ زنی کی۔ ھشام نے ان کے قلع قمع کے لیے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ یاد رہے کہ عبداللہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے مولیٰ تھے۔ اس لشکر نے تاکُرنا کے علاقے میں موجود باغیوں کے خلاف لڑ کر انہیں تہہ تیغ کیا اور انہیں قیدی بنایا۔ باقی ماندہ باغی فرار ہو گئے اور تمام قبائل میں روپوش ہو گئے۔

Marfat.com

تاگُرنا کے دیہات اور پہاڑ سات سال تک انسانوں سے خالی رہے۔

متفرق واقعات

اس سال رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کے جہاد کی قیادت معاویہ بن زفر بن عاصم نے کی۔
جب کہ موسمِ سرما کی لڑائی کی کمان سلیمان بن راشد نے کی۔ صقلیہ کے رومی کمانڈر بند نے بھی اس کے ساتھ لڑائی میں تعاون کیا۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیرِ حج تھے۔

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان پہنچا اور نجازی کے ماوراء النہر میں جہاد کیا۔ اَشروسنہ کا حکمران پہلے تو سخت مخالف تھا مگر وہ اب فضل کے پاس حاضر ہوگیا۔ فضل نے خراسان میں مساجد و رباطات تعمیر کیں۔

وفیات

اس سال اہم شخصیات میں سے فوت ہونے والے تھے: عبدالوارث بن سعید، مفضّل بن یونس اور جعفر بن سلیمان ضُبَعی۔

Marfat.com

باب:۴۸

۱۷۹ھ کے واقعات

اندلس میں فرنگیوں کے خلاف جہاد

اس سال ھشام امیر اندلس نے ایک لشکرِ جرار عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کی زیرِ کمان جلّیقیہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ لشکر چل کر استرقہ پہنچا۔ جلالقہ کے بادشاہ اذفونش نے لاؤلشکر اکٹھا کیا۔ بشکنس کے بادشاہ نے اس کی مدد کی، نیز اس کی پڑوسی ریاستوں اور اردگرد کے مسیحی حکمرانوں نے بھی اذفونش کو کمک بھیجی، چنانچہ وہ بہت بڑا لشکر لے کر چلا مگر جب عبدالملک اس لشکر کی طرف بڑھا تو اس کے رعب و دبدبہ سے اذفونش پسپا ہو گیا۔ عبدالملک نے اس مسیحی لشکر کا تعاقب کیا اور ہر پیچھے رہ جانے والے کو ہلاک کرنے لگا۔ عبدالملک نے دشمن کے علاقے کو روند ڈالا اور اس میں دور تک چلا گیا۔ وہ دشمن کے علاقے میں پڑاؤ کر کے لوگوں کو قتل کرتا، مالِ غنیمت سمیٹتا اور املاک کو تباہ کرتا رہا۔ اس نے اذفونش کے حرم کی بے حرمتی کی اور بخیریت و سلامتی واپس ہو گیا۔

ہشام نے ایک اور لشکر دوسری طرف سے روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ بھی اسی مدت میں دشمن کے علاقے میں گھسے جب کمانڈر عبدالملک وہاں موجود تھا۔ اس لشکر نے بھی تباہی مچائی، لوٹ مار کی اور مالِ غنیمت سمیٹا مگر جب دشمن کے علاقے سے نکلنے کا ارادہ کیا تو فرنگی لشکر نے ان پر حملہ کر کے مسلمانوں کے کچھ آدمی شہید کر ڈالے۔ تاہم مسلمانوں نے نجات پائی، محفوظ رہے اور سلامتی سے واپس آئے۔ سوائے ان کے جو شہید ہوئے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان سے لوٹا تو خلیفہ ہارون الرشید نے منصور بن یزید بن منصور حمیری کو وہاں کا والی بنایا۔ یہ مہدی کا ماموں تھا۔

خلیفہ ہارون نے رمضان میں عمرہ کیا اور ولید بن طریف (خارجی) کے قتل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر مدینہ گیا اور حج کے وقت تک مقیم رہا۔ پھر اس نے حج پڑھایا۔ وہ مکہ سے منیٰ تک پیدل چلا۔ پھر منیٰ سے عرفات تک پیدل چلا۔ اس نے تمام مشاعر پر پیدل چل کر حاضری دی اور بصرہ کے راستے بغداد واپس گیا۔

اس سال خراسان میں حمزہ بن اترک بجستانی نے بغاوت کی۔

وفیات

اس سال حماد بن زید بن درہم ازدی نے وفات پائی۔ ان کا مولیٰ ابو اسمٰعیل ہے۔ شافعی کے استاذ امام مالک بن انس اصحی نے وفات پائی۔ اسی سال ابو عبداللہ مسلم بن خالد زنگی مکی فقیہ نے وفات پائی۔ امام شافعی نے امام مالک سے پہلے ان کی ہی صحبت وشاگردی اختیار کی تھی اور ان سے علم فقہ حاصل کیا تھا۔ انہیں اس لیے زنگی کہا جاتا تھا کہ یہ سرخی مائل گورے رنگ کے تھے۔ اس سال عباد بن عباد بن حبیب بن مہلّب بن ابی صفرہ مہلبی بصری فوت ہوئے۔ نیز ابوالاحوص سلّام بن سلیم حنفی نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۴۹

۱۸۰ھ کے واقعات

ہشام کی وفات

اس سال صفر کے مہینے میں امیرِ اندلس ھشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ھشام بن عبدالملک بن مروان نے وفات پائی۔ اس کی مدّتِ حکمرانی سات سال سات ماہ اور آٹھ دن تھی۔ ایک قول کی رو سے نو ماہ اور ایک اور قول کے مطابق دس ماہ۔ اس کی عمر ۳۹ برس اور چار ماہ تھی۔ اس کی کنیّت ابوالولید تھی۔ اس کی والدہ امّ ولد تھیں۔

ہشام کی رنگت سفید مگر سرخی مائل تھی۔ اس کی آنکھوں میں سرخی تھی۔ اس کی ایک آنکھ بھینگی تھی۔ اس کے پس ماندگان میں پانچ بیٹے تھے۔ وہ فعّال، دوراندیش، صائب الرائے، بہادر، عادل، خیر میں پیش قدمی کرنے والا، اہلِ خیر و اصلاح سے محبّت کرنے والا اور دشمنوں کے مقابلے میں سخت تھا۔ جہاد کا شوقین تھا۔

اس کا بہترین کام یہ ہے کہ اس نے صدقات وصول کرنے والا شخص ایسا مقرّر کیا جو اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنّت کے مطابق، اس کے دورِ حکومت میں صدقات وصول کرتا رہا۔ ہشام نے ہی قرطبہ شہر کی جامع مسجد کی تعمیر مکمل کی۔ کیوں کہ اس کے والد اس مسجد کی تکمیل سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اس مسجد کے ساتھ ہی اس نے کئی مساجد تعمیر کرائیں۔ اس کے دورِ حکومت میں اسلام کا غلبہ اور کفر کی بے بسی اس حد تک پہنچی کہ اس کے دورِ حکومت میں ایک آدمی فوت ہوا اور اس نے وصیّت کی کہ اس کے ترکہ میں سے ایک مسلمان قیدی کو رہا کروایا جائے۔ ایسا قیدی ڈھونڈا گیا

Marfat.com

مگر دارالکفار میں ایک مسلمان قیدی بھی رہائی کے لیے نہ مل سکا۔ کیوں کہ دشمن کمزور تھا اور مسلمان طاقت ور تھے۔

ہشام کے مناقب بہت زیادہ ہیں، جنہیں اہلِ اندلس نے بہت بیان کیا ہے۔ حتیٰ کہ اہلِ اندلس نے کہا کہ ہشام اپنے سیرت و کردار میں عمر بن عبدالعزیز کے بہت مشابہہ تھا۔

الحکم بن ہشام

ہشام کی وفات کے بعد اس کا بیٹا الحکم اندلس کا حکمران بنا۔ اس کا لقب المنتصر تھا۔ یہ ارادے کا پکّا اور دور اندیش تھا۔ یہ اندلس کا پہلا حکمران ہے جس نے بہت زیادہ غلام اکٹھے کیے۔ اپنے محل کے دروازے پر گھوڑ سوار متعین کیے اور جابر بادشاہوں کی مشابہت اختیار کی۔

یہ معاملات کی براہِ راست خود نگرانی کرتا تھا۔ فصیح تھا، شاعر تھا۔ جب اس نے اقتدار سنبھالا تو اس کے دو چچاؤں سلیمان اور عبداللہ نے اس کے خلاف سرکشی کی۔ وہ مغربی کنارے میں تھا۔ چنانچہ عبداللہ بلنسی عبور کر کے اندلس آ گیا اور بلنسیہ پر قبضہ کر لیا، اس کا بھائی سلیمان بھی اسی کے نقشِ قدم پر چلا، وہ طنجہ میں تھا۔ یہ دونوں بھائی اپنے بھتیجے الحکم کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے لگے اور فتنہ کی آگ پھیلانے لگے۔ ایک مدّت تک باہم لڑتے رہے مگر بالآخر فتح و ظفر الحکم کو نصیب ہوئی۔ پھر الحکم نے اپنے چچا سلیمان کو گرفتار کر لیا اور ۱۸۴ھ میں اسے قتل کر دیا۔

عبداللہ نے بلنسیہ میں قیام کیا۔ وہ فتنہ سے باز آ گیا اور خوف زدہ ہوا لہٰذا اس نے صلح کرنے کی خاطر الحکم سے مراسلت کی۔ الحکم نے اس کی درخواست کا مثبت جواب دیا۔ ۱۸۶ھ میں دونوں کے مابین صلح ہوئی۔ اس نے اپنی بہنوں کی شادیاں عبداللہ کے بیٹوں سے کیں اور یوں فتنہ ختم ہوا۔

الحکم جب اپنے دونوں چچاؤں کے مقابلے میں مشغول تھا تو فرنگیوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور اسلامی علاقے کا قصد کیا۔ انہوں نے برشلونہ شہر پر قبضہ کر کے اسے اپنا دارالحکومت بنا لیا اور اپنے لوگوں کو وہاں منتقل کر دیا۔ جب کہ مسلمانوں کے لشکر وہاں سے پسپا ہو گئے۔ اس شہر پر کفار کا تسلّط ۱۸۵ھ میں ہوا۔

Marfat.com

اندلس میں فرنگیوں کے خلاف لڑائی

اس سال امیرِ اندلس الحکم نے ایک لشکر عبدالکریم بن مغیث کی زیرکمان فرنگی علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ عبدالکریم فرنگی ریاست میں داخل ہوا۔اس نے دستے بھیجے جو لوٹ مار کرتے اور آتش زنی کرتے۔اس نے ایک دستہ بھیجا جو سمندر کی ایسی خلیج سے پار ہوگیا جس کا پانی پیچھے ہٹا ہوا تھا۔ فرنگیوں نے اپنے اہل وعیال اور اموال اس خلیج کے پیچھے رکھ چھوڑے تھے۔ان کا خیال تھا کہ دشمن خلیج سے گزر کر ان تک نہیں پہنچ سکتا،مگر مسلمان عسکری دستہ اس طرح ان کے پاس پہنچ گیا کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔مسلمانوں نے ان کے تمام مال کو غنیمت بنالیا۔مردوں کو قیدی بنالیا اور بہتوں کو مار ڈالا،عورتوں کو گرفتار کرلیا اور خیریت وسلامتی کے ساتھ واپس عبدالکریم کے پاس پہنچ گئے۔

عبدالکریم کے بھیجے ہوئے ایک اور دستے نے،بہت سے فرانسیسی شہروں کو تباہ و برباد کیا اور وہاں کے باشندوں کے اموال کو مالِ غنیمت بنایا۔مردوں کو قیدی بنایا۔اسے ایک قیدی نے اطلاع دی کہ فرنگی بادشاہوں کی ایک جماعت مسلمانوں کے راستے پر،مسلمانوں سے پہلے جا کر ایک دشوار گزار وادی میں اکٹھی ہوئی ہے۔چنانچہ عبدالکریم نے اپنی افواج کو یک جا کیا اور باقاعدہ صف بندی کی صورت میں کوچ کیا اور تیزی وہشیاری سے راستہ طے کرنے لگا۔کافروں کو اس وقت پتہ چلا جب مسلمانوں نے ان کے پاس پہنچ کر،ان پر تلواروں سے حملہ کردیا۔کفار کی فوج نے شکست کھائی۔مسلمانوں نے ان کا مال وسامان بہ طورِ مالِ غنیمت اپنے قبضے میں لیا۔عبدالکریم اور اس کے ماتحت افواج سلامتی کے ساتھ واپس آگئے۔

علی بن عیسیٰ گورنرِ خراسان

اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے منصور بن یزید کو خراسان کی گورنری سے برطرف کردیا اور وہاں کا گورنر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بنایا۔وہ دس سال تک خراسان کا گورنر رہا۔اس کے دورِ ولایت میں ہی حمزہ بن اترک خارجی نے علمِ بغاوت بلند کیا۔چنانچہ حمزہ بوشنج آیا،ہرات کا ناظم عمرویہ بن یزید ازدی،چھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے نکلا اور لڑائی کی مگر حمزہ نے اسے شکستِ فاش دی۔اس کے کئی سپاہی مار ڈالے۔بھیڑ میں عمرویہ مارا گیا۔اب گورنرِ خراسان علی نے حمزہ کا مقابلہ

Marfat.com

کرنے کے لیے عمرو یہ کے بیٹے حسین کو بھیجا۔ مگر اس نے حمزہ سے لڑائی نہ کی۔ اس پر علی نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے بیٹے عیسیٰ کو کمانڈر بنا کر روانہ کیا۔ اس نے لڑائی تو کی مگر حمزہ نے اسے شکست سے دوچار کیا۔ اب اس کے باپ نے اسے ایک بار پھر حمزہ کے مقابلے میں بھیجا۔ چنانچہ باخرز کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ اس وقت حمزہ نیساپور میں تھا۔ حمزہ نے شکست کھائی اور اس کے ساتھ صرف چالیس جنگجورہ گئے۔ اب اس نے کوہستان (قھستان) کا رخ کیا۔

عیسیٰ نے اپنے دستے اوق اور جوین کی طرف روانہ کیے۔ انہوں نے یہاں کے خارجیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ عیسیٰ نے اب ان دیہات کا رخ کیا جہاں کے باشندے حمزہ کی مدد کرتے تھے، اس نے ان دیہات کو نذرِ آتش کیا اور وہاں کے باشندوں کو مار ڈالا۔ حتیٰ کہ وہ زرنج پہنچا۔ اس نے وہاں تیس ہزار آدمی تہہِ تیغ کیے اور واپس ہوا۔ اس نے زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو بااختیار بنا کر چھوڑا، اس نے اموال اکٹھے کیے اور انہیں لے کر روانہ ہوا۔ اسفرار کے مقام پر عبداللہ کی مڈبھیڑ حمزہ سے ہوئی۔ لڑائی میں عبداللہ اور الصغد سے تعلق رکھنے والے اس کے ساتھی ثابت قدم رہے۔ حمزہ نے شکست کھائی اور اس کے بہت سے دہشت گرد ساتھی مارے گئے۔ خود حمزہ کا چہرہ زخمی ہوا۔ وہ اور اس کے زندہ بچنے والے ساتھی انگوروں کے باغوں میں چھپ گئے۔ پھر حمزہ وہاں سے باہر نکلا۔ وہ دیہات میں جا کر لوگوں کو قتل کرتا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بُوشنج کا ناظم بنایا تو حمزہ نے طاہر کا قصد کیا۔ وہ ایک مدرسے میں گیا جس میں تیس بچے زیرِ تعلیم تھے۔ اس نے بچوں اور ان کے استاد کو شہید کیا۔ جب طاہر کو یہ اطلاع ملی تو وہ ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جس میں خارجیوں کے فرقے قَعَد (خوارج کے ایک فرقے کا نام جو جنگ کرنے کا قائل نہیں تھا) کے لوگ مقیم تھے۔ طاہر نے انہیں قتل کر دیا اور ان کے اموال ضبط کر لیے۔ طاہر ایک خارجی کو دو درختوں میں باندھتا پھر درختوں کو ملاتا، پھر الگ الگ کرتا، یوں خارجی کے جسم کا ایک حصہ ایک درخت کے ساتھ اور دوسرا نصف دوسرے درخت کے ساتھ رہ جاتا۔ اب خارجیوں کے قَعَد فرقہ کے لوگوں نے حمزہ کو خط لکھا کہ وہ لڑائی سے باز آجائے۔ چنانچہ اس نے بغاوت ترک کر دی۔ لوگوں نے ایک مدّت کے بعد سکھ کا سانس لیا۔ غرض یہ کہ حمزہ اور گورنر علی بن عیسیٰ کے فوجیوں کے مابین بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال جعفر بن یحییٰ بن خالد شام کی طرف روانہ ہوا، کیوں کہ وہاں اشتعال تھا۔اس کے ساتھ عسکری قائدین، ہتھیار، لشکر اور اموال تھے۔اس نے شام کے فتنے کو ٹھنڈا کیا تو عوام نے امن و سکون پایا۔

اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے جعفر بن عیسیٰ سے مہر واپس لے کر اپنے (رضاعی) باپ یحییٰ بن خالد (برمکی) کو دی۔ اسی سال خلیفہ نے جعفر کو خراسان اور سجستان کا والی بنایا مگر صرف بیس راتوں کے بعد اسے گورنری سے معزول کر کے عیسیٰ بن جعفر کو والی بنایا۔جب کہ جعفر بن یحییٰ کو حفاظتی دستوں کا انچارج مقرّر کیا۔

اس سال خلیفہ نے عطّاف بن سفیان ازدی کی شورش کے سبب موصل شہر کی فصیلیں منہدم کرادیں بلکہ بذات خود وہاں گیا۔فصیلیں منہدم کرنے کے بعد قسم اٹھائی کہ اسے موصل کا جو شہر ملے گا اسے وہ قتل کردے گا۔قاضی ابو یوسف نے اسے فتویٰ دے کر، اس اقدام سے باز رکھا۔یاد رہے کہ عطّاف موصل چھوڑ کر ارمینیا کی جانب چلا گیا تھا، اس لیے خلیفہ اسے گرفتار کرنے میں ناکام رہا۔ عطّاف رَقّہ چلا گیا اور اسے اپنا وطن بنالیا۔

اس سال ہرثمہ بن اعین کو افریقہ کی گورنری سے برطرف کردیا گیا، اسے بغداد طلب کیا گیا۔جعفر بن یحییٰ نے اسے محافظ دستے کا سربراہ مقرر کیا۔اس سال مصر میں زبردست زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کا منارہ گر گیا۔اس سال ہی الجزیرہ میں خراشہ شیبانی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔اسے مسلم بن بکّار عقیلی نے قتل کردیا۔اس سال جرجان میں مُحمرہ (فرقہ) نے سرکشی کی۔

اس سال فضل بن یحییٰ کو طبرستان اور رویان کی گورنری سے ہٹادیا گیا اور ان مقامات کا گورنر عبداللہ بن خازم بنایا گیا۔سعید بن مسلم اس سال الجزیرہ کا والی بنا۔

رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کی لڑائی کی قیادت محمد بن معاویہ بن زفر بن عاصم نے کی۔

اس سال خلیفہ نے حیرہ کا رخ کیا۔وہاں گھر تعمیر کیے۔اپنے ساتھیوں کو جاگیریں عطا کیں۔اہلِ کوفہ ان جاگیرداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور خلیفہ کے سکون کو درہم برہم کردیا۔چنانچہ خلیفہ واپس

Marfat.com

بغداد چلا گیا۔اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے حج کرایا۔

اس سال خلیفہ نے یحییٰ بن سعید حرشی کو موصل کا گورنر بنایا۔اس نے وہاں کے باشندوں سے بدسلوکی کی اوران پرستم کیا۔اس نے ان سے گزشتہ سالوں کے ٹیکس بھی طلب کیے۔چنانچہ شہر کے باشندوں کی اکثریت نے نقلِ مکانی کی۔

وفیات

اس سال سفیان کے بھائی مبارک بن سعید ثوری نے وفات پائی۔اس سال وفات پانے ولی اہم ترین شخصیتوں میں شامل تھے۔سلمہ الاحمر،سعید بن خثیم اورابوعبیدہ عبدالوارث بن سعید۔ عبدالعزیز بن ابی حازم نے سجدے کی حالت میں وفات پائی۔ابوضمرۃ انس بن عیاض لیثی مدنی بھی اسی سال جان بحق ہوئے۔

اس سال خلیفہ ہارون رشید نے عین زرجی شہر تعمیر کروایا اوراس کے اردگرد فصیل بنوائی۔یہاں پر رہنے کے لیے اہل خراسان وغیرہ کی فوج بھیجی اورفوجیوں کو گھر دیے۔

Marfat.com

باب:۵۰

۱۸۱ھ کے واقعات

محمد بن مقاتل گورنرِ افریقہ

اس سال خلیفہ ہارون رشید نے افریقہ کا گورنر محمد بن مقاتل بن حکیم عکی کو بنایا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ہرثمہ بن اعین نے افریقہ کی گورنری سے استعفیٰ دے دیا تھا ۱۷۷ھ میں۔ یہ محمد بن مقاتل خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی تھا۔ یہ اوّل رمضان میں قیروان پہنچا اور اسے اپنے قبضے میں لیا اور ہرثمہ خلیفہ کی طرف واپس ہوا۔ جب افریقہ میں اس کا اقتدار محکم ہوگیا تو اس کا کردار پسندیدہ نہ رہا۔ فوج اس کی مخالف ہوگئی اور مخلد بن مرّہ ازدی کو اپنا قائد منتخب کرلیا۔ بہت سے فوجی، بربر وغیرہ یک جا ہوئے تو محمد بن مقاتل نے ان کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر روانہ کیا۔ باہم لڑائی ہوئی تو مخلد شکست کھا کر بھاگا اور ایک مسجد میں چھپ گیا۔ مگر گرفتار ہوا اور ذبح کر دیا گیا۔

گورنر کے خلاف تونس میں تمام بن تمیم تمیمی نے بغاوت کی۔ اس کے ساتھ بڑی تعداد میں عوام ہوگئے تو وہ سب رمضان ۱۸۳ھ میں قیروان کی جانب چل پڑے۔ گورنر محمد بن مقاتل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لیے نکلا۔ مگر وہ شکست کھا کر قیروان کی طرف پلٹا۔ تمام آگے بڑھ کر قیروان میں داخل ہوگیا۔ اس نے اس شرط پر گورنر کو امان دی کہ وہ افریقہ سے نکل جائے۔ وہ رمضان میں طرابلس کی طرف چلا۔

ادھر ابراہیم بن اغلب تمیمی نے بہت سے لوگ اکٹھے کر لیے اور قیروان کا رخ کیا، وہ تمام کی حرکت کا مخالف تھا۔ مگر جب وہ قیروان کے نزدیک پہنچا تو ابراہیم وہاں سے نکل کر ذی القعدہ میں تونس کی جانب چل پڑا اور ابراہیم قیروان شہر میں داخل ہوگیا۔ اس نے خط لکھ کر محمد بن مقاتل کو تازہ ترین صورتِ حال سے آگاہ کیا اور گورنر سے واپسی کی درخواست کی۔ چنانچہ گورنر ابن مقاتل قیروان کی

Marfat.com

جانب چل پڑا۔ یہ اطلاع قیروان شہر کے باشندوں پر گراں گزری۔ جب ان کی اس ناگواری کی خبر تمّام کو ملی تو اس نے لشکر اکٹھا کیا اور قیروان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ یہ سمجھا کہ عوام چوں کہ گورنر کو ناپسند کرتے ہیں، اس لیے وہ گورنر کے مقابلے میں تمّام کی مدد کریں گے۔

تمّام جب قیروان پہنچا تو ابن اغلب نے گورنر سے کہا: تمّام نے مجھ سے شکست کھائی، حالانکہ میرے ساتھ نفری کم تھی مگر جب آپ قیروان پہنچے تو اس کی حرص از سرِ نو بیدار ہوئی کیوں کہ اسے معلوم ہوا کہ فوج آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گی۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ میں اور میرے ساتھی چل کر اس کے خلاف لڑتے ہیں۔ چنانچہ ابراہیم نے پیش قدمی کی اور لڑائی کی۔ تمّام نے شکست کھائی، اس کے کئی ساتھی لڑائی میں کام آئے اور وہ بھاگ کر تونس شہر میں جا داخل ہوا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس کا محاصرہ کرنے کے لیے کوچ کیا۔ تمّام نے اس سے امان طلب کی تو ابراہیم نے اسے امان دے دی۔

والی افریقہ ابراہیم بن اغلب

افریقہ کے علاقے میں جب محمد بن مقاتل کا بحیثیتِ گورنر اقتدار مستحکم ہو گیا اور تمّام نے بھی اس کی فرماں برداری کر لی تو افریقی عوام نے اسے ناپسند کیا۔ انہوں نے ابراہیم بن اغلب کو آمادہ کیا کہ وہ خلیفہ کو درخواست لکھ کر اپنے لیے افریقہ کی گورنری طلب کرے۔ چنانچہ اس نے خلیفہ کو اس سلسلے میں خط بھیجا۔ مصر کے صوبے کے ذمے تھا کہ وہ ہر سال افریقہ کی مدد کے لیے ایک لاکھ دینار دے مگر ابراہیم اس سے دست بردار ہوا اور ہر سال چالیس لاکھ دینار خرچ کرنے لگا۔

ہارون الرشید نے اپنے قابلِ اعتماد لوگوں کو طلب کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ وہ کسے افریقہ کا گورنر بنائے۔ اس نے اپنے مشیروں پر واضح کیا کہ افریقہ کے باشندے محمد بن مقاتل کی گورنری سے ناخوش ہیں۔ اس پر ہرثمہ نے مشورہ دیا کہ ابراہیم بن اغلب کو وہاں کا گورنر مقرر کیا جائے اور عرض کیا کہ وہ عقل، دین اور کفالت میں آزمودہ ہے اور یہ کہ اس نے ابن مقاتل کے خلاف شورش میں افریقہ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے محرّم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کو افریقہ کا والی بنا دیا۔ اس نے شر کا قلع قمع کیا۔ معاملات پر قابو پایا۔ تمّام اور ان سب افراد کو جو گورنروں کے خلاف سر اٹھاتے رہتے تھے، خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ یوں افریقہ پرسکون ہو گیا۔ ابراہیم نے قیروان کے نزدیک ایک شہر آباد

Marfat.com

کیا۔اس کا نام ''عباسیہ'' رکھا اور اپنے اہل وعیال، غلاموں اور ملازمین سمیت وہاں منتقل ہو گیا۔

۱۸۶ھ میں اس کے خلاف ایک عرب نژاد شخص نے تونس شہر میں بغاوت کی۔اس کا نام حمدیس تھا۔اس نے السواد چھین لیا۔اس کے حامیوں کی تعداد بڑھ گئی۔اس کی سرکوبی کے لیے ابراہیم نے عمران بن مخلد کو ایک لشکرِ جرار کے ساتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ فتح پانے کی صورت میں وہ کسی باغی کو زندہ نہ رہنے دے۔عمران نے کوچ کیا۔باہم لڑائی ہوئی۔حمدیس کے ساتھی کہنے لگے: ''بغداد، بغداد'' فریقین نے پامردی دکھائی بالآخر حمدیس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ان میں سے دس ہزار آدمی تہ تیغ ہوئے اور عمران تونس شہر میں داخل ہو گیا۔

پھر ابراہیم گورنر کو اطلاع ملی کہ دور مغرب میں ادریس بن ادریس علوی کے حامی اکٹھے ہو گئے ہیں۔چنانچہ اس نے اس کی سرکوبی کا قصد کیا، مگر اس کے مشیروں نے اسے باز رکھا اور مشورہ دیا: ''جب تک وہ آپ کے خلاف بغاوت نہیں کرتا آپ اسے چھوڑ دیجیے، کوئی تدبیر کیجیے اور اہلِ مغرب میں سے اس کے سیکریٹری بہلول بن عبدالواحد کو خط لکھیے۔'' چنانچہ ابراہیم نے بہلول سے رابطہ کیا اسے تحائف وہدایا بھیجے حتیٰ کہ اس نے ادریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور گورنر ابراہیم کی اطاعت کر لی۔یوں ادریس کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ادریس نے ابراہیم کے نام معافی کی درخواست لکھ بھیجی اور گزارش کی کہ وہ اس کے علاقے میں نہ آئے اور ادریس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا بھی ذکر کیا۔چنانچہ ابراہیم نے اسے کچھ نہ کہا۔

پھر عمران بن مخلد۔جس کا تذکرہ پہلے ہوا۔گورنر ابراہیم کا یارِ غار تھا اور اس کے ساتھ گورنر کے محل میں رہتا تھا۔وہ ایک دن ابراہیم کے ساتھ سوار ہوا اور اس کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔مگر گورنر عمران کی بات بالکل نہ سمجھ سکا، کیوں کہ اس کا دل ایک درپیش مہم میں اٹکا ہوا تھا۔لہٰذا اس نے عمران سے کہا کہ وہ ایک بار پھر بات دہرائے۔اس پر عمران غصے ہو کر ابراہیم کو چھوڑ گیا۔اس نے بہت سے لوگ اکٹھے کر لیے اور ابراہیم کے خلاف بغاوت کر دی۔وہ قیروان اور عباسیہ کے مابین خیمہ زن ہوا۔قیروان اور افریقی شہروں کی اکثریت نے اس کا ساتھ دیا۔

ابراہیم نے عباسیہ شہر کے ارد گرد خندق کھودی اور شہر میں قلعہ بند ہو گیا۔دونوں کے درمیان پورا ایک سال تک لڑائی ہوتی رہی۔خلیفہ نے خبر سنی تو اس نے گورنر ابراہیم کی طرف مال کا خزانہ بھیجا۔جب اس کے پاس اموال پہنچے تو اس نے اعلان کیا: ''جس کا تعلق امیر المؤمنین کی فوج سے ہو وہ آ کر تنخواہ وصول کرے۔'' یہ اعلان سنتے ہی عمران کے ساتھی اسے چھوڑ گئے اور اس سے الگ ہو گئے۔اب ابراہیم کے لشکریوں نے ان پر حملہ

Marfat.com

کردیا۔ عمران کے ہمراہیوں نے شکست کھائی۔ ابراہیم کے ایک منادی نے امان اور تنخواہوں کی وصولی کا اعلان کیا۔ وہ آئے تو انہیں عطیات دیے۔ ابراہیم نے قیروان کے دروازے اکھیڑ دیے اور اس کی فصلیں منہدم کردیں۔

عمران زاب پہنچا اور وہیں مقیم رہا، حتیٰ کہ ابراہیم نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ گورنر بنا۔ اس نے اسے امان دی۔ عمران اس کے پاس حاضر ہوا تو عبداللہ نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا۔ اس پر عبداللہ سے کہا گیا: ''اس نے آپ کے والد کے خلاف بغاوت کی۔ لہٰذا آپ اس پر اعتماد نہ کریں۔'' چنانچہ عبداللہ نے اسے قتل کردیا۔ عمران کی شکست کے بعد افریقہ میں لڑائی ختم ہوئی۔ لوگ پرامن ہوئے۔ ایسے ہی حالات رہے حتیٰ کہ ابراہیم نے شوّال ۱۹۶ھ میں وفات پائی۔ اس کی عمر ۵۶ سال تھی۔ اس کی گورنری کی مدّت بارہ سال چار ماہ اور دس دن تھی۔

عبداللہ بن ابراہیم گورنرِ افریقہ

ابراہیم بن اغلب کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ افریقہ کا گورنر بنا۔ عبداللہ طرابلس میں تھا اور بربروں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ہم ۱۹۶ھ کے سال میں بیان کریں گے۔ اس وقت اس کے والد نے اسے اپنے بعد افریقہ کا گورنر نامزد کیا۔ اس نے اپنے بیٹے زیادۃ اللہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی عبداللہ کے لیے گورنری کی بیعت لے۔ چنانچہ ابراہیم کی وفات کے بعد زیادۃ اللہ نے اپنے بھائی کو اپنے والد کی وفات سے مطلع کرتے ہوئے خط بھیجا، نیز اسے گورنر نامزد ہونے کی اطلاع دی۔ یہ خط ملتے ہی عبداللہ طرابلس سے نکلا اور قیروان پہنچا۔ تمام امور و معاملات درست رہے۔ اس کی گورنری کی مدّت میں نہ کوئی بغاوت ہوئی اور نہ لڑائی۔ عوام نے چین کی بانسری بجائی۔ علاقہ آباد ہوا۔ عبداللہ نے ذوالحجّہ ۲۰۱ھ میں وفات پائی۔

امیر اندلس کی مخالفت

اس سال مملکت اندلس کی الثغر کے علاقے میں بغاوت ہوئی۔ اس کا سرغنہ بہلول بن مرزوق تھا جو ابوالحجّاج کی کنیّت سے زیادہ مشہور تھا۔ وہ سرقسطہ شہر میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اِس سال، اندلس کے حکمران الحکم کا چچا عبداللہ بن عبدالرحمٰن بہلول کے پاس پہنچ گیا۔ وہ بلنسی کے نام سے معروف تھا۔ وہ فرنگیوں کے پاس جارہا تھا۔

Marfat.com

اس سال امیرِ اندلس کی مخالفت طلیطلہ میں عبیدہ بن حمید نے کی۔امیرِ اندلس الحکم نے کمانڈر عمروس بن یوسف کو جو طلبیرہ شہر میں تھا،حکم دیا کہ وہ اہلِ طلیطلہ کے خلاف لڑے۔چنانچہ اس کمانڈر نے بکثرت لڑائی کی اور وہاں کے باشندوں کو خوب ستایا۔بعدازاں عمروس بن یوسف نے اہل طلیطلہ میں سے بنی مخشی کے ساتھ خط وکتابت کر کے انہیں اپنی طرف مائل کرلیا۔چنانچہ انہوں نے عبیدہ بن حمید پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر عمروس کے پاس لے گئے۔عمروس نے وہ سرالحکم کے پاس بھیجا۔اس نے بنی مخشی کو اپنے پاس آباد کیا۔کیوں کہ بنی مخشی اور بربروں کے مابین۔جو طلبیرہ میں تھے۔باہم کینہ وانتقام تھا۔چنانچہ بربروں نے فصیل توڑ کر بنی مخشی کو ہلاک کیا۔عمروس نے ان کے سر کاٹ کر عبیدہ کے سر کے ساتھ امیر اندلس کی خدمت میں بھیجے اور اسے صورتِ حال سے مطلع کیا۔

بعدازاں عمروس نے کوشش کی کہ مراسلت کے ذریعے طلیطلہ کے باشندوں کو شہر میں آنے پر رضامند کرلیا۔جب شہر پر اس کا قبضہ مستحکم ہوگیا تو اس نے شہر کے پل کے پھاٹک پر محل تعمیر کرایا اور محل کو خوب مضبوط بنایا۔پھر اس نے طلیطلہ کے باشندوں کو قتل کرنے کی زبردست کوشش کی تاکہ مملکت کے استحکام کی خاطر ان کے شر وفساد کا قلع قمع کردیا جائے اور ان کی بغاوت وسرکشی سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرلی جائے۔اس نے طلیطلہ کے مردوں کو قتل کرنے کے لیے بظاہر ایک دعوتِ طعام کا ڈھونگ رچایا اور ظاہر کیا کہ اس میں گائیں ذبح ہوں گی۔پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دروازے سے آئیں اور دوسرے دروازے سے باہر جائیں۔یوں شہر میں ہر داخل ہونے والے آدمی کو کسی اور جگہ لے جا کر قتل کردیا جاتا۔حتیٰ کہ سات سو آدمی قتل کر دیے گئے اور اس علاقے میں امن وسکون قائم ہوگیا۔

متفرق واقعات

اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے سرزمینِ رُوم پر چڑھائی کی اور قلعہ صفصاف فتح کیا۔اس سال میں عبدالملک بن صالح نے سرزمین روم پر حملہ کیا۔انقرہ تک پہنچا اور مطمورہ فتح کیا۔

وفیات

اس سال حمزہ بن مالک نے وفات پائی۔اس سال محمرہ (سرخ پوشوں) نے خراسان پر

Marfat.com

قبضہ کیا۔اس سال ہی خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے سرکاری مراسلوں کے اوپر ''الصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ'' لکھنے کا نیا عمل شروع کیا۔اس سال خلیفہ ہارون امیرِ حج تھے۔

اس سال رومیوں اور مسلمانوں کے مابین فدیہ کی ادائیگی ہوئی۔بنی عباس کی حکومت میں یہ پہلی فدیہ کی ادائیگی تھی۔قاسم بن رشید اس عمل کا انچارج تھا۔رومیوں کا بادشاہ اس وقت نقفور تھا۔اس سرکاری اقدام سے عوام خوش ہوئے۔مملکت روم میں موجود ہر قیدی کا فدیہ ادا کیا گیا۔فدیہ کی رقم کی ادائیگی سمندر کے کنارے واقع مقام لامس میں سرانجام پائی۔اس جگہ اور طرسوس کے مابین بارہ فرسخ کا فاصلہ ہے۔تنخواہ دار فوج کے تیس ہزار فوجی ابوسلیمان فرج الخادم متوتی طرسوس کے ساتھ حاضر تھے۔ نیز سرحدی علاقوں کے بے شمار عوام بھی اس تقریب میں موجود تھے۔نیز علماء اور رؤسا و معززین حاضر تھے۔قیدیوں کی تعداد تین ہزار سات سو تھی۔کہا گیا ہے کہ قیدیوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔

اسی سال حسن بن قحطبہ نے وفات پائی۔یہ اور اس کا باپ خلیفہ منصور کے جرنیل تھے۔حسن کی عمر ۸۴ برس تھی۔اس سال عبداللہ بن مبارک مروزی نے رمضان میں ھیت کے مقام پر وفات پائی۔ان کی عمر ۶۳ برس تھی۔اس سال علی بن حمزہ ابوالحسن اسدی نے وفات پائی۔آپ الکسائی کے نام سے معروف ہیں۔قاری اور نحوی تھے۔رے میں فوت ہوئے۔ایک قول کی رو سے آپ نے ۱۸۳ھ میں جان جانِ آفرین کے حوالے کی۔

اس سال مروان بن سلیمان بن یحییٰ بن ابی حفصہ شاعر فوت ہوا۔یہ ایک سو پانچ ہجری میں پیدا ہوا۔اس سال قاضی ابو یوسف نے وفات پائی۔آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم تھا اور آپ ابوحنیفہ کے بڑے رفقا میں سے ایک تھے۔اس سال یعقوب بن داود بن عمر بن طہمان نے وفات پائی۔یہ عبداللہ بن خازم سلمی کا مولیٰ تھا۔یاد رہے کہ یعقوب خلیفہ مہدی کا وزیر تھا۔

اس سال وفات پانے والے اہم اشخاص میں شامل ہیں: ہاشم بن برید، یزید بن زریع اور حفص بن میسرۃ صنعانی۔حفص کا شمار دمشق کے کاری گروں میں ہوتا تھا۔

Marfat.com

باب:۵۱

۱۸۲ھ کے واقعات

اِس سال خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے امین کے بعد ولی عہد ہونے کی بیعت لی۔ اسے مامون کا لقب دیا۔ اور اسے خراسان اور اس سے متعلق ہمذان تک کے علاقے کا والی بنایا۔ اور اسے جعفر بن یحییٰ کے سپرد کیا۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے، حالانکہ ہارون دیکھ چکا تھا کہ اس کے باپ اور دادا المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا، حتیٰ کہ عیسیٰ نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے دست بردار کیا۔ اور پھر اس کے بھائی ہادی نے اپنے باپ کو ولی عہدی سے دست بردار کرنے کے لیے کیا کچھ کیا اور اگر اس کی موت جلد نہ آ گئی ہوتی تو اسے وہ ضرور معزول کر دیا۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے وہ امین کے بعد مامون کے لیے ولی عہدی کی بیعت لیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ کسی کی محبت تجھے بہرہ گونگا بنا دیتی ہے۔[1]

اس سال خزر کے بادشاہ خاقان کی بیٹی فضل بن یحییٰ کے پاس لے جائی جا رہی تھی کہ وہ راستے میں برذعہ کے مقام پر مر گئی۔ اس کے ہمراہی واپس شہزادی کے باپ کے پاس گئے اور اسے مطلع کیا کہ شہزادی کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ خاقان نے مملکتِ اسلامیہ پر حملے کی تیاری شروع کر دی۔

اس سال کے موسمِ گرما میں جہادی مہم کی قیادت عبدالملک بن صالح نے کی اور وہ اصحابِ کہف کے شہر افسوس تک جا پہنچا۔[2]

اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی آنکھیں نکال دیں اور اس کی

Marfat.com

والدہ رینی کو اپنی ملکہ بنالیا۔ اسے عطسہ کا لقب دیا گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ موصل کا گورنر ہرثمہ بن اعین تھا۔

اس سال سلیمان بن عبدالرحمٰن مشرق کی جانب سے سرزمین اندلس میں گھسا اور اس نے اپنے بھتیجے الحکم بن ھشام بن عبدالرحمان امیر اندلس کے خلاف لڑنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ الحکم لشکرِ جرار کے ساتھ آگے بڑھا۔ سلیمان کے ساتھ بہت سے فتنہ جو دہشت گرد تھے۔ دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، مڈبھیڑ ہوئی، سخت لڑائی ہوئی تو سلیمان شکست کھا کر بھاگا۔ الحکم کے لشکر نے اس کا تعاقب کیا۔ پھر ذوالحجہ میں دونوں میں دوبارہ لڑائی ہوئی۔ اس میں بھی سلیمان نے شکست کھائی۔ اس نے دلدلی زمین اور پہاڑوں میں پناہ لی۔ چنانچہ الحکم واپس آ گیا۔ سلیمان نے بربروں کو اکٹھا کیا اور استجہ کی جانب بڑھا۔ الحکم اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ چنانچہ ۱۸۳ھ میں باہم لڑائی ہوئی۔ سخت لڑائی کے بعد سلیمان نے شکست کھائی اور ایک گاؤں میں پناہ لی۔ الحکم نے اس گاؤں کا محاصرہ کرلیا۔ سلیمان شکست کھا کر فرّیش کی جانب بھاگا۔

اس سال قرطبہ میں اتنا زبردست سیلاب آیا کہ قبلہ کی طرف واقع بہت سی عمارات ڈوب گئیں، شہر کا بڑا حصہ تباہ ہوا اور سیلاب شقندہ تک جا پہنچا۔

وفیات

اس سال ان حضرات نے وفات پائی۔ محمد بن جعفر طیالس محدّث، سفیان ثوری کے بھانجے عمّار بن محمد، جہینہ کے موسیٰ عبدالعزیز بن محمد بن ابی عبید دراوردی۔ ان کے والد دارابجرد کے رہنے والے تھے۔ چونکہ آپ کی نسبت اس شہر کے نام سے ثقیل معلوم ہوتی تھی، اس لیے دراوردی نسبت اختیار کرلی کہ آسان ہے۔ اس سال درّاج ابوسمح سے وفات پائی۔ ان کا نام عبداللہ بن السمح تھا۔ کہا گیا ہے: عبدالرحمٰن بن السمح بن اسامہ تجیبی، مصری۔ آپ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس سال عفیف بن سالم موصلی نے بھی وفات پائی۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ یہ عربی ضرب المثل ہے: "وحُبّک الشيِ یُعمی ویُصم"۔

۲۔ یہ شہر افسوس موجودہ ترکی میں ہے۔ سلچک سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر۔

Marfat.com

باب:۵۲

۱۸۳ھ کے واقعات

اسلامی مملکت پر خزر کا حملہ

اس سال خزر نے خاقان کی شہزادی کی وجہ سے باب الابواب سے نکل کر مسلمانوں اور اسلامی مملکت کے ذمیوں پر حملہ کر دیا۔انہوں نے ایک لاکھ سے زیادہ افراد کو قید کر لیا۔انہوں نے اتنی بڑی جسارت کی کہ روئے زمین پر اس سے پہلے ایسی حرکت سننے میں نہیں آئی۔خلیفہ ہارون الرشید نے یزید بن مزید کو ارمینیاء نیز آذر بائیجان کا وائسرائے مقرر کیا اور اسے خزر کا منہ توڑ جواب دینے کی مہم سونپی۔پھر اہلِ ارمینیا کی کمک کے لیے خزیمہ بن خازم کو نصیبین بھیجا۔

کہا گیا ہے کہ خزر کی یورش کا سبب یہ تھا کہ سعید بن سَلم نے المنجم سلمی کو قتل کیا تو اس کا بیٹا خزر کے علاقے میں داخل ہو گیا اور اس نے خزر کو سعید پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا۔چنانچہ خزر تیار ہوئے اور شگاف سے ارمینیا میں گھس گئے۔سعید نے شکست کھائی۔خزر اس علاقے میں ستر دن ٹھہرے۔چنانچہ ہارون الرشید نے خزیمہ بن خازم اور یزید بن مزید کو بھیجا۔ان دونوں نے سعید کے بگاڑ کی اصلاح کی۔خزر کو نکال باہر کیا اور شگاف کو بند کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال خلیفہ نے خراسان سے علی بن عیسیٰ کو واپس بلایا۔پھر اس کے بیٹے مامون کی طرف سے اسے دوبارہ وہاں گورنر بنا کر بھیجا گیا اور اسے ابوالخصیب کے خلاف لڑنے کا حکم دیا گیا۔اس سال

Marfat.com

ابوخصیب وھیب بن عبداللہ نسائی نے خراسان کے مقام نسا میں بغاوت کی۔

عباس بن ہادی نے حج پڑھایا۔اس سال ہارون الرشید کی جیل میں موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے بغداد میں وفات پائی۔

ان کی قید میں رہنے کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ماہِ رمضان ۱۷۹ھ میں عمرہ کیا۔ جب وہاں سے پلٹ کر وہ مدینہ علی ساکنھا السلام۔ پہنچا تو نبی اکرم ﷺ کی قبر کی طرف چلا، تا کہ زیارت کرے۔اس کے ساتھ لوگ تھے جب قبر شریف کے پاس پہنچا اور کہا: ''السلام علیک یارسول اللہ، یاابن عم (اے چچازد)'' تا کہ وہ اپنے اردگرد والوں پر فخر کرسکے۔ یہ سن کر موسیٰ بن جعفر نزدیک ہوا تو کہا: ''السلام علیک یاابہ (اے ابا جان)'' یہ سن کر خلیفہ کے چہرے کا رنگ بدلا اور اس نے کہا: ''اے ابوالحسن یہ فخر بہت زیادہ ہے۔''

پھر وہ انہیں اپنے ساتھ عراق لے گیا۔ وہاں انہیں سندی بن شاھک کے پاس بند کردیا۔ ان کی قید کی نگران سندی بن شاہک کی بہن تھی۔وہ دیندار عورت تھی۔اس کا بیان ہے کہ موسیٰ جب عشا کی نماز پڑھ لیتے تو اللہ کی حمد بیان کرتے، تہجید کرتے اور رات گئے تک دعائیں کرتے رہتے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے حتی کہ صبح کی نماز پڑھ لیتے۔پھر طلوعِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے، پھر چاشت کے وقت تک بیٹھے رہتے۔ پھر لیٹ جاتے اور زوال سے پہلے جاگتے، پھر وضو کر کے نماز پڑھتے حتی کی عصر کی نماز پڑھتے۔پھر اللہ کو یاد کرتے رہتے، حتی کہ مغرب کی نماز پڑھتے۔ پھر آپ مغرب اور عشاء کے مابین نوافل ادا کرتے۔وفات تک ان کا یہی معمول رہا۔

یہ خاتون جب آپ کو دیکھتی تو کہتی: اس نیک آدمی کو ستانے والے لوگ ناکام و نامراد ہوئے۔'' ان کا لقب کاظم تھا، کیوں کہ آپ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے جو آپ کے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا۔یہ آپ کا ہمیشہ کا وطیرہ تھا۔ جب آپ قید میں تھے تو خلیفہ ہارون رشید کو خط بھیجا: ''جب بھی میرا مصیبت کا ایک دن گزرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی آپ کا آسائش کا ایک دن گزر جاتا ہے۔حتی کہ مصیبت اور مسرت کے یہ دونوں قسم کے دن ختم ہوجائیں گے اور ایک ایسا دن آجائے گا جو کبھی ٹلے گا نہیں، اس میں باطل پرست خسارے میں رہیں گے۔''

اس سال اندلس میں خطرناک خانہ جنگی کا فتنہ رونما ہوا۔ایک سپہ سالار ابوعمران اور اندلس

Marfat.com

کے ایک سرکردہ لیڈر بہلول بن مرزوق کے مابین تصادم ہوا۔عبداللہ بلنسی ابوعمران کے ساتھ تھا۔ بہلول کے ساتھیوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی اوران کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

وفیات

اس سال مشہور نحوی یونس بن حبیب نے وفات پائی۔انہوں نے ابوعمرو بن العلاؒ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی۔اسی سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن صبیح ابوالعباس المذکر، جو ابن سماک کے نام سے مشہور تھے، نے وفات پائی۔ ھشیم بن بشیر واسطی نے شعبان میں وفات پائی۔یہ ثقہ تھا مگر تصحیف سے کام لیتا تھا۔یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، مدائن کے قاضی تھے،آپ نے مدائن میں وفات پائی۔عمر ۶۳ برس تھی۔اس سال یوسف بن یعقوب بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون فوت ہوا۔

Marfat.com

باب:۵۳

۱۸۴ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ ہارون رشید نے حماد بربری کو یمن اور مکّہ کا والی مقرر کیا۔ جب کہ سندھ کا والی داود بن یزید بن حاتم مہلّبی کو بنایا۔ یحییٰ کو الجبل کا اور مہرویہ رازی کو طبرستان کا گورنر بنایا۔ افریقہ کا نظم ونسق ابراہیم بن اغلب نے سنبھالا تو خلیفہ نے اُسے وہاں کا وائسرائے بنادیا۔

اس سال ابوعمرو شاری نے سرکشی کی تو خلیفہ نے اس کی سرکوبی کے لیے زہیر قصّاب کو مامور کیا، جس نے باغی کو شہزور کے مقام پر قتل کر دیا۔ اس سال ابوالخصیب نے امان طلب کی تو علی بن عیسیٰ بن ماہان نے اسے امان دی۔

ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی نے حج پڑھایا۔ موصل اور اس کے زیرِ انتظام علاقے کا منتظم یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی تھا۔

اس سال عبداللہ بن عبدالرحمٰن بلنسی نے اندلس کے شہر اَشقہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں ابوعمران اور عربوں کے ساتھ مل کر پڑاؤ کیا۔ ان کے خلاف لڑنے کے لیے بہلول بن مرزوق بڑھا، اُس نے اِن کا محاصرہ کرلیا تو عرب ان سے الگ ہوگئے۔ بہلول اشقہ شہر میں فاتحانہ داخل ہوا۔ عبداللہ بلنسیہ چلا گیا اور وہیں مقیم ہوا۔

وفیات

اس سال المعافی بن عمران موصلی ازدی فوت ہوا۔ ایک قول کی رو سے اس نے ۱۸۵ھ میں

Marfat.com

وفات پائی۔اس سال عبداللہ بن عبدالعزیز بن عمر بن الخطاب نے وفات پائی۔انہیں عابد کہا جاتا ہے۔ نیز عبدالسلام بن شعیب بن حجاب ازدی فوت ہوا۔اس سال عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ بن عبداللہ سامی بصری نے وفات پائی۔اس کا تعلق بنی شامہ بن لوئیؔ سے تھا۔عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی ابومحمد بھی اسی سال جان بحق ہوئے۔

Marfat.com

باب: ۵۴

۱۸۵ھ کے واقعات

اہلِ طبرستان نے اس سال اپنے گورنر مہرویہ رازی کو مار ڈالا تو خلیفہ نے اس کی جگہ عبداللہ بن سعید حرشی کو گورنر مقرّر کیا۔ اس سال عبدالرحمٰن ابناوی نے ابان بن قحطبہ خارجی کو مرج القلعہ کے مقام پر قتل کر دیا۔ اس سال حمزہ خارجی نے باذغیس کے مقام پر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے اس کے دس ہزار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ عیسیٰ کابل اور زابلستان تک جا پہنچا۔

اس سال ابوخصیب نے دوسری بار غدّاری کی اور بغاوت کر کے ابیورد، طُوس، نیسابور، حصر اور مرد پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہاں سے شکست کھا کر بھاگا اور سرخس پہنچا۔ اس نے ایک بار پھر قوّت حاصل کر لی۔

اس سال جعفر بن یحییٰ نے حج ومجاورت کے لیے اجازت طلب کی۔ چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی۔ وہ شعبان میں روانہ ہوا۔ رمضان میں عمرہ کیا اور جدّہ میں حج کرنے سے پہلے تک مقیم رہا۔

اس سال امیر اندلس الحکم نے اپنی فوج کی قیادت کرتے ہوئے اپنے چچا سلیمان بن عبدالرحمان پر حملہ کرنے کے لیے کوچ کیا جو فرلیس کے نواح میں تھا۔ لڑائی ہوئی تو سلیمان نے بھاگ کر ماردہ کا رخ کیا۔ الحکم کی فوج کے ایک دستے نے تعاقب کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ جب وہ الحکم کے سامنے لایا گیا تو الحکم نے اسے قتل کرنے کے بعد اس کا سر قرطبہ بھیج دیا۔ اس نے سلیمان کی اولاد کو جو سرقسطہ میں مقیم تھے، امان نامہ لکھ بھیجا۔ الحکم نے انہیں اپنے پاس قرطبہ طلب کیا تو وہ حاضر ہو گئے۔

اس سال مسجدِ حرام میں بجلی گرنے سے دو آدمی جان بحق ہوئے۔

اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی نے حج پڑھایا۔ اس سال عبدالصمد بن علی

Marfat.com

بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی۔ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا۔یہ کہا گیا ہے کہ اس کے دانت نیچے سے محض ایک ٹکرا تھا، جب کہ وہ اوپر کے دانت بھی ایک ٹکڑا تھا۔یہ بنی عبدمناف کے گمنام اور بے حیثیت آدمیوں میں سے ایک تھا۔کیوں کہ یہ عبدمناف کی طرف قُرب میں یزید بن معاویہ کے مرتبہ میں تھا۔جب کہ یزید کی موت اوراس کی موت کے مابین ایک سوبیس سال کا عرصہ ہے۔

اس سال فرنگیوں۔اللہ ان پرلعنت کرے۔نے اندلس کے شہر برشلونہ پر قبضہ کرلیا اوراسے مسلمانوں سے چھین لیا۔فرنگی اپنے سرحدی محافظوں کواس شہر میں منتقل کرنے میں کام یاب ہوئے، جب کہ مسلمان وہاں سے نکل کر پیچھے ہٹ گئے۔اس مسلم شہر پر فرنگی قبضے کا سبب یہ بنا کہ امیرِ اندلس اپنے دونوں چچاؤں عبداللہ اور سلیمان کے خلاف لڑنے میں مشغول رہا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔اس سال خلیفہ ہارون الرشید نے رِقّہ سے بغداد تک براستہ موصل کوچ کیا۔

وفیات

اس سال بغداد میں یقطین بن موسیٰ جان بحق ہوا۔اس سال یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی نے داعی اجل کولبیک کہا، برذعہ شہر میں۔یہ معن بن زائدہ کا بھتیجا ہے۔اس کی وفات کے بعد اسد بن یزید والی بنا۔یزید ممدوح شعراء تھا، سخی وفیّاض تھا۔کافی شعراء نے اس کے مرثیے کہے۔بہترین مرثیہ وہ ہے جواس کی وفات پر ابومحمد تمیمی نے کہا۔اس مرثیہ کی عمدگی کی وجہ سے اسے یہاں نقل کرتا ہوں:

(ترجمہ اشعار)

[اے موت کی خبر دینے والے، خراجِ تحسین پیش کرنے والے کیا واقعی یزید ہلاک ہوگیا؟ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس ہستی کی موت کی اطلاع دی؟ اور تمہارے ہونٹوں سے اتنی بلند وبالا شخصیت کے بارے میں یہ بات کیسے باہر آئی؟ کیا عزت ووقار اور اسلام کا محافظ فوت ہوگیا؟ تمہارا ناس ہوجائے کیا بات ہے کہ زمین گھوم نہیں رہی؟ غور کر کیا تو اسلام کے ستونوں کو گرتے دیکھ رہا ہے؟ اور کیا بچہ بوڑھا ہوگیا ہے؟ کیا بنی نزاد کی شمشیریں نیاموں میں رکھ دی گئی ہیں؟ اور کیا گھوڑوں کی پیٹھوں سے نمدے اتار دیے گئے ہیں؟

Marfat.com

کیا سرزمینِ اسلام کو بادل اپنے بہاؤ سے سیراب کر رہے ہیں اور کیا درخت سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں؟ کیا اس کی موت پر قبیلہ نزاد ہلا کے رکھ دیا گیا ہے؟ کیوں نہیں بلکہ عزت و بزرگی ختم ہوگئی ہے اور جب وہ (یزید) اپنی قبر میں اترا ہے تو قبر میں عمدہ شرافت و بزرگی اور موروثی حسب اترا ہے۔ اللہ کی قسم، میری آنکھیں مسلسل تجھ پر آنسو بہاتی رہیں گی۔ اگر کسی قوم کے کمینے کے آنسو رک جائیں مگر خاندانی شریف النفس انسان کے آنسو کبھی نہ تھمیں گے۔ کیا یزید کے بعد رونے والیاں اپنے آنسوؤں کا ذخیرہ رکھیں گی؟ یا اپنے رخساروں کو سنبھال کر رکھیں گی؟ تجھ پر (اے یزید) قبۃ السلام (بغداد شہر) کو رونا چاہیے کیوں کہ اس شہر کے ستون اور دیواریں گر گئی ہیں۔ تجھ پر شاعر روتا رہے۔ اب ہر مصیبت اور اہم معاملے پر کون قائد کو پکارے گا؟ اور کون شریف النفس بہادر اب سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے گا؟ اگر یزید فوت ہوگیا ہے تو پھر واضح ہو کہ ہر زندہ انسان موت کا نشانہ ہے۔ کیا تم اس بات پر حیران نہیں ہوتے کہ موتوں نے یزید کو پھاڑ ڈالا، حالانکہ یہ موتیں ہی یزید کا لشکر تھیں۔ انہوں نے یزید پر حملے کا قصد کیا، حالانکہ وہ اس وقت اس سے ہٹ کے رہتی تھیں، جب لڑائی کے لیے ایندھن مہیّا کیا جا رہا ہوتا تھا۔ اس نے ربیعہ (قبیلے) کو تعزیت کی کہ اے یزید تیرے جیسا دن پھر اس پر پلٹ کر نہیں آئے گا۔]

خلیفہ ہارون رشید، جب یہ مرثیہ سنتا تو روتا، وہ اس قصیدے کو عمدہ اور مستحسن قرار دیتا تھا۔

اس سال محمد بن ابراہیم الامام بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بغداد میں وفات پائی۔ اس سال عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر فوت ہوئے۔ مغیرہ بن عبدالرحمان بن حارث بن عیّاش مخزومی جو حزامی کے نام سے معروف ہیں، جان بحق ہوئے۔ آپ ۱۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن ابی عثمان میسرہ حجاج صوّاف فوت ہوا۔

Marfat.com

باب:۵۵

۱۸۶ھ کے واقعات

امیر اندلس اور اس کے چچا کے مابین اتفاق

اس سال امیر اندلس الحکم بن ھشام بن عبدالرحمٰن اور اس کے چچا عبداللہ بن عبدالرحمان بلنسی کے مابین اتفاق ہوا۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب عبداللہ نے اپنے بھائی سلیمان کے مارے جانے کا سنا تو اس پر گراں گزرا،اسے اپنی جان کے لالے پڑے،وہ بلنسیہ شہر تک محدود ہو گیا۔اب اس نے کسی فتنہ انگیزی میں حصہ نہ لیا بلکہ الحکم کو خط لکھ کر باہمی سلامتی اور اطاعت میں داخل ہونے کی درخواست کی۔

کہا گیا ہے: بلکہ الحکم نے اس کی طرف ایلچی بھیجے اور باہمی صلح وسلامتی کے لیے خط لکھے، اسے امان دی اور عبداللہ اور اس کی اولاد کے لیے بہت سا مال خرچ کیا۔اس پر عبداللہ اتفاق پر آمادہ ہوا۔دونوں کے مابین اتفاق کا نیک کام امام مالک کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ اور دیگر علما کے توسط سے سر انجام پایا۔الحکم نے اپنی بہنوں کی شادیاں اپنے چچا عبداللہ کے بیٹوں سے کیں۔عبداللہ جب الحکم کے پاس حاضر ہوا تو الحکم نے اس کی عزت وتوقیر کی۔اسے باعزّت مقام دیا اور اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے وسیع مشاہرے اور قیمتی تحائف جاری کیے۔

کہا گیا ہے: صلح کی خاطر مراسلت تو اس سال ہوئی مگر صلح عملاً ۱۸۷ھ میں ہوئی۔

خلیفہ ہارون الرشید کا ولی عہدی کا فرمان تحریر کرنا

اس سال خلیفہ ہارون نے حج کی امامت وقیادت کی۔وہ مکّہ سے الانبار پہنچا۔آغاز مدینہ

Marfat.com

منورہ سے کہا: اس نے مدینہ میں تین عطیات دیے۔ ایک تو اپنی جانب سے، ایک محمد الامین کی طرف سے اور ایک عطیہ عبداللہ المامون کی جانب سے۔ پھر وہ مکّہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے باشندوں کو عطیات سے نوازا۔ ان عطیات کی مقدار دس لاکھ پچاس ہزار دینار تھی۔

خلیفہ ہارون نے امین کو عراق اور شام کا وائسرائے بنایا اور اس کے ساتھ ہی اسے المغرب کے آخر تک کے علاقے کا منتظم بنایا۔ جب کہ مامون کو ہمذان سے مشرق کے آخر تک کے علاقے کا وائسرائے بنایا۔ بعدازاں اس نے اپنے بیٹے قاسم کے لیے مامون کے بعد ولی عہد ہونے کی بیعت لی، اسے المؤتمن کا لقب دیا۔ خلیفہ نے قاسم کو الجزیرہ اور ثغور و عواصم (سرحدات) کا نگراں مقرّر کیا۔ قاسم عبدالملک بن صالح کی زیرِ کفالت تھا۔ خلیفہ نے قاسم کی برطرفی اور برقرار رکھنے کا اختیار مامون کو سونپا۔

خلیفہ ہارون جب مکّہ پہنچا تو اس کے ساتھ اس کے بیٹے، فقہاء، قاضی حضرات اور سپہ سالار تھے۔ اس نے ایک دستاویز تیار کی۔ جس میں اس نے محمد الامین کے حق میں گواہیاں ثبت کیں، اس نے اس دستاویز میں حاضرین کو مامون کے لیے وفادار رہنے کا گواہ بنایا۔ پھر اس نے مامون کی خاطر ایک دستاویز لکھوائی اور اس میں سرکردہ حاضرین کو امین کے لیے وفادار رہنے پر گواہ بنایا۔ اس نے یہ دونوں دستاویزات خانہ کعبہ میں لٹکا دیں۔ پھر کعبے میں ان دونوں دستاویزوں پر از سرِ نو عہد و پیمان لیے۔ خلیفہ نے جب یہ کام کیا تو لوگوں نے کہا: ''اس نے اپنی اولاد میں شر و فساد اور لڑائی کی بنیاد رکھ دی ہے۔'' لوگ اس کے ہولناک انجام سے ڈرے۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔

بعدازاں خلیفہ ہارون نے ۱۸۹ھ میں قرماسین کا دورہ کیا۔ اس کے ساتھ مامون بھی تھا۔ اس نے وہاں موجود تمام قاضیوں اور فقہا کو اس بات پر گواہ ٹھہرایا کہ اُس کے لشکر میں جس قدر اموال و خزائن، اسلحہ، گھوڑے، ہتھیار وغیرہ ہیں، وہ سب مامون کے لیے ہیں۔ خلیفہ نے مامون کی خاطر تمام سرکردہ حضرات سے از سرِ نو بیعت لی۔ پھر اس نے بغداد قاصد روانہ کیا تو محمد امین کے لیے بھی بیعت کی تجدید کی گئی۔

متفرق واقعات

اس سال علی بن عیسٰی بن ہامان، مرو سے روانہ ہو کر نسا پہنچا تا کہ ابوالخصیب کے خلاف

Marfat.com

لڑے۔چنانچہ علی نے اس کے خلاف لڑائی کر کے اسے مارڈالا۔اس کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔یوں خراسان میں امن مستحکم ہوا۔

وفیات

اس سال خالد بن حارث، بشر بن مفضّل اورابواسحاق ابراہیم بن محمد الفز اری نے داعی اجل کو لبیک کہا۔اس سال ربیع الاوّل میں سلمیّہ کے مقام پر عبداللہ بن صالح بن عبداللہ بن عباس فوت ہوا۔اس سال رجب میں عبّاس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس نے وفات پائی۔یہ السّفاح اور منصور کا بھتیجا تھا۔اس کی عمر ۶۵ برس اور ۶ ماہ تھی۔اس سال عمر بن یونس نے یمامہ میں اس وقت وفات پائی جب وہ حج سے فارغ ہوکر واپس آرہا تھا۔

اس سال عباد بن العوّام فقیہ نے بغداد میں جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ایک اور فقیہ شُقران بن علی الزّاھد نے اندلس میں داعی اجل کو لبیک کہا۔اس سال عیسٰی بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے آزاد کردہ غلام راشد نے وفات پائی۔یہ شخص ادریس بن عبداللہ بن الحسن کے ساتھ المغرب پہنچا تھا۔اس کے بعد بربروں کے معاملات ابوخالد یزید بن الیاس سرانجام دیتا رہا۔

Marfat.com

باب:۵۶

۱۸۷ھ کے واقعات

خلیفہ ہارون الرشید کا برامکہ پر ٹوٹ پڑنا

اس سال خلیفہ ہارون برامکہ پر ٹوٹ پڑا اور جعفر بن یحییٰ کو قتل کر ڈالا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ اپنی بہن عباسیہ بنت مہدی اور جعفر کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا یعنی ان دونوں کی اپنے سے جدائی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ جب وہ شراب نوشی کے لیے بیٹھتا تھا تو ان دونوں کو طلب کر لیتا تھا۔ ایک دن اس نے جعفر سے کہا: ''میں تمہاری شادی اس (عباسہ) سے کیے دیتا ہوں تاکہ تمہارے لیے اس کی طرف دیکھنا حلال ہو جائے مگر تم اس کے قریب نہ جانا میں اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔'' جعفر نے اس پر رضا مندی ظاہر کی تو خلیفہ نے جعفر کی شادی عباسہ سے کر دی۔ یہ دونوں خلیفہ کی مجلس میں حاضر ہوتے، پھر اس کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے۔ دونوں جوان تھے۔ جعفر اس کے ساتھ ہم آغوش ہوا اور اسے حمل ٹھہر گیا اور پھر بچہ پیدا ہوا۔ مگر عباسہ خلیفہ کی گرفت سے خوف زدہ ہوئی اور بچے کو دائیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا اور بچے کے لیے جواہر و اخراجات دیئے۔

پھر عباسہ اور اس کی ایک باندی کے مابین رنجش ہوئی تو اس نے عباسہ اور بچے کا معاملہ خلیفہ کے گوش گزار کر دیا۔ خلیفہ ہارون نے اس سال حج کیا اور اس معاملے کا کھوج لگایا اور حقیقت حال سے واقف ہوا۔

خلیفہ ہارون جب حج کرتا تو جعفر اس کے لیے عسفان کے مقام پر کھانے کی دعوت کرتا۔ اس سال بھی جعفر نے ایسے ہی کیا اور خلیفہ کو کھانے کی دعوت دی مگر خلیفہ اس کے پاس نہ آیا۔ یہ برامکہ

Marfat.com

کے لیے حالات کا پہلا پلٹا تھا۔

ایک اور قول

کہا گیا ہے کہ برامکہ کی مخالفت اور ان کی تباہی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کو جعفر بن یحییٰ بن خالد کے سپرد کیا۔ جعفر نے اسے قید میں ڈال دیا۔ پھر ایک رات اسے بلوایا اور اس سے اپنے کسی معاملے میں مدد کی درخواست کی۔ یحییٰ نے جعفر سے کہا: میرے بارے میں اللہ سے ڈرو اور کوئی ایسی حرکت نہ کرنا کہ کل روز قیامت محمد ﷺ تمہارے خلاف فریقِ مقدمہ بنیں۔ اللہ کی قسم، میں نے نہ بدعت اختیار کی اور نہ کسی بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دی۔'' یحییٰ کی یہ بات سن کر جعفر کا دل اس کے لیے پسیجا اور کہا: ''تم اللہ کی زمین میں جہاں چاہو جاؤ۔'' یحییٰ نے کہا: ''میں کیسے جاسکتا ہوں جب کہ مجھے گرفتاری کا اندیشہ ہے؟'' چنانچہ جعفر نے اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا جو اسے پرامن مقام تک چھوڑ آیا۔

جعفر کے خواص میں سے ایک شخص فضل بن ربیع کا جاسوس تھا۔ اس نے یہ اطلاع فضل کو دی۔ فضل نے یہ اطلاع خلیفہ تک پہنچا دی تو خلیفہ نے فضل سے کہا: ''تمہیں اس سے کیا سروکار؟ جعفر نے میرے ہی حکم سے یحییٰ کو رہا کیا ہے۔'' پھر خلیفہ نے جعفر کو کھانے کے لیے بلا بھیجا۔ وہ اسے لقمے کھلاتا اور باتیں کرتا رہا۔ پھر خلیفہ نے اس سے یحییٰ کی بابت دریافت کیا تو جعفر نے جواب دیا: ''وہ اب تک قید خانے میں ہے۔'' خلیفہ نے پوچھا: میری زندگی کی قسم؟'' جعفر بھانپ گیا اور بولا: ''نہیں آپ کی زندگی کی قسم۔'' پھر جعفر نے یحییٰ کے بارے میں سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہا: ''مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اس لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا۔'' ہارون نے جواب دیا: ''اچھا کیا، میں بھی ان کو چھوڑنا چاہتا تھا۔'' مگر جب وہ اُٹھ کر چلا گیا تو کہا: ''اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے مارے۔'' پھر ان کے معاملے نے جو رخ اختیار کرنا تھا وہ کیا۔

ایک اور قول

ناچاقی کا ایک سبب یہ تھا کہ جعفر نے ایک گھر تعمیر کروایا جس پر دو کروڑ درہم خرچ ہوئے۔

Marfat.com

چنانچہ اس کی شکایت خلیفہ ہارون کو کی گئی اور عرض کیا گیا کہ یہ تو اس نے اپنے گھر کی تعمیر پر رقم خرچ کی ہے۔ اب آپ خود ہی اس کے دیگر اخراجات اور انعامات کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ خلیفہ نے اخراجات کو غیر معمولی قرار دیا۔

برامکہ کی تباہی کا ایک اور سبب بھی ہے اگرچہ عام مؤرخین اسے سبب شمار نہیں کرتے، حالانکہ یہ ان کی بربادی وزوال کا قوی ترین سبب ہے۔ وہ یہ کہ یحییٰ بن خالد کے بارے میں یہ سُنا گیا کہ وہ اس سال اپنے حج کے دوران کعبے کے غلاف کو پکڑے یہ دعا کر رہا تھا: ''یا اللہ اگر تیری رضا اس میں ہے کہ تو مجھ سے اپنی نعمتیں سلب کر لے تو مجھ سے یہ نعمتیں چھین لے۔ یا اللہ، اگر تیری رضا اس میں ہے کہ تو مجھ سے میرا مال اور میرے اہل وعیال واپس لے لے تو تُو مجھ سے یہ سب کچھ چھین لے، سوائے فضل کے۔'' یہ دعا کرنے کے بعد یحییٰ بن خالد چلا گیا۔ جب مسجد حرام کے دروازے پر پہنچا تو واپس ہوا اور پھر یہی دعا کی اور کہنے لگا: ''یا اللہ، میرے جیسے بندے کے لیے یہ بدنمائی ہے کہ وہ تیرے حضور کسی کو مستثنیٰ ٹھہرائے۔ یا اللہ اگر تیری یہی رضا ہے تو فضل کو بھی مجھ سے سلب کر لے۔''

اس مقام پر یحییٰ بن خالد کو یہ دعا کرتے بھی سُنا گیا: یا اللہ، میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، جنہیں تیرے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ یا اللہ، اگر تو نے مجھے سزا دینا ہے تو میرے گناہوں کی سزا مجھے دنیا میں ہی دے دے۔ خواہ اس تیری سزا سے میری قوتِ سماعت وبصارت اور میری اولاد ومال متاثر ہوں، حتیٰ کہ تیری رضا مل جائے۔ مجھے آخرت میں سزا نہ دینا۔'' چنانچہ اس کی یہ پکار قبول ہوئی۔

جب یہ لوگ حج سے فارغ ہو کر پلٹے اور انبار کے مقام پر فروکش ہوئے اور خلیفہ ہارون العُمر کے مقام پر اُترا تو ان سے رخ پھیر لیا۔

برامکہ کے حالات کی خرابی کا آغاز اس سے ہوا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان نے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کے خلاف چغلی کھائی اور خراسان کے معاملہ میں اس پر تہمت لگائی اور خلیفہ ہارون کو بتایا کہ موسیٰ خراسانیوں کے ساتھ خط وکتابت کرتا رہتا ہے تاکہ ان کے پاس جا پہنچے اور انہیں خلیفہ کی فرمان برداری سے برگشتہ کر دے۔ چنانچہ خلیفہ نے موسیٰ کو قید میں ڈالا، پھر اسے رہا کر دیا۔

خلیفہ ہارون کے پاس یحییٰ بن خالد اجازت کے بغیر چلا جایا کرتا تھا۔ ایک دن یحییٰ جب خلیفہ کے حضور حاضر ہوا تو وہاں جبرائیل بن بخت یشوع پہلے سے ہی موجود تھا۔ یحییٰ نے سلام کیا

Marfat.com

تو خلیفہ نے بددلی سے جواب دیا۔ پھر خلیفہ ہارون نے جبرائیل کو مخاطب کر کے پوچھا: ''کیا آپ کے گھر میں کوئی آپ کی اجازت کے بغیر داخل ہوا کرتا ہے؟'' وہ بولا: ''نہیں''۔ خلیفہ نے کہا: ''پھر ہمارا کیا حال ہے کہ لوگ اجازت کے بغیر ہمارے پاس چلے آتے ہیں؟'' اس پر یحیٰ نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اجازت لیے بغیر حاضری میں نے شروع نہیں کی مگر یہ کہ امیر المؤمنین نے ہی مجھے یہ خصوصیت دی۔ حتیٰ کہ میں ان کے پاس، ان کے بستر پر پہنچنے لگا۔ اور مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ امیر المؤمنین کو یوں آمد ناگوار معلوم ہونے لگی ہے، حالانکہ پہلے آپ کو یہ آمد پسند تھی۔ اور اب جب مجھے یہ معلوم ہوگیا ہے تو میں آیندہ اسی طبقہ میں رہوں گا، جس میں مجھے امیر المؤمنین رکھیں گے۔'' یہ سن کر خلیفہ کو حیاء دامن گیر ہوئی اور کہا: ''میں نے آپ کی ناگواری کا ارادہ نہیں کیا تھا۔''

ہارون رشید کے پاس جب یحیٰ آتا تو لڑکے اس کے احترام میں کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایک دن خلیفہ نے مسرور سے کہا: ''لڑکوں کو حکم دو کہ وہ یحیٰ کے احترام میں کھڑے نہ ہوا کریں۔'' چنانچہ جب یحیٰ دربار خلافت میں آیا تو لڑکے اس کے احترام میں کھڑے نہ ہوئے۔ اس پر یحیٰ کا رنگ بدلا۔ اس کے بعد جب لڑکے اسے دیکھتے تو بے رُخی کرتے۔

خلیفہ ہارون الرشید حج سے واپس ہوا تو انبار کے نزدیک العمر کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ محرم گزر گیا۔ خلیفہ نے رات کے وقت اپنے خادم خاص مسرور اور اس کے ساتھ ایک فوجی دستہ بھیجا تاکہ جعفر کو لے آئے۔ اس وقت جعفر کے پاس ابن بخت یشوع طبیب اور ابوزکار گویا موجود تھے۔ جعفر گانے سننے میں محو تھا، ابوزکار گا رہا تھا۔ (ترجمہ اشعار)

[پس دُور نہ ہو، پس ہر جوان پر جلد ہی موت آئے گی، رات کو دستک دے گی یا دوپہر کو۔ اور ہر خزانہ خواہ کتنا ہی گراں قدر کیوں نہ ہوں ایک دن لازمی ختم ہو کے رہے گا۔]

مسرور کا بیان ہے کہ میں نے جعفر سے کہا: ''اے ابوالفضل، میں جس کام کے لیے حاضر ہوا ہوں، وہ اللہ کی قسم یہی ہے۔ موت نے آپ کے دروازے پر دستک دی ہے۔ امیر المؤمنین کے حضور حاضر ہوجایئے۔'' یہ سنتے ہی جعفر میرے قدموں پر گر کر انہیں چومنے لگا اور بولا: ''اتنی اجازت دو کہ میں گھر میں جا کر وصیّت کرلوں۔'' میں نے جواب دیا: ''گھر میں آپ نہیں جاسکتے مگر وصیّت جو چاہیں کر لیجیے۔'' چنانچہ اُس نے جو چاہا وصیّت کی اور اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اتنے میں خلیفہ کے

Marfat.com

فرستادے مجھے آ آ کر بھڑکاتے رہے۔ چنانچہ میں جعفر کو امیر المؤمنین کی خدمت میں لے گیا اور آپ کو اس وقت مطلع کیا جب آپ بستر میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس اُس کا سر لے آؤ۔'' میں نے جعفر کو آ کر مطلع کیا تو وہ بولا: ''اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو، اللہ کی قسم، خلیفہ نے آپ کو یہ حکم نہیں دیا۔ اگر دیا ہے تو وہ نشے کی حالت میں ہوں گے۔ لہٰذا صبح ہونے تک اس حکم کو ٹال دو۔ یا میرے بارے میں حکم معلوم کرنے کے لیے ایک بار پھر جاؤ۔'' چنانچہ میں خلیفہ کی طرف گیا تاکہ ان سے رجوع کروں۔ جب آپ نے میرے قدموں کی آہٹ سُنی تو کہا: ''(ماں کی گالی دے کر کہا)، میرے پاس اس کا سر لاؤ۔'' چنانچہ میں نے جعفر کو جا کر مطلع کیا تو اس نے کہا: ''انہیں مشورہ دو۔'' چنانچہ میں پھر خلیفہ کے پاس گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے میری پٹائی کی اور فرمایا: ''میں مہدی سے اپنے نسب کی نفی کرنے والا ہوں گا کہ اگر تم جعفر کا سر میرے پاس نہ لائے تو میں تمھیں قتل کر دوں گا۔'' یہ سن کر میں پلٹا، جعفر کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر امیر المؤمنین کے حضور پیش کر دیا۔

خلیفہ نے حکم دیا کہ یحییٰ اور اس کی تمام اولاد کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کے تمام مال و اسباب کو ضبط کر لیا جائے۔ رات کے وقت ہی فضل بن یحییٰ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے کسی گھر میں بند کر دیا گیا۔ جب کہ یحییٰ کو اس کے گھر میں حراست میں رکھا گیا۔ ان کے تمام مال و متاع اور جاگیروں وغیرہ پر قبضہ کر لیا گیا اور اسی رات پوری مملکتِ اسلامیہ میں یہ فرمان بھیج دیا گیا کہ برامکہ کے اموال، ان کے کارندوں، غلاموں اور ساز و سامان بلکہ ان کی ملکیت و تصرف میں موجود ہر چیز کو سرکاری قبضے میں لے لیا جائے۔

صبح ہوئی تو جعفر کا لاشہ بغداد بھیج دیا گیا اور حکم ہوا کہ اس کا سر پُل پر نصب کیا جائے۔ بدن کے دو ٹکڑے کیے جائیں اور پھر ہر ٹکڑا پُل پر رکھا جائے۔

البتہ خلیفہ نے محمد بن خالد بن برمک، اس کی اولاد اور مال و متاع سے کچھ تعرض نہ کیا۔ کیوں کہ خلیفہ اس بات سے آگاہ تھا کہ یہ برامکہ کی کارگزاری سے الگ اور بری ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ شخص خلیفہ کے حضور برامکہ کی شکایت کیا کرتا تھا۔

خلیفہ نے پہلے پہل یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ کو باسہولت قید میں رکھا۔ نہ انہیں الگ الگ کیا اور نہ ان کے متعدد خدمت گزاروں کو ان سے الگ کیا اور نہ ہی ان کی ضروری سہولیات

Marfat.com

جیسے باندی وغیرہ سے انہیں محروم رکھا۔ انہیں یہ سب سہولیات میسّر رہیں حتیٰ کہ خلیفہ نے جب عبدالملک بن صالح کی گرفتاری کا حکم دیا تو سب پر غضبِ شاہی ٹوٹا اور سب کو تنگی و تکلیف سے سابقہ پڑا۔

جعفر کی ہلاکت سے جب اس کے باپ یحییٰ کو مطلع کیا گیا کہ: ''رشید نے آپ کے بیٹے کو مار ڈالا ہے۔'' تو یحییٰ بولا: ''اسی طرح اس کا بیٹا مارا جائے گا۔'' پھر بتایا گیا: ''اس نے آپ کے گھر اجاڑ دیے ہیں۔'' کہا: ''اس کے گھر بھی ایسے ہی اجڑیں گے۔'' جب خلیفہ کو یہ کچھ بتایا گیا تو کہا: ''مجھے خدشہ ہے کہ اس کی بات پوری ہوگی اس لیے کہ میں نے اس کی ہر بات کا انجام دیکھا ہے۔''

سلام ابرش کا بیان ہے: یحییٰ بن خالد کی گرفتاری کے موقع پر میں حاضر تھا، بے پردگی ہوئی تھی اور ساز و سامان اکٹھا کر لیا گیا تھا۔ اس پر یحییٰ نے کہا تھا: ''اس طرح قیامت آئے گی۔'' میں نے جب یہ بات خلیفہ ہارون کو بتائی تو اس نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا۔

جعفر یکم صفر کی رات سینچر کو قتل ہوا تھا۔ اس کی عمر ۳۷ برس تھی۔ وزارت آلِ برمک کے پاس سترہ سال رہی۔

آلِ برمک پر جب افتاد پڑی تو الرقاشی (ایک قول کی رو سے ابونواس) نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[اب ہم نے اور ہمارے سواروں نے آرام کیا۔ حدی خوان رک گئے اور جن کے لیے حدی خوانی ہوتی تھی وہ بھی تھم گئے۔ پس تم سواریوں سے کہہ دو کہ اب تم چلنے سے پر امن ہو اور ہموار و چٹیل میدانوں اور صحراؤں میں چلنے سے محفوظ ہو۔ موتوں سے کہہ دو کہ تم نے جعفر پر فتح پالی ہے اور اُس کے بعد تم اموات کسی رُوسیاہ پر فتح ہرگز نہ پاسکو گی۔ عطیات و نوازشات سے کہہ دو کہ وہ فضل کے بعد معطّل ہو جائیں اور مصائب و آلام سے کہہ دو کہ اب تم ہر روز تجدیدِ مصائب کرتی رہو۔ دیکھو! برمکی ہندی شمشیر کو ہندی ہاشمی تلوار نے کاٹ ڈالا ہے۔]

یحییٰ بن خالد نے افتاد پڑنے پر کہا: ''دنیا گردش کرنے والی ہے، مال عارضی ہے۔ ہمارے لیے پہلے والے لوگ نمونہ ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لیے ہم باعثِ عبرت ہیں۔''

یحییٰ نے گرفتاری کی داستان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: ''دشمنی اسے تباہ کرتی ہے اور توبہ اسے رہا کرتی ہے۔'' جعفر بن یحییٰ نے کہا: ''نصیب، حکمت و دانائی کی لڑی (دھاگہ) ہے، اس سے

Marfat.com

حکمت کی پراگندگی کو علیحدہ کیا جاتا ہے اور اس کے بکھرے ہوؤں کو منظم کیا جاتا ہے۔"

ثمامہ نے کہا: میں نے جعفر سے پوچھا: "بیان کیا ہے؟" کہا: "کہ اسم تمہارے معنیٰ کا احاطہ کرنے والا ہو تمہارے عیب کے بارے میں خبر دینے والا ہو اور شرکت سے باہر نکالنے والا ہو اور اس کے بارے میں غور و فکر سے مدد نہ لی گئی ہو۔"

عبدالملک بن صالح کی گرفتاری

اس سال ہارون الرشید عبدالملک بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس پر غضبناک ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا اور عبدالملک نے اسی بیٹے کے نام پر اپنی کنیت رکھی تھی۔ وہ بیٹا سیاح تھا۔ اس نے اور اس کے باپ کے منشی قمامہ نے عبدالملک کے خلاف خلیفہ کے سامنے چغلی کھائی اور دونوں نے خلیفہ سے کہا: "وہ خلافت کا لالچ رکھتا ہے اور اس کا طلب گار ہے۔" خلیفہ نے اسے گرفتار کروا کے فضل بن ربیع کے پاس رکھا۔ ایک دن اسے بلوایا، اس پر غصے ہوا اور کہا: "کیا نعمت کی ناشکری کی ہے اور عزت و احسان کی ناسپاسی کی ہے؟" عبدالملک نے کہا: "امیر المؤمنین! اگر ایسا ہے تو میں ندامت کے ساتھ رجوع کرتا ہوں اور انتقام کے جواز کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ مگر یہ ہمارے کسی حاسد کی مہربانی ہے۔ اس بے مروت نے آپ کی محبت قرابت کو فراموش کر دیا اور سرپرستی کے مقدم ہونے کو بھلا دیا۔ اے امیر المؤمنین! آپ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی امت پر رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد و عزت کے امین ہیں۔ امت کا فرض ہے کہ وہ آپ کی فرمانبرداری کرے آپ کی خیر خواہی کرے اور امت کے بارے میں آپ کا فرض ہے کہ فیصلہ کرنے میں عدل و انصاف سے کام لیں اور امت کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر کریں اور امت کے امور میں غور و فکر اور احتیاط سے کام لیں۔"

خلیفہ نے عبدالملک کو جواب دیا: "تم زبان سے میری اطاعت کا دم بھرتے ہو اور اپنے اعضا سے میرے خلاف سرکشی کرتے ہو؟ یہ تمھارا منشی قمامہ ہے جو تمہاری غداری و خیانت اور فسادِ نیت کی اطلاع دیتا ہے۔ لہٰذا آؤ اس کی بات سنو۔"

عبدالملک نے کہا: "اس نے آپ کو وہ دیا ہے جو اس کی گرہ میں نہیں ہے۔ اس کے بس

Marfat.com

میں نہیں کہ وہ مجھ پر تہمت یا الزام ایسی بات کا لگائے، جس کا اسے میرے بارے میں علم نہیں۔''

قمامہ کو پیش کیا گیا تو خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: ''بلا خوف وخطر بات کرو۔'' اُس نے کہا: ''اس نے آپ کی مخالفت اور آپ کے خلاف غدّاری کا عزمِ مصمّم کر رکھا ہے۔'' اس پر عبدالملک بولا: ''جو شخص میرے منہ پر (میرے سامنے) مجھ پر بہتان لگا رہا ہے، وہ میری غیر موجودگی میں، مجھ پر کیسے جھوٹ نہیں باندھے گا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اور یہ تیرا بیٹا عبدالرحمان ہے جو مجھے تیری نافرمانی اور تیری نیّت کے فتور سے مطلع کر رہا ہے۔ اگر میں نے تمہارے خلاف حجّت و دلیل دینے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہارے ان دو آدمیوں سے بڑھ کر کوئی عادل گواہ نہیں ملے گا۔ اب تم ان دونوں کے بارے میں کیسے اپنی صفائی پیش کر سکتے ہو اور انہیں قصوروار ثابت کر سکتے ہو؟'' عبدالملک نے کہا: میرا یہ بیٹا یا تو مامور ہے یا نافرمان و مجبور ہے۔ اگر وہ مامور ہے یعنی اسے ایسا کرنے پر پابند کیا گیا ہے تو وہ معذور ہے اور اگر سرکشی و نافرمانی کر رہا ہے تو فاجر و ناشکرا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر نے اس کی دشمنی سے باخبر کر دیا ہے اور اس کے بارے میں محتاط کر دیا ہے فرمایا ہے: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (التغابن:۱۴) تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو۔

یہ سن کر ہارون رشید اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: ''تمہارا معاملہ بالکل عیاں ہو چکا ہے مگر میں جلد بازی نہیں کرتا جب تک کہ میں یہ نہیں جان لیتا کہ اللہ بزرگ و برتر کی رضا کس بات میں ہے۔ وہی میرے اور تیرے مابین فیصلہ فرمانے والا ہے۔'' عبدالملک نے جواب دیا: میں اللہ کو فیصلہ کرنے والا مان کر اور امیرالمؤمنین کو حاکم جان کر راضی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ امیرالمؤمنین کبھی اپنی خواہش کو اپنے پروردگار کی رضا پر ترجیح نہ دیں گے۔''

خلیفہ ہارون رشید نے ایک اور روز اسے طلب کیا اور اس سے جو باتیں کیں، ان میں سے کچھ یہ تھیں:

ارید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد [1]

[میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ لہٰذا اپنا کوئی دوست لے آؤ جو تمہیں معذور قرار دے۔]

Marfat.com

پھر کہا: ''اللہ کی قسم، گویا کہ میں بارش کو برستا دیکھ رہا ہوں، اس کے بادل چمکتے دیکھتا ہوں۔ گویا کہ مجھے یہ دھمکی دی جارہی ہے کہ چقماق سے نکلی ہوئی آگ بلند ہورہی ہے اور انگلیوں کے جوڑوں کو کلائیوں کے بغیر اکھاڑا جارہا ہے۔ سروں اور گردنوں کے مابین گوشت غائب ہے۔ پس ٹھہر جاؤ، رک جاؤ اے بنی ہاشم، اللہ کی قسم، میری بدولت تمہارے لیے دشوار گزار راستے آسان بنادیئے گئے ہیں اور گدلا پانی تمہارے لیے صاف ستھرا کردیا گیا ہے۔ معاملات و امور تمہارے سپرد کردیئے گئے ہیں، لہٰذا ہوشیار و محتاط ہوجاؤ، عظیم مصیبت کے آنے سے پہلے۔''

عبدالملک نے جواب دیا: ''اے امیر المؤمنین، اللہ سے ڈرو، اللہ نے آپ کو بندوں کا نگراں و ذمہ دار بنادیا ہے۔ شکر کی جگہ ناشکری مت کرو، انعام کی جگہ سزا مت دو۔ میں نے آپ کے لیے مخلصانہ خیرخواہی کی ہے اور آپ کے لیے اپنی فرماں برداری کو خالص کیا ہے۔ میں نے آپ کے اقتدار کے بندھن مضبوط کیے ہیں۔ یلملم پہاڑ سے بھی وزنی، میں نے آپ کے دشمن کو پریشان کردیا ہے۔ لہٰذا اپنے قریب رشتہ داروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کہ آپ صلہ رحمی کے بعد ان کے ساتھ تعلقات ختم کردو، محض کسی کی تہمت طرازی کی وجہ سے یا کسی سرکش کی سرکشی کی بنا پر جو گوشت کو دانتوں سے نوچتا ہے اور خون چاٹتا ہے۔ پس اللہ کی قسم، میں نے آپ کی خاطر دشوار گزار راستے آسان کردیے ہیں اور معاملات آپ کے تابع کردیے ہیں اور میں نے دلوں کو سینوں میں آپ کی فرمان برداری پر یکجا کردیا ہے۔ میں نے کتنی پوری راتیں آپ کی خاطر مشقت میں بیدار رہ کر گذاری ہیں اور میں نے کتنی تنگ جگہوں پر آپ کے لیے قیام کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری وہی حالت تھی جو بنی جعفر بن کلاب کے بھائی۔ یعنی لبید ؓ شاعر نے یوں بیان کی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

[میں نے کتنی تنگ جگہوں کو اپنے بیان، زبان اور بحث سے کشادہ کردیا، حتی کہ اگر میری جگہ ہاتھی یا اس کا مہاوت بھی ہوتا تو وہ پھسل جاتا اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتا۔]

خلیفہ نے اس کے جواب میں کہا: ''اللہ کی قسم، میں نے اگر بنی ہاشم کو باقی رکھنے (قتل نہ کرنے) کا عہد نہ کررکھا ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑادیتا۔'' پھر خلیفہ نے عبدالملک کو واپس قید خانے میں بھجوادیا۔

خلیفہ ہارون رشید کی خدمت میں ایک بار پولیس کے سربراہ عبداللہ بن مالک نے عرض کیا:

Marfat.com

''اللہ عظیم کی قسم اے امیر المؤمنین، میں نے عبدالملک کو مخلص و خیر خواہ ہی پایا ہے تو آپ نے انہیں کیوں جیل میں ڈال دیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے اس کے بارے میں ایسی اطلاعات ملی ہیں جنہوں نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اور میں اُس کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں کہ وہ میرے ان دونوں بیٹوں (امین اور مامون) کو لڑا نہ دے۔ البتہ اگر تمہاری رائے یہ ہو کہ ہم اسے جیل سے رہا کر دیں تو ہم اسے رہا کر دیتے ہیں۔'' پولیس کے سربراہ نے کہا: ''بہر حال، جب آپ نے اسے قید خانے میں ڈال ہی دیا ہے تو میری رائے میں آپ اسے جلد رہا نہ فرمائیں۔ تاہم آپ اسے جیل میں باعزت رکھیے۔'' خلیفہ نے وعدہ کیا کہ میں ایسے ہی کروں گا۔

چنانچہ ہارون رشید نے فضل بن ربیع کو عبدالملک کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر اس کی ضروریات کا جائزہ لے اور اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دے۔ فضل نے اس حکم کی تعمیل کی۔

ہارون الرشید کی زندگی میں عبدالملک جیل میں ہی رہا۔ پھر امین نے اسے رہا کر کے شام کا گورنر بنا دیا۔ اس نے رقّہ میں قیام کیا اور محمد امین کے ساتھ اللہ کے نام پر یہ عہد کیا کہ اگر وہ (محمد امین) قتل کر دیا گیا اور وہ (عبدالملک) زندہ ہوا تو وہ کبھی مامون کی اطاعت نہیں کرے گا۔ مگر وہ امین سے پہلے ہی مر گیا۔ اس نے امین سے کہا تھا: ''آپ اگر خطرہ محسوس کریں تو میرے پاس پناہ لیجیے، اللہ کی قسم، میں آپ کی حفاظت کروں گا۔''

ایک دن ہارون رشید نے عبدالملک سے کہا: ''تم پر تمہارے والد صالح کے کوئی اثرات نہیں!'' عرض کیا: ''تو پھر مجھ پر کس کے اثرات ہیں؟'' کہا: ''مروان جعدی کے۔'' عرض کیا: ''مجھے اس کی پروا نہیں کہ کونسا سانڈ مجھ پر غالب آیا ہے؟''

ایک دن ہارون رشید نے یحیٰی بن خالد بن برمک کو پیغام بھجوایا: ''عبدالملک نے مجھ سے اقتدار چھیننے اور میرے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا، مجھے خبر ہو گئی۔ لہٰذا آپ مجھے بتائیے کہ اُس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اگر آپ نے مجھے درست مشورہ دیا تو میں آپ کو پھر بحال کر دوں گا۔'' یحیٰی نے جواب دیا: اللہ کی قسم، میں عبدالملک کے بارے میں اس قسم کی کسی بات سے واقف نہیں ہوں اور اگر مجھے اس کے بارے میں کوئی ایسی بات معلوم بھی ہوتی تو میں اس کی بجائے آپ کا ساتھ دیتا۔ کیوں کہ آپ کا اقتدار میرا اقتدار تھا، آپ کی حکومت میری حکومت تھی۔ اس مملکت کا خیر و شر میرے لیے

Marfat.com

مفید مضر تھا۔ لہٰذا عبدالملک بغاوت کے سلسلے میں مجھے کس طرح ساز باز میں شریک کرسکتا تھا۔ لہٰذا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میرے بارے میں یہ بدگمانی نہ کریں۔ مگر وہ ایک دیانت دار شخص ہے اور مجھے خوشی ہوگی کہ آپ کے خاندان میں اس قسم کے افراد ہوں۔ میں نے اس کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر ہی اُسے سرکاری منصب پر فائز کیا تھا اور آپ بھی اس کے ادب و برداشت سے متاثر ہوئے۔"

جب فرستادے نے خلیفہ کو یہ پیغام پہنچایا تو خلیفہ نے اسے واپس یحییٰ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا: اگر تم نے عبدالملک کے خلاف سازش کا اقرار نہ کیا تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر دوں گا۔" یحییٰ نے اس کے جواب میں کہا: "آپ ہم پر مسلّط ہیں، جو چاہیں کریں۔" ایلچی نے فضل کو پکڑا، کھڑا کیا۔ فضل نے اپنے باپ کو الوادع کہا اور پوچھا: "کیا مجھ سے راضی نہیں ہیں؟" کہا: "کیوں نہیں، اللہ بھی آپ سے راضی ہو۔"

خلیفہ نے فضل اور یحییٰ دونوں کو تین دنوں تک ایک دوسرے سے الگ رکھا۔ مگر جب یہ دیکھا کہ دونوں اس سلسلے میں بے قصور ہیں، تو پھر دونوں کو اکٹھا کر دیا۔

روم پر چڑھائی

اِس سال شعبان کے مہینے میں قاسم بن ہارون الرشید سرزمینِ روم میں داخل ہوا اور قرّہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور اس شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اس نے عبّاس بن جعفر بن محمد بن اشعث کو لشکر دے کر بھیجا، اس نے قلعہ سنان کا محاصرہ کرلیا، حتیٰ کہ محصورین تنگ آ گئے۔ رومیوں نے عباس کے پاس ۳۲۰ مسلمان قیدی بھیجے اور محاصرہ اٹھالینے کی درخواست کی۔ عبّاس نے ان کی یہ شرط قبول کرتے ہوئے محاصرہ اٹھالیا۔

سرزمین روم کی انہی لڑائیوں میں علی بن عیسیٰ نے وفات پائی۔ اس وقت رومیوں کی حکمران ایک خاتون رینی تھی۔ رومیوں نے اسے معزول کر کے نقفور کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ رومیوں کا خیال ہے کہ نقفور دراصل جفنہ بن غسان کی اولاد میں سے ہے۔ نقفور بادشاہ بننے سے پہلے محکمہ خراج (ٹیکس) کا انچارج تھا۔ اپنی معزولی کے پندرہ ماہ بعد رینی فوت ہوگئی۔

جب رومیوں پر نقفور کی گرفت مضبوط ہوگئی تو اس نے ہارون الرشید کو یہ خط لکھا: نقفور شاہ

Marfat.com

روم کی طرف سے عربوں کے بادشاہ ہارون کے نام ۔واضح ہو کہ مجھ سے پہلے ملکہ نے آپ کو رُخ (شطرنج کا ایک مہرہ) کا مرتبہ دیا تھا اور اس نے خود کو قیش بیدق (شطرنج کے پیادے) کا مقام دیا اور اس نے اپنے وہ اموال آپ کو پیش کر دیے جس کے کئی گنا اموال آپ اس کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق تھے۔ تاہم یہ عورتوں کی کم زوری اور ان کی حماقت ہے۔ جب آپ میرا یہ خط پڑھیں تو ملکہ کی جانب سے جو آپ نے اموال حاصل کیے وہ واپس کر دیجیے اور یوں اپنی جان کو پکڑ سے بچا لیجیے وگرنہ ہمارے اور آپ کے مابین تلوار ہوگی۔''

ہارون نے جب خط پڑھا تو غصّے نے اسے بے چین کر دیا۔ کسی میں جرأت نہ تھی کہ اسے دیکھ سکے کجا یہ کہ اس سے بات کرے۔ دربان نشین اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اس نے دوات منگوائی اور اسی خط کی پشت پر لکھا:

[بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہارون امیر المؤمنین کی طرف سے رومیوں کے کتّے نقفور کے نام۔ اے کافر عورت کے بچّے میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اور اس کا جواب تو سنے گا نہیں دیکھے گا، والسلام]

پھر اس دن ہارون نے کوچ کیا اور ہرقلہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اسے فتح کیا، مالِ غنیمت لوٹا، شہر کو جلایا اور برباد کیا۔ اب نقفور نے درخواست کی کہ وہ خراج ہر سال ادا کرے گا، اس لیے خلیفہ صلح کر لے۔ خلیفہ ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی۔

ہارون جب لڑائی کے بعد پلٹا اور رقّہ کے پاس سے گزرا تو نقفور نے عہد شکنی کی۔ اس وقت سخت سردی تھی۔ جب معاہدہ شکنی کی خبر آئی تو کسی کو ہمّت نہ تھی کہ وہ خلیفہ کو آگاہ کرے، کیوں کہ لشکریوں کو خطرہ تھا کہ وہ اتنی سخت سردی میں واپس پلٹے گا، نیز وہ خلیفہ سے ڈرتے بھی تھے۔ مگر لشکر کے ایک شاعر نے تدبیر کی اور شعروں کے ذریعے خلیفہ کو مطلع کیا۔ یہ شاعر تھا ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف۔ ایک قول کی رُو سے یہ حجاج بن یوسف تمیمی تھا۔ اس نے جو اشعار کہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:
(ترجمہ اشعار)

[آپ نے نقفور کو جو عہد دیا تھا وہ اس نے توڑ ڈالا اب اس پر تباہی و بربادی کی گردش ہوگی۔ امیر المؤمنین کو خوش خبری دے دو کہ آپ کے لیے اللہ بڑی فتح لایا ہے۔ یہ فتح تمام

Marfat.com

فتوحات سے بڑی ہوگی اور اس فتح میں آپ کا ظفریافتہ پرچم ہماری قیادت کرے گا۔]

ہارون نے جب یہ اشعار سنے تو پوچھا: ''کیا واقعی نقفور نے یہ حرکت کی ہے؟'' اب اسے معلوم ہوا کہ وزراء نے اسے مطلع کرنے کے لیے شاعر کو حیلہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ خلیفہ رومی مملکت کی طرف پلٹا، حالانکہ موسم شدید سردی کا تھا اور اخراجات بہت زیادہ تھے، بہرحال ہارون رومی مملکت میں پہنچا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ اس نے اپنا غصہ ٹھنڈا کیا اور اپنے مقاصد پورے کیے۔

کہا گیا ہے نقفور کی یہ بدعہدی اور یہ اشعار خلیفہ ہارون رشید کے کوچ اور ہرقلہ کی فتح کا سبب بنے، جیسا کہ ہم ۱۹۰ھ کے واقعات کے ضمن میں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بیان کریں گے۔

ابراہیم بن عثمان بن نھیک کا قتل

اس سال ہارون رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نھیک کو قتل کیا۔ اس کے قتل کا سبب یہ بنا کہ وہ جعفر بن یحییٰ اور برامکہ کو بہت یاد کرتا تھا اور ان کے زوال پر روتا تھا۔ پھر اس کا رونا دھونا طلبِ انتقام کی حد تک جا پہنچا۔ جب وہ اپنی باندیوں کے ساتھ مل کر نبیذ پیتا تھا تو تلوار ہاتھ میں پکڑ لیتا اور کہتا: ہائے جعفر! ہائے میرے آقا! اللہ کی قسم، میں تمہارے قاتل کو ضرور مار ڈالوں گا اور تمہارے خون کا بدلہ لوں گا۔''

جب اس کی طرف سے یہ زیادہ ہونے لگا تو ابراہیم کے بیٹے اور خادم نے جا کر خلیفہ کو مطلع کیا۔ چنانچہ ہارون نے ابراہیم کو طلب کیا اور اسے نبیذ پلائی۔ جب ابراہیم کو نشہ چڑھا تو ہارون نے اس سے کہا: ''میں جعفر بن یحییٰ کے قتل پر پشیمان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے اقتدار سے دست بردار ہو جاؤں اور جعفر میرے لیے زندہ رہے۔ جب سے میں اس سے جدا ہوا ہوں، نبیذ کے مزے سے محروم ہوں۔'' ابراہیم نے جب یہ سنا تو اس کے آنسو بہنے لگے اور بولا: ''اللہ ابوالفضل پر رحم فرمائے۔ میرے آقا، اللہ کی قسم، آپ نے اسے قتل کر کے غلطی کی اور آپ نے اس کے بارے میں بے سوچے سمجھے اقدام کیا۔ اب دنیا میں اس جیسا کہاں ملے گا؟'' یہ سن کر خلیفہ ہارون نے کہا: اٹھ جاؤ'' تم پر اللہ کی لعنت ہو اے بے حیاء عورت کے بیٹے!'' ابراہیم اٹھا مگر وہ انتہائی بدحواس تھا۔ اس واقعہ کے چند راتوں کے بعد، اس کا بیٹا تلوار لیے گیا اور اسے مار ڈالا۔

Marfat.com

اندلس کے شہر تطیلہ پر فرنگی قبضہ

اس سال فرنگیوں نے اندلس کے شہر تطیلہ پر قبضہ کرلیا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر اندلس الحکم نے اندلس کی سرحدوں پر ایک عظیم جرنیل عمروس بن یوسف کو مقرر کیا۔عمروس نے اپنے بیٹے یوسف کو تطیلہ کا منتظم بنادیا۔اندلس کے کچھ طاقتور گھرانوں کے افراد الحکم سے شکست کھا کر،اس کی اطاعت سے منحرف ہوگئے اور مشرکوں سے جاملے۔۔یوں غیر مسلموں کو قوت ملی،ان کی طاقت اور دبدبے میں اضافہ ہوا۔چنانچہ وہ آگے بڑھے اور تطیلہ شہر کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر اسے مسلمانوں سے چھین لیا اور شہر کے حاکم یوسف بن عمروس کو گرفتار کر کے صخرہ قیس میں قید کردیا۔

اُدھر عمروس بن یوسف سرقسطہ شہر میں ڈٹا رہا تاکہ اسے کفار سے بچائے رکھے۔پھر اس نے اپنی افواج کو یکجا کیا اور اپنے ایک چچازاد کی کمان میں انہیں روانہ کیا۔یہ کمانڈر مشرکوں سے نبردآزما ہوا اور ان سے لڑا۔ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کی اکثریت کو مار ڈالا۔باقی ماندہ مشکل سے جان بچا سکے۔اب لشکرِ اسلام نے صخرہ قیس کا رخ کیا۔اس کا محاصرہ کیا،پھر فتح کیا۔مشرکین مسلمانوں کو فتح سے نہ روک سکے۔کیوں کہ انہیں شکست کے نتیجے میں زودری اور بے ہمتی کا سامنا تھا۔مسلمانوں نے یہ شہر فتح کرنے کے بعد سرحدی کمانڈر یوسف بن عمروس کو رہا کیا اور اسے اپنے باپ کی طرف روانہ کردیا۔مشرکوں پر عمروس کا بہت رعب پڑا اور اسے بہت شہرت ملی۔وہ سرحدی علاقے کے کمانڈر کے طور پر تعینات رہا۔

الحکم کا اہل قرطبہ پر ٹوٹ پڑنا

الحکم نے اپنی حکومت کے آغاز میں خلافِ حقیقت یوں ظاہر کیا کہ وہ شراب نوشی اور لذّات میں منہمک ہے۔ادھر قرطبہ دارالعلم تھا اور وہاں علم و پرہیزگاری کے فضلاء موجود تھے۔ان میں سرِ فہرست یحییٰ بن یحییٰ لیثی تھے۔آپ ''موطا مالک'' کے راوی ہیں،دیگر علماء بھی تھے۔چنانچہ اہلِ قرطبہ میں ہیجان پیدا ہوا اور انہوں نے الحکم کی روش کو ناپسند کیا۔اس پر پتّھر پھینکے اور اسے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔موقع پر موجود فوجیوں نے الحکم کو بچالیا اور حالات پرسکون ہوگئے۔

Marfat.com

پھر کچھ دنوں کے بعد اہلِ قرطبہ کے سرکردہ افراد اور شہر کے فقہاء یکجا ہوئے اور ھشام بن حمزہ کے چچا محمد بن قاسم قرشی مروانی کے پاس گئے اور شہر کے لوگوں کی طرف سے اس کی بیعت کی اور اسے آگاہ کیا کہ عوام مکمل طور پر اس کی قیادت سے خوش ہیں۔اس نے ایک رات کی مہلت طلب کی تاکہ اپنی رائے قائم کرسکے، نیز استخارہ کرلے۔یہ سن کر سرکردہ حضرات اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔محمد بن قاسم سیدھا امیر اندلس الحکم کے پاس پہنچا اور اسے صورتِ حال سے مطلع کیا اور اسے بتایا کہ وہ اس کی بیعت پر قائم ہے۔اس نے الحکم سے درخواست کی کہ وہ اپنے حالات درست کرلے۔ پھر اس نے اپنے ساتھ الحکم کے ایک قابلِ اعتماد آدمی کو لیا اور اسے خفیہ طور پر اپنے گھر کے قبہ میں بٹھادیا۔اب محمد بن قاسم کے پاس لوگ آ کر یہ معلوم کرنے لگے کہ آیا اس نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھال لی ہے یا نہیں؟ محمد بن قاسم نے ان پر واضح کیا کہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہے، اس نے ان کے لیے بھی معاملے کو خطرناک اور سنگین قرار دیا۔پھر اس نے ان سے اپنے حامیوں کے نام اور ان کی تعداد پوچھی۔ان لوگوں نے اسے بتایا کہ شہر کے سرکردہ افراد میں سے کون کون ان کے ساتھ ہیں۔الحکم کا خاص آدمی، (جو قبہ میں پوشیدہ طور پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ گفتگو سن رہا تھا) ان کے نام لکھتا جارہا تھا۔اب محمد بن قاسم نے ان حضرات کو بتایا کہ بیعت لینے اور اقتدار سنبھالنے کی کارروائی ان شاءاللہ، جمعے کو دن، جامع مسجد میں ہوگی۔

پھر وہ الحکم کے خاص آدمی کے ساتھ الحکم کے پاس گیا اور اسے پوری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔یہ جمعرات کا دن تھا۔جونہی رات آئی تو اس نے مذکورہ تمام لوگوں کو گرفتار کروالیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد، ان کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں شاہی محل کے پاس سولی دی جائے۔یہ کل ۷۲ آدمی تھے۔ان میں یحییٰ بن یحییٰ کا بھائی بھی شامل تھا۔نیز ابن ابی کعب بھی شامل تھا۔یہ دن اہلِ قرطبہ کے لیے انتہائی ہولناک تھا۔الحکم کی دشمنی عوام کے دلوں میں سرایت کرگئی۔

متفرق واقعات

اس سال شام میں مضریہ اور یمانیہ کے مابین عصبیت بھڑک اٹھی۔خلیفہ ہارون نے کسی کو بھیج کر ان میں صلح وصفائی کروائی۔

Marfat.com

اس سال مصیصہ میں زلزلہ آیا، چنانچہ اس شہر کی فصیلیں گر گئیں اور یہاں کا پانی رات کی ایک گھڑی میں اتر گیا۔ اس سال عبدالسلام نے آمد کے مقام پر بغاوت کا جھنڈا لہرایا تو یحییٰ بن سعید عقیلی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال خلیفہ ہارون نے اپنے صاحبزادے قاسم کو رومیوں کے خلاف موسمِ گرما کی فوجی مہم کا انچارج بنایا۔ اسے اللہ کے لیے ہبہ کر دیا اور اسے اپنے لیے بہ طور تقرب پیش کیا۔ نیز اسے سرحدی مقامات کا نگران و منتظم مقرر کیا۔ اس سال عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی نے حج کرایا۔

وفیات

اس سال فضیل بن عیاض زاہد نے وفات پائی۔ آپ سمرقند میں پیدا ہوئے۔ مکہ منتقل ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ اس سال معتمر بن سلیمان بن طرخان تیمی ابو محمد بصری نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ آپ ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال عمر بن عبید طنافسی کوفی فوت ہوا۔ اس سال ابو مسلم معاذ الھرّاء نحوی نے وفات پائی۔ کہا گیا ہے۔ آپ کی کنیت ابو علی تھی۔ آپ سے ہی کسائی نحوی نے علم حاصل کیا۔ آپ یزید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔

❂ ❂ ❂

حواشی

۱ یہ شعر عمرو بن معدی کرب کا ہے۔

۲ لبید عباسی عہد کا ایک شاعر تھا۔

❂ ❂ ❂

Marfat.com

باب:۵۷

۱۸۸ھ کے واقعات

اس سال ابراہیم بن جبرائیل نے موسم گرما کی جہادی مہم کی کمان کی، وہ درب صفصاف سے سرزمینِ روم میں داخل ہوا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے شاہِ روم نقفور نکلا۔ مگر وہ پھر واپس چلا گیا، کیوں کہ اس کی دارالحکومت سے غیر حاضری میں، کوئی واقعہ رونما ہو گیا تھا۔ شاہِ روم کا سامنا مسلمانوں کے ایک دستے سے ہوا۔ بادشاہ کو تین زخم آئے۔ لڑائی میں چالیس ہزار سات سو رومی ہلاک ہوئے۔

اس سال قاسم بن ہارون رشید نے دابق کے مقام پر سرحدوں کی حفاظت کی نیز سرحدی جھڑپوں کی قیادت کی۔ اس سال ہارون رشید نے حج پڑھایا اور بہت سے اموال تقسیم کیے۔ بعض مؤرخین کے قول کے رو سے یہ اس کا آخری حج تھا۔

وفیات

اس سال جریر بن عبدالحمید ضبّی رازی نے وفات پائی۔ اس کی عمر ۷۸ برس تھی۔ اس سال عباس بن احنف شاعر فوت ہوا۔ ایک قول کی رو سے اس نے ۱۹۳ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ اس کا والد احنف ۱۵۰ھ میں فوت ہوا۔ اس سال شُہید بن عیسیٰ نے اندلس میں وفات پائی۔ اس کی عمر ۹۳ برس تھی۔ وہ اندلس میں عبدالرحمٰن بن معاویہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔

Marfat.com

باب:۵۸

۱۸۹ھ کے واقعات

ہارون الرشید کا رے کی جانب سفر

اس سال ہارون رشید رے کی جانب روانہ ہوا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ ہارون نے جب علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کا گورنر مقرر کیا تو اس نے وہاں کے باشندوں کو تختۂ مشقِ ستم بنایا اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی۔اس پر وہاں کے سرکردہ و معززین نے خلیفہ کو خط لکھے اور گورنر کی بدسلوکی اور ظلم کی شکایت کی کہ وہ انہیں حقیر سمجھتا ہے اور ان کے مال ہڑپ کر جاتا ہے۔خلیفہ کو بتایا گیا علی بن عیسیٰ نے مرکزی حکومت کی خلاف ورزی پر کمر باندھ لی ہے۔چنانچہ وہ رے کی جانب روانہ ہوا۔اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے عبداللہ مامون اور قاسم تھے۔خلیفہ نے قاسم کو مامون کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا اور مامون کو یہ اختیار سونپا تھا کہ وہ چاہے تو قاسم کو ولی عہد برقرار رکھے اور اگر چاہے تو معزول کر دے۔خلیفہ نے قاضیوں اور گواہوں کو طلب کر کے انہیں اس بات پر گواہ کیا کہ اس کے لشکر میں جتنے بھی اموال،خزانے،اسلحہ اور ساز و سامان ہے وہ سب مامون کے لیے ہے اور اس میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ہارون رشید نے رے میں چار ماہ قیام کیا حتیٰ کہ علی بن عیسیٰ اس کی خدمت میں خراسان سے حاضر ہوا۔وہ جب آیا تو خلیفہ کے لیے بہت سے تحائف اور مالِ کثیر لایا۔اس نے خلیفہ کے تمام گھر والوں کے لیے ہدایہ پیش کیے۔خلیفہ کے بچّوں،اس کے کاتبوں اور جرنیلوں کے لیے گراں قدر اشیا اور موتی جواہر لائے۔جب خلیفہ نے اپنے گمان کے برعکس دیکھا تو علی بن عیسیٰ کو واپس خراسان کی گورنری پر روانہ کر دیا۔

Marfat.com

خلیفہ ہارون جب رے میں مقیم رہا تو اس نے اپنے خادم حسین کو طبرستان بھیجا اور اس کے ہاتھ درج ذیل افراد کے لیے امان نامے دیئے۔ شروین ابوقارن، لوندا ھُرمُز، مازیار کے دادا کے لیے اور ہرزبان بن جستان صاحب دیلم۔ چنانچہ جستان اور وندا ہرمز حاضر ہوئے تو خلیفہ نے دونوں کا احترام و اکرام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ وندا ہرمز نے سمع وطاعت کی ضمانت دی اور شروین کی جانب سے خراج ادا کیا۔

خلیفہ ہارون عراق کی طرف پلٹا اور ذوالحجہ کے آخر میں بغداد میں داخل ہوا۔ جب وہ دریائے دجلہ کے پل پر سے گذرا تو اس نے جعفر یحییٰ کی لاش جلانے کا حکم دیا۔ اس نے بغداد میں پڑاؤ نہیں کیا اور فوراً رقہؔ کی جانب روانہ ہوا۔ وہ جب بغداد شہر کی حدود سے باہر نکلا تو کہا: اللہ کی قسم میں ایسے شہر کو چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ مشرق و مغرب میں کوئی شہر بھی اس سے زیادہ پُرامن اور پرسہولیات نہیں۔ جب تک بنی عباس باقی رہے یہ ان کا دارالحکومت رہے گا۔ جب تک وہ اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ یہ کیا ہی بہترین دارِمملکت ہے۔ مگر میں نے ارادہ کیا ہے کہ اہلِ شقاق ونفاق کے نزدیک پڑاؤ ڈالوں گا جو اپنی مخالفت ومنافقت اور ہدایت کے پیشواؤں کے بغض میں اور لعنتی درخت یعنی بنی امیّہ کی محبت میں پیش پیش ہیں۔ حالانکہ ان کے اندر سرکش، بار بار چوری کرنے والے اور راہزن موجود ہیں۔ اگر میرا یہ مقصد نہ ہوتا تو میں کبھی زندگی پر بغداد سے جُدا نہ ہوتا۔

ہارون رشید کے بغداد سے فوری طور پر روانہ ہونے پر عباس بن احنف نے کہا: (ترجمہ اشعار) ہم نے پڑاؤ ڈالے بغیر کوچ کیا۔ پس ہم پڑاؤ اور کوچ کے مابین فرق نہیں کرتے۔ جب ہم آئے تو انہوں نے ہم سے ہمارا حال پوچھا۔ تو ہم نے ان کو الوداع کہہ کر ان کے سوال و جواب دیا۔

طرابلس الغرب میں فتنہ انگیزی

اس سال طرابلس الغرب کے باشندوں نے اپنے حکمرانوں کے خلاف بہت زیادہ فتنہ و فساد پھیلا دیا۔ اس وقت افریقہ کا گورنر ابراہیم بن اغلب تھا۔ اس نے متعدد حکام مقرر کیے، مگر لوگ ان کے خلاف شکوہ وشکایت کرتے تھے، وہ ان حکام وافسران کو معزول کر دیتا اور ان کی جگہ دیگر حکام کا تقرر کر دیتا۔ اس سال طرابلس کا حاکم سفیان بن المضاء تھا۔ اور یہ اس کی چوتھی تعیناتی تھی مگر اس علاقے

Marfat.com

کے لوگوں نے اُسے وہاں سے نکالنے پر ایکا کرلیا کہ اسے واپس قیروان بھیج دیں۔ چنانچہ اس کے خلاف لشکرکشی کی۔ سفیان نے ہتھیار سنبھالے اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حملہ آوروں کے خلاف لڑائی کی۔ مگر عوام نے اسے، اس کے گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ جامع مسجد چلا گیا اور مسجد میں مسلح حملہ آوروں کے خلاف لڑا۔ حملہ آوروں نے اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر سفیان کو پناہ دی۔ بالآخر وہ اس سال کے ماہِ شعبان میں طرابلس الغرب چلا گیا۔ اس کی مدّتِ حکومت صرف ۲۷ دن تھی۔

طرابلس میں موجود فوجیوں نے ابراہیم بن سفیان تمیمی کو اس شہر اور اس کے باشندوں کا حاکم مقرّر کردیا۔ اس کے بعد طرابلس کے الانباء اور بنی ابی کنانہ اور بنی یوسف کے مابین بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ حتی کہ طرابلس تباہ ہوگیا۔ اس کی اطلاع جب ابراہیم بن اغلب کو ملی تو اس نے کچھ فوجی دستے روانہ کیے اور انہیں حکم دیا کہ وہ الانباء، بنی ابی کنانہ اور بنی یوسف کو پیش کریں۔ چنانچہ ان عسکری دستوں نے ان قبائل کو ذوالحجہ میں اسی کے سامنے حاضر کردیا۔ حاضر ہونے کے بعد ان قبائل نے اپنے کیے کی اس سے معافی مانگی۔ چنانچہ ابراہیم نے انہیں معاف کردیا اور وہ اپنے علاقے کی طرف چلے گئے۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمانوں نے اور رومیوں نے باہم قیدیوں کا فدیہ ادا کیا۔ یوں سرزمینِ رُوم میں ایسا کوئی مسلمان قیدی نہ رہا جس کا فدیہ ادا کر کے اسے آزاد کرالیا گیا ہو۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباسی نے حج پڑھایا۔

اس سال ہارون رشید نے عبداللہ بن مالک کو طبرستان، رے، رُویان، دُنبا وند، تُومس اور ہمذان کا وائسرائے بنایا۔ جب کہ خلیفہ رے جا رہا تھا۔ جہاں کہ وہ پیدا ہوا تھا۔ تو ابوالعتاھیہ نے اس موقع پر کہا: (ترجمہ اشعار)

[اپنی مخلوق میں اللہ کا امین، اپنی ولادت گاہ (جنم بھومی) کی طرف جانے کی محبت سے سرشار ہے، تاکہ وہ رے اور اس کے متعلق تمام علاقوں کو آباد کرے اور اس سرزمین پر اپنے دستِ مبارک سے بارش برسائے۔]

Marfat.com

وفیات

اس سال ابوحنیفہ کے ساتھ عظیم فقیہ محمد بن حسن شیبانی فوت ہوئے۔ نیز مُحمید بن عبدالرحمٰن بن حمید رؤاسی ابوعوف نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ سابق بن عبداللہ موصلی نے وفات پائی۔ آپ نیک انسان تھے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے تھے۔

Marfat.com

باب:۵۹

۱۹۰ھ کے واقعات

رافع بن لیث بن نصر بن سیار

اس سال رافع بن لیث بن نصر نے، سمرقند میں ماوراء النہر میں ہارون رشید کے خلاف بغاوت کی۔ اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ یحییٰ بن اشعث بن یحییٰ طائی نے اپنے چچا النعمان کی بیٹی سے شادی کی۔ وہ مشہور اور مالدار خاتون تھی۔ شادی کے بعد یحییٰ نے خود تو بغداد میں رہائش رکھی اور بیوی کو سمرقند میں چھوڑ دیا۔ یحییٰ نے زرخیز باندیاں رکھ لیں۔ جب زیادہ عرصہ گزرا تو یحییٰ کی بیوی نے اپنے شوہر سے خلاصی پانے کا ارادہ کر لیا۔ جب رافع کو یہ معلوم ہوا تو اس کے دل میں اس خاتون اور اس کے مال کی طمع پیدا ہوئی۔ رافع نے ایک چال چلی، اُس نے کسی کو بھیج کر، خاتون کو باور کرایا کہ وہ اپنے خاوند سے صرف اس صورت میں نجات پا سکتی ہے کہ کچھ لوگ اس کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ پھر وہ توبہ کر لے تو اس کے لیے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا۔ اس عورت نے اسی ترکیب پر عمل کیا تو رافع نے اس سے شادی کر لی۔

جب اس کے پہلے خاوند یحییٰ بن اشعث کو اس کی خبر ملی تو اس نے خلیفہ ہارون کو شکایت کی۔ خلیفہ نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ رافع اور اس کی بیوی کے مابین تفریق کر دے اور یہ کہ رافع کو سزا دے۔ اس پر حد نافذ کرے۔ اسے باندھ کر گدھے پر سوار کرائے اور سمرقند میں اسے گھمائے تاکہ وہ دوسروں کے لیے نمونہ عبرت بنے۔ علی بن عیسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی البتہ اس پر حد جاری نہ کی۔ اب رافع نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور رافع کو سمرقند کے قید خانے میں بند کر دیا گیا۔

Marfat.com

وہ جیل سے بھاگ گیا اور بلخ میں علی بن عیسیٰ کے پاس جا پہنچا۔ علی نے اس کی گردن اڑانے کا ارادہ کیا مگر اس کے لیے عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے سفارش کی اور اسے سمرقند چلے جانے کا حکم دیا۔ وہ سمرقند چلا گیا۔ اس نے سمرقند کے علی بن عیسیٰ کے مقرر کردہ حاکم پر ہلّہ بولا اور اسے مار ڈالا اور سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عیسیٰ نے رافع کی سرکوبی کے لیے اپنے بیٹے کو لشکر دے کر روانہ کیا۔ لڑائی ہوئی تو رافع نے اسے شکست دی۔ اب علی بن عیسیٰ نے رافع سے لڑنے کے لیے تیاری شروع کر دی اور جنگجو اکٹھے کرنے لگا۔ اس طرح یہ سال گزر گیا۔

ہرقلہ کی فتح

اس سال ہارون رشید نے ہرقلہ کو فتح کیا اور اسے برباد کیا۔ ہرقلہ کی طرف لشکر کشی کا پس منظر وہی ہے جو ہم نے ۱۸۷ھ کے ضمن میں بیان کر دیا ہے۔ یعنی شاہِ روم نقفور کی عہد شکنی۔ ہرقلہ شوال میں فتح ہوا۔ خلیفہ نے اس شہر کا محاصرہ تیس دن تک کیا اور شہر کے باشندوں کو قیدی بنا لیا۔ خلیفہ اس شہر میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ ۱۳۵۰۰۰ تنخواہ دار فوجی تھے۔ رضا کار مجاہدین الگ تھے۔

اس سال عبداللہ بن مالک نے ذوالکلاع کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ خلیفہ نے داود بن عیسیٰ کو ستر ہزار لشکری دے کر سرزمینِ رُوم کی طرف روانہ کیا۔ داود نے رومی علاقے کو روندا اور لوٹا اور اللہ نے اسے فتح سے ہمکنار کیا۔ اسی برس شراحیل بن معن بن زائدہ نے صقالبہ کا قلعہ فتح کیا۔ نیز دبسہ کو فتح کیا۔ جب کہ یزید بن مخلد نے صفصاف اور ملقونیہ فتح کیے۔ حُمید بن معیدف کو شام و مصر کے ساحلوں کا کمانڈر مقرّر کیا گیا۔ وہ قبرص تک جا پہنچا۔ اس نے قبرص کو منہدم کیا، نذرِ آتش کیا اور وہاں کے سترہ ہزار باشندوں کو قیدی بنا لیا۔ ان قیدیوں کو رافقہ لے کے مقام پر لایا گیا اور وہاں انہیں فروخت کر دیا گیا۔ قبرص کے اسقف (بشب) کا زرِ فدیہ دو ہزار دینار تھا۔

پھر خلیفہ ہارون نے طوانہ کی طرف کوچ کیا، وہاں فروکش ہوا۔ پھر وہاں سے کوچ کیا اور وہاں عقبہ بن جعفر کو اپنا قائم مقام مقرّر کیا۔ نقفور شاہ رُوم نے خراج بھیجا۔ اس نے اپنی ذات کی طرف سے چار دینار جزیہ اور اپنے بیٹے کی طرف سے دو دینار اور اپنے کمانڈروں کی جانب سے بھی اس طرح جزیہ بھیجا۔ ہرقلہ کے قیدیوں میں ایک دوشیزہ تھی، شاہ روم نے اپنے ایک بیٹے کی اس کے ساتھ

Marfat.com

منگنی کی تھی۔ پھر نقفور نے خلیفہ کی خدمت میں خط بھیج کر درخواست کی کہ یہ دوشیزہ واپس کر دی جائے۔ چنانچہ خلیفہ ہارون نے یہ لڑکی شاہ روم کے پاس بھیج دی۔

متفرق واقعات

اِس سال عبدالقیس کے اطراف میں ایک خارجی نے سر اٹھایا۔ اس کا نام سیف بن بکیر تھا۔ ہارون رشید نے اس کا سر کچلنے کے لیے محمد بن یزید بن مزید کو روانہ کیا، جس نے اُسے عین نورہ کے مقام پر قتل کر دیا۔

اس سال اہلِ قبرص نے عہد شکنی کی تو معیوف بن یحییٰ نے ان پر ہلّہ بولا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنالیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے حج پڑھایا۔ اس سال فضل بن سہل نے مامون کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ایک قول کی رو سے اس کے باپ سہل نے خلیفہ مہدی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ قبولِ اسلام سے پہلے مجوسی تھا۔ ایک قول کے مطابق فضل اور اس کا بھائی حسن، یحییٰ بن خالد کے ہاتھ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ بہرحال یحییٰ نے فضل کو مامون کی خدمت کے لیے مقرّر کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فضل برامکہ کی حمایت و طرف داری کرتا تھا اور ان کی تعریف کرتا تھا۔ فضل ''ذوالریاستین (دوعہدوں والا) کا لقب ملا۔ یہ شیعیت کی طرف مائل تھا اور اسی نے مامون کو مشورہ دیا تھا کہ وہ علی بن موسیٰ الرضی علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کرے۔

اس سال موصل کا منتظم خالد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مُہلّب تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ موصل شہر میں داخل ہوا تو شہر کے پھاٹک پر اس پر جھنڈا ٹوٹ گیا۔ خالد نے اس سے بدشگونی لی۔ اس کے ہمراہ ایک شاعر ابوالشیص تھا۔ اس نے اس بارے میں کہا: (ترجمہ اشعار)

[جھنڈے کا ٹوٹ جانا کوئی بدشگونی نہیں کہ اس سے ڈرا جائے اور نہ ہی کوئی تباہ کن معاملہ رونما ہونے والا ہے۔ ہوا صرف یہ ہے کہ جھنڈے کا ڈنڈا کمزور ہو گیا اور وہ ٹوٹ گیا، اب موصل میں جھنڈے کے ساتھ نیا ڈنڈا لگایا جائے گا۔]

یہ اشعار سن کر خالد خوش ہو گیا۔

Marfat.com

اس سال خلیفہ ہارون نے موسم گرما میں رومیوں کے خلاف جہاد کی کمان سنبھالی۔اس نے مامون کو رقہ میں اپنا قائم مقام بنا کے چھوڑا۔تمام معاملات اسے سونپے اور اس سلسلے میں تمام مملکت میں خطوط بھجوائے۔ہارون نے مامون کو برکت کے لیے خلیفہ منصور کی انگوٹھی بھی دی۔اس کا نقش تھا:
اللہ ثقتی آمنتُ بہ۔

اس سال رومیوں نے عین زربی اور کنیسہ سوداء (سیاہ کا سیاایک شہر کا نام ہے) کی جانب چڑھائی اور غارت ڈالی۔اہلِ مصیصہ کے پاس جس قدر مالِ غنیمت تھا،وہ دے کر اپنی جانیں بچائیں۔

وفیات

اس سال اسد بن عمرو بن عامر ابوالمنذر البجلی کوفی نے جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔یہ ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔اسی سال یحییٰ بن خالد بن برمک نے محرّم میں وفات پائی۔وہ رافقہ میں قید تھا۔اس کی عمر ستر برس تھی۔عمر بن علی بن عطاء بن مقدم مقدّمی بصری نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

حواشی

۱ رقہ کے قریب ایک شہر،جو رقہ کے تباہ ہوجانے کے بعد رافقہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔(معجم البلدان)

Marfat.com

باب:٦٠

١٩١ھ کے واقعات

اہلِ طلیطلہ کی فتنہ انگیزی اور گڑھے کا واقعہ

اس سال امیرِ اندلس الحکم بن ھشام اموی نے اہلِ طلیطلہ پر یلغار کی اور ان کے سرکردہ افراد میں سے پانچ ہزار سے زائد لوگ مار ڈالے۔

اس تباہی کا پس منظر یہ ہے کہ اہل طلیطلہ اپنے علاقے کی سرکاری حکّام کو اہمیت نہ دیتے تھے اور انہوں نے یکے بعد دیگرے انہیں معزول کر دیا تھا۔ اپنے شہر کے دفاعی لحاظ سے محفوظ ہونے نیز اپنی مالداری کی بنا پر یہ لوگ دلیر ہو گئے تھے۔ چنانچہ یہ اپنے حاکموں کی برضا و رغبت فرمان برداری نہیں کرتے تھے۔ جب ان کی سرکشی نے الحکم کو نڈھال کر دیا تو اس نے ان پر قابو پانے کے لیے ایک چال چلی۔ اس سلسلے میں اس نے عمروس بن یوسف المعروف بہ المولدؔ سے مدد حاصل کی۔ یہ شخص اس زمانے میں سرحدی علاقے ثغرِ اعلیٰ میں ظاہر ہوا۔ اس نے الحکم کی اطاعت کا دم بھرا اور لوگوں کو اس کی فرماں برداری کی دعوت دی۔ اس لیے امیر اندلس اس سے مطمئن تھا۔ عروس کا تعلّق وشقہ شہر سے تھا۔ الحکم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا تو وہ حاضر ہو گیا۔ الحکم نے اس کی عزت و تکریم کی بلکہ اس کے اکرام میں مبالغے سے کام لیا۔ امیر اندلس نے طلیطلہ کے باشندوں کے بارے میں اپنے عزم سے عروس کو آگاہ کیا اور ان کے خلاف چال چلنے پر اسے اپنا ہم نوا بنا لیا۔ چنانچہ اسے طلیطلہ کا حاکم بنا دیا اور وہاں کے باشندوں کے نام خط لکھا: ”میں نے فلاں آدمی کو آپ لوگوں کے لیے حاکم مقرر کیا ہے۔ وہ آپ لوگوں میں سے ہے۔ اس تقرّر کا مقصود آپ حضرات کو مطمئن کرنا ہے۔ تاکہ آپ لوگوں کے دل اس کے بارے میں پرسکون ہو جائیں۔ باقی آپ لوگ

Marfat.com

جو ہمارے مقرر کردہ عمّال وافسران کو ناپسند کرتے رہے ہیں، اسے میں نے معاف کر دیا ہے، تاکہ آپ لوگوں پر یہ واضح ہو جائے کہ آپ کے بارے میں ہماری رائے کس قدر عمدہ ہے۔''

عمروس روانہ ہوا اور طلیطلہ شہر میں داخل ہو گیا۔ وہاں کے باشندے اس سے مانوس ہو گئے بلکہ مطمئن و بے فکر ہو گئے۔ عمروس نے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا۔ اس نے ان کے خلاف اپنی چال کا پہلا رحلہ یوں شروع کیا کہ اس نے ان کے سامنے، بنی امیہ سے اپنی نفرت و بے زاری کا اظہار کیا اور یوں ان کی ہم نوائی کی اور ان پر واضح کیا کہ وہ بنی امیہ کی طاعت کا جؤا اپنی گردن سے اتار پھینکنا چاہتا ہے۔ یوں باشندگانِ طلیطلہ اس کی جانب مائل ہو گئے اور اس کی آیندہ کارروائی کے لیے اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔ یوں انہیں حامی وطرفدار بنانے کے بعد، اس نے لوگوں سے کہا: آپ لوگوں اور امیرِ اندلس کی طرف سے مقرر کردہ حاکموں کے مابین چپقلش ورنجش کا سبب یہ رہا کہ وہ آپ لوگوں کے ساتھ رہتے بستے تھے۔ اس لیے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں ایک عمارت تعمیر کراؤں، تاکہ میں اور دیگر سرکاری افسران اُس میں رہیں۔ یہ سب آپ پر نرمی کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ لوگوں نے اس پیش کش کو پسند کیا۔ چنانچہ اس نے شہر کے وسطی و مرکزی حصّے میں حسبِ پسند عمارت تعمیر کرائی۔

جب اس شاندار محل کی تعمیر پر کچھ مدّت گزری تو امیرِ اندلس الحکم نے ثغرِ اعلیٰ پر متعین اپنے کمانڈر کو ایک خفیہ خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ سرحدی علاقوں کے بارے میں، کسی کو میرے پاس بھیجے کہ وہ کافر افواج کے حملہ کے خلاف میرے پاس آ کر فریاد کرے اور فوج اور مدد بھیجنے کی درخواست کرے۔ سرحدی کمانڈر نے اس شاہی فرمان کی تعمیل کی۔ یوں الحکم نے ہر طرف سے فوجیں اکٹھی کر لیں اور اس لشکرِ جرار کا کمانڈر اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اپنے وزراء اور اعلیٰ فوجی جرنیل روانہ کیے۔ لشکر چل پڑا اور پھر اس کا گزر طلیطلہ شہر کے پاس سے ہوا۔ شاہزادہ عبدالرحمٰن اس شہر میں داخل نہ ہوا۔ جب وہ اس شہر کے نزدیک سے گزر رہا تھا تو سرحدی کمانڈر کی جانب سے اسے اطلاع ملی کہ کافر افواج منتشر ہو گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا لیا ہے۔ یہ سن کر مسلم لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ اور عبدالرحمٰن نے قرطبہ واپسی کا عزم ظاہر کیا۔ اس موقع پر۔ منصوبہ کے مطابق۔ عمروس نے باشندگانِ طلیطلہ سے کہا:'' آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ الحکم کا صاحبزادہ یہاں میرے نزدیک فروکش ہوا ہے۔ اب اس کے پاس حاضر ہونا میری ذمّہ داری ہے، نیز اس کے حقوق کا

Marfat.com

احترام میرا فرض ہے۔اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو ٹھیک ، ورنہ میں تنہا ہی اس کے پاس جاتا ہوں۔''
چنانچہ اس کے ساتھ نمایاں وسرکردہ افراد چل پڑے۔عبدالرحمٰن نے ان کا خیر مقدم کیا اور حسنِ سلوک سے پیش آیا۔

یاد رہے کہ الحکم نے اپنے بیٹے کے ساتھ ایک خادم روانہ کیا تھا،جس کے پاس عمروس کے نام ایک خفیہ خط تھا۔اس خادم نے مصافحہ کے بعد وہ خط عمروس کے حوالے کیا مگر عمروس سے کوئی بات چیت نہ کی۔عمروس نے جب وہ خط پڑھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اہلِ طلیطلہ کے خلاف کس طرح خفیہ تدبیر عمل میں لائی جائے گی۔چنانچہ عمروس نے طلیطلہ کے معززین کو مشورہ دیا کہ وہ شاہزادہ عبدالرحمان سے درخواست کریں کہ وہ ان کے شہر میں تشریف لائے تاکہ وہ اور اس کے ماتحت فوجی یہ ملاحظہ کر سکیں کہ طلیطلہ شہر کی آبادی کتنی زیادہ ہے، وہ کس قدر محفوظ ہیں اور ان کی قوت وطاقت کتنی زیادہ ہے۔ارکانِ وفد نے یہ سمجھا کہ عمروس ان کی خیر خواہی کر رہا ہے۔چنانچہ انہوں نے اس مشورے پر عمل کیا اور عبدالرحمٰن کو شہر کے اندر لے گئے۔عبدالرحمٰن عمروس کے نوتعمیر کردہ محل میں اس کے پاس ٹھہرا۔اہلِ طلیطلہ ٹولیوں کی صورت میں آ آ کر اسے سلام کرتے۔

عمروس نے یہ مشہور کر دیا کہ عبدالرحمٰن باشندگانِ شہر کے لیے بہت بڑی ضیافت کرنا چاہتا ہے۔پھر اس نے اس ضیافت کی بظاہر تیاری بھی شروع کر دی اور بالآخر ایک دن طے کر کے لوگوں کو دعوتِ طعام دی۔اس نے ان کے ساتھ یہ طے کر لیا کہ لوگ محل کے ایک دروازے سے داخل ہوں گے اور دوسرے سے نکلیں گے تاکہ بھیڑ کم رہے۔لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا۔

جب مقرّرہ دن آیا تو لوگ گروہ درگروہ آنے لگے۔جب بھی لوگوں کی ایک ٹولی محل میں داخل ہوتی تو انہیں پکڑ اور اٹھا کر ایک فوجی جتھے کے پاس لے جاتے۔مسلّح فوجی اس محل میں ایک بڑے گڑھے کے قریب کھڑے تھے۔اس گڑھے کے کنارے پر ان لوگوں کی گردنیں اڑا دی جاتیں۔جب دن کا زیادہ وقت گزرا تو ایک آدمی آیا۔اس نے کسی کو نہ دیکھا۔اس نے پوچھا:''لوگ کہاں ہیں؟'' اسے بتایا گیا:''وہ اس دروازے سے اندر جاتے ہیں اور کسی اور دروازے سے باہر نکلتے ہیں۔'' یہ شخص باقی لوگوں کی نجات کا سبب یوں بنا کہ وہ بولا:''جو لوگ باہر نکلتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے نہیں ملا۔'' وہ شخص بھانپ گیا۔وہ زور سے چلّایا اور عوام کو لوگوں کی ہلاکت سے آگاہ کیا۔

Marfat.com

اس تدبیر کے بعد، اہل طلیطلہ کی گردنیں جھک گئیں اور وہ الحکم سے باقی ماندہ دورِ حکومت اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کی مدتِ اقتدار میں اچھی طرح فرماں برداری کرتے رہے۔ پھران کی مصیبت دُور ہوئی۔ ان کی آبادی میں اضافہ ہوا۔ جب عبدالرحمان کی وفات کے بعد، اس کا بیٹا محمد برسرِ اقتدار آیا تو باشندگانِ طلیطلہ نے اس کے خلاف فوراً بغاوت کی۔ جیسا کہ ہم اسے بعد میں بیان کریں گے۔

اہلِ ماردہ کی الحکم کے خلاف سرکشی

اس سال الحکم کے خلاف اَصبَغ بن عبداللہ نے نافرمانی کی اور ماردہ شہر کے لوگوں نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ ان لوگوں نے اپنے حاکمِ شہر کو نکال باہر کیا۔ جونہی الحکم کو خبر ملی تو وہ فوج لیے ماردہ کی جانب چل پڑا اور جا کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ جب وہ محاصرے میں سرگرمِ عمل تھا تو اسے اطلاع ملی کہ اہلِ قرطبہ نے اس کے خلاف نافرمانی کردی ہے، چنانچہ وہ تیزی سے لوٹا اور تین دنوں میں قرطبہ پہنچ گیا۔ اس نے فتنے کی آگ بھڑکانے والوں کو ڈھونڈ نکالا اور انہیں اوندھا کر کے صلیب پر لٹکایا۔ اس نے کچھ لوگوں کی گردنیں اڑائیں تو باقی ماندہ لوگ ڈر گئے اور الحکم سے ان کی نفرت بڑھ گئی۔

اُدھر ماردہ والوں کا یہی وطیرہ رہا کہ وہ کبھی فرماں برداری کرتے اور کبھی حکم عدولی حتیٰ کہ ۱۹۲ھ کا سال آگیا۔ اب اصبغ کی قوت کم ہوگئی۔ کیوں کہ الحکم مسلسل اس کی طرف لشکر بھیجتا رہا۔ پھر اس نے اہلِ ماردہ کے معززین میں سے کچھ لوگوں نیز اصبغ کے قابلِ اعتماد ساتھیوں کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ بالآخر یہ لوگ اصبغ سے الگ ہوگئے، حتیٰ کہ اس کے بھائی نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ اصبغ حیران و پریشان ہوگیا۔ اس کا جذبہ سرد پڑ گیا اور اس نے امان طلب کرنے کے لیے بندہ بھیجا۔ چنانچہ الحکم نے اسے امان دی۔ اب وہ ماردہ سے نکلا اور الحکم کے پاس حاضر ہوگیا اور قرطبہ میں اس کے پاس مقیم ہوگیا۔

اندلس پر فرنگی یلغار کا ناکام منصوبہ

اس سال فرنگی بادشاہ لُذریق [1] نے اندلس پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اس نے اندلس کے شہر طرطوشہ کا محاصرہ کرنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ کوچ کیا۔ جب اس کی اطلاع الحکم کو ملی تو اس نے لشکر اکٹھا کیا اور اسے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی زیرِ قیادت روانہ کردیا۔ اس لشکرِ جرار کے ساتھ

Marfat.com

رضا کاروں کی بھی ایک بڑی تعداد تھی۔ مسلمانوں کے لشکر نے اپنے ملک کی سرحدوں پر ہی فرنگیوں کو روک لیا۔ ابھی تک دشمن نے مسلم ملک کا کچھ بھی نقصان نہ کیا تھا۔ باہم لڑائی ہوئی تو ہر فریق نے اپنی پوری قوت صرف کی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا، جب کہ کافروں نے شکست کھائی۔ ان کے بہت سے فوجی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بہت سے قیدی بنا لیے گئے۔ ان کے مال و دولت اور ساز و سامان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ مسلمان فتح و نصرت کا پھریرا لہراتے ہوئے، مالِ غنیمت لیے واپس آئے۔

الحکم کے خلاف حزم کی بغاوت

اس سال باجہ کے اطراف میں حزم بن وھب نے حکومت کے خلاف سرکشی کی۔ لوگوں نے اس کی حمایت کی اور لشبونہ کا قصد کیا۔ یاد رہے کہ امیرِ اندلس الحکم اپنے خطوط میں حزم کو "نبطی" لکھتا تھا۔ جب الحکم نے اس کی سرکشی کی خبر سنی تو اس کی گوشمالی کے لیے اپنے بیٹے ھشام کی زیرِ قیادت لشکرِ جرار روانہ کیا۔ ھشام نے حزم اور اس کے ہمراہیوں کو خوب رگیدا، درخت کٹوائے اور دشمن کو خوب تنگ کیا۔ حتیٰ کہ وہ امان طلب کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ ھشام نے حزم کو امان عطا کی۔

علی بن عیسیٰ بن ہامان کی برطرفی اور ہرثمہ کا تقرر بحیثیت گورنر

اس سال خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ بن ہامان کو خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا۔ اس کا پس منظر وہی ہے جو ہم نے اس کے بیٹے عیسیٰ کے قتل کے سلسلے میں بیان کر دیا ہے۔ جب عیسیٰ قتل ہوا تو اس کا باپ علی گھبرایا اور پریشان ہوا۔ وہ بلخ سے نکل کر مرو کی طرف روانہ ہوا اس اندیشہ سے کہ کہیں رافع بن لیث آ کر اس پر قبضہ نہ کرے۔ علی کے بیٹے عیسیٰ نے بلخ میں اپنے محل کے ایک باغیچے میں بہت سی رقم دفن کر دی تھی، کہا گیا ہے کہ اس کی مقدار تین کروڑ تھی۔ اس نے اس دفینے سے اپنے والد کو بھی مطلع نہ کیا۔ اس کی صرف ایک باندی اس راز سے آگاہ تھی۔ جب علی بن عیسیٰ مرو کی جانب چلا تو اِس باندی نے کسی نوکر کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ بات لوگوں تک پہنچی تو وہ باغیچے میں جا گھسے اور دفن مال لوٹ لیا۔ جب خلیفہ ہارون رشید کو یہ اطلاع ملی تو کہا: "وہ میری اجازت کے بغیر بلخ سے نکلا

Marfat.com

اور اتنا زیادہ مال پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ یہ باور کراتا ہے کہ اس نے اپنی خواتین کے زیورات فروخت کیے ہیں تاکہ رافع کے خلاف لڑائی کے اخراجات پورا کر سکے۔'' خلیفہ نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا گورنر بنایا۔

خلیفہ ہارون، علی بن عیسیٰ سے ناراض تھا کیوں کہ اُسے، اس کی بداخلاقی اور معززین کی توہین و بے قدری کی اطلاعات ملتی رہتی تھیں۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ ایک دن علی بن عیسیٰ سے ملاقات کے لیے طاہر بن حسین کا والد حسین بن مصعب اور ہشام بن فرخسرو گئے۔ دونوں نے جاتے ہی اسے سلام کیا تو گورنر نے حسین سے کہا: ''اے ملحد بن ملحد اللہ تم پر سلامتی نہ کرے۔ اللہ کی قسم میں تمہاری اسلام دشمنی اور دین پر طعنہ زنی سے آگاہ ہوں۔ مجھے تمہارے قتل کرنے کے لیے صرف خلیفہ کے حکم کا انتظار ہے۔ کیا تم میرے پاس اس گھر میں سنسنی خیز خبریں نہیں پھیلاتے رہے ہو جب کہ تم شراب کے نشے میں مدہوش تھے اور تمہارا گمان تھا کہ تمہارے پاس میری برطرفی کے خطوط بغداد سے آئے ہیں؟ دفع ہو جاؤ اللہ کے غضب کی طرف، اللہ تم پر لعنت کرے۔ تم عنقریب اللہ کی لعنت کا نشانہ بنو گے۔'' حسین نے گورنر کے سامنے معذرت کی مگر گورنر نے اس کی معذرت قبول نہ کی اور اسے اپنی مجلس سے نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے وہاں سے باہر نکال دیا گیا۔

پھر گورنر نے ہشام بن فرخ سرو سے کہا: ''تمہارا گھر دارالندوہ بن چکا ہے۔ احمق لوگ تمہارے پاس جمع ہو کر سرکاری افسران پر طعنہ زن ہوتے ہیں۔ اگر میں تمہارا خون نہ بہاؤں تو اللہ میرا خون بہائے۔'' ہشام نے گورنر کے سامنے معذرت کی، مگر اس نے اس کی معذرت قبول نہ کی اور اسے مجلس سے باہر نکال دیا۔

حسین تو خلیفہ ہارون رشید کے پاس چلا گیا، اس کی پناہ طلب کی اور اس سے شکایت کی۔ خلیفہ نے اسے پناہ دے دی۔ ادھر ہشام نے اپنی ایک بیٹی سے کہا: ''مجھے گورنر کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں، اگر تم نے یہ بات ظاہر کر دی تو میں مارا جاؤں گا اور اگر تم نے یہ بات چھپائی تو میں محفوظ رہوں گا۔'' بیٹی نے پوچھا: وہ کیا بات ہے؟'' کہا: ''میں نے منصوبہ بنایا ہے کہ میں اپنے آپ کو فالج زدہ ظاہر کروں۔ صبح سویرے تم اپنی باندیوں کو اکٹھا کر لینا، میرے بستر کے پاس آ کر مجھے بلانا، جب تم دیکھنا کی میری حرکت بھاری اور سست ہے، تو تُم اور تمہاری

Marfat.com

باندیاں زور زور سے چلانا۔ اپنے بھائیوں کو بلا لینا اور انہیں میری بیماری سے مطلع کرنا۔'' بیٹی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی، وہ بہت عقلمند تھی۔ ہشام ایک عرصہ تک اپنے بستر پر پڑا رہا، وہ حرکت نہیں کرتا تھا ،حتیٰ کہ ہرثمہ گورنر بن کر آیا۔ ہشام سوار ہو کر اس سے ملنے کے لیے جا رہا تھا کہ برطرف گورنر علی بن عیسیٰ بن ماہان نے اسے دیکھ لیا اور پوچھا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' جواب دیا: ''میں گورنر ابوحاتم سے ملنے جا رہا ہوں۔'' پوچھا: ''کیا تم بیمار نہ تھے؟'' جواب دیا: ''اللہ نے عافیت عطا فرمادی اور سرکش کو معذور کر دیا اور یہ دونوں کام ایک ہی رات میں ہوئے۔'' اس روایت کی رُو سے ہرثمہ کی گورنری ظاہر تھی۔

جب کہ دوسرے قول کی رُو سے ہرثمہ کی گورنری پوشیدہ تھی اور خلیفہ ہارون نے اس کے تقرر سے کسی کو آگاہ نہیں کیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ جب خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ہرثمہ کو طلب کیا اور انتہائی رازداری سے اس سے کہا: ''علی بن عیسیٰ نے مجھے خط لکھ کر فوج اور مال کی کمک طلب کی ہے۔ لہٰذا تم لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ تم اس کے لیے کمک لے کر جا رہے ہو۔'' پھر خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے اسے گورنری کا تقرر نامہ لکھ کر دیا اور اپنے سیکریٹریوں کو حکم دیا کہ وہ علی بن عیسیٰ کو خط روانہ کریں کہ ہرثمہ اس کے لیے کمک لے کر روانہ ہو گیا ہے۔

ہرثمہ بغداد سے چلا تو کوئی بھی اس کے معاملے کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ نیساپور پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو نیشاپور کے دیہات کی طرف افسر بنا کر روانہ کیا اور خود تیزی سے چلا۔ وہ مرو پہنچا تو علی بن عیسیٰ نے اس سے ملاقات کی۔ ہرثمہ نے اس کا احترام کیا اور تعظیم دی، حتیٰ کہ ہرثمہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے علی بن عیسیٰ، اس کے اہلِ خانہ، ساتھیوں، ماتحتوں کو گرفتار کیا اور اس کے اموال ضبط کر لیے۔ ان کی مالیت آٹھ کروڑ تھی۔ علی کے خزانے اور سازوسامان کو ۱۵۰۰ اونٹوں پر لادا گیا۔ خلیفہ ہارون نے یہ سب کچھ ضبط کر لیا۔

ہرثمہ ۱۹۲ھ میں خراسان پہنچا تھا۔ جب اس نے معزول گورنر کے اثاثے اور اموال ضبط کر لیے تو پھر سابقہ گورنر اور اس کے اہلِ خانہ اور رفقاء کو عوام کے مطالبات و شکایات کا سامنا کرنے کے لیے پیش کر دیا۔ ہرثمہ نے اس بارے میں خلیفہ کو رپورٹ لکھ بھیجی۔ جب کہ اس نے سابق گورنر کو اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کرا کے بغداد بھیجا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال حولایا ۲ کے علاقے میں ایک خارجی ثروان بن سیف نے بغاوت کی اور السواد کے علاقے میں نقلِ مکانی کرتا رہا۔اس کی سرکوبی کے لیے طوق بن مالک کو بھیجا گیا۔طوق نے اسے شکست دی، اسے زخمی کیا اور اس کے کافی ساتھیوں کو تہہ تیغ کیا۔اس سال شام میں ابوالنداء نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔اُس کو کچلنے کے لیے خلیفہ ہارون نے یحییٰ بن معاذ کو بھیجا اور اسے شام کا حاکم مقرّر کیا۔اس سال حماد بربری نے ھیصم یمانی پر فتح پائی۔

اس سال اہلِ نسف نے رافع بن لیث کو پیغام بھیج کر یہ درخواست کی کہ ان کے پاس ایک دستہ بھیجے جو عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ اور علی بن عیسیٰ کے قتل کرنے میں ان کی مدد کرے۔رافع نے ان کی طرف ایک دستہ بھیجا۔اس دستے نے صرف عیسیٰ کو ذوالقعدہ میں قتل کر دیا۔

اس سال یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار لشکر کی قیادت کرتے ہوئے سرزمینِ روم پر یلغار کی تو رومیوں نے درّے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔مسلم کمانڈر ہبیری اور پچاس مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔باقی مسلمان فوجی محفوظ رہے۔یہ حملہ طرسوس سے دومنزل کی مسافت پر ہوا۔

اس سال خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو۔اسے خراسان کا گورنر مقرر کرنے سے پہلے۔ رومیوں کے خلاف موسم گرما کی لڑائی کی کمان سونپی اور اسے تیس ہزار خراسانی فوجی دے۔خلیفہ ہارون رشید نے عبداللہ بن مالک کو درب الحدث کا اور سعید بن سلم بن قتیبہ کو مرعش کا حاکم بنایا۔رومیوں نے مَرعش پر حملہ کیا اور کچھ مسلمانوں کو شہید کرنے کے بعد واپس چلے گئے مگر سعید اپنی جگہ سے نہ ہلا۔خلیفہ ہارون نے طرسوس کی طرف محمد بن یزید بن مزید کو روانہ کیا۔خلیفہ نے رمضان المبارک کے تین دن درب الحدث کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔پھر رَقہ کی طرف پلٹا۔اس نے سرحدی علاقوں میں، گرجوں کو گرانے کا حکم دیا۔

ذمّیوں نے اپنے لباس اور سواری کی ہیئت مسلمانوں سے الگ اختیار کی۔خلیفہ نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ وہ طرسوس میں تعمیرات کرے اور وہاں شہر بسائے۔اس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ہارون رشید کے حکم سے فرج الخادم نے اس شہر کی تعمیر و آبادکاری کی نگرانی کی۔خلیفہ نے طرسوس کی طرف اہل

Marfat.com

خراسان کا تین ہزار کا لشکر بھیجا۔ پھر مصیصہ اور انطاکیہ کے باشندوں پر مشتمل ایک ایک ہزار کے دو مزید لشکر روانہ کیے۔ اس شہر کی تعمیر ۱۹۲ھ میں مکمل ہوئی۔ اس میں مسجد بھی تعمیر کی گئی۔

اس سال گورنرِ مکہ محمد بن فضل بن سلیمان نے حج پڑھایا۔ موصل کا گورنر محمد بن فضل بن سلیمان تھا۔

وفیات

اس سال فضل بن موسیٰ سینانی ابوعبداللہ مَرْوَزِی نے وفات پائی۔ یہ بنو قطیعہ کا مولیٰ تھا۔ یہ ۱۱۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ یاد رہے کہ سینانی منسوب ہے سینان کی طرف جو مرو کا ایک گاؤں ہے۔

حواشی

۱ انگریزی میں اسے راڈرک (Rodrick) کہتے ہیں۔

۲ حولایہ نواحِ نہروان میں ایک گاؤں ہے۔ (معجم البلدان)

Marfat.com

باب: ۶۱

۱۹۲ھ کے واقعات

ہارون رشید کا خراسان کی طرف کوچ

اس سال ہارون رشید نے رَقّہ سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ وہ رافع بن لیث کے خلاف لڑائی کرنے کے لیے خراسان جانا چاہتا تھا۔ وہ بیمار تھا۔ اس نے اپنے بیٹے قاسم کو رقہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو اس کے ساتھ رکھا۔ وہ بغداد سے نہروان کی جانب جب چلا تو شعبان کے پانچ دن گزر چکے تھے۔ اس نے اپنے بیٹے امین کو بغداد پر اپنا قائم مقام بنایا۔ اس نے مامون کو بغداد میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ جب ہارون نے خراسان کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو فضل بن سہل نے مامون سے کہا: ''آپ نہیں جانتے کہ خلیفہ ہارون کو کیا معاملات پیش آئے، خراسان آپ کی ولایت ہے، جب کہ محمد امین کو آپ پر مقدم کیا گیا ہے۔ وہ آپ سے بہتر سے بہترین سلوک یہ کر سکتا ہے کہ وہ آپ کو ولی عہدی سے معزول کر دے۔ وہ زبیدہ کا بیٹا ہے اور اس کے ماموں بنی ہاشم ہیں۔ زبیدہ اور اس کے اموال اس کی پشت پر ہیں۔ لہٰذا آپ امیر المؤمنین سے درخواست کریں کہ وہ آپ کو اپنے ساتھ لے چلیں۔'' ماموں نے امیر المؤمنین ہارون سے یہ درخواست کی تو انہوں نے تھوڑے تردّد کے بعد اسے منظور کر لیا۔

ہارون رشید روانہ ہوا تو صباح طبری اس کے ساتھ تھا۔ اس سے کہا: ''اے صباح، تم مجھے کبھی نہ دیکھ سکو گے۔'' صباح نے دعا کی تو خلیفہ بولا: ''میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں محسوس کر رہا ہوں، وہ تم نہیں جانتے۔'' عرض کیا: ''نہیں، اللہ کی قسم۔'' پھر ہارون راستے سے ایک طرف ہٹا، ایک درخت

Marfat.com

کے سائے میں گیا اور اپنے خواص کو الگ کر دیا۔ پھر اپنا پیٹ برہنہ کیا۔ تو اس پر ایک ریشمی پٹی بندھی تھی۔ پھر کہا: یہ ایک بیماری ہے جسے میں سب لوگوں سے چھپاتا پھرتا ہوں۔ میرے ہر بیٹے کی طرف مجھ پر ایک نگران مسلط ہے۔ چنانچہ مسرور مامون کی طرف سے اور جبرائیل بن بختیشوع امین کی طرف سے میرے نگران ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میرے سانس شمار کر رہا ہے اور میری عمر کو دراز سمجھتا ہے۔ اگر تم میری بات کی حقانیت جاننا چاہتے ہو، تو میں ابھی اپنے لیے سواری کا جانور منگواتا ہوں تم دیکھو گے کہ وہ میرے پاس سست رفتار لاغر جانور لائیں گے تاکہ میری بیماری میں اضافہ ہو۔ میری اس بات کو راز رکھنا۔'' صبّاح نے ہارون کی درازی عمر کی دعا کی۔ پھر خلیفہ نے سواری کا جانور طلب کیا تو وہ ایسا ہی جانور لائے جیسا کہ ہارون نے پیشن گوئی کی تھی۔ ہارون نے اس موقعہ پر صبّاح کی طرف دیکھا اور سوار ہو گیا۔

متفرق واقعات

اس سال آذربائیجان میں خرّمیہ نے شورش کی۔ ان کی سرکوبی کے لیے ہارون رشید نے دس ہزار فوجیوں کو عبداللہ بن مالک کی زیرِ کمان روانہ کیا۔ اس نے انہیں قتل کیا، گرفتار کیا اور قیدی بنایا۔ ہارون رشید قرماسین لے کے مقام پر عبداللہ بن مالک سے ملا اور اسے حکم دیا کہ وہ مرد قیدیوں کو قتل کر ڈالے اور عورتوں کو فروخت کر دے۔

اس سال یحییٰ بن معاذ نے ہارون رشید کی خدمت میں ابولنداء کو پیش کیا تو خلیفہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال جنگجو قائدین کے ایک گروہ نے رافع بن لیث کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہرثمہ کے پاس چلے گئے۔ ان میں نمایاں کمانڈر عجیف بن عنبسہ بھی تھا۔ اس سال ہارون نے سرحدی علاقوں کی قیادت ثابت بن نصر بن مالک کو سونپی۔ اس نے مطمورہ فتح کیا۔ اس سال بذندون کے مقام پر قیدیوں کا فدیہ ادا کیا گیا۔ اس سال بصرہ کے نزدیک نروان حروری نے بغاوت کی اور وہاں کے اعلیٰ افسر کے خلاف لڑائی کی۔

اس سال عیسیٰ بن جعفر منصور نے دسکرہ میں وفات پائی۔ وہ ہارون رشید کے تابع ہونا چاہتا تھا۔ اس سال ہارون رشید نے ھیصم یمانی کو قتل کیا۔ اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن منصور نے حج کرایا۔

Marfat.com

اس سال ہی ہرثمہ خراسان پہنچا۔جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔اس نے سمرقند میں رافع بن لیث کا محاصرہ کرلیا۔اوراسے بہت تنگ کیا۔ہرثمہ نے طاہر بن حسین کوطلب کیاتووہ اس کے پاس حاضر ہوگیا۔یوں خراسان حمزہ خارجی کے لیے خالی ہوگیا۔اس نے خراسان میں داخل ہوکرلوٹ مارشروع کر دی۔ہرات اور سجستان کے سرکاری کارندے اسے اموال پیش کرنے لگے۔اس کی سرکوبی کے لیے تقریباً بیس ہزار فوجیوں کے ساتھ عبدالرحمٰن نیساپور روانہ ہوا۔دونوں کے مابین سخت لڑائی ہوئی۔حمزہ کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتے ہوئے ہرات تک گیا۔یہ ۱۹۴ھ کی بات ہے۔اس کے نام مامون نے خط لکھ کر اسے واپس بلالیا۔ادھر ہرثمہ نے سمرقند کی فتح تک شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔جیسا کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

ہرثمہ نے رافع بن لیث اوراس کے قریبی رفقاء کی ایک جماعت کوتہہ تیغ کیا۔اُس نے ماوراءالنہر پر ابن یحییٰ کوگورنر مقرر کیا اورخود واپس چلا گیا۔ہرثمہ نے ۱۹۵ھ میں رافع کوقتل کیا۔

وفیات

اس سال اہم شخصیات میں سے عبداللہ بن ادریس بن یزید اودی کوفی اور یوسف بن ابی یوسف قاضی نے داعی اجل کولبیک کہا۔

اس سال مسلمانوں اوررومیوں کے مابین قیدیوں کے فدیہ کی دوسری ادائیگی ہوئی۔ مسلمانوں کی طرف سے اس اقدام کے منتظم تھے ثابت بن نصر بن مالک خزاعی۔مسلمان قیدیوں کی تعداد ڈھائی ہزار تھی۔

حواشی

[۱] قرماسین،مکہ کے راستے پر زُبیدیہ سے آٹھ فرسخ دور ایک قصبہ تھا۔یہ ''قرمیسین'' نہیں ہے جو ہمدان کے مغرب میں سرحدِ عراق کے قریب ایک شہر ہے اورجس کا مشہور نام کرمانی شاہ ہے۔

Marfat.com

باب:۶۲

۱۹۳ھ کے واقعات

فضل بن یحییٰ کی وفات

اس سال فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک نے رقّہ میں قید کے دوران وفات پائی۔ بیماری یہ تھی کہ اس کی زبان اور پہلو پر فالج گرا تھا۔کئی مہینوں تک اس کا علاج معالجہ ہوتا رہا۔حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہوگیا۔وہ کہا کرتا تھا۔میں ہارون رشید کی موت نہیں چاہتا کیونکہ میرا مرنے کا وقت،اس کے مرنے کے وقت سے زیادہ نزدیک ہے۔

اس نے جب بیماری سے شفاپائی اور باتیں کیں تو اس کی بیماری پھر واپس آ گئی اور مرض کی شدّت بڑھی۔اس کی زبان بند ہوگئی اور اس کا پہلو بے حرکت ہوگیا۔چنانچہ اس نے محرم میں وفات پائی۔وہ جس محل میں نظر بند تھا۔وہاں پر موجود اس کے ساتھیوں نے وہیں اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔پھر وہاں سے اس کا جسدِ خاکی باہر لایا گیا عوام نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اپنے صدمے کا اظہار کیا۔

فضل نے ہارون رشید سے پانچ ماہ پہلے وفات پائی۔فضل کی عمر ۴۵ برس تھی۔دنیا کے محاسن اور خوبیاں جیسی فضل میں تھیں کسی میں نہ دیکھی گئیں۔چونکہ فضل اور اس کے اہلِ خانہ کے واقعات اور ان کا حسنِ کردار مشہور و معروف ہے،اس لیے ہم نے اسے بیان نہیں کیا۔

اس سال سعید بن طبری المعروف بہ الجوہری نے وفات پائی۔اس سال ہرثمہ اور رافع کے ساتھیوں کے مابین مسلح تصادم ہوا۔اس میں ہرثمہ نے فتح پائی۔بخارا فتح ہوا۔رافع کا بھائی بشیر قیدی بنالیا گیا اور اسے ہارون رشید کے پاس بھیج دیا گیا۔

Marfat.com

ہارون رشید کی وفات

اس سال ہارون رشید نے ۳ جمادی الآخر میں وفات پائی۔ جُرجان کے راستے میں اس کے مرض میں شدّت پیدا ہوئی۔ وہ طوس کی جانب روانہ ہوا اور وہاں وفات پائی۔

جبرائیل بن بختیشوع کا بیان ہے: میں ہارون رشید کے ساتھ رقّہ میں تھا اور ہر روز صبح سویرے سب سے پہلے میں ہی اس کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا تا کہ گزشتہ رات کی اس حالت و کیفیت سے مطلع ہوں۔ پھر وہ مجھ سے باتیں کرتا اور بے تکلفی سے پیش آتا اور مجھ سے عوام کے حالات دریافت کرتا۔ ایک دن میں اس کے پاس حاضر ہوا، اُسے سلام کیا مگر وہ اپنی نگاہ تک اٹھا نہ سکا۔ میں نے اسے ترش رو، متفکر و پریشان پایا۔ میں دن کے ایک حصّے تک اس کے پاس ٹھہرا رہا، مگر اس کی یہی حالت تھی۔ جب زیادہ دیر ہوگئی تو میں نے اس سے اس کا حال پوچھا اور پریشانی کا سبب دریافت کیا۔ ہارون نے بتایا: ''میری پریشانی ایک خواب کی وجہ سے ہے جو میں نے گذشتہ رات دیکھا ہے۔ اس نے مجھے گھبرا دیا اور میرے دل کو غم سے بھر دیا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''اے امیرالمؤمنین! مجھے یہ خواب بتایئے۔'' پھر میں نے اس کے ہاتھ پاؤں چومے اور عرض کیا: ''خواب کسی خیال، سوچ یا رڈی بخارات کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اور سوداء ڈراؤنی چیزوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور یہ سب پراگندہ خواب ہیں۔''

خلیفہ نے کہا: میں تمھیں یہ خواب سناتا ہوں۔ میں نے دیکھا گویا میں اپنے اس بستر پر ہوں، کہ میرے نیچے سے ایک بازو ظاہر ہوا جسے میں پہچانتا ہوں اور ایک ہتھیلی نظر آئی جسے میں جانتا ہوں، مگر اس ہاتھ اور بازو والے کا نام مجھے نہیں سمجھ آرہا۔ ہتھیلی میں سرخ مٹی ہے۔ مجھے ایک کہنے والے نے کہا۔ جسے میں سنتا ہوں مگر اسے دیکھ نہیں پاتا: ''یہ وہ مٹی ہے جس میں تو دفن کیا جائے گا'' میں نے پوچھا: ''یہ مٹی کہاں کی ہے؟'' جواب ملا: ''طوس کی''۔ اتنے میں ہاتھ غائب ہوگیا اور بات چیت منقطع ہوگئی۔

بندہ (یعنی میں) نے عرض کیا: ''میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ بستر پر لیٹے تو آپ نے خراسان کے بارے میں سوچا اور وہاں سے جو کچھ آپ کو پیش آیا ہے، اس کے بارے میں آپ نے غور کیا اور خراسان کے کچھ حصّے کا بکھراؤ ہوا۔ بس اِسی سوچ نے اس خواب کی شکل اختیار کرلی۔''

خلیفہ ہارون نے جواب دیا: ''ایسا ہی تھا۔'' میں نے اسے کھیل کود اور ہنسی مذاق کا مشورہ

Marfat.com

دیا۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ پھر ہم یہ خواب بھول گئے اور کافی دن گزر گئے۔ پھر وہ رافع کے خلاف لڑائی کرنے کے مقصد سے خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ بیماری کا آغاز ہوا اور پھر وہ مسلسل بڑھنے لگی۔ ایک دن وہ جس محل میں مقیم تھا، اس کے باغ میں بیمار پڑا تھا کہ اسے یکدم وہ خواب یاد آ گیا، وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا، مشکل سے چلتا، پھر گر پڑتا تھا۔ ہم سب لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو کر حال پرسی کرنے لگے۔ فرمایا: ''کیا تجھے میرا وہ خواب یاد ہے جو میں نے رقہ میں دیکھا تھا؟'' پھر مسرور کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا: ''اس باغ کی مٹی میرے پاس لے آؤ۔'' وہ اپنی ہتھیلی میں مٹی لایا کہ اس کا بازو کھلا تھا۔ جب ہارون نے اسے دیکھا تو پکارا اٹھا: ''یہی ہے اللہ کی قسم وہ بازو جو میں نے خواب میں دیکھا اور یہ ہتھیلی وہی ہے اور یہ سرخ مٹی ہے۔ کوئی چیز بھی کم نہیں۔'' پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اور پھر تین دنوں کے بعد مر گیا۔''

ابوجعفر نے کہا: جب ہارون رشید بغداد سے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور ماہِ صفر میں جرجان پہنچا تو اس کی بیماری بڑھ گئی۔ اس نے اپنے بیٹے مامون کو مرو کی طرف روانہ کیا اور اس کے ساتھ کمانڈروں میں سے عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن یزید، عبّاس بن جعفر بن محمد بن اشعث، سندی حرشی اور نعیم بن حازم روانہ کیے۔ خلیفہ ہارون طوس کی جانب بڑھا اور اس کے درد میں شدّت پیدا ہوئی، حتی کہ حرکت کرنے سے بے بس ہو گیا۔ جب بیماری زیادہ بڑھی تو لوگوں نے اس کے بارے میں افواہیں پھیلائی۔ خلیفہ کو معلوم ہوا تو اس نے سواری کا جانور پیش کرنے کا حکم دیا، تا کہ اس پر سوار ہو اور لوگ اس کو دیکھیں۔ چنانچہ ایک گھوڑا لایا گیا، مگر خلیفہ ہارون بستر سے اٹھ کر اس پر سوار نہ ہو سکا۔ پھر غیر عربی گھوڑا لایا گیا مگر وہ اس پر سوار ہونے سے قاصر رہا۔ آخر میں ایک گدھا پیش کیا گیا مگر ہارون سوار نہ ہو پایا۔ اس پر کہا: ''مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔ اللہ کی قسم! لوگوں نے سچ کہا۔''

ہارون رشید طوس میں ہی تھا کہ رافع کا بھائی بشیر بن لیث قیدی کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس پر خلیفہ نے کہا: اگر، اللہ کی قسم، میری زندگی صرف اتنی رہ گئی ہوتی کہ میں اپنے ہونٹ ہلا کر ایک لفظ بول سکتا تو پھر بھی میں یہ ضرور کہتا: ''اسے قتل کر دو۔'' پھر اس نے قصاب بلوایا، ہارون کے حکم پر قصاب نے بشیر کے جوڑ جوڑ الگ کر دیے۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو ہارون پر غشی طاری ہو گئی اور لوگ اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔

خلیفہ جب زندگی سے ناامید ہو گیا تو اس نے قبر کھودنے کا حکم دیا۔ یہ قبر محل کے اس مقام پر

Marfat.com

کھودی گئی جہاں وہ مقیم تھا۔ کچھ لوگ قبر میں اترے اور پورے قرآن مجید کی تلاوت کی، جب کہ ہارون رشید، چادر میں لپٹا ہوا قبر کے کنارے پڑا تھا اور کہہ رہا تھا: ''آدم کے بیٹے تو اس جگہ پہنچے گا۔'' وہ اس حالت میں یہ بھی کہتا تھا: ''ہائے رسول اللہ ﷺ سے شرم۔''

ہیثم بن عدی کا بیان ہے: ہارون رشید جب موت کے قریب ہوا تو اس پر غشی طاری ہوئی۔ غشی میں افاقہ ہوا تو آنکھیں کھولیں۔ فضل بن ربیع کو اپنے سر پر کھڑے دیکھ کر کہا:

''اے فضل!'' (ترجمہ اشعار)

[جس کے قرب کی میں امید کرتا تھا کیا جب وہ لمحہ قریب آ گیا تو ہر طرف سے مجھ پر لوگوں کی نگاہیں پڑنے لگیں؟ چنانچہ میں قابلِ رحم ہستی بن گیا، حالانکہ پہلے مجھ پر حسد کیا جاتا تھا ۔لہٰذا ان نتائج کی ناگواری پر صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ میں عنقریب اس وصل پر رووں گا جو ہمارے مابین تھا اور میں خوشی و مسرت کے بیتے ہوئے دنوں کو پکاروں گا۔]

سہل بن صاعد کا بیان ہے جب ہارون رشید زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا، تو میں اس کے پاس تھا۔ اس نے ایک موٹی چادر منگوائی اور اسے لپیٹ لیا۔ وہ گہری سوچ میں غرق تھا۔ میں اٹھا تو کہا: ''بیٹھ جاؤ'' میں کافی دیر بیٹھا رہا۔ نہ وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا نہ میں اس سے۔ میں ایک بار پھر اٹھا تو کہا: ''اے سہل کہاں چلے؟'' میں نے عرض کیا: ''میرا دل یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میں امیر المؤمنین کو اس بیماری میں مبتلا دیکھوں۔ اے امیر المؤمنین! اگر آپ لیٹ جاتے تو آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہوتا۔'' اس پر وہ صحت مند آدمی کی طرح ہنسا پھر کہا: مجھے اس حالت میں، شاعر کا یہ قول یاد آرہا ہے: (ترجمہ شعر)

[یقیناً میں ان معزز لوگوں میں سے ہوں کہ آفات و مصائب کی شدّت، ان کے صبر و برداشت کو مزید بڑھا دیتی ہے۔]

ہارون رشید نے وفات پائی تو اس کے بیٹے صالح نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت فضل بن ربیع اور اسماعیل بن صبیح حاضر تھے۔ خدام میں سے مسرور، حسین اور رشید موجود تھے۔

مدّتِ خلافت ۲۳ سال ۲ ماہ اور ۱۸ دن تھی۔ ایک قول کی رُو سے مدّتِ حکمرانی ۲۳ سال، ایک ماہ اور ۱۶ دن تھی۔ ہارون رشید کی عمر ۴۷ سال، ۵ مہینے اور ۵ دن تھی۔

Marfat.com

ہارون حسین وجمیل تھا۔ چہرہ خوبصورت اور رنگ گورا تھا۔ بال گھونگھریالے تھے اوران میں سفیدی تھی۔ کہا گیا ہے: جب ہارون نے وفات پائی تو بیت المال میں نوکروڑ سے زائد درہم موجود تھے۔

عہدِ ہارونی کے گورنروں کا تذکرہ

مدینہ کے گورنر

اسحاق بن علی، عبدالملک بن صالح بن علی، محمد بن عبداللہ، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم، علی بن عیسیٰ بن موسیٰ، محمد بن ابراہیم، عبداللہ بن مصعب، بکّار بن عبداللہ بن مصعب، محمد بن علی، ابوالبختری وہب بن وہب۔

مکّہ کے گورنر

عباس بن محمد بن ابراہیم، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم، عبداللہ بن قثم بن عبّاس، عبیداللہ بن قثم، عبداللہ بن محمد بن عمران، عبیداللہ بن محمد بن ابراہیم، عبّاس بن موسیٰ بن عیسیٰ، علی بن موسیٰ بن عیسیٰ، محمد بن عبداللہ عثمانی، حمّاد بربری، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، فضل بن عبّاس بن محمد اوراحمد بن اسماعیل بن علی۔

والیانِ کوفہ

موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، محمد بن ابراہیم، عبیداللہ بن محمد بن ابراہیم، یعقوب بن ابی جعفر، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، عبّاس بن عیسیٰ بن موسیٰ، اسحاق بن صبّاح کندی، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، عبّاس بن عیسیٰ بن موسیٰ، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، جعفر بن ابی جعفر۔

بصرہ کے والی

محمد بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر، عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، خزیمہ بن خازم، عیسیٰ بن جعفر، جریر بن یزید، جعفر بن سلیمان، جعفر بن ابی جعفر، عبدالصّمد بن علی، مالک بن علی خزاعی، اسحاق

Marfat.com

بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر، عیسیٰ بن جعفر، حسن بن جمیل (امیر المؤمنین کا آزاد کردہ غلام)، عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، جریر بن یزید، عبدالصمد بن علی اور اسحاق بن عیسیٰ بن علی۔

والیانِ خراسان

ابوالعباس طوسی، جعفر بن محمد بن اشعث، عباس بن جعفر، غطریف بن عطاء سلیمان بن راشد کا تقرر خراج وصول کرنے کے لیے تھا۔ حمزہ بن مالک، فضل بن یحییٰ بن خالد، منصور بن یزید بن منصور، جعفر بن یحییٰ۔ خراسان میں اس کا نائب تھا علی بن عیسیٰ بن ماہان۔، ہرثمہ بن اعین۔ مامون کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا عباس بن جعفر اور علی بن حسن بن قحطبہ۔

بیویاں اور اولاد

کہا گیا ہے: اس نے زبیدہ سے شادی ۱۶۵ھ میں کی۔ ☆زبیدہ امّ جعفر ہے اور جعفر بن منصور کی بیٹی ہے۔ اس سے ہارون کا بیٹا محمد الامین پیدا ہوا۔ زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ ☆ہارون نے اَمَۃَ العزیز سے شادی کی جو الھادی کی ام ولد تھی۔ اس سے علی بن الرشید پیدا ہوا۔ ☆اس کی ایک بیوی ام محمد بنت صالح مسکین تھی۔ ☆ایک بیوی کا نام عباسہ بنت سلیمان بن منصور تھا۔ ☆ہارون نے اپنے ماموں غطریف کی بیٹی عزیزہ سے شادی کی۔ ☆ہارون نے عثمانیہ سے شادی کی جو عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی بیٹی ہے۔ عثمانیہ کے باپ کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی تھی۔ ہارون رشید فوت ہوا تو اس کی یہ چار بیویاں زندہ تھیں: زبیدہ، امّ محمد بنت صالح، عباسہ اور عثمانیہ۔

بیٹے

محمد امین زبیدہ کے بطن سے، عبداللہ مامون مراجل نامی امّ ولد کے بطن سے، قاسم مؤتمن، ابواسحاق محمد معتصم، صالح، ابوعیسیٰ محمد، ابویعقوب محمد، ابوالعباس محمد، ابوسلیمان محمد، ابوعلی محمد، ابومحمد۔ یہ اس کا نام ہے۔ ابواحمد محمد۔ یہ سب امہاتِ اولاد میں سے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

بیٹیاں

سکینہ، ام حبیب، اروَی، ام حسن، امّ محمد۔ یہ حمدونہ ہے۔ فاطمہ، امّ ابیہا، امّ سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رَملہ، امّ جعفر، امّ علی، عالیہ، رَیطہ۔ یہ سب امّہاتِ اولاد کے شکم سے تھیں۔

سیرت وکردار

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہرروز سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتا تھا حتیٰ کہ دنیا سے چلا گیا۔ بیماری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہ ہرروز اپنے خاص مال میں سے ایک ہزار درہم صدقہ کیا کرتا تھا۔ زکوٰۃ بھی باقاعدگی سے ادا کرتا تھا۔ جب حج پر جاتا تو اس کے ساتھ ایک سو فقہاء اور ان کے بیٹے حج کرتے اور جس سال حج پر نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو حج پر بھیجتا مکمل اخراجات اور مکمل ملبوسات کے ساتھ۔

وہ خلیفہ منصور کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتا، سوائے مال خرچ کرنے کے، اس سے پہلے کوئی ایسا خلیفہ نہیں دیکھا گیا جس نے ہارون سے بڑھ کر لوگوں کو مال سے نوازا ہو۔ اس کے ہاں کسی محسن کا احسان ضائع نہ ہوتا اور نہ وہ احسان کرنے میں تاخیر کرتا۔

اسے شاعری اور شعراء سے محبت تھی۔ اس کا میلان اہلِ ادب وفقہ کی طرف تھا۔ وہ دین میں بحث اور کٹ حجتی کو ناپسند کرتا تھا۔ اسے مدح پسند تھا، بالخصوص جب وہ ایک فصیح شاعر کی طرف سے ہو، وہ اس پر خوب انعام واکرام دیتا تھا۔ چنانچہ مروان بن ابی حفصہ نے جب اس کی مدح میں وہ قصیدہ کہا، جس کا ایک شعر یہ ہے:

وسُدَّت بهارون الرشيد الثغورُ فأحكمت   بـه من امور المسلمين المرائر

[ہارون کی بدولت سرحدیں محفوظ ہوگئیں اور یوں مسلمانوں کے معاملات مستحکم ہوگئے۔

تو شاعر کو پانچ ہزار دینار، خلعتِ فاخرہ اور دس رومی غلام عطا کیے اور اپنی ذاتی سواری کا ایک غیر عربی گھوڑا اسواری کے لیے دیا۔]

کہا جاتا ہے کہ ہارون رشید کے ساتھ ابن ابی مریم المدینی تھا، جو بہت ہنسانے والا، خوش طبع اور ہنس مکھ تھا۔ وہ اہلِ حجاز کی خبروں سے واقف، اشراف کے القاب کا آشنا اور گستاخ اور شوخ

Marfat.com

آدمیوں کے لطائف وظرائف کا ماہر تھا۔ ہارون اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، اسے اپنے محل میں ٹھہرایا ہوا تھا۔ ایک رات ہارون آیا تو وہ ظریف سویا ہوا تھا۔ چنانچہ خلیفہ نمازِ فجر کے لیے کھڑا ہوا، پھر اس ظریف کے منہ سے لحاف اٹھایا اور پوچھا: ''تم نے کیسے صبح کی؟'' بولا: ''میں نے ابھی تک صبح نہیں کی۔ آپ اپنے کام کی طرف جایئے۔'' ہارون نے کہا: ''اٹھو نماز کے لیے''۔ کہا: ''یہ ابوالجارود کی نماز کا وقت ہے جب کہ میں ابو یوسف کے ساتھیوں میں سے ہوں۔'' ہارون رشید نمازِ فجر ادا کرنے کے لیے چلا گیا۔ ابن ابی مریم اٹھا۔ خلیفہ کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ نماز میں یہ آیت پڑھ رہا ہے: وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (یس:٢٢) ''آخر کیوں نہ میں اس ہستی کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟'' اس پر وہ بولا: ''اللہ کی قسم، مجھے نہیں معلوم'' یہ سن کر ہارون رشید اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔ پھر غصے سے اس سے کہا: ''کیا نماز میں بھی دل لگی کرتے ہو؟'' وہ بولا: ارے صاحب! میں نے کیا کیا ہے؟'' فرمایا: ''تم نے میری نماز توڑ ڈالی۔'' بولا: اللہ کی قسم، میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے تو آپ سے ایک بات سنی، جب آپ نے کہا: وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ تو میں نے کہہ دیا: ''اللہ کی قسم، مجھے نہیں معلوم۔'' ہارون رشید کو دوبارہ ہنسی آ گئی۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر کہا: ''خبردار، قرآن اور دین کا مذاق مت کرو۔ اور ان دونوں کے بعد تم جس کا بھی مذاق اڑاؤ، تمھیں اجازت ہے۔''

کہا گیا ہے، یحییٰ بن خالد نے ایک آدمی کو کسی علاقے کے خراج وصول کرنے پر مقرر کیا۔ وہ الوداعی ملاقات کرنے کی غرض سے خلیفہ ہارون کی خدمت میں حاضر ہوا تو یحییٰ اور جعفر موجود تھے۔ ان دونوں صاحبوں سے ہارون رشید نے کہا: ''اسے نصیحت کیجیے۔'' اس پر یحییٰ نے کہا: ''ہر ایک کو اس کا پورا حق دو اور آبادکاری کرو۔'' جعفر نے کہا: ''انصاف کرو اور پورا حق وصول کرو۔'' ہارون رشید نے کہا: ''عدل و احسان کرو۔''

بتایا گیا ہے: ایک بار ہارون رشید نے حج کیا۔ کعبہ میں داخل ہوا تو اسے ایک حاجب نے دیکھا کہ وہ اپنی پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑا ہے اور کہتا ہے: اے وہ ہستی جو مانگنے والوں کی حاجتوں کی مالک ہے اور جو چپ رہنے والوں کے ضمیر سے باخبر ہے۔ ہر سوال کا تیرے پاس حاضر جواب ہے اور ہر چپ رہنے والے کا تیرے علم نے احاطہ کر رکھا ہے۔ تیرے وعدے سچے ہیں، تیری نعمتیں ان گنت ہیں اور تیری رحمت وسیع ہے۔ محمد ﷺ پر صلاۃ بھیج اور آلِ محمد ﷺ پر اور ہمارے لیے ہمارے گناہوں کو

Marfat.com

معاف فرما دے اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ اے وہ ذات جسے گناہ نقصان نہیں دے سکتے اور مخفی امور جس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے اور نہ خطاؤں کی بخشش اس کی ذات میں کچھ کمی کر سکتی ہے۔ اے وہ ذات جس نے پانی کو زمین سے پاٹ دیا اور ہوا کو آسمان کے ذریعے روک لیا اور اپنے لیے بہترین نام اختیار کیے محمد اور آل محمد پر صلاۃ بھیجے اور میرے تمام امور و معاملات میں مجھے بہتری عطا فرما دے۔ اے وہ ذات جس کے لیے آوازیں پست ہو جاتی ہیں طرح طرح کی بولیوں کے ساتھ کہ وہ تجھ سے اپنی اپنی حاجتوں کی درخواست کرتے ہیں۔ تیرے حضور میری حاجت یہ ہے کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے، جب تو مجھے وفات دے اور میں اپنی لحد میں ہوں اور میرے اہل وعیال مجھے چھوڑ کر چلے جائیں۔ اے اللہ تیرے لیے ایسی حمد ہے جو ہر حمد پر فضیلت رکھتی ہے جیسے کہ تیرا فضل تیری تمام مخلوق پر ہے۔ اے اللہ، محمد ﷺ پر صلاۃ بھیج اور آلِ محمد ﷺ پر صلاۃ بھیج، ایسی صلات و رحمت کہ تو آپ ﷺ سے راضی ہو اور آپ ﷺ پر ایسی رحمت بھیج جو آپ ﷺ کے لیے ذخیرہ بن جائے اور ہماری طرف سے آپ ﷺ کو بھرپور جزا عطا فرما۔ یا اللہ، ہمیں زندہ رکھ خوش بخت بنا کر اور ہمیں وفات دے شہید بنا کر اور ہمیں خوش قسمت بنا دے کہ ہمیں رزق عطا کیا جائے اور ہمیں محروم کردہ بد بخت نہ بنا۔

ابن سماک ایک بار ہارون رشید کے پاس آیا، جب وہ اس کے پاس ہی تھا کہ ہارون نے پانی مانگا، جب پانی پینے لگا تو ابن سماک نے کہا: ''رک جایئے، اے امیر المؤمنین، رسول اللہ ﷺ سے اپنے قرابت کو پیش نظر رکھ کر بتایئے کہ اگر یہ روک دیا جائے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے کتنی قیمت تک میں خریدو گے؟'' اس نے کہا: ''نصف سلطنت کے عوض۔'' ابن سماک نے کہا: ''پانی پیجیے۔'' جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سماک نے کہا: ''میں آپ سے پوچھتا ہوں، آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کے نام پر کہ اگر یہ پانی آپ کے بدن سے خارج نہ ہو سکے تو اس کے نکالنے میں کتنا خرچ کرو گے؟'' ہارون رشید نے کہا: ''کل سلطنت۔'' ابن سماک بولا: ''جس سلطنت کی قیمت ایک چلّو بھر پانی ہو اس کے لیے جھگڑنا نہ چاہیے۔'' یہ حکیمانہ نصیحت سن کر ہارون رو دیا۔

حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے۔ ''ہارون رشید کی موت سے بڑھ کر کسی کی موت مجھ پر شاق نہیں گزری اور میں نے چاہا کہ اللہ میری عمر لے کر اس کی زندگی بڑھا دے۔'' حضرت فضیل کا یہ قول، آپ کے ساتھیوں پر شاق گزرا، مگر جب حضرت نے انتقال فرمایا، فتنے نمودار ہوئے اور خلیفہ

Marfat.com

مامون نے لوگوں کو قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلے پر قائل کرنا چاہا تو پھر فضیل کے ساتھیوں نے کہا: ''حضرت فضیلؒ نے درست فرمایا تھا اور آپ اپنے قول کی حقیقت سے خوب واقف تھے۔''

محمد بن منصور بغدادی کا بیان ہے: ہارون رشید نے جب ابوالعتاھیہ کو قید میں ڈالا تو اس کی نگرانی کے لیے ایک جاسوس مقرر کیا کہ جو کچھ وہ کہے، اس سے خلیفہ کو مطلع کرتا رہے۔ جاسوس نے ایک بار دیکھا کہ ابوالعتاھیہ نے دیوار پر یہ اشعار لکھے: (ترجمہ اشعار)

[خبردار، اللہ کی قسم ظلم باعثِ ملامت ہے اور برائی کرنے والا ہی ہمیشہ ستم گر رہتا ہے۔ بدلے کے دن ہم بدلہ دینے والے کے سامنے حاضر ہوں گے اور اللہ کے پاس ہی جھگڑے والے اکٹھے ہوں گے۔]

جاسوس نے ان دو شعروں سے خلیفہ کو آگاہ کیا تو وہ رو پڑا، پھر ابوالعتاھیہ کو طلب کیا۔ اسے رہا کیا اور ایک ہزار دینار عطا کیے۔

اصمعی نے کہا: ہارون رشید نے ایک بار بڑی مقدار میں کھانا تیار کروایا، اپنی نشست گاہ کو خوب مزین کیا اور ابوالعتاھیہ کو بلوایا۔ پھر کہا: ''ہم دنیا کی جن نعمتوں سے متمتع ہو رہے ہیں، ہمارے لیے اس کی منظر کشی کرو۔'' اس پر شاعر ابوالعتاھیہ نے برجستہ کہا: (ترجمہ شعر)

[جب تک بس میں ہو بلند و بالا محلاتِ کے زیر سایہ سلامتی کے ساتھ زندگی گزارو۔]

ہارون نے کہا: ''بہت اچھا! پھر اس کے بعد کیا؟'' شاعر نے کہا: (ترجمہ شعر)

[جو تم چاہو گے، وہ تمہیں صبح و شام ملے گا۔]

ہارون بولا: ''بہت اچھا! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟'' شاعر نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[جب جان مرنے کے قریب ہوگی، اس وقت تمہیں یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ تم صرف دھوکے میں مبتلا رہے ہو۔]

یہ سن کر ہارون رو دیا تو فضل بن یحییٰ نے کہا: ''امیر المؤمنین نے تجھے بلوایا تھا تاکہ تم انہیں خوش کرو مگر تم نے انہیں غمگین کر دیا۔'' اس پر ہارون رشید نے کہا: ''اسے کچھ نہ کہو، اس نے ہمیں گم گشتہ دیکھا تو ہمارا اس میں مزید رہنا اسے ناگوار ہوا۔''

Marfat.com

خلافتِ امین

اس سال ہارون رشید کے لشکر گاہ میں امین کی بیعت کی گئی، یعنی جس رات ہارون نے وفات پائی، اس رات کی صبح میں۔ مامون اس وقت مرو میں تھا۔ چنانچہ مہدی کے آزاد کردہ غلام حمویہ ''صاحب البرید'' (منتظمِ ڈاک) نے بغداد میں اپنے نائب ابومسلم سلّام کے نام خط لکھا اور اسے ہارون کی وفات سے مطلع کیا۔ ابومسلم امین کی خدمت میں حاضر ہوا، اس سے تعزیت کی نیز اسے خلافت کی مبارک دی۔ سب سے پہلا شخص، یہ کام کرنے والا ابومسلم ہی تھا۔

صالح بن رشید نے رجاء الخادم کے ہاتھ خط بھیج کر اپنے بھائی امین کو ہارون رشید کی وفات کی اطلاع دی۔ نیز اس کے ہاتھ انگوٹھی (مہر) عصاء اور چادر روانہ کیں۔ جب رجاء پہنچا تو امین الخلد میں اپنے محل سے قصرِ خلافت میں منتقل ہوگیا۔ اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی۔ پھر منبر پر جلوہ افروز ہوا۔ ہارون رشید کی وفات سے سامعین کو مطلع کیا۔ پھر اپنے آپ سے اور عوام سے تعزیت کی۔ عوام سے خیر کے وعدے کیے۔ سیاہ وسفید کو امن وامان کی نوید سنائی اور بغداد میں متعین فوجیوں میں ۲۴ ماہ کی تنخواہ تقسیم کی۔ لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ چنانچہ اس کے خاندان کے زیادہ تر لوگوں نے اس کی بیعت کرلی۔ امین نے اپنے والد کے چچا سلیمان بن منصور کو یہ ذمّہ داری سونپی کہ وہ عسکری قائدین وغیرہ سے بیعت لے۔ اس نے سندی کو بھی باقی ماندہ اہم حضرات سے بیعت لینے کا حکم دیا۔

امین اور مامون کے مابین اختلاف کا آغاز

اس سال ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کے مابین اختلاف کا آغاز ہوا۔ اس کا پس منظر یہ ہے۔ جب ہارون رشید خراسان کی جانب چلا اور اس نے اپنے لشکر میں موجود تمام عسکری کمان داروں وغیرہ سے مامون کے لیے بیعت لے لی اور اس نے اپنے ساتھ تمام مال و دولت وغیرہ کو مامون کے حق میں دینے کا اعتراف واقرار کرلیا۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان ہوا۔ تو یہ سب اقدامات امین پر شاق گزرے۔ پھر امین کو ہارون کی شدّتِ مرض کی اطلاع موصول ہوئی تو اس نے بکر بن معتمر کو کچھ تحریریں دے کر روانہ کیا۔ اس نے باورچی خانہ کے صندوقوں کے پایوں میں یہ کاغذات رکھوا

Marfat.com

دیے جنہیں کھوکھلا کیا گیا تھا۔ پھران پایوں پر گائیوں کے چمڑے چڑھا دیے اور حکم دیا: ''ان تحریروں کو نہ تو امیر المومنین پر ظاہر کرنا اور نہ کسی اور پر، اگر چہ تو قتل بھی کر دیا جائے۔ جب امیر المومنین کا انتقال ہو جائے تو جو تیرے پاس مکتوبات و تحریرات ہیں، وہ تو ہر متعلقہ آدمی کے سپرد کر دینا۔''

بکر بن معتمر جب طوس پہنچا اور ہارون کو اس کی آمد کی خبر ہوئی تو اسے طلب کیا اور آنے کا سبب پوچھا۔ بکر بولا: ''مجھے امین نے آپ کی خیریت کی خبر لانے کے لیے بھیجا ہے۔'' پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی خط ہے؟'' کہا: ''نہیں۔'' ہارون رشید کے حکم پر بکر کے سامان کی تلاشی لی گئی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ہارون کے حکم پر اسے زدوکوب کیا گیا مگر اس نے کسی بات کا اعتراف نہ کیا۔ پھر ہارون پر غشی طاری ہوگئی، جن پر عورتیں چلائیں۔ یہ دیکھ کر فضل نے اسے قتل نہ کیا اور ہارون کے پاس حاضر ہوگیا۔ ہارون کی غشی میں افاقہ ہوا مگر وہ اس قدر کم زور تھا کہ وہ بکر وغیرہ سے غافل ہوگیا اور پھر مر گیا۔

بکر نے فضل کو درخواست لکھی کہ وہ اس کے معاملے میں جلد بازی سے کام نہ لے، کیوں کہ اس کے پاس ایسی چیزیں ہیں جو کار آمد و مفید ہیں۔ فضل نے اسے طلب کیا اور اسے ہارون رشید کی موت سے آگاہ کیا اور دریافت کیا کہ بکر کے پاس کیا ہے؟ مگر بکر ڈرا کہ کہیں ہارون رشید زندہ ہی نہ ہو، جب اسے خلیفہ ہارون کی موت کا یقین ہوگیا تو اس نے وہ مکتوب نکالا جو اس کے پاس تھا۔ یہ امین کی طرف سے اپنے بھائی مامون کے نام خط تھا، جس میں اُسے گھبراہٹ ترک کرنے اور عوام سے امین و مامون اور ان کے بھائی موتمن کے لیے بیعت لینے کا حکم تھا۔ مامون حاضر نہ تھا، وہ مرو میں تھا۔ ایک خط امین کی طرف سے اپنے بھائی صالح کے نام تھا جس میں اسے لشکر اور جو کچھ لشکر میں ساز و سامان ہے، اسے لے کر کوچ کرنے کا حکم تھا اور اسے ہدایت تھی کہ وہ اس کے رفقاء فضل کی رائے کے مطابق عمل کریں۔ ایک خط فضل کے نام تھا جس میں امین نے اسے حکم دیا تھا کہ اس کے پاس جو محترم خواتین اور اموال وغیرہ ہیں، ان کی حفاظت کرے اور ان کے بارے میں احتیاط سے کام لے۔ اور یہ کہ ہر منصب دار کو اس کے منصب و عہدہ پر برقرار رکھو جیسے پولیس آفیسر، ذاتی حفاظتی عملہ اور حاجب وغیرہ۔

ان لوگوں نے جو یہ خطوط پڑھے تو انہوں نے اور فوجی جرنیلوں نے امین کے ساتھ جا ملنے کے سلسلے میں باہم مشورہ کیا۔ فضل بن ربیع نے کہا: میں نے ایک حاضر و موجود بادشاہ کو ایک غیر موجود بادشاہ کی خاطر نہیں چھوڑا جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ اس کا انجام کیا ہو؟'' اس نے لوگوں کو

Marfat.com

کوچ کرنے کا حکم دیا تو لوگ اپنے اہل وعیال اور وطن کی محبت میں چل پڑے اور اُن عہد و میثاق کو ترک کر دیا جو اُن سے مامون کی خاطر لیے گئے تھے۔

مامون کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے پاس موجود اپنے والد کے کمانداروں اور عہدیداروں کو اکٹھا کیا جو یہ تھے: عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حُمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون۔ جو ہارون کی حجابت پر متعیّن تھا، عبّاس بن مسیّب بن زہیر۔ جو ہارون کا اعلیٰ پولیس افسر تھا۔ ایّوب بن ابی سمیر۔ جو اس کی کتابت کا افسرِ اعلیٰ تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوریاستین۔ مؤخرالذکر تمام منصب داروں میں قدر و مرتبہ کے لحاظ سے بڑا اور ان میں سے خاص الخاص تھا۔

مذکورہ منصب داروں کو جمع کر کے مامون نے ان سب سے مشورہ کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ دو ہزار گھڑ سواروں کے ساتھ بغداد جانے والوں کا تعاقب کرے اور انہیں واپس لے آئے۔ مگر ذوریاستین نے مامون سے علیحدگی میں بات کی اور عرض کیا: ''اگر آپ نے ان لوگوں کے مشورے پر عمل کیا تو یہ لوگ آپ کو، آپ کے بھائی کے سامنے سوغات کے طور پر پیش کریں گے، تاہم میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں کی طرف خط لکھ کر ایلچی کے ذریعے بھیجیں اور انہیں بیعت کی یاددہانی کرائیں اور ان سے وفاداری کا تقاضا کریں۔ آپ انہیں قسم شکنی کے، اور اس کے دنیا و آخرت میں تباہ کن نتائج سے خبردار کریں۔''

مامون نے ایسے ہی کیا۔ اس نے سہل بن صاعد اور خادم نوفل کو ایک خط دے کر روانہ کیا۔ یہ دونوں نامہ بر نیشاپور میں فوج اور فضل سے جا ملے۔ انہوں نے فضل کو خط دیا تو وہ بولا: میری حیثیت تو ایک معمولی سپاہی کی ہے، میرے اختیار میں کیا ہے؟'' ایک شخص عبدالرحمان بن جبلہ انصاری نے سہل پر نیزہ تانا، اس کے پہلو پر رکھا اور کہا: ''اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو یہ نیزہ اس کے جسم میں پیوست ہوتا۔'' اُس نے مامون کو گالیاں بکیں۔ قاصدوں نے واپس آ کر یہ صورتِ حال بیان کی تو ذوالریاستین نے تسلّی دی۔ ''میں نے کچھ دشمنوں سے چھٹکارا پالیا ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ دولتِ عبّاسیہ کبھی اتنی مضبوط نہ تھی جتنی خلیفہ منصور کے دورِ حکومت میں تھی۔ مگر جب اس کے خلاف مقنع (خراسانی) نے بغاوت کی جو ربوبیت کا دعوے دار تھا، کہا جاتا ہے کہ اس نے ابومسلم کے انتقام لینے کا مطالبہ کیا تو خراسان میں اس کی بغاوت کی وجہ سے لشکر کمزور ہوا۔ اس کے بعد یوسف برم نے

Marfat.com

سرکشی کی۔ جو مسلمانوں کے نزدیک کافر تھا۔ تو پھر بھی سرکاری لشکر کو کم زوری کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ لہٰذا اے امیرِ محترم، آپ مجھے بتایئے کہ جب عوام کو رافع کی بغاوت کی خبر ملی تو آپ نے ان کی کیا حالت ملاحظہ فرمائی؟''

مامون نے جواب دیا: میں نے دیکھا کہ ان کے اضطراب میں بہت اضافہ ہوا اور ان کی بے چینی بڑھی۔'' کہا: ''اہلِ بغداد کے اضطراب و بے چینی کی شدت کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں جب آپ اپنے ننھیال میں مقیم ہیں اور ان لوگوں کی گردنوں میں آپ کی بیعت ہے۔ آپ صبر سے کام لیں۔ میں آپ کو خلافت کی گارنٹی دیتا ہوں۔'' مامون بولا: ''میں صبر و برداشت سے کام لینے کا تہیّہ کرتا ہوں اور یہ پوری مہم آپ کو سونپتا ہوں، لہٰذا آپ اس مہم کو سرانجام دینے کے لیے اٹھیے۔'' ذوالریاستین نے کہا: میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر عبداللہ بن مالک اور اس کے رفقاءِ عسکری قائدین آپ کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں تو وہ ان کی تمام خدمات سے کہیں بڑھ کر، آپ کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ کیوں کہ وہ لڑائی کی اعلیٰ صلاحیت و طاقت رکھتے ہیں۔ اب جو کوئی بھی یہ خدمت سرانجام دے گا، میں اس کا خدمت گار رہوں گا۔ حتیٰ کہ آپ اپنی مراد پالیں۔''

اس کے بعد ذوالریاستین مامون کی خلافت کے قیام کے لیے کمربستہ ہوگیا، وہ عسکری قائدین کے پاس پہنچا اور انہیں ان کی وفاداری کے فریضہ کی یاددہانی کرائی۔ اس کا بیان ہے کہ میں ان حضرات کے پاس اس طرح پہنچا، جیسے میں نے پلیٹ میں مردار جانور کا گوشت رکھا ہوا ہے۔ کسی نے کہا: ''مامون کی حمایت کرنا حلال و جائز نہیں، آپ چلے جایئے۔'' کوئی بولا: ''کون امیرالمؤمنین اور ان کے بھائی کے مابین مداخلت کی جسارت کر سکتا ہے۔'' میں نے واپس آ کر عسکری اعلیٰ قیادت کے ردِ عمل سے مامون کو مطلع کیا تو وہ بولا: آپ خود اس مہم کو سرانجام دیجیے۔'' میں نے عرض کیا: ''آپ نے قرآن پڑھا، احادیث سنیں، دین میں تفقہ کیا، لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے زیرِ نگین علاقے کے فقہاء کو بلوایئے، انہیں حق کی دعوت دیجیے، حق پر عمل درآمد اور احیاءِ سنّت کے لیے کہیے۔ آپ اُونی چادر پر بیٹھیں اور لوگوں پر ہونے والے مظالم کی شکایات سن کر، ان کو انصاف فراہم کیجیے۔''

مامون نے ذوالریاستین کے ان تمام مشوروں پر عمل کیا تو عسکری قیادت اور سابقہ حکمرانوں اور ان کے اہلِ خانہ نے مامون کی عزت و توقیر کی۔ وہ تمیمی سے کہتا: ''ہم آپ کو موسیٰ بن کعب جیسا مقام

Marfat.com

دیں گے۔'' وہ ربعی سے کہتا: ''ہم آپ کو ابوداود سا مرتبہ بخشیں گے اور خالد بن ابراہیم جیسی شان دیں گے۔ وہ یمانی سے کہتا: ہم آپ کو وہی مرتبہ دیں گے جو قحطبہ اور مالک بن ہیثم کا سا تھا۔'' جن حضرات کا یہاں ذکر ہوا ہے یہ سب دولتِ عباسیہ کے امراء وفقہاء تھے۔ مامون نے خراسان سے چوتھائی خراج معاف کردیا۔ اس تدبیر سے چند ہی دنوں میں سارا خراسان اس کا گرویدہ ہوگیا اور ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ ماموں ہمارا بھانجہ۔ مامون کی ماں عجمی تھی۔ اور ہمارے نبی کا ابنِ عم ہے۔

بغداد کے عوام جب پرسکون ہوگئے تو امین نے اپنی بیعت کے ایک دن بعد، منصور کے محل کے ارد گرد ایک میدان (گراؤنڈ) تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگ اس میں کھیلیں کودیں اور خاص طور پر صولجان (ہاکی) کھیلیں۔ اس پر ایک بغدادی شاعر نے یوں طبع آزمائی کی (ترجمہ اشعار):

[اللہ کے امین نے ایک میدان تیار کروایا اور کھلے میدان کو باغ بنوادیا۔ اس باغ میں اسے ہرن ہدیہ کے طور پر دیے جاتے تھے۔]

اُدھر مامون اپنے زیرِ تصرّف علاقے خراسان اور رے میں حکومت کرتا رہا۔ اس نے امین کی خدمت میں تحفے بھیجے، اس کے نام خط روانہ کیا اور اس کی خوب تعظیم کی۔

متفرق واقعات

اس سال ہرثمہ بن اعین سمرقند کی چاردیواری میں داخل ہوا تو رافع بن لیث باغی نے ترکوں سے کمک طلب کی۔ ترک آئے تو ہرثمہ، رافع اور ترکوں کے مابین حائل ہوگیا۔ پھر جب ترک واپس چلے گئے تو رافع کم زور ہوگیا۔

اس سال ہارون رشید کی بیوہ زبیدہ رقہ سے بغداد پہنچی تو اس کے بیٹے امین نے انبار میں اُس کا خیر مقدم کیا۔ اس کے ساتھ بغداد کے معززین وسرکردہ حضرات تھے۔ امین کے ساتھ اس کا بھائی ابن الرشید بھی تھا۔

اس سال ہی جنگِ بُرجان میں شاہِ روم نقفور مارا گیا۔ اس نے سات برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا استبرق بادشاہ بنا۔ یہ زخمی تھا۔ دو ماہ تک زندہ رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بہنوئی میخائیل بن جُورجس نے حکومت سنبھالی۔

Marfat.com

اس سال امین نے اپنے بھائی قاسم مؤتمن کو الجزیرہ سے برطرف کیا۔ جب کہ اسے قنسرین اور سرحدی علاقوں پر برقرار رکھا۔ اس نے خزیمہ بن خازم کو الجزیرہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس سال گورنرِ مکہ داود بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد نے حج پڑھایا۔

وفیات

اس سال امام مالکؒ کے فقہی مکتبِ فکر کے فقیہ اورزاہد صقلاب بن زیاد اندلسی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سال مروان بن معاویہ فزاری رحمتِ حق سے پیوست ہوا۔ ایک قول کی رو سے سالِ وفات ۱۹۴ھ ماہِ ذوالحجہ ہے۔ اس سال اسماعیل بن علیہ نے وفات پائی۔ ابوبکر بن عیاش نے ۹۶ سال کی عمر میں جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔

Marfat.com

باب: ۶۳

۱۹۴ھ کے واقعات

اہلِ حمص کی امین کی مخالفت

اس سال اہلِ حمص نے امین کی اور اس کے مقرر کردہ گورنر اسحاق بن سلیمان کی مخالفت کی۔ اسحاق وہاں سے سَلَمْیَہ منتقل ہو گیا تو امین نے اسے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید حَرَشی کو حمص کا گورنر نامزد کیا۔ نئے گورنر نے حمص کے متعدد معتبر افراد کو مار ڈالا اور کئی ایک کو زندان میں ڈالا۔ اس نے حمص شہر کے اردگرد آتش زنی کی تو وہاں کے باشندوں نے امان کی درخواست کی جو اس نے منظور کر لی۔ اس کے بعد جب شہریانِ حمص دوبارہ مشتعل ہوئے تو گورنر نے ان میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اتارا۔

امین اور مامون کے مابین مخالفت کا ظہور

اِس سال امین نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے موسیٰ کے لیے منبروں پر دعا کی جائے۔ اس کا پس منظر یہ ہے۔ فضل بن ربیع جب طوس سے عراق پہنچا اور اس نے مامون کی عہد شکنی کی تو اس نے اپنے بارے میں غور و فکر کیا اور پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر وہ (فضل) زندہ ہوا اور خلافت مامون کو مل گئی تو وہ اسے زندہ نہیں رہنے دے گا۔ چنانچہ اس نے امین کو ورغلانے اور بہکانے کی کوشش کی اور اسے اس بات پر ابھارا کہ وہ مامون کو ولی عہدی سے برطرف کر دے اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے ولی عہدی کی بیعت لے۔ حالانکہ اس سے پہلے محمد امین کا یہ ارادہ نہیں تھا مگر فضل مامون کے معاملے کو امین کے

Marfat.com

سامنے معمولی بنا کر پیش کرتا رہا۔ اور معزولی کی برطرفی پر اُسے شیشے میں اتارتا رہا۔ فضل نے اس سے کہا: آپ عبداللہ اور قاسم کے لیے کیوں انتظار کرتے ہیں، حالانکہ ان دونوں سے پہلے آپ کے لیے بیعت ہوئی تھی۔ ان دونوں کو تو آپ کے بعد ولی عہدی میں داخل کیا گیا ہے۔''

علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ نے بھی فضل کی ہمنوائی کی، بالآخر امین ان کے جھانسے میں آ گیا۔ امین نے ایک بار عبداللہ بن خازم کو اپنے پاس بلوایا اور اس کے ساتھ مسلسل مذاکرات میں مشغول رہا حتی کہ رات بیت گئی۔ اس موقعہ پر عبداللہ نے جو معروضات پیش کیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی: ''اے امیر المؤمنین، میں آپ سے اللہ کے نام پر عرض کرتا ہوں کہ آپ وہ پہلے خلیفہ نہ بنیں جس نے عہد و میثاق شکنی کا ارتکاب کیا ہو اور اپنے سے پہلے والے خلیفہ کی رائے مسترد کر دی ہو۔'' اس پر امین نے کہا: خاموش رہو۔ عبدالملک رائے کے لحاظ سے تم سے افضل اور نظر و فکر کے کمال میں تم سے بڑھ کر تھا، وہ کہتا ہے: ''ایک جنگل میں دو شیر نہیں رہ سکتے۔''

بعد ازاں امین نے اعلیٰ حکام اور عسکری قائدین کا اجلاس بلایا اور مامون کو ولی عہدی سے فارغ کر دینے کی بابت بات کی مگر انہوں نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ شاید کہ کچھ لوگ اس کی حمایت کرتے مگر جب خزیمہ بن خازم تک بات کرنے کی نوبت پہنچی تو وہ بولا: اے امیر المؤمنین! جس نے آپ کے ساتھ غلط بیانی کی، اس نے آپ کی خیر خواہی نہیں کی اور جس نے آپ سے دو ٹوک بات کہی اس نے آپ کے ساتھ خیانت نہیں کی۔ آپ اعلیٰ سرکاری ملازمین کو برطرفی پر جسارت نہ دلائیے ورنہ وہ آپ کو معزول کر دیں گے۔ آپ ان کو پیمان شکنی پر آمادہ نہ کیجئے ورنہ وہ آپ کے پیمان کو توڑ ڈالیں گے۔ یقیناً عہد شکن بے یار و مددگار ہوتا ہے اور پیمان توڑنے والا غدار و خیانت کار ہوتا ہے۔''

اس کے بعد امین متوجہ ہوا علی بن عیسیٰ بن ماہان کی طرف تو اس نے مسکرا کر کہا: ''مگر شیخ الدعوۃ اور اس مملکت کا نائب تو اپنے امام کی مخالفت نہیں کرے گا اور نہ اپنی فرمان برداری کو کم زور کرے گا۔'' اس کے بعد تو امین نے علی کو اتنا اونچا مقام دیا کہ کسی کو اس سے پہلے اتنا اونچا مرتبہ نہ دیا تھا۔ کیوں کہ علی اور فضل بن ربیع یہ دونوں ہی مامون کو ولی عہدی سے محروم کر دینے میں امین کے حامی و مددگار تھے۔

امین، مامون کو ولی عہدی سے ہٹانے کے کام کے پیچھے مسلسل پڑا رہا حتی کہ ایک دن اس

Marfat.com

نے فضل بن ربیع سے کہا: ''فضل! کیا عبداللہ کے ساتھ زندگی گزاروں؟ اسے معزول کرنا ناگزیر ہے۔''

فضل اسے پٹی پڑھاتا رہا، وہ کہتا: ''جب تک آپ خاموش رہیں گے؟ جب وہ (مامون) خراسان اور جو کچھ اس میں ہے، اس پر غالب آ جائے گا۔''

یہ تھا پس منظر اس بات کا کہ بالآخر امین نے سب سے پہلا اقدام یہ کیا کہ اس نے تمام گورنروں کے نام خط لکھا کہ وہ مامون اور موتمن کے لیے دعا کرنے کے بعد اس (امین) کے بیٹے موسیٰ کے لیے امارت کی دعا کیا کریں۔

مامون کو جب اس اقدام کی اطلاع ملی تو اس نے شاہی نشان میں سے امین کا نام حذف کروا دیا اور امین کے پاس سرکاری ڈاک (برید) جانا روک دیا۔ مامون کو یہ بھی بتایا کہ مؤتمن کے پاس جو اختیارات ہیں وہ واپس لے لیے گئے ہیں۔

رافع بن لیث بن نصر بن سیّار کو جب مامون کے حسنِ کردار کی اطلاع ملی تو اس نے امان طلب کی۔ مامون نے اسے امان عطا کی تو وہ اس کے پاس آ گیا۔ جب کہ ہرثمہ سمرقند میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ طاہر بن حسین تھا۔ پھر ہرثمہ بھی مامون کے پاس پہنچا تو اسے مامون کے حفاظتی دستے کا سربراہ مقرّر کر دیا گیا۔

امین نے ان جملہ کارروائیوں کو ناپسند کیا۔ اس کی حواس باختگی کا یہ حال ہوا کہ اس نے مامون کی طرف سے رے کے مقرّر کردہ گورنر عباس بن عبداللہ بن مالک کو خط لکھا کہ وہ اس کے پاس رے کے عجیب وغریب پودے بھیجے۔ امین اس کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ اس نے امین کے حکم کی تعمیل کی اور جو اس نے مانگا تھا، اس کی خدمت میں بھیج دیا، مگر یہ بات مامون سے پوشیدہ رکھی، جب مامون کو اطلاع ہوئی تو اس نے عبّاس کو برطرف کر کے اس کی جگہ حسن بن علی مامونی کو، رے کا گورنر مقرر کر دیا۔

بعد ازاں امین نے مامون کی طرف یہ چار افراد بھیجے: عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی، عیسیٰ بن جعفر بن منصور، صالح صاحب مصلّی اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک۔ اس نے یہ مامون کو پیغام بھیجا کہ وہ امین کے بیٹے موسیٰ کو اپنی ذات پر مقدّم کرے اور یہ کہ وہ (مامون) اس (امین) کے پاس حاضر ہو۔ کیوں کہ وہ (امین) اس (مامون) کی دوری سے گھبرا رہا ہے اور اس کا دل نہیں لگ رہا ہے۔''

Marfat.com

مامون کو یہ اطلاع ملی تو اُس نے رے، اور نیشاپور وغیرہ میں متعیّن اپنے ماتحت گورنروں کو حکم لکھ بھیجا کہ وہ جنگی قوت اور تیاری کا اظہار کریں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ فرستادے مامون کے پاس حاضر ہوئے اور اسے خط پہنچایا۔ خط لکھنے اور وفد بھیجنے کا یہ مشورہ امین کو ابنِ ماہان نے دیا تھا اور اسے یقین دلایا تھا کہ اہلِ خراسان اس کے ساتھ ہیں۔

مامون نے جب اس مکتوب کا نفس مضمون سنا تو اس نے فضل بن سہل سے مشورہ کیا۔ اس نے عرض کیا: "آپ علی اور احمد کے والد ھشام کو بلوا کر اس سے مشورہ فرمایئے۔" جب ھشام کو بلوا کر اس سے مشورہ کیا تو اس نے دوٹوک کہا: آپ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ آپ خراسان سے باہر نہیں جائیں گے، پس جب محمد نے ایسا کیا تو ہماری گردنوں میں اس کی بیعت نہ رہی اور اے امیر المؤمنین، آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اور جب آپ نے خراسان سے نکل کر امین کے پاس جانے کا قصد کیا تو میں اپنے داہنے ہاتھ سے آپ کے ساتھ چمٹ جاؤں گا اور اگر وہ کاٹ دیا گیا تو میں بائیں ہاتھ سے آپ کو پکڑ لوں گا اور اگر وہ بھی کاٹ دیا گیا، تو میں اپنی زبان آپ کے جسم کے ساتھ چپکا دوں گا اور جب میری گردن کاٹ دی گئی تو میں اپنا فریضہ پورا کر چکا ہوں گا۔"

یہ سن کر مامون کے اس عزم کو تقویت ملی کہ وہ امین کے پاس نہیں جائے گا، چنانچہ اس نے وفد کے قائد عباس کو بلوا کر اس پر واضح کر دیا کہ وہ نہ تو امین کے پاس حاضر ہو گا اور نہ ہی موسیٰ کو اپنی ذات پر مقدم کرے گا۔ اس پر عباس بن موسیٰ بولا: "اس سے اے امیر، آپ کو کیا نقصان ہو گا۔ دیکھیے، میرے دادا عیسیٰ بن موسیٰ کو برطرف کر دیا گیا تو اسے کیا ضرر پہنچا۔" یہ سن کر ذوالریاستین نے چلاّ کر کہا: "تمہارا دادا تو ان کے ہاتھوں میں قیدی تھا، جب کہ یہ (مامون) اپنے ماموؤں اور حامیوں میں موجود ہے۔"

پھر ارکانِ وفد اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالریاستین عباس بن موسیٰ کو ایک طرف تنہائی میں لے گیا اور اسے اپنی طرف مائل کیا۔ اسے مصر میں کچھ رقبہ دینے کا نیز حج کے موسم میں امیر الحجاج بنانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ عباس مامون کی بیعت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اسی وقت مامون کو امام کا لقب دیا گیا۔ بعد میں عباس، بغداد سے مامون اور اس کے حامیوں کو مختلف اطلاعات بھیجتا رہا۔

ارکانِ وفد نے واپس آ کر امین کو مطلع کیا کہ مامون نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا ہے۔

اُدھر فضل اور علی بن عیسیٰ نے امین پر زور ڈالا کہ وہ مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے موسیٰ

Marfat.com

کے لیے بیعت لے۔

امین نے مامون کو خط لکھا تھا کہ وہ خراسان کے بعض دیہات سے دست بردار ہو جائے اور یہ کہ اس کے پاس امین کی طرف نامہ نگار مقرر ہو، جو اُسے خبروں سے بذریعہ تحریر مطلع کرتا رہے۔ چنانچہ مامون نے اس سلسلے میں جب اپنے خواص اور عسکری کمانڈروں سے مشاورت کی تو انہوں نے یہ شر برداشت کرنے کا مشورہ دیا تا کہ اس سے بڑے خوف سے محفوظ رہا جائے۔ اس پر حسن بن سہل نے ان مشیروں سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا آپ لوگوں کو علم ہے کہ امین نے جو مطالبہ کیا ہے، اسے ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں ہے؟'' وہ بولے: ''ہاں، مگر اس مطالبے کو برداشت اس لیے کیا جائے کہ اس کا رڈ کرنا نقصان دہ ہے۔'' حسن نے پوچھا: ''کیا آپ لوگوں کو یقین ہے کہ اس مطالبے کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ کوئی اور مطالبہ نہیں کرے گا؟'' وہ بولے: ''نہیں۔'' کہا: ''اگر اس نے کوئی اور مطالبہ کر دیا تو پھر آپ لوگوں کی کیا رائے ہوگی؟'' مشیروں نے جواب دیا: ''ہم لوگ اس کا مطالبہ رڈ کر دیں گے۔ اگرچہ جو کچھ ہم نے داناؤں سے سنا ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔'' حسن بولا: اپنے معاملے کے انجام کار کی اصلاح آج ہی کر لو۔ اس بات کو پیشِ نظر رکھ کر کہ اس میں کیا کچھ رکاوٹیں ہو سکتی ہیں۔ مگر آج کے دن کو محض اس لیے ٹالنے کی کوشش نہ کرو کہ کل تمھیں خطرات پیش آئیں گے تو دیکھا جائے گا۔

یہ بات سن کر مامون نے ذوالریاستین سے پوچھا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: اللہ آپ کو سعادت عطا فرمائے۔ امین نے یہ سب کچھ اس لیے کیا ہے تا کہ وہ آپ کی قوت کا اندازہ لگائے۔ جب کہ دانا مشیروں کے مشوروں کا مقصد یہ ہے کہ انجام کار کے مفاد کی خاطر ایک بوجھ فی الحال برداشت کر لیا جائے۔'' اس پر مامون بولا: ''وقتی مفاد کی خاطر ایسا اقدام کرنا غیر مناسب ہے جس سے انجام کار دنیا و آخرت میں فساد کا سامنا کرنا پڑے۔''

مامون نے سرحدوں کی ناکہ بندی کر کے خبر رسانی اور جاسوسی کے دروازے بند کر دیے چنانچہ کسی کو سرحدوں کے اندر اس وقت آنے دیا جاتا جب اس کے بارے میں تفتیش و تحقیق مکمل طور پر ہو جاتی۔ اہل خراسان کو ہدایت کی گئی کہ وہ کسی خوف اور لالچ میں آ کر کسی باہر سے آنے والے کے دامِ فریب میں نہ آئیں۔ خراسان میں پہچان وشناخت کے عمل سے گزرنے کے بعد داخل ہونے کی اجازت ملتی، خواہ کوئی کتنا ہی اہم شخص یا معروف سوداگر ہو۔ خطوط کی چھان بین کی جاتی۔

Marfat.com

یہ بھی کہا گیا ہے جب امین نے ارادہ کیا کہ وہ مامون کو خط لکھ کر اس سے مطالبہ کرے کہ وہ خراسان کے بعض مواضع حکومتِ بغداد سے منسلک کردے تو اسماعیل بن صبیح نے مشورہ دیا: اس مطالبے سے تو تہمت والزام کو تقویت ملے گی اور اس اقدام سے مامون کو محتاط ہونے کا موقع ملے گا بلکہ آپ خط لکھ کر اسے اپنی ضرورت سے آگاہ کیجیے اور اس پر واضح کیجیے کہ آپ کو اس کا قرب اور مدد پسند ہے تاکہ اللہ نے آپ کو جو اقتدار بخشا ہے، اس میں وہ آپ کی اعانت کرے۔ آپ اس سے درخواست کیجیے کہ وہ آپ کے پاس آئے تاکہ آپ اپنے فرائض کی انجام دہی میں اس کی رائے سے استفادہ کرسکیں۔

چنانچہ امین نے مامون کے نام اس مضمون کا خط لکھا اور ایک وفد کے ہمراہ یہ خط بھیجا۔ امین نے ارکانِ وفد کو حکم دیا کہ وہ مامون کو لانے کے لیے مکمل کوشش کریں۔ امین نے ان کے ساتھ بہت سے تحائف بھیجے۔ جب ایلچی مامون کے پاس پہنچے اور اس نے خط کا مطالعہ کیا تو ارکانِ وفد نے اسے مشورہ دیا کہ وہ امین کے حکم کی تعمیل کرے کہ اس میں عوام وخواص کا مفاد مضمر ہے۔ مامون نے ذوالریاستین کو طلب کیا۔ اسے خط پڑھنے کے لیے دیا نیز اس سے مشورہ کیا۔ اس نے خراسان میں رہنے کا مشورہ دیا۔ اور اسے امین کے نزدیک رہنے کے عواقب سے خبردار کیا۔ اس پر مامون نے کہا: میرے لیے امین کے حکم کی خلاف کرنا ممکن نہیں جب کہ فوجی قائدین کی اکثریت اس کے ساتھ ہی ہے اور اموال بھی اس کے پاس ہیں اور لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ درہم ودینار کی طرف جھکتے ہیں، وہ عہد وامانت کی پاس داری میں دل چسپی نہیں لیتے۔ میرے پاس دفاع کی قوت نہیں۔ جیغویہ نے اطاعت سے انکار کر رکھا ہے۔ شاہِ تبت خاقان منہ موڑ چکا ہے۔ شاہِ کابل اپنے اردگرد کے علاقوں پر غارت گری کے لیے پابہ رکاب ہے۔ شاہ اثراد بندہ نے ٹیکس دینے سے انکار کردیا ہے۔ میرے پاس ان مسائل میں سے ایک سے بھی عہدہ برآ ہونے کی طاقت نہیں۔ میری رائے اس کی سوا کچھ نہیں کہ میں موجودہ حالت سے الگ تھلگ ہوکر ترکوں کے بادشاہ خاقان سے جاملوں اور اس سے پناہ طلب کروں تاکہ میری جان سلامت رہے۔''

ذوالریاستین نے جواب دیا: غدّاری کا انجام ہولناک ہے اور سرکشی کا نتیجہ بربادی ہے۔ کبھی مغلوب غالب بن جایا کرتا ہے۔ فتح کا تعلّق قلت وکثرت سے نہیں۔ ذلّت وخواری سے موت زیادہ آسان ہے۔ میری رائے میں آپ کا اپنے بھائی کے پاس اپنے سپہ سالاروں اور فوج سے دست بردار ہوکر جانا موزوں نہیں۔ آپ کا یہ عمل اس سر کی مانند ہوگا جو بدن سے الگ ہو۔ بھائی کے پاس آپ رعایا

Marfat.com

کے ایک فرد کی حیثیت سے ہوں گے۔اس کا حکم آپ پر لاگو ہوگا۔آپ جیغو یہ اور خاقان کو خطوط بھیج کر، انہیں ان کے علاقے کی حکومت سونپ دیجئے۔شاہِ کابل کی خدمت میں خراسان کے کچھ تحائف بھیجئے۔اور اس کے ساتھ صلح کر کے پرامن ہو جائیے۔ شاہ اترادبندہ کا خراج معاف کر دیجئے۔پھر اپنی طاقت جمع کیجئے، اپنے لشکر کو یکجا کیجئے۔گھوڑوں کو گھوڑوں سے اور مردوں کو مردوں سے ٹکرائیے۔اگر آپ کامیاب ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ خاقان کے پاس چلے جانا۔''

مامون ذوالریاستین کے خلوص سے واقف ہوا تو اس کے مشورے پر عمل کیا۔اس نے ان نافرمان بادشاہوں کو راضی کیا۔اپنی فوج کو یکجا کیا اور سب لشکر کو اپنے پاس بلا لیا۔اس نے امین کے نام یہ خط لکھا:

''امیرالمؤمنین کا گرامی نامہ بندہ کو موصول ہوا، میں آپ کے کارندوں میں سے ایک کارندہ ہوں اور آپ کے مددگاروں میں سے ایک مددگار ہوں۔ہارون الرشید نے مجھے اس سرحدی علاقے میں قیام کا حکم دیا ہے اور مجھے میری جان کی قسم، میرا اس علاقے میں قیام امیرالمؤمنین کے لیے مفید ہے اور امیرالمؤمنین کی خدمت میں حاضری سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے۔اگرچہ مجھے آپ کا قرب زیادہ عزیز بلکہ میرے لیے مقامِ مسرّت ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ پر اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کروں۔اگر امیرالمؤمنین مناسب سمجھیں تو مجھے میری اس خدمت پر برقرار رکھیں اور مجھے اپنے پاس حاضری سے معذور قرار دیں تو یہ اقدام اللہ نے چاہا تو بہتر ہوگا۔''

امین نے جب مامون کا خط پڑھا تو اس پر واضح ہوگیا کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق نہیں چلے گا۔چنانچہ اس نے مامون کو خط لکھ کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ خراسان کے کچھ دیہات سے دست بردار ہو جائے۔جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان ہوا۔جب مامون نے اس مطالبے کو بھی تسلیم نہ کیا تو امین نے ایک وفد بھیجا تا کہ ارکانِ وفد اس سلسلے میں قائل کرنے کے لیے مامون سے بحث و مذاکرات کریں۔پھر جب یہ وفد رے پہنچا تو اسے روک دیا گیا۔ارکانِ وفد نے مامون کے نظام و تدبیر کو محکم و مضبوط پایا۔انہوں نے کوشش کی کہ وہ اپنے سفر کے دوران اور قیام میں خبروں اور معلومات کا تبادلہ کریں۔ارکانِ وفد کا منصوبہ تھا کہ وہ عوام میں کچھ افواہیں پھیلائیں مگر وہ اس میں بھی ناکام رہے۔

Marfat.com

جب ارکانِ وفد بے نیل ومرام واپس آئے تو انہوں نے اپنے مشاہدات سے امین کو آگاہ کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب امین نے مامون کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا عزم کیا اور فضل اور ابن ہامان نے یہ اقدام اس کے لیے دل کش بنا کر پیش کیا تو امین نے یحییٰ بن سلیم کو طلب کر کے اُس سے اِس بارے میں مشورہ کیا۔ اس نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ یہ اقدام کیسے کر سکتے ہیں جب کہ ہارون رشید نے مامون کی بیعت کو مؤکد و پختہ کر دیا ہے اور اس نے ایک دستاویز میں شرائط اور قسمیں تحریر کر دی ہیں؟'' امین نے جواب دیا: ''رشید کی رائے بلاسوچے سمجھے ایک بات تھی جو جعفر بن یحییٰ نے اسے سجھائی تھی۔ ہم جن حالات میں ہیں، اِس میں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم اسے معزول کر دیں۔ جڑ سے اکھاڑ دیں اور الگ کر دیں۔'' اس پر یحییٰ نے کہا: اگر امیر المؤمنین کی رائے میں اسے برطرف کرنا ہی ہے تو اپنی اس رائے کو علانیہ نہ کہیں۔ اس سے عوام بدک جائیں گے۔ بلکہ آپ لشکر کے بعد لشکر کو طلب کیجئے اور ایک کمانڈر کے بعد دوسرا سپہ سالار بلوائیے اور لشکریوں کو مہربانیوں اور تحفوں سے مانوس کیجئے۔ مامون کے قابلِ اعتماد افراد کو منتشر کر دیجئے اور انہیں مال و دولت کا لالچ دیجئے۔ جب آپ اس کی قوت کم زور کر دیں گے، اس کے مردانِ کار کو اس سے الگ کر لیں گے تو پھر آپ اُسے اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیجئے۔ اگر وہ آ گیا تو آپ کا مقصد پورا ہو گیا اور اگر اس نے حاضر ہونے سے انکار کیا تو پھر آپ اس کو دبوچ لیں گے۔ اس کی دھار کند ہو چکی ہو گی اور اس کا غلبہ منقطع ہو چکا ہو گا۔''

اس پر امین نے کہا: ''تم ایک بے ہودہ گو مقرّر رہو اور درست وعمدہ رائے سے محروم ہو۔ اٹھو اور اپنی روشنائی اور قلم سنبھالو۔''

ذوالریاستین فضل بن سہل نے بغداد میں اپنے قابلِ اعتماد جاسوس چھوڑے ہوئے تھے، جو اسے وہاں کی خبریں لکھ بھیجتے تھے۔ جب کہ فضل بن ربیع نے راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ ان جاسوسوں میں جب کوئی ذوالریاستین کو اطلاعات لکھ کر بھیجنے کا ارادہ کرتا تاکہ اسے بغداد کی تازہ ترین صورتِ حال سے آگاہ کرے تو وہ اپنا خط ایک عورت کے ہاتھ روانہ کرتا۔ یہ خط چھوٹی سی لکڑی میں بند کیا جاتا۔ خط بردار عورت یوں سفر کرتی جیسے وہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک جا رہی ہو۔

فضل بن ربیع نے جب مامون کو ولی عہدی سے برطرف کرنے کے لیے امین پر مسلسل دباؤ

Marfat.com

ڈالا تو امین نے اس کی بات مان لی اور صفر ۱۹۵ھ میں اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ایک قول کی رو سے ربیع الاوّل میں بیعت لی۔جیسا کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے ۔امین نے موسیٰ کو ''الناطق بالحق'' کا خطاب دیا۔اس نے حکم جاری کیا کہ منبروں پر مامون اور مؤتمن کا نام نہ لیا جائے۔

اس نے اپنا ایک حاجب کعبہ کی طرف روانہ کیا، جو وہ دو دستاویزات لے آیا جو ہارون رشید نے امین اور مامون کی بیعت کی بابت خانہ کعبہ میں رکھوائی تھیں۔ان دونوں دستاویزات کو فضل نے پھاڑ ڈالا۔اس کی اطلاع جب مامون کو ملی تو اس نے ذوالریاستین سے کہا: ان باتوں نے حقیقت واشگاف کردی ہے اور ہمارے لیے یہ اعزاز کافی ہے کہ ہم حق کے ساتھ ہیں۔ذوالریاستین نے سب سے پہلی تدبیر یہ کی۔

جب اسے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ مامون کے لیے خطبات میں دعا کرنا ترک کردیا گیا ہے۔کہ اُس نے رے کے مقام پر موجود افواج اور اپنے پاس حاضر افواج کو یک جا کرلیا اور فوجیوں کو خوب راشن اور تنخواہیں دیں،ان کی ہر تمنا پوری کی ،یوں مامون کے ماتحت فوجی خوشحال ہوگئے حالانکہ اس وقت ان علاقوں میں قحط عام تھا۔فوج نے سرحدوں کی ناکہ بندی اتنی سختی سے کی کہ سرحد پار کرنا ممکن نہ رہا۔

ذوالریاستین نے مامون کی فوج کا سپہ سالار ابوالعبّاس طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی کو مقرر کیا۔وہ تیزی سے رے پہنچا اور وہاں فروکش ہوگیا۔اس نے ہتھیار خانے اور بیرکیں بنوائیں۔اس پر ایک خراسانی شاعر نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[امام عادل اور سمجھدار بادشاہ نے اہل عراق اور عراق پر قابض لوگوں کے قلع قمع کے لیے ایک ایسے دور اندیش شخص کو بھیجا ہے جو اپنی دور اندیشی ، احتیاط ،عمدگی رائے اور چال و تدبیر میں انتہائی زیرک ہے۔اس کے رعب ودبدبے کی ہولناکی سے بچے بوڑھے ہوجاتے ہیں۔]

اُدھر امین نے عصمہ بن حمّاد بن سالم کو ایک ہزار نفری کا سپہ سالار بنا کر ہمذان کی جانب بھیجا اور اسے اپنا مقدّمۃ الجیش ساوہ کی طرف روانہ کرنے کا حکم دیا نیز اسے ہمذان میں مقیم رہنے کا حکم سنایا۔فضل بن ربیع اور علی بن عیسیٰ امین کو ہر وقت برانگیختہ کرتے رہتے کہ وہ مامون کے خلاف لڑائی شروع کردے۔

امین نے جب اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لی تو اسے علی بن عیسیٰ کی زیر کفالت رکھا۔ اس نے اپنی پولیس کا سربراہ محمد بن عیسیٰ بن نہیک ، اپنی ذاتی حفاظت کے عملے کا نگران عثمان بن عیسیٰ بن نہیک ، جب کہ اپنے شعبہ خط وکتابت کا انچارج علی بن صالح مصلّی کو مقرر کیا۔

Marfat.com

ابن اغلب کے خلاف اہل تونس کی سرکشی

اس سال تیونس میں امیر افریقہ ابراہیم بن اغلب کے خلاف عمران بن مخلد ربعی اور قریش بن تونسی نے علمِ بغاوت بلند کیا اور تیونس میں بہت زیادہ باغی اکٹھے ہوگئے۔ابراہیم کو محل میں محصور کردیا گیا اس کے کچھ ماتحت اس کے ساتھ تھے۔ جمادی الاخر میں اہلِ قیروان نے بھی اس کی مخالفت کی۔دونوں کے مابین جھڑپیں اور لڑائی ہوئی جس میں ابراہیم کے حامی مارے گئے۔

عمران بن مجالد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آ کر قیروان میں دسویں رجب کو داخل ہوا۔ تیونس سے قریش بھی اس سے آ کر مل گیا۔ابراہیم اوران لوگوں میں رجب میں لڑائی ہوئی جس میں ابنِ اغلب نے شکست کھائی۔پھر رجب کی بیسویں تاریخ کو باہم تصادم ہوا،سرکاری فوج کو دوسری بار بھی شکست ہوئی۔ پھر رجب میں ہی تیسری لڑائی ہوئی جس میں ابراہیم کو فتح نصیب ہوئی۔عمران بن مجالد نے فقیہ اسد بن فرات کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہی قیروان سے نکل جائے ۔مگر فقیہ موصوف نے شکست خوردہ باغیوں کے ساتھ جانے سے انکار کردیا۔ایلچی نے ایک بار پھر آ کر اس سے کہا:''عمران کہہ رہا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ شہر سے نکل جائیں ورنہ میں کسی کو بھیجوں گا جو آپ کو ٹانگ سے پکڑ کر کھینچے گا۔''اس پر فقیہ اسد نے جواب دیا۔اس سے جا کر کہو:''اللہ کی قسم ،اگر میں تم لوگوں کے ساتھ نکلا تو میں عوام سے ضرور کہوں گا کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہیں۔''

یہ سن کر عمران نے فقیہ اسد کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

اہلِ ماردہ کی نافرمانی اور فرنگی ممالک پر الحکم کی یلغار

اہلِ ماردہ نے اس سال امیر اندلس الحکم بن ھشام کی نافرمانی کی اور اس کے خلاف بغاوت کردی۔امیر اندلس بنفسِ نفیس ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اور ان کے خلاف لڑا۔اس کے لشکر اور دستے مسلسل اس سال باغیوں کی بغاوت کچلتے رہے۔نیز ۱۹۵اور ۱۹۶ھ میں بھی سرکوبی کرتے رہے۔

الحکم جب اہلِ ماردہ کی شورش کو دبانے میں مشغول تھا تو فرنگیوں کو مسلمانوں کی سرحدیں پامال کرنے کا موقع ملا،انہوں نے یلغار کرتے ہوئے نہ صرف لوٹ مار کی بلکہ مسلمانوں کو قتل

Marfat.com

کیا اور انہیں قیدی بنایا۔ الحکم فرنگیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے تو موقع نہ نکال سکا۔ مگر جب اسے سرحدی علاقوں کی نازک صورتِ حال اور دشمن کی تباہ کن سرگرمی کی اطلاع ملی اور اس نے سنا کہ جب ایک مسلمان عورت کو قیدی بنایا گیا تو اس نے چلّا کر کہا: ''ہائے فریاد اے حکم!'' یہ اس پر بہت شاق گزرا۔ اس نے اپنا لشکر یکجا کیا، خوب تیاری کی اور پھر فرنگی علاقے کی جانب کوچ کیا ۱۹۶ھ میں۔ الحکم فرنگی علاقے میں دور تک گھسا۔ اس نے متعدد قلعے فتح کیے، فرنگی ملک کو روندا اور لتاڑا، اسے لوٹا، مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو قیدی بنایا۔ اموال لوٹ لیے اور پھر اس خاص علاقے کا رخ کیا جس میں وہ فریادی عورت قید تھی۔ الحکم نے حکم دیا کہ دشمن کے گرفتار قیدیوں کا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کیا جائے۔ اُس نے اس فریادی عورت کو بچانے کے لیے سخت تاکید کی۔ چنانچہ اس خاتون کو قید سے نجات دلائی گئی۔ باقی قیدی قتل کر دیے۔ الحکم جب اپنی جنگی مہموں سے فارغ ہوا تو اس نے سرحدی علاقے کی آبادی سے دریافت کیا: ''کیا الحکم نے آپ لوگوں کی فریاد رسی کی؟'' وہ بولے: ''جی ہاں۔'' ان لوگوں نے الحکم کے حق میں دعا کی اور اس کی بہت زیادہ تعریف کی۔ اس کے بعد وہ کامیاب و کامران واپس قرطبہ پہنچا۔

متفرق واقعات

اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائیل سے بغاوت کر دی تو وہ فرار ہو گیا اور رہبانیت اختیار کر لی۔ اس نے تقریباً دو سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد فوجی کمانڈر الیون نے اقتدار سنبھالا۔ امین نے ابراہیم بن عباس کو موصل کا گورنر بنایا۔ اس سال ترک مملکت کی سرحد پر واقع شہر کوران پر غارت گری کے نتیجے میں شقیق بلخی زاہد مارے گئے۔

وفیات

اس سال اوزاعی کے رفیق ولید بن مسلم نے وفات پائی۔ ایک قول کی رو سے آپ نے ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ آپ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال حفص بن غیاث نخعی قاضی کوفہ نے وفات پائی۔ آپ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال عبدالوھّاب بن عبدالمجید ثقفی نے داعیِ اجل کو لبیک

Marfat.com

کہا۔آپ ۱۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔آخری عمر میں آپ روایات میں خلط ملط کرنے لگے تھے۔آخری عمر کے اس عارضے سے پہلے کی آپ کی روایت کردہ احادیث صحیح ہیں۔

اس سال سیبویہ نے وفات پائی۔آپ کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر تھا،کنیت ابوبشیر تھی۔ایک قول کی رُو سے آپ نے ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔جب کہ ایک قول کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ تھی۔ایک قول کی رو سے آپ کی عمر ۳۲ سال تھی۔

اس سال یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعد بن العاص نے دنیا سے کوچ فرمایا۔آپ کی عمر ۴۷ برس تھی۔

Marfat.com

باب:٦٤

۱۹۵ھ کے واقعات

خطبے سے مامون کا نام خارج ہونا

اس سال امین نے حکم جاری کیا کہ خراسان میں اس کے بھائی مامون کے لیے جو درا ہم ودنانیر ۱۹۴ھ میں ڈھالے گئے ہیں، ان کا چلن بند کیا جائے۔ کیوں کہ ان درہموں اور دیناروں پر امین کا نام موجود نہیں تھا۔ امین کے حکم پر منبروں پر موسیٰ بن امین کے لیے دعا کا سلسلہ شروع ہوا، امین نے اسے 'الناطق بالحق' کا لقب دیا اور بعض مؤرخین کے بقول مامون کا خطبوں میں ذکر منقطع کرا دیا۔ جب کہ موسیٰ ابھی چھوٹا بچہ تھا۔ امین نے اپنے ایک اور بیٹے عبداللہ کے لیے بھی خطبات میں دعا کرنے کا حکم دیا اور عبداللہ کو ''القائم بالحق'' کا لقب دیا۔

علی بن عیسیٰ اور طاہر میں لڑائی

امین نے مامون کے خلاف لڑنے کے لیے لشکر کا سپہ سالار علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مقرر کیا اور اسے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ مامون کے خلاف لڑنے والی فوج کی کمان علی بن عیسیٰ کو کیوں سونپی گئی؟ اس کا پس منظر یہ ہے کہ فضل بن ربیع کے ہاں ذوالریاستین کا ایک جاسوس مامور تھا، جس کے قول ورائے کی طرف فضل رجوع کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ذوالریاستین نے اس جاسوس کے نام خط لکھا کہ وہ فضل کو یہ مشورہ دے کہ وہ مامون کے خلاف فوج کشی کی کمان علی بن عیسیٰ کو سونپے۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ چونکہ علی بن عیسیٰ ہارون رشید کے دور حکومت میں خراسان کا گورنر رہا تھا اور اس نے اپنی گورنری کے دوران باشندگانِ

Marfat.com

خراسان سے بدسلوکی کی تھی اوران پر ظلم وستم کیا تھا اوراسی وجہ سے ہارون نے اسے برطرف بھی کر دیا تھا۔یوں اہل خراسان اس سے نفرت کرتے تھے اوراس سے بغض رکھتے تھے۔ذوالریاستین کا اس چال سے ارادہ یہ تھا کہ یوں اہل خراسان امین اوراس کے حامیوں کے خلاف لڑائی شدّت سے لڑیں گے۔

درباری جاسوس نے ذوالریاستین کے حکم کی تعمیل کی ،چنانچہ امین نے علی بن عیسیٰ کو ہی لشکر کا کمانڈر بنا کر روانہ کر دیا۔

ایک قول کی رُو سے خود علی نے امین سے کہا تھا کہ اہلِ خراسان نے اسے خطوط لکھ کر واضح کیا ہے کہ اگر وہ ان کے پاس آئے تو وہ اس کی فرماں برداری کریں گے اوراس کے ماتحت ہو جائیں گے اوراگر کوئی دوسرا کمانڈر ہوا تو پھر وہ اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔چنانچہ امین نے اسے لشکر کی کمان دے کر روانہ کیا اورالجبل کے تمام دیہات اسے بہ طورِ جاگیر عطا کیے: نہاوند،ھمذان ،قم ،اصبہان وغیرہ ۔امین نے علی بن عیسیٰ کو ان علاقوں کا جنگی سالار بھی بنایا اوروہاں کے ٹیکس وصول کرنے کا مجاز بھی۔اسے اموال دیے۔خزانوں کے منہ اس کے لیے کھول دیے اوراس کے ساتھ پچاس ہزار بہادر بھیجے۔امین نے ابودلف قاسم بن ادریس بن عیسیٰ عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضرمی کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ علی بن عیسیٰ سے جاملیں۔امین نے وقتاً فوقتاً علی بن عیسیٰ کی مال اورنفری سے مدد کی۔

علی نے جب بغداد سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا توامین کی والدہ زبیدہ کے دروازے پر الوداعی ملاقات کے لیے گیا۔زبیدہ نے کہا: اے علی! امیرالمؤمنین اگرچہ میرا بیٹا ہے اوراس پر میری شفقت ہے مگراس کے باوجود میں عبداللہ (مامون) پر بہت مہربان وشفیق ہوں۔اگرچہ اس سے اذیت اور ناپسندیدہ امور ظاہر ہورہے ہیں۔میرا بیٹا بادشاہ ہے اس نے اپنے بھائی کے اقتدار کا مقابلہ کرنا چاہا ہے اوراس کے زیرِ تصرف علاقوں پر حملے کا منصوبہ بنایا ہے۔لہٰذا تم عبداللہ (مامون) کے حق ولادت و اخوت کا لحاظ کرنا۔اس کے ساتھ بدکلامی نہ کرنا،کیوں کہ تم یقیناً اس جیسے نہیں ہو اورتم اسے غلاموں کی طرح مغلوب اور مجبور ومقہور نہ کرنا۔نہ اسے بیڑی اورطوق پہنا کر ذلیل کرنا۔خادم اور باندی سے اسے محروم نہ کرنا، چلنے میں اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا۔اس سے پہلے سوار نہ ہونا اور جب وہ سوار ہو تو اس کی رکاب تھام لینا اوراگر وہ تمھیں گالی دے تو برداشت سے کام لینا۔''

پھر چاندی کی ایک زنجیر اس کے حوالے کی اور بولی: ''اگر وہ تمہارے سامنے آئے تو اس

Marfat.com

زنجیر سے اسے قید کرنا۔'' علی نے عرض کیا: بندہ آپ کے احکام کی تعمیل کرے گا۔''

علی بن عیسیٰ شعبان میں بغداد سے لشکر لے کر نکلا، خود امین اسے الوداع کرنے کے لیے سوار ہوا۔ اس کے ساتھ عسکری قائدین اور افواج تھیں۔ بغداد کے عمر رسیدہ افراد کا بیان ہے کہ انہوں نے زندگی بھر ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اپنی کثرتِ تعداد اور ہتھیاروں کی بہتات میں علی کے لشکر سے بڑھ کر ہو۔ اس موقع پر امین نے سپہ سالار علی کو نصیحت کی اور اسے حکم دیا کہ اگر مامون اس کے مقابلے میں لڑائی کے لیے آئے تو وہ اسے قید کرنے کی کوشش کرے۔

پھر علی فوج کی قیادت کرتے ہوئے روانہ ہوا تو اسے دورانِ راہ جلولاء کے مقام پر قافلے ملے۔ قافلوں کے مسافروں نے اسے بتایا کہ طاہر رے کے مقام پر مقیم ہے، اپنے ساتھیوں کو لڑائی پر ابھار رہا ہے، اپنے ہتھیار تیز کر رہا ہے اور اسے خراسان سے کمک پہنچ رہی ہے، وہ جنگ کے لیے بھرپور تیاری کر رہا ہے۔ اہلِ قافلہ کی یہ باتیں سن کر علی نے کہا: '' طاہر میری شاخوں کا ایک کانٹا ہے اور طاہر جیسا آدمی لشکروں کی قیادت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔'' بعد ازاں علی نے اپنے رفقاء سے کہا: طاہر ایسے ٹوٹ کر گرے گا جیسے سخت اندھیری سے درخت ٹوٹ کر گرتا ہے۔ جونہی اسے یہ اطلاع ملے گی کہ ہم نے ہمذان کی گھاٹی عبور کر لی ہے تو وہ دل شکستہ ہو جائے گا۔ یقیناً رذیل و کم زور سخت ٹکر مارنے والے مرکھنے مینڈھے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور بچّر میں اتنا حوصلہ نہیں کہ وہ شیر کا سامنا کرے۔ اگر وہ ہماری آمد کی خبر سن کر نہ بھاگا تو اسے تلوار کی دھار اور نیزے کی انّی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب ہم رے کے نزدیک پہنچ کر ان کے قریب پہنچیں گے تو ان کی طاقت ختم ہو جائے گی۔''

پھر علی نے دیلم اور طبرستان اور ان سے متصل ممالک کے فرمانرواؤں کے نام خطوط روانہ کیے۔ انہیں مختلف انعامات سے نوازنے کا جھانسہ دیا نیز ان کی لیے تاج اور کنگن وغیرہ بھیجے۔ اس نے ان حکّام کو حکم دیا کہ وہ خراسان سے اپنی سرحدیں بند کر دیں۔ ان حکّام نے علی کے احکامات کی تعمیل کی۔ علی لشکر کو لیے جب رے کی حدود میں داخل ہوا تو وہ غیر محتاط تھا۔ اِس پر اُس کے کچھ ساتھیوں نے کہا: اگر آپ جاسوس مقرر کر دیتے اور اپنے فوجیوں کے لیے مورچے کھدوا لیتے اور دشمن کے بارے میں معلومات لینے کے لیے دستے روانہ کر دیتے تو آپ شب خون سے محفوظ رہ جاتے اور اپنی مرضی کی جنگی چال چلتے۔'' یہ مشورہ سن کر علی نے کہا: '' طاہر جیسے کمانڈر کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کی ضرورت

Marfat.com

نہیں ہوا کرتی ،اس کا حال دوصورتوں سے خالی نہیں یا تو وہ رے میں قلعہ بند ہو جائے گا تو وہاں کے باشندے اس پر شب خون ماریں گے اور ہمیں اس کے مقابلے کی زحمت سے بچالیں گے اور یا پھر وہ بھاگ جائے گا اور رے کو چھوڑ دے گا۔ جب ہمارے گھڑسوار دستے اس کے نزدیک پہنچیں گے۔'' اس کے جواب میں علی کے ساتھیوں نے کہا: ''اگر طاہر کا عزم رے کو ترک کرنا ہوتا اور وہاں سے پلٹنا ہوتا تو وہ ضرور ایسا کرتا، کیوں کہ ہم اس کے قریب پہنچ چکے ہیں مگر اس نے ابھی تک ایسا نہیں کیا۔''

جب علی کے لشکر اور رے شہر کے مابین دس فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو طاہر نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اسے رے میں مقیم رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ جب تک خراسان سے کمک نہیں پہنچ جاتی اور اس کی بجائے کوئی دوسرا کمانڈر کمان نہیں سنبھال لیتا تو وہ لڑائی کو ٹالتا رہے۔ انہوں نے یہ بھی عرض کیا: ''آپ کا رے شہر میں قیام آپ اور آپ کے رفقاء کے لیے زیادہ مفید ہے۔ اس سے آپ کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی یقینی ہوگی، سردی سے تحفظ زیادہ ہوگا۔ آپ گھروں کی پناہ لے سکیں گے۔ ٹال مٹول سے زیادہ کام لے سکیں گے۔'' طاہر نے جواب میں کہا: آپ حضرات کی رائے درست نہیں۔ بات یہ ہے کہ رے کے باشندے علی سے خوف زدہ ہیں اور اس کے دبدبہ سے مرعوب ہیں۔ اس کے ساتھ بادیہ نشین اور خون ریز غریب پہاڑی لوگ ہیں، اس کے معاون بہت سے دیہاتی ہیں لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں رے میں مقیم رہوں تو وہاں کے باشندے علی کے ڈر سے ہم حملہ نہ کر دیں۔ درست رائے یہ ہے کہ ہم لوگ علی کے لشکر کی طرف بڑھتے ہیں۔ یا تو ہم فتح یاب ہوں گے وگرنہ بصورتِ دیگر ہم رے شہر پر اپنا دارومدار کریں گے اور اس میں بند ہو کر، کمک آنے تک علی کے مقابلے میں لڑتے رہیں گے۔''

اس باہمی مشاورت کے بعد طاہر نے اپنے لشکریوں کو کوچ کا حکم دیا اور وہ رے سے باہر نکلا۔ اس کے لشکر کی تعداد چار ہزار سے بھی کم تھی۔ وہ رے شہر سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ اس موقع پر طاہر کی پولیس کے سربراہ احمد بن ھشام نے طاہر سے کہا: ''اگر علی بن عیسٰی نے ہمارے پاس آ کر اعلان کیا کہ میں امیر المؤمنین کا کارندہ ہوں اور ہم لوگوں نے اس کی یہ بات مان لی تو ہم اس کے مقابلے میں لڑ نہیں سکیں گے۔'' اس پر طاہر نے کہا: ''وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ کوئی بات نہیں کرے گا۔'' احمد نے کہا: ''آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے ارادے کو بروئے کار لاؤں۔''

Marfat.com

طاہر نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' اس کے بعد احمد منبر پر چڑھا اور محمد امین کو برطرف کر دیا اور مامون کے حق میں خلیفہ بننے کی دعا کی۔ اب ان لوگوں نے بے فکر ہو کر وہاں سے کوچ کیا۔ اس مرحلے پر طاہر کے ایک ساتھی نے اس سے کہا: '' آپ کے ماتحت لشکری علی کی فوج سے مرعوب ہو گئے ہیں، لہٰذا بہتر یہ ہو گا کہ آپ لڑائی میں کچھ تاخیر کر دیں تاکہ آپ کے سپاہی انہیں ذرا جانچ لیں، ان سے مانوس ہو جائیں اور ان سے لڑنے کے طور طریقے سمجھ لیں۔'' طاہر نے کہا: '' میں تجربہ اور دور اندیشی سے محروم نہیں ہوں۔ میری نفری کم ہے جب کہ دشمن کی تعداد بہت بڑی ہے۔ اگر لڑائی میں دیر کرتا ہوں تو دشمن ہماری قلتِ تعداد سے آگاہ ہو جاتا ہے اور وہ میرے ہمراہیوں کو خوف یا لالچ سے اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ پھر دلیر اور باہمت لوگ مجھے بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے۔ لہٰذا میں مردوں کو مردوں سے اور گھڑ سواروں کو شہہ سواروں سے ٹکراؤں گا۔ وفاداری واطاعت پر انحصار کروں گا۔ میں خیر و بھلائی کی خاطر اور حصولِ ثواب کی نیّت سے صبر و برداشت سے کام لوں گا، میری تمنا یہ ہے کہ جامِ شہادت نوش کروں۔ پس اگر تو اللہ نے ہماری مدد فرمائی۔ اور یہی ہماری امید و مراد ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہوئی تو میں لڑ کر مرنے والا پہلا آدمی تو نہیں ہوں گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی افضل و اعلیٰ ہے۔''

ادھر علی نے اپنی سپاہ سے کہا: '' دشمن سے جلد ٹکراؤ، ان کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ لوگ تلواروں کی تپش اور نیزوں کی چبھن کے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے۔'' علی نے اپنی فوج لڑائی کی ترتیب کے مطابق میمنہ، میسرہ اور قلب کی صورت میں کھڑا کیا۔ اس نے اپنے لشکر میں سے دس دستے الگ بنائے۔ ہر دستے کے پاس اپنا جھنڈا تھا اور ہر جھنڈے کے نیچے سو سپاہی تھے۔ پھر اس نے ان دس دستوں میں سے ہر دستہ کو ایک ایک کر کے میدانِ جنگ کی طرف بھیجا۔ ہر دو دستوں کے مابین ایک تیر پھینکنے کا فاصلہ رکھا۔ علی نے ہر دستے کے کمانڈر کو حکم دیا کہ جب دستہ نمبر ایک لڑائی کرے اور اسے لڑتے ہوئے کافی وقت گزر جائے تو دستہ نمبر ۲ آگے بڑھے اور دستہ نمبر ایک پسپا ہو کر آرام کرے اور ستا لے۔ اس نے ہر دستے کے آگے زرہ پوش کھڑے کیے جب کہ سپہ سالار علی خود اپنے بہادر ترین فوجیوں کے درمیان کھڑا ہوا۔

مامون کی فوج کے سپہ سالار طاہر نے اپنے لشکریوں کو بڑے بڑے گروپوں میں تقسیم کیا۔ پھر ہر حصّہ لشکر کے پاس چل کر پہنچا انہیں لڑائی کی ترغیب دی، وصیّت و نصیحت کی، انہیں مختلف امیدیں دلائیں۔

لڑائی شروع ہونے سے پہلے طاہر کے کچھ آدمی بھاگ کر علی کے پاس پہنچے، اس نے ان

Marfat.com

میں سے کچھ کو کوڑے مارے اور باقیوں کی بے عزّتی کی۔اس سے طاہر کی فوج میں علی کے خلاف لڑنے کا جذبہ شدّت سے اُبھرا۔فریقین ایک دوسرے پر پل پڑے تو احمد بن ھشام نے طاہر سے کہا: ''آپ علی بن عیسیٰ کو اُس بیعت کی یاد دہانی کیوں نہیں کرواتے جو اُس نے ہم سے خاص طور پر اہلِ خراسان سے مامون کے لیے لی تھی؟'' طاہر نے جواب دیا: ''میں ابھی ایسا کرتا ہوں۔'' چنانچہ اس نے بیعت کی وہ دستاویز لی، اسے ایک نیزے کی انی پر لٹکایا اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑا ہوا۔اس نے جان کی امان مانگی تو علی بن عیسیٰ نے اسے امان دی۔اس موقع پر طاہر نے علی سے کہا: تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟ کیا یہ اُس بیعت کی دستاویز نہیں جو بیعت آپ نے بہ طورِ خاص لی تھی؟'' اللہ بزرگ و برتر سے ڈرو، تم قبر کے کنارے پہنچ چکے ہو۔'' اس کے جواب میں علی نے کہا: ''جو طاہر کو پکڑ کر میرے پاس لائے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دوں گا۔'' یہ سن کر احمد بن ھشام کے ساتھیوں نے علی کو گالیاں بکیں۔ علی کی فوج میں سے ایک سپاہی نکلا، اس کا نام حاتم طائی تھا۔طاہر نے اُس پر حملہ کیا۔طاہر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑی اور اس سپاہی پر وار کر کے اسے گرادیا۔اسی واقعہ کی بناء پر طاہر کا نام پڑا ''ذوالیمینین'' (دو داہنے ہاتھوں والا)۔

رے شہر کے شہریوں نے بغاوت کردی اور شہر کے پھاٹک بند کردیے۔یہ دیکھ کر طاہر نے اپنے فوجیوں سے کہا: اپنے پیچھے والوں کو نظر انداز کردو اور سامنے والوں سے نبٹ لو۔تم لوگوں کو محنت وراستی ہی بچا سکتی ہے۔'' پھر دونوں فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا۔علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کردیا تو اس نے بری طرح شکست کھائی۔جب کہ علی کے میسرہ نے طاہر کے میمنہ پر حملہ کردیا اور اسے اس کی جگہ سے ہٹادیا۔اس پر طاہر نے کہا: ''دشمن کے قلب پر پوری قوّت سے بھرپور حملہ کرو اگر تم نے ان کے ایک دستے کو بھی پسپا کردیا تو سب دستے یکے بعد دیگرے بھاگ کھڑے ہوں گے۔'' چنانچہ طاہر کے لشکریوں نے ثابت قدمی سے کام لیا اور قلب کے پہلے دستے پر حملہ کر کے اسے شکست فاش دی۔قلب کے بہت سے فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور دستے میدانِ جنگ سے ہٹنے لگے، یوں علی کا میمنہ ٹوٹ گیا۔

طاہر کے میمنہ اور میسرہ نے جب اپنے ساتھی فوجیوں کی کارکردگی ملاحظہ کی تو انہوں نے بھی اپنے سامنے کے دشمنوں پر ہلّہ بول دیا اور انہیں شکست دی۔جب شکست کی اطلاع علی کو ملی تو وہ

Marfat.com

اپنے ساتھیوں کو یوں بلانے لگا: کہاں ہیں خاص ساتھی؟ کدھر ہیں انعامات، کنگن، تاج پانے والے، بھاگنے کے بعد پلٹو۔'' طاہر کے ایک سپاہی نے اس پر تیر چلایا اور اسے مار ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا نام داود سیاہ تھا۔ وہ عیسیٰ کا سر کاٹ کر طاہر کے پاس لے گیا۔ اس نے لاش کے ہاتھوں کو ٹانگوں کے ساتھ باندھا اور اسے ایک لکڑی پر لادا اور یوں اٹھا کر طاہر کے پاس لے گیا۔ طاہر کے حکم پر لاش کنوئیں میں پھینک دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے طاہر نے اپنے پاس موجود غلام آزاد کر دیے۔ علی کی فوج نے بری طرح شکست کھائی۔ طاہر کے فوجیوں نے انہیں تلواروں کی دھاروں پر رکھا۔ دو فرسخ کے فاصلے تک ان کا تعاقب کیا۔ پھر بارہ جھڑپیں ہوئیں ہر جھڑپ میں امین کے حامی فوجی شکست سے دوچار ہوئے۔ طاہر کے فوجی دشمن کو قتل کرتے رہے اور قیدی بناتے رہے، حتیٰ کہ رات کی تاریکی چھا گئی۔ انہوں نے خوب مالِ غنیمت سمیٹا۔

طاہر نے منادی کی: ''ہتھیار ڈالنے والے کے لیے امان ہے۔'' یہ سن کر علی کے بہت سے فوجیوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور اپنی سواری کے جانوروں سے اتر پڑے۔ طاہر اپنی فوج کے ساتھ رے میں داخل ہوا۔ اس نے مامون اور ذوالریاستین دونوں کے نام خطوط لکھے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا خط امیر المؤمنین کے نام، جب کہ علی بن عیسیٰ کا سر میرے سامنے ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے، جب کہ اس کی فوج، میرے حکم کی پابند ہے۔ والسلام''

یہ خط سرکاری ڈاک کے ساتھ تین دنوں میں پہنچا، حالانکہ دونوں مقامات کے مابین تقریباً ۲۵۰ فرسخ کی مسافت ہے۔ یہ خط پڑھ کر ذوالریاستین مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے فتح کی مبارک دی۔ پھر اس نے عوام کو حاضری کا حکم دیا تو وہ مامون کی مجلس میں پہنچے اور اسے خلافت کا سلام پیش کیا۔ خط موصول ہونے کے تین دن بعد علی کا سر پہنچا تو اسے خراسان میں گھمایا گیا۔ جب فتح نامہ پہنچا تو مامون نے ہرثمہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ طاہر کی کمک کے لیے تیار کر رکھا تھا کہ اتنے میں اسے فتح کی خوش خبری ملی۔

ادھر جب امین کو علی بن عیسیٰ کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو اس نے اطلاع دینے والے سے کہا: ''تیرا ناس ہو جائے، مجھے مشغول رہنے دے۔ میرے نوکر کوثر نے دو مچھلیاں شکار کر لی ہیں اور میں نے

Marfat.com

ابھی تک ایک مچھلی بھی شکار نہیں کی۔''

پھر فضل نے نوفل خادم کی طرف بندے بھیجے۔نوفل، عراق میں مامون کا وکیل ،اس کے مفادات کا نگران اور بغداد میں مامون کی اولاد کے معاملات کا منتظم تھا۔نوفل کے پاس مامون کی طرف سے دس لاکھ درہم موجود تھے یہ درہم مامون کو ہارون الرشدید نے بہ طور ہدیہ دے تھے۔مگر فضل نے نوفل کے پاس جو کچھ تھا وہ سب ضبط کر لیا۔ نیز اس کی جاگیر اور غلّے بھی اپنے قبضے میں لے لیے۔اس بارے میں کسی بغدادی شاعر نے یوں طبع آزمائی کی:

(ترجمہ اشعار)

[وزیر کی ملاوٹ ،حکمران کے فسق وفجور اور مشیر کی نادانی نے خلافت ضائع کر دی۔فضل وزیر ہے،بکر مشیر ہے۔یہ دونوں ایسی حرکت کا تہیّہ کیے ہوئے ہیں جس میں حکمران کی موت ہے۔یہ دھوکے کے راستے کے سوا کچھ نہیں اور راستوں میں سے سب سے برا راستہ غرور کا راستہ ہے۔]

اور بھی کچھ اشعار ہیں جنہیں میں نے محض اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ ان میں فاحشانہ تہمت طرازی ہے۔ مجھے ابوجعفر طبری پر حیرت آتی ہے کہ اُس نے اپنی پرہیز گاری کے علی الرغم یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

امین اپنی عہد شکنی اور غدّاری پر نادم ہوا۔شوّال کے نصف میں عسکری قائدین نے باہم ملاقات کے بعد یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ امین سے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کریں گے اور اس مقصد کے لیے غنڈہ گردی اور ہنگامہ آرائی کریں گے۔چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔پہلے تو عبداللہ بن خازم نے ان شورش پسند فوجیوں کے خلاف لڑائی کی مگر امین نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا اور پھر امین نے فوجیوں میں بہت سا مال تقسیم کیا۔

عبدالرحمٰن بن جبلہ کی تعیناتی اور روانگی

علی بن عیسیٰ کے قتل اور اس کی فوج کی شکست کی اطلاع جب امین کو ملی تو اس نے عبدالرحمٰن بن جبلہ اَنباری کو تقریباً بیس ہزار فوجیوں کی قیادت سونپی اور اسے ہمدان کی طرف بھیجا۔امین نے اسے

Marfat.com

وہاں کا گورنر بھی مقرر کیا، نیز یہ بھی اعلان کر دیا کہ وہ سرزمین خراسان کے جتنے بھی علاقے فتح کرے گا، سب کا گورنر وہی ہوگا۔ امین نے اسے محنت سے کام لینے کا حکم دیا، اسے خوب اموال فراہم کیے۔ عبدالرحمٰن کوچ کر کے ھمدان میں فروکش ہوا۔ اس نے ہمدان کا دفاع مضبوط کیا، شہر کی فصیلوں کی مرمّت کروائی۔

عبدالرحمٰن کی زیر کمان فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے طاہر ہمدان پہنچ گیا۔ عبدالرحمٰن مکمل فوجی تیاری اور جنگی ترتیب کے مطابق اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی، دونوں لشکروں نے صبر و برداشت سے کام لیا۔ فریقین کے بہت سے سپاہی زخمی ہوئے اور مارے گئے۔ پھر عبدالرحمٰن شکست کھا کر بھاگا اور ہمدان شہر میں داخل ہوا، وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا حتی کہ اس کے لشکری توانا ہو گئے، ان کے زخم مندمل ہو گئے۔ پھر وہ طاہر کے مقابلے کے لیے نکلا۔ طاہر نے انہیں دیکھ کر اپنے لشکر سے کہا: ''عبدالرحمٰن چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کے بارے میں سوچ سمجھ کر اقدام کرے۔ جب آپ لوگ اس کے نزدیک ہوں گے تو وہ آپ لوگوں کے خلاف لڑے گا۔ اور اگر آپ لوگوں نے اسے شکست دے دی اور وہ شہر میں گھس گیا تو وہ شہر کے گرد کھدی خندقوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ لوگوں کے مقابلے میں لڑائی کرے گا۔ اگر اس نے آپ لوگوں کو شکست دے دی تو پھر اس کے لیے میدان کھلا ہو جائے گا۔ لہٰذا تم لوگ ہمارے کیمپ اور خندق کے نزدیک ہی ٹھہرے رہو، اگر عبدالرحمٰن ہمارے قریب آیا تو پھر ہم اس سے لڑیں گے۔''

اس حکم کی تعمیل میں طاہر کے زیر کمان لشکر اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اس سے عبدالرحمان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس کی فوج کی ہیبت ورعب نے دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے لشکر کو لیے طاہر کی فوج کی جانب بڑھا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ فریقین نے پامردی دکھائی۔ عبدالرحمٰن کے لشکر بڑی تعداد میں لقمۂ اجل بنے۔ عبدالرحمٰن اپنے لشکر میں گھومنے لگا، وہ انہیں لڑائی پر اُبھارتا تھا اور انہیں صبر و برداشت کی تلقین کرتا رہا۔ پھر طاہر کے ایک فوجی نے عبدالرحمٰن کی فوج کے پرچم بردار پر حملہ کر دیا اور اسے مار ڈالا۔ طاہر نے فوجیوں کے دشمن کو دھکیلا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ طاہر کے فوجیوں نے بھاگتی سپاہ پر تلواریں برسائیں۔ حتی کہ شہر تک پہنچ گئے۔ طاہر نے ہمدان شہر کا گھیراؤ کر لیا۔ جب اس نے شہر کا محاصرہ سخت کر دیا تو شہر کے لوگ اکتا گئے۔ یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن کو خطرہ ہوا کہ کہیں شہر کے

Marfat.com

باشندے اس (عبدالرحمٰن) کے لشکر پر دھاوا نہ بول دیں۔اس کے لشکری بھی زخمی اور تھکے ماندہ تھے۔ اس لیے اُس نے طاہر کو پیغام بھیج کر اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے لیے جان کی امان طلب کر لی۔ طاہر نے اس کی درخواست قبول کر لی تو وہ ہمدان سے نکل گیا۔

کوہستانی علاقوں میں طاہر کا تسلط

طاہر نے جب ہمدان شہر کے پھاٹکوں پر پڑاؤ ڈالا اور شہر میں موجود عبدالرحمٰن اور اس کے لشکر کا محاصرہ کر لیا تو اسے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ یہ کہیں قزوین میں موجود کثیر بن قادرہ پیچھے سے اس پر حملہ نہ کر دے۔چنانچہ اس نے اپنے رفقاء کو تو ہمدان کے پھاٹکوں کے پاس پڑاؤ ڈالے رہنے کا حکم دیا اور خود ایک ہزار جیالوں کے ساتھ قزوین کی جانب بڑھا۔جب کثیر بن قادرہ نے اس کی آمد کا سنا۔حالانکہ اس کے پاس لشکر جرار تھا۔تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور قزوین شہر خالی کر دیا۔طاہر نے اپنی فوج کے کچھ دستے شہر میں متعین کیے،اپنے ایک ساتھی کو قزوین کا منتظم مقرر کیا۔اسے حکم دیا کہ وہ کسی کو شہر میں نہ گھسنے دے۔اور اس کے ساتھ ہی طاہر نے تمام پہاڑی علاقوں پر تسلط پا لیا۔

عبدالرحمٰن بن جبلہ کا قتل

اس سال عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری مارا گیا۔اس کے قتل کا پس منظر یہ ہے کہ جب وہ طاہر کی امان میں آ گیا تو وہ طاہر اور اس کے رفقاء پر ظاہر کرتا تھا کہ وہ ان سے صلح وصفائی رکھنے والا ہے اور ان کی دی ہوئی امان پر خوش وراضی ہے۔پھر اس نے انہیں چکمہ دیا۔جب کہ وہ اس کی طرف سے بے فکر تھے۔وہ اپنے رفقاء سمیت گھوڑوں پر سوار ہوا اور طاہر اور اس کے ساتھیوں پر یلغار کر دی۔ طاہر اور اس کے ساتھیوں کو اس ناگہانی حملے کا وہم وگمان نہ تھا۔تاہم طاہر کے پیادے مقابلے میں ثابت قدم رہے اور عبدالرحمٰن کے خلاف لڑے،حتیٰ کہ طاہر کے بہادر فوجی تیار ہو کر پہنچ گئے۔اب فریقین میں اس زور سے گھمسان کا رن پڑا کہ تلواریں اور نیزے ٹوٹ گئے۔بالآخر عبدالرحمٰن نے پیٹھ دکھائی اور بھاگ کھڑا ہوا۔وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ رہا اور لڑتا رہا۔جب کہ اس کے رفقاء سے کہہ رہے تھے تم لوگ بھاگ سکتے ہو،لہٰذا بھاگ جاؤ۔عبدالرحمٰن نے اس کے جواب میں کہا۔امیر المومنین

Marfat.com

کبھی میرا شکستہ خوردہ چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ پھر اس نے لڑتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کی۔

عبدالرحمٰن کی فوج کے شکست خوردہ لوگ الحرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کے پاس پہنچنے لگے۔ یہ دونوں بھائی ایک لشکر عظیم میں شامل تھے جو قصر اللصوص میں پڑاؤ کیے تھا۔ امین نے یہ لشکر عبدالرحمٰن کی کمک کے لیے بھیجا تھا۔ جب شکست خوردہ لشکری ان دونوں کی زیر کمان لشکر میں پہنچے تو یہ دونوں بھائی لڑے بغیر اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور بغداد شہر میں جا پہنچے۔ یوں ایک وسیع علاقہ طاہر کی ترکتازی کے لیے خالی ہو گیا۔ طاہر ایک ایک شہر ایک ایک قصبے پر دھیرے دھیرے قبضہ کرتا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ حلوان کے دیہات میں سے ایک گاؤں شلاشان تک پہنچ گیا۔ وہاں آ کر اس نے خندق کھودی، اپنے لشکر کی ہر طرف سے حفاظت کا بندوبست کیا اور اپنے تمام جنگجوؤں کو یکجا کر لیا۔

سفیان کی سرکشی

اس سال سفیان نے بغاوت کی اور یہ صاحب ہیں: علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ۔ ان کی والدہ نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب سے فرمایا کرتے تھے۔ میں صفین کے دو بزرگوں کے نسل میں سے ہوں یعنی علی اور معاویہ۔ ان کا لقب ابو العمیطر تھا۔ اس لیے آپ نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے دریافت فرمایا۔ لوگوں کی کنیت کیا ہے؟ وہ بولے: ہم نہیں جانتے۔ سفیان نے جواب دیا اس کی کنیت ابو العمیطر ہے۔ اس پر ان لوگوں نے آپ کو یہ لقب دیا۔ سفیان نے جب بغاوت کی تو لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اسے خلیفہ تسلیم کر لیں۔ اس نے ذوالحجہ میں بغاوت کی اور دمشق کے گورنر سلیمان بن منصور پر حاوی ہو گیا اور اسے شہر سے باہر نکال دیا۔

بنی امیہ کے آزاد کردہ غلام خطاب بن وجہ الفلس نے اس کی مدد کی۔ اس نے صیدا پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب سفیانی نے بغاوت کی تو اس کی سرکوبی کے لیے امین نے حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماھان کو فوج دے کر روانہ کیا۔ یہ صاحب الرقہ تک تو پہنچ گئے مگر دمشق کی جانب کوچ نہ کیا۔ ابو العمیطر نے جب بغاوت کی تو اس کی عمر نوے سال تھی۔ لوگوں نے اس سے بہت زیادہ علم حاصل کیا تھا۔ اس کا کردار بہت عمدہ تھا۔ مگر بغاوت کے بعد اس نے ظلم و ستم کیا اور بدسلوکی کی، لہٰذا اس کے شاگردوں نے اس سے جو روایات لکھی تھیں وہ ترک کر دیں۔

Marfat.com

سفیانی کے پیروکار کی زیادہ تر تعداد قبیلہ کلب پر مشتمل تھی۔اس نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کے نام خط بھیج کر اسے اپنی اطاعت کی دعوت دی اور دعوت تسلیم نہ کرنے کی صورت میں اسے دھمکی دے مگر کلابی نے اس کی اطاعت نہ کی۔اُدھر سفیانی القیسیہ کی قصد سے روانہ ہوا تو لوگوں نے محمد بن صالح کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔وہ ان لوگوں کے دفاع کے لیے تین سو گھڑ سواروں کے ساتھ چل پڑا۔ان کا تعلق ضباب اور اس کے موالی سے تھا۔جب سفیانی کو کلابی کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے یزید بن ہشام کی زیر کمان بارہ ہزار لشکر کلابی کو کچلنے کے لیے بھیجا۔مقابلہ ہوا تو یزید اور اس کے ساتھیوں نے راہ فرار اختیار کی۔دمشق شہر کے پھاٹکوں میں داخل ہونے تک یزید کی فوج کے دو ہزار سے زیادہ سپاہی مارے گئے، جب کہ تین ہزار قیدی بنا لیے گئے۔ ابن بیہن نے ان کے سر کے بال اور ڈاڑھیاں مونڈیں اور انہیں رہا کر دیا۔

سفیان کمزور ہو کر دمشق میں محصور ہو گیا۔پھر اس نے ایک لشکر بنایا اور اپنے بیٹے قاسم کو اس کا سالار مقرر کیا۔یہ لشکر ابن بیہس کے مقابلے کے لیے نکلا۔باہم تصادم ہوا تو قاسم جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، سفیانی کے پیروکار روں نے راہ فرار اختیار کی۔قاسم کا سر امین کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔اب سفیانی نے پھر ایک لشکر یک جا کیا اور اپنے آزاد کردہ غلام المعتمر کی قیادت میں روانہ کیا۔ابن بیہس سے مقابلہ ہوا تو معتمر مارا گیا اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔یوں ابو العمیطر کا معاملہ ڈھیلا پڑ گیا اور قبیلہ قیس نے اسے دبوچنے کی فکر کی۔

بعد ازاں ابن بیہس بیمار ہو گیا، اس نے بنو نمیر کے سرکردہ افراد کو یکجا کر کے اُن سے کہا: تم لوگ میرے اس مرض کو دیکھ رہے ہو، لہٰذا بنی مروان سے وابستگی اختیار کرو۔تم لوگ مسلم بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعید بن مسلم بن عبدالملک سے منسلک ہو جاؤ۔وہ کم عقل ہے اور وہ تم لوگوں کا بھانجا ہے۔آپ لوگ اس پر واضح کر دیں کہ آپ اس کی پیروی بنی ابی سفیان کی وجہ سے نہیں کر رہے ہو۔آپ لوگ اس کی خلافت کی بیعت کر لو اور اس کے ذریعے سفیانی کے خلاف چال چلو۔

ابن بیہس حوران کی جانب پلٹا، نمیر نے مسلمہ پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کی۔مسلمہ نے ان کی بیعت قبول کر لی اور اپنے موالی کو یک جا کر لیا۔پھر اس نے سفیانی پر دھاوا بول کر اسے پکڑ کر قیدی بنا لیا۔اس نے بنی امیہ کے سرداروں کو پکڑا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔اس نے قبیلہ قیس کو

Marfat.com

اپنا قرب بخشا اور انہیں اپنا خواص قرار دیا۔ جب ابن بیہس صحت یاب ہو گیا تو وہ دمشق کی طرف پلٹا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ قبیلہ قیس کے لوگوں نے شہر اس کے حوالے کر دیا۔ جب کہ مسلم اور سفیانی دونوں زنانہ کپڑوں میں ملبوس ہو کر المزہ کی طرف بھاگے۔ یہ محرم ۱۸۹ھ میں ہوا۔ ابن بیہس دمشق میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہ عبداللہ بن طاہر کی آمد تک دمشق میں ہی رہا۔ وہ مصر کی طرف چلا۔ پھر واپس دمشق لوٹا تو وہ ابن بیہس کو اپنے ساتھ عراق تک جانب لے گیا۔ ابن بیہس نے وہیں وفات پائی۔

متفرق واقعات

محمد امین کی طرف سے مکہ اور مدینہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ اسی نے ۱۹۳ھ میں لوگوں کو حج پڑھایا۔ امین کی طرف سے کوفہ کا عامل عباس بن ہادی تھا۔ جب کہ اس کی ہی طرف سے بصرہ کا گورنر منصور بن مہدی تھا۔

وفیات

اس سال ابو معاویہ ضریر محمد بن خازم نے وفات پائی۔ یہ شیعت کی طرف مائل تھا۔ یہ حدیث میں ثقہ ہے۔ اس سال ابونواس حسن بن ہانی، مشہور شاعر نے وفات پائی۔ اس کی عمر ۹۵ برس تھی۔ وہ بغداد میں شونیزی میں دفن ہوا۔ محمد بن فضیل بن غزوان بن جریر ضبّی نے جو قبیلہ صباب کا مولیٰ تھا، اس سال داعی اجل کو لبیک کہا۔ نیز یوسف بن اسباط ابو یعقوب نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۶۵

۱۹۶ھ کے واقعات

امین کا طاہر کے مقابلے کے لیے افواج روانہ کرنا

اس سال امین نے اسد بن یزید بن مزید اور اس کے چچا احمد اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طاہر سے لڑنے کے لیے حلوان کی جانب روانہ کیا۔ اس کا سبب وہ ہے جسے اسد نے بیان کیا ہے، اس کا کہنا ہے: جب عبدالرحمٰن مارا گیا تو مجھے فضل بن ربیع نے بلوا بھیجا۔ میں اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جو اس نے پڑھ لیا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور اس کا غصہ عروج پر تھا۔ وہ کہنے لگا: وہ قطبی بلّے کی مانند سوتا ہے اور بھیڑیا کی طرح متنبہ ہوتا ہے، اس کی سوچ کا محور اس کا شکم ہے۔ وہ چرواہوں کو چکّر دیتا ہے حالانکہ کتے اس کا انتظار کر رہے ہیں، وہ زوالِ نعمت کی بابت نہیں سوچتا اور نہ ہی وہ رائے قائم کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے غور و فکر کرتا ہے اس کے جامِ شراب نے اسے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس کے پیالہ مے نے اسے مشغول کر دیا ہے۔ وہ اپنے لہو و لعب میں مگن ہو رہا ہے، جب کہ زمانہ اسے ہلاکت کی جانب کھینچ رہا ہے۔ عبداللہ نے اس کی خاطر آستینیں چڑھا رکھی ہیں اور اس کو مارنے کے لیے اپنے موزوں ترین تیر کو تیار کر لیا ہے، وہ اسے دُور سے موت کا بے خطا تیر مار رہا ہے۔ موت نے اس کا رخ کر لیا ہے موت نے گھوڑوں کی پیٹھوں پر اس کے لیے مورچہ بندی کر رکھی ہے۔ مصائب و آلام نے نیزوں کی انیوں اور تلواروں کی دھاروں کی شکل اختیار کر لی ہے۔“

پھر فضل بن ربیع نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاعر البعیث کے یہ اشعار پڑھے:

Marfat.com

ترجمہ اشعار:

[کتنے چھریرے بدن اور گندے ہوئے بدن کے انسان ہیں کہ ان کے بال گھنگھریالے ہیں اور ان کا چہرہ خوبصورت ہے۔ان کے منہ کا رنگ صاف ہے اور وہ شیریں دہان ہیں۔ وہ جب مسکراتے ہیں تو اندھیرے ان کے لیے روشنیوں میں بدل جایا کرتے ہیں۔ اور اس کے پستان ہاتھی دانت کی ڈبیا کی مانند ہیں، جب کہ پیٹ پتلا اور اندر کو دھنسا ہوا ہے۔ وہ خود ترش رو ہے اور اس کی آگ سلگ رہی ہے۔ میں اس خاتون میں محو ہو کر رات بھر تمام بن خالد سے غافل رہا جب کہ تو مرورُوذ میں غیظ وغضب میں وقت گزار رہا تھا۔ میں اس خاتون سے دل بہلاتا رہا جب کہ امیہ فرزندِ خالد کے نیچے بڑے پیٹ والا مضبوط وطاقتور گھوڑا تھا۔ حملہ آور گھوڑ سوار ہر غارت گری میں اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے تھے اور اس کے چہرے کے حصے میں نیزے پیوست ہو رہے تھے۔ وہ شب بھر اتراک بن خاقان سے مقابلۂ شمشیر زنی کرتا رہا حتی کہ یوں دکھائی دینے لگا کہ وہ صبح کے وقت خوشبو استعمال نہیں کرے گا۔

وہ طویل گھوڑ سواری کے بعد جب صبح کرتا ہے تو اس کا جسم ناتوان ولاغر ہوتا ہے، جب کہ میں نعمتوں کے استعمال میں خواہشوں کا بندہ بن جاتا ہوں اور میں محبوبہ کے ہمراہ صبح سویرے ایسی شراب کے جام نوش کرتا ہوں جس کی خوشبو کستوری کی مانند ہوتی ہے اور جب یہ شراب مٹکے میں پڑی ہوتی ہے تو اس کی خاص مہک ہوتی ہے۔ لہٰذا میرے اور امیہ ابن خالد کے مابین زمین وآسمان کا فرق ہے یعنی اس رزق میں جو اللہ تقسیم کرتا ہے۔]

بعد ازاں فضل بن ربیع میری طرف متوجہ ہوا اور بولا: "اے ابوالحارث میں اور آپ ایک ہدف کی جانب بھاگ رہے ہیں۔ اگر ہم اس ہدف تک پہنچنے سے قاصر رہے تو ہم لائق مذمت ٹھہرائے جائیں گے اور اگر ہم نے اپنے اس ہدف تک پہنچنے کی کوشش کی تو ہم کٹ جائیں گے۔ ہم ایک ہی تنے کی شاخیں ہیں اگر تنا مضبوط ہے تو ہم مضبوط ہیں اور اگر تنا کمزور ہوا تو ہم کمزور ہوں گے۔ یقیناً اس شخص نے ایک احمق باندی کی مانند ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ عورتوں سے مشورہ کرتا ہے اور دکھلاوے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے اپنے کان لہو ولعب والوں کے سپرد کر رکھے ہیں۔ وہ مبہم جُوؤں کی بات سنتا ہے، وہ اسے فتح ونصرت کا یقین دلاتے ہیں اور دل پلٹنے کا دلاسہ دیتے ہیں، حالانکہ ہلاکت اس کی طرف اس

Marfat.com

سیلاب سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے جو ریتیلے میدان کی جانب بڑھ رہا ہو۔ اللہ کی قسم، مجھے تو ڈر ہے کہ اس کی ہلاکت کے ساتھ ہی ہم برباد ہو جائیں گے اور اس کی تباہی کے ساتھ ہی ہم فنا ہو جائیں گے۔ جب کہ تم عرب کے شاہسوار ہو اور عرب سپوت کے فرزند ہو۔ وہ (خلیفہ) اس تنازعہ کے مسئلے میں آپ ہی کاوش کا محتاج ہے، وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ آپ اسے اپنی طرف سے دو باتوں کا یقین دلائیں۔ ایک سچّی فرماں برداری اور مخلصانہ خیر خواہی اور دوسری آپ کا مبارک مشورہ اور زبردست حربی صلاحیت اس نے مجھے آپ کے راستے میں حائل تمام رکاوٹیں دُور کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ کی پسند کے مطابق خوب کھلے دل سے اخراجات کرنے کا۔ تاہم میانہ روی ہی بہترین روش ہے اور میانہ روی ہی یمن و برکت کی کلید ہے۔ لہٰذا آپ اپنی حاجات وضروریات کو سمیٹیے اور اپنے دشمن کی طرف تیزی سے لپکیے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کو فتح سے ہم کنار فرمائے گا اور اس خلافت ومملکت کی پراگندگی آپ کے ذریعے سے دُور فرمائے گا۔“

میں نے کہا: ”بندہ امیر المؤمنین کی اطاعت اور آپ کی فرمان برداری کا دم بھرتا ہے اور اس امر کا متمنّی ہے کہ امیر المؤمنین کو جس ذلّت وخواری اور کمزوری وبے بسی کا سامنا ہے، اس کا ازالہ کروں، بندہ امیر المؤمنین کے دشمن اور آپ کے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے بے قرار ہے۔ مگر بندہ اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہے کہ جنگجو خیانت کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوتاہی وخلل کے ہوتے ہوئے فتح وکامرانی نصیب ہو سکتی ہے۔ بندہ یہ ضرور کہے گا کہ جنگجو کا دارومدار لشکر پر ہوتا ہے اور لشکر کا انحصار مال ودولت پر ہوا کرتا ہے لہٰذا بندہ درخواست کرنا چاہتا ہے کہ میرے ماتحت فوجیوں کے ایک سال کے راشن دیے جانے کا حکم صادر کیا جائے نیز سال بھر کا راشن، ان کے ساتھ رکھنے کا بندوبست کیا جائے۔ میرے لشکر کے لیے تجربہ کار اور آزمودہ کار فوجی مختص کیے جائیں اور میرے لشکر میں موجود ناتواں لوگوں کو نکال کر ان کی جگہ بہادر وجری سپاہی مجھے دیے جائیں۔ میرے ماتحت لشکریوں میں سے ایک ہزار کے لیے گھوڑے فراہم کیے جائیں۔ میری یہ بھی التماس ہے کہ میں جن شہروں اور دیہات کو فتح کروں، ان کی بابت میرا محاسبہ نہ کیا جائے۔“

اس کے جواب میں فضل بن ربیع نے کہا: ”تم بہت آگے بڑھ گئے ہو لہٰذا امیر المؤمنین سے ملاقات اور منظوری لینا ناگزیر ہے۔“

یہ کہہ کر فضل بن ربیع گھوڑے پر سوار ہوا اور میں بھی اس کے ساتھ سوار ہو گیا۔ وہ مجھ سے

Marfat.com

پہلے خلیفہ الامین سے ملا، میرے لیے اجازت طلب کی تو میں بھی داخل ہوا۔ابھی دو باتیں ہی ہوئیں تھیں کہ امیر المؤمنین برافروختہ ہوگئے اور میری گرفتاری کا حکم دے دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسد بن یزید نے امیر المؤمنین امین سے درخواست کی کہ وہ مامون کے دونوں بیٹوں کو یرغمال بنالیں اور پھر وہ مامون سے فرمان برداری کا مطالبہ کریں اگر تو مامون ان کی فرمان برداری اختیار کرلے تو ٹھیک ورنہ وہ مامون کے ان دونوں بیٹوں کو قتل کردیں۔یہ سن کر امین نے کہا: ''ایک پاگل بدّو ہو۔ میں تجھے عرب و عجم کی لگامیں پکڑنے کے لیے کہہ رہا ہوں اور تجھے خراسان تک کے پہاڑوں کے دیہات کا خراج دینے والا ہوں اور میں بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے فرزندوں۔ جو تیرے ہم پلّہ ہیں۔ پر تجھے فوقیت دے رہا ہوں اور تو مجھے کہہ رہا ہے کہ میں اپنے بیٹوں کا خون بہاؤں اور اپنے اہل خانہ کو تہہ تیغ کروں۔یقیناً یہ اناڑی پن اور بکواس ہے۔''

یاد رہے کہ بغداد میں مامون کے دو فرزند اپنی والدہ۔امّ عیسیٰ بنت الھادی۔ کے ساتھ رہ رہے تھے۔ مامون نے صلح و سلامتی کے ایام میں اپنے بھائی امین سے درخواست کی تھی کہ وہ ان دونوں کو روانہ کردے تو امین نے انہیں اس مال سے محروم کردیا جو مامون کا تھا۔جب امین نے اسد بن یزید کو گرفتار کرنے کا حکم دیا تو اس کے بعد اس نے اپنے درباریوں سے پوچھا: ''آیا اس (اسد) کے خاندان میں کوئی ایسا شخص ہے جو اسد کا نائب اور قائم مقام بن سکے۔کیوں کہ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ اس خاندان کے افراد کو ان کی عزت و شرافت اور اس سے پہلے جو انہوں نے ہماری فرمان برداری اور خیر خواہی کی ہے، کے باوجود اپنے سے بدظن کرکے انہیں بگاڑ اور فساد کے راستے پر ڈال دوں؟''

اہل دربار نے عرض کیا: جی ہاں اسد کا چچا احمد بن مزید ہے۔وہ اس خانوادے میں سب سے راست رو ہے، وہ جنگجو اور بہادر ہے اور جنگی حکمت عملی کی بصیرت سے بہرہ ور ہے۔یہ سنتے ہی خلیفہ امین نے اسے طلب کرنے کا فرمان صادر کیا۔چنانچہ احمد فرید گیا اور فضل بن ربیع کے پاس حاضر ہوا۔وہاں عبداللہ بن حمید بن قحطبہ پہلے سے موجود تھا۔فضل چاہتا تھا کہ اس عبداللہ کو مامون سپہ سالار طاہر کے مقابلے کے لیے بھیجے جب کہ عبداللہ جانے سے کترا رہا تھا۔

احمد کا بیان ہے کہ جب فضل نے مجھے دیکھا تو میرا خیر مقدم کیا اور مجھے مجلس کے نمایاں ترین مقام پر نشست دی پھر وہ عبداللہ بن حمید سے دل لگی کرنے لگا پھر بولا: (ترجمہ اشعار)

Marfat.com

[جب آپ لوگوں کی رسی خستہ وشکستہ ہوگئی تو ہم نے آپ لوگوں کے لیے آلِ شیبان سے ماں اور باپ تلاش کیے، جب انہیں شمار کیا جانے لگا تو گنتی میں اکثریت والے اور آپ لوگوں کی طرف سے ہمارے قریب ترین نسب ورشتہ والے۔]

اس پر عبداللہ بولا: ''میں اس کی خاطر قسم اٹھاتا ہوں اور ان لوگوں سے شگاف پُر ہوگا اور دشمن کی ذلت ورسوائی ہوگی اور فرماں برداروں سے نافرمانوں کی اذیت ورسوائی دور ہوگی۔'' فضل نے اس کے جواب میں کہا: ''امیر المومنین نے آپ کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ میں نے ان کے حضور آپ کا تذکرہ کیا ہے اور آپ کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ اس پر امیر المومنین نے آپ کو منتخب کرنا پسند فرمایا ہے اور آپ کے نام کو شہرت دینے کو فیصلہ کیا ہے اور یہ کہ آپ کو ایسے عہدے پر مامور کیا جائے کہ آپ کے خاندان میں اب تک کوئی شخص بھی اتنے بڑے عہدے تک نہ پہنچا ہو۔''

پھر وہ اٹھا تو میں بھی اس کے ساتھ خلیفہ امین کی جانب روانہ ہوا۔ ہم دونوں بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ خلیفہ نے مجھ سے اسد کی گرفتاری کا تذکرہ کیا اور اس کے گرفتار کرنے پر مجھ سے معذرت کی، پھر آپ نے مجھے طاہر کے خلاف لڑنے کے لیے جانے کا حکم دیا۔ اس پر میں نے عرض کیا: ''بندہ امیر المومنین کی فرماں برداری میں اپنی جان لگا دے گا اور آپ کے دشمن کے خلاف جہاد کے سلسلہ میں بندہ اپنی ہر چیز قربان کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔''

اس پر خلیفہ امین نے فضل کو حکم دیا کہ عبداللہ کے سپرد فوج کی جائے، وہ اس میں سے جسے چاہے منتخب کر لے۔ پھر خلیفہ نے عبداللہ کو کوچ اور تیاری کا حکم دے دیا۔ عبداللہ نے لشکر میں سے بیس ہزار شہسوار لیے، جب کہ اس کے ساتھ ہی عبداللہ بن حمید بن قحطبہ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس لشکر نے حلوان کا رخ کیا۔ اس نے اپنے بھتیجے سے اس کی سفارش کی تو خلیفہ نے اسے رہا کر دیا۔ چنانچہ احمد اور عبداللہ نے خانقین [1] کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

جب کہ طاہر اپنی جگہ پر رہا، مگر اس نے اپنے جاسوس اور گماشتہ پھیلا دیے جو احمد اور عبداللہ کے لشکر میں افواہیں پھیلاتے تھے کہ خلیفہ امین نے اپنے حامی لشکریوں کے لیے انعامات مقرر کیے ہیں اور انہیں بیش بہا تنخواہیں دینے کا حکم صادر کیا ہے۔ طاہر نے اس امر کی مسلسل کوشش کی کہ ان لوگوں کے مابین اختلاف ڈلوا دے۔ چنانچہ امین کے فوجیوں میں اختلاف واقع ہوگیا اور ان کا معاملہ دگرگوں ہوگیا

Marfat.com

اور وہ آپس میں لڑنے لگے اور وہ طاہر کا مقابلہ کیے بغیر ہی خانقین سے پلٹ گئے۔

طاہر نے پیش قدمی کی اور حلوان میں خیمہ زن ہوا۔ اسے پڑاؤ کیے تھوڑے دن ہوئے تھے کہ مامون کی جانب سے اس کے پاس ہرثمہ آ پہنچا۔ جس کے پاس طاہر کا فرمان نامہ تھا۔ اس خط میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ مفتوحہ تمام شہر اور دیہات ہرثمہ کے حوالے کر دے اور وہ خود اہواز کی جانب کوچ کرے۔ چنانچہ طاہر نے مامون کے اس نئے حکم کی تعمیل کی۔ جب کہ ہرثمہ حلوان میں مقیم ہوا اس میں قلعہ بند ہو گیا۔ جب کہ طاہر نے اہواز کا رخ کیا۔

فضل بن سہل کا تذکرہ

اس سال مامون کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور فضل بن سہل کا مرتبہ بلند ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب مامون کے پاس یہ اطلاع پہنچی کہ فرزند ہامان مارا گیا۔ نیز عبدالرحمٰن بن جبلہ تہہ تیغ ہوا ہے پھر جب اس نے اس خبر کی توثیق کر لی تو اس نے حکم دیا کہ امیر المومنین کے طور پر جمعہ و عیدین کے خطبوں میں اس (مامون) کا تذکرہ کیا جائے اور اسے ''امیر المومنین'' کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ مامون نے فضل بن سہل کو طلب کیا اور اسے کوہ ہمدان سے لے کر طول میں تبت تک کے مشرقی علاقہ کا وائسرائے بنایا جب کہ عرض میں بحر فارس سے لے کر بحر دیلم اور جرجان تک کے علاقے کا نگران منتظم کیا اور اس کے لیے تین لاکھ درہم تنخواہ مقرر کی۔ مامون نے فضل کے لیے دوشاخے نیزے پر جھنڈا بندھوایا نیز اسے ''ذوریاستین'' [1] کا لقب دیا۔ یعنی جنگ و قلم کی ریاستوں والا۔ علی بن ہشام پرچم بردار جب کہ نعیم بن حازم قلم بردار بنایا گیا۔ حسن بن سہل کے سپرد دیوان خراج ہوا۔

عبدالملک بن صالح بن علی کی موت

ہم یہ پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کیسے ہارون الرشید نے عبدالملک بن صالح کو گرفتار کرایا اور اسے حوالۂ زندان کیا۔ یہ شخص ہارون الرشید کی وفات تک جیل میں رہا۔ جب کہ امین نے ذوالقعدہ ۱۹۳ھ میں اسے جیل سے باہر نکالا۔ اس کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اس پر عبدالملک اس کا شکر گزار ہوا۔

طاہر کی لشکر کشی کے بعد عبدالملک امین کے پاس حاضر ہوا اور کہا: ''اے امیر المومنین میں

Marfat.com

لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کی ذات میں طمع کی ہے۔آپ کے لشکر کو غنودگی نے تھکا دیا ہے اور لڑائیوں نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔ان کے دل دشمن کی ہیبت سے مرعوب ہیں۔جب آپ اپنی فوج کو طاہر کے مقابلے کے لیے روانہ کرتے ہیں تو وہ اپنی کم فوج کے ساتھ ان کی بڑی تعداد پر غالب آجاتا ہے اور اپنی نیت کی قوت سے ان کی نیتوں اور ارادوں کو شکست دے دیتا ہے۔جب کہ اہل شام ایسی قوم ہیں کہ لڑائیوں نے انہیں پختہ اور تجربہ کار بنادیا ہے۔صعوبتوں اور سختیوں نے انہیں آزمودہ بنا دیا ہے۔تمام اہل شام میرے ماتحت ہیں اور میری فرمان برداری پر متفق ہیں۔اگر امیر المومنین مجھے طاہر کے مقابلہ کے لیے مقرر فرمائیں تو میں اہل ہشام میں سے آپ کی خاطر ایک ایسا لشکر تیار کروں جو آپ کے دشمن کو شکست دے کر اس پر غالب آجائے۔"

چنانچہ عبدالملک کی اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے امین نے اسے شام اور الجزیرہ کا گورنر مقرر کر دیا نیز مال اور آدمیوں سے اسے کمک دی اور اسے تیزی سے روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عبدالملک نے روانہ ہو کر الرقہ میں پڑاؤ کیا اور سرداران شام سے خط و کتابت کی۔نیز سالاروں اور بہادر جنگجوؤں سے مراسلت کی۔چنانچہ اس کی خدمت میں ایک ایک سردار اور جتھے پہنچنے لگے۔عبدالملک نے آنے والے سرداروں اور گروہوں کی خوب آؤ بھگت کی انہیں خلعتوں سے نوازا۔ یوں اس کے پاس ایک بڑی بھیڑ اکٹھی ہو گی مگر وہ خوب بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری نے شدت پکڑ لی۔

پھر یوں ہوا کہ ایک خراسانی فوجی نے جو شامی لشکر میں شامل تھا،ایک سواری کا جانور دیکھا جو سلیمان بن ابی جعفر کے واقعہ میں اس سے چھین لیا گیا تھا۔ایک شامی اس پر سوار تھا،اس شامی کا تعلق زواقیل قبیلے سے تھا۔خراسانی فوجی نے سواری کے اُس جانور کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔اس پر باہر ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ زواقیل قبیلے کا ایک جتھہ شامی ہم قبیلہ کی مدد کے لیے پہنچا۔اُدھر خراسانی کی حمایت میں فوجی آگئے۔پھر تو باہم تلواریں چلیں۔اس کے ساتھ ہی الانباء قبیلے کے افراد جمع ہوئے اور زواقیل پر ٹوٹ پڑے،جو حملے کی تیاری کر رہے تھے۔چنانچہ الانباء نے تلواروں سے زواقیل کی بڑی تعداد کو تہہ تیغ کر ڈالا۔اس پر زواقیل نے شور مچایا اور اپنی مدد کے لیے دہائی دی۔ان کی مدد کے لیے زواقیل قبیلے سے تعلق رکھنے والے گھڑ سوار دستے آپہنچے اور یوں الانباء اور زواقیل کے مابین لڑائی ٹھن گئی۔

اس کی اطلاع جب عبدالملک کو ہوئی تو اس نے کسی کو روانہ کیا اور لوگوں کا باہم لڑنے سے

Marfat.com

رکنے کا حکم دیا۔مگر لوگوں نے اس کی تعمیل نہ کی اور اس دن شام تک باہم لڑتے رہے۔سخت لڑائی کے نتیجے میں بہت سے زواقیل الانباء کے ہاتھوں ڈھیر ہوئے۔عبدالملک کو اس سانحہ سے مطلع کیا گیا تو وہ سخت بیمار تھا اور قریب المرگ تھا۔اس نے سن کر اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور چلا کر بولا ہائے ذلت و خواری! عربوں کو ان کے علاقوں اور گھروں میں ذلیل کیا جارہا ہے اور ان کی حق تلفی ہورہی ہے۔

اس پر الانباء میں سے لڑائی میں حصہ لینے والے بھی برافروختہ ہوئے۔معاملہ حدود فراموش ہوگیا۔الانباء کی قیادت حسین بن علی بن عیسیٰ بن ہامان نے سنبھال لی۔ادھر زواقیل لوگ الرقہ میں یکجا ہوئے۔جب کہ الانباء اور خراسانی لشکری رافقہ کے مقام پر جمع ہوئے۔

حمص کا ایک باشندہ اٹھا اور بولا: ''اے حمص والو! فرار ہلاکت سے زیادہ حقیر ہے اور موت ذلت سے زیادہ بے وقعت ہے۔تم لوگ اپنے علاقے سے دور ہو چکے ہو۔تم لوگ قلت کے بعد کثرت کی امید لگائے ہوئے ہو اور مغلوبی کے بعد غلبے کے امیدوار ہو۔دیکھو تم شر میں گھر چکے ہو اور موت کے میدان میں پھنس چکے ہو۔موت نے ٹوپیوں میں پناہ لے رکھی ہے۔چلو چلو اس سے پہلے کہ راستہ بند ہوجائے اور کوئی عظیم سانحہ رونما ہوجائے۔پھر مقصود جاتا رہے اور فرار کی جگہ دشوار ہوجائے۔''

ادھر قبیلہ کلب کا ایک مرد اپنی اونٹنی کی رکاب میں پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا اور اس طرح کی باتیں کی۔آخر وہ بولا: ''آگاہ ہوجاؤ کہ میں جارہا ہوں لہٰذا جو واپس جانا چاہے وہ میرے ساتھ چل پڑے۔'' پھر وہ چلا تو زیادہ تر شامی لوگ اس کے ساتھ ہی چل پڑے۔

سوداگروں کے جمع کردہ چارے اور گھاس پھونس کو زواقیل نے نذر آتش کیا۔نصر بن شبث عقیلی آیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کردیا۔اس نے سخت پامردی سے لڑائی کی۔فوج نے اس لڑائی میں ثابت قدمی دکھائی۔زواقیل کو زیادہ تر کثیر بن قادرہ، ابوالفیل اور داؤد بن عیسیٰ خراسانی نے قتل کیا۔ان کے محافظ دستے کے کمانڈر اس روز تھے: نصر بن شبث، عمرو بن عبدالعزیز سلمی اور عباس بن زفر الکلابی۔

اس سال عبدالملک بن صالح نے الرقہ کے مقام پر وفات پائی۔

امین کا دوبارہ خلیفہ بننا

عبدالملک بن صالح کی وفات کے بعد حسین بن علی بن عیسیٰ بن ہامان نے لشکر میں منادی

Marfat.com

کرائی پھراس نے پیدل فوجیوں کو کشتی میں سوار کرایا جب کہ گھڑسوار دستے رجب میں روانہ ہوئے۔
جب حسین بغداد پہنچا تو قائدین اور اہل بغداد نے اس کا خیر مقدم کیا،اس کے لیے شامیانے لگائے گئے۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوا۔آدھی رات کا وقت ہوا تو خلیفہ امین نے اسے طلب کیا کہ وہ فوراً سوار ہوکر حاضر ہو۔حسین نے ایلچی سے کہا:''میں نہ تو گویا ہوں اور نہ ہی قصہ گو اور نہ ہی بھانڈ اور نہ ہی میں خلیفہ کی طرف سے کسی علاقے یا مال کے لیے کارندہ مقرر کیا گیا ہوں۔پھر وہ مجھے رات گئے کیوں طلب کرتے ہیں؟واپس جاؤ جب صبح ہوگی تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔انشاء اللہ۔''

صبح ہوئی تو حسین اچانک باب جسر پر پہنچا۔عوام کی بھیڑ اس کے پاس پہنچی تو اس نے ان سے یوں خطاب کیا:''اے گروہِ ابناء یاد رکھو کہ خلافتِ الٰہی غرور وتکبّر کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور جبر واکراہ کے ساتھ اللہ کی نعمت نہیں ٹھہرتی۔محمد (خلیفہ امین) تمہارے دین کو عیب دار کرنا چاہتا ہے اور تمہاری عزت ووقار کو دوسرے لوگوں میں منتقل کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔وہ زوا قیل لوگوں کا حامی ہے۔قسم اللہ تعالیٰ کی اگر اس کا اقتدار برقرار رہا تو ان حرکتوں کا وبال آپ لوگوں پر آئے گا۔لہٰذا اس کی جڑ کاٹ ڈالو،اس سے پہلے کہ وہ آپ لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالے۔اس کا غلبہ ختم کردو،اس سے قبل کہ وہ تمہاری عزت وشرافت کا خاتمہ کردے۔پس بخدا آپ لوگوں میں سے جو کوئی بھی اس کی مدد کرے گا وہ رسوا ہوگا۔اللہ بزرگ وبرتر کے ساتھ کسی کی رشتہ داری نہیں ہے۔نہ ہی اس کی غیرت یہ برداشت کرتی ہے کہ اس کے عہد و پیمان کی بے توقیری ہو اور اس کی قسمیں کھا کر انہیں توڑا جائے۔''

اس خطاب کے بعد حسین نے عوام کو دریائے دجلہ کا پل پار کرنے کا حکم دیا۔اب عوام بابِ خراسان کے راستہ پر چل پڑے۔ادھر خلیفہ امین کے گھڑسوار دستے تیزی سے حسین کی جانب چلے اور حسین کے خلاف سخت لڑائی کی۔بالآخر امین کے فوجیوں نے شکست کھائی اور بکھر گئے۔چنانچہ حسین نے اتوار کے دن ۱۱ رجب کی شب امین کو معزول کردیا اور اگلے دن یعنی سوموار کو مامون کی بیعت عوام سے لی۔

منگل کا دن آیا تو عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے امین پر دھاوا بول دیا اور اسے قصرِ خلد سے باہر نکال کر اسے قصرِ منصور میں بند کردیا۔اس کی والدہ زبیدہ کو بھی محلِ خلافت سے نکال کر اسے امین (بیٹے) کے ساتھ بند کردیا۔بدھ کا دن آیا تو عوام نے حسین سے تنخواہوں کا مطالبہ کیا۔اس کے ساتھ ہی عوام مضطرب اور پرجوش ہوگئے۔اس پر محمد بن خالد باب شام پر کھڑا ہوا اور کہا:''اے لوگو!اللہ کی قسم

Marfat.com

مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے خلاف حسین بن علی کیوں سازش کر رہا ہے اور ہمیں نظر انداز کر کے اقتدار کیوں سنبھال رہا ہے؟ وہ نہ تو ہم سے عمر میں بڑا ہے اور نہ ہی ہم سے حسب ونسب میں بلند تر ہے۔ نہ ہی اس کا رتبہ ومقام ہم لوگوں سے بڑا ہے۔ نہ ہی وہ ہم سے زیادہ مال دار ہے۔ آپ لوگوں میں سے سب سے پہلے میں اس کے عہد کو کالعدم قرار دیتا ہوں اور اس کی کارکردگی پر سب سے پہلے اظہارِ نفرت کرتا ہوں۔ آپ لوگوں میں سے جو صاحب بھی میری رائے سے متفق ہوں، وہ میرے پاس آجائیں۔''

اسد حربی نے اعلان کیا: ''اے گروہ حربیہ! آج کے دن کے بعد پھر کوئی موقعہ نہیں۔ تم لوگ سوئے رہے اور تمہاری نیند طویل ہوگئی۔ تم لوگ پیچھے رہ گئے کہ اور لوگ تم پر سبقت کر گئے۔ کچھ لوگوں نے امین کو معزول کر دیا ہے، لہٰذا تم لوگ اٹھو اور جا کر اسے آزاد کرو اور اسے خلافت پر بحال کر دو۔''

ایک بڈھا گھوڑے پر سوار آیا اور عوام سے مخاطب ہو کر بولا: ''لوگو! کیا محمد الامین نے آپ لوگوں کی تنخواہیں بند کر دی ہیں کہ آپ لوگ اس وجہ سے اس پر برافروختہ ہوتے ہو؟'' لوگ بولے: ''نہیں۔'' بڈھا بولا: ''کیا امین نے آپ لوگوں کے کسی سردار کی حق تلفی کی ہے؟ اور تمہارے کسی کمانڈر کو برطرف کیا ہے؟'' عوام نے جواب دیا: ''نہیں۔'' کہا: ''تو پھر کیا بات ہے کہ تم لوگوں نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے؟ اور اسے گرفتار کرنے کے لیے اس کے دشمن کی تم لوگوں نے مدد کی ہے؟ اللہ کی قسم، جب بھی کسی قوم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر تلوار مسلّط کر دی ہے۔ اپنے خلیفہ کی طرف اٹھ کھڑے ہو جاؤ اور ان لوگوں کے خلاف لڑو جو اسے معزول و برطرف کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔''

یہ سنتے ہی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ریوڑوں والے بھی ان کے ساتھ ہو لیے اور انہوں نے حسین اور اس کے حامیوں کے خلاف سخت لڑائی کی۔ چنانچہ حسین بن علی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسد حربی، امین کے پاس پہنچا۔ اس کی زنجیریں کھولیں اور اسے مجلسِ خلافت میں بٹھایا۔

امین نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے فوجی وردی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ اس نے انہیں اسلحہ ساتھ رکھنے کا حکم دیا۔ عوام نے اسلحہ چھین لیا۔ حسین قیدی کے طور پر امین کے سامنے پیش کیا گیا تو خلیفہ امین نے اسے ملامت کی۔ حسین نے معذرت چاہی تو خلیفہ نے اسے رہا کر دیا اور اسے فوج جمع کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مامون کے حامی لشکریوں کے خلاف لڑے۔ اسے خلعت سے نوازا اور اسے حلوان کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ وہ جسر دروازے کے پاس رکا تو لوگ اسے مبارک دینے لگے۔ جب لوگوں کی

Marfat.com

بھیڑ چلی گئی تو اس نے پل کاٹ دیا اور بھاگ نکلا۔ امین نے فوجیوں کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ سب فوجی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حسین کو بغداد سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مسجد کوثر کے پاس پالیا۔ حسین نے لڑائی کی۔ اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی تو وہ گھوڑے سے گر پڑا اور مارا گیا۔ لوگوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔

اور کہا گیا ہے: امین نے اسے اپنا وزیر بنالیا ہے اور اپنی مہر اسے سونپ دی ہے۔

لشکر نے امین کے لیے تجدید بیعت کی یعنی حسین کے قتل کے ایک دن بعد، حسین پندرہ رجب کو مارا گیا۔ وہ مارا گیا تو فضل بن ربیع بھاگ گیا اور روپوش ہو گیا۔

طاہر کی اہواز میں کارکردگی

طاہر نے جب شلاشان میں پڑاؤ کیا تو اس نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اسے محتاط رہنے کا حکم دیا۔ حسین کی روانگی کے بعد، طاہر کے جاسوسوں نے آ کر اسے مطلع کیا کہ محمد بن یزید بن حاتم مہلبی۔ اہواز پر امین کا گورنر۔ ایک لشکر عظیم لے کر روانہ ہو چکا ہے، اس کی منزل مقصود جندی سابور ہے تا کہ وہ طاہر کی افواج سے اہواز کی مدافعت کر سکے۔ یہ اطلاع ملتے ہی طاہر نے اپنے متعدد ساتھیوں کو طلب کیا۔ ان میں سے نمایاں ترین درج ذیل تھے: محمد بن طالوت، محمد بن علاء، عباس بن بخاراخداہ، وغیرہ۔ طاہر نے انہیں تیزی سے روانہ ہونے کا حکم دیا تا کہ ان کی فوج کا سب سے آگے والا دستہ، رستمی کی فوج کے آخری دستے سے جا ملے۔ نیز انہیں رستمی کی مدد کرنے کا حکم دیا، اگر اسے مدد کی ضرورت ہو۔

چنانچہ یہ لوگ اپنے لشکر کو لیے روانہ ہوئے اور اہواز کے نزدیک جا پہنچے مگر کسی سے آمنا سامنا نہ ہوا۔ جب ان کی آمد کی خبر محمد بن یزید کو پہنچی تو وہ اپنا لشکر لیے عسکر مکرم پہنچ گیا۔ اس نے یہاں پڑاؤ کیا اور آبادی اور پانی کو اپنی صفوں کے پیچھے رکھا۔ اب طاہر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کی فوج پر جلد دھاوا نہ بول دیا جائے۔ لہٰذا اس نے اپنے لشکر کی کمک کے لیے قریش بن شبل کو مامور کیا۔ وہ بذات خود روانہ ہوا، حتی کہ ان کے نزدیک آ پہنچا۔ اس نے حسین بن علی مامون کو قریش بن شبل اور رستمی کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ یہ سب لشکر چل پڑے اور عساکر مکرم کے مقام پر محمد بن یزید کے نزدیک جا پہنچے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ٹال مٹول سے کام لیا جائے اور مقابلہ کیا جائے۔ اس کے ساتھیوں

Marfat.com

نے اسے مشورہ دیا کہ ہم لوگ واپس اہواز جائیں اور وہاں جا کر قلعہ بند ہو جائیں اور یہ کہ بصرہ سے فوجی کمک لی جائے نیز ازد قبیلے سے مدد کی درخواست کی جائے۔ اس نے ساتھیوں کا یہ مشورہ قبول کیا۔ طاہر نے اس کے پیچھے قریش بن سہل کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اہواز پہنچ کر قلعہ بند ہو جائے۔ مگر محمد بن یزید اس پر سبقت لے گیا۔ اس کے پہنچنے کے ایک دن بعد قریش بن سہل شہر اہواز پہنچا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ محمد بن یزید کے ساتھی اسے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر گئے تھے۔ اس نے اپنے موالی سے پوچھا: ''آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے ساتھیوں کو شکست ہوئی ہے۔ مجھے نہ تو ان کی واپسی کی امید ہے اور نہ ہی میں اس بات سے بے فکر ہوں کہ وہ مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔ لہٰذا میں نے تنِ تنہا دشمن سے دو دو ہاتھ کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا ہے۔ تاکہ اللہ کی مرضی پوری ہو، نیز آپ لوگوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے نکلنا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ اللہ کی قسم مجھے آپ کے مرنے سے زیادہ آپ لوگوں کا زندہ رہنا پسند ہے۔'' موالی نے جواب دیا: ''پھر تو ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ بے انصافی کی۔ آپ نے ہمیں غلامی سے نکال کر آزاد کر دیا اور ہمیں پستی سے نکال کر بلندی بخشی اور ہماری غربت ختم کر کے ہمیں مالدار کر دیا۔ پھر ہم لوگ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ جائیں۔ آپ کے بعد دنیا پر اور زندگی پر اللہ کی لعنت ہو۔''

یہ کہہ کر موالی سواری کے جانوروں سے کود کر نیچے اترے ان کی کونچیں کاٹ دیں اور قریش بن شبل کے ہمراہیوں پر بھرپور حملہ کر دیا۔ موالی کی اکثریت میدان جنگ میں ڈھیر ہوئی اور ان کا کماندار اعلیٰ محمد بن یزید مہلبی مارا گیا۔ طاہر نے اہواز اور اس کے قرب و جوار پر تسلط جمالیا۔ اس نے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنے گورنر مقرر کر دیئے۔

ایک مہلبی کو اس لڑائی میں کئی زخم آئے اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ چنانچہ اس نے یہ اشعار گائے۔ (ترجمہ اشعار):

[میں نے اپنے آپ کو ملامت نہ کی۔ تاہم میں حرکت کرنے کے قابل نہ رہا۔ تلوار کے حملوں سے میرا کافی خون بہا۔ اگر میری دونوں ہتھیلیاں محفوظ رہتیں تو میں ضرور لڑتا رہا اور میں ملعون طاہری پر حملہ آور ہوتا۔ وہ ایک ایسا نوجوان ہے جو میدان جنگ میں تلوار کو بے یار و مددگار نہیں رہنے دیتا۔ جب میدان جنگ میں چمکتے غبار میں وہ زرہ پوش ہو کر اپنی کنیت

Marfat.com

پر فخر کرتا ہے۔]

ابن ابی عُیینہ مہلبی جب طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی مدح سرائی کی اور مدحیہ اشعار کہتا ہوا جب اس شعر پر پہنچا (ترجمہ اشعار):

[میرا گمان صرف سینے میں محفوظ ایک بات پر جو نا قابل بیان ہے، برا ہوا، تو طاہر مسکرایا اور پھر بولا: اللہ کی قسم جو چیز آپ کو بری لگی وہ مجھے بھی بری لگی مگر موت تو واقع ہو کر رہتی ہے اور اموات حتمی ہیں۔ نیز خلافت کو مستحکم کرنے کے لیے قطع تعلقات اور قریبی عزیزوں کا شکریہ ادا کرنا ناگزیر ہے تا کہ حق فرمان برداری ادا ہو۔]

یہ بات سن کر حاضرین نے یہ سمجھا کہ 'طاہر' کا مقصود ہے محمد بن یزید بن حاتم۔

طاہر کا واسط وغیرہ پر تسلط

بعدازاں طاہر نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اس وقت واسط میں موجود تھے۔ سندی بن یحییٰ حرشی اور ہیثم بن شعبہ۔ موخر الذکر خزیمہ بن خازم کا نائب تھا۔ طاہر جوں جوں غنیم کی جانب پیش قدمی کرتا تو ہتھیار خانے اور سرکاری افسران اس کے آگے سے منتشر ہوتے جاتے، حتیٰ کہ وہ واسط پہنچ گیا۔ اب وہاں سے سندی بن یحییٰ اور ہیثم بن شعبہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ طاہر نے واسط پر قبضہ کر لیا۔ طاہر نے اپنا ایک عسکری قائد کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ اس وقت کوفہ کا گورنر عباس بن موسیٰ ہادی تھا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی تو اس نے امین کو معزول کر دیا اور مامون کے لیے بیعت کر لی اور اس نے اپنے اس اقدام سے طاہر کو مطلع کر دیا۔

طاہر کے گھڑ سوار دستے دریائے نیل کے دہانے پر فروکش ہوئے۔ اس نے واسط اور کوفہ کے مابین علاقے پر تسلط جما لیا۔ اس وقت بصرہ کا گورنر امین کی طرف سے منصور بن مہدی تھا۔ اس نے طاہر کے نام خط بھیج کر اپنی فرماں برداری اور بیعت کا اعلان کیا۔ طاہر کے پاس موصل سے مطلب بن عبداللہ بن مالک کی جانب سے مامون کی بیعت کرنے اور امین کو معزول کرنے کی اطلاع آئی۔ یہ سب کچھ اُس سال رجب کے مہینے میں ہوا۔ چنانچہ طاہر نے ان سب گورنروں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔

طاہر نے مکہ اور مدینہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی ہاشمی کو بنایا۔ جب کہ اس نے

Marfat.com

یمن کا گورنر یزید بن جریر بن یزید بن خالد بن عبداللہ قسری بجلی کو۔ طاہر نے قصر ابن ہبیرہ کی جانب حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ روانہ کیے۔ جب کہ طاہر نے جرجرایا میں قیام کیا۔

خلیفہ امین کو جب یہ اطلاع ملی کی کہ اس کے گورنر کوفہ نے اسے معزول کرتے ہوئے مامون کی بیعت کرلی ہے تو امین نے اس کی سرکوبی کے لیے جرنیل محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو بھیجا۔ امین نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ حارث بن ہشام اور داؤد پر القصر کے مقام پر شب خون ماریں۔ حارث کو جب اس کی اطلاع تو وہ اور داؤد گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ایک دریائی گزرگاہ کو عبور کرکے امین کے بھیجے ہوئے جرنیلوں پر یک بارگی شدید حملہ کردیا۔ چنانچہ باہم سخت لڑائی ہوئی اور اہل بغداد امین کی افواج نے شکست فاش کھائی۔

امین نے فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کو بھی گورنر کوفہ بنا کر گھڑ سوار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب اس کی اطلاع طاہر کو ملی تو اس نے ہاشمی کے مقابلے کے لیے ایک لشکر کی کمان محمد بن العلاء کو سونپی۔ دونوں کی مڈ بھیڑ بادیہ نشینوں کے ایک گاؤں میں ہوئی تو فضل نے محمد بن العلاء کی جانب ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا: ''میں آپ کا فرماں بردار ہوں۔ میرا لشکر کی کمان کرتے ہوئے نکلنا درحقیقت محمد امین (خلیفہ) کے خلاف ایک چال ہے۔'' اس کے جواب میں محمد بن العلاء نے کہا: ''میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔ اگر آپ طاہر کے حامی ہیں تو آپ واپس چلے جائیے۔ یہی آسان ترین راستہ ہے۔'' چنانچہ فضل بن ہاشمی نے واپسی کی راہ لی۔ اس پر محمد بن العلاء نے اپنے ماتحت جنگی سرداروں سے کہا: ''محتاط رہو۔ میں کسی ناگوار صورت حال کی توقع کررہا ہوں اور مطمئن نہیں ہوں۔ بعدازاں فضل ابن العلاء کی جانب پلٹا۔ باہم سخت ترین لڑائی ہوئی۔ بالآخر فضل اور اس کے ہم راہیوں کو شکست نصیب ہوئی۔''

طاہر کا مدائن پر قبضہ اور صرصر میں پڑاؤ

بعدازاں طاہر نے مدائن کی جانب کوچ کیا۔ مدائن میں امین کی بہت بڑی فوج موجود تھی جس کا سپہ سالار برمکی تھا۔ اس نے مدائن کو مضبوطی سے دفاع کررکھا تھا اور قلعہ بند تھا۔ اسے ہرروز کمک پہنچ رہی تھی۔ نیز خلعت فاخرہ انعامات بھی مل رہے تھے۔ جب طاہر، برمکی کے نزدیک پہنچا تو طاہر نے اپنے مقدمۃ الجیش کے طور پر قریش بن شبل اور حسین بن علی مامونی کو آگے بھیجا۔ جب برمکی کے ماتحت

Marfat.com

فوجیوں نے طاہر کی فوج کے طبل کی آواز سنی تو انہوں نے گھوڑوں کی پیٹھوں پر زینیں رکھیں، گھوڑوں پر اچھل کر سوار ہو گئے۔ برکی نے خوب تیاری کر لی۔ جونہی برکی ایک صف کو سیدھا کر لیتا تو صف ٹوٹ جاتی اور اس میں گڑبڑ پیدا ہو جاتی۔ لوگ ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر برکی نے دعا کی: ''یا اللہ ہم بے یار و مددگار ہونے سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔'' اس دعا کے بعد اس نے فوج کے پچھلے حصے کے کمانڈر سے کہا: ''لوگوں کو جانے دو۔ ان کے پاس خیر نہیں۔'' یہ حکم ملتے ہی فوجی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور بغداد کی راہ لی۔ چنانچہ طاہر نے مدائن میں پڑاؤ ڈالا۔ اور اس کے مضافات پر خوب تسلط جمالیا۔ پھر وہ صرصر کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں ایک پل تیار کیا اور صرصر میں پڑاؤ ڈالا۔

مکہ و مدینہ میں مامون کے حق میں بیعت کا بیان

اس سال مکہ و مدینہ کے گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے امین کی خلافت سے برطرفی کا اعلان کر دیا اور مامون کے حق میں بیعت کر لی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب گورنر داؤد کو امین و مامون کے مابین اختلاف کی خبر پہنچی نیز طاہر کی تگ و تاز سے وہ مطلع ہوا مزید برآں خلیفہ امین نے داؤد کے نام ایک مراسلہ بھیج کر اسے حکم دیا تھا کہ وہ مامون کی خلافت سے معزولی کا اعلان کر دے نیز کعبہ سے دونوں دستاویزات اٹھا لینے کا اسے حکم دیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہم لکھ آئے ہیں۔ جب یہ سب کچھ ہوا تو داؤد نے سرکردہ حضرات کو طلب کیا۔ نیز دونوں دستاویزات کے گواہوں کو بھی بلوالیا۔ یاد رہے کہ خود داؤد بھی ان گواہوں میں سے ایک تھا۔ داؤد نے سرکردہ افراد سے مخاطب ہو کر کہا: ''آپ حضرات کو بخوبی علم ہے جو ہارون الرشید نے مجھ سے اور آپ حضرات سے عہد و پیمان لیے تھے۔ اس نے بیت اللہ الحرام میں اپنے دونوں شہزادوں کے بارے میں ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیے کہ ہم لوگ ضرور مظلوم کا ساتھ دیں گے اور ظالم کی مخالفت کریں گے اور باغی کی مخالفت کرتے ہوئے اس کا ساتھ دیں گے جس کے خلاف بغاوت کی جائے گی۔ پھر ہم نے اور آپ لوگوں نے دیکھا کہ محمد (الامین) نے ظلم و زیادتی، بغاوت و سرکشی اور عہد شکنی و خیانت کا آغاز اپنے دونوں بھائیوں مامون اور مؤتمن کے خلاف کیا اور اس نے اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے انہیں برطرف کر دیا اور اپنے کمسن بیٹے کے لیے بیعت لی جو ابھی شیرخوار ہے اور اس کا دودھ تک نہیں چھڑایا گیا۔ پھر امین نے کعبے سے دونوں

Marfat.com

دستاویزات اٹھالیں اورظلم وزیادتی کی انتہا یہ ہے کہ انہیں نذر آتش کر دیا۔لہٰذا میں نے اسے معزول کرنا بہتر سمجھااور مامون کے حق میں بیعت کر لینے کا اقدام کیا۔ کیونکہ مامون مظلوم ہے اوراس کے خلاف بغاوت وسرکشی کی گئی ہے۔''

معزز وسرکردہ افراد نے داؤد گورنر کے اقدام کودرست قرار دیا۔اس پر گورنر نے مکہ کی گھاٹیوں میں ڈھنڈورا پٹوایا۔جب عوام یکجا ہو گئے تو گورنر داؤد نے رکن اور مقام کے مابین ان سے خطاب کیا۔اس نے محمد (امین) کوخلافت سے برطرف کر دیااور مامون کے حق میں بیعت کرنے کا اعلان کر دیا۔پھراس نے مدینہ منورہ میں متعین اپنے صاحبزادے سلیمان کے نام مراسلہ بھیجا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ اسی کی طرح کا مدینہ میں بھی اقدام کرے۔چنانچہ گورنر مدینہ سلیمان نے بھی امین کومسترد کر دیا اور مامون کے حق میں بیعت کر لی۔جب داؤد کو اپنے بیٹے سلمان کی کارکردگی کی اطلاع ملی تو وہ مکہ سے براستہ بصرہ روانہ ہوا۔پھرفارس کا رخ کیا۔پھر کرمان کی راہ لی۔حتیٰ کہ وہ مرو میں مامون تک جا پہنچا اوراسے اپنی کارکردگی سے مطلع کیا۔یہ سن کر مامون ازحد مسرور ہوا اوراس نے مکہ ومدینہ کے باشندوں کی بیعت کر لینے کو اپنے لیے بابرکت قرار دیا۔

یاد رہے کہ مکہ ومدینہ میں مامون کے حق میں بیعت ۱۹۶ھ کے رجب میں ہوئی۔مامون نے داؤد کو مکہ اور مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔نیز اسے ریاست عک کی حکومت بھی تفویض کی۔بطور کمک اسے پانچ لاکھ درہم دے۔اس کے ہمراہ اس کے بھتیجے عباس بن موسی بن عیسٰی بن موسیٰ کو بھیجا۔اوراسے حج کی قیادت سونپی۔یہ دونوں چچا بھتیجا مرو سے روانہ ہوئے اور بغداد میں طاہر کے پاس پہنچے۔طاہر نے دونوں کی خوب آؤ بھگت کی اپنے قرب سے سرفراز کیا اوران دونوں کے ساتھ گورنر یمن بنا کر یزید بن جریر بن خالد بن عبداللہ قسری بجلی کو بھیجا۔مامون نے یزید کے ہاتھ ایک بڑا گھڑسوار دستہ روانہ کیا۔جب یزید یمن پہنچا تو اس نے باشندگان یمن کو ترغیب دی کہ وہ امین کوخلافت سے معزول قرار دیں اور مامون کے حق میں بیعت کرلیں۔اس نے ان کے ساتھ عدل واحسان کا وعدہ کیا نیز انہیں مامون کے اعلیٰ کردار سے مطلع کیا۔یمن کے لوگوں نے یزید کی درخواست قبول کر لی۔چنانچہ انہوں نے امین کو خلافت سے برطرف کرتے ہوئے مامون کے حق میں بیعت کر لی۔یزید نے مامون کو اور طاہر کوخطوط بھیج کر آگاہ کر دیا۔یزید نے اہل یمن پر حکومت کرتے ہوئے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور عدل

Marfat.com

وانصاف کا پرچم بلند کیا۔

امین کی حرکت

اس سال محمد الامین نے تقریباً چار سو دستے مقرر کیے۔ ہر دستے کا ایک کمانڈر اور جھنڈا تھا۔ اس نے ان تمام کمانداروں کا سپہ سالار علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مقرر کیا اور ان تمام کمانڈروں کو حکم دیا کہ وہ ہرثمہ بن امین کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے اور ماہ رمضان میں نہروان کے مضافات میں ہرثمہ سے جاملے۔ دشمن سے لڑکر شکست کھائی۔ علی بن محمد سپہ سالار کو قیدی بنالیا گیا۔ ہرثمہ نے اسے مامون کے پاس بھیج دیا۔ ادھر ہرثمہ نے کوچ کیا اور نہروان میں پڑاؤ ڈالا۔

فوج کی طاہر اور امین کے خلاف بغاوت

طاہر صرصر میں مقیم رہا وہ امین کے خلاف لڑائی کرنے پر کمربستہ تھا اور وہ اپنے مقابلے میں آنے والے امین کے ہر لشکر کو شکست سے دوچار کرتا تھا۔

ادھر امین نے اپنے اموال خوب خرچ کیے تا کہ طاہر کے خلاف بھرپور جنگ لڑی جائے۔ یہ بات طاہر کے رفقاء پر گراں گزری۔ چنانچہ امین کی مقرر کردہ فوج میں سے تقریباً پانچ ہزار لشکری طاہر کی افواج سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے تو اس سے امین کو مسرت حاصل ہوئی۔ اس نے ان لشکریوں کو انعام واکرام دینے کا وعدہ کیا اور پھر اپنے اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے ان میں مال کثیر تقسیم کیا۔ اس نے ان کی ڈاڑھیوں پر مشک وعنبر وغیرہ جیسی خوشبوؤں کے غلاف چڑھائے چنانچہ انہیں "سپہ سالارانِ غالبہ" کہا گیا۔ اس نے جنگجو سپہ سالاروں میں سے لڑاکا قائدین کو ان دستوں کی قیادت سونپی اور انہیں دسکرۃ الملک اور نہروان کی جانب روانہ کیا۔ مگر انہوں نے کسی بڑی لڑائی میں شرکت نہ کی۔ پھر امین نے جنگی سالاروں کے ایک گروپ کو جن کا تعلق لشکرِ بغداد سے تھا، یاسریہ اور کوثریہ کی طرف روانہ کیا۔ امین نے اپنے جاسوس طاہر کے رفقاء میں پھیلا دیے۔ اس نے طاہر کے لشکر کے سپہ سالاروں تک رسائی حاصل کی، انہیں طمع وترغیب دی۔ چنانچہ وہ طاہر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں سے بہتوں نے امین سے پناہ طلب کی چنانچہ وہ امین کے لشکر میں شامل ہو گئے اور پھر روانہ ہو

Marfat.com

کر صرصر جا پہنچے۔ادھر طاہر نے اپنے وفادار ساتھیوں کی صفیں درست کیں اور انہیں جنگ پر آمادہ کیا، انہیں فتح وکامیابی کا یقین دلایا اور ان سے مختلف وعدے کیے۔ پھر طاہر آگے بڑھا۔ دونوں لشکروں کے مابین دن کے کچھ حصے میں باہم لڑائی ہوئی۔ مگر جلد ہی امین کی وفادار فوج نے شکست کھائی۔ طاہر کے لشکر نے ان کے ہتھیاروں اور جانوروں وغیرہ کو بہ طور مالِ غنیمت لوٹ لیا۔

امین کو جب اس شکست کی اطلاع ملی تو اس نے خزانہ شاہی سے اموال نکال کر تقسیم کیے۔ اس نے مال مویشی اور بھیڑ بکریوں والے لوگوں کو یک جا کیا۔ ان پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور ان میں اموال بانٹے اور اس فوج کے ہر کمانڈر کو ایک قیمتی خوشبو والی شیشی عطا کی۔ مگر اس نے باقاعدہ فوج اور اس کے سالاروں کو کچھ نہ دیا۔

طاہر کو جب اس صورتِ حال کا علم ہوا تو اس نے امین کی باقاعدہ فوج کے سالاروں سے رابطہ کیا۔ ان سے وعدے وعید کیے۔ انہیں اپنی جانب مائل کیا اور اس فوج کے بڑوں کے ذریعے چھوٹے درجے کے فوجیوں کو ورغلایا۔ چنانچہ امین کی باقاعدہ فوج نے اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ ایسا ذوالحجّہ میں ہوا۔ امین کے لیے مشکل پیدا ہوئی تو اس کے رفقاء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ باغی فوجیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، انہیں اپنی جانب مائل کرے۔ مگر امین نے یہ مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اس نے نوخیزوں پر مشتمل ایک فوجی دستے کو باغیوں کے خلاف لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس دستے نے امین کے باغی فوجوں کے خلاف لڑائی کی۔ ادھر طاہر نے ان سے اور انہوں نے طاہر سے باہم رابطہ کیا۔ اس نے انہیں اموال سے نوازا اور اس نے اطاعت وفرمانبرداری کی شرط پر ان سے کچھ لوگوں کو اپنے پاس گروی رکھ لیا۔

پھر طاہر نے پیش قدمی کی اور اس مقام پر پڑاؤ کیا جو باب انبار کے سامنے باغ کی جگہ ہے۔ یہ ذوالحجّہ کا واقعہ ہے۔ طاہر اپنے سپہ سالاروں اور فوجیوں سمیت یہاں فروکش ہوا۔ اس کے ساتھ وہ فوجی بھی پڑاؤ میں شامل تھے جو امین کی فوج سے منحرف ہوئے تھے۔ یہ سب لوگ باغ اور مویشیوں کے باڑوں میں ٹھہر گئے۔ طاہر نے جنگی سالاروں، ان کی اولاد، نیز خاص معزز شہریوں کو گراں قدر انعامات وعطیات سے نوازا۔ ادھر جیلوں میں بند قیدی نقب لگا کر جیلوں سے باہر نکل گئے۔ عوام میں بے چینی پھیل گئی، ان کی حالت ابتر ہوگئی۔ شاطر، مکّار اور غنڈے بدمعاش شرفاء پر ٹوٹ پڑے۔ تاہم

Marfat.com

طاہر کا لشکر ہر فتنے سے محفوظ رہا، کیوں کہ وہ اپنے لشکر کی برابر خبر گیری ونگرانی کرتا رہا۔اس نے احمقوں پر اپنی گرفت مضبوط کی اور صبح وشام اس کا لشکر لڑنے میں مشغول رہا۔دونوں لشکر تھک گئے اور علاقہ بری طرح پائمال وخراب ہوا۔

اس سال حج کے فریضہ کی قیادت عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے کی۔اس نے اپنے خطبے میں مامون کے لیے بہ طور خلیفہ دعا کی۔یہ پہلا حج ہے جس میں مامون کا بہ طورِ خلیفہ نام لیا گیا۔

افریقہ میں اہلِ طرابلس کے ہاں فتنہ کا ظہور

اس سال گورنرِ افریقہ ابراہیم بن اغلب کے خلاف ابوعصام اور اس کے ہم نواؤں نے سرکشی کی۔ابراہیم نے ان کے خلاف لڑ کر فتح پائی۔

اس سال ابراہیم نے اپنے بیٹے عبداللہ کو طرابلس الغرب کا گورنر مقرر کیا۔جب عبداللہ وہاں پہنچا تو فوج نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور عبداللہ کو اس کے گھر میں محصور کر دیا۔پھر باہم اس بات پر صلح ہوگئی کہ عبداللہ طرابلس الغرب سے نکل جائے۔چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا۔ابھی وہ شہر سے زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ بہت سے لوگ اس کے پاس پہنچ گئے۔اس نے انہیں عطیات سے نوازا۔اب اس کے پاس ہر طرف سے بربر آنے لگے۔عبداللہ ہر روز ہر گھڑسوار کو چار درہم اور پیدل کو دو درہم دیتا رہا۔یوں اس کے پاس عوام کی ایک بڑی تعداد آ پہنچی۔وہ انہیں اپنے ساتھ لیے طرابلس کی جانب بڑھا۔وہاں کی فوج اس کے مقابلے کے لیے نکلی۔باہم لڑائی ہوئی تو طرابلس کی فوج شکست سے دوچار ہوئی۔عبداللہ شہر میں گھس گیا اس نے لوگوں کو امن وامان کی ضمانت دی اور شہر میں اقامت اختیار کر لی۔

بعدازاں اس کے والد نے اسے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ سفیان بن المضاء کو طرابلس کا گورنر بنایا۔طرابلس میں بغاوت پھوٹ پڑی۔لشکر اس کی سرکوبی کے لیے بڑھا۔باغیوں اور فوجیوں کا آمنا سامنا ہوا، باہم لڑائی ہوئی تو فوجی شکست کھا کر شہر میں جا گھسے۔باغیوں نے ان کا تعاقب کیا تو فوجی بھاگ کر گورنر ابراہیم بن اغلب کی خدمت میں پہنچے۔شہر میں داخل ہوئے اور اس کی فصیلیں گرا دیں۔جب ابراہیم بن اغلب کو اطلاع ملی تو اس نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو تیرہ ہزار کے لشکرِ جرار کے ساتھ روانہ کیا۔چنانچہ اس لشکر اور باغی بربروں کے مابین باہم لڑائی

Marfat.com

ہوئی تو بربروں نے شکست کھائی اوران میں سے بہت سے مارے گئے۔عبداللہ طرابلس میں گھسا اور شہر کی فصیلوں کی تعمیر کروائی۔

بربروں کی شکست کی خبر جب عبدالوھّاب بن عبدالرحمٰن بن رستم کو ملی تو اس نے بربروں کو یک جا کیا۔انہیں لڑائی پر آمادہ کیا اورانہیں لے کر طرابلس کی جانب بڑھا۔یہ ایک لشکرِ عظیم تھا جو بربروں کی حمایت ونصرت میں غضب آلود تھا۔اس لشکر نے طرابلس کا گھیراؤ کرلیا۔(ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم نے بابِ زنانہ بند کردیا اوروہ بابِ ھوّارہ کے پیچھے سے لڑتا تھا۔جھڑپوں کا یہ سلسلہ جاری رہا حتی کہ اس کا والد ابراہیم بن اغلب فوت ہوگیا۔وہ وفات سے پہلے اپنے اس بیٹے عبداللہ کو افریقہ کا امیر بننے کے لیے ولی عہد بنا گیا۔عبداللہ کے بھائی زیادۃ اللہ بن ابراھیم نے فوج سے اپنے بھائی کے حق میں عہد وپیمان کیے۔اوراس نے اپنے بھائی عبداللہ کے نام خط بھیجا جس میں لکھا کہ اس کا والد فوت ہوگیا ہے اورمرنے سے پہلے عبداللہ کوامیرِ افریقہ مقرر کرگیا ہے۔مگر بربروں نے ایلچی پکڑ لیا اور خط ضبط کرلیا۔بربروں نے ایلچی کو عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم کے سپرد کیا۔اس نے حکم دیا کہ باآوازِ بلند عبداللہ بن ابراہیم کواس کے باپ کی وفات سے مطلع کیا جائے۔عبداللہ نے بربروں سے اس بات پر صلح کرلی کہ شہراور سمندر عبداللہ کی تحویل میں ہوں گے اوراس کے ماسوا پر عبدالوہّاب کی حکومت ہوگی۔ عبداللہ نے قیروان کا رخ کیا۔عوام اس سے ملے اور یوں اس نے ازسرنو اقتدار سنبھالا۔اس کا دورِ حکومت امن وآشتی سے بھرپور تھا۔

حواشی

۱ بغداد اور ہمدان کی راہ پر قصرِ شریں سے چھ میل دور سواد میں ایک قصبہ۔اسی نام کا ایک سوفع نواحِ کوفہ میں بھی تھا۔

۲ 'ذوریاستین' کا مطلب ہے دوریاستوں والا۔یہاں مراد یہ ہے کہ فضل کے پاس عسکری عہدہ بھی رہے گا اور وزارت کا عہدہ بھی۔

Marfat.com

باب:٦٦

۱۹۷ھ کے واقعات

بغداد کا محاصرہ

اس سال طاہر، ہرثمہ اور زہیر بن المسیب نے بغداد میں امین کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ زہیر الضبی، برقہ کلواذی نامی مقام پر فروکش ہوا اور اس نے وہاں چھوٹی بڑی منجنیقیں نصب کیں، مورچے کھدوائے۔ وہ اس وقت حملہ کرتا جب امین کی فوج طاہر کے خلاف لڑنے میں مشغول ہوتی۔ زہیر چھوٹی منجنیقوں کے ذریعے گولہ باری کرنے اور سوداگروں کے اموال میں سے عُشر وصول کرتے۔ عوام نے اس کے خلاف طاہر کے حضور شکایت کی۔ ہرثمہ نے نہربین کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ وہاں مورچے کھودے اور فصیلیں بنوائیں۔ جب کہ شماسیہ کے مقام پر عبیداللہ بن الوصاح اترا۔ خود طاہر باب الانبار کے ساتھ والے باغ میں پڑاؤ ڈالے رہا۔

طاہر نے جب پڑاؤ کیا تو یہ امین پر شاق گزرا۔ خلیفہ امین نے تمام اموال اپنی سپاہ میں بانٹ دیے۔ اس نے حکم دیا کہ خزانوں میں موجود تمام مال وسامان فروخت کر دیا جائے۔ سونے اور چاندی کو ڈھال کر سکے بنائے جائیں تاکہ وہ اپنی حامی فوج میں یہ سب رقم تقسیم کر سکے۔ امین نے حکم دیا کہ الحربیۃ کے مقام کو نذر آتش کیا جائے۔ چنانچہ وہاں تیل اور آگ پھینکی گئی۔ جس میں بہت سی مخلوق تلف ہوئی۔

مامون کی فوج کے سپہ سالار طاہر سے امن وپناہ کی درخواست کی۔ سعید بن مالک بن قادم نے۔ چنانچہ طاہر نے اسے بازاروں اور منڈیوں کی نگرانی سونپی۔ نیز اسے دریائے دجلہ کے کنارے

Marfat.com

اوراس سے متصل علاقہ سپرد کیا۔ طاہر نے سعید کو مورچے کھودنے کا حکم دیا۔ نیز اسے کہا کہ وہ جن گلیوں پر قبضہ کرے، ان میں دیواریں تعمیر کرے۔ طاہر نے اسے مالی وانفرادی کمک بہم پہنچائی۔ اس سب کاروائی کے نتیجے میں بغداد میں زبردست تباہی و بربادی ہوئی اور گھر پیوست خاک ہو گئے۔

اُدھر خلیفہ بغداد امین نے علی افراھمرد کو قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور کی نگہبانی سونپی۔ دجلہ تک۔ افراھمرد نے گھروں اور کوچوں کو نذر آتش کرنے اور منجنیقوں سے گولہ باری پر اصرار کیا۔ اس کے ردعمل میں طاہر نے بھی یہی اقدام کیا۔ اس نے براستہ انبار اور ادر باب کوفہ اور اس کے قرب ونواح سے باڑوں والوں کو بلا بھیجا۔ جب بھی کسی علاقے کے باشندوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی، وہ ان پر مورچہ زن ہوا۔ اور جس نے اس کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا، اس کے خلاف لڑائی اور ان کے گھر سپرد آتش کیے۔ یوں بغداد اجڑ گیا اور تباہ و برباد ہو گیا۔ اس پر حسین الخلیع شاعر نے یوں طبع آزمائی کی: (ترجمہ اشعار)

[کیا تم بغداد کی دونوں جانبوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اپنی سواری کے جانور کو تیزی سے ہانکتے چلے جارہے ہو یا پھر کیا ہنگامہ آرائی ہے؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ فتنے پردازوں کے لیے فتنہ کو مانوس کر دیا گیا ہے۔ بغداد کی آبادی کم ہو رہی ہے اور ان کی رائے نہ اِدھر ہے نہ اُدھر۔ گراؤ اور جلاؤ نے باشندگان بغداد کو تباہ کر دیا ہے اور راہِ فرار اختیار کرنے والے پناہ کے طلبگار ہیں۔ کیا ہی عمدہ حالات ہوں اگر بغداد دوبارہ اپنی آبادی کم نہ کرے۔]

طاہر نے بغداد شہر کے اردگرد کی مضافاتی اُن بستیوں کو نامزد کیا، جن کے باشندوں نے طاہر کی مخالفت کی۔ نیز اس نے المنصور شہر، کرخ کے بازاروں، الخُلد کی منڈیوں اور دارالنکث کو اپنا ہدف بنایا۔ اس نے ان تمام لوگوں کی املاک اور جاگیریں ضبط کر لیں۔ جو اس سے آکر ملے نہیں تھے اور اس کی حمایت نہیں کی تھی۔ اس میں فوجی سپہ سالار، بنی ہاشم کے افراد وغیرہ سبھی شامل تھے۔ طاہر نے ان کے اموال ضبط کر لیے۔ چنانچہ وہ ذلیل وخوار ہوئے۔ امین کا حامی لشکر بھی اس قدر ضعیف وناتواں ہو گیا کہ ان میں لڑنے کی سکت نہ رہی۔ البتہ جھابڑی فروشوں، غیر مسلّح لوگوں، جیلوں کے قیدیوں، اوباشوں، جیب کتروں اور لٹیروں نیز بازاروں کے دکانداروں نے خوب اودھم مچائی۔ وہ لوگوں کے اموال لوٹنے لگے۔

Marfat.com

طاہر بغداد کے ان شہریوں کے خلاف لڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا تھا۔قصرِ صالح کے نگران علی افراہمرد نے طاہر سے امان طلب کی تو اسے امان مل گئی۔ طاہر نے اس کی طرف ایک لشکرِ جرار روانہ کیا تو علی موصوف نے جمادی الآخر میں اس علاقے میں اپنے زیرِ تصرّف تمام اشیاء لشکر کے سپرد کر دیں۔امین کی پولیس کے سربراہ محمد بن عیسیٰ نے بھی، جو امین کی حمایت ونصرت میں پیش پیش تھا۔ طاہر سے پناہ کی درخواست کی۔ جب ان دو اہم شخصیتوں نے طاہر سے جان و مال کی امان طلب کی تو امین پر سخت شاق گزرا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا۔اب چھابڑہ فروش، اوباش اور شر پسند لوگ باہم ملے اور انہوں نے قصر صالح (صالح محل) میں فوجیوں کے خلاف گھمسان کی لڑائی لڑی۔اس جھڑپ میں طاہر کی فوج سے بہت سے افراد کام آئے، اس کے کئی عسکری سالار بھی تہہ وتیغ ہوئے۔طاہر کے لیے یہ بہت بری خبر تھی۔اس کا نہ اس جھڑپ سے پہلے اتنا نقصان ہوا نہ اس کے بعد۔

اس جھڑپ کے بعد طاہر نے ہاشمی سالاروں اور دیگر جنگجو سرداروں کی املاک اور جاگیریں ضبط کر لیں اور انہیں امن وامان اور مامون کی بیعت کی دعوت دیتے ہوئے خطوط لکھے۔چنانچہ ایک نمایاں گروہ نے اس کی یہ پیشکش قبول کر لی، جب کے نمایاں افراد درج ذیل تھے۔عبداللہ بن حمید بن قحطبہ اور اس کے بھائی۔حسن بن قحطبہ کا فرزند، یحییٰ بن علی بن ماہان، محمد بن ابی عباس طائی۔طاہر نے دیگر افراد سے بھی خط وکتابت کی چنانچہ ان کے دل طاہر کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئے۔

قصر صالح کی جھڑپ کے بعد خلیفہ امین خورد ونوش کی طرف متوجہ ہوا۔اس نے اختیارات محمد بن عیسیٰ بن نھیک اور الہرش کو سونپ دے۔ان دونوں کا ساتھ دینے والے اوباش اور لفنگے ہر اس شخص کو لوٹ لیتے جس پر وہ قابو پاتے۔عوام پر جب یہ حالت زیادہ مدت تک جاری رہی تو جس شخص کے پاس قوت ہوتی وہ بغداد شہر سے باہر نکل جاتا۔وہ جب بغداد سے باہر نکلتا تو اسے اپنی جان اور مال کی امان دی جاتی۔اہل بغداد کی وہی کیفیت تھی جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے:فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهُ بَابٌ ط بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (الحدید:۱۳)(یعنی پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔اس دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب۔)

بغداد سے کچھ لوگ حج کے بہانے سے نکل گئے۔اس بارے میں ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

[ان لوگوں نے حج کا اظہار کیا حالانکہ وہ حج کرنے کی نیت نہیں رکھتے تھے۔بلکہ وہ الھرش

Marfat.com

کی گرفت سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔کتنے لوگ خوشی وشادمانی میں محو تھے مگر الھرش نے ان پر ہلاکت مسلط کر دی۔]

بغداد کے ایک نوجوان شاعر نے کہا:

[میں بغداد پر خون کے آنسو رویا جب میں نے آسودگی وشادابی اور خوشنمائی ودل فریب کی زندگی کو مفقود پایا۔ہمیں مسرت کی جگہ غم ملے اور وسعت وفراخی کے بجائے تنگی وترش ملی۔ہمیں حاسدوں کی نظر لگ گئی اور بغداد کے باشندے منجنیق سے فنا ہو گئے۔کچھ لوگوں کو آگ سے جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور کوئی نوحہ خواں ڈوبنے والے پر نوحہ کناں ہے۔کوئی چلانے والی چلا کر واصباحاً پکار رہی ہے اور کوئی رونے والی اپنے بھائی کی جدائی پر رو رہی ہے۔ایک ناز نخرہ کرنے والی خوبصورت سیاہ چشم عورت زعفران آمیز خوشبو استعمال کرنے والی آتشزدگی سے بچنے کی خاطر،لوٹ مار کرنے والوں کی طرف بھاگ رہی ہے۔جب کہ اس کا والد آگ کی جانب دوڑ رہا ہے۔آہو چشم عورت کو لوٹا جا رہا ہے۔اس کے دانت موتیوں کی چمک کے مانند ہیں،یوں خواتین حیران و پریشان ہیں وہ اپنی گردنوں میں ہار ڈالے پریشان وسرگرداں ہیں۔وہ دوست کو پکارتی ہیں مگر کوئی دوست نہیں اور بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا گیا ہے۔کوئی بے وطن شخص نگر کے قریب چوک میں اس طرح پڑا ہے کہ اس کے دھڑ کے ساتھ اس کا سر نہیں ہے۔ان کی لڑائی میں ایسے لوگ بھی کود پڑے ہیں جو اس سے بے خبر ہیں کہ ان کا تعلق کس فریق سے ہے۔پس بیٹا اپنے باپ کے پاس نہیں ٹھہرتا اور دوست دوست کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔خواہ کوئی شخص کسی چیز سے کتنا ہی مانوس کیوں نہ ہو۔وہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے مگر مجھے غلاموں اور لونڈیوں کی منڈی (دارالرقیق) یاد آ رہی ہے۔]

الخزیمی نے تقریباً ایک سو پچاس اشعار پر مشتمل یہ طویل نظم لکھی۔جس میں اس نے بغداد کے تقریباً تمام حادثات وسانحات کا تذکرہ کیا جو اس لڑائی میں پیش آئے۔میں (ابن اثیر) نے طوالت کے پیش نظر وہ نظم درج نہیں کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ طاہر کا ایک سخت جنگجو سالار جب ایک دن لڑائی کے لیے نکلا تو اس نے

Marfat.com

کچھ غیر مسلح ناداروں کو دیکھا۔اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہمارے مقابلے میں لڑنے کے لیے وہ لوگ آتے ہیں جن سے لڑنا ہم اپنی توہین سمجھتے۔کیونکہ یہ لوگ حقیر ہیں۔اسے بتایا گیا کہ یہ لوگ تو آفت کے پرکالے ہیں۔اس پر اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: افسوس تم پر، اگر تم لوگ ان بے مایہ افراد سے شکست کھا گئے۔حالانکہ تم لوگ مسلح ہو اور تعداد میں زیادہ ہو، بہادر بھی ہو۔اب ان لوگوں کا داؤ کیسے چل سکتا ہے جب کہ وہ غیر مسلح ہیں اور تحفظ کے لیے ان کے پاس کوئی ڈھال اور آڑ نہیں۔

خراسانی کمانڈر یہ کہہ کر ایک غیر مسلح بغدادی کی جانب بڑھا جس کے ہاتھوں میں تارکول میں لپٹی ہوئی چٹائی تھی اور اس کی بغل کی نیچے ایک پتھروں سے بھرا تو برا تھا۔جب بھی خراسانی تیر پھینکتا تو عیار و چالاک بغدادی تیر سے بچ جاتا۔یہ تیر عیار بغدادی کے ہاتھ تو برے میں لگتا یا اس کے نزدیک گرتا وہ فوراً تیر اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیتا اور چلا کر کہتا: دانق (یعنی اس تیر کی قیمت ایک دانق [درہم کا چھٹا حصہ] جو اس نے حاصل کر لی ہے۔خراسانی کمانڈر اور عیار بغدادی میں جھڑپ اسی طرح جاری رہی حتی کہ خراسانی کے تمام تیر ختم ہو گئے۔پھر عیار نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنی گوپھن سے ایک پتھر اسے دے مارا جو سیدھا خراسانی کی آنکھ میں جا لگا۔پھر ایک اور پتھر پھینکا۔اب قریب تھا کہ وہ اسے گرادے۔خراسانی شکست کھا کر یہ کہتے ہوئے بھاگا: یہ لوگ انسان نہیں ہیں۔جب مامونی افواج کے سپہ سالار اعظم طاہر نے یہ واقعہ سنا تو خوب ہنسا۔

بغدادی شہریوں کی اس مزاحمت نے جب طول کھینچا اور قصر صالح میں اس کے بہت سے سپاہی ڈھیر ہو گئے تو اس نے گراؤ اور جلاؤ کا حکم دیا۔چنانچہ اس کے حکم پر دریائے دجلہ اور دار الرقیق کے مابین تمام گھر اور باب الشام اور باب الکوفہ سے الصراۃ اور ربض حمید اور نہر کرخایا تک تمام گھر مسمار اور نذر آتش کر دیے گئے۔طاہر کے سپاہی جب کسی گھر کو مسمار کرتے تو امین کے حامی اس کے دروازے اور چھت کا سامان اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لیتے۔چنانچہ ان کے ایک شاعر نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[ہمارے لیے ہر روز ایک خلا ہے جسے ہم بھر نہیں سکتے۔وہ لوگ اپنے مطالبات بڑھا کر اس خلا اور شگاف کو بڑھا دیتے ہیں۔جب وہ ایک گھر گرا دیتے ہیں تو ہم اس کی چھتیں لے لیتے ہیں۔پھر ہم ایک اور گھر کی بربادی کا انتظار کرتے ہیں۔جب وہ کسی دن لڑائی اور شر کے لیے حرص کرتے ہیں تو ہمارے اوباش ان سے بڑھ کر شر و فساد پر آمادہ ہوتے ہیں۔]

Marfat.com

طاہر نے جب یہ دیکھا کہ ان تمام اقدامات کا محصور بغدادیوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ تو اس نے سوداگروں کو حکم دیا کہ وہ اہل بغداد کو اشیاء و سامان فروخت نہ کریں۔ اس نے اشیاء خورد و نوش سپلائی کرنے والوں کو بھی روک دیا۔ اس نے اس بارے میں بہت سختی سے کام لیا۔ اس نے ان کشتیوں کی نقل و حرکت بھی روک دی جو دریائے فرات کی جانب لوگوں کو لے جاتی تھیں۔ اس نے کشتیوں کے مالکوں اور ملاحوں پر خوب سختی کی۔ ان اقدامات کے نتیجے میں قیمتیں بڑھ گئیں اور اہل بغداد کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا۔ اس پر خلیفہ امین نے اموال کی فروخت کا حکم دیا۔ اس نے یہ سب اموال اپنے قبضے میں کر لیے۔ اس نے اس کام کے لیے اپنا ایک افسر مقرر کر دیا۔ یہ شخص رات دن عوام کے گھروں پر دھاوا بولتا۔ عوام کو تہمت و بہتان کا ہدف بنایا گیا تو وہ سخت اذیت سے دوچار ہوئے۔

پھر دونوں لشکروں کے مابین درب الحجارہ کے مقام پر تصادم ہوا۔ اس معرکے میں طاہر کے بہت سے آدمی ڈھیر ہوئے۔ شماسیہ کی لڑائی کا حال یہ ہے کہ اس میں حاتم بن صفر، اوباشوں وغیرہ کو لے کر نکلا اور اس جتھے نے عبید اللہ بن وضاح پر دھاوا بول دیا۔ یہ اچانک حملہ بالکل بے خبری میں ہوا تھا۔ اس لیے عبید اللہ کو شکست ہوئی۔ اس نے شماسیہ سے راہ فرار اختیار کی تو ہرثمہ اس کی کمک کے لیے آیا تو اسے امین کے ایک حامی فوجی نے گرفتار کر کے جنگی قیدی بنا لیا۔ گرفتار کرنے والا اس سے ناآشنا تھا۔ اس پر ہرثمہ کے ایک ساتھی نے اسے بچانے کے لیے لڑائی کی حتی کہ اسے قید سے چھڑا لیا۔ ہرثمہ کے ساتھیوں نے شکست کھائی اور پھر حملہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

طاہر کو جب بغدادیوں کی اس بسالت و شجاعت کی خبر پہنچی تو اس نے شماسیہ کے اوپر پل باندھا اور طاہر کے حامی فوجی بغدادیوں کی جانب اس پل کو عبور کر کے پہنچے اور خوب لڑے حتی کہ انہوں نے امین کے حامیوں کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ اب عبید اللہ بن الوضاح کے ساتھی اپنے مراکز میں ازسرنو پہنچ گئے اور انہوں نے خیزرانیہ میں امین کے محلات کو نذر آتش کر دیا۔ ان محلات کی تعمیر پر ۲۰ لاکھ درہم خرچ ہوئے تھے۔ اوباشوں کی ایک بڑی تعداد ماری گئی۔ امین کی قوت کم ہو گئی اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔

امین سے ڈر کر عبد اللہ بن خازم بن خزیمہ نے مدائن کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ کیونکہ امین نے اس پر تہمت لگائی تھی نیز اس پر عوام اور اوباشوں نے حملہ کر دیا۔ عبد اللہ مدائن میں ہی مقیم رہا۔ ایک تاریخی قول کی رو سے طاہر نے اس سے مراسلت کی اور اسے دھمکی دی کہ نافرمانی کی صورت میں وہ اس

Marfat.com

کی جاگیر اور اموال پر قبضہ کرے گا۔

بعدازاں ہرش جزیرہ عباس کی طرف گیا۔اس کے ہمراہ ہر طرح کے ملے جلے لوگ تھے۔ طاہر کے کچھ حامی ساتھی اس کا مقابلہ کرنے گئے اور اس کے خلاف لڑے مگر ہرش ان پر غالب رہا۔ یہ دیکھ کر طاہر نے ان کی کمک کے لیے ایک اور دستہ روانہ کیا۔اس دستے نے ہرش اور اس کے ساتھیوں پر حملہ بولا۔ باہم سخت جھڑپ ہوئی۔ چنانچہ ان کے بہت سے آدمی غرقاب ہوئے۔

یہ صورت حال دیکھ کر امین تنگ آ گیا چنانچہ وہ ایک دن بولا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فریقین کو ہلاک کرے تاکہ ان سے آرام پائیں۔ ہر گروہ میرا دشمن ہے۔ یہ لوگ میرا مال چاہتے ہیں اور وہ لوگ میری جان چاہتے ہیں۔ پھر امین کا معاملہ دگرگوں اور کمزور ہو گیا۔اس کا لشکر منتشر ہو گیا اور امین پر طاہر کی فتح کا یقین ہو گیا۔

متفرق واقعات

امیر المومنین کے حکم سے اس سال کی حج کی عبادت کی رہنمائی عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے کی۔اسے طاہر نے بطور خاص نامزد کیا۔اس سال المؤتمن بن الرشید اور منصور بن المہدی خراسان میں مامون کی خدمت میں پہنچے۔ چنانچہ مامون نے اپنے بھائی مؤتمن کو جرجان کی طرف روانہ کر دیا۔

اس سال اندلس میں سخت گرانی ہوئی۔عوام نے بڑی مشکل سے یہ تلخ ایام گزارے اور جان بچانے کے لیے ہر حیلہ اختیار کرنے لگے۔

وفیات

اس سال حج سے واپسی پر فید کے مقام پر وکیع بن جراح الرؤاسی نے وفات پائی۔اس طرح اس سال بقیہ بن ولید حمصی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۱۱۰ھ اس کا سال ولادت ہے۔اس سال محمد بن ملیح بن سلیمان اسلمی نے بھی وفات پائی۔ ۷۷ برس کی عمر میں معاذ بن معاذ ابوالمثنی عنبری نے دنیا کو داغِ مفارقت دیا۔

Marfat.com

باب: ۶۷

۱۹۸ھ کے واقعات

بغداد پر طاہر کا تسلط

اس سال خزیمہ بن خازم، طاہر سے جاملا اور امین کو چھوڑ دیا۔ جب کہ ہرثمہ مشرقی جانب داخل ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ طاہر نے خزیمہ کو خط بھیجا کہ میرے اور محمد (الامین) کے مابین معاملے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور میری نصرت میں آپ کا کوئی موثر کردار نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کو خبردار کیا جاتا ہے کہ آپ اپنی کاروائی محدود کر دیں۔ یہ خط پڑھتے ہی خزیمہ نے طاہر کی بات قبول کر لی۔ نیز عرض کیا: آپ اگر خود ہرثمہ کے بجائے مشرقی جانب پڑاؤ ڈالتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس نے ہرثمہ پر اپنی کم اعتمادی کو واضح کیا الا یہ کہ وہ اُسے اپنے بجائے قیام کی ضمانت دے۔ کیونکہ اسے (خزیمہ) کو عوام کا ڈر ہے۔

چنانچہ ہرثمہ کے نام طاہر نے خط لکھ کر اسے ناکارہ ونکما قرار دیا اور اسے ملامت کی اور کہا: ''تو نے لشکر یکجا کیے، تو نے سال ضائع کیا اور تو اپنے مقابل لشکر کے سامنے بزدل کی طرح کھڑا ہوا۔ لہٰذا بغداد یوں پر دھاوا بول کر بغداد میں داخل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب کہ تم نے لشکر کو دھکیل کر اور پلوں کو کاٹ کر جنگی پلڑا بھاری کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تمہارے بارے میں کسی کو کوئی بھی اختلاف نہ ہوگا۔''

ہرثمہ نے سمع وطاعت کی تو طاہر نے خزیمہ کو مطلع کرنے کے لیے مراسلہ بھیجا۔ طاہر نے اس مضمون کا ایک خط محمد بن علی بن عیسٰی بن ہامان کو بھی بھیجا۔ ابھی محرم کے آٹھ دن باقی تھے کہ بدھ کی رات خزیمہ اور محمد بن علی بن عیسٰی نے دجلہ کے پل پر دھاوا بول کر اسے کاٹ ڈالا اور دونوں نے خلیفہ الامین کو

Marfat.com

معزول کر دیا۔ المھدی کے لشکر والے پر سکون رہے اور ہرثمہ اس وقت تک بغداد میں داخل نہ ہوا جب تک کہ کچھ جنگجو کمانڈروں نے اس کے پاس پہنچ کر یہ حلفیہ بیان نہیں دیا کہ ان کی طرف سے ہرثمہ ناگوار حرکت کو نہ دیکھے گا۔ اس حلف کے بعد ہرثمہ ان کے پاس پہنچا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک شاعر حسین خلیع کہتا ہے: (ترجمہ)

[ہم سب پر خزیمہ کا احسان ہے کہ اس کی بدولت رحمان نے لڑائی کی آگ بجھائی۔ اس نے بذات خود مسلمانوں کے امور معاملات کی نگرانی کی اور مسلمانوں کا اچھی طرح دفاع کر کے ان کی خوب حمایت کی۔ اگر ابو العباس نہ ہوتا تو ہمارا دور شب و روز ہم پر سختیاں اور تکلیفیں لاتا رہتا۔ خزیمہ نے یہ کارنامے اس وقت سرانجام دیے جب مصر ملک کا مشرق و مغرب مضطرب تھا۔ اس نے دجلہ اور القنا کے دو پل کاٹ دیئے جبکہ روحیں آرام سے محروم تھیں۔]

مزید اشعار بھی ہیں۔

اگلے روز طاہر بغداد اور کرخ کی جانب متوجہ ہوا۔ اس نے وہاں سخت لڑائی لڑی۔ عوام نے شکست کھائی تو وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے کرخ جا پہنچا اور کرخ میں شہریوں کے خلاف لڑا اور انہیں شکست دی۔ لوگ دم دبا کر بھاگے۔ طاہر کرخ میں فاتحانہ طور پر بزور شمشیر داخل ہوا۔ اس کے حکم پر ڈھنڈھورچی نے یہ اعلان کیا: ''جو گھر میں رہا اس کے لیے امان ہے۔ طاہر نے کرخ کے بازار اور قصر وضاح میں ضرورت کے مطابق فوج رکھی اور المنصور نے شہر کا رخ کیا۔ اس کا گھیراؤ کیا۔ اس نے قصر زبیدہ اور قصر خلد کا بھی گھیراؤ کیا۔ باب جسر سے لے کر باب خراسان تک باب کوفہ اور باب بصرہ سب طاہر کی افواج کی زد میں تھے۔ الصراۃ کے کنارے سے لے کر دریائے دجلہ کے دہانے تک ہر جگہ فوج ہی فوج تھی۔

طاہر کے خلاف لڑائی میں حاتم بن صقر اور ہرش نیز افریقی لوگ ثابت قدم رہے تھے تو طاہر نے زبیدہ کے محل کے اور قصر خلد کے سامنے منجنیقیں نصب کیں۔ خلیفہ امین اپنی والدہ اور بچوں کو ساتھ لیے منصور شہر کی طرف چلا گیا۔ اس کی عمومی فوج، خواجہ سرا اور باندیاں راستے میں اس سے الگ ہو گئے۔ کوئی مڑ کر کسی کو دیکھتا نہ تھا۔ عام اور بازاری قسم کے لوگوں نے راہ فرار اختیار کر لی تو امین منصور شہر میں قلعہ بند ہو گیا۔ طاہر نے اس کا محاصرہ کر لیا اور دروازوں پر پہرے بیٹھا دیے۔ جب اس محاصرہ کی خبر مشہور شاعر عمر الوڑاق کو ملی تو اس نے اپنے خبر دہندہ سے کہا: ''مجھے شراب کا جام دو۔'' پھر کسی کے یہ

Marfat.com

اشعار پڑھے: (ترجمہ)

[جامِ مے تھام لو اور شراب کے بھی کئی نام ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ایک نام دوا ہے اور ایک مرض۔ ایک دن جب اس میں جب پانی کی آمیزش کی جاتی ہے تو پانی شراب کی اصلاح کر دیتا ہے اور کبھی پانی اسے بگاڑ دیتا ہے۔ کتنے بات کہنے والے ہیں کہ ہمارے اس دن کے لڑائی کے واقعہ میں ان کے لیے قدر و منزلت تھی کچھ باتیں اور بھی ہیں۔ میں اس سے بولا: تو ایک مردِ ناداں ہے اور تو بھلائی کے امور میں سستی و تاخیر کرنے والا ہے۔ تم شراب پیو اور لوگوں کی باتیں ہمارے ساتھ مت کرو۔ لوگ جب چاہیں گے باہم صلح کر لیں گے۔]

ابراہیم بن مہدی کا بیان ہے کہ جب امین کا طاہر نے محاصرہ کیا تو میں امین کے ساتھ تھا۔ ایک رات امین باہر نکلا تا کہ وہ اس تنگی سے نجات پائے جس میں وہ مبتلا تھا اور تھوڑی تفریح کر لے۔ چنانچہ وہ الخلد کی جانب اپنے ایک محل کی طرف چل پڑا۔ پھر خلیفہ امین نے مجھے بلا بھیجا۔ میں اس کے پاس حاضر ہوا تو کہا: تم اس رات کی عمدگی دیکھ رہے ہو؟ اور آسمان پر چاند کا حسن ملاحظہ کر رہے ہو اور دریائے دجلہ کے ساحل پر پانی پر چاند کی روشنی کی کرنیں دیکھ رہے ہو! تو کیا تو کچھ پینا چاہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جیسا آپ پسند فرمائیں؟'' چنانچہ خلیفہ نے ایک رطل شراب نوش کی اور مجھے ایک رطل شراب پلائی۔ پھر میں نے اسے وہ نغمے سنائے جن کے بارے میں، میں سمجھتا تھا کہ وہ انہیں پسند کرتا ہے۔ اس پر خلیفہ امین نے مجھ سے دریافت کیا: ''تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو تمہاری خاطر ساز و مضراب بجائے؟'' میں نے عرض کی: میں تو اس کا بہت زیادہ محتاج ہوں!'' یہ سن کر اس نے ایک باندی بلوائی جو اس کے پاس رہتی تھی۔ اس باندی کا نام ضعف تھا۔ میں نے اس باندی کے نام سے بدشگونی کی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اس نے باندی کو گانا گانے کا حکم دیا۔ اس نے شاعر الجعدی کے اشعار گائے: (ترجمہ شعر)

[میری جان کی قسم! کلیب بہت زیادہ مددگار تھا اور جرم کرنے کی رو سے تم سے بہت کم تھا مگر وہ خون میں لت پت کیا گیا۔]

یہ شعر خلیفہ پر بہت گراں گزرا اور اس نے اس شعر سے بدشگونی لی اور حکم دیا: ''یہ اشعار نہ

Marfat.com

گاؤ بلکہ کچھ اور شعر گاؤ۔" چنانچہ باندی نے درج ذیل دو شعر گائے: (ترجمہ اشعار)

[ان لوگوں کی جدائی نے میری آنکھوں کو رُلا دیا اور ان کی نیند اڑا دی۔ یقیناً پیاروں کی جدائی رُلا ہی دینے والی ہے۔ گردشِ زمانہ ان پر مسلسل زیادتی کرتی رہی حتیٰ کہ وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ بلاشبہ گردشِ روزگار بہت تیز دوڑنے والی ہے۔]

یہ اشعار سنتے ہی خلیفہ نے برافروختہ ہو کر کہا: اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ کیا تجھے گانے کے لیے اس کے سوا کوئی اور اشعار نہیں ملتے؟" اس پر باندی نے عرض کیا۔ میں نے وہی اشعار گائے ہیں جن کے بارے میں میرا گمان تھا کہ آپ کو پسند آئیں گے۔" پھر اس نے درجِ ذیل اشعار گائے: (ترجمہ اشعار)

[حرکت وسکون کے پروردگار کی قسم، اموات کا جال بہت گھمبیر ہے۔ رات دن کا بدل بدل کر آنا اور فلک میں آسمان کے ستاروں کی گردش محض اس لیے ہے تا کہ نعمتوں کو ایک ایسے بادشاہ سے لے کر کسی دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل کر دیں جس کا اقتدار ختم ہو چکا ہے۔ جب کہ عرش والے کا اقتدار ابدالآباد کے لیے ہے۔ نہ وہ اقتدار فنا ہونے والا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اور شریک ہے۔]

یہ اشعار سنتے ہی خلیفہ امین نے غصے سے کہا: "کھڑی ہو جاؤ۔ اللہ کا تم پر غضب ولعنت ہو۔" وہ اٹھی اور جانے لگی تو خلیفہ کے ایک بلوریں جام سے جا ٹکرائی جو اپنی بناوٹ میں شاہکار تھا۔ خلیفہ اس جام کو "زُبّ رباح" کہہ کر پکارتا تھا۔ یہ جام خلیفہ امین کے سامنے دھرا تھا۔ باندی اس سے ٹکرائی تو وہ ٹوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر امین نے کہا: "ابراہیم، تیرا ناس ہو جائے! تمہاری کیا رائے ہے کہ اس باندی نے کیسے اشعار گائے اور پھر خوبصورت جام ٹوٹا؟ اللہ کی قسم، میں سمجھتا ہوں کہ میرا انجام قریب آ چکا ہے۔" میں نے عرض کیا: "اللہ آپ کے اقتدار کو دوام بخشے، آپ کی حکمرانی کو عزّت وسرفرازی عطا فرمائے اور آپ کے دشمن کو ذلیل وخوار کرے۔" ابھی ہماری بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ہم نے ایک آواز سُنی: قضی الأمر الّذی فیه تستفتیان (یوسف:۴۱) [یعنی فیصلہ ہو گیا اس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے۔] اس پر امین نے کہا: "اے ابراہیم! کیا تم نے سنا جو میں نے سنا ہے۔" میں نے عرض کی: "میں نے تو کچھ نہیں سُنا۔" حالانکہ میں نے یہ آواز سنی تھی۔ خلیفہ بولا: "کیا تم آہٹ سن رہے ہو؟" چنانچہ میں

Marfat.com

ساحل کے نزدیک ہوا تو میں نے کچھ نہ دیکھا۔ پھر ہم نے از سرِ نو بات چیت شروع کی تو پہلے کی طرح پھر آواز آئی۔ یہ دیکھ کر خلیفہ اس جگہ سے اٹھا اور شہر میں اپنی جگہ کی طرف روانہ ہوا مگر وہ بہت مغموم تھا۔ پھر ایک رات گزری یا دو کہ وہ مارا گیا۔

امین کا قتل

محمد امین جب منصور شہر میں داخل ہو گیا اور طاہر نے کرخ وغیرہ کے بازاروں پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ خلیفہ امین شہر میں ٹھہرا تو اس کے عسکری قائدین اور ساتھیوں پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ان کی محاصرہ کی تیاری ناتمام ہے، انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ طاہر ان پر غالب آ جائے گا۔ چنانچہ امین کی خدمت میں محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب وغیرہ پہنچے اور عرض کیا: ہماری موجودہ حالت آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ہم نے ایک رائے قائم کی ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، آپ اس رائے پر غور و فکر فرمایئے اور پھر عزمِ مصمّم کر لیجئے۔ ہم سب کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رائے میں خیر و سلامتی سمو دے گا۔''

خلیفہ نے دریافت کیا: ''وہ رائے کیا ہے؟''

وہ بولے: ''لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دشمن نے آپ کو گھیر لیا ہے۔ آپ کے پاس اب صرف سات ہزار بہترین گھوڑے باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد اور عزیزوں میں سے ایسے سات ہزار افراد منتخب فرمائیں، جن سے آپ کی محبت سے ہم واقف ہوں۔ پھر آپ انہیں، اِن سات ہزار گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیں۔ پھر آپ رات کے وقت شہر کے دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے باہر نکل جائیں۔ رات اس کارروائی کے لیے کافی ہے۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہم لوگ نکلیں گے، حتیٰ کہ ہم الجزیرہ اور شام کے علاقوں میں جا پہنچیں گے۔ ہم زکوٰۃ، عشر اور خراج وصول کریں گے۔ یوں ہم ایک نئے ملک اور وسیع مملکت میں چلیں گے۔ عوام آپ کی جانب لپکیں گے اور دشمن کی فوج آپ کے تعاقب و گرفتاری سے بے بس رہے گی اور اللہ سبحانہٗ بہت سے نئے امور پیدا فرما دے گا۔''

یہ سن کر خلیفہ امین بولا: ''آپ کی رائے بہت عمدہ ہے۔'' پھر اس نے اس مشورے پر عمل

Marfat.com

درآمد کا تہیہ کرلیا مگر اس مشاورت کی اطلاع طاہر کو ملی۔ چنانچہ اس نے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نھیک اور سندی بن شاہک کے نام یہ پیغام بھیجا: ''اللہ کی قسم! اگر آپ لوگوں نے خلیفہ کو اس اقدام سے باز نہ رکھا تو میں آپ لوگوں کی ہر جاگیر و جائیداد پر قبضہ کرلوں گا اور آپ لوگوں کی گرفتاری و قتل ہی میرا نصب العین ہوگا۔''

چنانچہ یہ تینوں حضرات امین کی خدمت میں باریاب ہوئے اور عرض کیا: ''آپ کے عزم کے بارے میں ہمیں اطلاع ملی ہے۔ آپ کے یہ لوگ تو نادار ہیں اور محاصرہ میں ان کی جو حالت ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے بھائی کے ہاں ان کے لیے کوئی امان نہیں ہے، نہ ہی طاہر کے ہاں ان کے لیے کوئی امان ہے، کیوں کہ یہ لوگ لڑنے پر کمر بستہ رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب آپ ان کے ساتھ نکلیں گے تو وہ آپ کو پکڑ کر قیدی بنالیں گے یا آپ کا سر کاٹ لیں گے اور یوں وہ آپ کے ساتھ یہ سلوک کر کے طاہر کا تقرب حاصل کریں گے اور آپ کو اپنے امان حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیں گے۔'' پھر انہوں نے کچھ ضرب الامثال سنائیں۔ چنانچہ خلیفہ ان کے چکمے میں آ گیا اور اس نے امان طلب کرنے اور شہر سے باہر نکلنے کا عندیہ ظاہر کیا۔ ارکانِ وفد نے کہا: ''آپ کا مقصود تو جان و مال کی سلامتی اور عیش و طرب ہے۔ آپ کا بھائی۔ جہاں آپ چاہیں گے۔ آپ کو رہنے دے گا۔ آپ کے لیے ایک جگہ مختص کردے گا اور اس میں آپ کے لیے تمام سہولیات فراہم کردے گا۔ آپ کی ہر پسند و خواہش کی تکمیل و تعمیل ہوگی۔ بھائی کی جانب سے آپ کو نہ تکلیف پہنچے گی نہ ضرر۔'' چنانچہ امین اس رائے کی جانب مائل ہوگیا اور اس نے وہاں سے نکل کر ہرثمہ بن اعین کے پاس جانے کی ہامی بھرلی۔

اس کے بعد وہ وفد پھر آیا جس نے خلیفہ امین کو شام چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: ''آپ نے جب ہماری درست رائے تسلیم نہیں کی اور آپ نے ان چاپلوسوں کی بات مان لی تو پھر بھی ہم یہ عرض کریں گے کہ آپ کو ہرثمہ کے بجائے طاہر کے پاس پہنچنا آپ کے لیے زیادہ اچھا ہے۔'' امین نے جواب دیا: ''میں طاہر سے نفرت کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں اینٹوں کی بنی ایک اونچی دیوار پر فضاء میں کھڑا ہوں۔ دیوار کی بنیاد چوڑی ہے۔ میں نے اس طول وعرض کی دیوار نہیں دیکھی۔ میں نے پٹا اور تلوار زیب تن کر رکھے ہیں۔ طاہر اس دیوار کے ساتھ نیچے کھڑا

Marfat.com

ہے اور وہ دیوار کو مسلسل دھکا دے رہا ہے حتیٰ کہ دیوار گری اور میں بھی گرا۔ گرنے سے میری ٹوپی سر سے دور جا پڑی ۔لہٰذا میں طاہر کو ناپسند کرتا ہوں اور اس سے بدشگونی لیتا ہوں۔ جب کہ ہرثمہ ہمارا مولیٰ ہے۔اور وہ میرے لیے بمنزلہ باپ کے ہے۔ میں اُس سے بہت مانوس ہوں اور مجھے اس پر اعتماد ہے۔''

اب امین نے ہرثمہ سے امان طلب کی جو منظور ہوئی۔ ہرثمہ نے اس موقعہ پر حلف اٹھایا کہ اگر مامون نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اس کے دفاع میں لڑے گا۔طاہر کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس پر یہ شاق گزرا،اُس نے طے کرلیا کہ وہ اسے ہرثمہ کے پاس جانے نہیں دے گا۔ وہ بولا: وہ میری فوج کے علاقے اور محاصرے میں ہے۔وہ میرے زیرِ کمان علاقے میں ہے۔ میں نے اسے محصور ہونے پر مجبور کیا حتیٰ کہ وہ امان طلب کرنے پر مجبور ہوا۔ لہٰذا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ ہرثمہ کی طرف نکل جائے اگر وہ ہرثمہ کے پاس پہنچ گیا تو فتح کا سہرا میرے سر نہیں بلکہ ہرثمہ کے سر بندھے گا۔

ہرثمہ اور اس کے ساتھی عسکری سالاروں کو جب یہ اطلا پہنچی تو وہ خزیمہ بن خازم کے گھر اکٹھے ہوئے ۔ادھر طاہر اور اس کے جنگی کمانڈرز بھی آ گئے ۔نیز سلیمان بن منصور، ہندی اور محمد بن عیسیٰ بن نھیک بھی آ پہنچے۔ باہم تبادلہ خیالات ہوا۔ان سب نے طاہر کو مطلع کیا کہ خلیفہ کبھی بھی طاہر کے پاس حاضر نہیں ہوگا اور اگر اس کی درخواست قبول نہ ہوئی تو وہ امان طلب نہیں کرے گا الّا یہ کہ معاملہ وہی ہو جو حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ساتھ ہوا تھا۔ ان لوگوں نے طاہر سے کہا: ''اگر خلیفہ اپنی جان بچا کر ہرثمہ کے پاس پہنچ جاتا ہے جب کہ آپ کی خدمت میں مہر،عصاء اور چادر۔ یہی سامانِ خلافت ہے۔ پیش کر دیتا ہے تو آپ اسے بھی غنیمت سمجھیے اور اسے بگاڑیے نہیں۔'' طاہر نے یہ مشورہ قبول کرلیا اور اس پر رضامند ہو گیا۔

ادھر ہرثمہ جب اس سمجھوتے سے آگاہ ہوا تو اس نے طاہر کا تقرّب حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے طاہر کو بتایا: ''یہ سمجھوتہ اصل میں ایک سازش ہے۔ جب کہ سچ یہ ہے کہ مہر،عصائے خلافت اور چادر امین کے ساتھ ہی ہرثمہ تک پہنچے گا۔'' یہ سن کر طاہر غضب آلود ہوا، اس نے امین کی والدہ کے محل اور خلد کے محلات کے ارد گرد کچھ لوگوں کا خفیہ پہرا بٹھا دیا۔ ان کے ساتھ کدالیں اور پھالیاں تھیں ۔خلیفہ امین نے جب محل سے نکل کر ہرثمہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو نکلنے سے پہلے اسے سخت پیاس لگی۔ آنجانے میں اس کے لیے پانی ڈھونڈا گیا مگر نہ ملا۔ جب ۲۵ محرم ۱۹۸ھ کو اتوار

Marfat.com

کی رات شام ہوگئی تو محصور خلیفہ آدھی رات کے قریب صحن خانہ میں آیا۔اس نے سفید کپڑے زیب تن کرر کھے تھے۔اس نے سیاہ رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی۔ہرثمہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا: ''میں نے آپ کو نکالنے کے لیے پختہ بندوبست کرر کھا ہے۔تاہم آپ آج رات محل سے باہر نہ نکلیں۔اس لیے کہ میں نے دریائے دجلہ کے کنارے ایک مشکوک نقل وحرکت دیکھی ہے۔مجھے خطرہ ہے کہ مجھے مغلوب کرلیا جائے گا اور آپ کو مجھ سے چھین لیا جائے گا۔یوں آپ کی اور میری جان جائے گی۔لہٰذا آپ آج رات وہیں ٹھہریں تاکہ میں خوب تیاری کرلوں اور آیندہ رات آپ کے پاس حاضر ہوں۔ اگر آپ کے خروج کے وقت لڑائی ہوئی تو میں آپ کے تحفظ ودفاع میں لڑوں گا۔''

یہ پیغام سُن کر محصور خلیفہ نے ہرثمہ کے ہرکارے سے کہا: ''واپس جاؤ اور کہو کہ وہ اپنی جگہ پر رہے۔میں ابھی اسی وقت اس کی طرف نکل کر جارہا ہوں۔میں کل تک یہاں نہیں رہنا چاہتا۔'' اتنا کہہ کر خلیفہ بے چین ہوگیا اور بولا: ''میرے نوکر چاکر، باندی غلام اور محافظ سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ ہوسکتا ہے کہ میرے یہاں سے نکلنے کی اطلاع طاہر تک پہنچے اور وہ مجھے پکڑ لے۔'' پھر خلیفہ امین نے اپنے دونوں شہزادوں کو بلوایا اور ان سے بغل گیر ہوا، انہیں چوما اور رو پڑا۔اور بولا: ''میں تم دونوں کو اللہ بزرگ وبرتر کے سپرد کرتا ہوں۔'' یہ کہتے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو امڈ آئے تو اس نے اپنی آستین سے آنسو پونچھے۔پھر ساحلِ دجلہ تک سوار ہوکر پہنچا۔وہاں ہرثمہ کی سبک رفتار کشتی موجود تھی۔خلیفہ امین اس میں سوار ہوا۔

احمد بن سلّام، شکایت سیل کے انچارج کا بیان ہے: میں سبک رفتار کشتی میں ہرثمہ کے ساتھ تھا۔جب خلیفہ امین کشتی میں سوار ہوا تو ہم اس کے احترام میں کھڑے ہوئے۔جب کہ ہرثمہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا اور بوجہ مرضِ نقرس اٹھ کھڑا نہ ہونے سے معذرت کی۔پھر اس سے بغل گیر ہوا اور اپنے ساتھ چمٹا لیا اور اُسے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں چومنا شروع کر دیں۔ہرثمہ نے حکم دیا کہ سبک رفتار کشتی کو چلایا جائے، کیوں کہ طاہر کے ساتھیوں نے چھوٹی کشتیوں میں ہم پر حملہ کردیا تھا۔انہوں نے شوروغل کیا اور کشتی پر اینٹوں اور تیروں کی بارش کردی۔چنانچہ پانی کشتی میں گھسا اور وہ ڈوب گئی۔ہرثمہ پانی میں گرا اور ہم بھی گرے۔ملاّح نے ہرثمہ کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا اور اسے پانی سے باہر نکال لیا۔خلیفہ جب پانی میں گرا تو اس نے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ساحل

Marfat.com

کی جانب نکلا۔ مجھے طاہر کے ایک آدمی نے گرفتار کرلیا۔ وہ مجھے لے کر طاہر کے ایک کمانڈر کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہیں کشتی سے باہر نکالا گیا ہے۔ اس کمانڈر نے مجھ سے دریافت کیا: ''میں کون ہوں؟'' میں نے کہا: ''میں امیر المؤمنین کا آزاد کردہ غلام احمد بن سلام ہوں اور خلیفہ کے شکایات سیل کا انچارج ہوں۔'' وہ بولا: ''تم جھوٹ بکتے ہو، میرے سامنے سچ بولو۔'' میں نے جواب دیا: ''میں نے سچ بولا ہے؟'' وہ بولا: ''معزول کا کیا بنا؟'' میں نے اسے بتایا: ''میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس نے اپنی پوشاک پھاڑ ڈالی۔ پھر وہ سوار ہوا اور مجھے اپنے ساتھ دوڑانے لگا۔'' اس نے میری گردن میں رسّی ڈال رکھی تھی۔ میں جب دوڑ نہ سکا اور دوڑ دوڑ کر تھک گیا تو اس کمانڈر نے میری گردن اڑانے کا حکم دیا۔ مگر میں نے اس سے اپنے آپ کو دس ہزار درہم کے عوض خرید لیا۔ اس نے مجھے ایک گھر میں چھوڑا تا کہ وہ مال وصول کر سکے۔ اس گھر میں کچھ خالی بوریاں اور چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور دو تکیے تھے۔

رات کا جب ایک پہر گزر گیا تو لوگوں نے دروازہ کھولا اور امین کو اندر لائے، وہ ننگا تھا۔ اس نے پائجامہ پہن رکھا تھا۔ سر پر پگڑی اور اس کے کندھے پر پرانے کپڑے کی ایک دھجی تھی۔ لوگوں نے اسے میرے ساتھ چھوڑ دیا۔ میں دل ہی دل میں رویا اور انا للہ پڑھی۔ اس نے میرا نام پوچھا، تو میں نے اپنا تعارف کرایا۔ اس نے کہا: ''مجھے اپنے ساتھ بھینچ لو۔ میں سخت وحشت محسوس کر رہا ہوں۔'' میں نے اسے اپنے ساتھ بھینچ لیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا ہے۔ پھر خلیفہ نے کہا: ''اے احمد! میرے بھائی (یعنی مامون) کی کیا خبر ہے؟'' میں نے کہا: ''وہ زندہ ہے۔'' کہا: ''اللہ ان لوگوں کے نظام ڈاک کو تباہ و برباد کرے۔ ڈاک کا سربراہ کہا کرتا تھا کہ میرے بھائی نے لڑائی اور جنگ وجدل سے تنگ آ کر موت کا پیالہ پی لیا ہے۔'' میں بولا: ''بلکہ اللہ آپ کے وزیروں کو برباد کرے۔'' پھر خلیفہ نے پوچھا: ''آپ کے خیال میں وہ مجھ سے کیا سلوک کریں گے؟ کیا وہ مجھے مار ڈالیں گے یا میرے ساتھ اپنے وفا کے وعدے پورے کریں گے؟'' میں نے عرض کیا ''بلکہ آپ کے ساتھ وہ امان دینے کے وعدے نبھائیں گے۔'' وہ اپنے کندھے پر بار بار کپڑے کی دھجی رکھتا تھا۔ میں نے پھرتی سے اپنا صافا اتارا اور عرض کیا: ''یہ آپ اپنے اوپر ڈال لیجیے۔'' فرمایا: ''رہنے دیجیے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس قسم کے موقع پر اتنا لباس بھی کافی ہے۔''

Marfat.com

ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس اندر آیا اور ہمارے چہروں پر نظر ڈالی۔ میں نے اُسے پہچاننے کی کوشش کی۔ بندہ نے جب اسے پہچان لیا تو وہ چلا گیا۔ وہ تھا محمد بن حمید طاہری۔ میں نے اسے دیکھ کر یقین کرلیا کہ امین مارا جائے گا۔ جب آدھی رات ہوئی تو دروازہ کھلا اور کچھ لوگ گھر میں گھس آئے۔ انہوں نے تلواریں سونت رکھی تھیں۔ امین انھیں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ کی قسم اللہ کے راستے میں میری جان گئی۔ کیا کوئی ہے فریاد رس، کیا ہے کوئی میرا لخت جگر؟ لوگ آئے اور گھر کے اس کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئے جس میں ہم دونوں تھے۔ اب وہ سب ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''آگے بڑھ۔'' اور باہم ایک دوسرے کو دھکیلنے لگے۔ امین نے ایک تکیہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہنے لگا: ''تمھارا ناس ہو جائے! میں رسول اللہ ﷺ کا چچا زاد ہوں۔ میں ہارون کا بیٹا ہوں اور مامون کا بھائی ہوں۔ میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

حملہ آوروں میں سے ایک آگے بڑھا اور امین پر تلوار کا وار کیا جو اس کے سر کے اگلے حصے پر لگا۔ امین نے اس کے منہ پر تکیہ مارا اور اس سے تلوار چھیننے کی کوشش کی۔ اس پر وہ حملہ آور چلایا: ''اس نے مجھے مار ڈالا، مار ڈالا۔'' حملہ آور جتھے کے کچھ بندے اندر داخل ہوئے تو ان میں سے ایک نے امین کے پہلو میں تلوار کی نوک چبھوئی۔ پھر وہ اس پر سوا ہو گئے۔ پھر گدّی کے پاس سے اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کا سر کاٹا اور سر لے کر طاہر کے پاس چلے گئے اور باقی لاش وہیں چھوڑ دی۔ سحری کے وقت اس کی لاش اٹھالی۔ طاہر نے مقتول خلیفہ کا سر ایک برج پر نصب کروا دیا۔ اہلِ بغداد دیکھنے کے لیے نکلے تو طاہر کہتا تھا: یہ معزول کردہ محمد کا سر ہے۔''

اس کے قتل پر بغدادی لشکر اور طاہری فوج دونوں پشیمان ہوئے۔ اس لیے کہ وہ قتل سے پہلے لوگوں کے اموال چھین لیتے تھے۔ اب عوام کے مال لوٹنے کا بہانہ باقی نہ رہا۔ طاہر نے محمد کا سر اس کے بھائی مامون کی طرف بھیجا۔ اس نے یہ سر اپنے عم زاد محمد بن حسین بن مُصعب کے ہاتھ بھیجا۔ نیز اسے فتح نامہ لکھ دیا۔ جب وہ پہنچا تو سر ذوریاستین نے لے لیا۔ اور اسے ڈھال پر رکھا۔ مامون نے جب اپنے بھائی کا سر دیکھا تو سجدہ کیا۔ طاہر نے اس سر کے ساتھ ہی چادر، عصا اور مہر بھیج دی تھیں۔ شہر والوں کو جب معلوم ہوا کہ طاہر نے اپنے آزاد کردہ غلام قریش کو حکم دیا اور اس نے امین کو قتل کیا تو شہر کے ایک بڑے میاں بولے: ''سبحان اللہ! ہم روایت کیا کرتے تھے کہ اسے قریش قتل کریں گے، تو

Marfat.com

ہمارا ذہن قبیلے کی طرف جاتا تھا مگر نام نام کے موافق پڑا۔''

امین قتل ہوا تو لوگوں کو امان کے اعلان سے باخبر کیا گیا۔ سب عوام کو پروانہ امن و امان ملا۔ جمعے کے دن طاہر شہر میں داخل ہوا۔ اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی۔ اس نے مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی مذمت کی۔ اس نے المعتصم کے نام چٹھی بھیجی۔ ایک کم زور قول کی رو سے ابن المھدی کے نام خط لکھا: ''امّا بعد! میرے لیے یہ ایک مشکل بات ہے کہ خلافت کے گھرانے کے ایک فرد کے نام۔ الامیر۔ کہے بغیر خط لکھوں۔ مگر مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ ایک خاص رجحان رکھتے ہیں اور آپ معزول عہد شکن کی حمایت کا دم مارتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو میں نے آپ کو بہت کچھ لکھ دیا ہے اور اگر آپ کا میلان ایسا نہیں ہے تو پھر آپ پر سلامتی ہو، ایھا الأمیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

امین کے قتل پر ابراہیم بن المہدی نے اس کا مرثیہ کہا: (ترجمہ اشعار)

[چٹانوں اور اینٹوں والے الخلد کے مٹ جانے والے ٹیلے کے پاس میرے دونوں ساتھیوں جھک جاؤ۔ اس مرمر کے پاس جھکو جس سے پاش کی جاتی ہے اور دروازہ خالص سونے کا دروازہ ہے۔ میرے دونوں ساتھیو! تم جھک جاؤ اور اس ٹیلے کے پاس قادر کی قدرت پر اچھی طرح یقین کرلو۔ اور میری طرف سے حکمران اور رعایا دونوں کو ایک پیغام پہنچادو۔ تم دونوں کہہ دو: اے فرزندِ اُبی النّاصر! اللہ کے ملک کو طاہر کے شر سے پاک کر دے۔ کیا اس کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ اس نے خلیفہ مظلوم کی انتڑیوں کو ایسے کاٹ ڈالا۔ جیسے قصاب قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتا ہے۔ حتی کہ وہ اس کی انتڑیوں کو کھینچنے لگا، ایک رسّی کی صورت میں۔ موت اپنے پہلو کے بل گر کر ٹھنڈی ہوگئی ہے۔ مگر موت کی آنکھ کی نظر نیچی ہے۔]

خلیفہ مامون تک جب یہ اشعار پہنچے تو یہ اس پر بہت گراں گزرے۔

امین کا کردار، عمر اور حکومت

محمد الامین نے بروز جمعرات ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں اقتدار سنبھالا اور وہ اتوار کی رات ۲۴ محرم ۱۹۸ھ میں قتل ہوا۔ اس کی کنیت ابوموسیٰ ہے۔

Marfat.com

ایک کم زور قول کی رو سے اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اس کے والد ہیں الرشید ہارون بن ابی عبداللہ المہدی بن ابی جعفر المنصور۔ جب کہ اس کی والدہ زبیدہ ہے جو منصور کے بیٹے جعفر اکبر کی صاحبزادی ہے۔ اس کی مدتِ خلافت ۴ سال ۸ ماہ اور پانچ دن ہے۔ ایک قول کی رو سے اس کی مدّت خلافت جمادی الآخر کے نصف تک تھی۔ اس کی عمر اٹھائیس برس تھی۔

امین، دراز قامت اور چھوٹی آنکھوں والا تھا۔ اس کے مونڈھے کے ہڈیاں بڑی تھیں۔ دونوں کندھوں کے مابین فاصلہ زیادہ تھا۔ وہ خوبصورت تھا۔ وہ رصافہ میں پیدا ہوا تھا۔

مامون کو جب اس کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے ماتحت عسکری قائدین کو اپنے دربار میں شرفِ باریابی بخشا۔ فضل بن سہل نے ان کے سامنے مکتوب پڑھا۔ اس پر جنگی سرداروں نے مامون کو فتح کی مبارک دی اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ مامون نے طاہر اور ہرثمہ کو فرمان لکھا کہ قاسم مؤتمن کو ولی عہدی سے معزول کیا جائے۔ چنانچہ ان دونوں نے اس سال ربیع الاوّل میں اسے برطرف کر دیا۔

شاعروں نے امین کے قتل پر خوب خوب مرثیے کہے۔ چوں کہ ان کا تعلق تاریخ سے نہیں، اس لیے ہم انہیں ترک کر رہے ہیں۔ تاہم نمونے کے لیے ہم یہاں حسین بن ضحاک کا مرثیہ نقل کر رہے ہیں۔ یہ شاعر، امین کا ندیم تھا وہ اس کے مارے جانے کی تصدیق نہیں کرتا تھا اور اس کا یقین تھا کہ امین واپس آئے گا۔

ترجمہ مرثیہ:

[اے اپنے خانوادے میں سے بہترین شخص۔ میں آپ پر حسرت و افسوس کر رہا ہوں اور مجھے حکمرانوں کے عتاب کا اندیشہ نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ میرا دل آپ کی یاد میں بے قرار اور میری آنکھ اشک بار ہے۔ میں اس مصیبت پر مبتلائے غم ہوں اور جو کچھ کہہ رہا ہوں اس سے کہیں بڑھ کر غم دل میں چھپائے ہوئے ہوں۔ آپ ہمارے فاقوں کو دور کرنے کے لیے زندہ کیوں نہیں رہے۔ آپ کے بجائے اوروں کو ختم ہونا چاہیے تھا۔ آپ کی ذات اپنے بزرگوں کی بہترین جانشین تھی، جب کہ آپ کے بعد آنے والے عاجز و بے بس ہو جائیں گے۔ آپ کا خاندان، اپنی لغزش کے بعد چین کی نیند نہ سوئے۔ میں اس واقعہ

Marfat.com

کے بعد آپ کی برادری کو بنگاہِ نفرت دیکھتا ہوں۔ ان لوگوں نے آپ کی حرمت کو پائمال کیا اور یوں حرمِ رسول کی بے حرمتی ہوئی۔ اب اس کے بعد تاریکی ہی تاریکی ہے۔ آپ کے عزیز واقارب بے یارومددگار ہو کے رہ گئے اور وہ سب ذلت وخواری کے معترف ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے باپ کے حرم کو رضا کارانہ طور پر چھوڑ دیا جب کہ پاک دامن خواتین چیخ چلا رہی تھیں۔ سراسیمگی کی وجہ سے ان کنواریوں کی پنڈلیاں کھل گئیں۔ جب کہ ادھیڑ عمر خواتین غمگین آواز سے رو رہی تھیں۔ ان کی چادریں اور دوپٹے چھین لیے گئے اور باپردہ عورتیں بے پردہ ہوئیں۔ جب وہ خواتین لوٹی گئیں تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے موتی سیپ سے باہر نکل آیا ہو۔ ایک بادشاہ نے دھیرے دھیرے اپنا ملک واقتدار کم کر دیا۔ اور پھر وہ کمزور ہو گیا اور گردشِ روزگار جاری ہے۔ محال ہے کہ آپ کے بعد ہمارے لیے عزّ و شرف برقرار رہے۔ کیا اللہ کے عہد و پیمان کے بعد تم اسے قتل کر رہے ہو۔ امان دینے کے بعد اسے قتل کرنا زیادتی ہے۔ عزتِ الٰہی کی قسم، تم لوگ جلد ہی انجام سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ لہٰذا اب بھی رک جاؤ اور باز آ جاؤ۔ اے وہ جس کی نیند آہستہ آہستہ کم ہوئی۔ غم واندوہ کم ہوا اور دل محوِ افسوس وحسرت ہے۔ تو میرے لیے مرکزِ امید ورجا تھا۔ مگر وہ مرکزِ آرزو جاتا رہا اور اب اس کی جگہ تاسف نے لے لی۔ آپ کے بعد معروف منکر بن گیا اور منکر معروف بن گیا یوں پورا نظام گڑبڑ کا شکار ہوا۔ آپ کی غیر موجودگی کی وجہ سے اجتماعیت پراگندہ ہے اور دنیا بے کار و نظر انداز ہو کے رہ گئی ہے اور حال بہت ابتر ہے۔]

ایک شاعر خزیمہ بن حسن تھا۔ اس نے ایک مرثیہ لکھا، یہ مرثیہ امین کی والدہ زبیدہ کی طرف سے ہے، جس میں زبیدہ مامون کو خطاب کرتی ہے۔ یاد رہے کہ زبیدہ کی کنّیت اُمِ جعفر ہے۔

(ترجمہ اشعار):

[بہترین امام کے نام جو بہترین عنصر سے اٹھا۔ اور منبر کے اوپر سام کی نسل میں سے افضل اس شخص کی خاطر جو پہلوں کے علم وفہم کا وارث ہے اور شاہ مامون کے لیے امّ جعفر کی طرف سے۔ میں نے لکھا اس حالت میں کہ میری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں، تیری طرف اے میرے چچا زاد، میری پلکوں اور نگاہوں کی جانب سے۔ مجھے تکلیف نے آلیا

Marfat.com

ہے اور ذلّت نے مجھے گھیر لیا ہے اے میرے عم زاد، میری آنکھیں بیدار و بے خواب ہیں۔
میں امین پر آنے والی مصیبت کے بعد محوِ رنج و غم ہوں اور میرا معاملہ نہایت ہی عظیم اور دگر
گوں ہے۔ میں عنقریب اس شخص کے بارے میں آپ کے حضور شکایت کروں گی، جسے
میں نے مفقود پایا ہے۔ آپ کے حضور ایک مظلوم و مقہور کی شکایت۔ جب سے میں نے
اسے مفقود پایا ہے جو کچھ مجھ پر بیتی ہے، مجھے امید ہے کہ آپ میرے درد و غم کے فریاد رس
ہوں گے۔ طاہر آ پہنچا۔ اللہ اس طاہر کو کبھی پاک نہ کرے۔ اور اس نے آکر کوئی پاکیزہ
کردار ادا نہیں کیا۔ اس ستم کیش نے مجھے میرے محل سے برہنہ چہرہ کے ساتھ، بے ستر
نکالا، اس نے میرے اموال لوٹ لیے اور میرے گھر برباد کر دیئے۔

جو کچھ مجھ پر بیتی ہے وہ ہارون پر گراں گزرے گی۔ میرے پاس سے ایک ناقص
الخلق بھینگا گزرا۔ جو کچھ ظاہر ہوا ہے اگر تو یہ کسی کے حکم پر ہوا ہے تو میں قدیر مقدر کے حکم
پر صبر کرتی ہوں۔ اے امیر المؤمنین میری قرابت و رشتہ داری کو یاد رکھیے میں ایک صاحب
حرمت یاد دہانی رکھنے والے کو آپ پر قربان کرتی ہوں۔]

مامون نے جب یہ اشعار پڑھے تو رو پڑا اور کہا: ''میں، اللہ کی قسم، اپنے بھائی کا بدلہ لوں
گا۔ اللہ اس کے قاتلوں کو قتل کرے۔''

حسین بن ضحاک نے امین کی مرثیہ خوانی خوب کی، اس نے مامون کی مذمّت کی۔ یہی وجہ
ہے کہ مامون نے اسے اپنے دربار میں آنے سے روک دیا اور ایک عرصہ تک اسے اپنی مدح نہ کہنے
دی۔ پھر ایک روز اسے طلب کیا اور کہا: ''کیا آپ نے کبھی دیکھا۔ جب میرا بھائی قتل ہوا تھا۔ کہ ایک
بھی ہاشمی خاتون قتل ہوئی ہو یا اس کی عزّت پامال ہوئی ہو؟'' حسین نے جواب دیا: ''نہیں۔'' پوچھا:
''پھر آپ کے ان اشعار کا کیا مطلب ہے؟''

(ترجمہ اشعار)

[اور جس بات نے میرے دل کو تڑپایا اور مجھے بار بار آنسو پونچھنے پر آمادہ کیا، وہ وُہ حرمتیں
ہیں جو آلِ نبی ﷺ کی پائمال ہوئیں۔ الخلد نامی محل میں محترم خواتین کے پردے نوچے
گئے اور نوخیز دوشیزاؤں کو بے ستر کیا گیا جو مطلعِ آفتاب کی مانند نمایاں ہوئیں۔ ایک ستم

Marfat.com

گرنے پردہ نشین ہاشمی دوشیزہ کی بالی نوچ لی تو وہ خوف کے مارے رو رہی تھی اور خانوادۂ ہاشم کی ہرنیوں کی ڈار اس شخص کی دہائی دینے میں مشغول تھیں جو زندوں اور مردوں میں سب سے افضل ہے۔ میں جب بھی اس اندوہناک منظر کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل شکستہ ہوتا اور میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس بے حرمتی و بے توقیری پر جشنِ مسرّت منانے والے رات بھر نہ سو سکیں اور نہ ہی ان کی امیدیں بر آئیں۔]

حسین بن ضحاک نے عرض کیا: ''ایک غم تھا جو مجھ پر چھا گیا، ایک دکھ تھا جس نے مجھے اچانک گھیر لیا۔ پہلے مجھے ایک نعمت نے ڈھانک رکھا تھا جس سے میں یک دم محروم ہو گیا۔ میں ایک احسان کے زیر بار تھا، اس نے مجھے گویا تنہا کر دیا۔ ایک آقا تھا جسے میں نے نہ پایا تو اس نے مجھے بے چین کر دیا۔ اگر آپ مجھے سزا دیں تو آپ کا یہ حق ہے اور اگر مجھے معاف فرما دیں تو یہ آپ کی مہربانی ہے۔''

یہ سن کر مامون کی آنکھیں اشک بار ہوئیں، اس نے کہا: ''میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ اور آپ کے وظائف جاری کرنے کا حکم صادر کر دیا ہے اور آپ کے لیے عطیات کی بحالی کا فرمان کر دیا ہے اور آپ کے جرم کی سزا یہ ہے کہ میں نے آپ کی خدمات سے استفادہ کو اپنے لیے ممنوع قرار دیا ہے۔''

بعد میں مامون اس سے راضی ہو گیا اور اس کی مدح سنی۔

امین کی ہجو میں جو اشعار کہے گئے، ان میں سے ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

[ہم آپ پر کیوں گریہ زن ہیں؟ اے ابوموسیٰ مستی کی خاطر اور کھیل کود کی ترویج کرنے پر۔ نیز اس لیے کہ آپ نے پانچوں نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے کہ آپ تو شیرہ انگور کے رسیا ہیں۔ میں آپ کے خواجہ سرا شنیف کے لیے محوِ گریہ نہیں ہوں اور نہ ہی کوثر پر میں کسی بگاڑ و عتاب سے ڈرتا ہوں۔ آپ رضا کی حد سے ناآشنا تھے اور نہ ہی آپ غیض و غضب کی حد سے واقف تھے۔ آپ حکومت واقتدار کے لیے ہرگز موزوں نہیں تھے اور نہ ہی ملکِ عرب میں آپ کی اطاعت کی گئی۔ ہم آپ پر کیوں روئیں؟ اس لیے کہ آپ کی وجہ سے ہمیں منجنیقوں کا سامنا کرنا پڑا اور کبھی ہمیں لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنایا گیا۔ ہم تھکا دینے والے عذاب اور محاصرہ میں رہے۔ جس نے

Marfat.com

راستے بند کر دیے اور کہیں نکل بھاگنے کے لیے راہِ فرار نہ رہی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ زندہ وسلامت ہیں جس نے بھی ایسا کہا ہے اس نے جھوٹ بکا ہے۔ کاش اس نے یہ بات کسی نشے کی حالت میں کہی ہو اور ہر شخص جو چاہے رائے قائم کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے، اس (امین) کا قتل کرنا اور جب اللہ سبحانہ کسی بات کو واجب کر دیتا ہے تو وہ واجب ہو جاتی ہے۔ اللہ کی قسم، وہ ہمارے لیے فتنہ تھا۔ اس پر اللہ کی لعنت وغضب ہو۔]

اس کی ہجو میں اور بھی بہت سے اشعار ہیں جو ہم نے طوالت کے پیش نظر ترک کر دیے ہیں۔

امین کے کردار کے کچھ پہلوؤں کا تذکرہ

امین نے جب اقتدار سنبھالا اور مامون نے اس سے مراسلت کی اور اس کی بیعت کر لی تو امین نے خواجہ سراؤں اور ان کے حاشیہ نشینوں کو طلب کیا اور انہیں خوب نوازا۔ وہ رات دن انہی کو اپنی خلوت میں رکھتا، وہی اس کے ہم نوالہ وہم پیالہ ہوتے اور اس کے امرونہی کا مصداق بنتے۔ امین نے ان خواجہ سراؤں اور ان کے پرستاروں کے لیے خصوصی فنڈ قائم کیا اور خواجہ سراؤں کو ''الجرادیۃ'' کا لقب عطا کیا۔ اس نے حبشی لوگوں میں سے بھی کچھ کو منتخب کیا، ان کے لیے فنڈ قائم کیا اور حبشی ٹولے کو ''الغرابیۃ'' کا لقب دیا۔ خلیفہ امین نے آزاد اور باندی عورتوں سے مکمل طور پر اجتناب کیا۔ حتیٰ کہ عورتوں کے بارے میں اس پر الزامات اور تہمتیں لگائی گئیں۔ امین کے بارے میں اشعار کہے گئے۔

(ترجمہ اشعار)

[اے شہر طوس میں مقیم! اس چیز (عورتوں) سے دور، جس پر لوگ اپنی جانیں قربان کرتے ہیں آپ تو خواجہ سراؤں کے لیے محض ایک نوجوان شتر مرغ بن کے رہ گئے ہیں۔ آپ ان خواجہ سراؤں کی نحوست سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ خواجہ سرا نوفل کی کیا شان ہے؟ اور خواجہ سرا بدر کیا اچھا ہم نشین ہے۔ چھوٹے خواجہ سرا کے حسن کی کیا بات ہے، جب جام نوش کیے جائیں۔ ان خواجہ سراؤں کی خاطر خلیفہ امین کی زندگی کا ایک حصہ مختص ہے، اس میں وہ پرانی شراب پیتا ہے۔ خلیفہ امین کے یہاں نغمہ سرا دوشیزاؤں کی کوئی اہمیت نہیں، وہ ان کے ساتھ انتہائی ترش روی کرتا اور تیوری چڑھاتا ہے۔ جب ہمارے قائد کا یہ حال ہو تو پھر

Marfat.com

سربراہ کے اس کردار کے بعد ہماری اصلاح کیسے ہوسکتی ہے۔اگر دارِطوس میں مقیم شخص کو ان حقائق سے آگہی نصیب ہوجائے تو اس پر یہ سب کچھ بہت گراں گزرے۔]

بعدازاں امین نے تمام شہروں سے تفریح پسند عیاشوں کو بلوا کر اپنے دربار میں جگہ دی اور ان کے لیے وظائف جاری کر دیے۔ جب کہ اپنے دونوں بھائیوں اور اپنے اہلِ خانہ سے بے توجہی اور بے رخی برتی۔امین نے اپنے قریبی عزیزوں اور حربی سالاروں کو حقیر و معمولی قرار دیا۔اس نے بیت المال میں موجود رقم اور اپنے پاس رکھے جواہرات کو خواجہ سراؤں، ہم نشینوں اور اپنے موالی میں بانٹ دیا۔خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کی تفریح کے لیے سیرگاہیں اور تماشہ گاہیں تعمیر کی جائیں، نیز اس کے کھیل کود کے لیے عمارات اور خلوت گاہیں تعمیر کی جائیں۔چنانچہ دریائے دجلہ میں پانچ سبک رفتار کشتیاں تیار ہوئیں۔یہ شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکلوں میں تھیں۔خلیفہ امین نے ان کشتیوں کی تیاری پر بہت سا مال خرچ کر ڈالا۔مشہور شاعر ابونواس نے اس بارے میں کہا: (ترجمہ اشعار)

[اللہ نے امین کے لیے ایسی سواریاں مسخر کردیں جو کسی صاحبِ محراب کے لیے مسخر نہیں ہوئیں۔جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو پانی میں سوار انسان جنگل کے شیر پر سوار ہوکر چلتا دکھائی دیتا ہے۔لوگ اس وقت حیران ہوں گے جب وہ آپ کو دیکھیں گے کہ آپ شیر کی شکل میں بادلوں کی مانند گزر رہے ہیں۔جب وہ آپ کو اس کشتی پر چلتے دیکھیں گے تو ''سبحان اللہ'' کہیں گے۔ان کے تعجب کا کیا حال ہوگا اگر وہ آپ کو عقاب کے اوپر دیکھ لیں۔ایسا عقاب جس کی چونچ ہے اور بال و پر ہیں جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی میں سے چل رہا ہے اور لہروں کو پھاڑتا چلا جارہا ہے۔وہ آسمان کے پرندے پر فضا میں سبقت کر جاتا ہے جب لوگ اسے تیزی سے لے آتے اور لے جاتے ہیں۔]

الامین کے خادمِ خصوصی کوثر کا بیان ہے: امین نے حکم دیا کہ اس کے لیے الخلد کے علاقے میں ایک دکان میں فرش بچھایا جائے۔چنانچہ اس دکان میں ایک زرعی قالین بچھایا گیا، غالیچے رکھے گئے۔پھر اسے سونے، چاندی اور جواہرات کے برتنوں سے سجایا گیا۔پھر امین نے اپنی باندیوں کی نگران باندی کو حکم دیا کہ اس کی خدمت میں سو گلوکار باندیاں پیش کی جائیں۔جو اس کی خدمت میں دس دس کر کے آئیں ان کے ہاتھوں میں آلات موسیقی ہوں اور وہ بیک آواز گا رہی ہوں۔'' چنانچہ

Marfat.com

ہاتھوں میں آلاتِ موسیقی سے خلیفہ امین کی خدمت میں دس لونڈیاں حاضر ہوئیں اور انہوں نے بیک وقت یہ شعر گایا:

هم قتلوه كى يكونوا مكانه كما غدرت يوما بكسرى مرازبه[1]

[انہوں نے اسی کو مار ڈالا ہے تاکہ وہ اس کی جگہ لیں جیسے ایک دن کسریٰ کے جاگیرداروں نے اس سے غداری کی۔]

خلیفہ امین نے انہیں گالی بکی اور دھتکار کر نکال باہر کیا۔ پھر اس کے حکم پر دس اور لونڈیاں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے یہ شعر گایا۔

من كان مسرورا بمقتل مالك فليأت نسوتنا بوجه نهار[2]

[جو شخص مالک کے قتل ہونے پر خوش ہو، وہ ہماری خواتین کے سامنے دن کے وقت آئے۔]

خلیفہ نے پھر پہلے کی طرح کیا اور کافی دیر تک سر جھکایا۔ پھر ان کی نائیکہ کو حکم دیا: دس اور کو حاضر کرو۔ چنانچہ اس نے دس کو پیش کیا اور وہ نغمہ سرا ہوئیں:

كليب لعمرى كان اكثر ناصرا وأيسر جرما منك ضرج بالدم

[میری جان کی قسم، کلیب بہت زیادہ مددگار تھا اور تم سے کم مجرم تھا مگر وہ خون سے لت پت کیا گیا۔]

یہ سن کر امین اپنی نشست سے اٹھا اور مجلس کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ اس نے ان گلوکاروں کے اشعار سے بدشگونی لی۔

کہا جاتا ہے: خراسان میں فضل بن سہل کے یہاں خلیفہ محمد الامین کا تذکرہ ہوا تو اس نے کہا: اس کا قتل کیوں کر جائز نہ ہوتا حالانکہ اس کا شاعر اس کے دربار میں کہتا ہے:

ألافاسقِني خمراً وقل لي هي الخمر ولا تسقِنيي سرّاً اذا أمكن الجَهرُ[3]

[مجھے شراب پلا اور مجھے بتاؤ کہ یہ شراب ہے۔ مجھے پوشیدگی سے نہ پلاؤ جب کہ اعلانیہ پلانا ممکن ہو۔]

جب یہ واقعہ امین تک پہنچا کہ شاعر نے یوں کہا ہے تو اس نے ابونواس کو جیل میں ڈال دیا۔
ہمیں امین کی سیرت و کردار میں کوئی ایسی بات۔ حلم، انصاف یا تجربہ۔ نہیں ملا کہ ہم اسے

Marfat.com

بیان کرتے۔اس لیے ہم اس مقدار پر بس کرتے ہیں۔

طاہر کے خلاف فوج کی بغاوت

امین کے قتل کے صرف پانچ دن بعد فوج طاہر کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کا سبب یہ تھا کہ فوج نے طاہر سے تنخواہیں طلب کی۔اس کے پاس کچھ مال نہ تھا، چنانچہ لشکریوں نے سرکشی کردی تو طاہر کا برا حال ہوگیا۔اس نے سمجھا کہ یہ فوج اور اہلِ مضافات کی مشترکہ سازش ہے اور یہ سب باہم اس کے خلاف ہیں۔حالانکہ اہلِ مضافات میں سے کسی ایک نے بھی حرکت نہ کی تھی۔طاہر کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ بھاگ نکلا۔لشکریوں نے اس کا سامان لوٹ لیا۔طاہر عقرقوف ؎ کی طرف چلا۔

ایسا ہوا تھا کہ امین کے قتل کے بعد طاہر نے شہر کے پھاٹکوں کی نگرانی سخت کردی اور امین کی والدہ زبیدہ کو اور امین کے دو بیٹوں موسیٰ اور عبداللہ کو وہاں سے منتقل کرتے ہوئے، انہیں ایک سبک رفتار کشتی میں سوار کرا کے زابِ اعلیٰ کی جانب روانہ کردیا۔پھر اس کے حکم پر موسیٰ اور عبداللہ کو ان کے چچا مامون کے پاس خراسان بھجوادیا۔اب جب فوجیوں نے طاہر کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے موسیٰ یا منصور کی دہائی دی اور ایک دن اسی سرکشی کی حالت میں رہے۔اگلے دن بھی یہی صورتِ حال رہی۔لوگوں نے امین مقتول کے دونوں بیٹوں کے اخراج کی تصدیق کی۔

طاہر جب عقرقوف کی طرف بھاگا تو اس کے ساتھ جنگی قائدین کا ایک گروپ بھی نکلا۔یوں طاہر نے فوج سے دو دو ہاتھ کرنے کا تہیہ کرلیا۔اس نے بغداد شہر کے مضافات کے باشندوں کو بھی قرارِ واقعی سزا دینے کی ٹھان لی۔جب اس عزم کی اطلاع بغداد شہر کے معززین اور طاہر سے بے رخی کرنے والے جنگی سرداروں کو ہوئی تو انہوں نے بغداد سے باہر نکل کر معذرت کی۔انہوں نے نادانوں اور نوخیزوں کو برا بھلا کہہ کر رسوا کیا اور طاہر سے درخواست کی کہ وہ انہیں معاف کردے اور ان کی معذرت قبول کرلے۔اس کا جواب طاہر نے یوں دیا: "میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر یہاں سے نکلا ہی اس لیے ہوں کہ آپ لوگوں پر تیغ آزمائی کروں۔اللہ بزرگ و برتر کی قسم، اگر آپ لوگوں نے دوبارہ ایسی حرکت کی تو آپ لوگوں کے بارے میں میری جو رائے ہے، اس پر عمل درآمد کروں گا اور آپ کو ناگوار صورتِ حال سے دوچار کردوں گا۔" یوں اس نے اپنی گفتگو سے انہیں رام کرلیا اور ان کے لیے چار ماہ

Marfat.com

کی تنخواہوں کی ادائیگی کا حکم دیا۔

اہلِ بغداد کے مشائخ نیز عمیرۃ ابوشیخ بن عمیرۃ الاسدی طاہر کی خدمت میں پہنچے اور اس کے سامنے حلفیہ بیان دیا کہ طاہر کے خلاف اہلِ بغداد میں سے کسی ایک نے بھی سرکشی نہیں کی۔ انہوں نے اپنے اپنے عوام کے لیے معافی طلب کی تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور اس نے عفو ودرگزر سے کام لے کر معاف کر دیا۔ یوں جنگ نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ عوام مشرق ومغرب میں مامون کی اطاعت پر مجتمع ہو گئے اور اس کی خلافت کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔

نصر بن شبث عقیلی کی مامون مخالف تحریک

اس سال مامون کی مخالفت نصر بن سیّار بن شبث عقیلی نے کی۔ نصر کا تعلق بنی عقیل سے تھا اور وہ حلب کے شمال میں کیسوم میں رہتا تھا۔ اس کی گردن میں امین کی بیعت کا ذمّہ دارانہ بوجھ تھا اور وہ امین سے بہت کچھ توقعات لگائے بیٹھا تھا۔ امین کے قتل کے بعد نصر کا غصہ بھڑکا اور اس نے اپنے ارد گرد کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس نے سمیساط پر قبضہ جما لیا، بدوؤں کی بہت بڑی تعداد نے اس کا ساتھ دیا۔ مہم جو بھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ چنانچہ اس نے قرب وجوار پر تسلّط پا لیا۔

یوں اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا تو اس نے مشرقی جانب سے دریا فرات عبور کر لیا۔ اس نے اس علاقے پر تسلّط کا تہیّہ کر لیا۔ لوگوں نے یہ دیکھا تو ایک بڑی بھیڑ اس کے گرد اکٹھی ہو گئی۔ اور ان کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ ہم اس شخص کا تذکرہ بعد میں ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے کریں گے۔

حسن بن سہل کی عراق پر گورنری

اس سال مامون نے فضل کے بھائی حسن بن سہل کو ان تمام علاقوں اور پرگنوں کا گورنر نامزد کیا جنہیں طاہر نے فتح کیا تھا۔ یعنی پہاڑی علاقے، عراق، فارس، اہواز، حجاز اور یمن۔ یعنی امین کے قتل کے بعد۔ مامون نے طاہر کے نام حکم نامہ بھیجا کہ وہ یہ سارے مفتوحہ علاقے حسن کے سپرد کر دے۔ چنانچہ اس نے حسن کو اپنے سامنے علی ابن ابی طاہر سعید کے سپرد کیا۔ طاہر نے اسے خراج وصول کرنے کی ذمّہ داری سونپی تاکہ فوجیوں کو ان کی تنخواہیں بروقت دی جا سکیں۔ اور تمام سرکاری امور اس

Marfat.com

کے حوالے کردیے۔ حسن بن سہل نے ۱۹۹ھ میں اختیارات حاصل کیے اور اپنے کارندے روانہ کردیے۔

ادھر مامون نے طاہر کو حکم دیا کہ وہ نصر بن شبث عقیلی کے خلاف لڑنے کے لیے رقہ کی طرف روانہ ہو۔ پھر اسے موصل، جزیرہ، شام اور مغرب کا گورنر بنایا۔ طاہر، نصر سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ طاہر نے اسے فرماں برداری کا حکم دیا اور مخالفت ترک کرنے کو کہا۔ مگر نصر نے اس کی درخواست مسترد کردی۔ چنانچہ طاہر اس کی جانب بڑھا اور کیسوم کے نواح میں دونوں آمنے سامنے ہوئے اور باہم سخت لڑائی کی۔ نصر نے پامردی دکھائی اور فتح پائی۔ طاہر شکست خوردہ کی مانند الرقہ کی جانب پلٹا۔ اب طاہر کا کام ان علاقوں کی حفاظت تک محدود ہو کر رہ گیا۔

مامون نے ہرثمہ کو تحریری حکم روانہ کیا کہ وہ خراسان کی جانب کوچ کرے۔ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

قرطبہ میں واقعہ ربض کا تذکرہ

اس سال قرطبہ میں وہ واقعہ ہوا جو ربض کے نام سے معروف ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ قرطبہ کا حکمران حکم بن ھشام اموی، کھیل کود، شکار اور شراب نوشی کا رسیا اور دل دادہ تھا۔ وہ انہی چیزوں میں منہمک رہتا تھا۔ اس نے قرطبہ کے کچھ معززین کو قتل کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے قرطبہ کے باشندے اسے ناپسند کرنے لگے تھے۔ وہ اس کے فوجیوں کو گالم گلوچ کرتے اور انہیں تنگ کرتے۔ بات یہاں تک پہنچی کہ عوام اذان ختم ہونے کے بعد آوازے کستے: ''نماز اے شرابی نماز۔'' ان میں سے کوئی تو اس کے منہ پر پھبتی کستا اور تالیاں پیٹتا۔ یہ حالات دیکھ کر حاکم قرطبہ نے شہر کی قلعہ بندی شروع کی اور اس کی فصیلوں کی تعمیر میں مصروف ہوگیا۔ شہر کے اردگرد خندقیں کھودیں۔ اس نے اپنے محل کے پھاٹک پر گھوڑ سواروں کا پہرہ بٹھایا۔ اس نے اپنے پہرے داروں اور محافظ ملازموں کی تعداد بڑھا دی۔ اس نے اپنے محل کے صدر دروازے پر مسلّح گارڈز متعین کردیے، جو کبھی بھی وہاں سے ٹلتے نہ تھے۔ ان کارروائیوں سے اہلِ قرطبہ کے حسد میں اضافہ ہی ہوا۔ انہیں یقین ہوگیا کہ حاکم قرطبہ ان سے انتقام لینے کے لیے ایسے اقدامات کررہا ہے۔

اس کے بعد حکم نے، ہر سال ان کے اناج پر عشر کی ادائیگی لازم کردی۔ عوام نے اسے

Marfat.com

ناگوار سمجھا۔ پھر اس نے عوام کے دس سرغنوں کو قتل کروادیا اور لاشوں کو صلیبوں پر لٹکایا۔ اس سے شہر کی آبادی برافروختہ ہوگئی۔ جلتی پر تیل یوں ہوا کہ اس کے ایک غلام نے اپنی تلوار ایک صیقل گر کو چمکانے کے لیے دی مگر صیقل گر نے اس کام میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ مملوک نے اپنی تلوار اٹھائی اور تلوار مار مار کر صیقل گر کو ختم کردیا۔ یہ اس سال کے رمضان کا واقعہ ہے۔

قرطبہ شہر کے ایک مضافاتی محلّہ کے لوگوں نے سب سے پہلے ہتھیار سنبھالے۔ پھر تمام مضافاتی باشندوں نے ہتھیار اٹھالیے۔ ادھر فوجی، اُموی اور غلام محلِ شاہی میں یکجا ہوئے۔ اموی حکمران نے گھوڑے اور اسلحہ تقسیم کیا۔ اس نے اپنے حامی لوگوں کو فوجی جتھوں کی شکل دی۔ پھر فریقین میں تصادم ہوا تو شہری باشندوں کو غلبہ نصیب ہوا۔ انہوں نے قصرِ شاہی کا محاصرہ کرلیا۔ یہ دیکھ کر حکم اپنے محل کی بلندی سے نیچے اترا۔ اس نے ہتھیار لگائے، گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ماتحت لوگوں کو لڑائی پر ابھارا، چنانچہ اس کی زیرکمان انہوں نے سخت لڑائی لڑی۔

پھر حکم نے اپنے چچازاد عبیداللہ کو حکم دیا تو اس نے فصیل میں شگاف کیا اور اس میں سے فوج کی ایک ٹکڑی لے کر نکلا۔ وہ شہریوں کے پیچھے سے آیا اور وہ اس کی اچانک آمد سے بے خبر تھے۔ حملہ آوروں نے شہری مضافاتی بستی میں آتش زنی کی۔ اب شہر کے باشندوں نے شکست کھائی اور بڑی مقدار میں تہہ تیغ ہوئے۔ عبیداللہ کی زیرکمان دستے نے گھروں میں جن لوگوں کو پایا، انہیں قیدی بنالیا۔ پھر انہوں نے قیدیوں میں سے تین سو سرکردہ افراد کو الگ کرکے قتل کرڈالا اور لاشوں کو سولیوں پر لٹکادیا۔ قرطبہ کی مضافاتی بستیوں میں تین دنوں تک قتل وغارت اور آتش زنی و بربادی کا کھیل جاری رہا۔

اس کے بعد حکم نے اپنے انتہائی مقرّب شخص عبدالکریم بن عبدالواحد بن عبدالمغیث سے مشورہ کیا۔ اس نے حکمراں کو عفو و درگزر کا مشورہ دیا۔ جب کہ دوسرے مشیروں نے لوگوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر اس نے عبدالکریم کا مشورہ قبول کرلیا۔ چنانچہ شاہی منادی نے ڈھنڈھورا پیٹا۔ ''تین دن کے بعد جو شخص بھی مضافاتی بستیوں میں پایا گیا ہم اسے قتل کریں گے اور اس کے لاشے کو سولی پر لٹکائیں گے۔'' اس اعلان کے بعد شہر میں باقی رہنے والے چھپتے چھپاتے باہر نکل گئے۔ وہ اپنے بچوں عورتوں کو ساتھ لیے بڑی رسوائی و ذلّت کے ساتھ شہر سے نکلے۔ انہوں نے تھوڑی مقدار میں سامان بھی اپنے ساتھ اٹھایا ہوا تھا۔ ادھر فوجی اور بدمعاش گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے وہ ان خانماں بربادوں

Marfat.com

کو لوٹتے اور مزاحمت کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ تین دن گزرے تو حکم نے عوام کی حرمتوں کو پائمال کرنے سے روک دیا۔ سب خواتین اور لڑکیوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا گیا۔ اور قبلہ کی طرف والی آبادی کو مسمار کرنے کا حکم دیا گیا۔

امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ھشام کے بیٹے امیّہ کا مولیٰ، بزیع، قرطبہ کے جیل میں قتل کے جرم کی پاداش میں بند تھا۔ اس کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں تھیں۔ جب اس نے دیکھا کہ اہلِ قرطبہ نے فوج پر فتح حاصل کر لی ہے تو اس نے جیل کے محافظوں سے درخواست کی کہ وہ اسے چھوڑ دیں۔ انہوں نے اس سے عہد و پیمان لیے کہ وہ حالات بدلنے کی صورت میں واپس ان کے پاس آجائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ اس نے رہا ہوتے ہی ایسی سخت لڑائی لڑی کہ فوج میں کسی نے بھی ایسی لڑائی نہ کی تھی۔ جب شہریوں کو شکست ہوئی تو وہ واپس جیل آ گیا۔ جب اس کے بارے میں حکم کو اطلاع ملی تو اس نے اسے آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا (بعض مؤرخین نے اس واقعہ کا تذکرہ ۲۰۲ھ کے ضمن میں کیا ہے۔)

موصل میں میدان نامی واقعہ

اس سال یمنیوں اور نزاریوں کے مابین موصل کے مقام پر ایک لڑائی ہوئی جو میدان کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ عثمان بن نُعیم بُرجی دیارِ مُضر گیا اور اس نے وہاں ازد اور یمن کے خلاف شکایت کی۔ اس نے کہا: وہ لوگ ہمیں ہضم کرتے جا رہے ہیں اور ہمارے حقوق ہم سے چھین لیے ہیں۔ اس نے دیارِ نصر کی آبادی سے کمک طلب کی۔ چنانچہ اس کی مدد کرنے کے لیے، اس کے ساتھ تقریباً بیس ہزار آدمی موصل کی طرف چل پڑے۔ ان کی طرف علی بن حسن ہمدانی نے ہرکارہ بھیجا۔ علی اس وقت موصل پر قابض تھا۔ علی نے ہرکارہ بھیج کر ان سے صورت حال دریافت کی۔ انہوں نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا تو علی نے ان کے تمام مطالبات کی تکمیل کی۔ مگر عثمان بن نعیم بُرجی نے علی کی مثبت پیش کش تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ علی ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تقریباً چار ہزار جنگجوؤں کی قیادت کرتے ہوئے نکلا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے گھتم گھتا ہوئے اور سخت لڑائی ہوئی۔ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر نزاریہ کو شکست ہوئی۔ علی نے فتح پائی۔ علی نے مخالفین کے بہت

Marfat.com

سے آدمی موت کے گھاٹ اتار دیے۔ پھر وہ واپس موصل چلا گیا۔

متفرق واقعات

اس سال حسن الہرش اوباشوں کی ایک جماعت کے ساتھ بغاوت پر آمادہ ہوا۔ اس کے ساتھ بدوؤں کی ایک بڑی بھیڑ تھی۔ اس نے آل محمد کے الرضی کی حکومت کے لیے عوام کو دعوت دی۔ وہ دریائے نیل کے علاقے میں گیا۔ اس نے عوام سے ٹیکس وصول کیے اور بہت سے دیہات کو لوٹا۔

وفیات

اس سال مکہ مکرمہ میں سفیان بن عینیہ ہلالی نے وفات پائی۔ آپ ایک سو نو ہجری میں پیدا ہوئے۔ اس سال میں عبدالرحمان بن مہدی نے وفات پائی۔ آپ نے ٦٣ برس کی عمر پائی۔ اس برس وفات پانے والوں میں سے ایک یحیٰی بن سعید القطّان ہیں۔ آپ نے ماہِ صفر میں وفات پائی۔ آپ ١٢٠ھ میں پیدا ہوئے۔

حواشی

١۔ یہ ولید بن عقبہ کا شعر ہے، اس نے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی کے قتل کے وقت بنی ہاشم کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

٢۔ یہ ربیع بن زیاد کا شعر ہے، جو دیوانِ الحماسہ میں موجود ہے۔

٣۔ یہ شعر دیوانِ اَبی نواس میں موجود ہے۔

٤۔ نواح دجیل کا ایک قریہ۔ یہ گاؤں بغداد سے چار فرسخ مشرق میں تھا۔ (معجم البلدان)

Marfat.com

باب:۶۸

۱۹۹ھ کے واقعات

ابن طباطبا علوی کی بغاوت

اس سال ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ۱۰ جمادی الآخر کو کوفہ میں ظہور کیا۔ وہ آلِ محمد ﷺ میں سے الرضی کی طرف دعوت دیتے اور کتاب وسنّت پر عمل کی طرف بلاتے تھے۔ آپ ہی ابن طباطبا کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کے حکم سے آپ کا جنگی سالار ابوالسّرایا سرّیٰ بن منصور تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ وہ ھانی بن قبیصہ بن ھانی بن مسعود شیبانی کی اولاد میں سے ہے۔

اس کی بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ جب مامون نے طاہر کو ان صوبوں کی حکمرانی سے برطرف کر دیا جو اس نے فتح کیے تھے اور ان علاقوں پر گورنری کے لیے حسن بن سہل کو بھیجا تو عراق کے باشندوں میں یہ افواہ پھیلی کہ فضل بن سہل نے مامون پر غلبہ پالیا ہے اور اس نے مامون کو ایک محل میں نظر بند کر کے اسے اپنے اہلِ خانہ اور کمانڈروں کی ملاقات سے محروم کر دیا ہے اور مامون کے بجائے تمام امور وہ سرانجام دے رہا ہے۔ اس افواہ کے پھیلنے پر بنوہاشم اور سرکردہ افراد غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حسن بن سہل پر دلیری دکھائی۔ اس کے ساتھ ہی شہروں میں فتنے پھوٹ پڑے۔ سب سے پہلے کوفہ میں ابن طباطبا نے بغاوت کی۔

اور کہا گیا ہے کہ ابن طباطبا کا ابوالسرایا کے ساتھ جوگٹھ جوڑ ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ ابوالسرایا کرائے پر گدھے چلاتا تھا۔ پھر وہ خوش حال ہو گیا تو اس نے کچھ لوگ جمع کر لیے۔ اس نے

Marfat.com

الجزیرہ میں بنی تمیم کا ایک فرد مار ڈالا اور اس کے ساتھ جو ہتھیار اور رقم تھی وہ لے لی۔ اس کی گرفتاری کے لیے چھاپہ پڑا تو وہ بھگوڑا ہوا اور چھپ گیا۔ اس نے دریائے فرات کو شام کی جانب عبور کیا اور اس علاقے میں ڈاکے ڈالنے شروع کر دیے۔ پھر وہ ارمینیا میں یزید بن مزید شیبانی سے جا ملا اور اس کے ساتھ تیس شہسوار تھے۔ یزید نے اسے کمان سونپی تو یہ خرمیہ کے خلاف لڑنے لگا اور ان پر دباؤ ڈالا۔ اس نے حملہ کیا اور ان سے اپنا غلام ابو الشوک چھین لیا۔

اسد کو جب ارمینیا سے برطرف کر دیا گیا تو ابوالسرایا احمد بن مزید کی طرف چل پڑا۔ تو احمد نے اسے ہرثمہ کی فوج سے ہراول دستے کی کمان سونپی جو امین و مامون کی باہم خانہ جنگی میں لڑ رہا تھا۔ اس کی شجاعت مشہور ہو چکی تھی۔ ہرثمہ نے اسے اپنی طرف مائل و راغب کیا تو وہ ادھر ہی مائل ہو گیا اور اس کے لشکر میں منتقل ہو گیا۔ عربوں نے اس کی طرف رجوع کیا تو اس نے ہرثمہ سے انہیں وظائف دلائے۔ چنانچہ اس کے ساتھ تقریباً دو ہزار سوار اور پیدل ہو لیے اور اسے امیر کہہ کر مخاطب کیا جانے لگا۔ امین کے قتل کے بعد ہرثمہ نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تنخواہیں کم کر دیں۔ ابوالسرایا نے ہرثمہ سے حج کرنے کی اجازت لی تو اجازت مل گئی نیز اسے بیس ہزار درہم بھی دیے۔ اس نے یہ رقم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دی اور روانہ ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میرے پیچھے رہو مگر بکھر کر۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ان میں سے تقریباً دو سو گھڑ سوار ہو لیے۔ وہ ان کی قیادت کرتا ہوا عین التمر کی جانب روانہ ہوا اور وہاں کے گورنر کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے پاس جو مال تھا وہ اس سے لے لیا اور وہ مال اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

وہ وہاں سے روانہ ہو کر ایک اور سرکاری افسرِ اعلیٰ سے ملا۔ اس کا مال تین خچروں پر لدا تھا۔ اس نے وہ مال لیا اور چل پڑا تو وہ لشکر اُس سے آملا جو اس کے تعاقب میں ہرثمہ نے بھیجا تھا۔ ابوالسرایا اس لشکر کی طرف پلٹا اور لڑ کر انہیں شکست دی۔ پھر وہ جنگل میں گھسا اور لوٹا ہوا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا۔ اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ اب اس کے وہ ساتھی اس سے آملے جو اس سے پیچھے رہ گئے تھے۔ دوسرے لوگ بھی اس سے آملے۔ یوں اس کی نفری میں اضافہ ہوا تو وہ دقوقاء کی جانب چل پڑا۔ وہاں کا گورنر ابو ضرغامہ عجلی تھا۔ اس کے ساتھ سات سو گھڑ سوار تھے۔ ابو ضرغامہ مقابلے کے لیے نکلا۔ باہم لڑائی ہوئی تو ابو ضرغامہ نے شکست کھائی۔ وہ بھاگ کر دقوقاء کے محل میں گھس گیا تو ابوالسرایا نے اس کا

Marfat.com

محاصرہ کرلیا۔ پھر امان دے کر اسے محل سے نکالا۔ اور اس کے پاس موجود تمام مال لے لیا۔

اب اس نے انبار کا رخ کیا۔ وہاں کا سرکاری گورنر خلیفہ منصور کا مولیٰ ابراہیم شروی تھا۔ ابوالسرایا نے اسے قتل کر دیا اور شہر میں جو مال تھا، وہ لیا اور وہاں سے روانہ ہوا۔ پھر غلوں کی فصل تیار ہونے کے بعد دوبارہ انبار آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ شہروں میں گھومنے سے اکتا گیا تھا، لہٰذا اس نے رِقّہ کا رُخ کیا۔ اس کا گزر طوق بن مالک تغلبی کے پاس سے ہوا، اس وقت القیسیہ کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ ابوالسرایا نے طوق کی قیسیہ کے خلاف اس کی مدد کی۔ وہ چار ماہ تک اس کے پاس رہ کر لڑتا رہا، اس جنگ میں مال کی لالچ سے زیادہ قبائلی تعصب کارفرما تھا۔ اسے مضریہ کے خلاف ربعیہ کے حق میں تعصب نے اس تعاون پر آمادہ کیا تھا۔ بالآخر طوق نے فتح پائی اور قیس نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیا۔ اب وہ طوق سے جدا ہو کر رِقّہ کی جانب چلا۔ وہاں پہنچا تو محمد بن ابراہیم المعروف ابن طباطبا سے ملاقات کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اس سے کہا: ''آپ بذریعہ دریا سفر کریں جب کہ میں خشکی پر سفر کرتا ہوں، حتیٰ کہ ہم مل کر کوفہ پہنچیں گے۔'' چنانچہ دونوں کوفہ میں داخل ہوئے۔ ابوالسرایا نے قصرِ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ پر حملے سے آغاز کیا اور محل میں موجودات اموال و جواہر پر قبضہ کر لیا۔ مال بہت زیادہ اور ان گنت تھا۔ اہل کوفہ نے ان لوگوں کی بیعت کر لی۔

کہا گیا ہے کہ اس کے خروج کا سبب یہ ہے کہ ابوالسرایا کا تعلق ہرثمہ کے آدمیوں سے تھا۔ ہرثمہ نے اسے تنخواہ دینے میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ یہ غصہ ہو کر کوفہ گیا اور ابن طباطبا کی بیعت کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ کوفہ کے نواح سے عوام اس کے پاس آ گئے۔ بدوؤں نے بھی اس کی حمایت کی۔ سب نے اس کی بیعت کر لی۔ کوفہ کا گورنر حسن بن سہل کی طرف سے سلیمان بن منصور تھا۔ حسن نے اسے ملامت کی۔ پھر اس نے زہیر بن مسیّب ضبّی کو دس ہزار کی نفری دے کر کوفہ کی طرف روانہ کیا، اس میں گھڑسوار اور پیدل دستے شامل تھے۔ اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے کوفہ سے ابن طباطبا اور ابوالسرایا باہر نکلے۔ انہوں نے زہیر پر قریہ شاہی میں حملہ کر دیا اور اسے شکست دی۔ پھر اس کے لشکر سے خوب مالِ غنیمت لوٹا۔ یہ لڑائی جمادی الآخر کے گزرنے پر ہوئی۔

اگلے روز رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس دن اچانک محمد بن ابراہیم بن طباطبا نے وفات پائی۔ ابوالسرایا نے اسے زہر پلایا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب زہیر کے لشکر سے مالِ غنیمت لیا گیا تو ابن

Marfat.com

طباطبا نے ابوالسرایا کو ایسا کرنے سے روکا۔لوگ اس کے فرمان بردار تھے۔اب ابوالسرایا پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ابن طباطبا کے ہوتے ہوئے کوئی اس کا حکم نہیں مانے گا، لہٰذا اس نے زہر پلا دیا۔ پھر اس نے ایک نوخیز لڑکا محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو لیا۔ یوں اب حکمرانی ابوالسرایا کو مل گئی۔

زہیر قصرِ ابن ہبیرہ واپس گیا اور وہاں مقیم ہوا۔حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن ابی خالد مرؤروذی کو چار ہزار گھڑ سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ابوالسرایا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکلا۔ دونوں کا الجامع کے مقام پر آمنا سامنا ہوا کہ رجب کی تیرہویں رات گزر چکی تھی۔السرایا نے عبدوس کو قتل کر دیا۔اس کے ساتھیوں میں کسی نے بھی میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑا۔وہ یا مارے گئے یا قیدی بنا لیے گئے۔

طالبی شہر میں پھیل گئے۔ ابوالسرایا نے کوفہ میں درہم ڈھالے۔اس نے اپنی فوج بصرہ، واسط اور ان کے نواح میں روانہ کر دی۔ چنانچہ اس نے بصرہ کا گورنر عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو مقرر کیا۔اس نے مکّہ کا گورنر حسین بن حسن بن علی بن حسین بن علی کو بنایا جسے افطس کہا جاتا ہے۔ اسے حج کی قیادت کرنے کے لیے بھی کہا۔یمن کا گورنر ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کو اور فارس کا گورنر اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا۔اس نے اہواز کا گورنر زید بن موسیٰ بن جعفر کو بنایا۔ وہ بصرہ کی جانب چلا اور اس پر تسلّط جما لیا اور وہاں سے عباس بن محمد جعفری کو نکال دیا اور اہواز کے ساتھ ساتھ بصرہ کی گورنری بھی سنبھال لی۔

ابوالسرّایا نے مدائن کی طرف محمد بن سلیمان بن داود بن حسین بن حسن بن علی کو بھیجا، اس نے اسے حکم دیا کہ وہ بغداد میں مشرقی طرف سے داخل ہو، چنانچہ محمد بن سلیمان مدائن پہنچا، وہاں مقیم ہوا اور اپنا لشکر دیالٰی کی طرف روانہ کر دیا۔

عبداللہ بن سعید حرشی، واسط کا حسن بن سہل کی جانب سے گورنر مقرّر تھا، مگر وہ ابوسرایا کے ساتھیوں سے شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا۔ جب حسن نے دیکھا کہ اس کے مقرر کردہ جرنیل ابوالسرایا کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے تو اس نے ہرثمہ سے استدعا کی کہ وہ ابوالسرایا کے خلاف لڑے۔ یاد رہے کہ ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان کی جانب چلا گیا تھا۔ کچھ پس و پیش کے بعد وہ حاضر ہو گیا

Marfat.com

اورشعبان میں کوفہ کی طرف اس نے کوچ کیا۔ادھر حسن نے مدائن اور واسط کی جانب علی بن سعید کو بھیجا۔جب اس لشکرکشی کی اطلاع ابوالسرایا کو پہنچی تو وہ قصرِ ابن ہبیرہ میں تھا۔اس نے ایک لشکر مدائن کی جانب روانہ کیا، چنانچہ اس کے لشکری رمضان میں مدائن شہر میں گھسے۔وہ خود آگے بڑھا اور دریائے صرصر کے پاس خیمہ زن ہوا۔ہرثمہ نے آکر اس کے سامنے لشکر اتارا۔دونوں لشکروں کے مابین دریا حائل تھا۔علی بن سعید شوّال میں مدائن کی جانب چلا اور وہاں جاکر ابوالسرایا کے ساتھیوں سے لڑائی کی، انہیں شکست دے کر مدائن پر قبضہ کرلیا۔

جب اس کی اطلاع ابوالسرایا کو ملی تو وہ دریائے صرصر سے واپس ہوکر قصرِ ابن ہبیرہ کی جانب روانہ ہوا اور وہاں فروکش ہوا۔ہرثمہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا تو ابوالسرایا کے ایک دستے کو پالیا تو انہیں مار ڈالا۔ان کے سر حسن بن سہل کی خدمت میں بھیج دیئے۔ہرثمہ اور ابوالسرایا کی فوجوں میں تصادم ہوا، لڑائی میں ابوالسرایا کے آدمیوں کی بڑی تعداد کام آئی۔ابوالسرایا کوفہ کی طرف پسپا ہوا۔ اس کے ساتھی بنوعباس، ان کے موالی اور حامیوں کے گھروں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے اور گھروں کو منہدم کرکے انہیں لوٹ لیا۔ان کی زمینیں، جاگیریں اور سازوسامان تباہ وبرباد کردیا اور حامیان بنو عباس کو کوفہ سے نکال باہر کیا۔انہوں نے گھناؤنے کام کیے اور بنی عباس اور ان کے موالی کے پاس جو لوگوں کی امانات تھیں، وہ ان سے چھین لیں۔

ہرثمہ لوگوں کو بتاتا تھا کہ وہ حج کرنے کے لیے جارہا ہے۔اس نے خراسان وغیرہ سے آنے والے تمام عازمینِ حج کو قید کردیا تاکہ وہ خود امیر الحج بنے۔اس نے داود بن عیسیٰ بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس کو مکّہ کی طرف روانہ کیا۔جب کہ ابوالسرایا مکّہ کی جانب بھیج چکا تھا حسین بن حسن افطس بن علی بن علی بن حسین بن علی کو۔اس نے مدینہ کی طرف محمد بن سلیمان بن داود بن حسن بن علی کو بھیجا جو مدینہ منوّرہ میں داخل ہوا، کسی ایک نے بھی مدینہ میں اس کے خلاف لڑائی نہ کی۔

داود بن عیسیٰ کو جب یہ اطلاع ملی کہ ابوالسرایا نے حج کی عبادت کی سربراہی کرنے کے لیے حسین بن حسن کو مکّہ روانہ کیا ہے تو اس نے بنی عبّاس اور ان کے موالی کو اکٹھا کیا۔مسرور الکبیر دو سو گھڑسواروں کے ساتھ حج کرنے آیا ہوا تھا اس نے لڑائی کے لیے صف بندی کی اور داود سے کہا: ”آپ خود میرے ساتھ رہیے یا اپنے کسی صاحبزادے کو میرے ساتھ کردیجیے، میں آپ کے تحفّظ کے

Marfat.com

لیے کافی ہوں۔" داود نے جواب دیا: "میں محرّم میں لڑائی کو حلال نہیں کرتا، اللہ کی قسم، اگر مخالفین اس راستے سے گھسے تو میں دوسرے راستے سے مدینہ سے باہر نکل جاؤں گا۔" یہ کہہ کر داود مشاش کی جانب پلٹا تو اس نے جو بھیڑ اکٹھا کی تھی وہ اسے چھوڑ کر تتر بتر ہوگئی۔ مسروران سے لڑنے سے ڈرا اور داود کے نقشِ قدم پر عراق کی طرف پلٹا۔ زائرین حرم عرفہ میں ٹھہرے رہے۔ ایک عام سے آدمی نے خطبہ دیے بغیر انہیں نماز پڑھائی۔ اور وہ امام کے بغیر ہی عرفہ سے چل پڑے۔ ادھر حسین بن حسن مکّہ میں داخل ہونے سے ڈرتا تھا وہ سرف کے مقام پر ٹھہرا رہا۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں نے اسے جا کر مطلع کیا کہ مکّہ بنی عبّاس سے خالی ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ دس آدمیوں کی معیّت میں مکّہ میں داخل ہوا، انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے مابین سعی کی، پھر میدانِ عرفات گئے۔ وہاں رات گزاری پھر مزدلفہ کو لوٹ گئے، لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حج کے دنوں میں منیٰ میں قیام کیا اور پھر مکّہ میں ہی مقیم رہا حتیٰ کہ سال گزر گیا۔ اسی طرح محمد بن سلیمان مدینہ منورہ میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا۔

ادھر ہرثمہ نے قریہ شاہی میں پڑاؤ کیا، اس نے عازمینِ حج کو واپس کر دیا۔ اس نے منصور بن ہادی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور سرداران مکّہ سے مراسلت و مکاتبت کی۔ جب کہ علی بن سعید نے مدائن سے واسط کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر بصرہ کا رخ کیا مگر اس سال اس پر تسلّط نہ پا سکا۔

نصر بن شبت عقیلی کا طاقت پکڑنا

اس سال نصر بن شبت نے خوب طاقت پکڑی اور اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ اس نے حرّان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے پاس آلِ ابی طالب میں سے کچھ شیعہ لوگ آئے اور بولے: "آپ نے بنی عباس کی کمر توڑ دی ہے، ان کے بندوں کو مار ڈالا ہے، عربوں کو ان سے برگشتہ کر دیا ہے۔ اگر آپ کسی خلیفہ کی بیعت کر لیتے تو آپ کو مزید تقویت ملتی۔" وہ بولا: "کن لوگوں میں سے خلیفہ چنوں؟" وہ بولے: "ہم آلِ علی بن ابی طالب میں سے کسی کی بیعت کر لیں گے۔" وہ بولا: "اگر میں اولاد السوداوات میں سے کسی ایک کی بیعت کرتا ہوں وہ کہے گا: اس نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور رزق دیا ہے؟" (یعنی یہ لوگ بدعقیدہ ہیں) انہوں نے عرض کی: "آپ بنی امیہ میں سے کسی ایک فرد کی بیعت کر لیجیے!" وہ بولا: "ان لوگوں کو زوال آ چکا ہے اور جانے والا کبھی مڑ کر نہیں آتا۔ اگر کسی زوال پذیر نے

Marfat.com

مجھے سلام کیا تو بھی اس کا زوال میرے لیے باعثِ نحوست ہے۔ میری تمنا بنی عباس میں ہے۔ میں ان کے خلاف محض اس لیے لڑ رہا ہوں کیوں کہ وہ عربوں پر عجمیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔''

متفرق واقعات

اس سال خراسان میں حسین بن مُصعب بن زریق ابوطاہر بن حسین نے وفات پائی۔ طاہر رقّہ میں تھا۔ مامون اس کے جنازے میں شامل ہوا۔ فضل بن سہل نے میّت کو قبر میں اتارا۔ مامون نے طاہر کی جانب ایک شخص روانہ کیا جو اس کے سامنے اس کی والدہ کی وفات پر اس سے تعزیت کرے۔

وفیات

اس سال ابوعون معاویہ بن احمد صمادحی نے داعی اجل کو لبیک کہا: یہ آل جعفر بن ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ آپ ایک فقیہ وزاہد مغربی تھے۔ اس سال سہل بن شاذ ویہ ابوہارون نے وفات پائی۔ اس سال داغِ مفارقت دینے والوں میں عبداللہ بن نمیر ھمذانی کوفی شامل ہیں۔ آپ کی کنیت ابو ہاشم ہے۔ آپ بخاری ومسلم کے استاد محمد بن عبداللہ بن نمیر کے والد محترم تھے۔

Marfat.com

باب:۶۹

۲۰۰ھ کے واقعات

ابوالسرایا کا فرار

اس سال ابوالسرایا کوفہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ہرثمہ نے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کوفہ میں محاصرہ کر رکھا تھا اور مسلسل ان کے خلاف لڑتا رہا حتیٰ کہ وہ بے زار ہو گئے اور لڑنے سے ہاتھ کھینچ لیے۔ ابوالسرایا نے جب یہ دیکھا تو وہ مکّہ سے نکلنے پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ آٹھ سو شہسواروں کے ساتھ کوفہ سے نکلا، اس کے ساتھ محمد بن محمد بن زید بھی تھا۔ ہرثمہ کوفہ میں داخل ہوا اور وہاں کے باشندوں کو امان بخشی اور ان سے بالکل تعرض نہ کیا۔ ابوالسرایا کوفہ سے ۱۰ محرّم کو نکل بھاگا اور قادسیہ پہنچا۔ وہاں سے خوزستان کے علاقے سُوس کی جانب چلا۔ راستے میں اسے وہ مال نظر آیا جو اہواز سے لا کر بھیجا جا رہا تھا۔ اس نے وہ اپنے قبضے میں لے کر اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا۔ اس کے پاس حسن بن علی مامونی گیا اور اسے اس کے علاقے سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ لڑنا نامناسب سمجھا مگر ابوالسرایا نے اس کے خلاف لڑنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ اس کے خلاف لڑا۔ مامونی نے اسے شکست دی اور اسے زخمی کر دیا۔ ابوالسرایا کے ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ چنانچہ وہ محمد بن محمد اور ابوالشوک۔ رأسِ عین کے مقام پر ابوالسرایا کے ٹھکانے کی طرف چل دیئے۔ جب وہ جلولاء پہنچے تو حماد کندغوش نے ان پر فتح پائی اور انہیں پکڑ لیا اور انہیں حسن بن سہل کے پاس لے گئے جو نہروان میں تھا۔ اس نے ابوالسرایا کو قتل کر دیا اور اس کا سر مامون کی طرف بھیج دیا۔ اس کی لاش بغداد کے پل پر لٹکا دی گئی۔ جب کہ محمد بن محمد مامون کی طرف روانہ ہوا۔

ہرثمہ صرف ایک دن کوفہ میں ٹھہرا اور پھر واپس چلا گیا۔ اس نے وہاں اپنا جانشین غستان

Marfat.com

بن ابی الفرج ابوابراہیم بن غسان کو بنایا جو گورنرِ خراسان کے محافظ دستے کا سالار تھا۔علی بن سعید بصرہ کی جانب چلا۔ اوراس نے بصرہ علویوں سے واپس لے لیا۔ وہاں پر گورنر تھا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسن بن علی۔ اسی کا نام زید النار ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اُس نے بصرہ میں عباسیوں اوران کے حامیوں کے گھروں کو بہت زیادہ جلایا۔ جب اس کے پاس مُسَوِّدہ کا آدمی آتا تو اسے نذرِ آتش کر دیتا۔ اس نے بنی عباس کے اموال کے ساتھ ساتھ سوداگروں کے اموال پر قبضہ کیا۔ علی جب بصرہ پہنچا تو زید نے اسے امان دی اور اسے گرفتار کرلیا اوراس نے مکّہ، مدینہ اوریمن کی طرف لشکر روانہ کیے اوران لشکروں کو حکم دیا کہ وہ ان شہروں میں موجود علویوں کے خلاف لڑیں۔ یاد رہے کہ ابوالسرایا کے خروج اوراس کی ہلاکت کے مابین دس ماہ کی مدّت ہے۔

ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا ظہور

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ظاہر ہوا، یہ مکّہ میں تھا۔ جب اسے ابوالسرایا اور اس کی کارستانیوں کا علم ہوا تو یہ یمن کی جانب چلا۔ وہاں پر مامون کی طرف سے اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس گورنر تھا۔ جب اسے خبر ملی کہ ابراہیم صنعاء شہر کے نزدیک پہنچ چکا ہے، تو وہ وہاں سے نکل کر مکّہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہ مشاش پہنچ کر وہاں لشکر آرا ہوا۔ اس کے پاس اہلِ مکّہ کے کچھ لوگ بھی آ گئے جو علویوں کی گرفت سے بھاگے تھے۔ ابراہیم نے یمن پر قبضہ کرلیا۔ اس کا نام الجزّار (قصاب) پڑ گیا۔ کیوں کہ اس نے یمن میں لوگوں کو بہت زیادہ قتل کیا، قیدی بنایا اورلوگوں کے اموال ہتھیا لیے۔

مکّہ میں حسین بن حسن کی کارستانی اور محمد بن جعفر کی بیعت

ابوالسرایا نے ایک غلاف کوفہ سے بھیجا تھا جو قزّ (خام ریشم) سے بنایا گیا تھا۔ حسین بن حسن نے پہلا غلافِ کعبہ اتار کروہ غلاف پہنا دیا۔ پھراس نے بنی عباس اوران کے حامیوں کے اموال کی تلاش کی اوران پر قبضہ کرلیا۔ اس نے امانات کے نام پر لوگوں کے مال چھین لیے۔ چنانچہ عوام اس کے خوف سے بھاگ گئے۔ حسین کے ساتھیوں نے حرم شریف کی جالیوں تک رسائی پائی

Marfat.com

اور ستونوں پر لگائے گئے سونے کو نوچ لیا جو اگرچہ کم مقدار میں تھا۔ اس نے کعبہ کے خزانے میں جو کچھ تھا وہ لے لیا اور غلافِ کعبہ سمیت یہ سب مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا۔

ابوالسرایا کے مارے جانے کی اطلاع جب حسین کو ملی نیز اس نے دیکھا کہ عوام اس سے بدک گئے ہیں۔ کیوں کہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا رویہ برا تھا تو وہ محمد بن جعفر بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام کے پاس اپنے ساتھیوں سمیت گیا جو عوام میں مقبول ایک ہر دل عزیز عالم دین تھے مگر اپنے اہلِ خانہ (اہل بیت) کی بدکرداری کی وجہ سے گوشۂ تنہائی میں مقید تھے، وہ اپنے والدِ محترم حضرت جعفر رضی اللہ عنہٗ کے حوالے سے علم کی روایت کرتے تھے اور شائقینِ علم وہ روایت نوٹ کر لیتے تھے۔ وہ زہد و تقویٰ کے مظہر تھے۔ ان لوگوں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ”آپ عوام میں اپنی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ آیئے ہم آپ کی بطورِ خلیفہ بیعت کر لیں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو کوئی ایک شخص بھی آپ سے اختلاف نہیں کرے گا۔“ آپ اس پر آمادہ نہ ہوئے مگر ان کے فرزند علی اور حسین بن حسن افطس برابر اصرار کر کے آپ کی رائے پر غالب آ گئے۔ آپ نے ان کی پیشکش قبول فرمالی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ربیع الاوّل میں انہیں منصبِ خلافت پر قائم کر کے ان کی بہ طورِ خلیفہ بیعت کر لی۔ لوگوں کو ان کے پاس لائے لوگوں نے طوعاً و کرہاً ان کی بیعت کر لی اور آپ کو ”امیر المؤمنین“ کا لقب دیا۔ کئی مہینے گزر گئے مگر آپ کی بات نہ بنی۔ ادھر آپ کا فرزند علی اور حسین بن حسن اور اس کا جتھہ بدکاری اور بدمعاشی میں بہت آگے نکل گئے۔ چنانچہ حسین نے بنی فہر کی ایک خوبصورت خاتون کو دبوچا اور اسے بے آبرو کرنے کا ارادہ کیا، اس نے مزاحمت کی تو حسین نے اس کے شوہر۔ جس کا تعلق بنی مخزوم سے تھا۔ خوف زدہ کیا حتیٰ کہ وہ اس سے روپوش ہو گیا۔ پھر حسین نے اس خاتون کے گھر کا دروازہ توڑا اور ایک عرصہ تک عورت کو اپنی تحویل میں لے لیا مگر وہ بھاگ گئی۔

علی بن محمد بن جعفر نے قاضیِ مکہ کے بے ریش لڑکے اسحاق بن محمد کو دبوچ لیا جو خوب رُو تھا اور امرد پرستی میں اسے زبردستی اپنے پاس ڈال لیا۔ اہلِ مکّہ اور اہلِ مکّہ کے اردگرد کے لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو حرم شریف میں یک جا ہوئے۔ ان کے ساتھ عوام کی ایک بڑی بھیڑ تھی۔ یہ سب لوگ جلوس کی صورت میں محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا: ”ہم آپ کو معزول کر دیں گے یا آپ کو مار ڈالیں گے یا آپ یہ لڑکا ہمیں واپس کر دیں گے۔“ یہ سن کر محمد بن جعفر نے اپنا دروازہ

Marfat.com

بند کرلیا اور کھڑکی میں سے عوام سے بات کی۔ امان طلب کی تا کہ اپنے بیٹے کے پاس سوار ہو کر جائے، عوام کے سامنے حلفیہ بیان دیا کہ وہ اس واقعہ سے بے خبر ہے۔ عوام نے انہیں امان دی تو وہ سوار ہو کر اپنے بیٹے کے پاس گئے، اس سے لڑکا لیا اور اسے لڑکے کے گھر والوں کے سپرد کیا۔

کچھ ہی عرصہ بعد یمن سے اسحاق بن موسیٰ عباس آیا۔ وہ مشاش کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ طالبی لوگوں نے جا کر محمد بن جعفر کو مطلع کیا اور خندق کھودی۔ انہوں نے بدوؤں وغیرہ کو اکٹھا کر لیا۔ اسحاق ان لوگوں کے خلاف لڑا۔ پھر لڑائی سے اکتا کر عراق کی راہ پر گام زن ہوا۔ راستے میں اسے وہ لشکر ملا جسے ہرثمہ نے مکّہ کی طرف بھیجا تھا۔ اس لشکر کے ساتھ جلودی اور رجاء بن جمیل تھے۔ انہوں نے اسحاق سے کہا: ہمارے ساتھ واپس پلٹو۔ ہم آپ کی خاطر لڑنے کے لیے کافی ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ مکّے کی جانب پلٹا۔ لشکریوں نے لڑ کر طالبی لوگوں کو شکست دی۔ ادھر محمد بن جعفر نے امان کی درخواست کی۔ اہلِ لشکر نے امان دی۔ عباس جمادی الآخر میں مکّہ میں داخل ہوئے اور طالبی لوگ مکّہ سے بھاگ گئے۔

محمد بن جعفر جُحفہ کی جانب جا رہا تھا کہ اسے بنی عباس کے ایک مولیٰ نے پکڑ لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا چھین لیا اور گزارہ کے لیے تھوڑے سے درہم اس کے پاس رہنے دیے۔ چنانچہ وہ بلادِ جہینہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں اس نے لوگ اپنے ساتھ لیے اور گورنرِ مدینہ ہارون بن مسیّب کے خلاف الشجرہ وغیرہ کے پاس متعدّد بار لڑائی کی۔ بالآخر محمد نے شکست کھائی اور تیر لگنے سے اس کی آنکھ بے کار ہو گئی، جب کہ اس کے ساتھیوں میں سے بہت سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ وہ وہاں سے اپنی جگہ کی طرف پلٹا۔ حج کی عبادت ختم ہوئی تو اس نے جلودی اور رجاء بن جمیل سے امان طلب کی مؤخر الذکر فضل بن سہل کا چچا زاد تھا۔ اس نے محمد بن جعفر کو امان دے دی، جب کہ اسے مامون کی جانب سے ضمانت دی اور فضل کی جانب سے امان کی وفاداری کا یقین دلایا۔ اس نے یہ سب کچھ تسلیم کر لیا اور جب مکّہ پہنچا تو ذوالحجہ کے ابھی دس دن باقی تھے۔ اس نے عوام سے مخاطب ہو کر کہا: ”مجھے یہ غلط اطلاع دی گئی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی بیعت میری گردن میں تھی۔ ایک فتنہ روئے زمین پر پھیلا اور لوگوں نے میری بیعت کر لی۔ پھر مجھے یہ درست اطلاع ملی کہ مامون زندہ و صحت مند ہے۔ میں بیعت کیے جانے پر اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اب میں اپنے آپ سے اس بیعت کو ایسے ہی الگ کرتا ہوں، جیسے میں اپنی یہ انگوٹھی اپنی اس انگلی سے الگ کر رہا ہوں۔ لہٰذا اب آپ لوگوں کی گردنوں میں بیعت نہیں ہے۔“

Marfat.com

پھر وہ مکہ میں ٹھہرا اور ۲۰۱ھ میں عراق چلا گیا۔ حسن بن سہل اسے مرو میں مقیم مامون کے پاس لے گیا مامون جب عراق کی جانب روانہ ہوا تو محمد بن جعفر کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے جرجان میں وفات پائی۔ جیسا کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

ابراہیم بن موسیٰ کی کارستانی

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے یمن سے ایک آدمی جس کا تعلق عقیل بن ابی طالب کی اولاد سے تھا، لشکر کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو حج کرائے۔ وہ عقیلی آ کر ابن عامر کے باغ میں پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ ابو اسحاق معتصم جنگی سالاروں کے ایک گروپ کے ساتھ حج کرنے کے ارادے سے آیا ہے۔ ان سالاروں میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی ہے۔ اسے حسن بن سہل نے یمن کا گورنر بنایا تھا۔ عقیلی پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ وہ ان پر غالب نہ آ سکے گا۔ چنانچہ وہ ابن عامر کے باغ میں خیمہ زن رہا۔ اس کے پاس سے ایک کاروان گزرا۔ جس کے پاس غلافِ کعبہ اور خوشبو تھی۔ عقیلی نے سوداگروں کے اموال چھین لیے نیز غلاف کعبہ اور خوشبو بھی چھین لیے۔ عازمین حج بے چارے برہنہ اور لُوٹے کھسوٹے ہوئے مکہ پہنچے۔

معتصم نے اپنے رفقاء سے مشاورت کی تو جلودی نے کہا: ''آپ فکر نہ کیجئے، میں اس کا مقابلہ کروں گا۔'' پھر اس نے سو آدمی چنے اور انہیں ساتھ لے کر عقیلی کی جانب بڑھا۔ صبح سویرے اُن پر دھاوا بول دیا اور لڑتے ہوئے انہیں ہزیمت سے دوچار کر دیا، زیادہ تر کو قیدی بنالیا۔ اس نے ان سے غلافِ کعبہ اور سوداگروں کے اموال لے لیے۔ البتہ لڑائی سے پہلے جو لوگ مال لے کر بھاگ گئے وہ محفوظ رہے۔ اس نے غلافِ کعبہ واپس مسجد حرام بھیج دیا۔ اس نے ہر قیدی کو دس دس کوڑے مارے اور پھر انہیں رہا کر دیا۔ یہ قیدی واپس چلے گئے اور لوگوں سے بھیک مانگ کر کھانے حاصل کرتے۔ ان میں سے زیادہ تر راستے میں ہی مر گئے۔

ہرثمہ کا مارا جانا

ہرثمہ جب ابوالسرایا کی مہم سے فارغ ہوا تو حسن بن سہل کے پاس نہ گیا جو مدائن میں تھا

Marfat.com

بلکہ عقرقوف کی طرف چلتا ہوا بردان گیا، وہاں سے نہروان اور خراسان پہنچ گیا۔ اس کے پاس مامون کے متعدد خطوط آئے کہ وہ شام اور حجاز آئے، مگر ہرثمہ نے انکار کیا اور کہا: ''میں واپس نہیں آؤں گا جب تک کہ میں امیر المؤمنین سے ملاقات نہیں کر لیتا اور ان پر یہ واضح نہیں کر دیتا کہ میں امیر المؤمنین اور ان کے آباء کے لیے کس قدر مخلص ہوں۔'' پھر اس نے ارادہ کیا کہ وہ مامون کو فضل بن سہل کی سازشوں سے آگاہ کرے کہ کس طرح فضل خلیفہ مامون سے اطلاعات مخفی رکھتا ہے اور یہ کہ وہ امیر المؤمنین کو اس وقت تک چھوڑے گا جب تک کہ وہ بغداد واپس نہیں کر دیتا تاکہ وہ ان کے اقتدار میں اہم کردار ادا کرتا رہے۔

فضل کو ہرثمہ کے ارادے کا علم ہوا تو اس نے مامون سے عرض کیا: ''ہرثمہ نے ملک واقتدار کو کمزور کرنے اور عوام کو آپ سے برگشتہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس نے ابو السرایا کو جو اس کے لشکر میں تھا، ورغلایا۔ اگر یہ چاہتا تو ابو السرایا سرکشی نہ کرتا۔ اُس نے اسے متعدد مراسلے لکھے تاکہ وہ واپس شام اور حجاز آ جائے مگر اِس نے اُسے اجازت نہ دی۔ اب ہرثمہ انتہائی باغیانہ خیالات وافکار کے اظہار کے لیے آپ کے پاس آنا چاہتا ہے، اگر اسے اجازتِ باریابی ملی تو اس سے اوروں کو سرکشی کی شہہ ملے گی۔'' یہ بات سن کر مامون کا ارادہ بدل گیا۔

اُدھر ہرثمہ نے ذوالقعدہ تک آنے میں تاخیر کی۔ جب وہ مرو پہنچا تو اسے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں اس کی آمد کو مامون سے پوشیدہ نہ رکھا جائے لہٰذا اس نے طبل بجانے کا حکم دیا۔ چنانچہ طبل بجائے گئے تاکہ مامون ان کی آواز سنے۔ مامون نے طبل بجنے کی آواز سنی تو پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' عرض کیا گیا: ''ہرثمہ گرجتا برستا آ رہا ہے۔'' اُدھر ہرثمہ نے سمجھا کہ اس کی عرض داشت بہ توجہ سماعت کی جائے گی۔ مامون نے اسے شرف باریابی بخشا۔ حاضر ہوا تو مامون نے اس سے پوچھا: ''تو نے اہل کوفہ کے علویوں کی مدد کی۔ تم نے ہی ابو السرایا کو کھڑا کیا۔ اگر تم چاہتے تو سب کو گرفتار کر سکتے تھے۔'' ہرثمہ نے اپنی صفائی میں کچھ کہنے اور معذرت کرنے کی کوشش کی مگر اس کی معذرت قبول نہ ہوئی۔ خلیفہ مامون کے حکم پر ہرثمہ کا پیٹ روندا اور کچلا گیا۔ اس کی ناک پر ضرب کاری لگائی گئی اور اسے مامون کے سامنے سے گھسیٹ کر لے جایا گیا۔ فضل نے اپنے کارندوں کو ہرثمہ پر تشدّد کرنے کا حکم دیا۔ پھر اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا، چنانچہ وہ کچھ دنوں تک جیل میں ہی رہا۔ پھر کسی کو خفیہ طور پر بھیج کر اس کا کام تمام کر دیا گیا اور مشہور کر دیا گیا کہ وہ مر گیا ہے۔

Marfat.com

بغداد میں فوجی بغاوت

اس سال بغداد میں فوجیوں اور حسن بن سہل کے مابین جھگڑا ہوا۔ اس تنازعہ کا پس منظر یہ ہے کہ حسن بن سہل اس وقت مدائن میں تھا جب ہرثمہ مامون کی جانب روانہ ہوا۔ جب اس نے بغداد سے رابطہ کیا تو اس کے علم میں وہ کچھ آیا جو مامون نے ہرثمہ سے سلوک کیا۔ اس وقت حسن بن سہل نے اس کی طرف سے متعین گورنرِ بغداد کو پیغام بھیجا کہ وہ فوجیوں کو تنخواہیں نہ دے اور اس میں ٹال مٹول سے کام لے۔

یاد رہے کہ اس سے پہلے جب ہرثمہ نے خراسان کی طرف سفر کیا تھا تو اس وقت بھی فوجیوں نے سرکشی کی تھی اور اعلان کیا تھا ہم اس وقت تک راضی نہ ہوں گے۔ جب تک کہ ہم حسن اور اس کے کارندوں کو بغداد سے باہر نہیں نکال دیتے۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور حسن کے کارندوں کو بغداد سے باہر نکال دیا۔ پھر انہوں نے بغداد میں مامون کا نمائندہ اسحاق بن موسیٰ کو مقرر کیا تھا۔ فریقین نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور متفق ہو گئے۔

اب حسن نے ان ہی فوجیوں سے ساز باز کی اور ان کے کمانڈروں سے خط و کتابت کی حتی کہ وہ المہدی عسکری کیمپ سے بغاوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسحاق نے انہیں کمان سونپ دی۔ انہوں نے اپنا لشکر دجیل کے مقام پر خیمہ زن کیا۔ ادھر سے زہیر بن مسیّب آیا تو اس نے ''عسکر مہدی'' میں پڑاؤ کیا۔ حسن نے علی بن ھشام کو دوسری جانب متعیّن کیا۔ محمد بن ابی خالد بھی ادھر ہی خیمہ زن تھا۔ یہ لوگ ماہِ شعبان میں بغداد میں رات کے وقت داخل ہوئے اور جنگی ٹولے کے خلاف تین دن تک الصرّ اۃ کے پل پر لڑتے رہے۔ پھر علی بن ھشام نے باغی فوجی ٹولے سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں چھ ماہ کی تنخواہ دے گا، جب غلّہ مہیا ہو جائے گا۔ مگر فوجیوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ فی الحال ہر فوجی کو پچاس درہم دے تا کہ وہ یہ رقم رمضان میں خرچ کر سکیں۔ اس نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی۔

اب علی بن ھشام باغی فوجیوں کو یہ رقم دینے لگا، ابھی تنخواہ کی رقم کی تقسیم مکمل نہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس بصرہ سے زید بن موسیٰ کی خبر آئی۔ یاد رہے کہ اسے ''زید النار'' کہا جاتا تھا۔ اس کی داستان یہ ہے کہ یہ جیل سے بھاگ نکلا اور یہ علی بن سعید کے یہاں تھا۔ یہ انبار کے علاقے کی طرف نکل گیا۔ اس کے ساتھ ابوالسرایا کا بھائی بھی تھا۔ یہ ذوالقعدہ ۲۰۰ھ کی بات ہے۔ اس کی طرف وفد

Marfat.com

روانہ کیا گیا، پھر اسے علی بن ھشام کے پاس لایا گیا۔فوجیوں کے ساتھ مذاکرات کے بعد علی بن ھشام فرار ہو گیا اور صرصر میں مقیم ہوا کیوں کہ اس نے وعدے کے مطابق انہیں پچاس پچاس درہم ادا نہیں کیے تھے۔ انہیں جب ہرثمہ کے ساتھ ظلم و بدسلوکی کی اطلاع ملی تو انہوں نے علی کو نکال دیا۔

ہرثمہ کے معاملے کا نگران محمد بن ابی خالد تھا، کیوں کہ علی بن ھشام اسے حقیر سمجھتا تھا، لہٰذا وہ اس روّیے پر غضب ناک ہوا اور باغی فوجیوں کا حامی بن گیا۔علی بن ھشام ان سرکش باغی فوجیوں کو اپنا قرب بخشنے میں قاصر رہا اور صرصر کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر انہوں نے اسے صرصر میں شکست دی۔

ایک اور تاریخی روایت

کہا گیا ہے کہ ان فارس نژاد فوجیوں کی شورس کا پس منظر یہ تھا کہ حسن بن سہل نے حدّ جاری کرتے ہوئے عبداللہ بن علی بن ماہان کو کوڑے مارے۔اس پر فرزندانِ فارس بگڑ گئے اور بغاوت کر دی۔

موصل میں فتنہ انگیزی

اس سال موصل میں بنی سامہ اور بنی ثعلبہ کے مابین فتنہ رونما ہوا۔ثعلبہ نے گورنرِ موصل علی بن حسین کے بھائی محمد ہمدانی سے پناہ طلب کی۔اس نے انہیں بیابان کی جانب نکل جانے کا مشورہ دیا، انہوں نے اس مشورہ پر عمل درآمد کیا۔ان کے تعاقب میں بنی سامہ نکلے اور عوجاء کے مقام کی طرف بڑھے اور وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔جب حسین کے دونوں بیٹوں گورنر علی اور محمد تک یہ اطلاع پہنچی تو دونوں بھائیوں نے ان کی طرف نفری کمک کے طور پر بھیجی۔فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔چنانچہ بنی سامہ میں سے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ قیدی بنا لیے گئے، ان کے ساتھ جو بنی تغلب تھے، ان کا بھی یہی حشر ہوا۔انہیں شہر میں لا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔بعدازاں احمد بن عمر بن الخطاب عدوی تغلبی نے محمد کے پاس آ کر اس سے صلح کی درخواست کی، جو اس نے قبول کر لی۔معاملہ سدھر گیا اور فتنہ فرو ہو گیا۔

فرنگی ممالک کے خلاف جہاد

الحکم امیر اندلس نے اس سال ایک لشکر تیار کر کے عبدالکریم بن مغیث کی زیر کمان اندلس

Marfat.com

کے فرنگی علاقوں کی جانب روانہ کیا۔ وہ لشکر لیے چلا اور دشمن کے علاقے میں تاخت کی۔ لشکرِ اسلام نے ملک کو لوٹا، برباد کیا اور کئی قلعے مسمار کر دیے۔ وہ ایک مقام کو تباہ کرنے کے بعد دوسرے مقام تک پہنچتا۔ اس نے وہاں کے حکمرانوں کے خزانوں تک رسائی پالی۔ فرنگی حکمران نے جب مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے علاقے کی یہ درگت بنتی دیکھی تو اس نے اس اطراف کے تمام بادشاہوں کے نام خطوط لکھے اور مدد و کمک طلب کی۔ چنانچہ ہر طرف سے عیسائی آکر اس کے پاس پہنچ گئے۔ اب وہ لشکرِ جرار لے کر مسلمانوں کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ دونوں فوجوں کے مابین دریا بہہ رہا تھا۔ کئی روز تک سخت لڑائی ہوئی۔ مسلمان دریا عبور کرنا چاہتے تھے جب کہ عیسائی انہیں دریا پار کرنے سے روک رہے تھے۔

مسلمانوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو دریا پار کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ مشرک دریا پار کر کے خود ہی مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ نہایت خون ریز جنگ ہوئی۔ مشرک شکست کھا کر دریا کی طرف گئے تو مسلمانوں نے انہیں خوب تہہ تیغ کیا اور انہیں قیدی بنالیا۔ دریا پار کرنے والے محفوظ رہے۔ عیسائیوں کے کئی بادشاہ، سالار اور مذہبی پیشوا پکڑ کر قیدی بنا لیے گئے۔ فرنگی اب دریا کے پار ہی مورچہ زن ہوئے اور مسلمانوں کو دریا پار کرنے سے روکنے لگے۔ تیرہ دن تک یہی صورتِ حال طاری رہی۔ ہر روز لڑائی ہوئی مگر بارشوں کی وجہ سے دریا کا پانی بڑھ گیا اور اسے عبور کرنا ممکن ہو گیا۔ سات ذوالحجہ کو عبدالکریم وہاں سے روانہ ہوا۔

مورور کے علاقے میں بربر کی بغاوت

اس سال ایک بربر نے اندلس سے مورور کے علاقے میں پرچمِ بغاوت بلند کیا۔ متعلقہ علاقے کے سرکاری افسرِ اعلیٰ نے حاکم اندلس کو تحریری طور پر مطلع کیا۔ الحکم نے اس کی سرکشی کی خبر کو صیغہ راز میں رکھا اور اپنے جنگی افسر کو طلب کیا اور خفیہ طور پر اسے باخبر کر دیا اور اس سے کہا: ''اسی وقت اس باغی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لے آؤ ورنہ میں اس کے عوض تمہارا سر کاٹ دوں گا میں اس جگہ بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔''

وہ فوجی افسر باغی کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے نزدیک پہنچا تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ معلوم ہوا کہ وہ باغی بہت ہوشیار اور چوکنا ہے۔ پھر اسے الحکم کا قول یاد آیا کہ اگر میں نے

Marfat.com

اسے نہ مارا تو میرا سر کاٹا جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے کوئی تدبیر بروئے کار لانے کی ٹھانی۔ حتیٰ کہ جا کر اسے مار ڈالا۔ اس کا سر کاٹا اور اسے الحکم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ دیکھا کہ چار دن کی غیر حاضری کے باوجود وہ اسی جگہ بیٹھا ہے۔ امیر اندلس نے جب باغی کا سر دیکھا تو اس فوجی افسر سے حسنِ سلوک کیا، اسے انعام سے نوازا اور اس کا عہدہ بڑھا دیا۔

متفرق واقعات

اس سال علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کو حاضر کرنے کے لیے مامون نے رجاء بن ابی ضحاک روانہ کیا۔ اس سال حضرت عباسؓ کی اولاد کی مردم شماری ہوئی تو مرد اور عورتیں ۳۳ ہزار تھے۔

اس سال ہی رومیوں نے اپنے بادشاہ لیون کو مار ڈالا۔ اس نے سات سال اور چھ ماہ حکومت کی تھی۔ انہوں نے میخائیل بن جورجیش کو دوسری بار اپنا بادشاہ بنا لیا۔

اس سال علی بن ابی سعید نے حسن بن سہل کی مخالفت کی۔ خلیفہ مامون نے اس کی طرف اپنے خادم سرّاج کو بھیجا اور اس سے کہا: ''اگر وہ اپنا ہاتھ حسن بن سہل کے ہاتھ میں رکھ دے یا بذاتِ خود میرے پاس آ جائے تو ٹھیک وگرنہ اس کی گردن اڑا دو۔'' سرّاج اس کی طرف روانہ ہوا تو علی نے فرماں برداری اختیار کر لی اور ہرثمہ کی معیت میں مامون کی خدمت میں پہنچنے کے لیے روانہ ہوا۔

اس سال ہی مامون نے عامر بن اسماعیل کو قتل کیا، کیوں کہ اس نے اسے ''یا امیر الکافرین'' کہا تھا۔ اس سال معتصم نے لوگوں کو حج کرایا۔

وفیات

اس سال قاضی ابوالبختری وھب بن وھب نے وفات پائی۔ نیز معروف کرخی زاہد، صفوان بن عیسیٰ فقیہ اور المعافی بن داود موصلی نے وفات پائی۔ مؤخرالذکر عالم فاضل اور عبادت گزار تھا۔

Marfat.com

باب: ٧٠

۲۰۱ھ کے واقعات

بغداد میں منصور بن مہدی کی حکمرانی

اس سال اہلِ بغداد نے منصور بن مہدی کی بہ طورِ خلیفہ بیعت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوا۔ اس ناکامی کے بعد بغداد والوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان کا امیر بن جائے اور یہ کہ مامون کے لیے خلافت تسلیم کرتے ہوئے اس کے لیے دعا کرے۔ منصور نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی۔

اس کا پس منظر ہم پہلے قدرے بیان کر آئے ہیں کہ اہلِ بغداد نے علی بن ھشام کو بغداد سے نکال دیا تھا۔ پس جب بغداد سے اس کا اخراج حسن بن سہل سے متصّل تھا تو وہ مدائن سے واسط کی طرف چل پڑا۔ ایسا ۲۰۱ھ کے آغاز میں ہوا۔ وہ جب واسط کی جانب بھاگا تو محمد بن ابی خالد بن ھندوان نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا اور اس نے عوام کے امور کی باگ ڈور سنبھال لی۔ سعید بن حسن بن قحطبہ نے مغربی جانب کا کنٹرول سنبھال لیا۔ جب کہ حمزہ بن مالک نے مشرقی جانب کو کنٹرول کیا۔ بغداد میں منصور بن مہدی، فضل بن ربیع اور خزیمہ بن خازم موجود تھے۔

ادھر طاہر کے پاس سے رقہ سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد انہی دنوں آ گیا۔ اس نے حسن بن سہل کے خلاف لڑنے میں اپنے باپ کے ساتھ موافقت کی۔ چنانچہ وہ دونوں اور ان کے ساتھی واسط کے نزدیک ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں راستے میں حسن کے لشکروں سے پالا پڑا، کئی مقامات پر اور انہیں شکست دی۔

Marfat.com

محمد جب دیرعاقول کے علاقے میں پہنچا تو وہاں تین دن تک پڑاؤ کیا۔ جب کہ زہیر بن مسیّب ، اسکاف بنی جنید میں مقیم تھا، وہ حسن کی جانب سے جُوخی کا کارندہ تھا اور وہ بغداد کے عسکری قائدین سے خط وکتابت کرتا تھا۔ محمد سوار ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اسے قیدی بنا کر گرفتار کرلیا اور اس کا سارا مال ضبط کرلیا اور اسے قیدی بنا کر بغداد روانہ کردیا اور اسے اس کے والد جعفر کے پاس قید کردیا۔

پھر محمد واسط کی طرف بڑھا۔ محمد نے اپنے بیٹے ھارون کو دیرعاقول سے نیل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں حسن کا نمائندہ موجود تھا۔ ہارون نے اسے شکست دی اور کوفہ تک اس کا تعاقب کیا۔

بعدازاں شکست خوردہ لوگ کوفہ سے حسن کی جانب روانہ ہوئے اور واسط کے مقام پر پہنچے۔ جب کہ ہارون اپنے باپ کی جانب گامزن ہوا اور اس نے النیل کے علاقے پر تسلّط جمالیا۔ پھر محمد اور ہارون نے واسط کا رخ کیا۔ حسن تو واسط سے کوچ کر گیا اور وہاں پر کسی کو اپنا جانشین مقرّر کر گیا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، فضل بن ربیع ابھی تک روپوش تھا، جب اس نے دیکھا کہ محمد تو واسط میں پہنچ چکا ہے، اُس نے اس سے امان طلب کی، جو اسے دے دی گئی اور اس نے روپوشی ترک کردی۔ محمد فوجی بھرتی اور خوب تیاری کے بعد حسن کی جانب چلا۔ چنانچہ حسن نے اس کی طرف اپنے فوجی جوانوں اور افسروں کو بھیجا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ عصر کے بعد محمد کے ساتھیوں نے ہزیمت اٹھائی مگر خود محمد ثابت قدم رہا، اسے کاری زخم لگے۔ اس کی فوج نے بدترین شکست کھائی اور ان کے بہت سے آدمی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ان کے اموال کو غنیمت بنالیا گیا۔ ماہ ربیع الاوّل کے ابھی سات دن باقی تھے کہ یہ واقعہ ہوا۔

محمد فم الصلح نامی مقام پر فروکش ہوا، حسن لشکر لیے آدھمکا۔ باہم تصادم ہوا۔ رات آئی تو محمد اور اس کے رفقاء وہاں سے کوچ کر گئے اور منازل پر فروکش ہوئے۔ حسن اپنے لشکر سمیت پھر آیا اور حملہ کیا شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محمد اور اس کے فوجی چل پڑے اور جَبّل کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ محمد نے اپنے لختِ جگر عیسیٰ کو عرنایا کے مقام کی طرف روانہ کیا، وہ وہاں فروکش ہوگیا، جب کہ خود محمد نے جرجرایا کے موضع میں پڑاؤ ڈالا۔ محمد کو چونکہ کاری زخم آئے تھے۔ اس لیے اس کا فرزند ابوزنبیل اسے بغداد لے گیا اور اپنا لشکر وہیں چھوڑ آیا۔ اس وقت ربیع الآخر کی چھٹی تاریخ تھی۔ محمد بن ابی خالد جاں بحق ہوا تو اسے اس کے گھر میں رازداری کے ساتھ سپردِ خاک کردیا گیا۔

Marfat.com

ابو زنبیل نے خزیمہ بن خازم کے پاس پہنچ کر اسے اپنے والد کے انجام سے مطلع کیا۔ خزیمہ نے یہ راز عوام کے سامنے کھول دیا۔ ان کے سامنے وہ خط پڑھا جو عیسیٰ بن محمد نے اس کی طرف لکھا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ وہ اپنے والد کا جانشین بن کر لڑائی کے امور کی نگرانی کرے گا۔ لوگ اس پر آمادہ اور راضی ہو گئے۔ اب اس نے اپنے باپ کی جگہ لے لی۔ اسی رات ابو زنبیل نے زہیر بن مسیّب کو مار ڈالا۔ اس نے زہیر کو بُری طرح ذبح کیا اور اس کا سر اپنے والد کے لشکر میں لٹکا دیا۔

حسن بن سہل کو محمد کی موت کی اطلاع ملی تو وہ المبارک کی جانب چلا اور وہیں پڑاؤ کیا۔ اس نے جمادی الآخر میں ایک لشکر روانہ کیا جس نے فم الصراۃ کے مقام پر ابو زنبیل کی فوج سے لڑائی کر کے اسے شکست سے دوچار کیا۔ وہ پسپا ہو کر اپنے بھائی کے پاس النیل پہنچا۔ حسن کا لشکر ان کی جانب بڑھا۔ ایک پہر تک باہم لڑائی ہوئی۔ ہارون اور اس کے حامیوں نے شکست کھائی تو وہ مدائن پہنچے۔ حسن کے لشکریوں نے تین دن تک النیل اور اس کے اردگرد کے دیہات کو خوب لُوٹا۔

محمد بن ابی خالد کی وفات کے بعد بنی ہاشم اور عسکری قائدین نے کہا: ہم اپنے میں سے کسی کو خلیفہ مقرّر کرتے ہیں اور مامون کو معزول کرتے ہیں۔ انہیں ہارون اور اس کی شکست کی خبر پہنچی تو خلیفہ نامزد کرنے کے بارے میں ان کی مساعی میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے منصور بن مہدی کو خلیفہ بنانا چاہا مگر اس نے خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ اب انہوں نے اسے بغداد اور عراق میں مامون کا خلیفہ مقرر کر دیا اور اعلان کیا: ''ہم مجوسی بن مجوسی حسن بن سہل کو ناپسند کرتے ہیں۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہلِ بغداد نے جب حسن بن سہل کے خلاف عیسیٰ کی مدد کی تو حسن پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے تو اس نے اس کی طرف ایک لاکھ دینار بھیجے، سسرالی رشتہ داری کے توسّط سے قربت چاہی۔ اسے اور اس کے اہلِ خانہ اور اہلِ بغداد کے لیے امان کی پیش کش کی نیز اس علاقے کی گورنری جسے وہ پسند کرے۔ مگر عیسیٰ نے مطالبہ کیا کہ خود مامون کی دستی تحریر دی جائے۔ عیسیٰ نے اہلِ بغداد کے نام یہ مکتوب روانہ کیا: ''میں لڑائی میں مصروف ہونے کی وجہ سے خراج وصول کرنے سے قاصر ہوں۔ لہٰذا بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو اپنا گورنر بنا لو۔'' چنانچہ انہوں نے منصور بن مہدی کو اپنا گورنر بنا لیا۔ اس نے عوام سے مخاطب ہو کر کہا: ''میں امیر المومنین کی بغداد آمد تک ان کا نائب ہوں یا وہ جب چاہیں کسی کو بغداد کا گورنر مقرّر کر دیں۔'' عوام نے اس بات کو بخوشی قبول کر لیا۔

Marfat.com

منصور نے کلواذی کے مقام پر پڑاؤ کیا اور غسان بن عباد بن ابی الفرج کو کوفہ کی جانب روانہ کیا وہ قصرِ ابن ہبیرہ میں جا کر فروکش ہوا۔ غسان کو اس وقت ہوش آیا جب حمید طوسی نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اسے قیدی بنا لیا اور اس کے ساتھیوں کو قیدی بنا لیا۔ یہ چار رجب کی بات ہے۔

ادھر منصور بن مہدی نے ایک لشکر کی کمان محمد بن یقطین کو سونپی اور اسے حمید کی جانب بھیجا، لشکر چل کر کوثٰی میں اترا، اچانک اس پر حمید نے حملہ کر دیا جو النیل کے مقام پر تھا۔ حُمید نے شدید لڑائی کی ابن یقطین نے شکست کھائی وہ خود قیدی بنا لیا گیا اور اس کے ساتھی مارے گئے، بہت سے لوگ غرق ہوئے۔ حُمید نے کوثٰی کے اردگرد کے دیہات کو لوٹ لیا۔ حمید پھر نیل کی جانب پلٹا جب کہ ابن یقطین دریائے صرصر کے ساحل پر خیمہ زن ہوا۔ عیسٰی بن محمد بن ابی خالد نے اپنے لشکر کی تعداد شمار کی تو معلوم ہوا کہ سوار اور پیدل کُل ملا کر ایک لاکھ اور پچّیس ہزار کے ہیں۔ چنانچہ اس نے سوار کو چالیس درہم اور پیادہ کو ۲۰ درہم عطا کیے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے رضا کار

اس سال نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے رضا کار (متطوعہ) ظاہر ہوئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ بغداد کے بدمعاشوں اور نوسر بازوں نے لوگوں کو بہت ستایا۔ کھلم کھلاّ فسق و فجور کیا، ڈاکہ زنی کی اور علانیہ عورتوں اور بچّوں کو اٹھایا۔ وہ کسی بھی شخص کے بیوی بچّوں کو پکڑ لیتے تھے اور وہ انہیں روک نہیں سکتا تھا۔ وہ کسی آدمی سے قرض مانگتے یا انعام (بھتہ) مانگتے تو آدمی انکار نہیں کر سکتا تھا، وہ دیہات کو لوٹ لیتے تو حکومت و اقتدار انہیں باز نہ رکھ سکتی، کیوں کہ اربابِ اقتدار ہی انہیں شہہ دیتے اور ان کے ہم راز ہوتے۔ وہ راہ گیروں کو گرفتار کر لیتے تھے مگر کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ ان بدمعاشوں کی وجہ سے عذابِ الیم میں گرفتار تھے۔ ان کی سب سے بڑی کارروائی یہ تھی کہ وہ قطربّل کی طرف نکلے اور اسے علانیہ لوٹ لیا۔ انہوں نے سونا، سامان اور مویشی لوٹ لیے اور لوٹ کا سامان کھلم کھلاّ بغداد میں فروخت کر ڈالا۔ وہاں کے باشندوں نے ارباب اقتدار سے مدد طلب مگر انہوں نے اظہارِ بے بسی کیا۔ یہ شعبان کے اختتام کی بات ہے۔

عوام الناس نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو ہر کوچے و محلّے کے نیکوکار لوگ اٹھ کھڑے

Marfat.com

ہوئے، باہم ملے اور بولے: "بدمعاش اور لفنگے ایک یا دو یا دس ہوتے ہیں، جب کہ آپ لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، اگر آپ لوگ اکٹھے ہو جائیں تو آپ ان بدمعاشوں کا قلع قمع کر دیں اور وہ اپنے کرتوتوں سے رک جائیں۔" چنانچہ ایک صاحب خالد دریوش اٹھے، انہوں نے اپنے پڑسیوں اور اہلِ محلّہ کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان کا ساتھ دیں، اہل محلّہ نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی۔ انہوں نے اپنے نزدیک رہنے والے غنڈوں اور نوسر بازوں پر دھاوا بولا اور انہیں بدمعاشی سے رکنے کے لیے کہا مگر غنڈے باز نہ آئے اور مرنے مارنے پر تل گئے، خالد دریوش نے لڑ کر انہیں شکست دی اور بدمعاشوں کو پکڑ کر بند کر دیا اور اربابِ اقتدار کو مطلع کیا مگر دیکھا کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔

خالد دریوش کے بعد ایک پیشہ ور فوجی سہل بن سلامہ انصاری خراسانی اٹھ کھڑا ہوا، اس کی کنیّت ابو حاتم تھی۔ اس نے لوگوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی دعوت دی، کتاب وسنّت پر عمل پیرا ہونے کے لیے کہا، اس نے اپنی گردن میں قرآن مجید کا نسخہ (مصحف) لٹکایا۔ اس نے اپنے محلّے والوں کو امر ونہی کی تو انہوں نے سرِ اطاعت خم کیا۔ اس نے بنی ہاشم اور دیگر خاندانوں کے معززین وعوام کو دعوت دی تو اس کے پاس بڑی مخلوق پہنچی۔ انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی۔ نیز عہد کیا کہ وہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں سے لڑیں گے۔ سہل نے بغداد اور اس کے بازاروں کا دورہ کیا۔ اس کی دعوت کا آغاز چار رمضان کو ہوا جب کہ خالد دریوش اس سے صرف دو یا تین دن پہلے اٹھا۔

ان دونوں رضا کاروں کی اطلاع جب منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ملی تو ان کی حوصلہ شکنی ہوئی، کیوں ان دونوں کے ساتھیوں کی اکثریت بدمعاشوں اور لفنگوں کی تھی۔ منصور بغداد میں گھسا، جب کہ عیسیٰ نے حسن بن سہل کے ساتھ امان کے بارے میں سلسلہ جنبانی کیا۔ چنانچہ حسن نے اسے اور اہل بغداد کو امان دینے کی ہامی بھر لی، نیز یہ بھی اعلان کیا کہ وہ غلّہ بک جانے کے بعد اس کے لشکر اور اہلِ بغداد کو چھ ماہ کی تنخواہ دے گا۔ اب عیسیٰ نے لشکر کشی کی اور تیرہویں شوال کو بغداد میں گھسا۔ لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اہلِ بغداد نے صلح کی شرائط پر اظہار رضا مندی کیا، جب کہ سہل امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مشن پر ڈٹا رہا۔

Marfat.com

علی بن موسیٰ علیہ السلام کی ولی عہدی کی بیعت

اس سال مامون نے علی بن موسیٰ الرضی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ۔علیہ السلام ۔کو مسلمانوں کا ولی عہد اور اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کا اعلان کیا اور انہیں ''الرضی من آل محمد ﷺ'' کا لقب دیا۔ مامون نے اپنے لشکر کو سیاہ لباس ترک کرنے اور سبز وردی پہننے کا حکم دیا اور اس نے تمام صوبوں کے لیے یہ احکامات جاری کر دیے۔ حسن بن سہل نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو۔ اس کی بغداد واپسی کے بعد۔ یہ تحریری اطلاع فراہم کی کہ خلیفہ مامون نے اپنے بعد علی بن موسیٰ کو اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کر دیا ہے۔

اس تقرر کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے بنی عباس اور بنی علی پر نظر ڈالی تو اسے علی بن موسیٰ سے بڑھ کر کوئی افضل و پرہیز گار دکھائی نہ دیا۔ اس نے ان کا نام۔ الرضی من آل محمد ﷺ رکھا، نیز سیاہ لباس اتارنے اور سبز لباس پہننے کا حکم جاری کیا۔ یہ ماہ رمضان ۲۰۱ھ کی بات ہے۔ اس نے محمد کو حکم دیا کہ وہ اپنے یہاں کے تمام ،فوجیوں ،سالاروں اور بنی ہاشم کو علی بن موسیٰ کی بیعت کرنے کا حکم دے۔ نیز سبز پوشی کے لیے کہے اور تمام اہل بغداد سے یہ اس حکم کی تعمیل کرائے۔ محمد نے جملہ اہلِ بغداد کو اس نئے حکم سے مطلع کیا تو ان میں سے کچھ نے تعمیل کی اور کچھ نے عدم تعمیل کی اور کہا: خلافت حضرت عباس کی نسل سے باہر نہیں جانی چاہیے اور یہ سب فضل بن سہل کی کارستانی ہے۔ کئی دنوں تک یہی صورتِ حال رہی کچھ سرکردہ حضرات بولے: ہم اپنے میں سے کسی کو حکمران مقرر کر لیں گے اور مامون کو معزول کر دیں گے۔'' ان میں سے سخت ترین موقف کے حامی تھے، مہدی کے بیٹے منصور اور ابراہیم۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت کا پس منظر

اس سال ذی الحجہ میں عوام نے مامون کو معزول قرار دیا اور بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی۔ اس کا سبب یہ ہوا۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ عوام نے حسن بن سہل کی گورنری اور علی بن موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت کو ناپسند کیا۔ عباسیوں نے بغداد میں اس بات کا برملا اظہار کیا کہ انہوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے جب کہ ذوالحجہ کے پانچ دن باقی تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو

Marfat.com

جمعے کے دن یہ اعلان کرنے کے لیے تیار کرلیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ مامون کے حق میں دعوت دیں اور اس کے بعد ابراھیم کے حق میں بیعت کریں۔'' انہوں نے ایک ایسا آدمی بھی تیار کرلیا جو اس اعلان کے جواب میں باآوازِ بلند کہے: '' ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگ ابراہیم بن مہدی کی بہ طورِ خلیفہ بیعت کریں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ ہادی خلیفہ بنے اور یہ کہ آپ لوگ مامون کو معزول و بر طرف کردیں۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ انہوں نے منصوبہ بندی کی تھی۔ لوگوں نے جمعے کی نماز پڑھی اور منتشر ہوگئے۔ یہ اس وقت ہوا جب ابھی اس سال کے ذوالحجّہ کی دو راتیں باقی تھیں۔

کوہستان طبرستان و دیلم کی فتح

اس سال گورنرِ طبرستان عبداللہ بن خردا ذبہ نے دیلم کے شہروں میں سے بلاذر اور شیزر فتح کیے۔ اس نے کوہستان طبرستان بھی فتح کیے اور وہاں سے شہریار بن شروین کو وہاں سے معزول کردیا۔ جب کہ مازیار بن قارن کو مامون کی طرف بھیجا۔ اس نے دیلم کے فرمانروا ابولیلیٰ کو گرفتار کر کے قیدی بنالیا۔

بابک خرّمی کے معاملہ کا آغاز

اس سال جاویدانیہ میں بابک خرّمی متحرک ہوا یعنی جاویدان بن سہل صاحبِ بذّ کے رفقاء میں۔ اس نے دعویٰ کیا کہ جاویدان کی روح اس میں داخل ہوگئی ہے۔ اس نے بگاڑ اور فساد شروع کردیا ۔ جاویدان کا مطلب ہے۔ ہمیشہ باقی رہنے والا اور خرّم کا معنیٰ ہے، مسرّت وکشادہ۔ یہ مجوسی افکار ہیں۔ ایک مجوسی مرد اپنی ماں، بہن اور بیٹی سے شادی کرلیتا ہے، اس لیے اسے خوشی و مسرت اور کشاد کا مذہب کہتے ہیں۔ مجوسی لوگ تناسخ کے قائل ہیں اور یہ کہ روحیں ایک جان دار سے دوسرے جان دار میں منتقل ہوجاتی ہیں۔

زیادۃ اللہ بن ابراہیم بن اغلب گورنر افریقہ

اس سال ۶ ذوالحجہ میں گورنرِ افریقہ ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب نے وفات پائی۔ اس کی گورنری کی مدت ۵ سال اور ۲ ماہ تھی۔

Marfat.com

اس کی موت کی وجہ یہ بنی کہ اس نے ۱۸ دینار سالانہ کے حساب سے بیلوں کی ہر جوڑی پر ٹیکس مقرر کر دیا۔ عوام اس ٹیکس سے تنگ آ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے شکایت کی۔ گورنر کی خدمت میں ایک نیکوکار شخص حفص بن عمر جزری کچھ صالحین کے ساتھ آیا اور اسے یہ ٹیکس ختم کرنے کے لیے کہا، اسے وعظ ونصیحت کی، خوفِ خدا یاد دلایا دنیا میں بدنامی اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ زوالِ نعمت سے خبردار کیا۔ اس ارشادِ ربانی سے آگاہ کیا: لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد:۱۱) (ترجمہ: اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل لیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی) مگر ابوالعباس نے ان لوگوں کی درخواست قبول نہ کی۔ یہ لوگ وہاں سے نکل کر قیروان کی جانب چلے۔ ان صالحین سے حفص نے کہا: ''کیا اچھا ہو کہ ہم وضوء کریں نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ لوگوں کا بوجھ کم کرے۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پانچ دن ہی گزرے تھے کہ اس کے کان کے نیچے ایک پھوڑا نکلا اور وہ اس سے مر گیا۔ وہ اپنے زمانے کا سب سے خوبصورت آدمی تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ بن ابراہیم گورنر بنا۔ اس کے دورِ حکومت میں خوش حالی اور امن وامان رہا۔

والی افریقہ زیادۃ اللہ نے جنگی بحری بیڑا تیار کیا۔ اس میں بہت زیادہ جنگی کشتیاں تھیں۔ اس بیڑے کا رخ رومی شہر سردانیہ تھا۔ بہت سے رومیوں کو قتل کرنے کے بعد، ان سے اموالِ غنیمت پایا۔ شہر کے کچھ حصّوں کو تاراج کیا۔ پھر ان میں سے زندہ بچ جانے والوں پر گورنر نے احسان کیا اور انہیں مال سے نوازا۔

۲۰۷ھ میں اس کے خلاف زیاد بن سہل نے جو ابن الصقلبیہ کے نام سے معروف تھا، بغاوت کر دی۔ اس نے عوام کی بڑی بھیڑ اکٹھی کر لی اور باجہ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے گوشمالی کے لیے لشکر بھیجا، انہوں نے اس کا محاصرہ ختم کر دیا اور بغاوت کی تائید کرنے والوں کو کچل دیا۔

۲۰۸ھ میں زیادۃ اللہ کو اطلاع ملی کہ منصور بن نصیر طنبذی تیونس میں اس کے خلاف سرکشی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، وہ فوجیوں کو خطوط لکھ کر ساز باز میں مصروف ہے۔ تحقیق کے بعد اس نے تین سو جانباز گھڑ سوار دستے کی قیادت محمد بن حمزہ کو سونپی اور اسے اپنی مہم خفیہ رکھنے کی تاکید کی اور تیونس تیزی

Marfat.com

سے جانے کی ہدایت کی کہ منصور کے وہم وگمان میں بھی نہ ہواور وہ اسے پکڑ کر اس کے پاس لے آئے۔

محمد روانہ ہوکر تیونس میں داخل ہوا مگر اسے وہاں منصور نہ ملا۔ وہ اپنے محل کی طرف گیا ہوا تھا جو طنبذہ میں تھا۔ چنانچہ محمد نے اس کی طرف تونس کے قاضی کو بھیجا، جس کے ساتھ چالیس شیوخ تھے۔ اس وفد نے جاکر منصور پر واضح کیا کہ جھگڑا و مخالفت کارِ عبث ہے، لہٰذا وہ اس سے باز رہے، نیز اسے فرمانبرداری اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ منصور نے جواب دیا: ''میں نے امیر کی نافرمانی نہیں کی ہے بلکہ میں تو آپ لوگوں کے ساتھ مل کر محمد کی خدمت میں حاضر ہوں گا، میرے ساتھ میرے رفقاء بھی ہوں گے۔ مگر آپ حضرات آج کے دن ہمارے یہاں ہی قیام فرمائیں، تاکہ ہم امیر محمد اور اس کے رفقاء کی خاطر دعوتِ طعام کا اہتمام کرلیں۔

چنانچہ قاضی اور شیوخ منصور کے یہاں ہی قیام پذیر ہوئے۔ اب منصور نے محمد اور اس کے رفقاء کی خاطر بہت سی بھیڑ بکریاں، گائیں اور خورد و نوش کی مختلف اقسام وانواع بھجوائیں اور عریضہ بھیج کر یہ عرض کیا:

''بندہ قاضی صاحب اور ان کے ہمراہی علماء کی جماعت کے ساتھ انجناب کی خدمتِ عالیہ میں شرف پابوسی کے لیے حاضر ہوا چاہتا ہے۔'' امیر محمد نے اسے مبنی بر خلوص سمجھا، چنانچہ اس کے حکم پر بھیڑ بکریاں ذبح کی گئی، اس نے اپنے ساتھیوں سمیت گوشت کھایا اور شراب پی۔ مگر شام ہوتے ہی منصور نے قاضی اور جماعتِ علماء کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالوادیا۔ اور اپنے جتھے کو لیے رازداری سے تیونس کی جانب بڑھا۔ یہ جتھہ دار الصناعۃ میں گھسا۔ اس کے ساتھ ہی منصور کے حکم پر طبل بجائے گئے، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ''اللہ اکبر'' کا پرزور نعرہ لگایا۔ یہ سن کر محمد اور اس کے حامی ہتھیاروں کی طرف لپکے مگر شراب خانہ خراب ان پر اپنے اثرات چھوڑ چکی تھی۔ منصور کی زیرِ قیادت اس مسلح جتھے نے ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا۔ عوام ہر طرف سے نکل آئے اور ان پر سنگ باری کی، پوری رات لڑائی ہوتی رہی، محمد کے رفقاء مارے گئے۔ ان میں سے وہی جان بر ہوسکے جو سمندر کی جانب نکل بھاگے اور تیر کر جان بچائی۔ یہ ماہِ صفر کا قصہ ہے۔

صبح سویرے منصور کے پاس مسلح فوجی آئے اور بولے: ہمیں آپ پر اعتماد نہیں۔ اور ہمیں اندیشہ ہے کہ زیادۃ اللہ آپ کو اپنے دامِ تزویر میں الجھالے گا اور مال کا فریب دے کر آپ کو اپنا ہم نوا

Marfat.com

بنا لے گا۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا ساتھ دیں تو زیادۃ اللہ کے اہلِ خانہ جو آپ کے یہاں ہیں، اُن میں سے ایک کو مار ڈالیئے۔'' یہ سن کر منصور نے زیادۃ اللہ کے اہلِ خانہ میں سے ایک اسماعیل بن سفیان بن سالم کو۔ جو تونس کا گورنر تھا۔ بلوایا۔ وہ آیا تو اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔

اُدھر زیادۃ اللہ نے جب یہ اندوہناک خبر سنی تو اس نے اپنے وزیر غلبون ۔الاغلب بن عبداللہ بن الاغلب ۔کی زیر کمان ایک لشکرِ جرار روانہ کیا۔ منصور طنبذی کی جانب بھیجتے وقت زیادۃ اللہ نے لشکریوں کو دھمکی دی کہ شکست کھانے کی صورت میں انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ لشکر تیونس پہنچا تو منصور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلا، لڑائی ہوئی تو دسویں ربیع الاوّل کو زیادۃ اللہ کی فوج نے شکست کھائی۔ اس پر غلبون سے تمام عسکری قائدین نے عرض کیا: ہمیں اپنے بارے میں زیادۃ اللہ سے اندیشہ ہے۔ اگر آپ اس سے ہمارے لیے جان کی امان طلب کر لیں تو ہم اس کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان قائدین نے غلبون سے علیحدہ ہو کر کئی شہروں پر قبضہ کر لیا: ان میں سے نمایاں ترین درج ذیل ہیں: باجہ، جزیرہ، صطفورہ اور اُربس وغیرہ۔ یوں افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا اور لشکر منصور کے پاس پہنچ گیا اور تمام مسلّح افواج نے اس کی فرمان برداری اختیار کر لی، کیوں کہ زیادۃ اللہ کا روّیہ ان کے ساتھ غیر مناسب تھا۔

منصور نے لشکر جرار لیے قیروان کے جانب پیش قدمی کی اور جمادی الاولیٰ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اپنے لشکر کے آگے خندق کھود لی۔ پھر اس کے اور زیادۃ اللہ کے لشکر کے مابین کئی جھڑپیں ہوئیں۔ منصور نے قیروان کی فصیلوں کی مرمت کروائی تو وہاں کے باشندوں نے اس سے اظہار محبت و تعاون کیا۔ چالیس دنوں تک منصور کا محاصرہ جاری رہا۔

پھر زیادۃ اللہ نے لوگوں کو فوج میں بھرتی کیا۔ لشکر کو جنگی ترتیب دی، پھر اس کے پاس سوار اور پیادے چل پڑے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، جب اتنے بڑے لشکر کو منصور نے دیکھا تو وہ حوصلہ ہار بیٹھا، مرعوب ہوا کیوں کہ اسے اس کی توقع نہ تھی نیز وہ بزدل تھا۔ منصور بنفسِ نفیس لشکر کی قیادت کرتا ہوا زیادۃ اللہ کی طرف بڑھا۔ دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی اور باہم سخت لڑائی ہوئی۔ منصور اور اس کے لشکر نے شکست کھائی اور بھاگ کھڑے ہوئے، ان کی اکثریت موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ یہ جمادی الآخر کے نصف کی بات ہے۔ اب زیادۃ اللہ نے حکم دیا کہ چوں کہ باشندگانِ قیروان نے منصور

Marfat.com

کی اعانت کی ہے اوراس کی حمایت میں ہمارے خلاف لڑے ہیں، لہٰذا ان سے بدلہ لیا جائے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہوا ہے کہ عمران بن مجالد نے مدد کی تھی اور زیادۃ اللہ کے والد ابراہیم بن اغلب کے خلاف لڑائی لڑی تھی۔ تاہم علماء اور دیندار لوگوں نے زیادۃ اللہ کو اس انتقامی اقدام سے باز رکھا۔ چنانچہ اس نے یہ کارروائی نہ کی۔ البتہ قیروان شہر کی فصیلوں کو برباد کرتے ہوئے مسمار کر دیا۔

منصور نے جب شکست کھائی تو اس کے ساتھ چلنے والے بہت سے رفقاء نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان میں سرِ فہرست تھے۔ عامر بن نافع اور عبدالسّلام بن المفرّج۔ یہ منحرف سردار کچھ شہروں کی طرف بڑھے اور ان پر قبضہ کر لیا۔ پھر زیادۃ اللہ نے ایک لشکر ۲۰۹ھ میں سبتہ شہر کی طرف روانہ کیا۔ اس کا کمانڈر محمد بن عبداللہ بن اغلب تھا۔ اس شہر میں اس لشکر کے کچھ فوجی موجود تھے جو منصور کے ساتھ لڑائی کے لیے گئے تھے، ان کا سالار عمر بن نافع تھا۔ دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ۲۰ محرّم کو ہوئی۔ باہم لڑائی ہوئی تو ابن اغلب نے شکست کھائی۔ وہ اور اس کے ساتھی قیروان کی جانب لوٹے۔ یہ شکست زیادۃ اللہ پر گراں گزری۔ اس نے فوج کے لیے بندے بھرتی کیے اور اسلحہ وہتھیار وغیرہ کے لیے خوب مال خرچ کیا۔

منصور کے حامی فوجیوں کے اہل وعیال قیروان میں تھے مگر زیادۃ اللہ نے ان سے کچھ تعرّض نہ کیا۔ اس پر فوجیوں نے منصور سے درخواست کی: ''آپ کو قیروان سے ہمارے اہل وعیال کو کہیں اور محفوظ جگہ پر منتقل کرنے کے لیے کچھ تدبیر کرنا چاہیے تاکہ ہم ان کے بارے میں بے فکر ہو جائیں۔'' چنانچہ منصور نے قیروان کی جانب لشکر کشی کی اور سولہ دنوں تک قیروان کا محاصرہ کیا۔ تاہم لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ فوجیوں نے اپنی عورتوں اور بچّوں کو قیروان سے نکال لیا منصور واپس تونس پلٹ گیا۔ اب زیادۃ اللہ کے قبضے میں پورے افریقہ میں سے صرف قابس، ساحل، نفزاوہ اور طرابلس رہ گئے ان شہروں کے باشندوں نے اس کی فرمانبرداری اختیار کر لی۔

فوج نے زیادۃ اللہ کی طرف پیغام بھیجا: ''یہاں سے نکل جا اور افریقہ چھوڑ دے۔ تیرے لیے جان ومال کی امان ہے۔ نیز تیرے محل کے عملے کے لیے بھی امان ہے۔'' یہ پیغام سن کر وہ بہت مغموم ہوا۔ اس پر سفیان بن سوادہ نے اس سے کہا: ''مجھے آپ اپنی فوج کے بارے میں اختیار دیجیے تاکہ میں ان میں سے دو سو شہسواروں کا انتخاب کر لوں اور انہیں لے کر نفزاوہ شہر کی طرف جاؤں۔ مجھے

Marfat.com

اطلاع ملی ہے کہ عامر بن نافع اس شہر پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر میں نے فتح پائی تو یہ آپ کو ظاہر ہے پسند آئے گی اور اگر دوسری صورتحال ہوئی تو آپ اپنی رائے پر عمل کر لینا۔'' زیادۃ اللہ نے اسے اجازت دے دی۔ اس نے دوسو گھڑ سوار ساتھ لیے اور نفراوہ شہر کی طرف بڑھا۔ اس نے وہاں کے بربروں کو بھی مدد کے لیے کہا۔ انہوں نے یہ درخواست قبول کر لی اور اس کی جانب تیزی سے لپکے۔ عامر بن نافع نے پیش قدمی کی۔ باہم لڑائی ہوئی تو عامر اور اس کے دستے نے شکست کھائی، بہت سے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ عامر قسطیلیہ کی جانب پسپا ہوا اور تین شب و روز وہاں مال اکٹھا کرتا رہا۔ وہاں سے روانہ ہوتے وقت اس نے شہر پر کسی کو اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ وہ نائب بھی شہر کے باشندوں کے خوف سے بھاگ نکلا۔ اب قسطیلیہ کے باشندوں نے ابن سوادہ سے رابطہ کیا اور اس سے آنے کی درخواست کی۔ وہ ان کی طرف روانہ ہوا اور بالآخر قسطیلیہ پر قبضہ کر کے وہاں کا کنٹرول سنبھال لیا۔

ایک قول کے مطابق یہ سب واقعات ۲۱۸ میں رونما ہوئے۔ جب کہ درحقیقت یہ ۲۱۹ھ میں واقع ہوئے۔

زیادۃ اللہ کی جزیرہ صقلیہ کی فتح

زیادۃ اللہ نے ۲۱۲ھ میں ایک بحری لشکر جزیرہ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اس کا سپہ سالار قاضی قیروان اسد بن فرات تھا۔ یہ امام مالک کے ساتھیوں میں سے ایک ہیں اور مذہب امام مالک کی فقہ کی ایک کتاب الأسدیه کے مؤلف ہیں۔ صقلیہ پہنچ کر انہوں نے وہاں کے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا۔

لشکر کشی کا پس منظر یہ ہے کہ شاہِ روم نے قسطنطنیہ سے جزیرہ صقلیہ کی جانب ایک لشکر روانہ کیا، جس کا کمانڈر قسطنطین تھا یہ ۲۱۱ھ کی بات ہے۔ اس سالار نے وہاں پہنچ کر بحری بیڑے کا کمانڈر فیمی نامی رومی شخص کو بنایا۔ فیمی ایک دور اندیش بہادر انسان تھا۔ اس نے افریقہ پر یلغار کی۔ اس نے ساحلِ افریقہ سے سوداگروں کو پکڑا اور لوٹا اور کچھ مدت تک وہاں مقیم رہا۔

بعدازاں شاہِ روم نے قسطنطین کے نام خط بھیج کر اسے حکم دیا کہ وہ بحری بیڑے کے کمانڈر فیمی کو گرفتار کرے اور اس پر تشدد کرے۔ جب اس کی اطلاع فیمی کو ملی تو اس نے اپنے ماتحت افسران کو مطلع کیا۔ یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گئے اور شاہِ روم کے خلاف بغاوت پر اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ وہ اپنی

Marfat.com

کشتیوں میں سوار ہوکر صقلیہ کی جانب روانہ ہوا اور سرقوسہ شہر پر تسلط جمالیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے قسطنطین چلا۔ دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی لڑائی ہوئی تو قسطنطین نے شکست کھائی اور قطانیہ شہر کی جانب پسپا ہوا۔ اس کے تعاقب میں فیمی نے ایک دستہ روانہ کیا۔ قسطنطین بھاگ نکلا۔ بالآخر پکڑا اور مارا گیا۔ اب فیمی کو بادشاہ تسلیم کرلیا گیا۔ اس نے جزیرے کے ایک حصے پر بلاطہ نامی آدمی کو افسر مقرر کیا۔ اس نے فیمی کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔ اب بلاطہ اور اس کا ایک چچازاد میخائیل باہم ملے، یہ بکرم شہر کا انچارج تھا۔ دونوں نے لشکر عظیم تیار کرلیا اور فیمی کے خلاف نبرد آزما ہوئے تو فیمی نے شکست کھائی۔ اب بلاطہ نے سرقوسہ شہر پر قبضہ کرلیا۔

فیمی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کشتیوں پر سوار ہوکر افریقہ کی راہ اختیار کی۔ اس نے امیر زیادۃ اللہ کے نام طلبِ مدد کے لیے مراسلہ بھیجا اور اسے جزیرہ صقلیہ کی حکمرانی کی پیش کش کی۔ چنانچہ زیادۃ اللہ نے ربیع الاوّل ۲۱۲ھ میں اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجا۔ یہ لوگ صقلیہ کے شہر مازرتک جا پہنچے۔ اب ان کا رخ بلاطہ کی طرف تھا جس نے فیمی کے خلاف لڑائی لڑائی تھی۔ ان کا سامنا کچھ رومی دستوں سے ہوا۔ مسلمانوں نے ان خلاف لڑائی کی۔ انہوں نے فیمی اور اس کے ہمراہیوں کو الگ ہو جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ مسلمانوں اور رومیوں کے مابین سخت لڑائی ہوئی۔ رومیوں نے ہزیمت اٹھائی۔ مسلمانوں نے ان کے اموال و مویشی کو مالِ غنیمت بنایا۔ بلاطہ قلوریہ کی جانب بھاگا اور وہاں پر مارا گیا۔

مسلمانوں نے جزیرہ کے متعدد قلعوں پر قبضہ کرلیا اور کرّاث نامی قلعہ تک جا پہنچے۔ اس قلعہ میں بہت سے لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ایک سازش کی۔ جس کے تحت انہوں نے مسلمانوں کے سپہ سالار قاضی اسد بن الفرات کی بظاہر فرماں برداری قبول کرلی۔ فیمی نے یہ دیکھ کر ان لوگوں سے ساز باز کی اور ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ثابت قدم رہیں اور اپنے شہر و وطن کی حفاظت کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے قاضی اسد کے ساتھ مشروط معاہدہ کیا کہ لوگ انہیں جزیہ ادا کریں گے اور سپہ سالار ان کے نزدیک نہیں جائے گا۔ قاضی موصوف نے یہ تسلیم کرلیا اور کئی دنوں تک ان سے دور رہا۔ اس عرصے میں انہوں نے محاصرہ کی تیاری کرلی اور اپنی ضروریات کے مطابق تمام ضروری سامان تیار کرلیا اور پھر جزیہ دینے سے انکار کردیا۔ قاضی اسد نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا اور

Marfat.com

ہر طرف جنگی دستے پھیلا دیے۔ مسلمانوں نے بہت سا مالِ غنیمت اکٹھا کیا اور بہت سی اُن آبادیوں کو فتح کرلیا جو سرقوسہ کے ارد گرد تھیں۔ پھر انہوں نے برّی وبحری راستوں سے سرقوسہ کا محاصرہ کرلیا۔ قاضی اسد کو افریقہ سے بھی کمک مل گئی چنانچہ والی بَلَرمُ لے بہت سے افواج لیے ان کی طرف چلا۔ مسلمانوں نے ان کے گرد خندقیں کھودیں۔ پھر انہوں نے خندق کے باہر بہت سے گڑھے کھودے۔ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو ان گڑھوں میں، ان میں سے بہت سے گرے اور مارے گئے۔

مسلمانوں نے سرقوسہ کا محاصرہ تنگ کر دیا۔ قسطنطنیہ سے ایک بحری بیڑہ پہنچا جس میں لشکرِ عظیم سوار تھا ۲۱۳ھ میں مسلمانوں میں بہت بُری وبا پھیل گئی جس میں ان میں سے بہت سے لقمہ اجل بنے حتیٰ کہ ان کے سپہ سالار اسد بن فرات نے بھی داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات کے بعد مسلمانوں کی کمان محمد بن ابی الجواری کے پاس آئی۔ مسلمانوں نے جب رومیوں کی آمد اور وبا کے پھوٹ پڑنے کو دیکھا تو وہ اپنی کشتیوں میں جانے کے لیے سوار ہوئے۔ یہ دیکھ کر بندرگاہ کے صدر دروازے پر رومی فوجی بھی اپنے بحری جہازوں میں سوار ہوگئے اور انہوں نے مسلمانوں کو سمندر میں جانے سے روک دیا۔ مسلمانوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو انہوں نے اپنی کشتیاں نذرِ آتش کر دیں اور واپس ساحل پر اترے۔ اب انہوں نے میناؤ شہر کا رخ کیا اور اس کا تین دن تک گھیراؤ کیا۔ انہوں نے قلعہ پر قبضہ کیا تو ان میں سے ایک گروہ جرجنٹ نامی قلعے کی جانب چل پڑا۔ انہوں نے اس کے باشندوں سے لڑائی کی، قلعہ پر قبضہ کیا اور اس میں مقیم ہوگئے۔ اس فتح سے مسلمانوں کا مورال بلند ہوا اور وہ بہت خوش ہوئے۔

بعدازاں انہوں نے قصریانہ شہر کا رخ کیا اور ان کے ساتھ فیمی بھی تھا۔ وہاں کے باشندے فیمی کے پاس آئے۔ کورنش بجالے آئے۔ انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنانے کا جھانسہ دیا پھر اسے مار ڈالا۔ جزیرہ کے لوگوں کی مدد کے لیے قسطنطنیہ سے ایک بڑا لشکر آیا۔ اس لشکر جرار اور مسلم فوج نے باہم لڑنے کے لیے صف بندی کی۔ رومیوں نے شکست کھائی اور ان کے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ بچ جانے والے قصریانہ میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں کے سربراہ وکماندار محمد بن ابی الجواری کی وفات کے بعد زہیر بن غوث نے کمان سنبھالی۔

پھر لشکرِ اسلام مالِ غنیمت کے حصول کے لیے روانہ ہوا تو ایک رومی جنگی دستے نے مزاحمت

Marfat.com

کی، باہم لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اگلے روز مسلمان میدانِ جنگ میں نمودار ہوئے تو ان کے ساتھ لشکر کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ رومی بھی خوب تیاری کے ساتھ نکلے۔ دونوں لشکروں نے صف بندی کی۔ مسلمان دوسری بار بھی ہزیمت سے دوچار ہوئے اور ان کے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ مسلمان اپنے کیمپ کی طرف پلٹے۔ انہوں نے اپنے اردگرد خندق کھود لی۔ رومیوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اور باہم جھڑپیں ہوتی رہیں۔ مسلمانوں کا راشن کم ہوا تو انہوں نے رومیوں پر شب خون مارنے کا عزمِ مصمّم کیا۔ مگر رومیوں کو مخبری ہوگئی تو انہوں نے اپنے خیموں کو خالی کر دیا اور خیموں کے نزدیک ہی چھپ گئے۔ مسلمان شب خون مارنے کے لیے آئے تو انہیں کوئی رومی دکھائی نہ دیا۔ مگر رومیوں نے چھاپہ ماروں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور مسلمانوں کو خوب قتل کیا۔ باقی ماندہ مسلمان شکست کھا کر بھاگے اور میناو شہر میں داخل ہوگئے۔ رومیوں نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ بے چارے مسلمان جانور اور کتے کھانے پر مجبور ہوگئے۔

جرجنت شہر میں مقیم مسلمانوں نے جب میناو شہر میں محصور مسلمانوں کی اس حالت زار کی خبر سنی تو وہ شہر کی فصلیں توڑ کر مازر کی جانب چل پڑے مگر پھر بھی اپنے بھائیوں کی مدد نہ کر پائے۔ ۲۱۴ھ کی آمد تک یہی صورتِ حال رہی۔ مسلمان تباہی کے دھانے پر پہنچ گئے تھے کہ اچانک اندلس سے بہت سے بحری بیڑے آ پہنچے۔ یہ لوگ جہاد کے لیے نکلے تھے۔ اسی دوران مسلمانوں کی کمک کے لیے افریقہ سے بہت سے بحری جہاز بھی آ گئے۔ ان تمام بحری جہازوں کی تعداد تین سو تھی۔ یہ جہاز جزیرہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے۔ رومیوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں کا محاصرہ ختم کر کے پسپا ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے وسعت و فراخی پیدا کر کے انہیں مسرت سے ہمکنار کیا۔ مسلمانوں نے بَلَرمُ شہر کا رخ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور محصور فوجیوں کا سختی سے گھیراؤ کیا۔ یہ دیکھ کر شہر کے سالار نے اپنی جان، اہل و عیال اور ذاتی مال کی خاطر پناہ طلب کی۔ اس کی پیش کش قبول کرتے ہوئے اسے امان دے دی گئی۔ وہ براستہ سمندر مملکتِ روم کی جانب روانہ ہوا۔

مسلمان شہر میں داخل ہوئے رجب ۲۱۶ھ میں تو انہیں وہاں ۳ ہزار سے بھی کم انسان نظر آئے، حالانکہ جب انہوں نے شہر کا محاصرہ کیا تھا تو ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔ یوں باقی مارے گئے۔ اہل اندلس اور اہل افریقہ کے مسلمانوں کے مابین جھگڑا اور اختلاف پھوٹ پڑا۔ مگر جلد ہی وہ متحد

Marfat.com

ہو گئے۔ مسلمان ۲۱۹ھ تک وہاں رہے۔ مسلمانوں نے قصرِ یانہ شہر کا رخ کیا تو اس شہر میں مقیم رومی مقابلے کے لیے باہر نکلے۔ آپس میں بہت سخت لڑائی ہوئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔ رومی شکست کھا کر اپنے کیمپ کی طرف بھاگے۔ پھر موسمِ بہار میں پلٹے اور مسلمانوں کے خلاف لڑے، مگر پھر بھی مسلمان ہی فتح مند ہوئے۔

بعد ازاں مسلمان ۲۲۰ھ میں اپنے سالارِ اعظم محمد بن عبداللہ کی زیرِ قیادت قصریانہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رومیوں کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ رومیوں نے ہزیمت اٹھائی۔ ان کے کمانڈر کی اہلیہ اور فرزند قیدی بنا لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر میں موجود سامان کو مالِ غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا اور بَلَرمُ شہر پلٹ آئے۔

پھر محمد بن عبداللہ نے ایک لشکر محمد بن سالم کی زیرِ قیادت طبرمین کی جانب روانہ کیا۔ اس فوج نے بے شمار اموالِ غنیمت حاصل کیے۔ مگر مسلمان فوج کے کچھ لوگوں نے محمد بن سالم کے خلاف سرکشی کرتے ہوئے اسے مار ڈالا۔ قاتل رومیوں کے پاس چلے گئے۔ اس کی جگہ لینے کے لیے زیادۃ اللہ نے افریقہ سے فضل بن یعقوب کو بھیجا۔ چنانچہ یہ نیا کمانڈر ایک لشکر کی قیادت کرتا ہوا سرقوسہ کی جانب روانہ ہوا، بہت سے اموالِ غنیمت کے ساتھ واپس ہوا۔ پھر ایک بڑا لشکر چلا وہ بھی اموالِ غنیمت کے ساتھ پلٹا تو راستے میں صقلیہ میں شاہ روم کی طرف سے متعین رومی کمانڈر نے مزاحمت کی۔ رومی لشکر کی تعداد بڑی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے رومیوں کے شہر سے بچنے کے لیے گھنے درختوں اور دشوار گزار علاقے میں پناہ لی کہ ان کے خلاف لڑائی ناممکن تھی۔ عصر کے وقت تک رومی ٹھہرے۔ مگر جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمان ان کے خلاف لڑنے پر آمادہ نہیں تو رومی واپس ہوئے۔ وہ بکھر گئے اور جنگی ترتیب ختم کر دی۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا ایک بھرپور حملہ۔ رومی شکست کی ذلّت سے دوچار ہوئے۔ ان کا کمانڈر شدید زخمی ہوا اور گھوڑے سے گر پڑا، اس کے ذاتی محافظ دستے کے سپاہی اس کی طرف لپکے اور زخمی حالت میں اسے اٹھا کر لے گئے۔ مسلمانوں نے رومی فوج کے ساز و سامان ہتھیاروں اور جانوروں کو مالِ غنیمت کے طور پر اکٹھا کر لیا۔ یہ بہت سخت لڑائی تھی۔

زیادۃ اللہ نے صقلیہ کی جانب کمانڈر بنا کر ابوالاغلب ابراہیم بن عبداللہ کو روانہ کیا۔ چنانچہ وہ نصفِ رمضان میں وہاں پہنچا۔ اس نے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا۔ اس جنگی بیڑے کے سالار نے

Marfat.com

ایک بحری بیڑے میں رومیوں کو دیکھا تو اس کے حکم میں مسلمانوں نے بحری بیڑے میں موجود تمام ساز وسامان کو مالِ غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا جب کہ ابوالاغلب نے بیڑے میں سوار ہر رومی کی گردن اڑادی۔اس نے ایک اور جنگی بحری بیڑا قوصرہ کی جانب بھیجا۔اس کا سامنا ایک سبک رفتار کشتی سے ہوا جس میں رومی سوار تھے۔اس میں ایک افریقی پادری بھی تھا۔ان سب کی گردنیں اڑادی گئی۔ایک اور دستہ کوہِ نار اور اس علاقے میں موجود قلعوں کی طرف بھیجا گیا۔اس دستے نے کھیت نذرِ آتش کیے۔ رومیوں کو خوب تہہِ تیغ کیا اور مالِ غنیمت سمیٹا۔۲۲۱ھ میں ابوالاغلب نے ایک اور دستہ کوہ نار کی طرف بھیجا انہوں نے بے شمار اموال غنیمت اکٹھے کیے۔حتی کہ لونڈی غلاموں کی قیمت بہت گر گئی۔ یہ دستہ بخیریت واپس آ گیا۔

اس سال میں ابواغلب نے ایک اور دستہ قسطلیاسہ کی جانب بھیجا۔اس نے مال غنیمت سمیٹا اور دشمن کے بیوی بچوں کو گرفتار کیا۔دشمن کے ایک دستے سے تصادم ہوا تو رومی غالب آئے۔اس نے ایک اور دستہ قصریانہ شہر کی جانب بھیجا۔دشمن مقابلے کے لیے صف آرا ہوا،مسلمانوں نے شکست کھائی اور کچھ لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔پھر مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ایک اور جھڑپ ہوئی جس میں رومیوں نے شکست کھائی۔مسلمانوں کو ۹ بڑے بحری جہاز مالِ غنیمت میں ملے،اس میں سوار رومی قیدی بنا لیے گئے۔جب موسم سرما آیا، رات تاریک ہوگئی اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اہلِ قصریانہ سے آنکھ بچا کر شہر کے نزدیک ہوا تو اس نے ایک راستہ دیکھ لیا۔وہ اس راستے پر چل پڑا،کسی کو معلوم نہ ہو سکا، پھر وہ واپس لشکر میں آ گیا اور مسلم لشکر کو اطلاع دی۔مسلمان فوجی اس کے ساتھ چل پڑے اور اس جگہ سے شہر میں گھس گئے۔اللہ اکبر کہا اور شہر کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔مشرکوں نے پہلے تو شہر میں کچھ دیر تک اپنا تحفظ کیا مگر جلد ہی امان کے طلبگار ہوئے۔مسلمانوں نے ان کی درخواست قبول کی اور انہیں امان دی۔مسلمانوں نے بیش بہا اموال غنیمت پائے اور وہاں سے بَلَرمُ شہر کی طرف پلٹے۔

۲۲۳ھ میں بہت سی رومی سمندری راستے سے صقلیہ پہنچے، اس وقت ،مسلمانوں نے جفلوذی کا محاصرہ کر رکھا تھا اور ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا تھا۔رومی وہاں پہنچے تو مسلمانوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور چل دیے۔ان نو آمد رومیوں اور مسلمانوں کے مابین بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔پھر امیر افریقہ زیادۃ اللہ بن ابراہیم بن اغلب کی وفات کی خبر پہنچی تو مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے،مگر جلد ہی وہ

Marfat.com

سنبھل گئے اور انہوں نے اپنے آپ پر قابو پالیا۔

متفرق واقعات

اس سال محمد بن محمد نے وفات پائی ۔ یہ ابوالسرایا کا رفیق تھا۔ اس سال خراسان، اصفہان اور رے کے باشندوں کو شدید قحط کا سامنا کرنا پڑا اور بکثرت اموات ہوئیں۔ اس سال امیرِ حج اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے تھے۔

حواشی

لے سسلی کا شہر بَلَرمُ عربوں کے زمانے میں پَلَرمُ بولا جاتا تھا۔ آج کل اسے 'پلرمو' کہا جاتا ہے اور یہ سسلی کا مشہور شہر ہے۔

Marfat.com

باب:۷۱

۲۰۲ھ کے واقعات

ابراہیم بن مہدی کی بیعت

اس سال ابراہیم بن مہدی کی بہ طور خلیفہ اہلِ بغداد نے بیعت کی اور اُسے ''المبارک'' کا لقب دیا۔ اس کی بیعت یکم محرّم کو ہوئی۔ ایک قول کی رو سے پانچویں محرم کو ہوئی۔ اہلِ بغداد نے مامون کو معزول کر دیا۔ تمام بنی ہاشم نے اس کی بیعت کی۔ لوگوں سے بیعت لینے کی ذمّہ داری مطلب بن عبداللہ بن مالک نے اپنے ذمّے لی۔ اس معاملے میں سب سے بڑھ کر بھاگ دوڑ کرنے والے تھے: سندی، صاحبِ مصلّیٰ صالح اور نصیر الوصیف وغیرہ۔ لوگ مامون کے خلاف ہوگئے کیوں کہ اس نے خلافت حضرت عبّاس کی اولاد سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا، نیز اس نے اپنے آباء واجداد کے اختیار کردہ سیاہ رنگ کو چھوڑنے کا حکم صادر کیا تھا۔

بیعت سے فارغ ہونے کے بعد اس نے فوج کو چھ ماہ کی تنخواہیں ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس نے یوں لشکریوں کو شہہ دی، چنانچہ وہ آمادہ بفساد ہوئے۔ چنانچہ اس نے ہر فوجی کو دوسو درہم عطا کیے۔ اس نے کئی فوجیوں کو یہ رسید لکھ دی کہ ان کی باقی ماندہ رقم، انہیں گندم اور جو کی صورت میں ملے گی۔ اب فوجیوں نے لوٹ مار شروع کردی۔ ابراہیم نے کوفہ اور تمام عراق پر قبضہ کرلیا۔ اس نے مدائن میں لشکر بندی کی۔ اس نے بغداد کے مغربی حصے پر عبّاس بن موسیٰ ہادی کو اور مشرقی حصے پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو مقرّر کیا۔ اس کے خلاف مہدی بن علوان حروری نے بغاوت کی اور اس نے طساسیج، دریائے بُوق اور راذانین پر تسلّط جمالیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے ابراہیم نے ہارون الرشید کے بیٹے

Marfat.com

ابواسحاق کو مقرر کیا۔اس کا نام معتصم ہے۔اس کی زیر قیادت کئی فوجی افسران وجوان تھے۔ دونوں کا آمنا سامنا ہوا، لڑائی ہوئی تو باغی لشکر کے ایک سپاہی نے معتصم پر نیزے کا وار کیا۔ایک ترکی غلام اشناس نے اسے بچانے کی کوشش کی۔ مہدی شکست کھا کر حولایا کی جانب بھاگا۔ایک روایت کی رو سے مہدی کی بغاوت ۲۰۳ھ میں ہوئی۔

قصر ابن ہبیرہ پر ابراہیم کا قبضہ

حسن بن سہل کی جانب سے حمید بن عبدالحمید گورنر قصر ابن ہبیرہ تھا۔اس کے ساتھ درج ذیل فوجی افسران تھے: سعید بن ساجور، ابوالبطؒ ،غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم افریقی وغیرہ۔ان فوجی افسروں نے ابراہیم بن مہدی سے مراسلت کی کہ وہ اس کی خاطر قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ کریں گے۔یہ افسران حمید سے منحرف ہو چکے تھے۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے حسن بن سہل کو خط بھیج کر مطلع کیا کہ حمید ابراہیم سے خط وکتابت کر رہا ہے۔جب کہ خود حمید بھی ان فوجی افسروں کے متعلق اسی طرح کی مراسلت کر رہا تھا۔چنانچہ حسن نے حمید کو خط لکھ کر اپنے پاس بلوایا مگر حمید نہ گیا اس لیے کہ اسے اندیشہ تھا کہ اگر وہ حسن کے پاس گیا تو اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ فوجی افسر اس کے مال اور فوج پر قبضہ کرلیں گے اور اُسے (حمید کو) ابراہیم کے حوالے کر دیں گے۔مگر جب حسن بن سہل نے اسے پے در پے خطوط بھیج کر اصرار کیا تو وہ ربیع الآخر میں اس کی طرف روانہ ہوا۔ان فوجی افسروں نے خط بھیج کر ابراہیم سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو روانہ کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔مذکورہ افسروں نے حمید کی فوج کے مال ومتاع کو لوٹ لیا۔انہوں نے اشرفیوں سے بھری سوتھیلیاں بھی ہتھیا لیں۔اس وقت حمید کے ایک بیٹے نے اپنے والد کی باندیاں ساتھ لیں اور اپنے باپ کی جانب چل پڑا جو حسن بن سہل کے لشکر میں موجود تھا۔عیسیٰ بن محمد القصر میں داخل ہوا اور دسویں ربیع الآخر کو اس پر قبضہ کرلیا۔اس موقع پر حمید نے حسن سے کہا: میں نے آپ کو مطلع کر دیا تھا مگر آپ کو دھوکہ دیا گیا۔

وہ کوفہ کی طرف پلٹا۔اس نے اپنے اموال لیے اور عباس بن موسیٰ بن جعفر علوی کو کوفہ کا عامل بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے بھائی علی بن موسیٰ کا نام خطبے میں مامون کے بعد لے۔اسے ایک لاکھ درہم کی مدد دی اور کہا: ”آپ اپنی بھائی کی خاطر لڑائی کیجیے۔اہلِ کوفہ آپ کی حمایت وتائید

Marfat.com

کریں گے اور میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

رات آئی تو حمید، حسن کی جانب چل پڑا۔ حسن نے حکیم حارثی کو نیل کی طرف بھیج رکھا تھا۔ ادھر عیسیٰ بن محمد بھی حکیم کے مقابلے کے لیے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے چلا۔ باہم لڑائی کے نتیجے میں حکیم کو شکست ہوئی اور عیسیٰ نیل میں داخل ہوا۔ ابراہیم نے کوفہ کی طرف سعید اور ابوالبط فوجی افسروں کو روانہ کیا تا کہ وہ عباس بن موسیٰ کے خلاف لڑیں۔ یاد رہے کہ عبّاس نے اہل کوفہ کو دعوت دی تھی اور کوفہ کے کچھ باشندوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا تھا جب کہ غالی شیعوں نے کہا: "اگر تو آپ ہمیں صرف اپنے بھائی کی خلافت کی دعوت دیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، مامون کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔" عبّاس نے جواب میں کہا: "میں مامون کی خلافت کی دعوت دیتا ہوں اور اس کے بعد اپنے بھائی کی بہ طور ولی عہد دعوت دیتا ہوں۔" یہ سن کر غالی شیعہ اس کی حمایت سے دست بردار ہو گئے۔

اس کے پاس جب سعید اور ابوالبطؒ آئے اور شاہی نام کے گاؤں میں اترے تو ان کی طرف عباس نے اپنے چچازاد علی بن محمد بن جعفر کو روانہ کیا۔ یاد رہے کہ اس کے باپ کی مکّہ میں بیعت کی گئی تھی۔ اُس نے اس کے ساتھ جن لوگوں کو روانہ کیا ان میں ابوالسرایا کا بھائی بھی شامل تھا۔ انہوں نے کچھ دیر تک باہم لڑائی کی۔ علی بن محمد علوی اور اہلِ کوفہ نے شکست کھائی۔ جب کہ سعید اور اس کے رفقاء نے حیرہ میں پڑاؤ کیا۔ اس دن جمادی الاولیٰ کی دوسری تاریخ تھی۔ پھر انہوں نے پیش قدمی کی اور اہل کوفہ سے لڑے۔ سعید بنی عباس کے حامیوں اور ان کے موالی کے پاس گیا۔ رات تک باہم لڑائی ہوتی رہی۔ ان لوگوں کا نعرہ یہ تھا: "اے ابوابراہیم، اے منصور! مامون کی اطاعت نہیں۔" انہوں نے کالے کپڑے پہن رکھے تھے۔ جب کہ اہلِ کوفہ سبز پوش تھے۔ اگلے روز بھی لڑائی ہوئی۔ ہر فریق جب کسی چیز پر قبضہ کرتا تو اسے لوٹتا اور نذرِ آتش کرتا۔ جب اہل کوفہ کے سرکردہ حضرات نے یہ دیکھا تو وہ سعید کے پاس گئے اور انہوں نے عبّاس اور اس کے رفقاء کے لیے امان کی درخواست کی۔ سعید نے انہیں اس شرط پر پناہ دی کہ وہ لوگ کوفہ سے باہر نکل جائیں۔ انہوں نے یہ بات قبول کر لی۔ پھر انہوں نے جا کر عبّاس کو مطلع کیا۔ اس نے بھی یہ شرط قبول کر لی اور اپنے گھر سے نکل گیا۔ مگر عباس بن موسیٰ کے ساتھیوں نے سعید کے باقی ماندہ حامیوں پر یلغار کر دی اور ان کے خلاف لڑائی چھیڑ دی۔ سعید کے حامیوں نے شکست کھا کر موروچوں میں پناہ لی۔ عباس کے حامیوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کے گھروں کو لوٹنے کے بعد جلا دیا اور جن لوگوں پر قابو پایا انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

Marfat.com

سعید حیرہ میں فروکش تھا کہ اس کے پاس عباسیوں کا خط پہنچا کہ عباس بن موسیٰ امان سے منحرف ہو چکا ہے۔ یہ خط پڑھتے ہی سعید اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور عشاء کے وقت کوفہ شہر میں پہنچے۔ انہوں نے لوٹنے والوں میں سے جسے پایا اسے مار ڈالا اور لٹیروں کے پاس جو لوٹ کا مال تھا اسے نذر آتش کر دیا۔ وہ ساری رات یہی کچھ کرتے رہے۔ یہ دیکھ کر سردارانِ کوفہ ان کے پاس پہنچے اور مطلع کیا کہ کوفہ میں ہونے والی لوٹ مار شر پسندوں نے کی ہے اور یہ کہ عباس اپنی دی گئی امان پر قائم ہے۔ چنانچہ سعید اور اس کے ساتھی قتل و آتش زنی سے رک گئے۔

اگلے روز کوفہ میں سعید اور ابولبط داخل ہوئے اور امان کی منادی کرائی اور کسی ایک شخص کو بھی نہ ستایا۔ انہوں نے فضل بن محمد بن صباح کندی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ مگر چونکہ اس کا اہلیانِ کوفہ کی طرف جھکاؤ تھا، اس لیے اسے برطرف کر دیا۔ انہوں نے اس کی جگہ غسان بن ابی الفرج کو گورنر متعین کیا۔ مگر چونکہ اس نے ابوالسرایا کے بھائی ابوعبداللہ کو قتل کر دیا تھا لہٰذا اسے بھی ہٹا کر سعید کے بھتیجے الھول کو گورنرِ کوفہ نامزد کیا۔ یہ شخص ہی کوفہ کا گورنر رہا جب حمید بن عبدالحمید کوفہ میں داخل ہوا تو یہ گورنر صاحب بھاگ گئے۔

عیسیٰ بن محمد کو ابراہیم بن مہدی نے حکم دیا کہ وہ براستہ نیل واسط کی جانب پیش قدمی کرے۔ اس نے ابن عائشہ ہاشمی اور نعیم بن حازم کو حکم دیا کہ سب کوچ کریں۔ ان دونوں کے ساتھ آ ملے سعید، ابولبط اور افریقی جیسے عسکری افسران۔ ان سب نے واسط کے نزدیک الصیادہ کے مقام پر جنگی کیمپ لگایا۔ ان کی کمان عیسیٰ بن محمد کر رہا تھا یہ لوگ سوار ہوتے اور واسط میں مقیم حسن کی فوج کے سامنے آتے مگر شہر میں قلعہ بند مخالف فوج کا ایک جوان بھی ان کے مقابلے کے لیے نہ نکلتا۔

بعد ازاں حسن نے اپنے ساتھیوں کو مقابلے کا حکم دیا، چنانچہ وہ لوگ ۲۶ رجب کو سامنے آئے اور ظہر تک سخت تصادم ہوا۔ عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی حتیٰ کہ وہ طرنایا اور نیل جا پہنچے۔ انہوں نے عیسیٰ کے لشکر اور اس کے ساز و سامان کو مالِ غنیمت بنا لیا۔

سہل بن سلامہ کی مغلوبیت

اس سال ابراہیم بن مہدی نے سہل بن سلامہ مطوع پر فتح پائی، اسے جیل میں ڈالا اور اسے سزا دی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سہل بغداد میں مقیم تھا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا تھا۔

Marfat.com

اس کے پاس اہل بغداد کے زیادہ تر لوگ جمع ہو گئے تھے۔عیسیٰ نے جب شکست کھائی تو وہ اور اس کے ساتھی سہل بن سلامہ کی طرف بڑھے کیوں کہ وہ ان کے گھناؤنے کاموں کا تذکرہ کیا کرتا تھا اور انہیں فاسق وفاجر کہتا تھا۔انہوں نے سہل کے خلاف کچھ دن لڑائی کی پھر وہ الدروب کی طرف چلے گئے۔انہوں نے سہل کے حامیوں کو بڑی مقدار میں درہم دیے تو وہ الدروب سے پسپا ہو گئے۔

۲۵ شعبان بروز سنیچر انہوں نے سہل کو ہر طرف سے گھیر لیا۔الدروب کے باشندوں نے چوں کہ درہم وصول کر لیے تھے، اس لیے انہوں نے سہل کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا حتیٰ کہ عیسیٰ اور اس کے ساتھی سہل کے گھر تک جا پہنچے۔وہ روپوش ہو گیا جب حملہ آوروں نے اسے گھر میں نہ پایا تو جاسوس مقرّر کر دیے۔رات ہوئی تو اسے گرفتار کر لیا اور اسحاق بن ہادی کے پاس لے گئے۔اسحاق نے اس سے گفتگو کی تو سہل نے کہا:"میری دعوت تو عباسی دعوت تھی۔میں تو کتاب وسنّت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور میں جس موقف پر قائم تھا، اس کی طرف آپ لوگوں کو اس وقت بھی دعوت دیتا ہوں۔" حملہ آوروں نے کہا:"عوام سے خطاب کیجیے اور ان سے کہیے کہ میں جس چیز کی طرف آپ لوگوں کو دعوت دیتا تھا، وہ ایک باطل ہے۔"

سہل باہر نکلا اور اس نے عوام سے مخاطب ہو کر کہا:"اے لوگو! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں آپ لوگوں کو کس چیز کی طرف بلاتا تھا، وہ تھی کتاب وسنّت پر عمل کرنا، میں اب بھی آپ لوگوں کو اسی عمل کی دعوت دیتا ہوں۔"اس پر مخالفین نے اس کی پٹائی کی، اسے گالیاں بکیں۔اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈالیں اور اسے مدائن میں مقیم ابراہیم بن مہدی کے پاس لے گئے۔سہل جب اس کے پاس پہنچا تو اس سے وہی بات کی جو اس نے اسحاق بن ہادی کے ساتھ کی تھی۔ابراہیم نے بھی اس کی پٹائی کی اور اسے جیل میں ڈالا۔پھر یہ ظاہر کیا کہ اسے مار ڈالا گیا ہے۔ایسا عوام الناس کے ڈر سے کیا تا کہ وہ کہیں اس کا اتا پتہ معلوم کر کے اسے اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔سہل کے خروج واظہار اور اس کی گرفتاری کے مابین مدّت بارہ ماہ تھی۔

عراق کی طرف مامون کی روانگی اور ذوریاستین کا قتل

مامون اس سال مرو سے عراق کی جانب روانہ ہوا اور اس نے غسان بن عبادہ کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔اس روانگی کا پس منظر یہ ہے کہ مامون کو علی بن موسیٰ الرضی نے مطلع کیا کہ امین کے قتل کے بعد سے لے کر عوام اب تک بے امنی، افراتفری اور لڑائی میں مبتلا ہیں۔نیز یہ کہ فضل بن سہل

Marfat.com

بہت سے حقائق وواقعات خلیفہ مامون سے چھپاتا ہے۔ عوام خلیفہ مامون کے خلاف ہیں اور وہ اسے پاگل اور سحرزدہ کہتے ہیں۔ مزید یہ کہ عوام نے ابراہیم بن مہدی کی بہ طور خلیفہ بیعت کر لی ہے۔ مامون نے یہ سن کر کہا: ''فضل نے تو مجھے یہ بتایا ہے کہ بغدادیوں نے اسے اپنا امیر مقرر کیا ہے کہ وہ ان کے معاملات کی نگرانی کرے۔'' علی الرضیٰ نے کہا: ''فضل نے جھوٹ بولا ہے۔ حسن بن سہل اور ابراہیم کے مابین لڑائی ٹھن گئی ہے اور عوام حسن اور اس کے بھائی فضل کے خلاف جذبہ انتقام سے بھرپور ہیں۔ نیز وہ میرے اور آپ کے بھی سخت خلاف ہیں، اس لیے کہ آپ نے مجھے اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔'' ہارون نے دریافت کیا، ان حقائق سے اور کون واقف ہے؟ علی الرضا نے جواب دیا: ''یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران وغیرہ فوجی افسران۔'' مامون نے ان حضرات کو پیش کرنے کا حکم دیا تو وہ حاضر ہو گئے۔ مامون نے ان سے علی بن موسیٰ کی دی گئی اطلاعات کی بابت استفسار کیا تو انہوں نے اس شرط پر مطلع کیا کہ وہ انہیں فضل کی گرفت سے حفاظت کی ضمانت دے کہ فضل ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔

مامون نے انہیں ضمانت دی اور اپنے ہاتھ سے تحریر لکھ دی۔ اب انہوں نے اسے ابراہیم بن مہدی کی بیعت سے مطلع کیا اور بتایا کہ عوام نے اس کا نام ''سنّی خلیفہ'' رکھا ہے اور یہ کہ عوام مامون پر رفض (شیعہ ہونے) کا الزام لگاتے ہیں کیوں کہ اس نے علی بن موسیٰ کو اپنا ولی عہد نامزد کیا ہے۔ ان حضرات نے مامون کو عوام کی بدترین حالت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ فضل نے ہرثمہ کے بارے میں خلیفہ کو کس طرح غلط اطلاعات فراہم کر کے دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ ہرثمہ خلیفہ مامون کی خدمت میں اس لیے حاضر ہونا چاہتا تھا تاکہ اسے اصل حقائق سے باخبر کرے مگر فضل نے اسے قتل کر دیا۔ نیز یہ کہ اگر خلیفہ مامون نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو خلافت اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ان فوجی افسران نے مامون پر واضح کیا کہ طاہر بن حسین نے خلیفہ کی فرمانبرداری میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں وہ خلیفہ کے سامنے اظہر من الشمس ہیں مگر افسوس کہ طاہر کو تمام معاملات سے الگ تھلگ کر دیا گیا ہے اور اسے رقّہ کے گوشہ گمنامی میں یوں ڈال دیا گیا ہے کہ کسی بھی معاملے میں اس سے کچھ مدد نہیں لی جاتی حتیٰ کہ خلیفہ کا اقتدار کمزور ہو گیا ہے اور فوج اس کے خلاف برانگیختہ ہے۔ اور اگر طاہر بغداد میں ہوتا تو وہ اقتدار پر گرفت مضبوط رکھتا۔ نیز یہ کہ دنیا اب زیر وزبر ہو رہی ہے اور اقتدار کا سنگھاسن ڈول رہا ہے۔ مذکورہ بالا فوجی افسروں نے مامون سے درخواست کی کہ وہ بغداد کی جانب روانہ ہو اور کہا: ''اہلِ بغداد

Marfat.com

جب آپ کو دیکھیں گے تو ضرور آپ کی فرمانبرداری کریں گے۔"

خلیفہ پر جب حقائق یوں واضح ہوئے تو اس نے کوچ کا حکم دیا۔ جب فضل اس نئی صورت حال سے آشنا ہوا تو اس نے مذکورۃ الصدر فوجی افسراں کو ڈانٹا حتی کہ کچھ پٹائی کی، کچھ کو جیل میں ڈالا، کسی کی ڈاڑھی کے بال نوچے۔ جب علی بن موسیٰ نے ان افسروں کی اس درگت بنائے جانے پر مامون سے بات کی تو خلیفہ بولا: "میں رواداری سے کام لے رہا ہوں۔" پھر وہ روانہ ہوا۔ جب وہ سرخس پہنچا تو کچھ افراد نے فضل بن سہل پر یکبارگی دھاوا بول دیا اور اسے حمام میں قتل کر دیا۔ فضل کا قتل ۲ شعبان کو ہوا۔ اس کو چار آدمیوں نے مار ڈالا، یہ تھے: غالب مسعودی اسود، قسطنطین رومی، فرج دیلمی اور موفق صقلبی۔ فضل کی عمر ساٹھ برس تھی۔ چاروں قاتل بھاگ گئے۔ مامون نے انہیں پکڑ کر لانے والے کے لیے دس ہزار دینار کا اعلان کیا۔ عباس بن ہاشم دینوری نے انہیں پیش کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا: "آپ نے ہی ہمیں اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔" مامون کے حکم پر ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے مامون نے جب قاتلوں سے خود تفتیش کی تو ان میں سے ایک نے کہا: "فضل بن سہل کے بھانجے علی بن ابی سعید نے ان قاتلوں کو مقرر کیا تھا۔" ان میں سے کئی قاتلوں نے انکار کیا تو مامون نے سب کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے عبدالعزیز بن عمران علی اور موسیٰ اور بہت سے افراد کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا تو ان سب نے اس قتل کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی معلومات ہونے سے انکار کیا۔ مگر مامون نے ان کی اس بے خبری ولاعلمی کو تسلیم نہ کیا اور قاتلوں کو قتل کر دیا۔ پھر ان چاروں قاتلوں کے سر حسن بن سہل کے پاس بھیجے اور اسے بتایا کہ فضل کے قتل سے اس پر کیا مصیبت گزری ہے، نیز یہ کہ حسن کو فضل کی جگہ مقرر کر دیا ہے۔ حسن کو اپنے بھائی کے قتل کی یہ اطلاع رمضان میں ملی۔

مامون عراق کی جانب چلا تو اس وقت ابراہیم بن مھدی اور عیسیٰ وغیرہ مدائن میں تھے۔ جب کہ ابوالبط اور سعید نیل کے مقام پر صبح وشام لڑائی میں مصروف تھے۔ مطلب بن عبداللہ بن مالک مدائن سے واپس آ گیا تھا اس نے بیماری کا بہانہ بنایا تھا۔ وہ بغداد پہنچا اور خفیہ طور پر مامون کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ کہ منصور بن مہدی مامون کے قائم مقام رہے اور ابراہیم کو معزول کر دیا جائے۔ چنانچہ منصور بن مہدی اور خزیمہ بن خازم وغیرہ جیسے فوجی افسروں نے یہ بات قبول کر لی۔ ادھر مطلب نے علی بن ھشام اور حمید کو لکھا کہ وہ دونوں پیش قدمی کریں۔ حمید تو دریائے صرصر کے کنارے پڑاؤ

Marfat.com

کرے اور علی نہروان کے پاس خیمہ زن ہو۔

ابراہیم بن مہدی کو یہ کچھ معلوم ہوا تو وہ مدائن سے بغداد کی طرف پلٹا۔ وہ صفر کے نصف میں زَنْـــدَوَرْد کے مقام پر فروکش ہوا۔ اس نے مطلّب، منصور اور خزیمہ کو بلا بھیجا مگر انہوں نے بہانہ بازی کی۔ ابراہیم نے جب یہ دیکھا تو ان کے پاس عیسیٰ کو بھیجا۔ منصور اور خزیمہ نے تو دستِ تعاون بڑھایا مگر مطلب کو اس کے ساتھیوں اور موالی نے باز رکھا۔ اس پر ابراہیم کے منادی نے اعلان کیا: ''لوٹ مار کرنے کے شائقین مطلّب کے گھر پہنچ جائیں۔'' ظہر کا وقت ہوا تو عوام مطلّب کے گھر پہنچے اور اسے لوٹ لیا اور اس کے بیٹوں اور عزیزوں کے گھر بھی لوٹ لیے مگر مطلب ان کے ہاتھ نہ آیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی صفر میں تیرہ دن باقی تھے۔ جب حمید اور علی بن ھشام تک یہ اطلاع نہیں پہنچی تو حمید نے مدائن پر تسلط جمایا اور اس میں اترا۔ اس نے پل کاٹ دیا اور وہیں پڑاؤ ڈالا۔ ابراہیم نے مطلب کے ساتھ اپنے سلوک پر اظہار ندامت کیا۔ مگر مطلب اس کے ہاتھ نہ آیا۔

علی بن حسین ہمدانی کا قتل

اس سال علی بن حسین ہمدانی، اس کا بھائی احمد اور اس کے اہلِ خانہ میں سے کچھ لوگ تہہِ تیغ کیے گئے۔ اس نے موصل پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کے قتل کا پس منظر یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے کچھ نیز ازد قبیلہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ محوِ سفر تھا جب اس کا گزر نینوا اور مرج کے دیہات پر سے ہوا تو وہ بولا: ''ایک اکیلے انسان کے لیے یہ کتنا بہترین علاقہ ہے۔'' اس پر قبیلہ ازد کے ایک صاحب نے کہا: ''پھر ہم لوگ کہاں جائیں؟'' بولا: ''آپ لوگ عمان چلے جاؤ۔'' یوں یہ اطلاع عام ہوگئی۔

بعد ازاں علی نے ازد قبیلے کے ایک فرد کو پکڑا جس کا نام عون بن جبلہ تھا اور زندہ انسان پر دیوار تعمیر کر دی۔ دیوار میں چُنانے سے اس کی موت واقع ہوگئی اور خبر پھیل گئی تو قبیلہ ازد کے لوگ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ ان کی قیادت السیّد بن انس کر رہا تھا۔ ان کی مڈبھیڑ علی بن حسین کے آدمیوں سے ہوئی تو اس نے مہدی بن علوان خارجی کے تعاون سے فتح پائی۔ ہوا یہ کہ خارجی علی کے پاس آیا، شہر میں داخل ہوا، لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں سے ساتھ دینے کی درخواست کی۔ یوں علی کے ساتھ مل کر اس نے ازد کے خلاف لڑائی لڑی۔ سخت لڑائی کے نتیجے میں علی بن حسین اور اس کے رفقاء کو ہزیمت

Marfat.com

اٹھانا پڑی، وہ شہر سے پسپا ہو کر الحدیثہ کی جانب گئے، ازدان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور علی، اس کے بھائی احمد اور دونوں کے اہلِ خانہ کے کچھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ان دونوں کا بھائی محمد بغداد کی طرف بھاگا اور بچ گیا۔ازد قبیلہ موصل لوٹ آیا۔السیّد قبیلہ ازد کا سردار بنا، اس نے اپنے خطبۂ جمعہ میں مامون کا نام پڑھا اور اس کی اطاعت کا اعلان کیا۔یاد رہے کہ ہمدانی، ہمدان کی طرف نسبت ہے اور یہ یمن کا ایک قبیلہ ہے۔

متفرق واقعات

اس سال مامون نے حسن بن سہل کی صاحبزادی بوران سے شادی کی۔اسی سال مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی علی بن موسیٰ الرضی سے کی، جب کہ اس نے اپنی بیٹی ام الفضل کی شادی محمد بن علی الرضی بن موسیٰ سے کی۔اس سال حج کی قیادت ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے کی اور اس نے خطبہ حج میں مامون کے بعد اپنے بھائی کے حق میں دعا کی بہ طور ولی عہد کے اور پھر وہ یمن کی طرف چلا گیا۔یاد رہے کہ یمن پر حَمْدَوَیۃ بن علی بن عیسیٰ نے قبضہ کر رکھا تھا۔

اس سال ربیع الآخر میں چودہویں رات کو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی اور رات گئے تک برقرار رہی۔رات گئے سرخی ختم ہوگئی مگر دو سرخ ستون سے صبح تک باقی رہے۔

وفیات

اس سال ابو محمد یحییٰ بن مبارک بن مغیرہ عدوی یزیدی المقرئی (قاری) نے وفات پائی۔ آپ عمرو بن العلاء کے رفقاء میں سے ایک تھے۔ان کے یزیدی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے المہدی کے ماموں یزید بن منصور کی مصاحبت اختیار کی اور اس کے صاحبزادے کے اتالیق رہے۔

اسی سال ذوریاستین کے والد سہل نے اپنے صاحبزادے کے قتل کے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ جب کہ ذوریاستین کی والدہ اس وقت تک بقیدِ حیات رہیں جب اس کی پوتی بوران کی شادی ہوئی۔

Marfat.com

باب:٧٢

۲۰۳ھ کے واقعات

علی بن موسیٰ الرضی کی وفات

اس سال علی بن موسیٰ الرضی علیہ السلام نے وفات پائی۔آپ کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے زیادہ مقدار میں انگور کھائے اور پھر اچانک فوت ہوگئے۔اور ایسا ماہ صفر کے آخر میں ہوا۔طوس شہر میں وفات پائی۔مامون نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو اپنے والد ہارون الرشید کی قبر کے پاس دفن کیا۔مامون جب طوس آیا کرتا تھا تو اپنے والد کی قبر کے پاس مقیم ہوا کرتا تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مامون نے علی بن موسیٰ کو زہر آلود انگور کھلائے اور یہ کہ آپ کو انگور پسند تھے۔مگر میرے (یعنی ابن اثیر کے) نزدیک ایسی حرکت بعید از عقل ہے۔

علی بن موسیٰ کی وفات کے بعد مامون نے حسن بن سہل کو خط لکھ کر اس سانحہ سے آگاہ کیا اور واضح کیا کہ اس موت سے اس پر کیا مصیبت ٹوٹی ہے۔اس نے اہلِ بغداد، بنی عبّاس اور اپنے موالی کو اس وفات سے تحریراً آگاہ کیا اور کہا کہ مرحوم کی بہ طور ولی عہد بیعت کی بنا پر آپ لوگ میرے مخالف ہوگئے تھے۔اب چونکہ وہ وفات پا چکے ہیں لہٰذا آپ لوگ میری فرمانبرداری میں داخل ہوجائیں۔ان لوگوں نے اس کے جواب میں بہت سخت خط مامون کو لکھا۔

یاد رہے کہ علی بن موسیٰ ۱۴۸ھ میں مدینہ منوّرہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ابراہیم بن مہدی کا عیسیٰ بن محمد کو گرفتار کرنا

اس سال شوال کے آخر میں ابراہیم بن مہدی نے عیسیٰ بن محمد ابی خالد کو گرفتار کرلیا۔اس کا

Marfat.com

سبب یہ ہے کہ عیسیٰ حمید اور حسن بن سہل سے خط وکتابت کرتا تھا اور ابراہیم کے لیے اظہار فرمان برداری کیا کرتا تھا۔ ابراہیم جب بھی اس سے کہتا کہ وہ احمد کے مقابلے کے لیے نکلے تو عیسیٰ یہ بہانہ کرتا کہ فوجی اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کبھی کہتا: "غلہ پک کر تیار ہو جائے۔" جب عیسیٰ نے دیکھا کہ ابراہیم اپنے موقف پر ڈٹا ہوا ہے تو اس نے فوجیوں پر یہ واضح کر دیا کہ وہ ابراہیم بن مہدی کو بروز جمعہ اختتام شوال پران کے سپرد کر دے گا۔

عیسیٰ کی اس منصوبہ بندی کی اطلاع خود عیسیٰ کے بھائی ہارون بن محمد نے ابراہیم کو دی۔ عیسیٰ پل کے پاس پہنچا اور اس نے عوام سے کہا: "میں نے حمید سے درخواست کی ہے کہ وہ میرے کام میں مداخلت نہ کرے اور میں اس کے کام میں مداخلت نہ کروں۔" پھر اس نے پل کے آغاز پر ایک خندق کھودنے کا حکم دیا اور باب شام پر بھی خندق کی کھدائی کا حکم صادر کیا۔

ابراہیم کو عیسیٰ کے کردار وگفتار سے آگہی ہوئی۔ ادھر عیسیٰ نے ابراہیم سے کہہ رکھا تھا کہ وہ شہر میں نمازِ جمعہ پڑھائے۔ ابراہیم نے اس درخواست کو قبول کر لیا تھا۔ مگر جب عیسیٰ نے یہ بات کہی تو ابراہیم محتاط ہو گیا اور عیسیٰ کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔ پہلے تو عیسیٰ نے مختلف حیلوں بہانوں سے ٹالا مگر جب ابراہیم نے پے درپے ایلچی بھیجے تو وہ رصافہ کے مقام پر اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس کے پہنچنے کے فوراً بعد پہلے ابراہیم نے اس پر عتاب کیا اور عیسیٰ اس کے سامنے اپنی صفائی پیش کرتا رہا، وہ کسی الزام پر معذرت کرتا۔ ابراہیم کے حکم پر اس کی پٹائی کی گئی، پھر اسے سپردِ زندان کیا گیا۔ ابراہیم نے عیسیٰ کے کئی ماتحت افسروں اور اس کے متعدد اہلِ خانہ کو بھی جیل میں ڈالا مگر کچھ بچ گئے۔ بچنے والوں میں اس کا خلیفہ (قائم مقام) عباس بھی تھا۔

عیسیٰ کے گھر والے ایک دوسرے سے ملے اور انہوں نے عوام کو ابراہیم کے خلاف ورغلایا۔ ان میں سے سب سے سخت رویہ عیسیٰ کے قائم مقام عباس کا تھا۔ وہی ان کا سرغنہ تھا۔ عوام اکٹھے ہوئے اور پل پر ابراہیم کے اہلکار کو بھگا دیا، نیز کرخ کے افسرِ اعلیٰ کو بھی دھتکار دیا۔ بدمعاش اور نوسرباز ہر طرف پھیل گئے۔ عباس نے حمید کو تحریری درخواست بھیجی کہ وہ ان کے پاس آجائے تاکہ وہ بغداد اس کے حوالے کر دیں۔

Marfat.com

ابراہیم بن مہدی کی معزولی

اس سال اہلِ بغداد نے ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے عیسیٰ بن محمد کو معزول کیا۔ جب عیسیٰ کے ساتھیوں نے مراسلت کی تو عباس نے حمید کو دعوت دی وہ روانہ ہوکر دریائے صرصر کے کنارے پہنچا اور وہاں فروکش ہوا۔ اس پر عباس اور بغدادفوجی افسران نے اس کے پاس حاضر ہوکر ملاقات کی۔ انہوں نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ہر فوجی کو ۵۰ درہم ادا کرے اور عیسیٰ نے ان کی بات مان لی۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ سنیچر کے دن ان کو یاسریّۃ میں تنخواہیں دے گا، بشرطیکہ وہ جمعے کے دن مامون کے لیے خطبہ میں نام لے کر دعا کرے اور وہ ابراہیم کو معطل کر دے۔ یہ بات تسلیم کر لی گئی۔ ابراہیم کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائی بندوں کو جیل سے نکال دیا اور اسے اپنے گھر چلے جانے کے لیے کہا۔ نیز اسے اپنی حمایت کے لیے کہا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

جمعہ کا دن آیا تو عباس بن محمد نے ابورجاء فقیہ کو طلب کیا۔ انہوں نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور مامون کے لیے بہ طورِ خلیفہ دعا کی۔ حمید یاسریہ گیا، بغدادی لشکر نے اسے روکا تو اس نے حسبِ وعدہ انہیں پچاس درہم دیے۔ مگر بغدادی سپاہیوں نے اس سے چالیس چالیس درہم دینے کا مطالبہ کیا، کیونکہ انہوں نے پچاس درہم کے عدد سے بدشگونی لی۔ کیوں کہ علی بن ھشام نے انہیں پچاس پچاس درہم دیے تھے مگر پھر انہیں عطیہ دینا موقوف کر دیا تھا۔ اس مطالبے کے جواب میں حمید نے بغدادی سپاہ سے کہا: ''بلکہ میں تمھیں دس زیادہ دیتا ہوں۔ اب میں ہر فوجی جوان کو ساٹھ ساٹھ درہم دوں گا۔''

ابراہیم کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے عیسیٰ کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ وہ حمید کے خلاف لڑے۔ اس نے یہ حکم تسلیم کیا۔ ابراہیم نے اسے جانے دیا مگر ضامن لے لیے۔ عیسیٰ نے لشکروں سے مذاکرات کیے اور انہیں حمید کی طرح وظائف دینے کا وعدہ کیا۔ مگر فوجیوں نے انکار کیا۔ اس پر عیسیٰ اور مشرقی جانب کی فوج کے افسران نے لشکر کی جانب پیش قدمی کی۔ اس نے ان فوجیوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں ساٹھ درہم سے زیادہ دے گا مگر ان بغدادی فوجیوں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گالیاں بکیں اور بولے: ''ہمیں ابراہیم سے کوئی دل چسپی نہیں۔'' ابراہیم نے ان کے خلاف کچھ دیر تک

Marfat.com

لڑائی کی۔ پھر اپنے آپ کوان کے درمیان پھینک ڈالا تا کہ وہ اسے قیدی کے طور پر پکڑ لیں۔ اس پر اس کے ایک افسر نے اسے گرفتار کیا اور اسے اس کے گھر لے گیا۔ جب کہ باقی ماندہ لشکری ابراہیم کے پاس گئے اور اسے صورتِ حال سے باخبر کیا۔ یہ سن کر وہ مغموم ہوا۔

مطلب بن عبداللہ بن مالک، ابراہیم سے روپوش ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب حُمید آیا تو مطلب نے پل عبور کر کے اس کے ساتھ شامل ہونے کا ارادہ کیا۔ ابراہیم کے حامیوں کو پتا چلا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور ابراہیم کے سامنے پیش کر دیا۔ ابراہیم نے اسے تین دن تک جیل میں رکھا۔ پھر اسے یکم ذوالحجہ کو رہا کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی روپوشی

اس سال ابراہیم بن مہدی روپوش ہو گیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حُمید نے عبداللہ بن مالک کی چکیوں کے پاس ڈیرہ ڈالا۔ جب ابراہیم کے رفقاء اور اس کے ماتحت فوجیوں نے یہ دیکھا تو وہ سب اس کے پاس خفیہ طور پر چلے گئے۔ چنانچہ ان کے عوام بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔

ابراہیم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو اس نے اپنے پاس رہنے والے سب لوگوں کو وہاں سے نکال دیا تا کہ وہ لڑائی میں حصہ لیں۔ چنانچہ ان کی مُڈبھیڑ دریائے دیالی کے پل پر ہوئی۔ دونوں لشکروں کے مابین تصادم کے نتیجے میں حمید نے شکست کھائی۔ اس کے رفقاء نے بھی اس کے پیچھے راہِ فرار اختیار کی حتی کہ سب بغداد میں داخل ہو گئے اور ایسا ذوالقعدہ کے آخری ایام میں ہوا۔

عیدالضحیٰ کا دن آیا تو فضل بن ربیع روپوش ہو گیا، پھر وہ حمید کے پاس پہنچ گیا۔ اب ہاشمی اور فوجی افسران یکے بعد دیگرے حمید کے پاس پہنچنے لگے۔ ابراہیم نے یہ دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور اس پر شاق گزرا۔ مطلب نے حمید سے مراسلت شروع کر دی تا کہ وہ علاقہ اس کے سپرد کر دے۔ جب کہ سعید بن ساجور اور ابوالبطؔ وغیرہ علی بن ھشام سے اس بات پر خط و کتابت کرنے لگے کہ وہ اس کے لیے ابراہیم کو گرفتار کریں گے ابراہیم کو جب اس بات کا علم ہوا کہ کس طرح ہر طبقے کے لوگ اس کے خلاف یکجا ہو گئے ہیں، اب وہ ان کے ساتھ ٹال مٹول سے کام لینے لگے۔ رات چھا گئی تو وہ بدھ کی رات جب ذوالحجہ کا مہینہ ختم ہونے میں تیرہ دن باقی تھے، روپوش ہو گیا۔

Marfat.com

مطّلب نے ایک بندہ بھیج کر حمید کو مطلع کیا کہ ابراہیم کے گھر کا گھیراؤ کرلیا گیا ہے۔ابن ساجور نے علی بن ھشام کو تحریری اطلاع بھیجی۔حُمید فوری طور پر عبداللہ کی چکیوں سے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور پل کے دروازے پہنچا جب کہ علی بن ھشام آکر نہر بین کے مقام پر فروکش ہوا۔ پھر وہ ''مسجد کوثر'' کی جانب بڑھا۔حمید ابراہیم کے گھر کی طرف بڑھا۔اس کے آدمیوں نے ابراہیم کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ابراھیم ،مامون کی آمد تک مسلسل روپوش رہا، بلکہ اس کی آمد کے بعد زیرِ زمین ہی رہا۔ پھر جو اس کا معاملہ ہونا تھا، وہ ہوا۔ابراہیم کا دورِ حکومت ایک سال دس ماہ اور بارہ دن تھا۔اس کے بعد علی بن ھشام نے مشرقی بغداد پر جب کہ حمید نے مغربی بغداد پر قبضہ کرلیا۔

یادرہے کہ ابراہیم نے سہل بن سلامہ کو جیل سے رہا کردیا تھا۔جب کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ مارا جاچکا ہے۔وہ مسجد رصافہ میں اپنے موقف کی دعوت دیا کرتا تھا اور جب رات آتی تو اسے زندان میں واپس کردیا جاتا تھا۔پھر ابراہیم نے اسے رہا کردیا اور اسے چھوڑ دیا تاکہ وہ جہاں جانا چاہے جاسکے۔یہ دو ذوالحجہ کی بات ہے۔سہل قید خانہ سے نکلا اور روپوش ہوگیا۔پھر ابراہیم کے فرار کے بعد نمودار ہوا تو حمید نے اسے اپنا قرب بخشا اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس جانے دیا۔جب مامون بغداد میں آیا تو اس نے سہل کو نوازا۔

متفرق واقعات

اس سال ۲۸ ذوالحجہ کو سورج گرہن ہوا حتی کہ اس کی روشنی جاتی رہی۔سورج دوتہائی سے بھی زیادہ اوجھل ہوگیا۔ذوالحجہ کے آخر میں مامون ھمذان پہنچا۔

حج کے خطبہ ونماز کا شرف سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی کو حاصل ہوا۔خراسان میں سخت زلزلے آئے اور تقریباً ستر دنوں تک آتے رہے۔زیادہ تر زلزلے بلخ ،جوزجان ،فاریاب، طالقان اور ماوراءالنہر میں آئے۔شہر اجڑ گئے ،علاقے ویران ہوگئے اور گھر مسمار ہوگئے اور گھروں کے مکین بڑی تعداد میں مارے گئے۔

اس سال حسن بن سہل پر سوداء کا غلبہ ہوا پس اس کی عقل جاتی رہی حتی کہ اسے زنجیروں سے جکڑ کر کمرے میں بند کردیا گیا۔فوجی افسران نے اس امر کی تحریری اطلاع مامون تک بھیجی تو اس

Marfat.com

نے اپنی فوج کی کمان دینار بن عبداللہ کو سونپی اور ان کے پاس ایک ایلچی بھیج کر انہیں بتایا کہ وہ جلد ہی بغداد پہنچنے والا ہے۔

اس سال اندلس میں ولد نامی آدمی نے سرکشی اور امیر اندلس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ امیر اندلس نے اس کی سرکوبی کے لیے اس شخص کی طرف ایک لشکر بھیجا جس نے ولد کا باجہ شہر میں محاصرہ کرلیا۔ اس نے باجہ شہر پر قبضہ کرلیا تھا۔ لشکر نے محاصرہ سخت کیا اور رسد و کمک بند کر کے اس کا ناطقہ بند کردیا۔ پھر فوج نے شہر پر قبضہ کر کے اس باغی کو گرفتار کرلیا۔

اس سال قیروان کے محکمہ قضاء و انصاف کے افسرِ اعلیٰ فقیہ اسد بن فرات مقرر کیے گئے۔

وفیات

اس سال محمد بن جعفر الصادق نے جرجان میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ خلیفہ مامون نے پڑھائی۔ یہی وہ صاحب ہیں، جن کی عوام نے بہ طورِ خلیفہ بیعت کی تھی۔ اس سال ماہ شعبان میں خزیمہ بن خازم تمیمی نے وفات پائی۔ آپ مشہور فوجی سپہ سالار ہیں۔ آپ کے بارے میں کافی معلومات پہلے دی جا چکی ہیں، جن سے ان کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں درج ذیل حضرات شامل ہیں:

یحییٰ بن آدم بن سلیمان، ابواحمد زبیری، محمد بن بشر عبدی فقیہ نے کوفہ میں وفات پائی۔ نیز نضر بن شمیل ماہر لغت، محدث اور قابلِ اعتماد راوی۔

Marfat.com

باب: ۷۳

سنہ ۲۰۴ھ کے واقعات

بغداد میں مامون کی آمد

مامون اس سال بغداد آیا اور فتنے ختم ہو گئے۔ وہ ایک ماہ جرجان میں مقیم رہا وہ ایک منزل میں ایک دن، دو دن اور تین دن قیام کرتا تھا۔ وہ نہروان میں آٹھ دن ٹھہرا تو اس کی طرف اس کے گھر والے، فوجی افسران اور سرکردہ لوگ آئے اور اسے سلام کیا۔ اس نے طاہر کو خط لکھا تھا۔ جب وہ رقہ میں تھا۔ کہ وہ آ کر اسے نہروان میں آ کر ملے۔ چنانچہ وہ اس کے پاس نہروان پہنچ گیا۔ وہ نصف ماہِ صفر میں بغداد میں داخل ہوا۔ اس نے اور اس کے رفقاء نے سبز لباس پہن رکھا تھا۔ بغداد شہر میں داخل ہو کر وہ رصافہ میں خیمہ زن ہوا۔ پھر وہاں سے اٹھ کر دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے محل میں ٹھہرا۔ اس نے فوجی افسران کو اپنی اپنی بیرکوں میں رہنے کا حکم دیا۔

لوگ سبز رنگ کے کپڑے پہن کر خلیفہ مامون کے دربار میں حاضری دینے لگے۔ وہ جس سیاہ پوش انسان کو دیکھتے اس کے کپڑے پھاڑ دیتے۔ وہ آٹھ دنوں تک ایسا ہی کرتے رہے۔ بنی عباس اور اہل خراسان کے فوجی لیڈروں نے مذاکرات کیے۔

کہا گیا ہے کہ خلیفہ مامون نے طاہر بن حسین کو اپنی حاجات طلب کرنے کا حکم دیا تو اس نے سب سے پہلا مطالبہ یہ کہ وہ سیاہ لباس زیبِ تن کرے۔ اس نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اس نے عوام کے لیے دربار لگایا۔ پھر سیاہ لباس منگوا کر پہنا۔ پھر اس نے سیاہ رنگ کی خلعت منگوائی اور طاہر کو پہنائی۔ پھر اس نے اعلیٰ فوجی افسروں کو سیاہ رنگ کی خلعتیں عطا فرمائیں تو عوام نے اس کی

Marfat.com

جانب رجوع کیا۔ ایسا اس وقت ہوا جب صفر کے مہینے کے سات دن باقی تھے۔

خلیفہ جب بغداد کی جانب محوِ سفر تھا تو احمد بن ابی خالداحوال نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! میں نے اہلِ بغداد پر ہماری دفعتہً آمد کی بابت سوچا ہے۔ حالانکہ ہمارے پاس صرف پچاس ہزار درہم ہیں۔ جب کہ لوگوں کے دلوں پر فتنہ غالب ہے۔ اگر کوئی ہیجان برپا کرنے والا یا کوئی حرکت کرنے والا اٹھ کھڑا ہوا تو ہمارا کیا حال ہوگا؟'' فرمایا: اے احمد، آپ نے سچ کہا تاہم، میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس شہر میں عوام کے تین طبقے ہیں: ''ظالم، مظلوم اور نہ ظالم نہ مظلوم۔ ظالم کو تو صرف ہماری معافی کی توقع ہے۔ جب کہ مظلوم ہم سے صرف دادخواہی کی توقع ہے۔ باقی رہے وہ لوگ جو نہ ظالم ہیں اور نہ مظلوم تو ان کے گھر ان کے لیے کافی ہیں۔''

خلیفہ مامون کی پیشین گوئی کے مطابق ہی ہوا۔

متفرق واقعات

اس سال مامون نے السواد کے باشندوں کو دو خمس تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اس سے پہلے انہیں خمس کا نصف ملتا تھا۔ اُس نے قفیز (ایک پیمانہ) ملحم اختیار کیا اور اس میں دس مکا کیک ہیں۔ ہارونی ملوک کے مطابق:

اس سال یحییٰ بن معاذ نے بابک سے تصادم مول لیا مگر دونوں میں سے کوئی بھی اپنے مخالف پر فتح نہ پاسکا۔ مامون نے اپنے بھائی عیسیٰ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ اور اپنے بھائی صالح کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ جب کہ حرمین شریفین کا گورنر عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو بنایا۔

عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال السیّد بن انس ازدی موصل سے روانہ ہوکر مامون کے پاس پہنچا۔ محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کے خلاف دعویٰ دائر کیا اور کہا کہ اس نے میرے بھائیوں اور میرے اہل خانہ کو قتل کیا ہے۔ مامون نے اسے طلب کیا، جب وہ حاضر ہوا تو مامون نے پوچھا: ''کیا تم السید ہو؟'' جواب دیا: ''السیّد تو آپ ہیں یا امیر المؤمنین، میں تو فرزندِ انس ہوں۔'' مامون نے اس جواب کو بہت عمدہ سمجھا اور کہا: ''کیا تم نے اس شخص کے بھائی قتل کیے ہیں؟'' عرض کی: ''جی ہاں، اگر یہ بھی ان کے ساتھ ہوتا تو میں اس کو بھی ضرور قتل کرتا، کیوں کہ انہوں نے آپ

Marfat.com

کے شہر میں ایک باغی کو داخل کیا، اسے آپ کے منبر پر بٹھایا اور آپ کی دعوت کو باطل کر کے اسے معطل کر دیا۔'' یہ سن کر مامون نے اسے معاف کر دیا اور اسے موصل کا گورنر مقرر کر دیا۔ جب کہ وہاں کا قاضی حسن بن موسیٰ اشیب تھا۔

وفیات

اس سال امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہٗ نے وفات پائی۔ آپ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ نیز اس سال ابو حنیفہ کے ساتھیوں میں سے ایک حسن بن زیاد لؤلؤی فقیہ نے وفات پائی۔ ابو داود سلیمان بن طیالسی صاحب ''مسند'' نے بھی اس سال وفات پائی۔ آپ ۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال کے وفات یافتگان میں شامل ہیں: ھشام بن محمد سائب کلبی ماہرِ انساب۔ ایک قول کی رُو سے آپ نے ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔ اور محمد بن عبید بن ابی امیہ المعروف بہ طنافسی۔ ایک قول کی رُو سے آپ نے ۲۰۵ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۴۷

۲۰۵ھ واقعات

طاہر کا تقرر بہ طورِ والی خراسان

اس سال مامون نے طاہر بن حسین کو مشرق کا وائسرائے بنایا۔ مدینۃ السّلام سے لے کر انتہائے مشرق کی عملداری تک۔ اس سے پہلے وہ بغداد کے دونوں حصّوں اور معاونِ سواد کی پولیس کا سربراہ تھا۔ ولایتِ خراسان کا وائسرائے بننے کا سبب یہ ہے کہ طاہر ایک بار خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ نبیذ پی رہا تھا۔ اس کا خادم حسین پلا رہا تھا۔ جب طاہر داخل ہوا تو مامون نے اسے دو رطل نبیذ پلائی اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس پر طاہر نے کہا: ''کسی پولیس آفیسر کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھے۔'' مامون بولا: ''یہ آدابِ درباری ہیں، نجی صحبتوں میں ان کے برتنے کی ضرورت نہیں۔'' یہ کہہ کر مامون رو پڑا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں۔ طاہر نے عرض کیا: ''ایسے وقت میں جب کہ پورا ملک حضور کے زیرِ فرمان ہے۔ رعایا مطیع اور ان کے دلوں میں حضور کی محبت ہے رونے کا کیا موقع ہے؟'' مامون نے کہا: ''اس راز کو افشا کرنا ذلت اور چھپانا تکلیف دہ ہے اور کوئی بھی غم واندوہ سے پاک نہیں ہے۔''

طاہر دربار سے نکلا اور اس نے ہارون بن جیعونہ کو طلب کیا اور کہا: یقیناً خراسانی ایک دوسرے کے مفاد کا خیال رکھتے ہیں۔ لہٰذا اپنے ساتھ تین لاکھ درہم لے لو۔ ان میں سے دو لاکھ درہم خادم حسین کو دو اور دو لاکھ خلیفہ کے سیکریٹری محمد بن ہارون کو ایک لاکھ درہم دو اور اس سے کہو کہ وہ مامون کے رونے کا سبب پوچھے؟ ہارون نے حکم کی تعمیل کی۔ اگلے روز مامون نے کہا: ''حسین! مجھے نبیذ پلاؤ۔'' عرض کی: ''نہیں، اللہ کی قسم جب تک حضور یہ بیان نہیں فرما دیتے کہ گزشتہ شب کو طاہر کے آنے پر حضور

Marfat.com

کی آنکھیں کیوں ڈبڈبا گئی تھیں؟'' مامون نے کہا: ''تم اس راز کو کیوں پوچھتے ہو؟'' اس نے دست بستہ عرض کیا: ''اس واقعہ نے بندہ کو پریشان کر رکھا ہے۔'' مامون نے کہا: ''اچھا میں بتائے دیتا ہوں، لیکن اگر تم نے اس کو زبان سے نکالا تو سر قلم کر دوں گا۔'' حسین خدمت گار بولا: ''میرے آقا، میں نے کب جناب کا راز فاش کیا ہے؟'' مامون نے کہا: ''واقعہ یہ ہے کہ جب میں طاہر کو دیکھتا ہوں تو بھائی امین کی ذلت اور بے کسی کی موت کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ مجھ کو خطرہ ہے کہ کسی نہ کسی دن طاہر کو میرے ہاتھ سے نقصان پہنچ جائے۔''

حسین نے یہ بات طاہر کو بتائی۔ طاہر گھوڑے پر سوار ہو کر وزیر اعظم احمد بن ابی خالد کے پاس گیا اور بولا: ''میری طرف سے تعریف وثنا کوئی معمولی نہیں اور میرے ساتھ نیکی کرنے والے کی نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ لہٰذا مجھے مامون کی نگاہ سے اوجھل کر دو۔'' وزیر اعظم نے ہامی بھر لی، تو وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مامون کی طرف چلا۔ جب حاضرِ خدمت ہوا تو عرض کی: ''میں گزشتہ رات نہیں سو سکا۔'' پوچھا: ''کیوں؟'' کہا: ''اس لیے کہ آپ نے خراسان کا گورنر غسان کو بنایا ہے۔ حالانکہ وہ اور اس کے ساتھی بے کار ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ترک بغاوت کر کے اسے کچل ڈالیں گے۔''

مامون نے کہا: ''جو بات آپ نے سوچی ہے، وہ میں نے بھی سوچی ہے۔ اب آپ کی رائے کیا ہے؟'' کہا: ''طاہر بن حسین۔'' مامون نے جواباً کہا: ''تمہارا ناس ہو جائے وہ تو باغی ہے۔'' کہا: ''میں اس کا ضامن ہوں۔'' کہا: ''ٹھیک ہے، اس کا تقرر کر دو۔''

وزیر اعظم نے اس وقت طاہر کو طلب کیا اور اس کے تقرر کا سرکاری اعلامیہ جاری کیا۔ طاہر اسی دن روانہ ہو گیا اور شہر کے باہر ایک ماہ تک پڑاؤ کیا۔ اسے ایک کروڑ درہم دیے گئے جیسا کہ والی خراسان کو دیے جاتے تھے۔ ذوالقعدہ کی ایک رات باقی تھی کہ طاہر روانہ ہوا۔

ایک قول کے مطابق: طاہر کے گورنر بنائے جانے کا سبب یہ ہے کہ عبدالرحمٰن مطوعی نے نیشاپور میں بہت سے لوگ یکجا کرے تاکہ وہ خارجی فرقہ حروریہ کے خلاف لڑے۔ مگر خراسان کے والی سے اس کی اجازت نہ لی۔ اس سے لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مامون کے خلاف کوئی سازش ہی نہ ہو۔ اس سے پہلے خراسان کا گورنر غسان بن عباد تھا، جسے وزیر اعظم حسن بن سہل نے مقرر کیا تھا۔ اس تقرری کا سبب یہ ہوا کہ غسان اس کا چچا زاد تھا۔ اب جب طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا تو وہ حسن

Marfat.com

بن سہل سے تعلقات منقطع کیے ہوئے تھا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ حسن نے طاہر کونصر بن شبث کے خلاف لڑنے کی دعوت دی تو اس پر طاہر نے کہا: ''میں نے ایک خلیفہ کے خلاف لڑائی کی۔ایک خلیفہ کوخلافت دلوائی تواب مجھے اسی قسم کے احکام دیے جارہے ہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ میرے ماتحت کمانڈروں میں سے کسی کواس مہم پر بھیجا جاتا۔پھراس نے تعلقات منقطع کر لیے۔''

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر بن حسین رقہ سے بغداد آیا۔اس کے باپ نے اسے وہاں اپنا جانشین مقرّر کیا تھا اوراسے حکم دیا تھا کہ وہ نصر بن شبث کے خلاف لڑائی کرے۔وہ جب بغداد پہنچا تو اس کے باپ کی بغداد سے روانگی کے بعد مامون نے اسے پولیس کا سربراہ مقرر کردیا۔مامون نے الجزیرہ کا گورنر یحیٰی بن معاذ کومقرّر کیا۔جب کہ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کوارمینیا کا گورنر مقرر کیا۔نیز اسے اذربائیجان کا علاقہ سونپا اور بابک کے خلاف لڑنے کا حکم دیا۔

اس سال مصر کے گورنر سرّی بن حکم نے مصر میں وفات پائی۔اسی سال داود بن یزید گورنرِ سندھ نے وفات پائی۔تو مامون نے بشّر بن داود کو سندھ کا گورنر بنایا۔مگر یہ شرط ٹھہرائی کہ وہ ہر سال ایک کروڑ درہم دے گا۔اس سال مامون نے عیسیٰ بن یزید جلودی کو جاٹوں کے خلاف لڑنے پر مامور کیا۔اس سال مکہ ومدینہ کے گورنرعبیداللہ بن حسن نے حج کی امامت کی۔اس سال دریائے دجلہ میں بہت زیادہ طغیانی آئی،بغداد کے گھر منہدم ہوگئے اور بغداد میں بہت زیادہ تباہی آئی۔

وفیات

اس سال یزید بن ھارون واسطی نے داعی اجل کولبیک کہا۔آپ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔اس سال ممتاز فقیہ حجاج بن محمد الاعور نے وفات پائی۔شبابہ بن سوار فزاری فقیہ نے داغِ مفارقت دیا۔عبداللہ بن نافع صائغ اور محاضر بن مورع نے دنیا سے رختِ سفر باندھا۔اس سال ابراہیم بن موسیٰ زیات موصلی اللہ کو پیارے ہوئے۔آپ نے ھشام بن عروہ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

Marfat.com

باب:۷۵

۲۰۶ھ کے واقعات

عبداللہ بن طاہر گورنر رقہ

اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقہ سے لے کر مصر تک کے علاقے کا گورنر بنایا اور اسے نصر بن شبت کے خلاف لڑنے کا حکم دیا۔

اس کا پس منظر یہ ہے: مامون نے یحییٰ بن معاذ کو الجزیرہ کا گورنر بنایا تھا، وہ اس سال مر گیا۔ اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنایا۔ مامون نے اس کی جگہ عبداللہ کو مقرر کیا۔ جب اسے متعین کرنے کا ارادہ کیا تو اسے طلب کیا اور اس سے کہا: ''اے عبداللہ! میں ایک ماہ سے زائد عرصے سے استخارہ کرتا رہا ہوں اور مجھے قوی امید ہے کہ اس نے میرے لیے خیر رکھی ہوگی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اپنے بیٹے کی تعریف وتوصیف کرتا ہے، تاکہ اس کے بارے میں اپنی رائے کو دوسروں پر واضح کر سکے مگر میں نے تمھیں دیکھا کہ تمہارے بارے میں جو کچھ تمہارے باپ نے بتایا ہے، تم اس سے کہیں بڑھ کر ہو۔ یحییٰ فوت ہو گیا ہے اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنایا۔ حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں۔ میں نے تمھیں مصر کا گورنر بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور تمھیں یہ ذمہ داری سونپ رہا ہوں کہ نصر بن شبث کے خلاف لڑائی لڑو۔'' عبداللہ بن طاہر نے جواباً کہا: ''میں نے آپ کا حکم سنا اور اس کی اطاعت کی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی کرے گا۔'' چنانچہ مامون نے اس کے تقرر کا باقاعدہ فرمان جاری کیا۔

ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر کی بحیثیتِ گورنر تقرری کا سال ۲۰۵ھ

Marfat.com

تھا۔ ایک روایت کی رُو سے ۲۰۷ھ تھا۔

جب عبداللہ نے کوچ کیا تو اس نے اپنے چچا زاد اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

عبّاسی خلیفہ مامون الرشید نے جب عبداللہ کو خراسان کا گورنر بنایا تو عبداللہ کے والد ممتاز عبّاسی سپہ سالار طاہر نے اس کے نام ایک مکتوب تحریر کیا۔ اس طویل خط میں وہ تمام آداب درج ہیں جن کی سرکاری قائدین کو ضرورت ہوتی ہے۔ اعلیٰ سرکاری افسران کو سیاست وحکمرانی کے سلسلے میں جن محاسن کی حاجت ناگزیر ہوتی ہے، انہیں عوام اور ان کی ضروریات کی تکمیل میں جو پالیسی اختیار کرنا چاہیے، اس کا بھی تفصیلی تذکرہ اس مکتوب میں ہے۔ میں اس خط کے وہ تمام مندرجات نقل کر رہا ہوں جو بہت عمدہ ہیں۔ کیوں کہ ان میں مکارمِ اخلاق اور محاسن کردار کو بطریقِ احسن بیان کیا گیا ہے، جس کے شاہ وگدا محتاج ہیں۔ خط کا متن درجِ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

آپ پر لازم ہے کہ آپ اللہ وحدہ لاشریک لہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اسی سے ڈریں اور ہر وقت اس بزرگ وبرتر کی نگہبانی کا یقین رکھیں۔ اس کے غصّے وناراضی سے بچیں اور شب وروز اپنی رعایا کا خیال رکھیں۔ اپنی آخرت کی یاد دہانی کی خاطر آپ اس عافیت وخیریت کو ہمیشہ مدّ نظر رکھیے جو اللہ نے آپ کو عطا فرما رکھی ہے۔ آپ اسی انجام ومعاد کی طرف رواں دواں ہیں اور اسی کی بابت آپ سے پوچھ گچھ اور باز پرس ہوگی۔ آپ اپنی حرکت کی خاطر جو نیک اعمال بجالائیں گے، اس کے صلے میں اللہ بزرگ وبرتر آپ کی حفاظت فرمائے گا اور روزِ قیامت آپ کو اپنی سزا سے نجات دے گا اور دردناک عذاب سے آپ کو بچائے گا۔ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ پر کرم واحسان فرمایا ہے اور آپ پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ اس نے اپنے جن بندوں کو آپ کی رعایا بنایا ہے، آپ ان کے ساتھ نرمی وشفقت کے ساتھ پیش آئیں۔ اس نے اپنے جن بندوں کے معاملات آپ کے سپرد کیے ہیں، ان کے بارے میں عدل وانصاف کرنا آپ پر فرض کیا ہے۔ نیز اس نے آپ پر یہ فریضہ عائد کیا ہے کہ آپ ان انسانوں کے بارے میں اللہ کے حق اور اس کی حدود کو قائم وبرقرار رکھیں۔ انہیں تحفظ فراہم کریں، ان کی عزّت وآبرو اور اصل ومرکز کا دفاع کریں۔ ان کی جانوں کی حفاظت کا اہتمام

Marfat.com

کریں، ان کے لیے پر امن راستے فراہم کریں۔ ان کی راحت رسانی کا انتظام کریں۔

یاد رکھیے کہ اللہ نے آپ پر جو یہ فرائض عائد کیے ہیں، وہ ان پر آپ کا مؤاخذہ کرے گا۔ اس کی بابت آپ سے باز پرس فرمائے گا اور اس پر عمل درآمد کے سلسلے میں آپ کی ہر تقدیم و تاخیر اور کارکردگی و کوتاہی پر آپ کو جزا و سزا دے گا۔ لہٰذا آپ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے اپنے عقل و فہم کو فارغ رکھیے اور اپنے فکر و نظر کو اس کے لیے آمادہ و تیار رکھیے۔ کوئی بھی مصروفیت آپ کو اس ذمہ داری کی ادائیگی سے روکنے نہ پائے۔ یہ آپ کی اہم ترین ذمہ داری ہے اور آپ کی اوّلین توفیق اسی راہِ صواب پر گام زن ہونا ہے۔

آپ کی بنیادی اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ نے آپ پر جو پانچ نمازیں فرض کی ہیں، ان کی باقاعدہ پابندی کریں اور لوگوں کو نمازِ باجماعت پڑھائیں۔ آپ نمازوں کو ان کے مقرّرہ اوقات پر یوں ادا کریں کہ ان کی سنّتیں چھوٹنے نہ پائیں۔ نماز کے لیے مکمل وضو کریں اور اللہ کے ذکر سے نماز کا آغاز کریں۔ دورانِ نماز ترتیل سے تلاوت قرآن کریم کیجیے۔ رکوع و سجود اور تشہّد اطمینان و وقار کے ساتھ ادا کریں۔ اس بارے میں آپ کی رائے اور نیت و ارادہ مخلصانہ ہونا چاہیے۔ آپ اپنے رفقاء اور ماتحتوں کو نماز کی پابندی کی ترغیب دیں۔ نماز کا باقاعدہ اہتمام کریں۔ کیوں کہ نماز جیسا اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (عنکبوت: ۴۵) ''یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

بعدازاں آپ رسول اللہ ﷺ کی سنّتوں اور طریقوں کو اپنایئے اور خلافتِ الٰہی پر جم جایئے۔ آپ سلفِ صالحین کے عمدہ طور طریقے کی پیروی کریں۔ آپ اپنے پیش آمدہ ہر معاملے میں اللہ بزرگ و برتر کی مدد کے حصول کی خاطر استخارہ ضرور کریں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس سلسلے میں ان تمام اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو ملحوظِ خاطر رکھیں جو اللہ بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے۔ پھر اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے تمام ارشادات و اعمال کو مدّ نظر رکھیے۔ بعدازاں اس میں وہ کچھ کیجیے جو اللہ کا حق بنتا ہے اور اس نے اس حق کی ادائیگی آپ پر فرض ٹھہرائی ہے۔ اپنے کسی قریبی عزیز یا کسی بیگانے کے لیے خواہ آپ کو پسند ہو یا ناپسند آپ ہرگز عدل و انصاف سے نہ اکتایئے۔

آپ ہمیشہ فقہ اور اہلِ فقہ، دین اور دین داروں، کتابُ اللہِ عزّ وجل اور اس پر عمل درآمد

Marfat.com

کرنے والوں کو ترجیح دیجئے۔ انسان کے لیے سب سے افضل سامانِ زینت وزیبائش یہ ہے کہ وہ دین میں تفقہ کرے اور اس کی چاہت رکھے، اسی کو اپنا مطلوب بنائے، اسی کی لوگوں کو ترغیب دے۔ فقہ کی معرفت اس قدر ناگزیر ہے کہ اس سے انسان اللہ بزرگ و برتر کا تقرب وخوشنودی حاصل کر سکے۔ تقربِ الٰہی کی خاطر حصول فقہ ومعرفت دراصل اس امر کی دلیل ہے کہ یہ انسان طالبِ خیر وسعادت ہے۔ یہ شخص خیر کی جانب راہ نمائی کر رہا ہے، خیر کا ہی حکم دینے والا ہے۔ اور تمام گناہوں اور تباہ کن امور سے اجتناب کرنے والا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر کی توفیق سے ہی بندے کی معرفت الٰہیہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی سے اللہ جل جلالہ کی تعظیم میں افزونی ہوتی ہے۔ اسی سے آخرت میں درجات عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عوام الناس میں آپ کی توقیر وتکریم بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے اقتدار وحکومت کے رعب ودبدبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگ آپ سے مانوس ہوتے ہیں اور آپ کے عدل پر اعتماد کرنے لگتے ہیں۔

آپ کو تمام امور ومعاملات میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے۔ میانہ روی سے بڑھ کر نہ کوئی چیز نفع بخش ہے نہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز باعث آسودگی واطمینان ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی عمل با فضیلت ہے۔ اعتدال ومیانہ روی انسان کو رشد وہدایت کی طرف لے جاتی ہے اور رشد دلیل ہے توفیق کی اور توفیق سعادت کی جانب لے جاتی ہے۔ دین کا قوام اور ہدایت بخش طریقے میانہ روی سے وابستہ ہیں۔ آپ اپنے تمام دینوی امور ومعاملات میں اعتدال ومیانہ روی کو ترجیح دیجیے۔

آپ طلبِ آخرت میں، حصول اجر وثواب میں اعمال صالحہ کے بجالانے میں اور معروف طور طریقوں کے اپنانے میں اور ہدایت ورشد کے اپنانے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ نیکی کے بکثرت کرنے اور اس کے لیے کوشاں رہنے کی کوئی حد وغایت نہیں، جب کہ اس سے مطلوبِ اللہ کی رضاء کا حصول ہو۔ اسی کی خوشنودی درکار ہو اور اس کی جنت میں اس کے اولیاء کی رفاقت ہدف ہو۔

جان لیجئے کہ دنیا کے معاملے میں میانہ روی سے عزت وسرفرازی نصیب ہوتی ہے اور انسان گناہوں سے بچتا ہے اعتدال سے بڑھ کر آپ کی ذات اور آپ کے قریبی اعزہ ورفقاء کے لیے آپ کے امور کی اصلاح کے لیے کوئی افضل طریقہ نہیں۔ لہٰذا آپ میانہ روی کو اپنایئے اور اسی سے اپنے تمام معاملات کو سنواریے، اسی کو بروئے کار لا کر اپنی صلاحیت، استعداد اور توانائی کو بڑھایئے اور

Marfat.com

اپنے خواص وعوام کو سدھاریئے۔

اللہ بزرگ و برتر کے ساتھ حسنِ ظن رکھیے گا تو آپ کی رعایا آپ کی خاطر درست رہے گی اوراللہ کے ساتھ نیک گمان کواپنے تمام امور ومعاملات میں ذریعہ بنایئے یوں آپ کے لیے نعمتیں دائمی وابدی ہوجائیں گی۔

آپ اپنے جس ماتحت کوبھی کوئی مہم یا کارِ خاص سونپیں، اس پر الزام تراشی اورتہمت زنی سے اجتناب کریں جب تک کہ اس کا جرم واضح نہیں ہوجاتا۔ یقیناً بے گناہ لوگوں پرتہمت لگانا اوران کے بارے میں بدگمانیاں کرنا سخت گناہ ہے۔آپ اپنا یہ وطیرہ بنالیجیے کہ اپنے ماتحتوں کے بارے میں حسنِ ظن سے کام لینا ہے اور ان سے بدگمان ہونے سے احتراز کرنا ہے۔آپ ان کے بارے میں بدگمانی سے بچ کر ہی انہیں اپنا خاص وفادار ماتحت بناسکتے ہیں۔ دیکھئے دشمنِ خدا کوآپ پر وار کرنے کا موقع نہ ملنے پائے۔شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ آپ کی معمولی کمزوری سے فائدہ اٹھا کرآپ کو اپنے رفقا کے بارے میں بدگمان کردے اور یوں آپ کو اتنا مغموم وپریشان کردے کہ آپ لذّتِ زندگی سے محروم ہوکے رہ جائیں۔

جان لیجئے کہ آپ حسنِ ظن کی بدولت ایک قوت وراحت محسوس کریں گے اور یوں آپ کو اپنے امور کی سرانجام دہی کے لیے کافی کچھ خوداعتمادی حاصل ہوجائے گی۔آپ خوداعتمادی کی قوت سے مالا مال ہوکر لوگوں کواپنی محبّت والفت سے رام کرلیں گے اورآپ کے تمام معاملات میں استقامت میسرآئے گی۔

اس بات سے بھی صرف نظر نہ کرنا کہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں خوش گمان اوراپنی رعایا سے ہمدردی آپ کوحقائق کی چھان پھٹک اورامور کی تہہ تک پہنچنے سے باز رکھے۔آپ تمام محکموں کے سربراہوں اورذمّہ داروں کے بارے میں براہِ راست نگرانی کریں اوراپنی رعایا سے ہرگز غفلت نہ برتیں۔آپ ہروقت اس بات پرنظر رکھیں کہ آپ کی ماتحت رعایادرست حالت پرقائم رہے اوراس کی سدھار ہوتی رہے۔آپ اپنی رعایا کی حاجات وضروریات پر ہمہ وقت نظر رکھیں۔ان کی ضروریات اور خوراک وغیرہ کا خیال رکھنا ہرکام سے زیادہ آپ کے لیے لائقِ ترجیح ہو۔کیونکہ عوام کی خدمت سے ہی دین مضبوط ہوتا ہے اورسنّت زندہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

درج بالا تمام امور کی سرانجام دہی میں اپنی نیّت کو خالص رکھیے اور اپنے نفس کو استوار رکھیے۔ اپنے آپ کو ایسی منفرد شخصیت میں ڈھال لیجیے جسے اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس ہو اور جسے اپنے امورِ خیر کی بجا آوری پر جزا وصلہ کا یقین ہو اور جسے اپنی کوتاہیوں پر مؤاخذہ کا اندیشہ ہو یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو ذریعہ حفاظت اور باعثِ عزت وغلبہ بنایا ہے اور خداوند بزرگ و برتر نے دین کی پیروی کرنے والے کو رفعت وعزّت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ اپنی سیاست کاری میں اور امور سرکار کی ادائیگی میں دین کے نہج کو اپنایئے اور ہدایت کے طریق کو اختیار کیجئے۔

مجرموں کے بارے میں، ان کے جرائم کی نوعیت کے مطابق حدود اللہ قائم کیجئے اور ان کو ان کے جرم کے مطابق قرارِ واقعی سزا دیجئے۔ حدودِ الٰہی کے نفاذ میں انقطاع نہ آنے دینا اور نہ اس میں کسی سستی و کوتاہی کا ارتکاب کرنا۔ لائقِ سزا وعقوبت لوگوں کو سزا دینے میں ہرگز تاخیر نہ کرنا۔ اس بارے میں آپ کی کوتاہی آپ کی خوش گمانی کو بگاڑ دے گی۔ اس سلسلے میں آپ معروف سُنن وطرائق کو اپنانے کا عزمِ مصمّم کرنا اور بدعات وشبہات سے احتراز کرنا۔ یوں آپ کے لیے آپ کا دین محفوظ رہے گا اور آپ کی جوان مردی قائم و برقرار رہے گی۔

جب کسی سے عہد کرو تو اسے پورا کرو اور جب کسی کو مال و دولت سے نوازنے کا وعدہ کرو تو اسے وفا کرو۔ نیکی کی جانب پیش قدمی کرو اور نیکی کے ذریعے ہی برائی کو دفع کرو۔ اپنی رعایا میں سے ہر عیب دار کے عیب سے چشم پوشی کرو۔ اپنی زبان کو جھوٹ اور غلط بیانی سے پاک رکھو۔ جھوٹوں اور باطل پرستوں سے بغض ونفرت رکھو۔ چغل خوروں کو اپنے سے دور رکھو۔ آپ کے تمام فوری یا تاخیری والے امور کا سب سے پہلا بگاڑ اس سے جنم لیتا ہے کہ آپ جھوٹے انسان کو تقرب بخشیں۔ اور جھوٹ پر دلیری کرنے والے کو اپنا مقرب بنائیں۔ کیوں کہ جھوٹ تمام گناہوں کا سرچشمہ ہے، جب چغل خوری سے گناہ کا تکمیل ہوتی ہے۔ یقیناً چغل خور محفوظ نہیں رہتا اور نہ ہی اسے سلامتی میسر آتی ہے اور نہ ہی چغل خور کی بات ماننے والے کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

نیکوں اور سچّوں سے محبّت کیجئے۔ شرفاء کی حق سے معاونت کیجئے۔ کم زوروں اور ناداروں سے ہمدردی کیجئے۔ صلہ رحمی کیجئے اور اس سے مقصود محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہو اور اللہ کے حکم کی تعمیل ہو اور صلہ رحمی کرتے ہوئے اجر وثواب اور دارِ آخرت کی کامیابی کی نیّت ہو۔ ظلم وستم اور حرص و

Marfat.com

آز سے بچیے اور اپنی عقل وفکراور رائے کو بھی خواہشات وزیادتی سے بچایئے۔ اپنی رعایا کی خاطر ظلم وستم سے اظہار برأت کیجئے۔ عوام میں عدل کی پالیسی اختیار کیجئے۔ عوام میں حق کی حکمرانی کو اپنا شعار بنایئے اور ایسے جان بوجھے طریقے اپنایئے جن سے آپ راہِ ہدایت پر گام زن رہیں۔

غصّے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھیے۔ حلم ووقار کو ترجیح دیجئے۔ سختی، تشدّد، بدفالی اور غرور سے اجتناب کیجئے۔ آپ کے ذمّے جو فرائض ہیں ان کی سرانجام دہی میں سختی نقصان دہ ہے۔ خبردار یہ کبھی نہ کہنا: ''میں صاحب اختیار واقتدار ہوں، جو مرضی ہے کروں۔'' اگر ایسا کرو گے اور سختی سے کام لو گے تو بہت تیزی سے تمہاری رائے ناقص ٹھہرے گی اور اللہ بزرگ وبرتر پر تمہارے یقین میں کمی آجائے گی۔

اپنی نیت کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے خالص رکھیے۔ اللہ پر یقین، اللہ پر توکل۔ جان لیجئے کہ ملک واقتدار صرف اللہ کے لیے ہے۔ وہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، یادرکھو کہ سب سے بڑھ کر جس کی نعمت قسمت میں بدل جایا کرتی ہے وہ حکمران ہوا کرتے ہیں۔ بااقتدار وبااختیار لوگ جب اللہ بزرگ وبرتر کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور اس کے احسانات کی ناقدری کرتے ہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، اس میں کفرانِ نعمت کرتے ہیں تو اللہ ان کی فوراً پکڑ کرتا ہے۔

حرص وہوس کو ترک کردو۔ آپ کے ذخیرے اور خزانے جو آپ نے جمع کرنا ہیں وہ ہیں۔ نیکی، تقویٰ، عدل، رعیّت کی بھلائی اور ان کی خدمت، شہروں کی آبادکاری اور ان کے امور کا تحفظ، ان کی جانوں کی حفاظت اور ان میں سے ستم رسیدہ افراد کی فریادرسی۔ یادرکھیے کہ اموال خزانوں میں نہیں بڑھا کرتے مگر اموال کو رعایا کے مفاد، ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے لیے وظائف وخوراک کی فراہمی میں جب خرچ کیا جائے تو اس سے اموال بڑھتے، ترقی کرتے اور نشوونما پاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے عوام کو فائدہ پہنچتا ہے، اس سے مملکت کو زینت ملتی ہے۔ حالات خوشگوار ہوتے ہیں۔ مملکت میں غلبہ واستحکام نصیب ہوتا ہے۔

آپ کے خزانوں کے منہ کھلیں تو اس لیے کہ اسلام اور اہل اسلام کی تعمیر وترقی ہو۔ آپ کو چاہئے کہ امیرالمؤمنین کے حامیوں کو بکثرت مال دیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنا ان کے حقوق میں شامل

Marfat.com

ہے۔آپ اپنی رعایا کو بھی ان کے حصے وافر مقدار میں دیجئے۔آپ ان کی اس طرح مال وانتظام سے خبر گیری کریں کہ ان کے مسائل حل ہوں، ان کو معاشی استحکام ملے۔جب آپ نے ایسا کرلیا تو پھر یقیناً آپ نے اس نعمت کا اقرار کرلیا جس سے آپ کو نوازا گیا اور آپ نے اپنے آپ کو اللہ کی مزید نعمتوں کا حق دار ثابت کردیا۔اس سے آپ کو تقویت ملے گی کہ آپ ٹیکس بطریق احسن وصول کریں اور اپنی رعایا کے اموال سے سرکاری اخراجات کے لیے لے سکیں۔آپ کی کارکردگی زیادہ بہتر ہوگی اور وہ تمام لوگ جو آپ کے عدل وانصاف اوراحسانات کے زیرِ سایہ زندگی گزار رہے ہیں وہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری خلوص سے کریں گے اور آپ کے تمام اعمال میں بطیبِ خاطر آپ کا ساتھ دیں گے۔

آپ کوشش کیجئے کہ میں نے آپ کے لیے اس سلسلے میں جو خطوط کار طے کردیے ہیں آپ ان کی پابندی کریں۔اس کارِ خیر میں آپ کا کردار عظیم ہونا چاہیے۔یاد رہے کہ وہ مال جو اللہ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے،اسے پائیداری نصیب ہوتی ہے۔آپ شکر گزاروں کی شکر گزاری کا اعتراف کیجئے اور اس پر انہیں خوب نوازیے۔

خبردار! کہیں دنیا اور اس کا دھوکہ آپ کو آخرت کی ہولناکی سے غافل نہ کردے، کہ آپ اپنے فرائض کو معمولی اور حقیر سمجھنے لگیں۔سہل انگاری تفریط کو جنم دیتی ہے اور تفریط تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔چاہیے کہ تمہارا عمل صرف اللہ بزرگ و برتر کی خاطر ہو۔ہر کام میں اللہ سے ہی ثواب کی امید رکھو۔اللہ سبحانہ نے آپ کو اپنی نعمتیں مکمل طور پر دی ہیں، لہٰذا آپ اس پر مکمل شکر کیجئے اور اس پر اعتماد کیجئے۔اللہ آپ پر خیر واحسان زیادہ فرمائے گا۔پس یقیناً اللہ بزرگ و برتر شکر گزاروں کے شکر کو اور خوب کاروں کے کردار کو ثبات ادا کرتا ہے۔

دین کو حقیر نہ سمجھنا، کسی حسد کرنے والے کی طرف داری نہ کرنا، کسی بدکار پر رحم نہ کھانا، کسی کفرانِ نعمت کرنے والے سے صلہ رحمی نہ کرنا، کسی دشمن سے مداہنت نہ کرنا، کسی چغل خور کی تصدیق نہ کرنا، کسی بدعہد وغدّار سے مطمئن نہ ہونا، کسی فاسق سے دوستی نہ رکھنا، کسی گم راہ کردہ کے راستہ پر گامزن نہ ہونا، کسی ریاکار کی تعریف وستائش نہ کرنا اور کسی انسان کو حقیر نہ سمجھنا کسی نادار سائل کو رد نہ کرنا، کسی باطل پرست کی پکار پر لبیک نہ کہنا، کسی ہنسانے والے کو اہمیت نہ دینا۔کبھی وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا، کسی بدکاری سے خوف زدہ نہ ہونا، کبھی کسی حمایت کا ارتکاب نہ کرنا۔کبھی غصہ ظاہر نہ کرنا، نہ کبھی اکڑ کر چلنا۔

Marfat.com

طلبِ آخرت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا۔ زمانے کو عتاب کی نذر کر کے نہ ٹالنا۔ کسی ظالم کے خوف سے اس سے چشم پوشی نہ کرنا اور دنیا میں رہ کر ثوابِ آخرت کا دنیا میں ملنے کا طلب گار نہ بننا۔

فقہاء سے اکثر مشاورت کرنا، اپنے نفس کو بردباری کے حوالے کرنا، تجربہ کار، اہلِ عقل اور رائے وحکمت رکھنے والوں سے بہت کچھ سیکھنا۔ اپنے مشورے میں ذمّیوں اور فرقہ پرست عناصر کو شامل نہ کرنا۔ ہرگز ان کی باتوں پر کان نہ دھرنا۔ یقیناً ان کا ضرر ونقصان ان کی منفعت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اگر آپ رعایا کے معاملے میں کنجوسی وبخل سے کام لیں گے تو یہ چیز انتہائی تیزی کے ساتھ فساد کی طرف بڑھے گی۔ یاد رکھو کہ اگر تم حرص وطمع کے مرض میں مبتلا ہو گے، عوام سے زیادہ لینے والے اور تھوڑا دینے والے ہو گے اور گر تم ہمیشہ ایسے ہی رہو گے تو تمہارا معاملہ بہت کم سیدھا رہے گا۔ آپ کی رعایا آپ سے صرف اس وقت پیمانِ محبّت باندھے گی جب آپ ان کے مال ودولت کو نہ چھیڑیں گے، ان پر ظلم وزیادتی سے باز رہیں گے۔ آپ کے رفقاء اور حامیوں کی پرخلوص محبت آپ کو صرف اسی صورت میں مل سکے گی جب آپ انہیں نوازیں گے، انہیں بہترین عطیات دیں گے۔ کنجوسی سے بچیں گے۔ یاد رکھیے کہ انسان اپنے پروردگار کی سب سے پہلے نافرمانی یہ کرتا ہے کہ بخل سے کام لیتا ہے اور گنہگار ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ یہی ارشادِ الٰہی ہے: وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن:۱۶)

''اور جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے ہیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

سب مسلمانوں کے لیے یہ عزمِ مصمّم کر لیجیے کہ آپ نے انہیں سرفراز کرنا ہے اور یقین کیجیے کہ جود وسخاوت بندوں کے اعمال میں سے افضل ترین ہے۔ لہٰذا سخاوت کو اپنے نفس کے لیے ہتھیار اور آلہ کار کے طور پر استعمال کیجیے اور سخاوت کو اپنے لیے عادتِ ثانیہ بنا لیجیے۔ سخاوت کے راستے کو بالحق ہموار کیجیے اور سخاوت کو اپنا طریق کار اور روش اپنا لیجیے۔ آپ فوج کے حالات کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ ان کے رجسٹروں اور ریکارڈ کی جانچ پڑتال کرتے رہیں۔ آپ ان کی تنخواہیں بروقت ادا کریں اور ان کی معاش میں وسعت وفراخی کا اہتمام کریں۔ آپ کے اس اقدام سے اللہ بزرگ وبرتر ان کی غربت کو ختم کر دے گا اور ان کی فارغ البالی آپ کے لیے باعثِ تقویت ہو گی اور وہ مکمل خلوص وانشراحِ صدر کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کرنے لگیں گے اور آپ کی اطاعت کا جذبہ ان کے دلوں میں مزید بڑھے گا۔

Marfat.com

کسی بااختیار وصاحبِ اقتدار شخص کے لیے یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ وہ اپنی رعایا اور اپنی فوج کے لیے عدل وانصاف میں سراپا رحمت ہو۔ وہ اپنی شفقت وعنایت اور نیکی و بھلائی اور کرم و مہربانی میں انصاف کو ملحوظ رکھنے والا ہو۔ اگر آپ نے شفقت ورحمت اور عدل وانصاف کو اپنا شعار بنالیا اوراس پر مسلسل عمل پیرار ہے توان شاءاللہ آپ کو کامیابی وکامرانی نصیب ہوتی رہے گی۔

یادرکھیے کہ عدلیہ اگر عدل وانصاف کے ساتھ کام کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی بہترین کام نہیں۔ کیوں کہ عدلیہ دراصل اللہ کا وہ میزان ہے جس سے روئے زمین پر انسانوں کے احوال کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ عدلیہ جب لوگوں کے مقدمات نبٹانے میں عدل وانصاف سے کام لیتی ہے تو اس سے رعایا کے حالات کی اصلاح ہوتی ہے۔ راستے پرامن ہوتے ہیں۔ مظلوم کی دادرسی ہوتی ہے۔ عوام کو ان کے حقوق ملتے ہیں، معیشت بہتر ہوتی ہے۔ فرمان برداری کا حق ادا ہوتا ہے۔ اللہ عافیت وسلامتی عطا فرماتا ہے۔ دین قائم ہوتا ہے اور قواعد وضوابط اور سنن وشرائع اپنی ڈگر پر رواں دواں ہوتے ہیں۔

اللہ بزرگ وبرتر کے حکم کی تعمیل میں سرگرم رہیے اور نقص وفساد سے احتراز کیجیے۔ حدود کے قیام کو جاری رکھیے۔ جلد بازی سے کام نہ لیجیے۔ گھبراہٹ، بے چینی اور اکتاہٹ سے دور رہیے۔ قسم پر قناعت کیجیے۔ اور اپنے تجربے سے فائدہ اٹھایئے۔ اپنی خاموشی میں خبردار رہیے اور اپنی گفتار میں راست رو رہیے۔ فریق مقدمہ کے ساتھ انصاف کیجیے۔ شبہہ ہوتو توقف کیجیے۔ اپنی حجت میں اتمام و بلاغت اختیار کیجیے۔ اپنی رعایا کے ساتھ معاملہ کرنے میں بے جامحبت وطرف داری سے کام نہ لیجیے اور جانبداری سے بچیے۔ کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہ کیجیے۔ ثابت قدم رہیے۔ غور وفکر کیجیے، احتیاط و نگرانی سے کام لیجیے۔ اپنی ذات کے فرائض کا ہر وقت جائزہ لیتے رہیے۔ تدبر وتفکر کرتے رہیے۔ عبرت ونصیحت حاصل کیجیے۔ اپنے پروردگار کے حضور تواضع کیجیے اپنی تمام رعایا سے شفقت کیجیے اور اپنی ذات پرحق کو غالب رکھیے۔

خون ریزی میں جلد بازی سے کام نہ لیجیے۔ یادرکھیے کہ انسانی جانوں کو اللہ بزرگ وبرتر کی طرف سے اہم مقام حاصل ہے، لہٰذا ناحق جان کو ہلاک کرنا گناہ عظیم اور جرمِ کبیر ہے۔ ذرا س خراج اور ٹیکس کو دیکھو جس پر رعایا کا انحصار ہے اور اللہ نے خراج کو اسلام کے لیے عزت ورفعت کا سبب بنایا ہے اور اہلِ اسلام کے لیے خراج کو باعثِ وسعت اور سببِ تحفظ بنادیا ہے۔ جب کہ اللہ کے دشمن اور

Marfat.com

مسلمانوں کے دشمنوں کے لیے خراج کو سببِ غیض وغضب اور اہل کفر میں سے سرکشوں اور سخت مخالفتوں کے لیے باعثِ ذلت وحقارت بنادیا ہے۔لہٰذا آپ وصول شدہ خراج کو اپنے لوگوں میں حق و عدل اور مساوات و برابری کے ساتھ تقسیم کریں۔جمع شدہ خراج میں سے کچھ بھی کم نہ کریں کسی شریف شخص کی شرافت کی وجہ سے یا کسی مالدار کی مالداری کی وجہ سے،نہ کسی سیکریٹری سے اور نہ ہی اپنے کسی خواص اور حاشیہ نشینوں سے۔اور نہ ہی کسی سے خراج اس کی حیثیت واستطاعت سے بڑھ کر وصول کریں۔ایسا کام نہ کیجئے جس میں ظلم وزیادتی ہو۔آپ تمام لوگوں کو حق کی تلخی پر برقرار رکھیں۔اس سے ان کی الفت ومحبت بڑھے گی اور عوام الناس کی رضا مندی وخوشنودی میں اضافہ ہوگا۔

جان لیجئے کہ آپ کی گورنری کی بدولت ہی آپ کو خزانہ دار،محافظ اور نگران بنایا گیا ہے اور آپ کے زیر حکومت تمام لوگوں کو آپ کی ''رعیت'' کا نام دیا گیا ہے۔اس لیے کہ آپ ان کی راعی (چرواہے) اور منتظم ہیں۔آپ کی رعایا آپ کو جو زائد از ضرورت سرمایہ اور اپنی حیثیت سے پس انداز ہونے والا مال پیش کرتے ہیں اور آپ اسے لے لیتے ہیں۔پھر عوام کے دیے ہوئے مال کو ہی آپ ان کے معاملات کی اصلاح اور ان کی فلاح وبہبود پر خرچ کرتے ہیں۔ان کے بوجھ کو ہلکا کرتے ہیں۔لہٰذا آپ عوام پر ایسے افسران کا تعین کیجئے جو رائے وتدبر کی صلاحیت رکھتے ہوں،تجربہ کار اور اپنے کام کے ماہر ہوں۔پاک دامن ہوں،سیاست سے آشنا ہوں۔آپ اپنے ماتحت سرکاری افسروں اور عملے کے لیے خوب معاشی سہولتیں فراہم کیجئے۔ان کے لازمی حقوق آپ پر عائد ہوتے ہیں۔کیوں کہ آپ ہی ان کے ذمہ دار ہیں۔لہٰذا اس ذمہ داری کی ادائیگی سے آپ کو کوئی مصروفیت روکنے نہ پائے اور کوئی مشغولیت ہٹا نہ سکے۔یقیناً آپ جب اپنے ماتحت سرکاری افسروں اور عملے کے حقوق کی ادائیگی کو تمام کاموں پر ترجیح دیں گے اور اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے تو پھر اپنے پروردگار کی نعمتوں کے حصول کے آپ زیادہ مستحق ہوجائیں گے اور آپ اپنی اچھی کارکردگی کی بدولت لوگوں کا موضوع سخن بن جائیں گے۔آپ کو اپنے ماتحتوں کی محبت ملے گی۔آپ کو سدھار میں تعاون ملے گا۔ آپ اپنے علاقے کی زرخیزی کا بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔آپ کی طرف سے آبادکاری کو فروغ ملے گا۔آپ کے دیہات میں سرسبزی وشادابی کا ظہور ہوگا۔اس سے آپ کے خراج اور ٹیکسوں میں بڑھوتری ہوگی۔آپ کے دیہات میں خوشحالی آئے گی۔جس سے آپ کو اپنی فوج کو مربوط کرنے میں

Marfat.com

مدد ملے گی۔ عوام کی خوشنودی ملے گی۔ کیونکہ آپ اپنے عطیات سے ان کا دل موہ لیں گے۔ آپ کی پالیسی پسندیدہ ٹھہرے گی۔ آپ اپنے دشمن کے یہاں بھی عدل پر مبنی پالیسی اختیار کرنے والے قرار پائیں گے اور آپ اپنے تمام معاملات میں صاحبِ عدل، قوی و مضبوط اور مستعد و آمادہ ٹھہریں گے۔ لہٰذا اس بارے میں آپ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں اور اس معاملے پر کسی اور کو مقدم نہ کریں۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ کا زمانہ اقتدار قابلِ رشک قرار پائے گا۔

آپ اپنی عملداری کے ہر پرگنہ میں ایک رازدان کا تقرّر کیجئے جو آپ کو تمام سرکاری افسروں کی کارکردگی سے آگاہ کرتا رہے اور ان کے تمام کاموں اور کارکردگی سے آپ کو باخبر رکھے۔ یہ خفیہ مخبر اس طرح سے آپ کو رپوٹیں بھیجے کہ آپ گویا سرکاری کارندے کے ساتھ کھڑے ہیں اور اس کی کارکردگی دیکھ رہے ہیں۔

آپ جب اپنے کسی ماتحت سرکاری کارندے کو کوئی حکم دینا چاہیں تو پہلے اس کے نتائج و آثار پر خوب غور کر لیں۔ اگر تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں کہ اس حکم کے نفاذ میں عافیت و سلامتی ہے اور اس کی تعمیل سے اچھی پیش رفت کی امید ہے تو یہ حکم نافذ کر دیجئے۔ بصورتِ دیگر توقف سے کام لیجئے اور اس بارے میں اہلِ علم و بصیرت سے مشاورت کیجئے۔ پھر اس کے بعد مناسب اقدام کیجئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان اپنے کسی معاملے پر غور کرتا ہے تو وہ اسے اپنی خواہش سے ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ یہ چیز اسے بہکا دیتی ہے اور وہ اس معاملے کو پسند کرنے لگتا ہے۔ لیکن اگر انسان کسی معاملے کے عواقب پر نظر نہ ڈالے تو یہ معاملہ اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور اس کا معاملہ اس کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کوئی بھی ارادہ کرتے وقت دوراندیشی سے کام لیں اور پھر اللہ بزرگ و برتر کی مدد و نصرت کے بعد اس ارادے کو مضبوطی سے نافذ کیجئے۔ اپنے تمام معاملات میں اپنے پروردگار سے اکثر استخارہ کیجئے۔ آج کا کام آج ہی کر لیجئے اور اسے کل پر نہ ڈالیے۔ آپ اسے خود سرانجام دیجئے۔ آیندہ کل اپنے ساتھ ایسے حالات و واقعات لائے گا کہ گذشتہ کل کا آپ کو مؤخر کیا ہوا کام آپ سے رہ جائے گا۔

یاد رکھیے کہ آج کا دن جب گزر جائے گا تو اپنے کاموں کو بھی اپنے ساتھ ہی لے جائے گا اور اگر آپ نے گزشتہ کل کا کام ابھی سرانجام نہیں دیا تو پھر آپ کے لیے دونوں دن کے کام اکٹھے ہو جائیں گے۔ پھر آیندہ دن آپ کو گزشتہ کل کے باقی ماندہ کام کے کرنے سے روک دے گا۔ مگر جب

Marfat.com

آپ ہر روز کا کام ہر روز ہی سرانجام دیتے رہیں گے تو آپ اپنے نفس وبدن کو راحت پہنچائیں گے اور یوں آپ کے سرکاری معاملات مستحکم ہو جائیں گے۔

آپ لوگوں میں سے آزاد منش اور عمر رسیدہ افراد پر نگاہ رکھیے اور ان میں سے جن کے بارے میں آپ کو یقین ہو جائے کہ ان کی سرشت صاف ہے اور جن میں آپ کی محبت پائی جاتی ہے اور جو آپ کے لیے مخلص و خیر خواہ ثابت ہوں تو آپ انہیں چھانٹ لیجئے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیجئے۔ آپ ضرورت مند گھرانوں کا جائزہ لیتے رہیں اور ان کے اخراجات برداشت کریں ان کو سامانِ رسد پہنچائیں۔ ان کے حالات سنواریں تا کہ ان کی رفاقت برقرار رہے اور ان کی دوستی کا دھچکہ نہ لگے۔ فقراء و مساکین کے معاملات میں دل چسپی لیں اور اس شخص پر بھی ضرور توجہ دیں جو آپ کے سامنے اپنی شکایت پیش کرنے سے قاصر ہے، نیز وہ پس ماندہ شخص بھی آپ کی توجہ کا حقدار بننا چاہیے جسے اپنی حق طلبی کی بھی خبر نہیں۔ آپ ایسے شخص کے مسائل دریافت کریں اور ان کے حل کے لیے اپنی رعایا میں سے اہلِ صلاح کو مامور کریں کہ وہ ان ناداروں کی ضروریات وحاجات سے آپ کو مطلع کریں، آپ کو ان کے حالات سے باخبر رکھیں تا کہ آپ اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ کس طریقہ سے اللہ ان کے امور کی سدھار کرے۔

آپ تنگ حال لوگوں کی مدد کریں۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں اور امیر المؤمنین کی پیروی کرتے ہوئے، بیت المال سے ان کے لیے وظائف جاری کریں۔ اللہ امیر المؤمنین کو عزت وغلبہ عطا فرمائے۔ غرباء پر شفقت کیجئے، ان کے لیے عطیات مختص کیجئے۔ تا کہ یوں اللہ ان کی حالت سنوار دے۔ اور اس نیک کام کی بدولت اللہ آپ کے رزق میں برکت واضافہ کرے۔

بیت المال میں سے کچھ لوگوں کے لیے وظائف جاری کیجئے۔ ان میں سے قرآن مجید کے حافظوں، محافظوں اور عالموں کو اولین ترجیح دیجئے۔ آپ بیمار مسلمانوں کے لیے شفاخانے بنائیے اور ان میں مریضوں کو ٹھہرائیں اور ان کے لیے ایسا عملہ مقرّر کریں جو مریضوں کی خدمت کریں، تیمارداری کریں اور ڈاکٹرز متعین کیے جائیں جو ان کی بیماریوں کا علاج کریں۔ مریضوں اور ان کی خدمت پر مامور عملہ خوب صرف کیجئے اور ان کی خواہشات کی تکمیل کیجئے، بشرطیکہ بیت المال پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔

جان لیجئے کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق ملنے لگیں اور ان کی بہترین آرزوئیں پورا ہونے

Marfat.com

لگیں تو اس سے وہ خوش نہیں ہوتے جب تک کہ وہ اپنی ضروریات وحاجات اپنے اعلیٰ حکام تک پہنچانہ لیں۔ اس لیے کہ عوام کو مزید حاصل کرنے کی طمع ہوتی ہے اور دینے والا ان کی حمایت کا خواہاں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں عوام کے مزاج سے ناآشنا شخص سائلین کی کثرت سے اکتا جاتا ہے۔ اس کا ذہن وفکر اس سے ایسا پراگندہ ہوتا ہے کہ وہ ملاقاتیوں کی آمد کو مشقت سمجھنے لگتا ہے۔ یاد رکھیے کہ ایک وہ شخص ہے جو عدل وانصاف میں دل چسپی رکھتا ہے اور اپنے پسندیدہ وعمدہ کاموں کا دنیا میں نتیجہ خیز ہونا سمجھتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب کا طلبگار رہے۔ اب یہ شخص کبھی انجام کے لحاظ سے اس شخص کے برابر نہیں ہوسکتا جو ان تمام امور کے بجالانے کو بوجھ اور مشقت سمجھتا ہو جو اسے اللہ تعالیٰ کی قرب بخشیں اور اس کی رحمت کا ملتمس بنادیں۔

اپنے عوام کو بکثرت اپنے دربار میں آنے کی اجازت دینا اور ان کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا، ان کی خاطر اپنے حواس کو پرسکون رکھنا، ان کے ساتھ تواضع وبردباری کے ساتھ پیش آنا۔ ان کے لیے اپنی مسرت ظاہر کرنا، دریافت کرنے اور بات چیت میں ان سے نرمی برتنا اور اپنے فضل وسخاوت سے ان پر شفقت کرنا۔

جب کسی کو کچھ عطا کرو تو درگزر، وسیع القلبی اور طیبِ نفس سے عطا کرنا، اپنی کسی مہربانی اور حسنِ سلوک پر نہ تو احسان جتلا کر اسے گدلا کرنا۔ اگر کسی کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور پھر نہ اسے جتلایا جائے اور نہ ہی دینے والے کو اذیت دی جائے تو یہ عمل ان شاء اللہ ایک کامیاب تجارت ہے۔

آپ دنیا کے جن امور کو دیکھتے ہیں ان سے عبرت حاصل کیا کرو۔ گزشتہ زمانوں میں اور تباہ وبرباد شدہ قوموں میں جو حکمران اور بادشاہ گزرے ہیں، ان کی سرگزشتوں سے سامانِ عبرت حاصل کرو۔ پھر اپنے تمام احوال واعمال میں اللہ کے احکام کی سختی سے پابندی کرو۔ اللہ کی محبت سے سرشار رہو، اس کی شریعت پر عمل کرو اور سنتِ الٰہی کو ہمیشہ مدِّنظر رکھو۔ اس کے دین کو قائم کرو اور اس کی کتاب پر عمل پیرا رہو۔ ہر اس حرکت سے بچو جو تمھیں کتابِ الٰہی سے جدا کردے اور ہر اس چیز کی مخالفت کرو جو اللہ عزّ وجل کی ناراضی وغضب کی طرف دعوت دینے والی ہو۔

اپنے کارندوں کے جمع کردہ اموال اور ان میں سے جو کچھ خرچ کرتے ہیں، ان سب پر تمہاری نظر ہونا چاہیے۔ نہ تو مالِ حرام اکٹھا کرو اور نہ ہی مالِ حلال میں فضول خرچی کرو۔

Marfat.com

علما کے ساتھ بکثرت نشست رکھو، ان سے مشاورت کرو، ان کے ساتھ مل جل کر رہو، تمہاری خواہشات سنتوں کے تابع ہونی چاہیے اور سنتوں پر عمل درآمد ہی تمہاری آرزوؤں کا محور بننا چاہیے۔ شریفانہ امور اور اخلاقِ عالیہ کو ہمیشہ مقدم رکھو۔ آپ کی خدمت میں حاضر باش حضرات اور آپ کے خاص احباب میں سے آپ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و محترم وہ شخص ہونا چاہیے جو، جب آپ کے کسی عیب کو دیکھے تو آپ کا رعب و دبدبہ اسے آپ کو روکنے ٹوکنے میں رکاوٹ نہ بنے اور وہ آپ کی خامی اور نقص کو علانیہ اور علیحدگی میں پوری دلیری کے ساتھ بیان کر سکے۔ اس قسم کے افراد ہی آپ کے مخلص ترین دوست ہو سکتے ہیں اور آپ کے سچے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔

ذرا ان ملازمین پر نگاہ ڈالو جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے ہیں، اپنے سیکریٹریوں کا تصور کرو۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے روزانہ ملاقات کا ایک وقت مقرر کرو۔ اس ملاقات میں وہ آپ کے سامنے پیش ہو، اپنے رجسٹروں اور ریکارڈ کے ساتھ۔ پھر وہ آپ کے دیگر سرکاری ماتحتوں اور کارندوں کی ضروریات سے بھی آپ کو آگاہ کرے۔ آپ کے دیہات، پرگنوں، شہروں اور آپ کی رعایا کے مطالبات و ضروریات سے بھی آپ کو مطلع کرے اور آپ کی ماتحت آبادی کے معاملات سے بھی آپ کو باخبر رکھے۔ پھر امورِ مذکورہ بالا میں سے جو کچھ وہ آپ کے سامنے لاتا ہے، اس کے لیے آپ اپنے تمام حواس۔ سمع و بصر اور فہم و عقل۔ کو بروئے کار لائیں۔ اور ان امور پر بار بار نظر ڈالیں اور اس پر تدبر و تفکر کریں۔ پھر جو امور حق کے مطابق ہوں اور دور اندیش کے تحت موزوں ہوں، ان پر عمل درآمد کیجیے۔ اور اس بارے میں اللہ بزرگ و برتر سے استخارہ کیجیے۔ اور جو امور حق و انصاف اور دور بینی و دور اندیشی سے ہٹے ہوئے ہوں، انہیں سرِ دست ملتوی کر دیجیے تاکہ آپ اس کے بارے میں مزید سوالات اور چھان بین کر سکیں۔

آپ جب اپنی رعایا یا کسی اور کے ساتھ کوئی نیکی کریں تو ان پر اس کا احسان نہ جتلائیں۔ آپ ہر شخص سے صرف وفاداری اور استقامت ہی قبول کریں۔ آپ امیر المؤمنین کے امور و معاملات میں ہر شخص سے مدد و تعاون کے خواستگار ہیں۔ آپ صرف اسی شرط پر لوگوں سے نیکی کریں۔

آپ کے نام میں نے مکتوب ہذا میں جو کچھ درج کیا ہے، اسے بخوبی سمجھ لو اور اس کا اکثر مطالعہ کرتے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو۔ اپنے تمام معاملات میں اللہ سے مدد کے طلبگار رہو۔ استخارہ

Marfat.com

کرو۔ یقین جانو کہ اللہ بزرگ و برتر نیکی اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ کا کردار اور آپ کی زندگی کا اعظم و افضل پہلو ہمیشہ یہ رہے کہ اس سے اللہ بزرگ و برتر کی رضا حاصل ہو۔ اللہ کے دین کا نفاذ ہو اور اہلِ اسلام کو عزت و غلبہ اور تمکّن و اقتدار ملے اور ملّتِ اسلامیہ کو بہبودی حاصل ہو اور اسلام کے زیرِ سایہ رہنے والے غیر مسلماں کو عدل و انصاف فراہم کرو۔

میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کی بطریقِ احسن مدد فرمایئے۔ توفیقِ الٰہی آپ کی رفیق رہے، آپ کو رشد و ہدایت نصیب ہو۔ والسّلام

لوگوں نے جب یہ خط دیکھا تو اس کی طرف لپکے، اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسے نقل کر لیا۔ یوں اس خط کو شہرت ملی اور مامون کو بھی اس کی اطلاع ملی۔ اس نے یہ خط منگوایا اور اسے پڑھ کر سنایا گیا۔ سن کر خلیفہ مامون نے کہا: ''ابوطیّب (طاہر) نے دین و دنیا کی کوئی بات بھی باقی نہیں رہنے دی۔ اس نے تدبیر، رائے، سیاست، اصلاح ملک و ملّت، تحفظِ اقتدار۔ فرمان برداریِ خلفاء اور استحکامِ خلافت ہر چیز کا احاطہ کیا ہے اور اس کے بارے میں نصیحت کی ہے۔'' مامون کے حکم پر اس مکتوب کی نقول تمام صوبوں کے گورنروں کے نام ارسال کر دی گئیں۔

عبداللہ بن طاہر اپنے زیرِ انتظام علاقے کی طرف روانہ ہوا اور اس نے اپنے باپ کے احکام کی تعمیل کی، اس نے تفویض کردہ ذمہ داریوں کو پورا کیا اور اپنے بھرپور اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کیا۔

حکم بن ھشام کی وفات

اس سال امیرِ اندلس حکم بن ھشام بن عبدالرحمٰن نے ۲۶ ذی الحجہ کو وفات پائی۔ اس کی بیعت صفر ۱۸۰ھ میں کی گئی تھی۔ اس کی عمر ۵۲ برس تھی۔ اس کی کنیّت ابوالعاص تھی۔ اس کی والدہ امّ ولد تھی۔ وہ دراز قامت، گندم گوں اور دبلا پتلا تھا۔ اس کے ۱۹ بیٹے تھے۔ یہ اندلس کا پہلا حکمران ہے جس نے کرائے کے فوجی بھرتی کیے اور ہتھیار اور نفری مہیّا کی اور جس نے خدم و حشم اور مصاحبین و متعلّقین بڑی تعداد میں رکھے۔ اس نے اپنے محل کے پھاٹک پر گھوڑے بندھوائے۔ اس نے رہن سہن میں جابروں اور آمروں سے مشابہت اختیار کی۔ اس نے بہت سے غلام خریدے اور انہیں کرائے کے سپاہیوں میں شامل کیا۔ ان غلاموں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔ کیوں کہ ان غلاموں کی زبان عجمی

Marfat.com

تھی، اس لیے انہیں ''خرس'' (گونگے) کا نام دیا گیا۔ یہ غلام اس کے شاہی محل کے پھاٹک پر دن کے وقت کھڑے رہتے تھے۔

حکم تمام امور کی بنفسِ نفیس نگرانی کیا کرتا تھا، خواہ معاملہ قریب کا ہو یا دور کا۔ اس کے قابلِ اعتماد کچھ ایسے رفقاء تھے جو عوام کے حالات کا جائزہ لینے میں اس کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ یوں وہ عوام کی شکایات کا ازالہ کرتا تھا۔ ان پر ہونے والی زیادتیوں اور مظالم کا سدباب کرتا۔ مظلوم کو انصاف فراہم کرتا۔ حکم دلیر، بہادر، بارعب اور پیش قدمی کرنے والا تھا۔ لڑائی میں آگے رہتا۔ یہ وہ حکمران ہے جس نے اپنے بعد آنے والوں کے لیے اندلس پر حکمرانی کرنا آسان بنا دیا۔ یہ فقہاء اور اہلِ علم کو اپنا تقرّب فراہم کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن الحکم کی امارت

حکم بن ھشام کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عبدالرحمٰن نے حکومت سنبھالی۔ اس کی کنیّت ابو المطرف تھی۔ اس کی والدہ کا نام حلاوہ تھا۔ جب کہ عبدالرحمٰن کا والد اس کے نام سے کنیّت رکھتا تھا۔ یہ طلیطلہ شہر میں اس وقت پیدا ہوا، جب کہ اس کا والد الحکم یہاں پر اپنے باپ ھشام کی طرف سے گورنر متعیّن تھا۔ یہ اپنی والدہ کے شکم میں سات ماہ تک رہا۔

یہ بھاری بھرکم اور خوبصورت تھا۔ چہرہ حسین تھا۔ جب اس نے اقتدار سنبھالا تو اس کے چچا عبداللہ بلنسی نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ وہ اپنے بھائی حکم کی موت سے فائدہ اٹھا کر اقتدار پر قابض ہونا چاہتا تھا۔ عبداللہ پرچم بغاوت بلند کرتے ہوئے بلنسیہ سے نکلا، وہ قرطبہ پر قبضے کے لیے روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلے کے لیے لشکر تیار کیا، جب عبداللہ کو یہ اطلاع ملی تو وہ ڈر گیا اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلنسیہ کی طرف پلٹا۔ پھر اس واپسی کے دوران ہی بہت جلد مر گیا۔ یوں اللہ نے عبدالرحمٰن کو اس کے شر سے بچا لیا۔ عبداللہ کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن نے اس کے اہل وعیال کو اپنے پاس قرطبہ میں بلوا لیا اور یوں ھشام بن عبدالرحمٰن کے بیٹے کے لیے اندلس کی امارت بے خطر ہوگئی۔

متفرق واقعات

اس سال حسن بن موسیٰ الاشیب کو موصل کے قاضی کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔ وہ

Marfat.com

بغداد چلا گیا۔ جب موصل کا قاضی علی بن ابی طالب موصلی کو مقرر کیا گیا۔

اس سال مامون نے داود بن ماسحور کو زطّ کے خلاف لڑائی پر مامور کیا نیز اسے بصرہ کے ماتحت علاقوں، دجلہ کے دیہات اور یمامہ و بحرین کا گورنر نامزد کیا۔

اس سال زبردست طغیانی آئی، جس کے نتیجے میں السواد، کسکر، امّ جعفر کی جاگیر زیرِ آب آئے۔ اور اس میں بہت سا غلّہ برباد ہوا۔

اس سال بابک خرمی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ہٹا دیا۔

اس سال حج کی امامت امیر الحرمین عبیداللہ بن حسن علوی نے کی۔ اس سال مسلمانانِ افریقہ نے جزیرہ سردانیہ پر یلغار کی، مالِ غنیمت حاصل کیا اور کئی کفار کو تہہِ تیغ کیا۔ کچھ مسلمانوں نے صلہ شہادت پایا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔

وفیات

اس سال ہیثم بن عدی طائی اخباری نے وفات پائی۔ آپ عبادت گزار تھے مگر حدیث میں ''ضعیف'' تھے۔ اسی سال حضرت سفیان ثوری کے ایک رفیق عبداللہ بن عمرو عثمان بن ابی امیہ موصلی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی سال محمد بن المستنیر جاں بحق ہوئے۔ آپ نحوی تھے اور سیبویہ سے علمِ نحو حاصل کیا تھا۔ قطرب کے نام سے معروف تھے۔ اس سال ابو عمرو اسحاق بن مرار شیبانی ماہر لغت نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۷۶

۲۰۷ھ کے واقعات

یمن میں عبدالرحمان بن احمد کی بغاوت

اس سال یمن کے علاقے عک میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے بغاوت کی۔اس نے آل محمدﷺ میں سے الرضی کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔اس سرکشی کا سبب یہ تھا کہ یمن کے گورنروں نے لوگوں میں برے کردار کا مظاہرہ کیا تو لوگوں نے اس عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی۔ مامون کو جب اطلاع ملی تو اس نے لشکرِ جرار دے کر دینار بن عبداللہ کو روانہ کیا۔ مامون نے اسے عبدالرحمٰن کے لیے امان نامہ بھی دے دیا۔ دینار نے پہلے حج کیا پھر یمن کا رخ کیا۔ بعدازاں اس نے عبدالرحمٰن کی طرف امان نامہ بھیجا،اس نے وہ امان قبول کر لی اور مامون کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوا اور اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ میں دے دیا۔ دینار اسے لے کر مامون کے پاس پہنچا۔اس موقعہ پر مامون نے طالبیوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا اور انہیں سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا۔ یہ ۲۸ ذوالقعدہ کی بات ہے۔

طاہر بن حسین کی وفات

اس سال جمادی الاولیٰ میں طاہر بن حسین نے وفات پائی۔اسے بستر پر مردہ پایا گیا۔کلثوم بن ثابت بن ابی سعید نے کہا: ''میری ڈیوٹی خراسان کی ڈاک پر تھی۔ ۲۰۷ھ آیا تو میں جمعے کی نماز پڑھنے گیا۔ طاہر منبر پر چڑھا اور خطبہ دیا۔ جب خطبہ دیتے ہوئے اس مقام پر پہنچا جہاں حکمران وقت

Marfat.com

خلیفہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس نے خلیفہ کے حق میں دعا کرنے سے اپنی زبان بند رکھی اور بولا اے اللہ امتِ محمدیہ کی اسی چیز سے اصلاح کر، جس کے ذریعے تو نے اپنے اولیاء کی اصلاح کی ہے۔ ہمارے خلاف زیادتی وسرکشی کرنے والوں کے خلاف ہماری اس طرح نصرت فرما کہ پراگندگی کا خاتمہ ہو، خون ریزی بند ہو اور نفرتیں وکدورتیں محبت میں بدل جائیں۔'' یہ سن کر میں نے دل میں کہا: ''سب سے پہلے میں مارا جاؤں گا، کیوں کہ میں خبر نہیں چھپاؤں گا۔'' چنانچہ میں نمازِ جمعہ پڑھ کر فارغ ہوا تو میں نے اپنے آپ کو ایسے غسل دیا جیسے مردوں کو دیا جاتا ہے، پھر کفن پہنا اور مامون کے نام خفیہ رپورٹ لکھ بھیجی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے بلوایا۔

طاہر بن حسین کی آنکھ کی پلک میں کچھ ہرا تو وہ گرا اور مر گیا۔ اس کا بیٹا طلحہ میرے پاس آیا اور پوچھا: ''کیا آپ نے جو کچھ ہوا، اس کی رپورٹ لکھی؟'' میں بولا: ''جی ہاں۔'' بولا: ''اس کی وفات کی خبر پہنچا دو۔'' چنانچہ میں نے طاہر کی وفات کی خبر اور طلحہ کے لشکر کمان کرنے کی اطلاع بھجوائی۔ مامون کے پاس جب پہلی تحریری خبر پہنچی کہ طاہر نے بغاوت کر دی ہے تو اس نے وزیر اعظم احمد بن ابی خالد کو طلب کیا اور حکم دیا: ''روانہ ہو جاؤ اور طاہر کو لے آؤ جیسا کہ تم نے سمجھا اور ضمانت دی۔'' اس نے کہا: ''میں آج رات یہیں گزار دوں گا۔'' مگر مامون نہ مانا مگر وزیر اعظم کے پیہم اصرار پر اسے بغداد میں رات گزارنے کی اجازت دے دی۔

رات کو ہی دوسری رپورٹ طاہر کی موت کی ملی تو مامون نے احمد وزیر اعظم کو طلب کیا اور بتایا طاہر مر چکا ہے۔ اب آپ کس کو اس کی جگہ مناسب سمجھتے ہیں۔ عرض کیا: ''اس کے بیٹے طلحہ کو۔'' فرمایا: ''اس کے گورنر ہونے کا فرمان جاری کر دو۔'' چنانچہ اس نے فرمان جاری کر دیا۔ یوں طلحہ خراسان کا گورنر بن گیا اور وہ مامون کے دورِ حکومت میں سات سال تک اس منصب پر فائز رہا۔ پھر اس نے وفات پائی تو عبداللہ خراسان کا گورنر بنا۔

مامون کو جب طاہر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے کہا: ''دونوں ہاتھوں کی خاطر اور منہ کی خاطر۔ اللہ کا شکر ہے کہ اسے پہلے لے گیا اور ہمیں مؤخر کر دیا۔''

طاہر بھینگا تھا، اس بارے میں ایک شاعر نے کہا: (ترجمہ شعر)

[اے دو دائیں ہاتھوں اور ایک آنکھ والے۔ ایک آنکھ کی اور ایک دایاں ہاتھ فالتو وزائد۔]

Marfat.com

یعنی اس کا لقب ذوالیمینین (دو دائیں ہاتھوں والا) ہے اور اس کی کنیت ابوالطیّب ہے۔

اور کہا گیا ہے طاہر نے جب وفات پائی تو کچھ فوجیوں نے اس کا کچھ خزانہ لوٹ لیا۔ سلام ابرش خصّی نے ان کا کنٹرول سنبھال لیا اور ان کو چھ ماہ کی تنخواہیں ادا کر دیں۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ مامون نے طاہر کے تمام اختیارات اس کے بیٹے عبداللہ بن طاہر کو سونپ دیے۔ پس اس نے اپنے بھائی طلحہ کو خراسان کی طرف بھیجا۔ جب کہ عبداللہ رقّہ میں نصر بن شبث کے خلاف لڑائی میں مصروف تھا۔ جب طلحہ خراسان کی طرف متوجہ ہوا تو مامون نے اس کی طرف احمد بن ابی خالد کو بھیجا تا کہ وہ اس کے معاملات کو سرانجام دے سکے اور یوں اس کا قائم مقام بنے۔ احمد نے ماوراء النہر کا رخ کیا اور اشروسنہ فتح کر لیا۔ اس نے کاوس بن صارخرہ اور اس کے بیٹے فضل کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا اور دونوں کو مامون کی طرف بھیجا۔ طلحہ نے احمد بن ابی خالد کو ۳۰ لاکھ درہم کا عطیہ دیا اور ۲۰ لاکھ درہم کی مالیت کا سامان پیش کیا جب کہ اس نے ابراہیم بن عباس سیکریٹری احمد کو ۵ لاکھ درہم ہبہ کیے۔

اس سال اندلس میں ہونے والے واقعات

اس سال امیر اندلس عبدالرحمٰن بن الحکم نے لشکرِ بصرہ اور وہاں کے باشندوں کے خلاف زوردار جنگ کی۔ یہ لڑائی ''جنگ ِ بالس'' کہلاتی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ امیر اندلس الحکم کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے ایک اعلیٰ سرکاری افسر ربیع نے ذمّیوں پر زیادتی کی ہے تو اس نے اسے گرفتار کروایا اور اسے زندہ ہی صلیب پر لٹکا دیا۔ جب امیر اندلس الحکم فوت ہو گیا اور اس کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے اقتدار سنبھالا تو اس نے لوگوں کو ربیع کے سولی پر لٹکانے کا تذکرہ کرتے سنا۔ چنانچہ عوام قرطبہ پہنچے، وہ ان اموال کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے جو ان سے چھینے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ مال انہیں واپس کر دیے جائیں گے۔ قرطبہ کے نواحی قصات میں سے البیرہ کے باشندے اس احتجاج میں پیش پیش تھے۔ وہ لوگ جمع ہوئے تو امیر اندلس عبدالرحمٰن نے انہیں خاموش کرانے اور منتشر کرنے کے لیے کسی کو بھیجا۔ مگر عوام نے اس کی بات نہ مانی اور آنے والے شخص کو دھکے دے کر نکال دیا۔ اب لوگوں کی شورش اور احتجاج کو کچلنے کے لیے کچھ فوجی اور عبدالرحمان کے رفقاء آگے بڑھے اور احتجاجی

Marfat.com

عوام کے خلاف لڑائی لڑی۔ اب البیرہ کے لشکر اوران کا ساتھ دینے والوں نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔ انہیں برے طریقے سے قتل کیا گیا۔ باقی ماندہ نے بھاگ کر جان بچائی۔ پھران کو طلب کیا گیا اوران میں سے بہتوں کو مار ڈالا گیا۔

اس سال تدمیر شہر میں مضری اور یمنی گروپوں میں آویزش ہوئی اور رقہ کے مقام پر باہم تصادم ہوا۔ ان کے مابین ہونے والی لڑائی ''جنگِ مضارہ'' کہلاتی ہے۔اس میں تین ہزار بندے مارے گئے اور دونوں نسلی گروہوں میں سات سال تک لڑائی ہوتی رہی۔امیرِ اندلس نے اس خانہ جنگی کو روکنے کے لیے یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو بھیجا اوراس کے ساتھ ایک لشکر جرّار روانہ کیا۔خانہ جنگی کرنے والوں کو جب یحییٰ کے نزدیک آنے کی اطلاع ملی تو وہ منتشر ہوگئے۔یوں لڑائی بند ہوگئی۔مگر یحییٰ کی واپسی کے بعد وہ پھر فتنہ میں مبتلا ہوئے اور باہمی خانہ جنگی سے تباہی کے دہانے پر جاپہنچے۔

اس سال اندلس میں شدید قحط پڑا جس میں بہت سی مخلوق جان بحق ہوئی۔کچھ شہروں میں ایک مُدّ (قدیم پیانہ) غلّے کی قیمت تیس دینار تک جاپہنچی۔

متفرق واقعات

اس سال عراق میں غلّہ مہنگا ہوگیا حتی کہ گندم کے ایک ہارونی قفیز کی قیمت چالیس درہم سے پچاس درہم تک جاپہنچی۔اس سال طبرستان کا گورنر محمد بن حفص بنا۔ وہ رویان اور دنباوند کا بھی گورنر تھا۔ابوعیسیٰ بن الرشید نے حج کی امامت کی۔اس سال موصل کے گورنر سید بن انس کو خلیفہ مامون نے بنی شیبان وغیرہ عربوں کی سرکوبی کا حکم دیا۔کیوں کہ انہوں نے علاقے میں فسادانگیزی کی تھی۔ چنانچہ سیّد نے ان کی جانب کوچ کیا۔دسکرہ کے مقام پر انہیں دبوچا۔انہیں تہہ تیغ کیا اوران کے مال لُوٹے پھر لوٹ گیا۔

وفیات

اس سال وھب بن جریر فقیہ نے وفات پائی۔اس سال کے وفات یافتگان میں درج ذیل حضرات شامل ہیں: عمر بن حبیب عدوی قاضی، عبدالصّمد بن عبدالوارث بن سعید، عبدالعزیز بن ابان

Marfat.com

قریشی قاضی واسط۔ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث مخزومی فقیہ اور بشر بن عمر زھرانی فقیہ، کثیر بن ھشام، از ہر بن سعید سمان، ابوالنضر ھشام بن قاسم کنانی۔

اس سال محمد بن عمر بن واقد واقدی نے وفات پائی۔ اس کی عمر ۷۸ برس تھی۔ وہ معازی کا عالم اور اختلافِ علماء کا ماہر تھا۔ مگر حدیث میں اسے ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اسی سال قاضی محمد بن ابی رجاء نے وفات پائی۔ آپ ابوحنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کے شاگرد تھے۔ اس سال محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلی نے وفات پائی۔ آپ ابن کناسہ کے نام سے معروف تھے۔ آپ ابراھیم بن ادھم کے بھانجے تھے۔ آپ عربیّت، شاعری اور تاریخ کے عالم تھے۔

اس سال یحیٰی بن زیاد، ابوزکریا الفراء نحوی کوفی اور ابو غانم موصلی نے داعی اجل کو لبیّک کہا۔ زید بن علی بن ابی خِداش موصلی نے بھی اسی سال سفرِ آخرت کیا۔ آپ المعافی کے شاگرد تھے اور ان سے بکثرت روایت کرنے والے تھے۔

Marfat.com

باب:۷۷

۲۰۸ھ کے واقعات

متفرق واقعات

اس سال حسن بن حسین بن مصعب خراسان سے کرمان کی طرف روانہ ہوا اور وہاں جا کر بغاوت کردی۔ اس کی سرکوبی کے لیے احمد بن ابی خالد روانہ ہوا، اسے گرفتار کیا اور مامون کے پاس لے گیا۔ جس نے اسے معاف کردیا۔ اس سال اسماعیل بن حماد بن ابی حنفیہ کو قاضی مقرّر کیا گیا۔ اس سال عسکر مہدی کی قضاء سے محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کو معزول کر کے، اس کی جگہ بشر بن ولید کندی کو مقرر کیا گیا۔ اس پر ایک شاعر نے یوں کہا: (ترجمہ اشعار)

[اے اپنے پروردگار کو واحد و یکتا قرار دینے والے شخص، تیرا قاضی بشر بن ولید ایک گدھا ہے۔ وہ اس شخص کی گواہی کو ردّ کر دیتا ہے جو قرآن و حدیث پر ایمان و یقین رکھتا ہو۔ وہ عدل اس شخص کی بات کو سمجھتا ہے جو یوں کہے کہ وہ ایک بزرگ ہے کہ جس کے جسم کے ارد گرد اطراف و اقطار احاطہ کیے ہوئے ہیں۔]

وفیات

اس سال موسیٰ بن امین نے وفات پائی۔ فضل بن الربیع نے ذوالقعدہ میں وفات پائی۔

اس سال صالح بن رشید نے حج کی امامت کی۔

اس سال الیسع بن ابی القاسم صاحب سجلماسہ فوت ہوا تو یہاں کے باشندوں نے خود ہی اس

Marfat.com

کے بھائی المنتصر بن ابی القاسم واسول کو جو مدرار کے لقب سے معروف تھا، اپنا حکمران بنالیا۔ ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

اس سال امیر اندلس عبدالرحمٰن بن الحکم نے مشرکوں کے علاقے کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جس کی قیادت عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث نے کی۔ یہ لشکر البہ اور قلاع کی طرف بڑھا۔ اس لشکر نے البہ کے علاقے کو لوٹا اور نذرِ آتش کیا اور متعدد قلعوں کا محاصرہ کیا۔ کچھ کو فتح کیا اور کچھ قلعہ داروں سے صلح کر لی، مال وصول کر کے نیز مسلمان قیدیوں کی رہائی کی شرط کے ساتھ۔ اس لشکر نے جلیل القدر اموال بہ طور غنیمت اکٹھے کیے اور مسلمانوں کے بہت سے قیدیوں اور لونڈی وغلام بنائے گئے لوگوں کو آزاد کروالیا۔ یہ جمادی الآخر کا قصہ ہے۔ پھر مسلمان سلامتی کے ساتھ پلٹ آئے۔

اس سال عبداللہ بن عبدالرحمٰن الاموی المعروف بہ بلنسی صاحب بلنسیہ فوت ہوا۔ اس کا تعلق اندلس سے تھا۔ یاد رہے کہ اس کا تذکرہ پہلے ھشام کے تذکرے میں بکثرت ہو چکا ہے جو حکم بن ھشام کا بھتیجا تھا۔

اس برس عبداللہ بن بکر بن حبیب سہمی باہلی نے وفات پائی۔ اس سال کے وفات یافتگان میں شامل ہیں۔ یونس بن محمد المؤدب اور قاسم بن رشید۔ جب کہ بصرہ میں سعید بن عامر نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی سال عبداللہ بن جعفر بن سلیمان بن علی نے وفات پائی۔ اس سال حسن بن موسیٰ اشیب نے وفات پائی۔ یہ روانہ ہوا تھا تاکہ طبرستان کا قاضی بنے مگر راستے میں رے میں وفات پائی۔

اس سال علی بن مبارک احمر نحوی نے وفات پائی۔ آپ کسائی کے شاگرد ہیں۔ ایک قول کی رُو سے آپ نے ۱۸۶ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

باب: ۷۸

۲۰۹ھ کے واقعات

نصر بن شبث کو مفتوح کرنا

اس سلسلے میں عبداللہ بن طاہر نے کیسوم کے مقام پر نصر بن شبث کا محاصرہ کیا اور اس کے گرد گھیرا خوب تنگ کیا حتیٰ کہ محصور نصر نے امان کی درخواست کی۔ محمد بن جعفر عامری کا بیان ہے خلیفہ مامون نے ثمامہ بن اشرس سے کہا: ''کیا آپ مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں بتائیں گے جس کا تعلق الجزیرہ کے باشندوں سے ہو اور وہ زیرک و دانا ہونے کے ساتھ ایسا سفارت کار ہو کہ میں اس پر نصر کے سلسلے میں جو ذمہ داری ڈالوں اسے میری طرف سے بحسن وخوبی سرانجام دے؟'' اس نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔ اے امیر المومنین! وہ شخص محمد بن جعفر عامری ہے۔''

چنانچہ ماموں نے مجھے حاضر کرنے کا حکم دیا تو میں حاضر ہو گیا پھر آپ نے مجھ سے ایک بات کی اور مجھے حکم دیا کہ میں وہ بات نصر تک پہنچا دوں۔ جب کہ وہ کفر عزون میں سروج کے مقام پر تھا۔ میں نے وہ بات نصر تک پہنچا دی۔ اس نے سر تسلیم خم کیا اور کئی شرائط عائد کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اس کا دربار نہیں روندے۔ مامون نے اس کی یہ شرط قبول نہ کی بلکہ فرمایا: ''کیا بات ہے کہ وہ مجھ سے دور بھاگتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''وہ اپنے جرم کی بناء پر نیز اپنے گذشتہ خطاؤں کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ مامون نے فرمایا: ''کیا تمہارے خیال میں اس کے جرائم فضل بن ربیع اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے بھی زیادہ ہیں؟ دیکھ! فضل نے تو میرے فوجی افسروں کو گرفتار کیا۔ میرے اموال اور ہتھیاروں پر قبضہ کیا اور ہارون الرشید نے میرے لیے جس تمام ساز و سامان وغیرہ کی وصیت کی تھی اس سب پر تسلط جما لیا اور یہ سب کچھ لے کر

Marfat.com

میرے بھائی محمد کے پاس چلا گیا۔اس نے مجھے مرو کے مقام پر یکہ وتنہا چھوڑ دیا۔یوں مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور میرے خلاف میرے بھائی کو ورغلایا، بہکایا حتی کہ پھر اس کا جو انجام ہونا تھا وہ ہوا، اور اس کا وہ انجام میرے لیے ہر چیز سے بڑھ کر شدید موجب زحمت تھا۔جہاں تک عیسیٰ بن ابی خالد کا تعلق ہے تو اس نے میرے اور میرے آباء کے شہر سے میرے نمائندے کو نکال باہر کیا۔اس نے میرے خراج اور مالِ فئی پر قبضہ کیا۔میرے محل کو برباد کیا اور میرے بجائے ابراہیم کو خلیفہ بنایا۔

میں نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے بات کی اجازت دیں گے؟'' فرمایا: ''بات کرو۔'' میں نے عرض کیا: '' جہاں تک فضل بن ربیع کا تعلق ہے وہ آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہے۔آپ کا مولیٰ ہے اور اس کے اسلاف کا حال ان کا حال ہے۔آپ تمام امور میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں جہاں تک عیسیٰ کا تعلق ہے تو وہ آپ کی سلطنت ہی کا ایک آدمی ہے اور اس کا ماضی اور اس کے آباؤ اجداد کا ماضی معروف و معلوم اور واضح ہے۔جہاں تک نصر کا تعلق ہے تو اس کا کچھ دخل نہ تھا، اس قسم کے لوگوں کو ان کے آباء پر ہی محمول کیا جاتا ہے۔اس کے آباء بنو امیہ کے فوجی تھے۔اس پر مامون نے کہا: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور میں اس کو اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہیں ہوتا۔'' میں نے یہ بات نصر تک پہنچائی تو اس نے گھڑ سوار دستے کو باآواز بلند للکارا تو دستہ فوراً حاضر ہو گیا اور چلّا کر کہا۔میری طرف سے اس پر تباہی ہو۔وہ تو اپنے باز والے نیچے چار سو مینڈکوں پر بھی قابو نہیں پا سکتا۔یعنی زطّ پر۔تو کیا وہ عربوں کو ساتھ لے کر میرا مقابلہ کر سکتا ہے؟'' مگر جب عبداللہ بن طاہر نے لڑائی کے سلسلے میں سنجیدگی ظاہر کی اور نصر پر لڑائی کا دائرہ تنگ کیا تو اس نے امان طلب کی۔عبداللہ نے اسے امان دے دی۔چنانچہ وہ اپنے جنگی کیمپ سے اٹھ کر رقہ منتقل ہو گیا۔اس کے محاصرے اور لڑائی کی مدّت پانچ سال تھی۔جب نصر اپنے جنگی کیمپ کو چھوڑ کر عبداللہ کے پاس آ گیا تو عبداللہ نے قلعہ کیسوم تباہ کر دیا اور اس نے نصر کو مامون کے پاس روانہ کر دیا۔ چنانچہ وہ مامون کی خدمت میں صفر ۲۱۰ھ میں پہنچا۔

متفرق واقعات

اس سال مامون نے علی بن صدقہ المعروف بہ زریق کو آرمینیا اور آذربائیجان کا وائسرائے

Marfat.com

مقرّر کیا اور اسے بابک کے خلاف لڑنے کا حکم دیا۔ اس لڑائی کے لیے زریق نے احمد بن جنید اسکافی کو کمان سونپی جسے بابک نے قیدی بنالیا۔ اس پر مامون نے ابراہیم بن لیث بن فضل کو آذربائیجان کا گورنر مقرّر کیا۔

صالح بن عباس بن محمد بن علی نے اس سال لوگوں کو حج کا خطبہ پڑھایا۔

وفیات

اس سال شاہ رومِ میخائیل بن جورجیس نے وفات پائی۔ اس کی مدّتِ حکمرانی نو برس تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا نوفیل بادشاہ بنا۔ اس سال منصور بن نصیر نے افریقہ میں گورنر جنرل زیادۃ اللہ کے خلافِ علمِ بغاوت بلند کیا۔ اس کا تذکرہ ہم ۲۰۲ھ کے ضمن میں کر آئے ہیں۔

اس سال ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ ماہر لغت نے وفات پائی۔ ایک روایت کی رو سے ان کا سال وفات ۲۰۱ھ ہے۔ وہ خوارج نظریات کی جانب میلان رکھتے تھے۔ ان کی عمر ۹۳ برس تھی۔ ایک قول کی رو سے ۲۱۳ھ میں آپ نے وفات پائی اور یوں آپ کی عمر ۹۸ برس تھی۔

اس سال ابو یوسف یعلیٰ بن عبید طنافسی نے وفات پائی۔ نیز اس سال فضل بن عبدالحمید محدّث نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

Marfat.com

باب: ۷۹

۲۱۰ھ کے واقعات

مامون کی ابن عائشہ پر فتح

اس سال مامون نے درج ذیل ان تمام نوافراد کو مفتوح کرلیا جو ابراہیم بن مہدی کی بیعت کے لیے کوشاں تھے۔ نیز ان لوگوں کو بھی رام کرلیا جو ان کا ساتھ دے رہے تھے مثلاً ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم الامام معروف ابن عائشہ، محمد بن ابراہیم افریقی اور مالک بن شاہی۔

ان لوگوں کے بارے میں اور ان کی سرگرمیوں اور عزائم کے بارے میں جس شخص نے مامون کو مطلع کیا اور ان کی مخبری کی وہ ہے قُطْرُبُلِیُّ۔ ان افراد نے یہ سازش تیار کرلی تھی کہ جب فوج نصر بن شبث سے رابطہ کے لیے نکلے گی تو وہ پل کاٹ دیں گے۔ عمران نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا سوان کو ماہِ صفر میں گرفتار کرلیا گیا اور نصر بن شبث بغداد میں داخل ہوا تو کوئی ایک فوجی بھی اس سے نہ ملا۔ ابن عائشہ کو گرفتار کرلیا گیا اور اسے مامون کے محل کے پھاٹک پر تین دن تک دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔ پھر کوڑوں سے اس کی پٹائی کی گئی اور اسے حوالۂ زندان کردیا گیا۔ مالک بن شاہی اور اس کے ساتھیوں کو مار پیٹ کی گئی۔ اس مار پیٹ کے نتیجے میں ان گرفتار شدگان نے مامون کے لیے ان تمام لوگوں کے نام لکھے جو ان کے ساتھ اس سازش میں شریک تھے۔ مگر مامون نے ان سے تعرض نہ کیا۔ بلکہ کہا: ہوسکتا ہے کہ انہوں نے بے گناہ لوگوں کے نام لکھ دیے ہوں۔

پھر ابن عائشہ، ابن شاہی اور ان کے دو ساتھیوں کو قتل کردیا گیا۔ ان کے قتل کا سبب یہ تھا کہ مامون کو خبر ملی کہ یہ لوگ جیل میں نقب لگانے کی سازش تیار کررہے ہیں اور ان شرپسندوں نے اس مخبری

Marfat.com

سے ایک دن پہلے جیل کا پھاٹک بند کر دیا تھا اور کسی کو جیل میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ مامون کو جب اطلاع ملی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی طرف گیا اور انھیں پکڑا اور خفیہ طور پر مار ڈالا۔ ابن عائشہ کو سولی دی گئی۔ اسلام میں یہ پہلا عباسی ہے جسے صلیب لگی۔ پھر اس کی لاش سولی سے اتاری گئی، کفن پہنایا گیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور لاش کو قریش کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ابراہیم بن مہدی کی مغلوبی

اس سال ماہ ربیع الاوّل میں ابراہیم بن مہدی اس حالت میں گرفتار ہوا کہ اس کے ساتھ دو عورتیں تھیں اور اس نے نقاب پہن رکھا تھا۔ یہ زنانہ لباس میں ملبوس تھا۔ اسے رات کے وقت ایک سیاہ فام چوکیدار نے پکڑا اور پوچھا: ''آپ خواتین کہاں کی رہنے والی ہیں اور اس وقت آپ کہاں جا رہی ہیں؟'' اس کے جواب میں ابراہیم نے اسے ایک انگوٹھی دی۔ یاقوت کی بنی ہوئی انگوٹھی اس نے اپنی انگلی سے اتاری جو بہت ہی قیمتی تھی۔ ابراہیم کا مقصد یہ انگوٹھی دینا تھا تاکہ چوکیدار انھیں جانے دے اور ان سے پوچھ گچھ نہ کرے۔ مگر چوکیدار نے جب یہ قیمتی انگوٹھی دیکھی تو اسے ان عورتوں کا معاملہ مشکوک معلوم ہوا، اس نے کہا: ''یہ ایک ایسے مرد کی انگوٹھی ہے جس کا کوئی غیر معمولی معاملہ ہے۔'' چنانچہ اس نے ان عورتوں کو حفاظتی چوکی کے سربراہ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے انہیں بے حجاب ہونے کا حکم دیا مگر ابراہیم نے حکم کی تعمیل نہ کی۔ مگر جب چوکی کے کوتوال نے ابراہیم کو کھینچا تو اس کی داڑھی نظر آئی۔ اس نے ابراہیم کو پل پر متعین گارڈ کے انچارج کے حوالے کر دیا۔ اس نے ابراہیم کو پہچان لیا اور اسے لے جا کر خلیفہ مامون کے محل کے پھاٹک پر پہنچا دیا اور اس گرفتاری کی اطلاع مامون کو دی۔ مامون نے اسے صبح سویرے تک زیر حراست رکھنے کا حکم دیا۔

صبح ہوئی تو ابراہیم کو مامون کے محل میں اس حالت میں بٹھایا گیا کہ اس نے جو برقعہ پہن رکھا تھا، اس کی گردن کے گرد لپٹا تھا اور زنانہ چادر اس کے سینے پر پڑی تھی۔ اسے بٹھانے کا مقصد بنو ہاشم اور عوام کو یہ منظر دکھانا تھا تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ اسے کس حال میں گرفتار کیا گیا ہے۔ پھر مامون نے اسے احمد بن ابی خالد کے سپرد کیا، جس نے اسے اپنے پاس محبوس کر لیا۔ پھر جب وہ فہم الصلح کی طرف روانہ ہوا تو ابراہیم کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب حسن بن سہل کے پاس پہنچا تو حسن نے

Marfat.com

اس کے بارے میں سفارش کی۔ایک قول کی رو سے اس کی صاحبزادی بوران نے سفارش کی۔

کہا گیا کہ ابراہیم کو پکڑ کر ابواسحاق معتصم کے گھر سے لے جایا گیا اور معتصم اس وقت مامون کے پاس تھا، ابراہیم کو فرح ترکی کے پیچھے سوار کیا گیا۔جب وہ مامون کے سامنے پہنچا تو مامون بولا: ''آ؟ اے ابراہیم'' ۔ابراہیم نے عرض کیا: ''اے امیرالمومنین! انتقام لینے والا بدلہ چکانے میں توانا ہے مگر عفو و درگزر تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے اور جس شخص کو اسباب بدبختی کے پھیلاؤ نے دھوکے اور فریب میں مبتلا کر دیا ہو وہ زمانے کی عدوات کو اپنی جان کے لیے ممکن بنا دیتا ہے۔اللہ نے آپ کو ہر گنہگار سے بلند تر کر دیا ہے، جیسا کہ اس نے ہر گناہ گار کو آپ سے فروتر بنا دیا ہے۔پس اگر آپ بدلہ لیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا فضل و کرم ہے۔''

مامون نے جواب دیا: ''بلکہ میں معاف کرتا ہوں اے ابراہیم۔''اس پر ابرہیم نے اللہ اکبر کہا اور سجدہ شکر ادا کیا۔کہا گیا ہے: بلکہ ابراہیم نے یہ کلام اس وقت لکھا جب وہ روپوش تھا۔مامون نے ابراہیم کی درخواست پر یہ ریمارکس تحریر کیے: قدرت و مقدرت احتیاط کو درگزر دیتی ہے اور ندامت توبہ ہے اور ندامت و توبہ کے مابین اللہ تعالیٰ کی عفو و درگزر ہے۔اور سب سے زیادہ عفو و درگزر کے بارے میں ہی بازپرس کرتا ہے۔ابراہیم نے مامون کی تعریف کرتے ہوئے کہا: (ترجمہ اشعار)

[اے ان تمام لوگوں سے بہترین۔نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بعد۔ہر ناامید یا طمع و حرص رکھنے والے کے لیے جن کے پاس سے تیز و سبک ہوا گزری ہے۔اے غیب میں رہتے ہوئے پارسائی و تقویٰ کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ نیک و پارسا اور اے سب سے بڑھ کر واشگاف حق کو نمایاں طور پر برملا کہنے والے۔جب تک آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے تو آپ پہاڑ کے بلند ترین حصے کا شہد، ہیں اور اگر آپ کی نافرمانی کی جائے تو پھر اندرائن کو مہلک زہر کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔آپ محتاط و بیدار اور چوکس و چوکنا ہیں اور دشمن سے آپ ڈرنے والے نہیں ہیں اور رات کو ہلکی نیند لینے والے ہیں۔لوگوں کے دل آپ کے خوف سے بھر چکے ہیں اور وہ ایک ڈرے ہوئے دل کے ساتھ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے ہیں۔میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اور میرے ماں باپ کے والدین آپ پر فدا ہوں، ہر آڑے وقت

Marfat.com

میں مشکل ومصیبت کے لمحے اور خطا سرزد ہونے کے بعد۔وہ کیا نرم ولطیف گوشۂ عافیت ہے جو آپ نے مجھے ٹھکانے کے لیے بطور وطن کے عطا فرمایا ہے اور اس کی گھاس شاداب جگہ میں چرنے والے کے لیے انتہا کی خوشگوار گھاس ہے۔نیکوکار خواتین کے لیے آپ برادر مہربان ہیں اور متقی و پرہیزگار انسانوں کے لیے آپ برادرِ بزرگ بنائے گئے ہیں، جب کہ آپ ایک قناعت کرنے والے نادار وفقیر کے لیے مہربان باپ ہیں۔میری جان آپ پر قربان ہو جب میرے بہانے اور معذرتیں ناکافی وناتمام ثابت ہو رہی ہوں۔ میں آپ کی وسیع بردباری کی فضیلت وکرم کے زیرِ سایہ پناہ لیتا ہوں۔آپ کے فضل سے امید کرتے ہوئے اور آپ کی مہربانیاں ایسا نشانِ امتیاز ہیں جنھوں نے شاندار مقام پر آپ کی عظمت کی بلند وبالا عمارت کھڑی کر دی ہے۔آپ نے وہ بہترین چیز خرید کر دی ہے، جس کے خرچ کرنے سے عام لوگوں کے دل تنگ ہوتے ہیں،وہ چیز ہے ایک تجربہ کار شخص کے افعال کریمانہ جو وسعتِ نفس کے ساتھ سرانجام دیے گئے ہوں۔آپ نے اس شخص کو معاف کر دیا، کہ جس جیسے شخص کے لیے کوئی عفو ودرگذر نہ تھی،حالانکہ کسی سفارش کرنے والے نے آپ کے حضور کوئی سفارش نہ کی تھی۔کمال تو یہ ہے کہ جب آپ نے مخالف کو مغلوب کر لیا اور اس پر قابض ہو کر اسے بے بس وعاجز کر ڈالا مگر اس کے باوجود آپ نے اس سے سزا اٹھالی۔آپ نے یوں عفو ودرگزر کر کے تیتر کے چوزوں کی مانند بچوں پر رحم فرمایا ہے اور آپ نے تیرانداز کی کمان کی مانند شادی کے بغیر بیٹھی رہنے والی عورت کی گریہ وزاری پر ترس کھایا ہے۔آپ نے مجھ پر انحصار کرنے والی اس خاتون پر شفقت فرمائی ہے جو ایسے لاغر وکمزور ہوگئی تھی جیسے وہ شخص جسے موچ آ گئی ہو اور وہ لنگڑا کر چلنے والا ہو۔حالانکہ وہ اس سے پہلے مستعدی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہونے والا ہو۔

بندہ جو کچھ عرض کر رہا ہے اللہ اس سے خوب واقف ہے،گویا کہ یہ عرضداشت ایک جھکے ہوئے واماندہ انسان کی کاوش ہے۔میں نے آپ کے خلاف جو سرکشی کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گم رائے کردہ لوگ مجھے اس کی طرف بہکار ہے تھے،اور ورغلا رہے تھے۔حتیٰ کہ میری بدبختی کے اسباب بے ذرائع مجھے تباہی وبربادی کے گڑھوں میں پھینک رہے تھے۔

Marfat.com

میں اس حقیقت سے نا آشنا ہوں، کہ میرے جرم کی مانند جرم کے لیے بھی معافی کی گنجائش ہے۔ پھر میں کھڑا ہو کر یہ دیکھنے لگا کہ کون سی موت مجھے پچھاڑ ڈالے گی۔ ایک بااختیار مگر متواضع قائد کے تقویٰ نے، میری جان کو جانے کے بعد واپس کر ڈالا۔ آپ سے محبت کرنے والے نے آپ کو بہترین مدّت کے لے زندہ کر دیا، جب کہ اس نے آپ سے دشمن کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں پھینک دیا۔ آپ کی مجھ پر اتنی زیادہ مہربانیاں ہیں، اس قدر احسانات ہیں کہ میرا نفس ان تمام کو شمار کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے اپنے بے شمار احسانات سے مجھے سرفراز فرمایا اور میں اس پر آپ کا صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں۔ مگر آپ کا مجھ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے مجھے معاف فرما دیا، یہ احسان و کرم میرے ہاں ضائع ہونے والا نہیں ہے۔ اگر آپ مجھ پر یوں کرم فرمائیں تو یقیناً آپ ہی اس کے اہل ہیں اور اگر آپ مجھے اس احسان سے محروم کریں اور مہربانی کو روک لیں تو پھر بھی آپ انتہائی معزز روکنے والے نہیں۔ یقیناً جس نے خلافت کو تقسیم کیا ہے، اسی نے اسے آدم علیہ السلام کی پشت سے ساتویں امام وخلیفہ کے لیے عطا فرمایا ہے۔ خلافت وامامت کے جمع کرنے والے نے آپ کی ذات پر انسانوں کے قلوب کو یک جا کر دیا ہے۔ جب کہ آپ کی چادر نے ہر خیر و بھلائی کو اپنے نیچے سمیٹ لیا ہے۔]

بیان کیا گیا ہے جب ابراہیم نے یہ قصیدہ پڑھا تو مامون نے کہا: ''میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف:۹۲)

[آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمھیں معاف کرے، وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔]

مامون کی بوران سے خلوت

اس سال ماہِ رمضان میں مامون نے حسن بن سہل کی صاحبزادی بوران سے خلوت کی۔

مامون بغداد سے چلا تھا اور فم الصلح میں موجود حسن بن سہل کے فوجی کیمپ پہنچا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں بوران دلہن کے طور پر اسے پیش کی گئی۔ جب مامون اس کے پاس گیا تو دلہن کے یہاں حمدونہ بنت

Marfat.com

الرشید، امّ جعفر زبیدہ والدہ امین اوراس کی دادی آم الفضل اور حسن بن سہل وہاں موجود تھے۔ جب اس کے پاس گیا تو دلہن کی دادی نے نہایت ہی نفیس لؤلؤ مامون پر نچھاور کیے۔ مامون نے یہ موتی جمع کرنے کا حکم دیا تو وہ اکھٹے کیے گئے۔ پھر اس نے وہ موتی بوران کو پیش کر دیے۔ پھر بوران سے کہا: ''اپنی ضروریات مانگو۔'' مگر وہ خاموش رہی۔ اس پر بوران کی دادی نے کہا: ''اے آقا سے مانگو اس لیے کہ انہوں نے تجھے حکم دیا ہے۔ چنانچہ بوران نے اس موقع پر مامون سے درخواست کی کہ وہ ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائے۔'' مامون بولا: ''میں نے یہ مطالبہ پورا کر دیا ہے۔'' پھر بوران نے مامون سے امّ جعفر کے لیے حج پر جانے کی اجازت مانگی تو اس نے یہ اجازت دے دی۔ اس وقت امّ جعفر نے بوران کو زنانہ سوٹ پہنایا یہ اموی لؤلؤی جوڑا تھا۔ اسی رات مامون نے بوران سے خلوت کی۔ اس رات عنبری شمع روشن کی گئی۔ جس میں چالیس من (ایک من=١٢ اوقیہ) عنبر تھا۔

مامون نے حسن کے ہاں سترہ دن قیام کیا۔ وہ اس کے لیے ہر روز ضرورت کی تمام اشیاء فراہم کرتا تھا، نیز اس کے تمام رفقاء کے لیے بھی۔ حسن نے فوجی افسروں کو ان کے حسبِ مراتب خلعت فاخرہ عطا کیں۔ اس نے انہیں سواری کے جانور دیے اور تحائف وانعامات دیئے۔ حسن نے اپنی صاحبزادی کی رخصتی کے موقع پر جو اخراجات کیے اور تحائف دے۔ ان کی مالیت پانچ کروڑ درہم تھی۔ حسن نے اپنی جاگیروں کے نام چٹوں پر لکھے اور پھر یہ چٹیں فوجی افسروں پر پھینک دیں۔ جس افسر کے ہاتھ جو چٹ آئی تھی، اس چٹ میں درج جاگیر اس کے سپرد کر دی گئی۔

عبداللہ بن طاہر کی مصر کی جانب روانگی

اس سال عبداللہ بن طاہر مصر کی طرف روانہ ہوا اور اسے فتح کر لیا۔ عبیداللہ بن سری نے اس سے امان طلب کی۔ اس کی روانگی کا پس منظر یہ ہے کہ عبیداللہ نے مصر پر قبضہ کر لیا اور مرکز کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ادھر اندلس سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ بن طاہر چونکہ زوار بن شبث کے خلاف لڑنے میں مصروف تھا، اسی لیے ان قارصین کے خلاف اقدام کرنے سے قاصر رہا جب وہ نصر بن شبث کے خلاف مہم سے عہدہ برآ ہو چکا تو مصر کی طرف چل پڑا۔ جب مملکتِ مصر کا دارالحکومت ایک منزل کے فاصلے پر رہ گیا تو اس نے اپنا ایک فوجی افسر جائزہ

Marfat.com

لینے کے لیے آگے روانہ کیا تا کہ وہ جنگی کیمپ لگانے کے لیے موزوں جگہ کا انتخاب کر سکے۔

ابن سَری نے شہر کے اردگرد خندق کھودی تھی۔اسے جونہی عبداللہ کے فوجی افسر کی آمد کی اطلاع ملی تو اس افسر کے ماتحت فوجیوں اور ابن سَری کے لشکریوں کے مابین سخت جھڑپ ہوئی۔فوجی افسر کے پاس نفری کم تھی،اس لیے اس نے عبداللہ سے کمک مانگ لی۔یہ اطلاع ملتے ہی عبداللہ نے سپاہیوں کو خچروں پر سوار ہونے کا حکم دے دیا اور گھوڑوں کے استعمال کی ممانعت کردی۔یہ لوگ تیزی سے چلے اور اپنے افسر سے جا ملے۔جو ابن سَری کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ابن سَری نے جب یہ کمک آتے دیکھی تو ان کا مقابلہ نہ کر پایا اور شکست کھا کر بھاگا۔اس کے اکثر فوجی خندق میں گرے۔اب دشمن کی تلواروں سے مارے جانے والوں کی تعداد کم تھی اور خندق میں گر کر مرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔

ابن سَری دارالحکومت میں داخل ہوا اور شہر کے پھاٹک بند کروائے۔وہ اس کے ساتھی شہر میں محصور ہو گئے۔عبداللہ نے محاصرہ تنگ کر دیا۔ابن سَری کے پاس شہر کا محاصرہ توڑ کر دشمن سے لڑنے کی ہمت نہ تھی۔اب اس نے ایک ہزار غلام اور باندی تیار کیے۔ہر ایک کے پاس ایک ہزار دینار تھے۔ انہیں رات کے وقت شہر کے پھاٹک سے باہر نکال دیا۔مگر عبداللہ نے سب کو لوٹا دیا اور ابن سَری کے نام درج ذیل مکتوب بھیجا:اگر میں دن میں تیرا ہدیہ قبول کرتا ہوں تو رات میں بھی قبول کر لیتا۔

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ (النمل:۳۶۔۳۷)

تمہارا ہدیہ تمہیں کو مبارک رہے (اے سفیر) واپس جا اپنے بھیجنے والوں کی طرف۔ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں ایسی ذلّت کے ساتھ وہاں سے نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے۔

ایک قول کی رُو سے یہ واقعہ ۲۱۱ھ میں ہوا۔

احمد بن حفص نے ابوالسراء سے روایت کیا کہ:ہم لوگ عبداللہ بن طاہر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔جب ہم رملہ اور دمشق کے مابین تھے کہ ایک بدّو نظر آیا۔قریب آیا تو دیکھا کہ وہ بڈھا بدّو اونٹ پر سوار ہے۔اس نے ہمیں سلام کیا تو ہم نے جواب دیا۔میں،اسحاق بن ابرہیم رافقی اور اسحاق بن ابی ربعیّ تھے،ہم امیر عبداللہ کے ساتھ محوِسفر تھے۔جب کہ ہمارے امیر عبداللہ سے ہماری

Marfat.com

سواری کے جانور زیادہ شاندار تھے اور لباس بھی۔ وہ بدّو ہمارے چہروں کی جانب دیکھنے لگا۔ اس پر میں بولا: ''اے مردِ بزرگ! آپ نے بہت گھور کے دیکھا کیا آپ کو کوئی انوکھی چیز دکھائی دی ہے؟'' بڈھے بدّو نے جواب دیا: ''تمہیں، اللہ کی قسم، میں نے آج سے پہلے آپ لوگوں کو دیکھا بھی نہیں۔ مگر میں لوگوں کو دیکھنے میں حسنِ فراست سے مالامال ہوں۔'' اس پر میں نے اسحاق بن ابی ربعیؔ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا: ''اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔'' وہ بولا: (ترجمہ اشعار)

[میں ایک سیکرٹری کو دیکھ رہا ہوں۔ اس پر سیکرٹری شپ کی علامات واضح ہیں، اور عراقی ادب کے نشان روشن ہیں۔ اس کی حرکات وسکنات اس امر پر گواہ ہیں کہ وہ خراج وصول کرنے کا ماہر ہے۔]

پھر اس نے اسحاق بن ابراہیم رافعی کی جانب دیکھا اور کہا: (ترجمہ اشعار)

[اس کا ظاہر اور اس کے ضمیر کا مظہر ہے۔ وہ ہدایا (تحائف) کو پسند کرتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ مکر کرنے والا ہے۔ میں اسے بزدل اور کنجوس خیال کر رہا ہوں۔ اس کا حلیہ بتا رہا ہے کہ وہ وزیر ہے۔]

پھر اس نے میری جانب دیکھا اور بولا: (ترجمہ اشعار)

[یہ کمانڈر کا یار اور مونس غم خوار ہے۔ اس کی نزدیکی سے کمانڈر کو سرور نصیب ہوتا ہے۔ میں اسے شعر وعلم کی روایت کرنے والا گمان کرتا ہوں۔ پس بعض ندیم قصہ گو ہو اور جس کی ہتھیلی کے بہاؤ کی امید کی جاتی ہے۔ جہانوں میں اس کا مثل نہیں۔ اس پر جمال وہیبت کی چادر تنی ہے اور اس کا رخِ تاباں کامیابی کے حصول کی بشارت دینے والا ہے۔ اسلام اسی بدولت طاقتور ہوا ہے۔ یہ زندہ رہے گا تو جانا پہچانا اور جب جامِ موت پئے گا تو اس کی کمی شدّت سے محسوس ہوگی۔]

اس کی اس فراست کی کمانڈر عبداللہ نے بحسن وخوبی تحسین کی اور اسے یہ بڈھا بہت بھایا لہٰذا اس نے پانچ سو دینار کا انعام اسے دیا اور اسے اپنا مقرب بنانے کا اعلان کیا۔

عبداللہ کا اسکندریہ فتح کرنا

اس سال اہل اندلس میں سے سکندریہ پر تسلّط جمانے والوں کو عبداللہ نے امان دے کر شہر

Marfat.com

سے نکال دیا۔ یہ لوگ بحری جہازوں سے ایک گروہ کی صورت میں اندلس سے مصر آتے تھے۔ عوام چونکہ ابن سَری وغیرہ کے فتنوں میں پھنسے ہوئے تھے، اس لیے یہ لوگ اسکندریہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے۔ ان کے سرغنے کا نام ابوحفص تھا۔ یہ لوگ ابن طاہر کی آمد تک مسلسل اسکندریہ میں ہی رہے۔ ابن طاہر نے انہیں پیغام بھیجا کہ اگر انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہ کی تو پھر ان کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ انہوں نے امان طلب کی اس شرط پر کہ وہ روم کے کسی ایسے علاقے میں جابسیں گے جس میں مسلمان موجود نہیں ہیں۔ اس شرط پر انہیں امان مل گئی۔ یہ لوگ یہاں سے چلے گئے اور جزیرہ اقریطش میں جا کر سکونت پذیر ہوگئے اور اسے اپنا وطن بنالیا۔ پھر وہیں ان کی آئندہ نسلوں نے جنم لیا۔

یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے: ہمارے پاس مشرق سے ایک نوخیز نوجوان۔ ابن طاہر آیا۔ اس وقت ہمارے ہاں فتنے برپا تھے۔ وہ ہمارے علاقے کے ہر حصے پر قابض ہوگیا۔ لوگ مصیبت زدہ تھے۔ اس کی آمد سے دنیا سدھر گئی۔ بے گناہ کو امن وامان نصیب ہوا۔ ابن طاہر نے مجرموں کو خوف زدہ کیا۔ عوام نے بھی اس کی فرمان برداری قبول کر کے اس کی اچھی انتظامی صلاحیت کی توثیق کر دی۔

اہل قم کی شورش کا تذکرہ

اس سال اہلِ قم نے مامون کو معزول قرار دیا اور خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے مامون جب خراسان سے عراق کے لیے روانہ ہوا تو وہ کئی دنوں تک رے میں مقیم رہا۔ اس نے ان کا کچھ ٹیکس معاف کر دیا۔ اس پر اہل قم میں یہ طمع پیدا ہوئی کہ وہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ انہوں نے باقاعدہ طور پر معافی کی درخواست لکھی۔ ان کے ٹیکسوں کی کل رقم ۲۰ لاکھ تھی۔ مامون نے ان کی درخواست قبول نہ کی تو انہوں نے ٹیکس ادا نہ کیے۔ ان کی سرکوبی کے لیے مامون نے علی بن ھشام اور عجیف بن عنبسہ کو بھیجا۔ ان دونوں نے قم والوں کے خلاف لڑائی کی اور فتح پائی۔ یحیٰ بن عمران تہ تیغ ہوا۔ شہر کی فصلیں مسمار کر دی گئیں۔ ان پر ۷۰ لاکھ درہم جرمانہ عائد کیا۔ جب کہ وہ ۲۰ لاکھ کو ظلم سمجھ رہے تھے۔

اندلس میں رونما ہونے والے واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن الحکم نے فرنگی علاقوں کی جانب لشکر عظیم روانہ کیا اس کا سپہ سالار

Marfat.com

عبیداللہ کو بنایا جو ابن بلنسی کے نام سے معروف تھا۔ یہ لشکر روانہ ہو کر دشمن کے ملک میں گھسا اور اس پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ عورتوں بچوں کو گرفتار کیا، دشمن کے سپاہیوں کو قتل کیا اور کئی ایک کو قیدی بنالیا۔ دشمنوں کی متحدہ افواج سے مقابلہ ربیع الاول میں ہوا۔ باہمی لڑائی ہوئی تو دشمنوں نے شکست کھائی۔ ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ یہ فتح عظیم تھی۔

اس سال ہی عبدالرحمٰن ہی کے بھیجے ہوئے ایک لشکر نے دشمن کی سرزمین کے ایک مضبوط قلعے کو تسخیر کر لیا اور اس دشمن علاقے میں نصف رمضان تک پے در پے حملے کیے۔

اس سال میں عبدالرحمٰن نے جیان میں جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس سال میں عبدالرحمٰن نے ابوشماخ محمد بن ابراہیم یمینوں کے سردار رہن رکھے۔ یہ تدمیر کے مقام پر وصول کی گئیں۔ تاکہ مضری اور یمنی کے مابین خانہ جنگی ختم ہو مگر یہ لوگ باز نہ آئے اور فتنہ جاری رہا۔ عبدالرحمٰن نے جب یہ دیکھا تو اس سے تدمیر کے گورنر کو وہاں سے کہیں اور نقل مکانی کا فرمان دیا۔ نیز کہا کہ وہ بندرگاہ کو گورنر ہاؤس قرار دے۔ اس وقت سے بندرگاہ ہی ایوان گورنر بن گئی۔ دونوں کے مابین خانہ جنگی فتنہ ۲۱۳ھ تک جاری رہا۔ عبدالرحمٰن نے ان کی طرف لشکر روانہ کیا۔ ابوشماخ نے سر اطاعت ختم کیا اور عبدالرحمٰن کی اطاعت اختیار کر لی اور عبدالرحمٰن کی خدمت میں پہنچا اور پھر اس کا شمار امیر اندلس افسروں اور ساتھیوں میں ہونے لگا۔ یوں تدمیر کے اطراف میں واقع فتنہ ختم ہو گیا۔

متفرق واقعات / وفیات

اس سال شہریار بن شروین کوہستان طبرستان کے امیر نے انتقال کیا۔ اس کا بیٹا سابور اس کا جانشین بنا۔ ماز بن قارن نے اس کے خلاف لڑائی کی۔ اسے پہلے قیدی بنایا پھر مار ڈالا۔ یوں یہ کوہستان مازیار کے قبضے میں چلا گیا۔ اس سال صالح بن عباس بن محمد گورنر مکہ نے حج کی قیادت کی۔

۱۶۰ھ میں جنم لینے والی عُلَیّہ بنت مہدی نے اس سال وفات پائی۔ اس کا خاوند موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب:٨٠

٢١١ھ کے واقعات

اس سال عبیداللہ بن سری کو بغداد میں داخل کیا گیا اور مدینہ المنصور میں رکھا گیا۔ جب کہ ابن طاہر مصر، شام اور الجزیرہ کا گورنر رہا۔ مامون سے اس کے ایک بھائی نے کہا عبداللہ بن طاہر کا میلان علی بن ابی طالب کی طرف ہے اور اس سے پہلے اس کے والد کا بھی یہی رجحان تھا۔ مامون نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا مگر جب اس بھائی نے یہی بات دہرائی تو مامون نے ایک آدمی مقرر کیا اور اس سے کہا: ''قاری وزاہد کے بھیس میں مصر جاؤ اور مصر کے سرکردہ افراد کی ایک جماعت کو قاسم بن ابراہیم بن طباطبائی کی طرف دعوت دو۔ پھر عبداللہ بن طاہر تک رسائی حاصل کرو اور اسے بھی قاسم کی خلافت کی دعوت دو۔ قاسم کے فضائل ومناقب اس کے سامنے بیان کرو۔ اس کی طرف دعوت کی ترغیب دو اور اس کے باطن کے بارے میں کرید کرو۔ جو سنو، اس سے مجھے آگاہ کرو۔''

اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو مصر کے سرکردہ حضرات کی ایک جماعت نے اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ پھر وہ عبداللہ بن طاہر کی رہائش گاہ کے صدر دروازے پر آ بیٹھا۔ جب عبداللہ سوار ہو کر نکلا تو وہ شخص کھڑا ہو گیا اور اسے ایک رقعہ دیا۔ جب عبداللہ واپس اپنے گھر پہنچا تو اس بندے کو طلب کیا اور کہا جو کچھ تمہارے رقعے میں ہے، وہ میں سمجھ گیا ہوں اب اپنی بات بیان کرو۔ اس نے عرض کیا: ''اور کیا میرے لیے آپ کی طرف سے امان ہے؟'' عبداللہ نے کہا: ''ہاں۔'' اب اس نے قاسم کی خلافت وامامت کی طرف دعوت دی۔ اس کے زہد اور علم وفضل کو بیان کیا۔ اس پر عبداللہ نے کہا کیا تم میرے ساتھ انصاف کی بات کرو گے؟ بندہ بولا: ''جی ہاں''۔ عبداللہ نے پوچھا: ''کیا بندوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا

Marfat.com

واجب ہے؟" اس نے کہا: "جی ہاں۔" عبداللہ نے کہا: "تم اس وقت میرے پاس آرہے ہو جب کہ میری حیثیت یہ ہے کہ مشرق ومغرب میں میرا سکہ چل رہا ہے اور مشرق ومغرب کے مابین میرے حکم کی اطاعت کی جاتی ہے۔ پھر میں اپنے دائیں، بائیں اور آگے پیچھے جدھر بھی توجہ کرتا ہوں تو مجھے مامون کی نعمتیں اپنے اوپر دکھائی دیتی ہیں، اس کے احسانات میری گردن پر بے شمار ہیں، اس کے کرم واحسان کا ہاتھ میرے سر پر ہے۔ اب تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں ان نعمتوں کا انکار کروں اور ان احسانات کی ناشکری کروں، تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ میں ایسے مہربان کے خلاف بغاوت کردوں۔ اگر تم مجھے کھلم کھلا جنت کی طرف بھی بلاتے تو بھی میرا غداری کرنا اللہ کو پسند ہوتا اور مامون کے احسانات کی ناشکری کرنا محبوب ہوتا اور میرے لیے اس کی بیعت شکنی روا ہوتی؟"

عبداللہ کی بات سن کر وہ شخص خاموش ہوگیا۔ اس پر عبداللہ نے اس سے کہا: "مجھے تمہاری جان کے بارے میں اندیشہ ہے لہٰذا تم اس شہر سے چلے جاؤ اگر سلطان اعظم کو اس بات کی خبر ہوئی تو تم اپنی جان پر اور دوسروں پر ظلم کرنے والے ہوگے؟"

وہ شخص عبداللہ بن طاہر سے مایوس ہوکر مامون کے پاس آیا اور اسے رپورٹ دی۔ مامون بہت خوش ہوا اور بولا: "یہ میرا خود کاشتہ پودا ہے، میرا نتیجہ فکر ہے اور میرا ثمرہ محنت ہے۔" مامون نے یہ بات کسی پر ظاہر کی اور نہ ہی عبداللہ کو اس واقعہ کا علم ہوسکا مگر مامون کے انتقال کے بعد عبداللہ کے بارے میں بدگمان کرنے والا معتصم تھا، کیونکہ عبداللہ کا مخالف تھا۔

السید بن انس کا قتل

اس سال السید بن انس ازدی، امیر موصل مارا گیا۔ اس قتل کا پس منظر یہ ہے کہ موصل اور آذربائیجان کے مابین پہاڑوں پر زریق بن صدقہ موصلی نے قبضہ کرلیا۔ یوں اس کے اور السید کے مابین بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ یہ سال آیا تو زریق نے بہت سا لشکر اکٹھا کیا۔ اس کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر یہ لشکر السید کے خلاف لڑنے کے لیے موصل روانہ کیا۔ السید اس لشکر گراں کا مقابلہ کرنے کے لیے چار ہزار نفری کے ساتھ سامنے آیا۔ اتوار بازار کے مقام پر مڈبھیڑ ہوئی۔ السید نے چالیس ہزار کے لشکر پر تن تنہا حملہ کردیا اور یہ اس کی عادت تھی کہ وہ تن تنہا حملہ کیا کرتا تھا۔ اس پر زریق کے ایک فوجی

Marfat.com

نے حملہ کیا۔ دونوں باہم لڑتے رہے بالآخر ہر ایک نے اپنے مخالف کو مار ڈالا۔ اوران دونوں کے سوا کوئی اور نہ مارا گیا۔ اس فوجی نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ وہ جب السید کو دیکھے گا تو اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالے گا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ اس لیے کہ اس فوجی کو زریق ہر سال ایک لاکھ درہم دیتا تھا۔ اس فوجی سے پوچھا گیا۔ تم اتنا زیادہ مال کیوں لیتے ہو؟ تو اس نے کہا: کیونکہ میں جب السید کو دیکھوں گا تو اسے قتل کر دوں گا۔ اس نے اس بات کی قسم کھائی تھی، اس نے اپنے وعدے کو وفا کر دیا۔

مامون نے جب السید کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہوا اور اس نے زریف اور بابک خرمی کے خلاف لڑنے کے لیے محمد بن حمید طوسی کو بھیجا نیز اسے موصل کا گورنر بنایا۔

عامر اور منصور کے مابین فتنہ

اس سال عامر بن نافع اور منصور بن نصر کے مابین افریقہ میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ منصور بہت زیادہ حاسد تھا۔ چنانچہ عامر لشکر لیے تونس سے منصور کی طرف چلا۔ منصور طنبذہ میں اپنے محل میں تھا۔ عامر نے اس کا محاصرہ کر لیا، حتیٰ کہ اس کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ اب منصور نے عامر سے مراسلت کی اور اس سے امان طلب کی اور پیشکش کی کہ وہ کشتی میں سوار ہو کر مشرق کا رخ کرے گا۔ عامر نے اس کی یہ بات قبول کر لی۔ چنانچہ منصور رات کے ابتدائی حصے میں چھپتے ہوئے نکلا۔ وہ اربس پہنچنا چاہتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو عامر نے منصور کو نہ پایا۔ پھر اس کا تعاقب کر کے اسے پالیا۔ باہم لڑائی ہوئی تو منصور نے شکست کھائی۔ اس نے بھاگ کر اُربس میں اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا۔ عامر نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر منجنیق زنی کر دی۔ اہل اُربس پر جب محاصرہ سخت ہوا تو انہوں نے منصور سے کہا تم ہمارے ہاں سے چلے جاؤ ورنہ ہم تمہیں عامر کے حوالے کر دیں گے۔ محاصرے سے ہم اکتا گئے ہیں۔ منصور نے شہریوں سے مہلت مانگی تاکہ اپنا معاملہ درست کر لے۔ شہریوں نے اسے مہلت دے دی۔ پھر اس نے ایک اعلیٰ فوجی افسر عبدالسلام بن المفرّج سے ملاقات کی درخواست کی، وہ حاضر ہوا تو منصور سے فصیل کے اوپر سے اس کے ساتھ بات چیت کی۔ منصور نے معذرت کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کے لیے طاہر سے امان طلب کرے تاکہ وہ مشرق کی طرف چلا جائے۔

Marfat.com

عبدالسلام نے اس کی درخواست قبول کرلی اور عامر کو آمادہ کرلیا۔ عامر نے منصور کو اس شرط پر امان دی کہ وہ تونس کی طرف چلا جائے، وہ اپنے ساتھ اپنے اہل خانہ، دوستوں اور نوکر چاکر کو بھی مشرق کی طرف لے جائے۔

منصور روانہ ہوا تو عامر نے اس کے ساتھ ایک گھڑسوار دستہ تونس کی طرف روانہ کیا۔ اس نے اپنے ایلچی کو یہ خفیہ پیغام دیا کہ وہ منصور کے ساتھ جربہ شہر تک جائے اور وہاں اسے قید خانے میں ڈال دے۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد حمدون کو بھی اس کے ساتھ ہی جیل میں ڈال دیا۔

ادھر جب اعلیٰ فوجی افسر عبدالسلام کے نوٹس میں یہ بات آئی تو اسے گہرا صدمہ پہنچا۔ عامر نے اپنے بھائی کو جو جربہ کا کمشنر تھا خط بھیجا کہ وہ منصور اور اس کے بھائی حمدون کو قتل کر ڈالے اور اس سلسلے میں کوئی پس و پیش نہ کرے۔ وہ ان دونوں قیدیوں کے پاس پہنچا اور انہیں خط کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ منصور نے اس سے دوات اور کاغذ قلم طلب کیا تا کہ وصیت لکھے۔ کمشنر نے یہ چیزیں فراہم کرنے کا حکم دیا مگر وہ لکھ نہ سکا اور بولا مقتول کو دنیا و آخرت کی کامرانی کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر کمشنر نے دونوں بھائیوں کو مار ڈالا اور اپنے بھائی کی خدمت میں ان کے سر روانہ کر دیے۔ یوں عامر بن نافع کے لیے فضا سازگار ہوگئی۔ عبدالسلام بن النوج باجہ شہر کی طرف پلٹا جب کہ عامر بن نافع تونس شہر میں مقیم رہا اور ربیع الآخر کے آخری دن ۲۱۴ھ میں مرا۔ جب اس کی اطلاع زیادۃ اللہ کو ملی تو بولا: اب لڑائی نے اپنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ عامر کے بیٹوں سے زیادۃ اللہ سے امان طلب کرنے کی درخواست کی جو اس نے قبول کرلی اور انہیں امان و احسان سے نوازا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر مدینۃ اسلام آیا تو اس کا استقبال عباس بن مامون المعتصم اور تمام عوام نے کیا۔

وفیات

اس سال موسیٰ بن حفص نے وفات پائی۔ اس نے اپنے بیٹے کو طبرستان کا گورنر بنایا۔

Marfat.com

حاجب بن صالح سندھ کا گورنر بنا، اسے بشر بن داؤد نے شکست دی تو وہ کرمان کی طرف چلا گیا۔

اس سال مامون نے منادی کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا: ''ہر اس شخص کی سرکاری ذمہ داری ختم ہو جائے گی جس نے معاویہ کا بھلائی سے تذکرہ کیا یا انہیں کسی بھی صحابی رسول سے افضل قرار دیا۔''

اس سال شاعر ابوالعتاھیہ نے وفات پائی۔ والیٔ مکہ صالح بن عباس نے حج کرایا۔

اس سال ہی اندلس کے علاقے تاکرنا سے طوریل نے بغاوت کی۔ اس نے تاکرنا کے ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالے فوجیوں کا رخ کیا اور انھیں قتل کیا۔ ان کے چوپائے اور اسلحہ اپنے قبضے میں لے لیا ان کے سارے مال و متاع پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہاں کے اعلیٰ سرکاری افسر نے اس کی بغاوت کچلنے کے لیے جنگی نقل و حرکت کی۔

اس سال بصری نحوی اخفش نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سال کے وفات یافتگان میں شامل ہیں: طلق بن غنام نخعی، احمد بن اسحاق حضرمی، عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن محمد محارابی اور عبدالرزاق بن ھمام صنعانی محدث۔ آپ احمد بن حنبل کے استاد تھے اور شیعہ تھے۔ اس سال عبداللہ بن داؤد خریبی بصری نے وفات پائی۔ آپ خریبہ کے ساکن تھے جو بصرہ میں ہے۔ اسی لیے خُریبی کہلائے۔

Marfat.com

باب:۸۱

۲۱۲ھ کے واقعات

محمد بن حمید کا موصل پر قبضہ

مامون نے اس سال بابک خرمی کے خلاف لڑنے کے لیے محمد بن حمید طوسی کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ براستہ موصل جائے تاکہ وہاں کے معاملات کو بھی سدھارا جائے۔ زریق بن علی کے خلاف بھی لڑے۔ چنانچہ طوسی موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اس میں وہ ایک لشکر کی کمان کر رہا تھا۔ اس نے موصل کے یمن اور ربیعہ سے متعلق آدمیوں کو یکجا کیا۔ پھر زریق کے خلاف لڑنے کے لیے چلا۔ اس کے ساتھ محمد بن السید بن انس ازدی بھی تھا۔ زریق کو اطلاع ملی تو وہ دونوں مقابلے کے لیے ان کی طرف چل پڑا۔ زاب کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ طوسی نے اسے فرماں برداری پر آمادہ کرنے کے لیے مراسلت کی مگر زریق آمادہ نہ ہوا۔ طوسی نے اسے لڑائی کا چیلنج کیا۔ دونوں فوجیں لڑیں۔ محمد بن السید نے اپنے مقتول باپ کا بدلہ لینے کے لیے پامردی سے مقابلہ کیا چنانچہ زریق اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے کسی کو طلب امان کے لیے بھیجا تو طوسی نے اسے امان دی۔ زریق طوسی کے سامنے پیش ہوا تو اس نے مامون کے پاس بھیج دیا۔

مامون نے محمد طوسی کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ زریق کا تمام مال ضبط کرے، دیہات، قصبات اور شہروں میں سے اُس نے اسے اپنے لیے خاص کر لیا۔ طوس نے زریق اور اس کے بھائیوں کو جمع کیا اور انہیں مامون کے حکم سے مطلع کیا۔ انہوں نے سرِ تسلیم خم کر لیا تو اس نے ان سے کہا: ''امیر المومنین نے مجھے اس کا حکم دیا ہے میں نے اپنے پسند کا مال تعمیل حکم میں رکھ لیا ہے باقی تمھیں

Marfat.com

واپس کر دیا ہے۔'' اس اقدام کو انہوں نے سراہا۔

پھر طوسی آذربائیجان کی طرف چلا اور اس نے محمد بن السید کو اپنا جانشین بنایا۔ خود اس نے آذربائیجان پر مسلط مخالفین کا قصد کیا اور انہیں جا پکڑا۔ اس میں یعلی بن مّرہ اور اس کے ہم پلہ لوگ شامل تھے۔ اس نے انہیں مامون کی طرف بھیجا اور خود بابک خرمی کے خلاف لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔

متفرق واقعات

اس سال احمد بن محمد العمری المعروف بہ الاحمر العین نے مامون کے خلاف بغاوت کی۔ مامون نے محمد بن عبدالحمید المعروف ابوالرازی کو یمن کا گورنر بنایا اور اسے یمن کی طرف بھیجا۔ اسی سال مامون نے قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ ظاہر کیا۔ نیز علی بن ابی طالب کو تمام صحابہ پر فضیلت دینے کا نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں اور یہ اظہار ربیع الاول میں ہوا۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن محمد نے حج کی قیادت و امامت کی۔ اس سال یمن میں شدید بھونچال آیا۔ شدید ترین زلزلہ عدن میں آیا۔ گھر منہدم ہو گئے، گاؤں اجڑ گئے اور زلزلے کی وجہ سے بہت سی مخلوق ہلاک ہوئی۔

اس سال صاحب اندلس عبدالرحمان نے مشرکوں کے علاقے کی طرف لشکر بھیجا۔ یہ لشکر بروشانہ گیا۔ وہاں سے جرندہ پہنچا اور ربیع الاول میں وہاں کے باشندوں سے لڑائی کی۔ یہ لشکر دو ماہ تک لوٹ مار اور تباہی و بربادی کرتا رہا۔ اس سال زبردست سیلاب آئے اور اندلس میں مسلسل بارشیں ہوئیں۔ اندلس کے سرحدی شہروں کی زیادہ تر فصلیں گر گئیں۔ سرقسطہ کا پل تباہ ہوا۔ پھر اس کی تعمیر نو مضبوطی سے کی گئی۔

وفیات

اس سال محمد بن یوسف بن واقد عبداللہ ضبی المعروف بہ فریابی نے وفات پائی۔ آپ کا شمار بخاری کے مشائخ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب:۸۲

۲۱۳ھ کے واقعات

اس سال مامون نے اپنے صاحبزادے کوالجزیرہ، سرحدی علاقوں اور قلعوں وغیرہ کا انچارج بنایا، جب کہ اپنے بھائی ابواسحاق معتصم کوشام ومصر کا وائسرائے مقرر کیا۔ خلیفہ نے ان دونوں میں سے ہر ایک اور عبداللہ بن طاہر کے لیے پانچ لاکھ درہم کا حکم جاری کیا۔ کہا گیا ہے: اتنا زیادہ مال کبھی تقسیم نہیں کیا گیا۔

اس سال مصر میں قیسیہ اور یمانیہ میں عبدالسلام اور ابن جلیس نے مامون کے خلاف بغاوت کردی۔ پھر گورنر معتصم کے ماتحت افسر اعلیٰ ابن عمیرہ بن ولید باذغیسی پر دھاوا بول دیا اور اسے ۲۱۴ھ کے ربیع الاول میں مار ڈالا۔ معتصم مصر کی جانب روانہ ہوا اور دونوں کے خلاف لڑا اور دونوں کو قتل کر دیا اور مصر فتح کرلیا۔ یوں مصر کے امور درست ہو گئے۔ اس نے مصر کے تمام سرکاری افسران مقرر کر دیے۔

۲۱۳ھ میں طلحہ بن طاہر نے خراسان میں وفات پائی۔ اس میں ہی مامون نے سندھ کا گورنر غسان بن عباد کو بنایا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ بشیر بن داؤد نے مامون کی مخالفت کی۔ اس نے خراج تو عوام سے وصول کیا مگر مرکزی حکومت کو اس میں سے کچھ نہ پہنچایا۔ چنانچہ مامون نے غسان کو گورنر سندھ کے طور پر مقرر کرنے کا تہیہ کیا۔ اس نے اپنے رفقاء سے کہا: ''مجھے غسان کے بارے میں مطلع کرو۔ میں ایک بڑے کام کے لیے اسے چاہتا ہوں۔'' درباریوں نے غسان کی خوب تعریف کی۔ مامون نے دیکھا کہ احمد بن یوسف خاموش ہے تو فرمایا: ''احمد تم کیا کہتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''اے امیرالمومنین! یہ ایک ایسا آدمی ہے کہ اس کی اچھائیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہیں۔ اسے جس مہم پر

Marfat.com

مقرر کیا جائے گا وہ انصاف سے کام لے گا۔خواہ آپ کتنا ہی اندیشہ کیوں نہ کریں وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا کہ اسے معذرت کرنا پڑے۔'' پھر اس نے غسان کے بارے میں تفصیلی بیان دیا۔اس پر مامون نے کہا: ''تم نے اس تعریف کی ہے اگرچہ اس کے بارے میں تمہاری رائے بری ہے۔'' احمد بولا: ''کیونکہ میں تو شاعر کے اس قول کا مصداق ہوں۔''

كفى شكراً لما أسديت انى صدقتك في الصديق وفي عداتي

مامون نے احمد کے کلام وادب پر اظہار پسندیدگی کیا۔

اس سال عبیداللہ بن عباس بن محمد بن علی کے بیٹے عبداللہ نے حج کی امامت وخطابت کی۔

۲۱۳ھ میں اندلس کے شہر ماردہ کے باشندوں نے اپنے کمشنر کے خلاف سرکشی اختیار کی۔ عبدالرحمٰن نے ان کی طرف لشکر روانہ کیا۔لشکر نے باغیوں کا محاصرہ کیا۔ان کے کھیت اور درخت برباد کر دیے۔باغیوں نے سر اطاعت خم کیا تو ان سے گروی لیے گئے اور لشکر نے شہر کی فصیلوں کو تباہ کر کے واپسی کی راہ لی۔

پھر عبدالرحمٰن نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ فصیل کے پتھر دریا کی طرف منتقل کر دیں تا کہ وہاں کے باشندے فصیلیں از سرِ نو مرمت کرنے کی فکر نہ کریں۔عوام نے جب یہ دیکھا تو دوبارہ بغاوت کر دی۔انہوں نے اپنے کمشنر کو قیدی بنالیا اور از سر نو شہر کی فصلیں تعمیر کر کے انہیں مضبوط دفاعی حصار میں بدل دیا۔

۱۱۴ھ سال شروع ہوا تو صاحب اندلس عبدالرحمان اپنے لشکروں کی کمان کرتا ہوا ماردہ کی طرف بڑھا۔اس کے پاس ماردہ کے باشندوں کی رہنیں تھیں۔جب اس نے اہلِ شہر کو مقابلے کا چیلنج کیا تو انہوں نے مراسلت کی اور کمشنر وغیرہ کو رہا کرنے کے بدلے میں اپنی رہنیں چھڑوالیں۔عبدالرحمٰن نے ان کا محاصرہ کیا۔ان کے شہر کو برباد کیا اور وہاں سے کوچ کر گیا۔پھر ۲۱۷ھ میں ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔جس نے شہر کا محاصرہ کر کے اہل شہر پر سخت تنگ محاصرہ طول مدت تک کیے رکھا۔پھر لشکر نے کوچ کیا۔جب ۲۱۸ھ کا سال شروع ہوا تو عبدالرحمٰن نے شہر کی طرف ایک لشکر بھیجا۔جس نے شہر فتح کیا۔یوں شریر و مفسد شہر سے نکل گئے۔

اس شہر کے ایک انسان کا نام محمود بن عبدالجبار ماردی تھا۔عبدالرحمٰن بن حکم نے بہت سے فوجیوں کے ساتھ اس شخص کا محاصرہ کیا۔فوجیوں نے اس کے خلاف لڑنے میں پامردی دکھائی۔اسے

Marfat.com

شکست دی اور اس کے بہت سے لوگ مار ڈالے۔گھڑ سواروں نے مفروروں کا تعاقب کیا اور انہیں یا تو مار ڈالا یا قیدی بنالیا۔محمود بن عبدالجبار ماردی اپنے بچنے والے ساتھیوں کے ہمراہ مُنت سالوط کی جانب چلا گیا۔عبدالرحمٰن نے اسے کچلنے کے لیے ۲۲۰ھ میں لشکر بھیجا۔یہ لوگ ربیع الثانی میں اس لشکر کے خوف سے بھاگ کر حلقب کی طرف گئے۔اس نے ان کی تلاش میں ایک دستہ روانہ کیا۔محمود نے دستے کے خلاف لڑ کر اسے شکست دی اور ان کے پاس مال کو مال غنیمت بنالیا۔وہ اپنے رخ پر چلتے رہے۔اچانک ان کا سامنا عبدالرحمٰن کے ساتھیوں سے ہوا،ان کے خلاف لڑے پھر دونوں فریق باہم لڑائی سے رک گئے اور چلتے بنے،پھر ان کا سامنا ایک اور دستے سے ہوا،ان کے خلاف لڑے تو دستے نے شکست کھائی۔محمود نے اس شکست خوردہ دستے کے پاس سامان کو مال غنیمت بنالیا۔

محمود اپنے جتھے کے ساتھ شہر مدینہ پہنچا تو اس پر حملہ کر کے قبضہ کرلیا اور شہر میں موجود تمام مویشی اور غلے پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے چلتا بنا۔پھر وہ مشرکوں کے علاقے میں جا پہنچے اور ان کے قلعے پر قبضہ کرلیا۔وہاں وہ پانچ سال اور تین ماہ مقیم رہے۔زنگی بادشاہ اخرفونس نے ان کا محاصرہ کرلیا اور قلعے پر قابض ہوگیا۔اس نے محمود اور اس کے ساتھیوں کو قتل کردیا۔

وفیات

اس سال اسحاق بن ابراہیم کے والد ابراہیم بن ماہا نے وفات پائی۔یہ ابراہیم موصلی مغنی کے نام سے معروف ہے۔یہ کوفی تھا۔موصل چلا گیا۔جب وہاں سے واپس آیا تو اسے موصلی کہا جانے لگا اور یہ نسبت اس کے نام کے ساتھ چپک گئی۔

اس سال ابوالحسن علی بن جبلہ شاعر نے داغ مفارقت دیا۔یہ ۱۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔یہ نابینا ہوگیا تھا۔

محمد بن عرعرہ بن برند نے بھی اس سال داعی اجل کو لبیک کہا۔ابوعبدالرحمٰن المقری المحدث نے وفات پائی۔عبداللہ بن موسیٰ عیسیٰ کا سال وفات بھی ۲۱۳ھ ہے۔یہ فقیہ تھا،شیعہ تھا اور صحیح بخاری میں بخاری کے مشائخ میں سے ایک ہے۔

Marfat.com

باب:۸۳

۲۱۴ھ کے واقعات

محمد طوسی کا قتل

اس سال محمد بن حمید طوسی مارا گیا، اسے بابک خرمی نے مارا۔ اس کا پس منظر یہ ہے: طوسی جب بابک کے راستے جارہا تھا تو اس نے پہلے راستے میں قابض گروہوں کا قلع قمع کیا۔ پھر ان سے فارغ ہو کر بابک کی طرف چلا۔ اس نے افواج، آلات اور راشن اکٹھا کر لیا تھا۔ اس کے ہمراہ ان تمام شہروں کے بہت سے رضا کار تھے۔ بابک کی طرف جاتے ہوئے وہ دشوار گزار مقامات کو طے کرتا رہا۔ وہ جب بھی کوئی تنگ جگہ یا درّہ عبور کرتا تو وہ اپنے ماتحت سپاہیوں میں سے کچھ کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیتا۔ اس طرح وہ بھشتادسر جا پہنچا۔ وہاں پڑاؤ ڈالا اور خندق کھود لی۔ اس نے بابک کے شہر میں داخل ہونے کے لیے ساتھیوں سے مشاورت کی۔ انہوں نے اسے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ بتایا۔ اس نے ان کی رائے قبول کر لی اور اپنے لشکر کو جنگی ترتیب دی۔ اس نے قلب پر محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن طائی جو ابی سعید کے نام سے معروف تھا، میمنہ پر سعدی بن اصرم، میسرہ پر عباس بن عبدالجبار یقطینی کو۔ جب کہ وہ خود سپہ سالار طوسیٰ ان کے پیچھے ایک دستے کے ساتھ کھڑا نگرانی کرتا رہا۔ اگر اسے کوئی خلا نظر آیا تو اسے پُر کرنے کا حکم دیتا۔ جب کہ دشمن بابک پہاڑ پر سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہر چٹان کے پیچھے ان کے لیے گھات میں سپاہی بٹھا رکھے تھے۔

طوسیٰ کے ساتھ جب آگے بڑھے اور پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے تین کوس کے فاصلے پر پہنچے تو گھات میں بیٹھے لڑاکے ان پر پل پڑے۔ ادھر بابک اپنے ساتھیوں کے ساتھ حریف کی طرف نیچے

Marfat.com

اترا۔لوگوں نے شکست کھائی۔محمد بن حمید اورابوسعید نے بھگوڑوں کو پامردی کی تلقین کی مگر کسی نے اس کی بات نہ مانی اور جدھر جس کا منہ اُٹھا ادھر بھاگا۔انہیں قتل کیا جارہا تھا۔جب کہ سپہ سالار طوسیٰ اپنی جگہ پر جمارہا۔ایک آدمی کے سوااس کے سب ساتھی بھاگ گئے۔اب یہ دونوں اپنی جان بچانے کے لیے دوڑ دھوپ کرنے لگے۔طوسیٰ نے ایک گروپ کولڑتے دیکھا تو ان کے پاس پہنچنے کا قصد کیا۔اس نے نزدیک جاکر دیکھا کہ خرمی (بابکی) طوسیٰ کے ایک دستے سے نبرد آزما ہیں۔اُدھر خرمی جانبازوں نے جب طوسیٰ کو دیکھا تو اس پر حملے کا قصد کیا۔کیونکہ انہوں نے اس کی باوقار شخصیت ملاحظہ کی تھی۔طوسیٰ ان کے خلاف لڑا اور وہ اس کے خلاف لڑے۔انہوں نے طوسیٰ کے گھوڑے کو چھوٹا نیزہ مارا تو وہ زمین پر گر پڑا۔وہ محمد بن حمید پر پل پڑے اور اسے مار ڈالا۔

محمد بن حمید طوسیٰ ممدوح اور سخی تھا۔شعرا نے اس کے بکثرت مرثیے لکھے۔ان شعرا میں سے ایک طائی ہے۔جب اس کے قتل کی اطلاع مامون کو ملی تو اسے بہت صدمہ ہوا۔اس نے بابک کی سرکوبی کے لیے عبداللہ بن طاہر کو مامور کیا،چنانچہ عبداللہ بابک کی طرف روانہ ہوا۔

ابودلف اور مامون کا تعلق

ابودلف حامی تھا محمد الامین کا۔وہ طاہر بن حسین کے خلاف لڑنے کے لیے علی بن عیسیٰ کے ساتھ ہوا جب علی مارا گیا تو ابودلف واپس ہمدان آیا۔طاہر نے اسے اپنی طرف مائل کرنے کے لیے مراسلت کی اور اسے مامون کی بیعت کرنے کی دعوت دی۔مگر ابودلف آمادہ نہ ہوا بلکہ کہا:میری گردن میں بیعت ہے جسے فسخ کرنے کا میں کوئی راستہ نہیں پاتا تاہم اپنی جگہ پر رہوں گا اور کسی بھی فریق کا ساتھ نہ دوں گا بشرطیکہ آپ مجھ سے تعرض نہ کریں۔طاہر نے اس کی بات مان لی۔چنانچہ ابودلف کرج میں ٹھہرا رہا۔مامون جب رے کی طرف روانہ ہوا تو اس نے ابودلف سے خط و کتابت کر کے اسے اپنی حمایت کی دعوت دی۔وہ تیزی سے مامون کی طرف چلا۔بہت گھبرایا ہوا،نہایت خوف زدہ ہو کر۔اس پر اس کے اہل وعیال،قبیلے اور ساتھیوں نے کہا:"آپ مرد اور عرب ہیں۔سب آپ کی بات مانتے ہیں اگر آپ سہمے ہوئے ہیں تو یہیں ٹھہریے۔ہم آپ کا دفاع کریں گے۔" مگر اس نے ان سب کی بات نہ مانی اور یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا۔

اجود بنفسی دون قومی دافعا   لما نابهم قدما واغشی الدواهیا

Marfat.com

واقتحم الامر المخوف اقتحامه　　لادرک مجدا او أعاود ثاویا

یہ بہت عمدہ اشعار ہیں۔وہ جب مامون کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی تکریم کی۔اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کا رتبہ بڑھا دیا۔اور اس پر خوب احسانات کیے۔

عبداللہ بن طاہر بحثیت گورنر خراسان

اس سال مامون نے خراسان کا گورنر عبداللہ بن طاہر کو بنایا تو وہ چل پڑا۔

خراسان کی طرف عبداللہ کی روانگی کا پس منظر یہ ہے کہ جب اس کا بھائی طلحہ فوت ہوا تو علی بن طاہر خراسان کا گورنر بنا،اپنے بھائی عبداللہ کے نائب پر۔جب کہ عبداللہ اس وقت فوج کو بابک کے خلاف دینور میں تیار کر رہا تھا۔ادھر خارجیوں نے نیساپور کے گاؤں الحمراء کے باسیوں پر یلغار کر دی۔نیساپور خراسان میں واقع ہے۔خارجیوں نے لوگوں کو خوب قتل کیا۔مامون کو جب اس سانحہ کی اطلا ع ملی تو اس نے عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔چنانچہ وہ چل پڑا۔جب وہ نیساپور پہنچا تو وہاں کے باشندے قحط کا شکار تھے۔مگر وہاں اس کے پہنچنے سے ایک دن پہلے خوب بارش ہوئی۔جب وہ شہر میں داخل ہوا تو ایک پارچہ فروش آدمی اس کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا:(ترجمہ اشعار)

[لوگوں کو ان کے زمانہ میں قحط سے واسطہ پڑا مگر جب آپ تشریف لائے تو آپ موتی لائے۔آپ کی آمد کے ساتھ ہی بارش برسی،لہٰذا بارش اور گورنر دونوں کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔]

عبداللہ نے اسے حاضر ہونے کے لیے کہا اور پوچھا: کیا آپ شاعر ہیں؟ وہ بولا: نہیں، مگر یہ شعر میں نے رقہ میں سنے اور زبانی یاد کر لیے۔اس پر عبداللہ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور حکم دیا کہ گورنر کے لیے یہ پوشاک و پارچہ جات اس کے مشورے سے خریدے جائیں۔

متفرق واقعات/وفیات

اس سال بلال غسانی شاری نے بغاوت کی تو اس کی سرکوبی کے لیے مامون نے اپنے بیٹے عباس کو فوجی سرداروں کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا۔چنانچہ باغی مارا گیا۔اس سال یمن میں ابورازی مارا گیا۔اس سال جعفر بن داود قمی نے سرکشی کی تو اس پر عبداللہ طاہر کے آزاد کردہ غلام عزیز نے فتح

Marfat.com

پائی۔وہ مصر سے مفرور ہوا تھا چنانچہ اسے واپس مصر لایا گیا۔اس سال علی بن ھشام نے کوہستان ،قم، اصفہان اور آذر بائجان پر گورنری کی۔اس سال ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے مغرب میں وفات پائی۔اس کے بعد اس کا بیٹا محمد اٹھا اور اس نے شہر فاس کا کنٹرول سنبھالا۔ اس کے بھائی قاسم نے بصرہ، طنجہ اور ان کے مابین علاقے پر تسلط جمایا۔جب کہ اس پر باقی بھائیوں نے بربروں کے شہروں پر قبضہ کیا۔

اس سال امیر اندلس عبدالرحمٰن اموی باجہ شہر کی طرف چلا۔یہ شہر باغی تھا منصور کے فتنے سے لے کر اب تک اس نے اب اس پر زبردستی قبضہ کرلیا۔

اس سلسلے میں اندلس کے طلیطلہ شہر میں ہاشم الضراب نے امیر اندلس عبدالرحمٰن کے خلاف سازش کی جب الحکم نے اس شہر پر چڑھائی کی تو ہاشم وہاں سے نکل گیا تھا۔اس سال یہ طلیطلہ کی طرف چلا۔اس کے پاس شریر اور فسادی وغیرہ آئے اور انہیں ساتھ لیے وادی نحو بیہ کی طرف روانہ ہوا اور اس نے بربروں وغیرہ پر غارت گری کی۔یوں اسے شہرت ملی اور اسے قوت ملی، بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہوگئے تو اس نے شنت بریہ کے باشندوں پر حملہ کردیا۔

اس کے اور بربروں کے مابین بہت سی جھڑپیں ہوئیں۔اس سال عبدالرحمٰن نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر روانہ کیا جس نے ھشام کے خلاف جہاد کیا مگر کوئی بھی فریق دوسرے پر فتح نہ پاسکا۔ھشام اسی حالت میں رہا اور اس نے کئی مقامات پر تسلط پالیا۔اس نے برکۃ العجوز عبور کیا اور اس کے گھڑ سوار دستے نے یلغار شروع کردی۔عبدالرحمٰن نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر جرار روانہ کیا۔۲۱۶ھ میں ھشام کی اس لشکر کے ساتھ مڈبھیڑ رودریہ کے پڑوس میں واقع قلعہ سُمسطا کے نزدیک ہوئی۔فریقین میں شدت کی لڑائی ہوئی۔جو کئی دنوں تک جاری رہی۔بالآخر ہاشم نے شکست فاش کھائی، وہ خود بھی مارا گیا اور اس کے ساتھ جو فتنہ پرور لالچی اور شریر تھے وہ بھی بڑی تعداد میں جہنم واصل ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے ان مفسدوں کی سرکوبی فرمادی۔حاجیوں کے حج کی قیادت اس سال اسحاق بن عباس بن محمد کو ملی۔

اس سال امام الحدیث ابو ہاشم نبیل نے وفات پائی، جن کا اسم گرامی ضحاک بن مخلد شیبانی ہے۔اس سال ہی ابو احمد حسین بن محمد بغدادی نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۸۴

۲۱۵ھ کے واقعات

مامون کا روم کے خلاف جہاد

اس سال محرم میں مامون نے روم کی طرف چڑھائی کی۔ اس نے روانگی کے وقت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو اپنا قائم مقام بنالیا۔ اس کے علاوہ اسے السواد، حلوان اور دجلہ کے دیہات کا گورنر مقرر کیا۔ مامون جب تکریت پہنچا تو اس کے پاس محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب تشریف لائے اور وہاں ان سے ملاقات کی۔ مامون نے انہیں مہمان ٹھہرایا اور اپنی بیٹی اُم الفضل سے خلوت کا حکم دیا۔ یاد رہے کہ پہلے ان کا نکاح ہو چکا تھا۔ چنانچہ شہزادی کی رخصتی کر دی گئی۔ حج کے دن آئے تو وہ اپنے اہل خانہ کو ساتھ لیے مدینہ چلے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔

مامون براستہ موصل روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ منبج پہنچا۔ پھر دابق، پھر انطاکیہ، پھر وہاں سے مصیصہ اور طرسوس۔ وہاں سے جمادی الاول میں سرزمین روم میں گھسا۔ جب کہ اس کا بیٹا عباس ملطیہ سے داخل ہوا۔ مامون قلعہ قرّہ کا محاصرہ کیے رہا حتیٰ کہ اسے بزور وقوت فتح کر لیا اور ۲۶ جمادی الاول کو اسے منہدم کر ڈالا۔

کہا گیا ہے کہ وہاں کے باشندوں نے امان طلب کی تو مامون نے انہیں امان دی۔ اس سے پہلے وہ قلعہ ماجدہ امان دے کر فتح کر چکا تھا۔ مامون نے قلعہ سندس کی جانب اشناس کو بھیجا تو وہ وہاں کے سردار کو لے آیا۔ اس نے جعفر خیاط اور عجیف کو قلعہ سناذ کے محافظ کی طرف روانہ کیا تو اس نے اطاعت کر لی۔

Marfat.com

اس سال معتصم مصر سے پلٹا اور مامون اپنے موصل میں داخلے سے پہلے اس سے ملا۔اس سے مندیل نے ملاقات کی اور عباس بن مامون اسے راس عین کے مقام پر ملا۔اس سال ہی مامون نے بلادِ روم سے نکلنے کے بعد دمشق کا رخ کیا۔

اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

وفیات

اس سال کے اہم وفات پانے والے درج ذیل ہیں:

قبیصہ بن عقبہ سوائی،ابو یعقوب اسحاق بن طباع فقیہ،علی بن حسن بن شقیق شاگرد ابن المبارک،ثابت بن محمد کوفی عابد و محدث،ھوذہ بن خلیفہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی بکرہ ابوالاشہب ، ابوجعفر محمد بن حارث موصلی ۔جب کہ ابوسلمان دارنی نے داریا میں وفات پائی۔آپ زاہد تھے۔

مکی بن ابراہیم تمیمی نے بلخ میں وفات پائی۔آپ صحیح بخاری میں امام بخاری کے مشائخ میں سے ہیں۔آپ نے سو سال کے قریب عمر پائی۔ابوزید سعید بن اوس ثابت انصاری لغوی نحوی نے ۹۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔اس سال عبدالملک بن قریب بن عبدالملک ابوسعید اصمعی بصری ماہر لغت نے وفات پائی۔ایک قول کے مطابق آپ نے ۲۱۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔اس سال بصرہ کے قاضی محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری نے وفات پائی۔

Marfat.com

باب:۸۵

۲۱۶ھ کے واقعات

فتح ہرقلہ

اس سال مامون پھر مملکت روم پر حملہ کرنے کے لیے پلٹا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسے اطلاع ملی کہ روم کے بادشاہ نے طرسوس اور مصیصہ کے ایک ہزار چھ سو افراد قتل کر دیے ہیں۔ مامون بغداد سے روانہ ہو کر جمادی الاول میں سرزمین روم میں داخل ہوا اور نصف شعبان تک وہیں رہا۔

کہا گیا ہے کہ روم کے علاقے میں اس کے داخلے کا سبب یہ تھا شاہ روم نے اسے خط لکھا اور خط میں پہلے اپنا نام لکھا۔ چنانچہ مامون نے اس کا رخ کیا اور اس کا خط تک نہ پڑھا۔ سرزمین روم میں داخل ہوتے ہی اس انطیغوا کا محاصرہ کیا۔ وہ صلح پر آمادہ ہو گئے۔ پھر ہرقلہ کی جانب بڑھا تو وہاں کے باشندے بھی صلح کے لیے تیار ہو گئے۔

اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن اکثم کو طوانہ سے روانہ کیا۔ اس نے حملہ کیا، قتل کیا اور آتش زنی کی۔ عورتوں، بچوں کو گرفتار کیا اور پلٹا۔ پھر مامون نے کیسوم کا رخ کیا۔ وہاں دو دنوں تک مقیم رہا پھر دمشق کی طرف سفر کیا۔

متفرق واقعات

اس سال میں مصر میں عبدوس فہری نے بغاوت کی اور معتصم کے ماتحت افسروں پر ہلہ بول دیا۔ ان میں کچھ کو شعبان میں قتل کیا۔ چنانچہ مامون نے دمشق سے مصر کی جانب نصف ذوالحجہ میں

Marfat.com

روانہ ہوا۔اس سال افشین برقہ سے آیا اور مصر میں مقیم ہوا۔اس سال ہی مامون نے اسحاق بن ابراہیم کے نام فرمان جاری کیا کہ فوجی جب نماز پڑھیں تو اللہ اکبر کہیں۔اس حکم تحریری پر عمل درآمد نصف رمضان میں ہوا۔چنانچہ فوجی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تین بار اللہ اکبر کہا۔پھر انہوں نے ایسا ہر فرض نماز میں کیا۔

اس سال مامون غضب ناک ہوا علی بن ہاشم پر اور اس کے اموال ضبط کرنے اور ہتھیار سرکاری تحویل میں لینے کے لیے اس نے عجیف اور احمد بن ہاشم کو بھیجا۔

اس سال ہی بغداد میں امین کی والدہ ام جعفر زبیدہ نے وفات پائی۔اس سال ہی سندھ سے غسان بن عباد آیا،اس کے ساتھ بشر بن داؤد تھا،طلبِ امن کے لیے اس نے سندھ کے حالات درست کیے اور وہاں کے گورنر عمران بن موسیٰ عتکی کو بنایا۔اس سال میں ہی قم کی طرف جعفر بن داؤد پہنچا اور وہاں جا کر بغاوت کر دی۔

بعض مورخین کے مطابق اس سال حج کی امارت سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کی۔جب کہ ایک قول کی رُو سے یہ سعادت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کو ملی۔مامون نے عبداللہ کو یمن کا والی بنایا تھا۔نیز یہ فرمان جاری کیا تھا کہ اسے ہر اس شہر کی گورنری ملے گی جس میں وہ داخل ہوگا۔چنانچہ وہ دمشق سے چلا،بغداد آیا اور لوگوں کو عید الفطر کی نماز پڑھائی۔وہاں سے روانہ ہوا تو لوگوں کو حج کرایا۔

وفیات

اس سال بغداد میں ابو مسہر عبدالاعلی بن مسہر غسانی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔جب کہ بصرہ میں وہاں کے امیر محمد بن عباد بن عباد بن حبیب بن المھلب مھلبی نے وفات پائی۔اس سال یحییٰ بن یعلی المحاربی اور اسماعیل بن جعفر سلیمان بن علی نے داغِ مفارقت دیا۔

Marfat.com

باب:۸۶

۲۱۷ھ کے واقعات

اس سال سرزمین مصر کے شہر فرما پر افشین نے قبضہ کیا اور مامون کے حکم سے وہاں کے باشندوں کو امان دی۔ جب کہ اس سال محرم کے مہینے میں مامون مصر پہنچا۔اس کے سامنے عبدوس فہری کو لایا گیا تو مامون نے اس کی گردن اڑادی اور پھر شام کی طرف لوٹا۔

اس سال ہی مامون نے علی بن ہشام کو تہہ تیغ کیا۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ مامون نے اسے آذر بائیجان وغیرہ کا گورنر بنایا تھا۔جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔پھر مامون کو اس کی زیادتیوں اور لوگوں کو مارنے اوران کا مال چھیننے کی اطلاعات ملیں۔اس نے علی کی طرف عجیف بن عنبسہ کو بھیجا۔اس پر علی مشتعل ہوا اور اس نے نئے گورنر کو قتل کرنے اور خود بابک سے جا ملنے کا پروگرام بنایا مگر عجیف نے اس پر قابو پالیا اور اسے گرفتار کر کے مامون کے پاس لے گیا۔مامون نے اسے اور اس کے بھائی کو جمادی الاول میں قتل کر دیا۔علی کے سر کو عراق،خراسان،شام اور مصر میں پھرایا گیا۔پھر اسے سمندر میں ڈال دیا گیا۔

مامون کا از سرنو جہاد روم

اس سال مامون بلادِروم کی طرف گیا۔اس نے سودنوں تک لؤلؤۃ کے مقام پر پڑاؤ کیا پھر وہاں چلا گیا مگر اپنی جگہ عجیف کو وہاں چھوڑا۔اسے وہاں کے باشندوں نے دھوکہ دیا۔وہ ان کے پاس آٹھ دن رہا اور پھر انہوں نے اسے نکال دیا۔رومی بادشاہ توفیل آیا اور اس نے عجیف کو گھیراؤ کر لیا۔

Marfat.com

مامون نے عجیف کی کمک کے لیے لشکر بھیجا مگر اس کی آمد سے پہلے ہی توفیل چلا گیا۔اب اہل لؤلؤۃ امان دیتے ہوئے عجیف کی طرف بڑھے۔شاہ روم نے جنگ بندی کی درخواست بھیجی مگر یہ قبول نہ ہوئی۔

اسی سال مامون سلغوس کی جانب روانہ ہوا۔اسی سال علی بن عیسیٰ قمی کو جعفر بن داؤد قمی کی طرف بھیجا گیا تو وہ مارا گیا۔حج سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے کرایا۔

وفیات

اس سال بصرہ میں حجاج بن منہال نے وفات پائی۔

اس سال کے وفات یافتگان میں درج ذیل حضرات شامل ہیں۔سریج بن نعمان،سعدان بن بشر موصلی جو سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں۔عالم عابد خلیل بن ابی رافع مزنی موصلی نیز ان کے والد جعفر بن محمد بن ابی یزید موصلی جو فاضل تھے۔

Marfat.com

باب: ۸۷

۲۱۸ھ کے واقعات

قرآن مجید کے بارے میں آزمائش وابتلا

۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون نے بغداد میں مقیم اسحاق بن ابراہیم کے نام مراسلہ جاری کیا کہ وہ قرآن کے بارے میں قاضیوں، گواہوں اور محدثین کا امتحان لے۔ جوشخص قرآن کے مخلوق ومحدث ہونے کا اقرار کرلے اسے چھوڑ دے اور جو ایسا تسلیم کرنے سے انکار کرے اس کے بارے میں اسے مطلع کرے تاکہ وہ اس کے متعلق اپنا فیصلہ نافذ کرے۔ مامون نے یہ مراسلہ بہت طویل لکھا اور اس میں قرآن مجید کے مخلوق ہونے پر دلائل دیئے اور یہ بھی لکھا کہ جوشخص اس عقیدے کا معتقد وقائل نہ ہو اس سے خدمات لینا ترک کردیا جائے۔ یہ مراسلہ ربیع الاوّل میں جاری ہوا۔ خلیفہ مامون نے اسحاق کو حکم دیا کہ وہ یہ امتحان ان سات حضرات کا لے۔ محمد بن سعد کاتب واقدی، ابومسلم مستملی یزید بن ھارون، یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، اسماعیل بن داود اور اسماعیل بن ابی مسعود، اور احمد بن دورقی۔ یہ ساتوں اشخاص اسحاق کے پاس لائے گئے۔ اس نے ان سے دریافت کیا اور قرآن کی بابت امتحان لیا۔ ان سب نے جواب دیا: یقیناً قرآن مخلوق ہے۔'' ان سب کو از سرِ نو بغداد میں لایا گیا۔ اسحاق بن ابراہیم نے انہیں اپنے گھر طلب کیا۔ ان کا عقیدہ اہل حدیث مشائخ کی موجودگی میں مشہور ہوا، ان سب نے اس عقیدے کا اقرار کیا تو اسحاق نے انہیں جانے دیا۔

اس کے بعد مامون کی طرف سے اسحاق بن ابراہیم کے نام ایک فرمان پہنچا کہ قاضیوں اور فقہاء کا امتحان لیا جائے۔ چنانچہ اسحاق بن ابراہیم نے درج ذیل قضاۃ وفضلاء کو طلب کیا۔

Marfat.com

ابوحسان زیادی، بشر بن ولید کندی، علی بن ابی مقاتل، فضل بن غانم، ذیال بن ہیثم، سجادہ قواریری، احمد بن حنبل، قتیبہ، سعدویہ واسطی، علی بن جعد، اسحاق بن ابی اسرائیل، ابن ہرش، ابن علیہ اکبر، یحییٰ بن عبدالرحمٰن عمری، ایک شیخ عمر بن الخطاب کی اولاد میں سے جو قاضی رقہ تھے، ابونصر تمار، ابو معتمر قطیعی، محمد بن حاتم بن میمون، محمد بن نوح المضروب، ابن الفرخان۔

ایک اور جماعت بھی طلب کی گئی جن میں شامل تھے۔ نضر بن شمیل، ابن علی بن عاصم، ابو العوام البزاز، ابن شجاع، عبدالرحمٰن بن اسحاق۔ یہ سب لوگ اسحاق بن ابراہیم کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس نے ان کے سامنے مامون کا خط دو مرتبہ پڑھ کر سنایا، حتیٰ کہ وہ حضرات اسے سمجھ گئے۔

پھر اسحاق نے بشر بن ولید سے کہا: ''آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''

کہا: ''میں نے امیر المؤمنین کے سامنے اپنا نقطۂ نظر ایک سے زائد مرتبہ پیش کیا ہے۔''

اسحاق: ''آپ امیر المؤمنین کے حکم نامے کے بارے میں، اپنی رائے از سرِ نو بیان کیجئے۔''

بشر: ''میں کہتا ہوں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔''

اسحاق: ''میں نے آپ سے اس کی بابت دریافت نہیں کیا۔ کیا قرآن مخلوق ہے؟''

بشر: ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔''

اسحاق: ''پس قرآن بھی ایک چیز ہے۔''

بشر: ''جی ہاں۔''

اسحاق: ''تو کیا قرآن مخلوق ہے؟''

بشر: ''وہ خالق نہیں ہے۔''

اسحاق: ''میں آپ سے اس کی بابت نہیں پوچھ رہا۔ کیا قرآن مخلوق ہے؟''

بشر: ''میں نے آپ سے جو کچھ عرض کر دیا ہے، میں اس سے بہتر بات بیان نہیں کر سکتا۔ اور میں نے امیر المؤمنین سے عہد لے رکھا ہے کہ میں اس مسئلے پر کلام نہیں کروں گا اور جو کچھ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے، اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔''

اس کے بعد اسحاق نے ایک رقعہ لیا اور وہ بشر کے سامنے پڑھا اور اسے اس مضمون سے مطلع کیا چنانچہ کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد فرد کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ اس سے پہلے کوئی چیز

Marfat.com

تھی اور نہ اس کے بعد کوئی چیز ہے اور نہ ہی اس کی مخلوق میں سے کوئی۔ معانی میں سے کسی معنیٰ میں اور نہ وجوہ میں سے کسی وجہ میں۔ چیز مشابہت رکھتی ہے۔''

بشر نے کہا: ''ہاں۔'' اسحاق نے کاتب کو حکم دیا: ''جو کچھ انہوں نے کہا ہے، وہ لکھ لو۔''

اسحاق نے پھر علی بن ابی مقاتل سے کہا: ''آپ کیا کہتے ہیں؟''

علی: ''اس موضوع پر امیر المؤمنین سے میری بات چیت آپ خود ایک سے زائد بار سماعت فرما چکے ہیں۔ میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں۔'' اسحاق نے ان کا بھی ایک رقعہ کی تحریر پڑھ کر امتحان لیا۔ تو علی بن ابی مقاتل نے اس نوشتے کے مضمون کا اقرار کیا۔ پھر اسحاق نے پوچھا: ''قرآن مخلوق ہے؟'' کہا: ''قرآن اللہ کا کلام ہے۔'' اسحاق بولا: ''میں آپ سے اس کی بابت نہیں پوچھ رہا۔'' کہا: ''قرآن اللہ کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین نے ہمیں کسی چیز کا حکم دیا تو ہم سمع واطاعت کریں گے۔'' اس پر اسحاق نے کاتب سے کہا: ''ان کی بات لکھ لو۔''

پھر اسحاق نے ذیال سے تقریباً اسی قسم کی بات کی جو اس نے علی بن ابی مقاتل سے کی تھی۔ ذیال نے بھی اسی قسم کا جواب دیا۔

پھر اسحاق نے ابوحسان زیادی سے کہا: ''آپ کے پاس کیا ہے؟''

حسان: ''آپ جو چاہیں دریافت کریں۔''

اسحاق نے اس کے سامنے رقعہ پڑھا تو ابوحسان نے رقعہ کے نفس مضمون کا اقرار کیا۔

پھر کہا: ''جو اس قول کا قائل نہ ہو تو وہ کافر ہے۔''

اسحاق: ''کیا قرآن مخلوق ہے؟''

ابوحسان: ''قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور امیر المومنین ہمارے امام ہیں اور ہم نے عامۃ العلم سے یہی سنا ہے۔ جب کہ امیر المومنین نے وہ سنا ہے جو ہم نے نہیں سنا اور ان کے علم میں وہ کچھ آیا ہے جو ہمارے علم میں نہیں آیا۔ اللہ نے ہمارا معاملہ ان کے ذمے کیا ہے۔ پس وہ ہمارے حج اور نماز کی امامت وقیادت کرنے والے ہیں اور ہم اپنے مالوں کی زکوۃ انہی کو ادا کرتے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں۔ ہم آپ کی امامت وقیادت کو درست مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیں حکم دیں تو ہم حکم کی تعمیل کریں گے اور اگر ہمیں کسی کام سے باز رکھیں گے تو ہم رک جائیں گے۔''

Marfat.com

اسحاق: ''کیا قرآن مخلوق ہے؟'' (ابوحسان نے اپنی پہلی والی بات دہرائی) یہ امیرالمومنین کا ارشاد ہے۔

ابوحسان: ''ہوسکتا ہے کہ یہ انہی کا ارشاد ہو مگر وہ اس عقیدے کا لوگوں کا حکم نہ دیتا ہو۔ اور اگر آپ نے مجھے یہ اطلاع دی کہ امیرالمومنین نے آپ کو حکم دیا ہے کہ میں وہی کہوں جس کا آپ مجھے حکم دے رہے۔ تو یقیناً امیرالمومنین کے بارے میں آپ کی اطلاع دینے میں ثقہ وقابل اعتماد ہیں۔''

اسحاق: ''آپ نے مجھے اب تک کوئی پیغام پہنچانے کا حکم نہیں دیا۔''

ابوحسان: ''میرے پاس سمع وطاعت کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا آپ مجھے حکم دیجیے کہ کیا میں تعمیل حکم بجالاؤں۔''

اسحاق: ''انہوں نے مجھے آپ لوگوں کو کوئی حکم دینے کا نہیں کہا بلکہ انہوں نے مجھے آپ لوگوں کا امتحان لینے کا حکم دیا ہے۔''

پھر اسحاق نے احمد بن حنبل سے کہا: ''آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''

احمد بن حنبل: ''اللہ کا کلام۔''

اسحاق: ''کیا وہ مخلوق ہے؟''

احمد بن حنبل: ''اللہ کا کلام ہے۔ میں اس پر کچھ اضافہ نہیں کروں گا۔''

پھر اسحاق نے احمد بن حنبل کا امتحان رقعہ میں درج تحریر سے لیا۔ جب وہ تحریر کے مقام ''لیس کمثله شیئ'' تک پہنچا تو پڑھا ''وھو السمع البصیر'' اور انہوں نے یہ کہا: ''ولا شبهه شیئ من خطة فی معنیٰ من الثانی ولا وجه من الموجوه'' ان پر ابن البکا الاصغر نے اعتراض کیا اور کہا: ''اللہ آپ کا بھلا کرے اور یقیناً کہتا ہے سمیع کان سے ہے اور بصیر آنکھ میں سے ہے۔''

اس پر اسحاق نے احمد سے کہا: ''آپ کا سمیع بصیر کہنے کا مطلب کیا ہے؟''

احمد بن حنبل: ''وہ ویسا ہے جیسا کہ اس نے اپنا وصف خود بیان فرمایا ہے۔''

اسحاق: ''اس کا معنی کیا ہے؟''

احمد بن حنبل: ''میں نہیں جانتا کیا وہ ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کا وصف بیان فرمایا ہے۔''

بعدازاں اسحاق نے تمام اہل علم کو فرداً فرداً بلایا۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا۔ القرآن

Marfat.com

کلام اللہ (قرآن اللہ کا کلام ہے) سوائے قتیبہ، عبیداللہ بن محمد بن الحسن، ابن علیہ اکبر، ابن البکاء، عبدالمنعم بن ادریس، وھب بن منبہ کا بھانجا، مظفر بن مرجی، قاضی رقہ (جو عمر بن الخطاب کی نسل سے تھے) اور احمد بن الاحمر۔

تاہم ابن البکاء الاکبر نے کہا: ''قرآن مجعول (بنایا گیا) ہے۔ کیونکہ اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا ہے انا جعلناہ قرانا عربیا زخرف۔ ہم نے اسے قرآن عربی بنایا ہے اور قرآن محدث ہے اس ارشاد الٰہی کی وجہ سے۔ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ (الانبیاء:۲) ان کے پاس جو بھی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے آتی ہے۔'' اسحاق نے کہا: ''مجعول مخلوق ہے؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''اور قرآن مخلوق ہے؟'' کہا: ''میں مخلوق نہیں کہتا مگر وہ مجعول ہے۔''

اب اسحاق نے ابن البکاء الاکبر کا بیان بھی اور تمام علما کے شخصی بیانات ایک ایک عالم کے لکھ لیے اور یہ تمام تحریری مواد مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ مامون نے اس کے جواب میں تمام علما وقضاۃ کی مذمت کی۔ ہر ایک عالم کا تذکرہ کیا، اس پر عیب گیری کی اور اس پر اعتراضات کیے اور پھر اس نے اسحاق کو حکم دیا کہ وہ بشر بن ولید اور ابراہیم بن عہدی کو حاضر کرے اور دونوں کا امتحان لے۔ اگر تو وہ مثبت جواب دیں تو ٹھیک ورنہ دونوں کی گردنیں اڑا دیں۔ باقی رہے وہ علماء جو ان دونوں کے ماسواء ہیں تو ان میں سے جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو جائے تو ٹھیک ورنہ انکار کرنے والوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر مامون کے جنگی کیمپ بھیج دیں۔ ان کی حفاظت کے لیے کچھ نفری بھی ان کے ساتھ ہو۔

اسحاق نے انہیں حاضر کیا اور مامون کے نئے حکم سے مطلع کیا۔ چار آدمیوں کے سوا سب نے مامون کا پیش کردہ عقیدہ قبول کر لیا۔ چار نہ ماننے والے تھے۔ احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری اور محمد بن نوح المضروب۔ اسحاق کے حکم پر ان چاروں کو آہنی زنجیروں میں جکڑا گیا۔ اگلے روز اسحاق نے انہیں زنجیروں میں ہی طلب کیا اور ان پر از سر نو جانچ کا عمل دہرایا۔ اب سجادہ اور قواریری نے مامون کے عقیدوں کو قبول کر لیا تو اسحاق نے انہیں زنجیروں سے آزاد کرا کے رہا کر دیا۔ جب کہ احمد بن حنبل اور محمد بن نوح اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑا گیا اور طرطوس روانہ کر دیا گیا۔ اسحاق نے مامون کے نام اپنے تحریری عریضے میں علما کے جوابات اور ان کی تاویلات درج کیں تو مامون نے اسحاق کے نام اپنے مکتوب میں کہا: مجھے بشر بن الولید کے بارے میں یہ معلوم

Marfat.com

ہوا کہ اس نے اس آیت کی تاویل کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے عمار بن یاسر کے بارے میں نازل فرمائی ہے: اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّم بِالْاِیْمَانِ (النحل ۱۰۶) "وہ مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو تو خیر۔" بشر نے اپنی تاویل میں غلطی کی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مراد اس آیت میں وہ شخص ہے جو ایمان کا معتقد ہو اور شرک کو ظاہر کرنے والا ہے۔ البتہ جو شخص شرک کا عقیدہ رکھتا ہو مگر ایمان کا اظہار کرنے والا ہو تو یہ رعایت اس شخص کو حاصل نہیں۔

اسحاق نے ان تمام حضرات کو طرسوس بھیج دیا تا کہ وہ اس میں اس وقت تک مقیم رہیں جب تک کہ امیر المومنین رومی ملک سے واپس تشریف نہیں لاتے۔ چنانچہ اسحاق نے ان تمام علماء وفضلاء کو حاضر کیا اور سب کو لشکر گاہ کی طرف روانہ کیا۔ ان حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابوحسان الزیادی، بشر بن ولید، فضل بن غانم، علی بن مقاتل، ذیال بن ہیثم، یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری، علی بن الجعد، ابوالعوام، سجادہ، قواریری، ابن الحسن بن علی بن عاصم، اسحاق بن ابی اسرائیل، نضر بن شمیل، ابونصر التمار، سعدویہ الواسطی، محمد بن حاتم بن میمون، ابومعمر بن الھرش، ابن فرخان، احمد بن شجاع، ابوہارون بن البکاء۔

جب یہ حضرات رقہ پہنچے تو انہیں مامون کی موت کی خبر پہنچی۔ چنانچہ یہ لوگ بغداد کی طرف لوٹے۔

مامون کی موت اور اس کی وصیت

اس سال مامون اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں اس نے وفات پائی یعنی ۱۳ جمادی الآخر میں۔

اس کی موت کا سبب یہ تھا جیسا کہ سعد بن علاّف نے بیان کیا ہے۔ اس کا بیان ہے مامون نے ایک دن مجھے بلایا۔ تو میں نے اسے بذندون کی ایک جانب بیٹھے پایا، جب کہ معتصم اس کے دائیں طرف بیٹھا تھا اور دونوں نے اپنے پاؤں پانی میں لٹکا رکھے تھے۔ مامون نے مجھے بھی پانی میں پاؤں لٹکانے کا حکم دیا اور فرمایا: "اس پانی کو چکھئے۔ کیا آپ نے اس سے بھی زیادہ میٹھا پانی دیکھا ہے؟ یا اس سے بھی زیادہ صاف یا اس سے سخت ٹھنڈا؟" میں نے حکم کی تعمیل کی اور عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! میں نے اس جیسا کبھی نہیں دیکھا۔" فرمایا: "اس پانی کے بعد کون سی چیز کھائی اور پی جائے؟" بندہ نے عرض کیا: "امیر المؤمنین! زیادہ بہتر جانتے ہیں۔" فرمایا: پکی ہوئی "آزاذ" کھجوریں۔"

Marfat.com

آپ جب یہ ارشاد فرما ہی رہے تھے تو ڈاک کے جانوروں کی لگاموں کے کھینچنے کی آوازیں سنائی دیں۔ آپ متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ڈاک کے خچروں پر تھیلے لدے ہیں جن میں تحائف ہیں ۔ آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا دیکھو اگر ان تحائف میں پکی ہوئی ''آزاذ'' کھجوریں ہوں تو لے آؤ۔ وہ خادم گیا اور واپس آیا تو اس کے پاس دو ٹوکریاں تھیں، جن میں پکی ہوئی ''آزاذ'' کھجوریں تھیں گویا کہ یہ اسی لمحے چنی گئی ہوں ۔ اس پر مامون نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب کہ ہم سب نے اظہارِ تعجب کیا۔ ہم نے کھجوریں کھائیں اور وہ پانی پیا۔ مگر ہم میں سے ہر ایک کو بخار ہوا۔ مامون کی موت اسی مرض سے ہوئی۔ معتصم بھی مسلسل مریض رہا حتی کہ وہ عراق میں داخل ہو گیا۔ جب کہ میں بھی ایک مدّت تک بیمار رہا۔

مامون جب بیمار ہوا تو اس نے حکم دیا کہ عبداللہ المامون امیر المؤمنین اور ان کے بھائی اور ان کے بعد بننے والے خلیفہ ابو اسحاق بن ہارون الرشید (یعنی معتصم باللہ) کی طرف سے تمام صوبوں میں خطوط لکھ کر بھیجے جائیں۔ مامون نے اپنے بیٹے عباس کی موجودگی میں اور فقہاء، قاضیوں اور فوجی افسروں کے روبرو معتصم کو وصیّت کی۔ شہادت اقرارِ وحدانیت، بعث، جنّت، دوزخ اور نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام پر صلاۃ کے بعد وصیّت یہ تھی۔

بندہ معترف ہے، گنہگار ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور ڈرتا بھی ہوں۔ البتّہ جب میں اللہ کی عفو کو یاد کرتا ہوں تو امید کرتا ہوں اور جب میں مر جاؤں تو میرے منہ کو سیدھا کر دو، میری آنکھیں بند کر دو، مجھے اچھی طرح وضو کراؤ اور مجھے اچھی طرح پاک صاف کر کے غسل دو۔ مجھے اچھی طرح کفن پہناؤ۔ پھر اسلام کی دولت نصیب ہونے پر بکثرت اللہ کی حمد و ثناء کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کی بخوبی شناخت کرو جو اس نے محمد ﷺ کے سلسلے میں کی کہ ہمیں آپ کی امت مرحومہ میں سے کر دیا۔ پھر مجھے میری چارپائی پر لٹاؤ۔ پھر میرے جنازے اور دفنانے کے سلسلے میں عجلت سے کام لو۔ چاہیے کہ آپ لوگوں میں سے میری نماز جنازہ وہ پڑھائے جو نسب کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ قریب اور عمر میں آپ لوگوں میں سے، سب سے بڑا ہو۔ چاہیے کہ وہ پانچ تکبیریں کہے، پھر میرا جنازہ اٹھا لو اور مجھے میرے گڑھے تک پہنچا دو۔ مجھے قبر میں وہ اتارے جو آپ لوگوں میں سے قرابت و رشتہ داری میں میرے سب سے قریب ہو اور محبّت میں سب سے بڑھ کر ہو۔

Marfat.com

اللہ کی حمد وثناء اور اس کا ذکر بکثرت کرو۔ پھر مجھے میری دائیں کروٹ کے بل لٹادو اور میرا منہ قبلہ کی طرف پھیر دو۔ پھر میرے سر اور پاؤں سے کفن کھول دو۔ پھر لحد کو بند کر دو اور میرے پاس سے نکل جاؤ اور مجھے اور میرے عمل کو تنہا چھوڑ دو۔ آپ سب میرے کسی کام نہیں آسکیں گے اور نہ ہی کسی ناگوار چیز سے مجھے بچاسکیں گے۔ پھر آپ سب لوگ کھڑے ہو جاؤ۔ اور کلمہ خیر کہو اگر آپ لوگ جانتے ہو اور میرے بارے میں برا کہنے سے باز رہو اگر آپ لوگ میرے بارے میں کسی برائی سے واقف ہو۔ اس لیے کہ آپ لوگوں کی گفتار کے مطابق ہی میری پکڑ اور گرفت ہوگی۔ میری قبر کے پاس کسی رونے والی کو نہ رہنے دو۔ اس لیے کہ جس شخص پر ماتم اور بین کیے جاتے ہیں، اسے عذاب دیا جاتا ہے۔

اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے نصیحت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے بارے میں جو فناء کے سلسلے میں حتمی فیصلہ فرمادیا ہے، اس کے بارے میں سوچا اور ان پر موت کا فیصلہ فرمادیا ہے۔ موت جو کہ ناگزیر ہے۔ پس اللہ کے لیے حمد وتعریف ہے جو بقاء کے ساتھ یکتا ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کے بارے میں فناء کا فیصلہ فرمادیا ہے۔

پھر ہر انسان کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ باوجودیکہ مجھے خلافت کی عزّت حاصل تھی، اس کے باوجود جب اللہ کا حکم آگیا تو کوئی چیز میرے کسی کام آئی؟ نہیں اللہ کی قسم، بلکہ حساب میرے ذمّے منصبِ خلافت کی وجہ سے دوچند ہوا۔ اے کاش کہ عبداللہ بن ہارون (یعنی مامون) بشر نہ ہوتا بلکہ اے کاش کہ وہ کوئی مخلوق ہی نہ ہوتا۔

اے ابواسحاق! میرے قریب آ، اور جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، اس سے عبرت پکڑو اور قرآن واسلام کے مطابق اپنے بھائی کے کردار کی پیروی کرو اور خلافت کی خاطر کام کرو۔ اس لیے کہ اللہ نے خلافت کا طوق تمھیں پہنا دیا ہے اور یہ ذمّہ داری تمھارے سپرد کر دی ہے۔ اس شخص کی مانند عمل کرو جو اللہ کی خاطر کام کا ارادہ کرنے والا ہو اس کے عقاب وعذاب سے ڈرنے والا ہو۔ اللہ کے بارے میں اور اس دی ہوئی مہلت کے بارے میں کسی دھوکے میں نہ پڑنا، یوں سمجھو کہ موت تجھ پر نازل ہو چکی ہے۔ تم رعیّت کے معاملے میں غفلت نہ کرنا، عوام کا خاص خیال رکھنا۔ یقیناً اقتدار وحکومت رعایا کی بدولت ہے۔ اور آپ نے ان کی نگرانی ونگہبانی کی ذمّہ داری اٹھالی ہے۔ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور دیگر تمام مسلمانوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرنا۔ آپ کے پاس جب بھی کوئی ایسا معاملہ

Marfat.com

پہنچے، جس میں مسلمانوں کی مصلحت ومفاد ہوتو آپ اس پر عمل درآمد کریں اور اس معاملے کو اپنی اغراض وخواہشات پر ترجیح دیں۔ رعایا کے طاقت وروں سے کم زوروں کے لیے حقوق لینا، اور کسی معاملے میں ان پر زیادتی نہ کرنا۔ اپنی رعایا کے مابین حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔ انہیں اپنے نزدیک کرنا۔ میری قبر کے پاس سے جلد کوچ کر جانا اور عراق میں موجود اپنے دارالحکومت میں پہنچ جانا۔ ان لوگوں پر نظرِ کرم کرنا، جن کے علاقے میں آپ موجود ہیں۔ ان سے کسی بھی وقت غافل نہ ہونا۔ خرمیہ کے خلاف دوراندیش، سختی اور شدت وصلابت کے ساتھ جہاد کرنا اور اس مقصد کی خاطر اموال اور لشکروں کو احتیاط سے استعمال کرنا۔ اگر خرمیہ کے خلاف جہاد طول پکڑ جائے اور ان کا فتنہ باقی رہے تو ان کا سر کچلنے کے لیے اپنے حامیوں اور مددگاروں کو متعین کر دینا۔ اس بارے میں پہلے سے ہی اپنی نیت درست رکھنا اور اس جہاد پر اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کا امیدوار رہنا۔''

پھر ایک گھنٹے بعد جب درد شدید ہوگیا اور اللہ کے امر نافذ ہونے کا احساس ہوا تو معتصم کو بلوایا اور فرمایا: ''اے ابا اسحاق! تجھ پر اللہ کا عہد ومیثاق اور رسول اللہ ﷺ کا ذمہ ہے کہ تو اللہ کے بندوں کے بارے میں اس کے حق کو ضرور قائم کرے گا اور یہ کہ تو اللہ کی فرمان برداری کو اس کی نافرمانی پر ضرور ترجیح دے گا۔ اس لیے کہ میں نے اس بارِ خلافت کو دوسروں سے لے کر تمہاری جانب منتقل کیا ہے۔''

ابواسحاق نے کہا: ''یا اللہ، ٹھیک ہے۔'' مامون نے فرمایا: ''یہ امیرالمؤمنین حضرت علیؓ کی اولاد میں سے تیرے بنی عمّ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں ہوں۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا، اور ان کے خوب کاروں کی اچھائیوں کو قبول کرنا اور ہر سال انعامات کے مواقع پر انہیں انعامات سے نوازنے سے غافل نہ ہونا۔ ان کے حقوق مختلف ومتعدّد وجوہ سے واجب ہوتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرنا جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر یہ کہ آپ لوگ مسلمان ہو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کی خاطر عمل کرو۔ اپنے تمام امور ومعاملات میں اللہ سے ڈرو۔ میں آپ لوگوں کو اور اپنے آپ کو بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور مجھ سے ہونے والے تمام گناہوں پر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ یقیناً جانتا ہے کہ میرے گناہوں پر میری ندامت کیسی ہے۔ میں اپنے بڑے بڑے گناہوں پر اسی کی ذات پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ

Marfat.com

بہترین وکیل وکارساز ہے۔ اللہ کی رحمتیں ہوں حضرت محمد نبی رحمت وہدایت پر۔"

مامون کی وفات، اس کی عمر اور حلیہ

اس سال رجب کی بارہ راتیں باقی تھیں کہ مامون نے وفات پائی۔ آپ کے مرض نے جب شدت اختیار کی اور موت نزدیک آئی۔ آپ کے پاس جو موجود تھا، وہ آپ کو تلقین کر رہا تھا، اس نے آپ کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا اس وقت طبیب ابن ماسویہ آپ کے پاس حاضر تھا۔ طبیب نے اس کلمہ شہادت پڑھنے والے آدمی سے کہا: "انہیں چھوڑ دیجئے۔ آپ اس حالت میں اپنے پروردگار اور مانی کے مابین فرق کرنے سے قاصر ہیں۔" یہ سن کر مامون نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اور طبیب کو پکڑنے کا ارادہ کیا مگر ایسا کرنے سے عاجز رہے۔ پھر آپ نے کلام کیا اور کہا: "اے وہ جس نے نہیں مرنا، مرنے والے پر رحم فرما۔" پھر اسی لمحے وفات پائی۔

آپ نے جب وفات پائی تو آپ کے صاحبزادے عباس اور آپ کے بھائی معتصم آپ کو لیے طرسوس پہنچے اور دونوں نے آپ کو ہارون الرشید کے خادم خاقان کے گھر میں دفن کر دیا۔ معتصم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ان حضرات نے باشندگانِ طرسوس وغیرہ میں سے کچھ کو آپ کی قبر کی حفاظت سونپی۔ قبر کے محافظوں کی تعداد ایک سو تھی۔ ہر ایک کے لیے نوّے درہم تنخواہ مقرر ہوئی۔

آپ کی مدّتِ خلافت ۲۰ سال ۵ مہینے اور ۲۰ دن تھی سوائے اس مدّت کے لیے جب مکّہ میں آپ کے حق میں خطبہ پڑھا گیا اور جب آپ کا بھائی امین بغداد میں محصور تھا۔

آپ کی پیدائش نصف ربیع الاوّل ۱۷۰ھ میں ہوئی۔ کنیّت ابوالعباس تھی۔ آپ کا رنگ سفید، قد میانہ تھا۔ آپ خوبصورت تھے۔ ڈاڑھی لمبی اور پتلی تھی۔ آپ کے بالوں میں سفید اور سیاہی برابر تھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا رنگ گندمی تھا جس پر زردی غالب تھی۔ آپ کبڑے تھے، آپ کی دونوں بھوؤں کے درمیان کا فاصلہ تنگ تھا اور آپ کے گال پر کالا تل تھا۔

مامون کا کردار وسیرت

محمد بن صالح سرخسی کا بیان ہے شام کے علاقے میں ایک شخص بارہا مامون کے سامنے

Marfat.com

حاضر ہوا اور عرض کیا: ''آپ عرب شام کو بھی اسی نظر کرم سے دیکھیے جس نظر سے آپ نے عجم خراسان کو دیکھا ہے!'' مامون نے جواب دیا: ''تم نے یہ بات مجھے بہت دفعہ کہی ہے، اللہ کی قسم میں نے جب قبیلہ قیس کو ان کے گھوڑوں کی پیٹھوں سے اتارا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرے بیت المال (خزانے) میں ایک درہم بھی باقی نہیں رہا۔ یعنی فتنہ ابن شبت عامری کے دوران۔ باقی رہا یمن تو اللہ کی قسم میں نے اس سے کبھی محبت نہیں کی اور نہ کبھی یمن نے مجھ سے محبت کی ہے۔ جہاں تک قضاعہ کا تعلق ہے تو اسی کے سردار و اکابر کسی سفیانی (اموی) کا ہی انتظار کرتے ہیں تاکہ وہ اس کے حامیوں میں شامل ہو جائیں۔ جہاں تک ربیعہ کا تعلق ہے تو وہ اپنے رب سے اس وقت سے ناراض ہیں جب سے اللہ نے اپنا نبی ﷺ مضر سے مبعوث فرمایا ہے۔ اور جب بھی دو آدمی بغاوت کرتے ہیں تو ان میں سے ایک ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تم سے نبٹے، ایک طرف ہو جاؤ۔''

سعید بن زیاد کا بیان ہے کہ جب وہ دمشق میں مامون کے پاس پہنچا تو مامون نے اس سے کہا: ''مجھے وہ مکتوب دکھایئے جسے رسول اللہ ﷺ نے لکھا۔'' چنانچہ میں نے آپ کو وہ خط دکھایا تو آپ نے کہا: ''میں یہ جاننے کا متمنی ہوں کہ اس مہر پر یہ پردہ کیسا ہے اور کس چیز سے بنا ہے؟'' اس پر معتصم نے آپ سے عرض کیا: ''اس گرہ کو کھول لیجیے تاکہ آپ اس پردہ کے بارے میں علم ہو جائے!'' فرمایا: ''میں اس میں شک نہیں کرتا کہ نبی کریم ﷺ نے ہی اس گرہ کو باندھا ہے مگر میں اس گرہ کو کھولنے والا نہیں ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ پھر آپ نے واثق سے فرمایا یہ مہر لو اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھو۔ امید ہے کہ اللہ تمھیں شفا دے گا!'' مامون اس مہر کو بار بار اپنی آنکھوں پر رکھنے اور رونے لگا۔

اسحاق بن ابراہیم کے رفیق العیشی کا بیان ہے میں دمشق میں مامون کے ساتھ تھا، اس کے پاس مال اتنا کم ہو گیا تھا کہ وہ تنگ دست ہو گیا تھا۔ اس نے معتصم سے اس بات کا شکوہ کیا۔ معتصم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! گویا کہ مال آپ کے پاس پہنچا ہی جاتا ہے اور جمعہ کے بعد آپ کے پاس مال پہنچ جائے گا۔ مامون کی طرف خراج کی رقم ارسال کر دی گئی تھی اور وہ پہنچنے ہی والی تھی۔ اس رقم کی مقدار تھی تین کروڑ۔ جب مال آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے یحیٰی بن اکثم سے فرمایا آیئے ہمارے ساتھ کہ ہم یہ مال ملاحظہ کریں۔ چنانچہ دونوں حضرات یہ مال معائنہ کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ مال کو بہت ہی خوبصورت انداز سے سجایا اور آراستہ کیا گیا تھا۔ مال جن اونٹوں پر لدا تھا ان کو بھی زیورات

Marfat.com

پہنائے گئے تھے۔ خلیفہ مامون نے کسی اچھی خوبصورت چیز کی طرف دیکھا اور بکثرت دیکھا اور اس پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ لوگ خلیفہ کو یوں مسرور و مگن دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ اس موقع پر مامون نے کہا: ''اے ابو محمد! ہم مال لے کر چلے جائیں گے تو ہمارے ساتھی ناکام پلٹیں گے۔ یقیناً یہ کمینگی ہے۔'' پھر آپ نے محمد بن یزداد کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: ''فلاں خانداں کو دس لاکھ درہم دینے کی دستاویز تیار کرو۔ اور آلِ فلاں کو بھی اس مقدار میں دو اور آلِ فلاں کو بھی اس مقدار میں دو۔'' مامون مسلسل اسی طرح ہی حکم دیتا رہا، یوں اس نے اپنے گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھے اس نے دو کروڑ چالیس لاکھ تقسیم کر دیے۔ پھر فرمایا: ''باقی رقم المعلّی کو دو کہ وہ ہمارے لشکر میں بہ طور تنخواہ تقسیم کر دے۔''

العیشی نے کہا: ''میں کھڑا آپ کی آنکھوں کی جانب مسلسل دیکھ رہا تھا۔'' جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اس صاحب کے لیے ۵۰ ہزار درہم جاری کر دو۔'' چنانچہ یہ رقم میں نے وصول کر لی۔

محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ بصرہ میں ایک شاعر تھا۔ وہ ظریف، خبیث اور منہ پھٹ تھا۔ اس کا تعلق بنی تمیم بن سعد سے تھا۔ میں اس سے مانوس تھا اور دل لگی کے لیے اس کے کلام کا دلدادہ تھا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا: ''آپ ایک ظریف شاعر ہیں جب کہ مامون ایک بھرپور بادل سے بھی بڑھ کر زیادہ سخی ہے، تو آپ کیوں اس کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے؟'' اس نکتہ آفرین شاعر نے جواب دیا: ''میرے پاس سواری کا جانور نہیں۔'' میں نے کہا: ''میں آپ کو سواری کا جانور اور خرچہ دیتا ہوں۔''

چنانچہ میں نے اسے ایک اصیل سواری کا جانور اور تین سو درہم دیے۔ اس نے ایک ارجوزہ تیار کیا جو زیادہ طویل نہ تھا۔ پھر وہ مامون کی طرف روانہ ہوا۔ (شاعر کا بیان ہے)

میں مامون کی طرف روانہ ہوا، معلوم ہوا کہ وہ سَلَغُوس میں قیام پذیر ہے۔ میں نے عمدہ پوشاک زیبِ تن کی اور لشکر گاہ کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ادھیڑ عمر شخص ایک پھرتیلا اور چاک و چوبند خچر پر سوار ہے۔ وہ یکدم میرے سامنے آیا تو میں اپنی نظم گنگنا رہا تھا۔

آدمی: ''السلام علیک۔''

میں: ''علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

آدمی: ''اگر آپ چاہیں تو رک جایئے۔'' (میں رکا تو اس شخص سے کستوری اور عنبر کی مہک اٹھی۔)

Marfat.com

آدمی: ''آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟''

میں: ''میں مضر میں سے ایک ہوں۔''

آدمی: ''ہم بھی مضر سے ہیں؟ پھر کس سے ہو؟''

میں: ''بنو تمیم سے۔''

آدمی: ''تمیم کے بعد کس سے؟''

میں: ''بنو سعد سے۔''

آدمی: ''آپ کیسے آئے؟''

میں: ''اس بادشاہ کے پاس حاضری کا قصد ہے، میں نے اس جیسا سخی اور کھلی ہتھیلی والا نہیں دیکھا۔''

آدمی: ''آپ اس کے پاس کیوں جانا چاہتے ہیں؟''

میں: ''عمدہ شعر سنانے جس کی ادائیگی سے منہ کو لذّت ملتی ہے اور جس سے معین کے کانوں میں رس گھلتا ہے۔''

آدمی: ''سو مجھے آپ وہ اشعار سنایئے!''

میں غصہ ہو گیا اور بولا: اے رکیک (گھٹیا انسان) میں نے تجھے بتایا ہے کہ میں نے خلیفہ کی خدمت میں مدح وثناء کے اشعار لے جانے کا قصد کیا ہے اور تم کہہ رہے کہ وہ اشعار مجھے سناؤ۔

(اس آدمی نے اس میری بات کو نظر انداز کیا اور اس کا جواب نہ دیا۔)

آدمی: آپ کو اس سے کتنی رقم کی امید ہے؟

میں: ایک ہزار دینار، جیسا کہ مجھے اس کی سخاوت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

آدمی: میں آپ کو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اگر میں نے شعروں کو عمدہ پایا اور کلام شیریں محسوس ہوا یوں میں آپ کو مشقت سے بچالوں گا کہ آپ خلیفہ تک پہنچیں، جب کہ آپ اور خلیفہ کے مابین دس ہزار تیر انداز اور نیزہ بردار حائل ہیں۔

میں: ''آپ پر اللہ کی قسم ہے کہ آپ میری خاطر یہ ضرور کیجئے۔''

آدمی: ''جی ہاں، مجھے اللہ کی قسم، کہ میں تمھاری خاطر ایسا کروں گا۔''

چنانچہ میں نے اسے درج ذیل اشعار سنائے:

Marfat.com

ترجمہ اشعار:

[مامون! اے شریف احسانات والے اور عظیم مرتبے کے مالک انسان، اے لشکرِ جرار کے کماندارِ اعلیٰ، کیا آپ ایک عمدہ دل کش ارجوزہ (بحر رجز میں لکھی گئی نظم) میں دل چسپی رکھتے ہیں۔ ایسی نظم اور ایسی شاعری جو ابوحنیفہ کی فقہ سے بھی زیادہ دل چسپ ہے، نہیں، مجھے اس ذات کی قسم، جس کے آپ خلیفہ و نائب ہیں۔ ہماری سرزمین میں کسی کم زور عورت پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ ہمارے امیر کی تنخواہ اور راشن کم ہے۔ وہ سوائے وظیفہ و مشاہدے کے کچھ نہیں کماتا، پس بھیڑیا اور دنبی ایک چھپر تلے کھڑے ہوتے ہیں جب کہ سوداگر اور چور ایک ہی چادر میں ہوتے ہیں۔]

اللہ کی قسم، جونہی میں اس آخری مصرعے پر پہنچا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ تقریباً دس ہزار شہسواروں نے افق کو بند کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں: "السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔" یہ سن کر مجھے کپکپی نے آ لیا۔ اس آدمی نے اِس حالت میں مجھے دیکھا اور بولا: "اے میرے بھائی، آپ کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔" میں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے۔ کس نے عربوں میں ق کی جگہ ک کو داخل کیا؟"

مامون: "حمیر نے۔"

میں: "اللہ حمیر پر لعنت کرے اور اس پر بھی لعنت کرے جو آج کے دن کے بعد یہ بولی استعمال کرے۔"

مامون ہنس پڑا اور اس نے اپنے ساتھ موجود خادم سے کہا: "جو کچھ تمہارے پاس موجود ہے وہ اسے دے دو۔"

خادم نے ایک بوری لگائی۔ اس میں تین ہزار دینار تھے۔ میں نے وہ دینار لے لیے اور اپنے گھر کی راہ لی۔

شاعر نے جو مامون سے ق کی جگہ ک لانے کی بابت دریافت کیا تھا، تو اس سے وہ یہ واضح کا ارادہ کر رہا تھا کہ میں تو دراصل یا رقیق (اے نرم دل ورحم دل) کہنا چاہتا تھا مگر میرے منہ سے ق کی جگہ ک نکلا اور میں نے یا رکیک (اے گھٹیا انسان) کہہ دیا۔

Marfat.com

عُمارہ بن عقیل نے کہا: ''میں نے مامون کی خدمت میں ایک سو اشعار پر مشتمل قصیدہ پڑھا۔ میں نے ابھی شعر کا پہلا حصّہ (صدر) ہی پڑھا تھا کہ اس نے مجھ سے پہلے ہی اس کا وہ قافیہ پڑھ دیا جو میں نے باندھا تھا۔'' اس پر میں نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم، اے امیرالمؤمنین! اسے کسی نے مجھ سے کبھی نہیں سنا۔'' اس پر مامون نے فرمایا: ''ایسے ہی ہونا چاہیے۔'' پھر مجھ سے فرمایا: ''کیا آپ تک یہ قصہ نہیں پہنچا کہ عمر بن ابی ربیعہ نے عبداللہ بن عباس کے سامنے وہ قصیدہ پڑھا، جس میں یہ مصرعہ ہے: تشطُ غداً دار جیراننا۔''

تو حضرت ابن عبّاس نے فرمایا: ''یقیناً آیندہ کل کے بعد گھر بہت ہی دُور ہے۔'' پھر وہ قصیدہ پڑھا جس کا قافیہ ابن عباس نے پڑھا تھا۔ پھر مامون نے کہا: ''میں انہی عبداللہ بن عباس ہی کا فرزند ہوں۔'' بیان کر مامون نے کہا: (ترجمہ اشعار)

[میں نے تجھے سفیر بنا کے بھیجا تھا مگر تم اس (محبوبہ) پر نظر ڈالنے میں کامیاب ہو گئے، لہٰذا تم نے میری محبوبہ سے سرگوشیاں کر لیں، جب کہ میں محبوبہ سے دور تھا۔ پس اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے قرب ونزدیکی میرے کسی کام نہیں آئے گی۔ میں محبوب کا اثر تمہاری آنکھوں پر واضح طور پر دیکھ رہا ہوں، تمہاری دونوں آنکھیں محبوب کی آنکھ سے حسن اخذ کر چکی ہیں۔]

یہ بھی کہا گیا ہے مامون نے یہ معانی ومفہوم عباس بن احنف کے اشعار سے لیے ہیں۔ اس نے ان معانی کو یوں بیان کیا ہے: (ترجمہ اشعار)

[اگر میری آنکھیں محبوب کی زیارت اور درشن سے محروم رہیں تو کوئی پریشانی کی بات نہیں، مگر میرے ایلچی کی آنکھ نے میری محبوبہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے اور مجھے اس خوشخبری کو سن کر احساسِ کامرانی ہوا ہے۔ جب بھی میرا ایلچی میری محبوبہ سے مل کر میرے پاس آیا تو میں نے جان بوجھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ اے میرے سفیر! میری آنکھیں عاریتاً لے لو اور ان سے میری محبوبہ کو دیکھنا اور پھر میری نگاہ میں من مانی کرنا۔]

کہا گیا ہے الیزیدی نے ایک دن مامون کے حضور اپنے مقروض ہونے کی شکایت کی تو مامون نے کہا: ''ان دنوں ہمارے پاس اتنا کچھ نہیں کہ ہم آپ کو دے تو اس سے آپ کا مقصد حاصل ہو

Marfat.com

جائے۔'' الیزیدی نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! میرے قرض خواہوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔'' مامون نے جواب دیا: ''اپنے لیے کوئی ایسی بات سوچ لو کہ اس سے تمھیں نفع پہنچے۔'' عرض کیا: ''آپ کے بہت سے ندیم ہیں کہ اگر آپ ان میں سے کسی ایک کو بھی متحرک کر دیں تو اس سے مجھے بہت نفع پہنچ جائے گا۔'' خلیفہ مامون نے کہا: ''میں یہ کام کرتا ہوں۔'' یزیدی نے عرض کیا: ''جب آپ کے ندماء آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو آپ فلاں خادم کو حکم دینا کہ وہ میرا رقعہ آپ کی خدمت میں پہنچادے، جب آپ میرا رقعہ پڑھیں تو آپ مجھے یہ پیغام بھیجیں۔ آپ کا اس وقت میرے پاس آنا مشکل ہے تاہم آپ اپنے لیے اپنے کسی پسندیدہ شخص کو چن لیجیے۔'' مامون نے جواباً کہا: ''میں ایسا ہی کروں گا۔'' ادھر جب یزیدی کو یہ یقین ہو گیا کہ مامون اپنے ندیموں کے ساتھ مل کر بیٹھا ہے اور یہ بھی علم ہو گیا کہ اب شراب پینے کے اثرات ان پر پڑنے لگے ہیں تو وہ دربارِ خلافت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اندر داخل ہوا اور اپنا رقعہ خادمِ خاص کو پیش کر دیا۔ اس رقعے میں یہ اشعار تحریر تھے:

ترجمہ اشعار:

[اے میرے بہترین بھائیو اور ساتھیو! یہ طفیلی دربارِ خلافت کے دروازے پر ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ لوگ لذت و ذائقہ میں سرشار ہیں اور ہر طالب پناہ شراب کی طرف ہی وارفتگی سے لپکتا ہے۔ پس آپ لوگ اپنے میں سے ایک کو میری طرف بھیجو یا اپنے رفیق کو میری طرف نکالو۔]

مامون نے اپنے ندماء کے سامنے یہ اشعار پڑھے تو انہوں نے عرض کیا: ''اس حالت میں اس کا ہمارے پاس آنا مناسب نہیں۔'' پھر مامون نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ آپ کا اس وقت ہمارے پاس آنا مشکل ہے۔ لہٰذا آپ اپنی خاطر جس ایک ندیم کو چاہیں، منتخب کر لیجیے۔ یزیدی نے کہلا بھیجا: ''میں عبداللہ بن طاہر کو اختیار کرتا ہوں۔'' مامون نے عبداللہ سے کہا: ''اس نے آپ کو اختیار کر لیا ہے، لہٰذا آپ اس کے پاس چلے جائیے۔'' عبداللہ نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! کیا میں ایک طفیلی کا شریک و رفیق بن جاؤں؟'' مامون نے جواب دیا: ''ابو محمد کا دو باتوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ اگر تو آپ چاہیں تو اس کے پاس چلے جائیے ورنہ آپ اپنی جان کو اس سے فدیہ دے کر چھڑا لیجیے!'' اس پر عبداللہ نے کہا: ''میرے ذمے دس ہزار ہوئے۔'' مامون نے کہا: ''اتنے اس کے لیے کافی نہیں ہوں

Marfat.com

گے۔''یوں عبداللہ دس دس ہزار بڑھاتا اور مامون کہتا رہا یہ اس کے لیے کافی نہ ہوں گے۔حتی کہ طاہر ایک لاکھ تک پہنچ گیا۔اس پر مامون نے اس سے کہا:''پس یہ رقم دینے میں جلدی کیجئے۔''

چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے اس سلسلے میں اپنے وکیل کو تحریر بھیجی اور اس کے ساتھ ایک قاصد بھیج دیا۔ادھر مامون نے یزیدی کو پیغام بھیجا:''ایک لاکھ درہموں کو اس وقت تمھارا وصول کر لینا، عبداللہ کی ندیمی سے زیادہ نفع بخش اور زیادہ موزوں ومناسب ہے۔''

عمارہ بن عقیل نے کہا:''مجھ سے عبداللہ بن ابی السمط نے کہا، کیا آپ کو علم ہے کہ مامون کو شعروشاعری کی بصیرت حاصل نہ تھی؟''میں نے جواب دیا:''اس سے بڑھ کر شاعری کا رمز شناس اور جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ اللہ کی قسم، ہم اس کے سامنے شعر کا پہلا مصرعہ ہی پڑھا کرتے تھے کہ وہ اس کا آخری مصرعہ پڑھ دیا کرتا تھا۔''عبداللہ بن ابی السمط نے کہا:''میں نے مامون کے سامنے ایک بہت ہی عمدہ شعر پڑھا مگر وہ اس شعر کے لیے بالکل نہیں پھڑکا۔''میں نے کہا:''وہ شعر کون سا ہے؟''وہ بولا:

اضحی امام الهدیٰ المامون مشتغلاً

بالدّین والنّاس بالدنیا مشاغلُ

اس پر میں نے کہا:''اللہ کی قسم تم نے اس شعر میں کچھ بھی کمال نہیں کیا۔تم نے اس کے سوا اور کچھ نہیں کیا کہ تم نے اسے ایک بڑھیا بنا دیا جو اپنے کمرے میں محصور ہو۔اب یہ بتاؤ کہ دنیا کے معاملے کو کون سنبھالے گا اور سرانجام دے گا؟ درآں حالیکہ مامون دنیا کو نظر انداز کیے ہوئے ہو؟ تم نے اس طرح کیوں نہ کہا، جیسا کہ میرے دادا نے عبدالعزیز بن الولید کے بارے میں کہا تھا:''

فلاهو فی الدنیا یضیع نصیبه

ولاعرض الدنیا عن الدّینِ شاغلُه

[پس وہ نہ تو دنیا میں اپنا حصّہ ضائع کرتا ہے اور نہ ہی اسے دنیا کا ساز وسامان دین اسلام سے پھیر دیتا ہے۔]

اس پر شاعر عبداللہ نے کہا:''اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں غلطی پر تھا۔''

ابوالعباس احمد بن عبداللہ عمار کا بیان ہے مامون علویوں کی جانب بہت زیادہ میلان رکھتا تھا اور ان کے ساتھ بہت بڑھ چڑھ کر حسن سلوک کرتا تھا۔علویوں کے ساتھ اس کے طرز عمل کی خبر مشہور

Marfat.com

ہے اور ان کے ساتھ اس کا روّیہ معلوم ہے۔ وہ ایسا طبعاً کرتا تھا نہ کہ تکلفاً۔ علویوں کی جانب اس کے رجحان طبعی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس کے دورِ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین علوی نے وفات پائی۔ وہ اس کی نماز جنازہ کے لیے بنفسِ نفیس پہنچا اور لوگوں نے جب اس پر دکھ اور تکلیف کے اثرات دیکھے تو حیران ہوئے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس واقعہ کے بعد خلیفہ منصور کی چچا زاد زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کا ایک بیٹا فوت ہوا۔ مامون نے مرحوم کے لیے کفن بھیجا اور نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے اپنے بھائی صالح کو بھیجا تاکہ وہ مرحوم کی والدہ سے تعزیت بھی کرے۔ اس لیے کہ زینب کا عباسیوں کے یہاں بڑا مرتبہ تھا۔

صالح زینب کے پاس پہنچا اور خلیفہ مامون کی طرف سے تعزیت کی اور نمازِ جنازہ پر حاضر نہ ہو سکنے پر اس کی طرف سے معذرت کی۔

اس پر زینب خاتون کا غصہ بھڑکا اور اس نے اپنے پوتے سے کہا: آگے بڑھو اور اپنے والد کی نمازِ جنازہ پڑھاؤ۔ پھر زینب نے کسی کا یہ شعر پڑھا:

سبکناہُ ونحسبہ لُجَیناً

فأبدی الکیرُ عن خبثِ الحدید

[ہم نے اسے گلایا، پگھلایا اور اسے چاندی ہی گمان کرتے رہے۔ مگر بھٹّی نے لوہے کی میل کچیل کو نمایاں کر دیا۔]

پھر زینب نے صالح سے مخاطب ہو کر کہا: ''اس سے کہو کہ اے مراجل (اُم ولد کا نام جو مامون کی ماں تھی) کے چھوکرے اگر یحییٰ بن حسین بن زید فوت ہو گیا ہوتا تو تم اپنے منہ پر چادر کا دامن ڈال لیتے اور اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے بھاگتے۔''

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف

عز الدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم ...

الجزری ... ابن الاثیر (۵۵۵ھ - ۶۳۰ھ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com